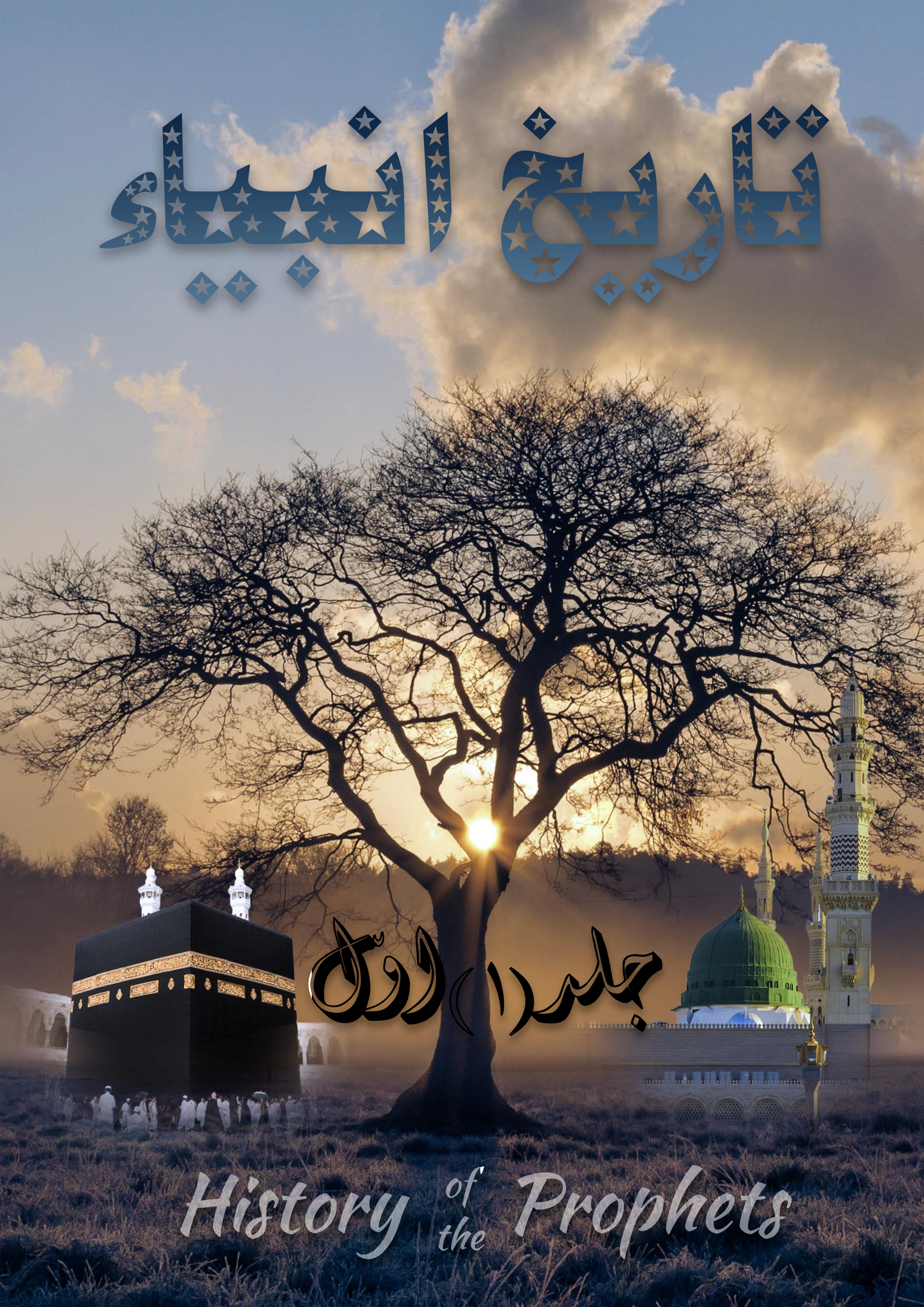
تاریخ انبیاء
جلد (۱) اوّل
History of the Prophets

page is left blank intentionally

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

تاریخ انبیاءؑ

جلد اوّل

تحریر **حیدر رضا** ولد **ابو جعفر** (مرحوم)

رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ ﴿٤١﴾

ترجمہ، اے پروردگار حساب (کتاب) کے دن مجھ کو اور میرے ماں باپ کو
اور مومنوں کی مغفرت کیجیو۔ (سورۃ ابراہیم۔۴۱)

برائے مہربانی ایک سورۃ فاتحہ پڑھ کر

ابو جعفر ولد علی محمد

کنیز سیدہ بنت علی سجاد

حسن جعفر ولد ابو جعفر

اشرف علی ولد محمد علی

محمد شبیر ولد غلام اکبر

بلقیس بانو بنت علی محمد

ابو مہدی ولد علی محمد

اور تمام مومنین و مومنات کی روح کو بخش دیں

وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُل رَّبِّ ارْحَمْهُمَا
كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا ﴿٢٤﴾

ترجمہ، اور عجز و نیاز سے ان کے آگے جھکے رہو اور ان کے حق میں دعا کرو کہ اے
پروردگار جیسا انھوں نے مجھے بچپن میں (شفقت سے) پرورش کیا ہے تو بھی ان
(کے حال) پر رحمت فرما۔ (بنی اسرائیل ۲۴)

"تاریخ انبیاءؑ"

تحریر وترتیب : حیدر رضا

ترجمہ : عارف رضا وہانی رضا

مطبع : سندھیکا پرنٹرز

ایڈیشن : اوّل

تعداد : ایک ہزار

سال طبع : جنوری۔ ۲۰۱۴

ویب سائٹ : https://issuu.com/hyderraza
http://books.aliwalay.com/books.php?catid=5

"حق و باطل کے راستے"

ایڈیشن : اوّل

تعداد : ایک ہزار

سال طبع : ستمبر۔ ۲۰۱۱

ویب سائٹ : https://issuu.com/hyderraza
http://books.aliwalay.com/books.php?catid=5

"اللہ کا شعور حاصل کیجیے"

ایڈیشن : اوّل

تعداد : دو ہزار

سال طبع : مارچ۔ ۲۰۱۰

ویب سائٹ : https://issuu.com/hyderraza
http://books.aliwalay.com/books.php?catid=5

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر (اس جلد میں)	جلد نمبر (علیحدہ جلدیں)
۱	تقریظ		
۲	انبیاؑ کی تعداد اور اُن کے اُوصیاء	۱۲	جلد۔۱
۳	صفات و معجزات، صحف انبیاءؑ اور اُن کی تعداد	۱۸	جلد۔۱
۴	اُولوالعزم کے معنی، انبیائے اُولوالعزم اور اُن کی تعداد	۳۷	جلد۔۱
۵	نبی و رُسولؑ کے معنی اور عصمت انبیاءؑ	۴۰	جلد۔۱
۶	حضرت آدم علیہ السّلام اور بی بی حوّا علیہ السّلام کے حالات	۴۴	جلد۔۲
۷	حضرت ہابیل علیہ السّلام اور قابیل کے حالات	۸۵	جلد۔۳
۸	حضرت شیث علیہ السّلام کے حالات	۸۹	جلد۔۴
۹	حضرت اوریس علیہ السّلام کے حالات	۹۷	جلد۔۵
۱۰	حضرت نوح علیہ السّلام کے حالات	۱۰۹	جلد۔۶
۱۱	حضرت ہود علیہ السّلام کے حالات	۱۲۹	جلد۔۷
۱۲	حضرت صالح علیہ السّلام کے حالات	۱۴۴	جلد۔۸
۱۳	حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے حالات	۱۵۷	جلد۔۹
۱۴	حضرت اسمٰعیل و اسحٰق علیہ السّلام کے حالات	۱۹۶	جلد۔۱۰
۱۵	حضرت لُوط علیہ السّلام کے حالات	۲۱۷	جلد۔۱۱
۱۶	حضرت ذوالقرنین علیہ السّلام کے حالات	۲۳۱	جلد۔۱۲
۱۷	حضرت یعقوب اور یوسف علیہ السّلام کے حالات	۲۵۷	جلد۔۱۳
۱۸	حضرت ایّوب علیہ السّلام کے حالات	۳۰۳	جلد۔۱۴
۱۹	حضرت شعیب علیہ السّلام کے حالات	۳۱۲	جلد۔۱۵
۲۰	حضرت موسٰی اور ہارون علیہ السّلام کے حالات	۳۲۱	جلد۔۱۶
۲۱	حضرت موسٰی اور خضر علیہ السّلام کے حالات	۴۶۴	جلد۔۱۷
۲۲	حضرت حزقیل علیہ السّلام کے حالات	۴۷۹	جلد۔۱۸
۲۳	حضرت اسمٰعیل بن حزقیل علیہ السّلام کے حالات	۴۸۴	جلد۔۱۹

نمبر شمار	عنوان	جلد نمبر (علیحدہ جلدیں)
۲۴	حضرت **الیاسؑ،الیسعؑ اور الیا** علیہ السّلام کے حالات صفحہ ۴۸۷	**جلد۔۲۰**
۲۵	حضرت **ذوالکفل** علیہ السّلام کے حالات	**جلد۔۲۱**
۲۶	حضرت **لقمان** علیہ السّلام کے حالات	**جلد۔۲۲**
۲۷	حضرت **اسمٰعیل** علیہ السّلام اور **طالوت وجالوت** کے حالات	**جلد۔۲۳**
۲۸	حضرت **داؤد** علیہ السّلام کے حالات	**جلد۔۲۴**
۲۹	**اصحاب سبت** کے حالات	**جلد۔۲۵**
۳۰	حضرت **سلیمان** علیہ السّلام کے حالات	**جلد۔۲۶**
۳۱	**قوم سبا** اور **اہل ثرثار** کے حالات	**جلد۔۲۷**
۳۲	حضرت **محمد** (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے حالات	**جلد۔۲۸**
۳۲	حنظلہ اور اصحاب رس کے حالات	**جلد۔۲۹**
۳۳	حضرت **شعیا** اور **حضرت حیقوق** علیہ السّلام کے حالات	**جلد۔۳۰**
۳۴	حضرت **زکرّیا و یحییٰ** علیہ السّلام کے حالات	**جلد۔۳۱**
۳۵	حضرت **عیسےٰ** اور **بی بی مریم** علیہ السّلام کے حالات	**جلد۔۳۲**
۳۶	حضرت **ارمیاؑ ،دانیالؑ** اور **عزیر** علیہ السّلام کے حالات	**جلد۔۳۳**
۳۷	حضرت **یونسؑ بن متی** اور انکے پدر بزرگوار علیہ السّلام کے حالات	**جلد۔۳۴**
۳۸	**اصحاب کہف ورقیم** کے حالات	**جلد۔۳۵**
۳۹	**اصحاب اخدود** کے حالات	**جلد۔۳۶**
۴۰	حضرت **جرجیس** علیہ السّلام کے حالات	**جلد۔۳۷**
۴۱	حضرت **خالد بن سنان** علیہ السّلام کے حالات	**جلد۔۳۸**
۴۲	**ہاروت وماروت** کے حالات	**جلد۔۳۹**
۴۳	**اُن پیغمبروں کے حالات** جن کے ناموں کی تصریح نہیں ہے	**جلد۔۴۰**
۴۴	بعض **بادشاہان زمین** کے حالات	**جلد۔۴۱**
۴۵	**بنی اسرائیل اور ان کے علاوہ غیر پیغمبروں** کے حالات نادرہ وعجیبہ	**جلد۔۴۲**

تقریظ

الحمدللہ، پچھلی کتابیں **"اللہ کا شعور حاصل کیجیے"** اور **"حق و باطل کے راستے"** کی کامیابی کے بعد، عوام کی حوصلہ افزائی اور اللہ تعالیٰ کی توفیقات سے میں نے یہ ایک اور کاوش **"تاریخ انبیاءؑ"** کی شکل میں کیا ہے جو کہ حاضر خدمت ہے۔ اس کتاب میں تمام واقعات علامہ محمّد باقر مجلسی علیہ الرحمہ کی کتاب **"حیات القلوب"** سے لیے گئے ہیں۔ میں نے صرف اتنی کوشش کی ہے کہ انبیاءؑ کی زندگی کے احوال جو کہ قرآن میں بھی بیان ہو چکے ہیں ان کو اور علامہ کی کتاب کے واقعات کو ایک جگہ کیا جائے، ساتھ ہی یہ بھی کوشش کی ہے کہ ان واقعات کو انتہائی مختصر اور آسان لفظوں میں بیان کیا جائے تاکہ اس کتاب سے بچے بھی مستفید ہو سکیں اور انبیاءؑ کی زندگی سے نصیحت حاصل کر سکیں۔ اگر کسی کو ان واقعے کی مکمل تفصیل یا کسی واقعہ کا حوالہ مقصود ہو، تو علامہ کی کتاب **"حیات القلوب"** سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔

اس کتاب میں یہ بھی کوشش کی گئی ہے کہ تاریخ انبیاءؑ اور ان کے احوال زندگی کو اس طرح بیان کیا جائے کہ ایک عام شخص تمام انبیاءؑ کے بارے میں باخوبی جان سکے اور ساتھ ہی یہ بھی جان لے کہ اللہ تعالیٰ کے منتخب نمائندوں نے اعلیٰ مقام اور فضیلت رکھنے کہ باوجود کس کس طرح کے امتحانات کا سامنا کیا، اور کم و بیش تمام انبیاء نے سخت امتحان دیے اور ان پر صبر کیا۔ اس کتاب سے یہ بھی سبق حاصل کیا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ صرف اپنے نیک بندوں کو ہی امتحانات میں مبتلا کرتا ہے، جب کوئی ان امتحانات پر صبر سے کام لیتا ہے تو کامیابی اس کا مقدر بنتی ہے، اور پھر اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو کامیابی سے نواز کر اعلیٰ مقام پر فائز کرتا ہے۔ انشاءاللہ، یہ کتاب بھی میری پچھلی کتابوں کی طرح آپ کے لیے مفید ثابت ہو گی اور آپ کے علم و یقین میں بھی اضافے کا باعث بنے گی۔ اس کوشش میں اگر میری طرف سے کسی قسم کی کوئی غلطی ہوئی ہو تو میں اپنے اللہ سے معافی کا طلبگار ہوتے ہوئے آپ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ مجھے ضرور اطلاع کریں، میں آپ کا شکر گزار ہونگا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح راستے پر قائم رکھے اور دین کی صحیح معرفت عطا فرما کر عمل کی توفیق فرمائیں، آمین

تحریر: حیدر رضا ولد ابو جعفر (مرحوم)

رابطہ ای میل: hyderraza@yahoo.com

حوالے: قرآن کا اردو ترجمہ یہاں سے لیے گئے ہیں: http://cityislam.com/quran.htm

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَ نَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿٧١﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ ؕ وَيَعْقُوْبَ
نَافِلَةً ؕ وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ﴿٧٢﴾ وَ جَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْهِمْ فِعْلَ
الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ ﴿٧٣﴾ وَلُوْطًا اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا وَّ
نَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ ﴿٧٤﴾ وَاَدْخَلْنٰهُ فِيْ
رَحْمَتِنَا ؕ اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٧٥﴾ وَنُوْحًا اِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ
مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿٧٦﴾ وَ نَصَرْنٰهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ
فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٧٧﴾ وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمٰنِ فِي الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ
وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ ﴿٧٨﴾ فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ ۚ وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا ؗ وَّسَخَّرْنَا مَعَ
دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ؕ وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿٧٩﴾ وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ
مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ﴿٨٠﴾ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖۤ اِلَى الْاَرْضِ
الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ؕ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ ﴿٨١﴾ وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ
عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ﴿٨٢﴾ وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ
الرّٰحِمِيْنَ ﴿٨٣﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ
عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ ﴿٨٤﴾ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿٨٥﴾ وَ
اَدْخَلْنٰهُمْ فِيْ رَحْمَتِنَا ؕ اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٨٦﴾ وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ
نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٨٧﴾
فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ؕ وَكَذٰلِكَ نُـۨجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٨٨﴾ وَزَكَرِيَّاۤ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ
رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿٨٩﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ؗ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَاَصْلَحْنَا لَهٗ
زَوْجَهٗ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ؕ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ﴿٩٠﴾
وَالَّتِيْۤ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَاۤ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿٩١﴾ اِنَّ هٰذِهٖۤ
اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ﴿٩٢﴾

ترجمہ، شروع اللہ کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اور ابراہیم اور لوط کو اس سرزمین کی طرف بچا نکالا جس میں ہم نے اہل عالم کے لئے برکت رکھی تھی ﴿۷۱﴾ اور ہم
نے ابراہیم کو اسحٰق عطا کئے۔ اور مستزاد برآں یعقوب۔ اور سب کو نیک بخت کیا ﴿۷۲﴾ اور ان کو پیشوا بنایا کہ ہمارے
حکم سے ہدایت کرتے تھے اور ان کو نیک کام کرنے اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم بھیجا۔ اور وہ ہماری عبادت کیا
کرتے تھے ﴿۷۳﴾ اور لوط جب ان کو ہم نے حکم (یعنی حکمت ونبوت) اور علم بخشا اور اس بستی سے جہاں کے لوگ
گندے کام کیا کرتے تھے۔ بچا نکالا۔ بے شک وہ برے اور بدکردار لوگ تھے ﴿۷۴﴾ اور انہیں اپنی رحمت کے (محل
میں) داخل کیا۔ کچھ شک نہیں کہ وہ نیک بختوں میں تھے ﴿۷۵﴾ اور نوح جب (اس سے) پیشتر انہوں نے ہم کو پکارا
تو ہم نے ان کی دعا قبول فرمائی اور ان کو اور ان کے ساتھیوں کو بڑی گھبراہٹ سے نجات دی ﴿۷۶﴾ اور جو لوگ
ہماری آیتوں کی تکذیب کرتے تھے ان پر نصرت بخشی۔ وہ بے شک برے لوگ تھے سو ہم نے ان سب کو غرق کر دیا
﴿۷۷﴾ اور داؤد اور سلیمان جب وہ ایک کھیتی کا مقدمہ فیصلہ کرنے لگے جس میں کچھ لوگوں کی بکریاں رات کو چر گئی
(اور اسے روند گئی) تھیں اور ہم ان کے فیصلے کے وقت موجود تھے ﴿۷۸﴾ تو ہم نے فیصلہ سلیمان کو سمجھا دیا۔ اور ہم
نے دونوں کو حکم (یعنی حکمت ونبوت) اور علم بخشا تھا۔ اور ہم نے پہاڑوں کو داؤد کا مسخر کر دیا تھا کہ ان کے ساتھ تسبیح
کرتے تھے اور جانوروں کو بھی (مسخر کر دیا تھا اور ہم ہی ایسا) کرنے والے تھے ﴿۷۹﴾ اور ہم نے تمہارے لئے ان کو
ایک (طرح) کا لباس بنانا بھی سکھا دیا تاکہ تم کو لڑائی (کے ضرر) سے بچائے۔ پس تم کو شکر گزار ہونا چاہیئے ﴿۸۰﴾ اور
ہم نے تیز ہوا سلیمان کے تابع (فرمان) کر دی تھی جو ان کے حکم سے اس ملک میں چلتی تھی جس میں ہم نے برکت
دی تھی (یعنی شام) اور ہم ہر چیز سے خبردار ہیں ﴿۸۱﴾ اور دیوؤں (کی جماعت کو بھی ان کے تابع کر دیا تھا کہ ان) میں
سے بعض ان کے لئے غوطے مارتے تھے اور اس کے سوا اور کام بھی کرتے تھے اور ہم ان کے نگہبان تھے ﴿۸۲﴾ اور
ایوب کو جب انہوں نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ مجھے ایذا ہو رہی ہے اور تو سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے
﴿۸۳﴾ تو ہم نے ان کی دعا قبول کرلی اور جو ان کو تکلیف تھی وہ دور کر دی اور ان کو بال بچے بھی عطا فرمائے اور اپنی
مہربانی کے ساتھ اتنے ہی اور (بخشے) اور عبادت کرنے والوں کے لئے (یہ) نصیحت ہے ﴿۸۴﴾ اور اسمٰعیل اور
ادریس اور ذوالکفل یہ سب صبر کرنے والے تھے ﴿۸۵﴾ اور ہم نے ان کو اپنی رحمت میں داخل کیا۔ بلاشبہ وہ نیکوکار
تھے ﴿۸۶﴾ اور ذوالنون جب وہ (اپنی قوم سے ناراض ہو کر) غصے کی حالت میں چل دیئے اور خیال کیا کہ ہم ان پر
قابو نہیں پاسکیں گے۔ آخر اندھیرے میں پکارنے لگے کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو پاک ہے (اور) بے شک میں
قصوروار ہوں ﴿۸۷﴾ تو ہم نے ان کی دعا قبول کرلی اور ان کو غم سے نجات بخشی۔ اور ایمان والوں کو ہم اسی طرح
نجات دیا کرتے ہیں ﴿۸۸﴾ اور زکریا جب انہوں نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ پروردگار مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تو سب
سے بہتر وارث ہے ﴿۸۹﴾ تو ہم نے ان کی پکار سن لی۔ اور ان کو یحییٰ بخشے اور ان کی بیوی کو اُن کے (حسن معاشرت
کے) قابل بنا دیا۔ یہ لوگ لپک لپک کر نیکیاں کرتے اور ہمیں امید سے پکارتے اور ہمارے آگے عاجزی کیا کرتے تھے
﴿۹۰﴾ اور ان (مریم) کو جنہوں نے اپنی عفّت کو محفوظ رکھا۔ تو ہم نے ان میں اپنی روح پھونک دی اور ان کے بیٹے کو
اہل عالم کے لئے نشانی بنا دیا ﴿۹۱﴾ یہ تمہاری جماعت ایک ہی جماعت ہے اور میں تمہارا پروردگار ہوں تو میری ہی
عبادت کیا کرو ﴿۹۲﴾

انبیاؑ کی تعداد اور اُن کے اوصیاء

انبیاؑ مرسلین کی بعثت کے مطابق آئمہ معصومین سے بہت سی روایت ملتی ہیں جو کہ پیغمبروں کی بعثت کی دلیل کے لیے کافی ہے، مثلاً جب ہم نے یہ مان لیا کہ ہمارا ایک خالق ہے جو کہ ہم سے اور تمام مخلوق سے بلند تر ہے، وہ منزّہ ہے کہ اس کی مخلوق اسے دیکھ سکے یا مس کر سکے یا وہ ہر ایک سے گفتگو کرے، پھر ہم نے یہ سمجھ لیا کہ وہ صانع حکیم ہے، اس سے وہی امور صادر ہوتے ہیں جو بندوں کے حق میں بہتر ہوں اور وہ اپنے بندوں کو ھدایت کے بغیر نہیں رکھتا تو یہ ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے بندوں کے لیے راہنماؤں کا بندوست بھی ہونا چاہیے جو اس کے احکام کو بندوں تک پہنچائیں اور تمام امور کی جانب ان کی راہنمائی کریں جن سے ان بندوں کی بقا ہو اور ان راہنماؤں کی راہنمائی کو ترک کرنا بندوں کی فنا کا باعث بنے۔ بس یہی راہنما جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے عام بندوں کی طرف آئے وہ حکیم و دانا اور بر گزیدہ اللہ کے پیغمبر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان بر گزیدہ پیغمبروں کو علم و حکمت سے آراستہ کر کے مبعوث فرمایا ہے، جو عام لوگوں کے ساتھ ان کے احوال و صفات میں شریک نہیں ہوتے اگرچہ خلقت و ترکیب میں عام لوگوں کے مثل و مانند ہوتے ہیں، لیکن خدائے حکیم و علیم کی جانب سے علم و حکمت و دلائل و براہین و شواہد و معجزات کے ساتھ اس دنیا میں آتے ہیں تاکہ یہ چیزیں ان کے دعوے کی صداقت پر دلیل ہوں، مثلاً مردہ کو زندہ کرنا، اندھے کو بینائی دینا، مریض کو شفا بخشنا وغیرہ، ان سب معجزات سے ایک عام انسان عاجز ہوتا ہے۔ بس اس طرح کے راہنما ہر زمانے میں موجود تھے اور زمین کبھی حجّت خدا سے خالی نہیں رہی اور اللہ نے لوگوں پر پیغمبروں کا پہچاننا، ان کی حقیقّت کا اقرار کرنا اور ان کی

ترجمہ، اور ہم نے تم سے پہلے بھی پیغمبر ان کی قوم کی طرف بھیجے تو وہ اُن کے پاس نشانیاں لے کر آئے سو جو لوگ نافرمانی کرتے تھے ہم نے اُن سے بدلہ لے کر چھوڑا اور مومنوں کی مدد ہم پر لازم تھی ﴿٤٧﴾ سورۃ الروم

اطاعت کو بندوں پر واجب قرار دیا ہے۔اس طرح اللہ پر کوئی حجت باقی نہیں رہتی اور قیامت کے روز کوئی یہ نہ کہہ سکے گا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف اپنے ثواب کی خوشخبری دینے اور عذاب سے ڈرانے کے لئے کوئی راہنما نہیں بھیجا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن خازنان جہنّم سے سوال کرے گا کہ آیا تمہارے پاس کوئی پیغمبر اس عذاب سے ڈرانے والا نہیں بھیجا گیا تھا، کفار جواب دیں گے کہ ہاں آیا تھا مگر ہم نے اس کی تکذیب کی اور کہا کہ خدا نے کسی کو نہیں بھیجا ہے اور تم لوگ تو خود سخت گمراہی میں ہو۔

دوسری وجہ بعثت انبیاّء کی یہ بھی تھی کہ اللہ تعالیٰ کا نور، ذات اور تقدس صفات، اس کی اپنی مخلوق سے پوشیدہ تھیں، اس لیے خوشخبری دینے اور عذاب سے ڈرانے والے پیغمبروں کو بھیجا، تاکہ کفر میں ہلاک ہونے والے کے لیے حجّت تمام ہو جائے اور نجات پانے والے علم و ایمان اور برہان کے ساتھ نجات پاکر حیات ابدی حاصل کریں اور اللہ تعالیٰ کو پالنے والا سمجھ کر اس کی تمام صفات پر یقین رکھتے ہوئے اس کی وحدانیت کا اقرار کریں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات کا مظہر ان انبیاّء کو بنا کر اس دنیا میں بھیجا، تاکہ لوگ ان انبیاّء کو دیکھکر اللہ تعالیٰ کی صفات پر یقین کریں، مثلاّ اگر اللہ کا ایک نمائندہ کسی مرے ہوئے انسان کو زندگی دے سکتا ہے یا کسی مریض کو شفاء دے سکتا ہے، تو اس نمائندہ کا جو خالق ہے، اس کے لیے یہ کام کیا مشکل ہوگا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ اپنی تمام خلقت سے بلند ہے اور اس کی تمام مخلوق عاجز ہے کہ اپنے پیدا کرنے والے کو آنکھ سے دیکھ سکے یا اپنے خالق، ذات مقدس اور اس کی صفات کی حقیقت کا اندازہ کر سکے تو سوائے اس کے کوئی چارہ نہ تھا کہ کوئی واسطہ پیغمبر کی شکل میں ہو جو کہ خدا اور اس کی مخلوق کے درمیان واسطہ بنے، اور وہ پیغمبر تمام تر گناہ و خطا سے بری بھی ہو اور معصوم بھی ہو، تاکہ اپنے خالق کے امر و نہی اور اس کے آداب کو اس کی مخلوق تک پہنچائے اور تمام امور کی تعلیم دیتے ہوئے چند امور پر ان کو قائم بھی رکھ سکے۔

ترجمہ، اور جو پیغمبر ہم نے تم سے پہلے بھیجے ان کی طرف یہی وحی بھیجی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری ہی عبادت کرو (۲۵) سورۃ الأنبیاء

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ان پیغمبروں کی اطاعت کو اپنی مخلوق پر لازم قرار دیا۔ بس اللہ تعالیٰ اسی طرح اپنے انبیاءؑ کو مبعوث فرماتا رہا، یہاں تک کہ اس نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کو خلق فرمایا، جن میں سے تین سو تیرہ مرسل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان پیغمبروں کی حقیّت کا اقرار اور ان کی اطاعت تمام انسانوں پر واجب قرار دی۔ ان پیغمبروں میں سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام انبیاءؑ پر افضیلت دیکر تمام انبیاءؑ پر یہ بھی لازم کیا کہ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت پر ایمان لاتے ہوئے اپنی اپنی قوموں کو بھی ان کی نبوت کا اقرار کروائیں۔ اسی طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہونے والے تمام احکامات اور ان پر نازل ہونے والی کتاب کو بھی تمام انبیاءؑوں کی کتابوں پر افضیلت دی، صرف یہی نہیں بلکہ آپ کی اُمت کو بھی دوسرے انبیاءؑوں کی اُمتوں پر بلندی دی۔ اسی طرح ہر انبیاءؑ کے اوصیاء بھی تھے اور ان کی تعداد بھی اسی قدر تھی ۔ان تمام اوصیاء میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصیاء حضرت علیؑ کو افضیلت ملی۔ اللہ تعالیٰ ہی ہر ایک کو اس کا مقام دیتا ہے اور اللہ کو ہی یہ معلوم ہے کہ کس کو کتنی افضیلت دینی ہے۔ اس کا کوئی کام بھی عبث و بے فائدہ نہیں ہوتا اور جس حکیم نے ہر چیز کو کثیر منفعتوں اور بے شمار حکمتوں کے ساتھ خلقت میں ظاہر و آشکار کیا ہے، پاک ہے وہ ذات جس سے کوئی فعل بھی عبث و بے فائدہ صادر نہیں ہوتا اور وہ عادل بھی ہے ،وہ ہر گز اپنی طرف سے کسی کو کفر کی جانب نہیں بلاتا، اس نے پیغمبروں کو اس لیے بھی بھیجا کہ لوگوں کو ایمان کی دعوت دیں، اور اگر کسی کا کفر ثابت ہو بھی جائے تو وہ ان سادہ لوح انسان کو اپنے بھیجے ہوئے پیغمبروں کے

ترجمہ، (پہلے تو سب) لوگوں کا ایک ہی مذہب تھا (لیکن وہ آپس میں اختلاف کرنے لگے) تو خدا نے (ان کی طرف) بشارت دینے والے اور ڈر سنانے والے پیغمبر بھیجے اور ان پر سچائی کے ساتھ کتابیں نازل کیں تاکہ جن امور میں لوگ اختلاف کرتے تھے ان کا ان میں فیصلہ کردے۔ اور اس میں اختلاف بھی انہیں لوگوں نے کیا جن کو کتاب دی گئی تھی باوجود یہ کہ ان کے پاس کھلے ہوئے احکام آچکے تھے (اور یہ اختلاف انہوں نے صرف) آپس کی ضد سے (کیا) تو جس امر حق میں وہ اختلاف کرتے تھے خدا نے اپنی مہربانی سے مومنوں کو اس کی راہ دکھا دی۔ اور خدا جس کو چاہتا ہے سیدھا رستہ دکھا دیتا ہے ﴿۲۱۳﴾ سورۃ البقرۃ

ذریعے رہبری فرماتا ہے اور ان کو حق کی جانب بلاتا ہے، لیکن صرف اُن لوگوں کو ہی ہدایت کی توفیق دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ سے ہدایت کی امید رکھتے ہیں، مگر وہ لوگ کبھی بھی ہدایت نہیں پاتے جو کفر پر قائم رہتے ہوئے ظلم کا راستہ اختیار کر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے ہدایت کی امید بھی نہیں رکھتے۔ اللہ تعالیٰ ظلم اور ظالم کا کبھی بھی مددگار نہیں ہوتا اور ظالم کو اللہ کے بھیجے ہوئے پیغمبروں سے بھی کوئی فائدہ نہیں ہوتا، بلکہ وہ پیغمبروں پر ظلم کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے عذاب کے حقدار ہو جاتے ہیں۔

ان انبیاؑؤں کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار تھی اور اس طرح ان کے اوصیاء کی تعداد تھی۔ان انبیاؑؤں میں پانچ پیغمبر اولوالعزم اور تین سو تیرہ مرسل تھے۔چار پیغمبر سریانی تھے، جن کے نام حضرت آدمؑ، حضرت شیثؑ، حضرت نوحؑ،اور حضرت اخنوعؑ (ان کو ادریسؑ بھی کہتے ہیں اور انہوں نے ہی سب سے پہلے قلم سے لکھا) تھے۔چار پیغمبر عرب تھے، جن کے نام حضرت ہودؑ، حضرت صالحؑ، حضرت شعیبؑ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ عربی اہل بہشت کی بھی زبان ہے۔ اس کے علاوہ چھ سو پیغمبر بنی اسرائیل کی قوم سے تھے (ایک اور روایت کے مطابق ان کی تعداد چار ہزار تھی)، جن میں حضرت موسیٰؑ پہلے اور حضرت عیسیٰؑ آخری تھے۔، حضرت ہودؑ، حضرت صالحؑ، حضرت شعیبؑ، حضرت اسمٰعیلؑ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عربی بولا کرتے تھے۔ حق تعالیٰ نے تمام کتابیں اور وحی لغت عرب میں بھیجی مگر وہ پیغمبروں تک ان کی قوم کی زبان میں پہنچتی تھی اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک یہ عربی زبان میں ہی آئی۔ ان انبیاؑؤں میں کچھ انبیاءؑ ختنہ شدہ بھی پیدا ہوئے، جن میں آدمؑ، شعیبؑ، ادریسؑ، نوحؑ، سامؑ بن نوحؑ، ابراہیمؑ، داؤدؑ، سلیمانؑ، لوطؑ، اسمٰعیلؑ، موسیٰؑ، عیسیٰؑ اور

ترجمہ، (مسلمانو) کہو کہ ہم خدا پر ایمان لائے اور جو (کتاب) ہم پر اتری، اس پر اور جو (صحیفے) ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ان کی اولاد پر نازل ہوئے ان پر اور جو (کتابیں) موسیٰ اور عیسی کو عطا ہوئیں، ان پر، اور جو اور پیغمبروں کو ان کے پروردگار کی طرف سے ملیں، ان پر (سب پر ایمان لائے) ہم ان پیغمروں میں سے کسی میں کچھ فرق نہیں کرتے اور ہم اسی (خدائے واحد) کے فرمانبردار ہیں (۱۳۶)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تھے۔ کچھ انبیاءؑ دو ناموں سے بھی جانے جاتے ہیں جن میں یوشعؑ بن نون ہیں جن کو ذوالکفلؑ، یعقوبؑ جن کو اسرائیلؑ، خضرؑ جن کو الیاسؑ، یونسؑ جنکو ذوالنونؑ بھی کہتے ہیں، اسی طرح عیسٰیؑ کو مسیحؑ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو احمد بھی کہتے ہیں۔ پیغمبروں میں سے چار پیغمبر بیک وقت مبعوث ہوئے تھے جن میں ابراہیمؑ و اسحٰقؑ و یعقوبؑ اور لوطؑ تھے اور ان میں ابراہیمؑ و اسحٰقؑ بیت المقدس و شام کی طرف مبعوث ہوئے اور یعقوبؑ کو مصر کی جانب اور لوطؑ کو چار شہروں کی جانب مبعوث کیا اور یہ شہر سدوم، حامور، صنعا اور اروما تھے۔ تین پیغمبر بادشاہ ہوئے جن کے نام داؤدؑ، سلیمانؑ اور یوسفؑ ہیں۔ چار بادشاہ تمام دنیا کے بادشاہ ہوئے، دو مومن یعنی ذوالقرنینؑ و سلیمانؑ اور دو کافر تھے جن میں نمرود بن کوش بن کنعان اور بخت نصّر ہیں۔ اس کے علاوہ اللہ کی کچھ مخلوق ایسی بھی ہیں جو بغیر ماں کے رحم کے پیدا ہوئیں جیسے آدمؑ و حوّاؑ، گوسفندان ابراہیمؑ، عصائے موسیٰؑ کا سانپ، (اونٹنی) ناقہ صالحؑ، وہ دونوں کوّے جن کو اللہ نے قابیل کی تعلیم کے لیے بھیجا کہ کس طرح حضرت ہابیلؑ کو دفن کرے، وہ چمگادڑ جسے عیسٰیؑ نے بنایا اور زندہ کیا اور بحکم خدا اڑ گئی، وہ سانپ جس نے کہ شیطان کو حضرت آدمؑ کو ضرر پہنچانے کے لیے جنّت میں داخل کیا، اور شیطان لعنۃ اللہ علیہ جو کہ بغیر ماں و باپ کے وجود میں آیا۔

کسی انسان کے لئے ممکن نہیں کہ خدا اس سے گفتگو کرے مگر خدا وحی کے عنوان سے، پس پردہ یا کوئی رسول بھیجتا ہے، خدا کے حکم سے جو کچھ خدا چاہتا ہے وہ وحی کرتا ہے۔ بتحقیق کہ ہر رسول، آسمانی رسولوں میں سے ہوتا ہے، یعنی ملائکہ جن پر خدا کی وحی ہوتی ہے اور وہ رسولان زمین کو وہ وحی پہنچاتے ہیں۔ اور کبھی رسولان زمین و حق تعالیٰ کے درمیان بلاواسطہ گفتگو ہوتی ہے، جیسے خدا نے موسیٰؑ سے پس پردہ گفتگو کی، اسی طرح آدمؑ اور حوّاؑ کو بھی

ترجمہ، اور کسی آدمی کے لئے ممکن نہیں کہ خدا اس سے بات کرے مگر الہام (کے ذریعے) سے یا پردے کے پیچھے سے یا کوئی فرشتہ بھیج دے تو وہ خدا کے حکم سے جو خدا چاہے القا کرے۔ بے شک وہ عالی رتبہ (اور) حکمت والا ہے ﴿۵۱﴾ سورۃ الشوری

ندا دی کہ آدمؑ تم مع اپنی زوجہ کے جنّت میں رہو۔ کبھی حق باری تعالیٰ اپنی بندے کے دل پر الہام یا خواب کے ذریعے اپنے پیغام کو پہنچاتا ہے۔

ایک دفعہ رسول خداﷺ نے حضرت جبریلؑ سے پوُچھا کہ وحی کہاں سے حاصل کرتے ہو، انہوں نے جواب دیا کہ اسرافیلؑ سے، پھر پوُچھا کہ اسرافیلؑ کہاں سے لیتے ہیں تو جواب دیا کہ ایک ملک روحانی سے جو اُن سے بالا تر ہے، پھر معلوم کیا کہ اُس کو کہاں سے ملتی ہے، عرض کی خدا اس کے دل میں القا فرماتا ہے۔ بس اللہ تعالیٰ اپنی وحی کو کئی طریقے سے اپنے بندے تک پہنچاتا ہے، بعض دفعہ پیغمبروں سے گفتگو کرتا ہے اور کبھی اُنکے دل میں ڈال دیتا ہے، اور بعض پیغمبروں کو خدا خواب میں دکھاتا ہے۔ بس یہ وحی یا کلام خدا کو جو مختلف طریقے سے خدا اپنے بندوں تک بھیجتا ہے، اس کو ہی لوگ پڑھتے ہیں اور تلاوت کرتے ہیں۔ حضرت جبرئیلؑ نے حضرت اسرافیلؑ کی تعریف کچھ اس طرح کی کہ وہ حاجب پروردگار ہیں اور خدا کی بارگاہ میں سب سے مقرب ہیں۔ جب خداوند عالم بذریعہ وحی تکلم فرماتا ہے تو لوح پر نقش ہو جاتا ہے، لوح جو سُرخ یاقوت کا ہے۔ حضرت اسرافیلؑ لوح پر نظر کرتے ہیں جو کچھ اس جگہ پڑھتے ہیں ہم سے بیان کر دیتے ہیں، پھر ہم اس کو آسمان و زمین تک پہنچاتے ہیں۔ حضرت اسرافیلؑ باقی تمام خدا کی مخلوق میں خدا کے زیادہ نزدیک ہیں۔ ان کے اور خدا کے درمیان نور کے نوّے حجابات ہیں، جو آنکھوں کو خیرہ کرتے ہیں جن کا وصف بیان سے باہر ہے اور میں (جبرئیلؑ) اسرافیلؑ کے نزدیک خلق میں سب سے زیادہ مقرب ہوں، میرے اور اُن کے درمیان ہزار سال کی راہ ہے۔

اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو رسُول بناتا ہے تو اُن کے دلوں سے پردوں کو اُٹھا دیتا ہے اور ان کو سکینہ و وقار عطا فرماتا ہے، یعنی ان کو صاحب یقین خلق کرتا ہے اور ان کو

ترجمہ، وہی فرشتوں کو وحی کے ساتھ (جو جملہ تعلیماتِ دین کی روح اور جان ہے) اپنے حکم سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے نازل فرماتا ہے کہ (لوگوں کو) ڈرسناؤ کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں سو میری پرہیزگاری اختیار کرو (۲)

ہر طرح کے شک سے بھی پاک رکھتا ہے۔اسی لیے ان انبیاؑوں کو یہ سمجھنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آتی کہ یہ وحی اللہ تعالیٰ کی طرف ہے یا کوئی شیطانی وسوسہ ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُن پر جو کچھ بھی نازل ہوتا ہے وہ اس طرح ظاہر ہوتا ہے جیسے کوئی چیز وہ شخص اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے، اسی لیے حضرت ابراھیمؑ کو یہ فیصلہ کرنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آئی کہ بیٹے کی قربانی خواب ہے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم و وحی ہے۔اسی طرح حضرت اسمٰعیلؑ نے بھی باپ کے خواب کو صرف خواب نہیں جانا بلکہ اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی جانتے ہوئے اپنی قربانی کو خدا کی راہ میں پیش کر دیا۔

صفات و معجزات، صحف انبیاء اور اُن کی تعداد

ان انبیاؑوں میں سے بہت سوں کو اللہ تعالیٰ نے معجزات کے ساتھ دنیا میں بھیجا اور کچھ پر صحیفے بھی نازل ہوئے جن کی تعداد ایک سو چوبیس ہے (ایک اور روایت کے مطابق ایک سو چار ہیں)، جن میں حضرت شیثؑ پر پچاس، حضرت ادریسؑ پر تین اور حضرت ابراھیمؑ پر بیس صحیفے نازل ہوئے، جو کہ تین کتابوں کی شکل میں انسانوں کے پاس ہیں جن کے نام توریت، انجیل، اور زبور ہیں۔قرآن جناب رسُول خداؐ پر نازل ہوا۔ان انبیاؑوں کو اللہ تعالیٰ نے

ترجمہ، کسی آدمی کو شایاں نہیں کہ خدا تو اسے کتاب اور حکومت اور نبوت عطا فرمائے اور وہ لوگوں سے کہے کہ خدا کو چھوڑ کر میرے بندے ہو جاؤ بلکہ (اس کو یہ کہنا سزاوار ہے کہ اے اہلِ کتاب) تم (علمائے) ربانی ہو جاؤ کیونکہ تم کتابِ (خدا) پڑھتے پڑھاتے رہتے ہو ﴿۷۹﴾ اور اس کو یہ بھی نہیں کہنا چاہیے کہ تم فرشتوں اور پیغمبروں کو خدا بنا لو بھلا جب تم مسلمان ہو چکے تو کیا اسے زیبا ہے کہ تمہیں کافر ہونے کو کہے ﴿۸۰﴾ اور جب خدا نے پیغمبروں سے عہد لیا کہ جب میں تم کو کتاب اور دانائی عطا کروں پھر تمہارے پاس کوئی پیغمبر آئے جو تمہاری کتاب کی تصدیق کرے تو تمھیں ضرور اس پر ایمان لانا ہوگا اور ضرور اس کی مدد کرنی ہوگی اور (عہد لینے کے بعد) پوچھا کہ بھلا تم نے اقرار کیا اور اس اقرار پر میرا ذمہ لیا (یعنی مجھے ضامن ٹھہرایا) انہوں نے کہا (ہاں) ہم نے اقرار کیا (خدا نے) فرمایا کہ تم (اس عہد و پیمان کے) گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں ﴿۸۱﴾ سورۃ آل عمران

معجزات کے ساتھ اس لیے بھیجاتا کہ ہر شخص پر دلیل ثابت ہو جائے کیونکہ معجزہ علامت ہے خدا کی جانب سے جسے وہ صرف اپنے پیغمبرؤں، رسولوں اور اپنی حجتوں کو عطا فرماتا ہے، جس سے سچّوں کی سچّائی اور جھوٹوں کا جھوٹ ظاہر ہو جائے۔ ہر نبی اپنے زمانے کی ضرورت کے مطابق معجزہ لیکر آتا تھا، جیسے حضرت موسیٰؑ کے زمانے میں سحر وجادو کا غلبہ تھا، وہ خدا کی جانب سے چند ایسے معجزے لائے جو کہ سحر کی طرح کے تو تھے مگر ان معجزات کا مثل اُن جادو گروں کی طاقت سے باہر تھا، اسی لیے حضرت موسیٰؑ نے ان معجزات کے ذریعہ سے ان جادو گروں کے جادو کو باطل کیا اور ان پر خدا کی حجّت کو تمام کیا۔ اسی طرح حضرت عیسٰیؑ کے زمانے میں بیماریاں پھیلی ہوئی تھیں اور ان کی قوم میں طبیب موجود تھے، مگر حضرت عیسٰیؑ خدا کی جانب سے چند ایسے معجزوں کے ساتھ آئے جن کا مثل اُن طبیبوں کے پاس نہ تھا، جیسے مردوں کو خدا کے حکم سے زندہ کرنا، کوڑھ کے مریضوں کو مکمل شفا بخشنا۔ ان معجزات کے ذریعہ حضرت عیسٰیؑ نے اپنی قوم پر حجّت خدا کو تمام کیا اور وہ لوگ ماہر ہونے کے باوجود ان معجزات کے مثل سے عاجز رہے۔ اسی طرح ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کو اس زمانے میں بھیجا جب خطبہائے فصیح اور سخنان بلیغ کا دور دورہ تھا اور حضرت محمد ﷺ کی قوم کا یہی پیشہ وکمال تھا۔ آنحضرت ﷺ ان کی طرف کتاب خدا اور اس کے احکام لے کر آئے جن سے ان کے کلام کو باطل فرمایا، اور ان کی قوم کے لوگ ان معجزات کا مثل لانے سے عاجز رہے، اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنی حجّت کو تمام کیا۔

ایک اور راویت کے مطابق اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبرؤں، رسُولوں اور اپنی حجّتوں میں پانچ رُوحیں وریعت کی ہیں، (۱) رُوح حیات جس سے وہ حرکت کرتے ہیں، (۲) رُوح

ترجمہ، یہ بستیاں ہیں جن کے کچھ حالات ہم تم کو سناتے ہیں۔ اور ان کے پاس ان کے پیغمبر نشانیاں لے کر آئے۔ مگر وہ ایسے نہیں تھے کہ جس چیز کو پہلے جھٹلا چکے ہوں اسے مان لیں اسی طرح خدا کافروں کے دلوں پر مہر لگا دیتا ہے ﴿۱۰۱﴾ اور ہم نے ان میں سے اکثروں میں (عہد کا نباہ) نہیں دیکھا۔ اور ان میں اکثروں کو (دیکھا تو) بدکار ہی دیکھا ﴿۱۰۲﴾

القلوب جس سے وہ جہاد کرتے ہیں، (۳) رُوح الشہور جس سے وہ کھاتے پیتے اور عورت سے مقاربت کرتے ہیں، (۴) رُوح الایمان جس سے ایمان لاتے ہیں اور عدالت کرتے ہیں، (۵) رُوح القدس جس سے پیغمبری کا حامل ہوتا ہے اور جب پیغمبر دنیا سے جاتا ہے تو یہ رُوح اس امام کی طرف منتقل ہو جاتی ہے جو اس کے بعد یہ منصب لیکر آتا ہے۔ رُوح القدس کا خواب و غفلت، لہو و تکبر سے تعلق نہیں ہوتا اور پیغمبر و امام اسی رُوح سے ہی غیب کا علم رکھتے ہیں، لیکن مذکورہ چاروں رُوحوں پر خواب بھی طاری ہوتا ہے اور وہ غافل بھی ہو جاتی ہے اور لہو و تکبر بھی رکھتی ہیں۔ لہذا پیغمبروں کو اللہ نے کچھ خاص روحوں کے ساتھ پیدا کیا جس کی وجہ سے یہ پیغمبر آگے ہونے والے واقعات سے واقف ہوتے تھے، جیسے حضرت آدمؑ نے اپنے بیٹے ہبتہ اللہ کو حضرت نوحؑ کے بارے میں بتایا اور کہا حق تعالیٰ ایک پیغمبر بھیجے گا جو لوگوں کو خدا کی طرف بُلائے گا۔ لوگ اس کی تکذیب کریں گے تو خدا اُس کی قوم کو طوفان کے ذریعہ سے ہلاک کرے گا، جب کہ حضرت آدمؑ اور حضرت نوحؑ کے درمیان زمانے میں کئی سالوں کا فاصلہ تھا اور ان کے درمیان میں کچھ پیغمبرؑ آئے جو اپنے کو پوشیدہ رکھتے تھے، اسی سبب سے اللہ نے ان کے نام کو قرآن میں مخفی رکھا اور ان کا نام نہیں لیا، صرف اُن پیغمبروںؑ کو اللہ نے ظاہر کیا جو اپنے کو ظاہر کرتے تھے۔

بسند معتبر روایت ہے کہ مسجد سہلہ حضرت ادریسؑ کا مکان ہے جس میں وہ خیاطی کرتے تھے۔ اسی جگہ سے حضرت ابراہیمؑ یمن کی جانب جنگ عمالقہ کے لئے گئے، اسی جگہ

ترجمہ، اور ہم جو پیغمبروں کو بھیجتے رہے ہیں تو خوشخبری سنانے اور ڈرانے کو پھر جو شخص ایمان لائے اور نیکو کار ہو جائے تو ایسے لوگوں کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ اندوہناک ہوں گے ﴿۴۸﴾ اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا ان کی نافرمانیوں کے سبب انہیں عذاب ہوگا ﴿۴۹﴾ کہہ دو کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں اور نہ (یہ کہ) میں غیب جانتا ہوں اور نہ تم سے یہ کہتا کہ میں فرشتہ ہوں۔ میں تو صرف اس حکم پر چلتا ہوں جو مجھے (خدا کی طرف سے) آتا ہے۔ کہہ دو کہ بھلا اندھا اور آنکھ والے برابر ہوتے ہیں؟ تو پھر تم غور کیوں نہیں کرتے ﴿۵۰﴾

سورة الأنعام

سے داؤدؑ جنگ جالوت کے واسطے روانہ ہوئے۔ اس مسجد میں ایک سبز پتھر ہے جس پر ہر پیغمبر کی صورت بنی ہوئی ہے۔ اسی کے نیچے سے ہر پیغمبر کی مٹی لی گئیں ہیں اور وہی محل نزول حضرت خضرؑ ہے۔ اسی طرح ایک اور روایت کے مطابق مسجد کوفہ میں ایک ہزار ستّر پیغمبر وں نے نماز پڑھی ہے اور اس میں عصائے موسیٰؑ، درخت کدو اور سلیمانؑ کی انگوٹھی ہے، اسی میں سے تنور نوحؑ جوش میں آیا اور کشتی نوحؑ تیار کی گئی اور وہ بابل کی بہترین جگہ ہے، وہاں پیغمبروں کی ایک بڑی جماعت مدفون ہے۔ اسی طرح یہ بھی روایت ملتی ہے کہ حق باری تعالی نے پیغمبروں کے لئے زراعت کرنا اور گوسفند چرانے کے کام کو پسند کیا تاکہ باران آسمانی سے کراہت نہ رکھیں، بلکہ ہر پیغمبر کو گوسفند چرانے کی تکلیف دی تاکہ ان کو تعلیم دے کہ کس طرح لوگوں کی رعایت کرنا چاہیے اور اس کے ذریعہ سے اس کی عادت ڈالے کہ لوگوں کی بداخلاقی کا وہ تحمل کر سکیں۔ ہر پیغمبر سے سخت امتحان لیا، کچھ پیغمبر ایسے بھی تھے جو بھوک میں مبتلا ہوتے تھے اور اسی میں مر جاتے تھے، کچھ پیاس میں مبتلا ہو کر مر جاتے، اور کچھ تو عریانی میں مبتلا ہوتے اور مر جاتے، کئی دردوں اور مرضوں میں مبتلا ہو کر مر جاتے تھے۔ کوئی اتنی کم زندگی لے کر آتا کہ اپنی قوم میں کھڑا ہوتا اور عبادت خدا کا حکم دیتا اور ان کو توحید کی طرف بُلاتا، تو اُس قوم کے لوگ اُن کو اتنی مہلت بھی نہ دیتے کو وہ اپنے کلام سے فارغ ہو جائیں اور نہ ہی اُن کی بات کو سُنتے تھے اور اُن کو مار ڈالتے تھے اور ان پیغمبروں کے پاس ایک شب کی بھی قوت نہ ہوتی، اور خدا بندوں کو ان کی قدر و منزلت کے موافق جس قدر اُس کے نزدیک ہوتی ہے مبتلا کرتا ہے۔ پیغمبروںؑ کی غذا، اُن کے پاس سے آنے والی خوشبُو، اُن کی سخاوت، اُن کے رہنے وسہنے کے طریقے اور اُن کی موت و مدفن کے بارے میں بہت سی روایت منقول ہیں، جن کو میں یہاں ایک جگہ کر کے اپنے الفاظ میں بیان کر رہا ہوں، مثلاً خدا

ترجمہ، اور ہم نے تم سے پہلے جتنے پیغمبر بھیجے ہیں سب کھانا کھاتے تھے اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے۔ اور ہم نے تمہیں ایک دوسرے کے لئے آزمائش بنایا ہے۔ کیا تم صبر کرو گے۔ اور تمہارا پروردگار تو دیکھنے والا ہے ﴿۲۰﴾ سورة الفرقان

نے کسی پیغمبر کو نہیں بھیجا مگر امانتدار یعنی احکام الٰہی کو ہر نیک و بد پر پہنچانے والا، خوش آواز، صدق گفتار، پاکیزہ و معطر اور عمدہ خوشبو کے ساتھ مبعوث کیا۔ انہی خصوصیت کی وجہ سے عورتیں کثرت کے ساتھ پیغمبروں سے رغبت رکھتیں تھیں اور پیغمبروں کا کثرت کے ساتھ جماع کرنا ان کے اخلاق و مطاہر ہونے کی وجہ سے تھا جو کہ عورتیں خود ان سے نکاح کی خواہش رکھتیں تھیں۔ اسی طرح پیغمبروں نے غذا کے لیے جُو کھانے کی دعا کی تو خدا نے جو میں برکت رکھی ہے اور پیغمبروں کے لئے جُو کی غذا کو پسند کیا ہے۔ جس شکم میں جُو داخل ہوتا ہے ہر درد کو دور کر دیتا ہے اور یہ پیغمبروں اور نیک بندوں کی غذا ہے۔ پیغمبروں نے جُو کے علاوہ ستو، گوشت، دہی اور سرکہ زیت کا شوربا بھی اپنی غذا بنایا۔ اسی طرح مسواک کرنا بھی پیغمبروں کی سُنّت میں سے ہے اور حق تعالیٰ نے پیغمبروں کی روزی کو زراعت اور شیر پستان حیوانات میں قرار دیا ہے۔

بسند معتبر روایت منقول ہے کہ مسجد خیف جو کہ منٰی میں واقع ہے سات سو پیغمبروں نے نماز پڑھی ہے اور بہ تحقیق کہ رُکن حجرالاسود اور مقام ابراہیمؑ کے درمیان کی زمین پیغمبروں کی قبروں سے پُر ہے جو بھوک اور پریشانی اور بدحالی کے سبب سے مرے تھے۔ اور قبر آدمؑ حریم خدا میں ہے۔ اس کے علاوہ کوئی بھی مسجد زمین کے کسی ٹکڑے پر نہیں بنی، مگر کسی پیغمبر یا وصیٔ پیغمبر کی قبر پر جو قتل کئے گئے ہیں، یا اُن کے خون کے چند قطرے اُس زمین کے ٹکڑے پر پہنچے ہیں تو خدا نے چاہا کہ اس مقام پر اللہ کا ذکر ہو اور لوگ اُسے یاد کریں۔ ایک روایت میں مذکور ہے کہ جب حضرت زکریاؑ شہید ہوئے تو ملائکہ نازل ہوئے اور اُن کو غسل دیا اور تین روز اُن پر نماز پڑھی قبل اس کے کہ وہ دفن ہوں۔ اسی

ترجمہ، اور ہم نے تم سے پہلے مرد ہی (پیغمبر بنا کر) بھیجے جن کی طرف ہم وحی بھیجتے تھے۔ اگر تم نہیں جانتے تو جو یاد رکھتے ہیں ان سے پوچھ لو ﴿۷﴾ اور ہم نے ان کے لئے ایسے جسم نہیں بنائے تھے کہ کھانا نہ کھائیں اور نہ وہ ہمیشہ رہنے والے تھے ﴿۸﴾ پھر ہم نے ان کے بارے میں (اپنا) وعدہ سچا کر دیا تو ان کو اور جس کو چاہا نجات دی اور حد سے نکل جانے والوں کو ہلاک کر دیا ﴿۹﴾ سورۃ الأنبیاء

طرح تمام پیغمبر ہیں جن کا جسم مرنے کے بعد بھی متغیّر نہیں ہوتا اور زمین ان کو نہیں کھاتی اور ملائکہ ان پر نماز پڑھتے ہیں اس کے بعد ان کو دفن کرتے ہیں۔ حضرت رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ حق تعالی نے ہمارے گوشت کو زمین پر حرام کیا ہے کہ اس میں سے کچھ بھی کھائے۔ کوئی پیغمبر یا وصیٔ پیغمبر زمین میں تین روز سے زیادہ نہیں رہتا، یہاں تک کہ اس کی ہڈیاں، گوشت اور روح آسمان پر لے جاتے ہیں اور زوّار صرف ان کی قبروں کے نشان تک جاتے ہیں، لیکن موکلان خدا ان تمام لوگوں کے سلام پیغمبروں تک پہنچاتے ہیں جو قبر کے نزدیک یا دور رہ کر کرتے ہیں۔ بلکہ یہ بھی منقول ہے کہ ہر شب جمعہ تمام پیغمبران خدا، اُن کے اوصیا اور اُس وصی کی روح کو جو زندہ و موجود ہوتے ہیں، ان کو اجازت دی جاتی ہے تو یہ تمام رُوحیں آسمان پر جاتی ہیں اور عرش تک پہنچتی ہیں، پھر سات بار عرش کے گرد طواف کرتی ہیں۔ ہر قائمہ عرش کے پاس دو رکعت نماز پڑھتی ہیں پھر ان رُوحوں کو ان کے بدنوں میں واپس لاتے ہیں۔ اس شب کی صبح کو تمام پیغمبر اور اوصیا بے انتہا مسرور ہوتے ہیں، اور اُس وصی کے علم میں جو تم میں موجود ہے مزید علوم کی ترقی ہوتی ہے۔ ایک روایت کے مطابق جو علم حضرت آدم علیہ السّلام پر نازل ہوا وہ واپس نہیں گیا۔ اور کوئی عالم نہیں مرتا جس کا علم برطرف ہو جائے کیونکہ علم میراث میں پہنچتا ہے۔ اور زمین بغیر عالم کے قائم نہیں رہتی اور ہر عالم کے مر جانے کے بعد ایک عالم ہوتا ہے جو اسی قدر علم رکھتا ہے یا اس سے زیادہ، کیونکہ خدا کی کوئی حجّت ایسی زمین میں نہیں ہوتی کہ اُسکی اُمّت کسی امر کی محتاج ہو اور وہ نہ جانتا ہو یا ان کی زبانوں میں سے کوئی زبان نہ جانتا ہو۔ اسی طرح تین خصلیتں حق تعالیٰ نے سوائے

ترجمہ، اور ہم نے تم سے پہلے بستیوں کے رہنے والوں میں سے مرد ہی بھیجے تھے جن کی طرف ہم وحی بھیجتے تھے۔ کیا ان لوگوں نے ملک میں سیر (وسیاحت) نہیں کی کہ دیکھ لیتے کہ جو لوگ ان سے پہلے تھے ان کا انجام کیا ہوا۔ اور متّقیوں کے لیے آخرت کا گھر بہت اچھا ہے۔ کیا تم سمجھتے نہیں؟ ﴿۱۰۹﴾ یہاں تک کہ جب پیغمبر ناامید ہو گئے اور انہوں نے خیال کیا کہ اپنی نصرت کے بارے میں جو بات انہوں نے کہی تھی (اس میں) وہ سچے نہ نکلے تو ان کے پاس ہماری مدد آ پہنچی۔ پھر جسے ہم نے چاہا بچا دیا۔ اور ہمارا عذاب (اتر کر) گنہگار لوگوں سے پھرا نہیں کرتا ﴿۱۱۰﴾ سورۃ یوسف

پیغمبروں کے کسی کو نہیں عطا فرمائی ہیں۔اوّل یہ کہ اللہ ان پر وحی کرتا ہے۔دوسرے دعا کی اجازت دی تاکہ وہ اس دعا کو قبول کرے اور تیسرے یہ کہ ہر پیغمبرؑ کو اُس کی اپنی قوم پر گواہ مقرر فرمایا اور ہمارے پیارے نبی محمدؐ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام پیغمبروں پر گواہ بنایا۔

ایک دفعہ کسی یہودی نے رسولؐ خدا سے دریافت کیا کہ آپؐ زیادہ بہتر ہیں یا موسیٰ بن عمرانؑ جنکو خدا نے توریت عطا فرمائی، اُن سے گفتگو کی، اُن کے لئے عصا بھیجا، دریا کو اُن کے لئے شگافتہ کیا اور ابر کو اُن کے واسطے سائبان بنایا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بندے پر مکروہ ہے کہ خود اپنی تعریف کرے، لیکن مجھ پر لازم ہے کہ تجھ کو بتلاؤں۔ حضرت آدمؑ سے جب لغزش ہوئی تو اُن کی توبہ یہ تھی کہ خداوندا بحق محمدؐ وآل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے بخش دے تو خدا نے اُن کو بخش دیا۔ حضرت نوحؑ جب کشتی میں سوار ہوئے اور اُن کو غرق ہونے کا خوف ہوا تو انہوں نے یہ دعا کی تھی کہ خداوندا بحق محمدؐ وآل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے طوفان سے نجات دے تو خدا نے اُن کو نجات دی۔ حضرت ابراہیمؑ کو جب آگ میں ڈالا تو انہوں نے اللہ سے یہ دعا کی کہ خداوندا بحق محمدؐ وآل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے آگ سے نجات دے تو خدا نے اُن کو آگ سے نجات دی۔ لوگوں نے جب چاہا کہ عیسیٰؑ کو مار ڈالیں تو انہوں نے بحق محمدؐ وآل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ سے دعا کی تو خدا نے اُن کو قتل سے نجات دی اور آسمان پر اٹھالیا۔ جب حضرت موسیٰؑ نے عصا زمین پر ڈالا تو اپنے نفس میں ایک خوف کو پایا، تو اُنہوں نے یہ دعا کی کہ خداوندا بحق محمدؐ وآل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے یہ خوف کو ختم کر دے تو خدا نے اُن کو بے خوف کر دیا۔ اور یہی دعا انہوں نے عصا کو دریا پر مار کر کی تھی تو خشک راہیں دریا کے اندر پیدا ہو گئیں تھیں۔ اے یہودی اگر موسیٰؑ میرے زمانے میں ہوتے اور مجھ پر اور میری پیغمبری پر ایمان نہ لاتے تو ان کی

ترجمہ، اور ہم نے آپ سے پہلے بھی مردوں ہی کو رسول بنا کر بھیجا جن کی طرف ہم وحی بھیجتے تھے سو تم اہلِ ذکر سے پوچھ لیا کرو اگر تمہیں خود (کچھ) معلوم نہ ہو ﴿۴۳﴾ (انہیں بھی) واضح دلائل اور کتابوں کے ساتھ (بھیجا تھا)، اور (اے نبی مکرّم!) ہم نے آپ کی طرف ذکرِ عظیم (قرآن) نازل فرمایا ہے تاکہ آپ لوگوں کے لئے وہ (پیغام اور احکام) خوب واضح کر دیں جو ان کی طرف اتارے گئے ہیں اور تاکہ وہ غور و فکر کریں ﴿۴۴﴾

پیغمبری اُن کے لئے کچھ نفع بخش نہ ہوتی۔ اے یہودی میری ذریت سے مہدیؑ ہیں اور جب وہ ظاہر ہونگے تو حضرت عیسیٰؑ بن مریمؑ ان کی مدد کے لئے نازل ہوں گے اور اُن کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔

ہر پیغمبرؑ دوسرے آنے والے پیغمبر کی خبر بھی دیتا تھا اور اپنی اُولاد سے یہ عہد بھی لیتا تھا کہ آنے والے پیغمبرؑ کی اطاعت کریں گے۔ اسی لیے حضرت آدمؑ نے اپنی اُولاد کو حضرت نوحؑ کے لیے وصیت کی تھی اور یہ عہد بھی لیا تھا کہ وہ اس وصیت پر قائم رہیں گے اس وصیت کو وہ لوگ ہر سال کے شروع میں دیکھا کرتے تھے اور ساتھ یہ عہد بھی کرتے تھے کہ وہ نوحؑ پر ایمان لائیں گے۔ جس دن وہ یہ وصیت دیکھا کرتے تھے وہ دن اُن لوگوں کا عید کا دن ہوتا تھا۔ غرض حضرت نوحؑ نے اپنی قوم میں ساڑھے نو سو سال تبلیغ کی اور اُس قوم پر کی جو تکذیب کرنے والی تھی، اس قوم نے ہر اُس پیغمبر کی تکذیب کی جو آدمؑ اور نوحؑ کے درمیان آئے۔ جب نوحؑ کی پیغمبری ختم ہونے لگی تو حق تعالیٰ نے نوحؑ پر وحی کی کہ "اے نوح اب تم اسم بزرگ و میراث علم و آثار علم پیغمبری اپنے بعد اپنی ذریت میں سے سام کے سپرُد کردو، جیسے آدم اور تمھارے درمیان ہوئے ہیں اور میں ہر گز زمین کو خالی نہیں چھوڑونگا مگر یہ کہ اس میں کوئی عالم رہے گا جس سے میرا دین و عبادت کا طریقہ لوگ سمجھیں جو اُن لوگو ں کی نجات کا سبب ہوتا ہے جو ایک پیغمبر کی موت کے وقت سے دوسرے پیغمبر کے مبعوث ہونے تک پیدا ہوتے ہیں"۔ سامؑ کے بعد ہُودؑ پیغمبر ہوئے اور حضرت نوحؑ اور حضرت ہُودؑ کے درمیان بعض مخفی پیغمبرؑ تھے اور بعض ظاہر بظاہر مبعوث ہوتے رہے تھے۔ حضرت نوحؑ نے حضرت ہُودؑ کے بارے میں اپنی اُولاد کو بتایا کہ ہُودؑ اپنی قوم کو خدا کی طرف دعوت دیں گے اور اُن کی قوم اُن کی تکذیب کرے گی تو خدا اس قوم کو ہلاک کرے گا۔ لہذا تم میں سے جو

ترجمہ، اور (یہ) وہ دن ہوگا (جب) ہم ہر امت میں انہی میں سے خود ان پر ایک گواہ اٹھائیں گے اور (اے حبیبِ مکرّم!) ہم آپ کو ان سب (امتوں اور پیغمبروں) پر گواہ بنا کر لائیں گے، اور ہم نے آپ پر وہ عظیم کتاب نازل فرمائی ہے جو ہر چیز کا بڑا واضح بیان ہے اور مسلمانوں کے لئے ہدایت اور رحمت اور بشارت ہے ﴿۸۹﴾ سُوْرَۃُ النَّحْلِ

شخص اس زمانے تک رہے اُن پر ایمان لائے اور اُن کی پیروی کرے۔ اس وصیت کو وہ لوگ ہر سال کے شروع میں عید کے دن دیکھا کرتے تھے اور ساتھ یہ عہد بھی کرتے تھے کہ وہ حضرت ہودؑ پر ایمان لائیں گے۔ اور جب ہودؑ مبعوث ہوئے تو اُنہیں اُسی وصیت اور خوشخبری کے مطابق پایا جو نوحؑ نے کی تھی، تو وہ اُن پر ایمان لائے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا کہ "ہم نے ابراہیمؑ کو اسحٰقؑ و یعقوبؑ عطا کیے اور ہر ایک کی ہدایت کی اور بعض کی پہلے ہدایت کی تاکہ پیغمبری کو ان کے اہلبیت میں قرار دے۔ تو پیغمبروں کی ذریت سے وہ لوگ مامور ہوئے جو ابراہیمؑ سے پیشتر تھے تاکہ ابراہیمؑ کے آنے کی خبر دیں اور آنحضرتؐ کے بارے میں عہد و وصیّت کرتے رہیں۔ ہودؑ اور ابراہیمؑ کے درمیان دس پُشتوں کا فاصلہ تھا جو سب کے سب پیغمبر تھے۔ پس یہی سُنّت الٰہی تھی کہ ہر مشہور نبی و پیغمبر کے درمیان آٹھ سے دس پُشت کا فاصلہ تھا جو سب کے سب پیغمبر ہوتے تھے اور اپنے بعد آنے والے ہر پیغمبر کی خبر اور وصیت اپنے اپنے اوصیا کو کرتے تھے اور یہ عہد لیتے تھے کہ آنے والے پیغمبر پر ایمان لائیں گے۔ جیساکہ آدمؑ و نوحؑ و صالحؑ و شعیبؑ اور ابراہیمؑ نے کیا۔ یہاںتکہ یہ سلسلہ یوسفؑ بن یعقوبؑ بن اسحٰقؑ بن ابراہیمؑ تک پہنچا اور یوسفؑ کے بعد ان کے بھائی کے فرزندوں میں جاری ہوا جو اسباط تھے۔ ان سے حضرت موسیٰؑ تک آیا۔ یوسفؑ اور موسیٰؑ کے درمیان دس پیغمبر گزرے پھر خداوند عالم نے اُن کو فرعون وہامان اور قارون کی طرف بھیجا۔ حق تعالیٰ نے ہر اُمت کی طرف پے در پے پیغمبروںؑ کو بھیجا اور لوگ پیغمبروں کی تکذیب کرتے رہے، خدا ان کو معذّب کرتا رہا پھر بنی اسرائیل کا زمانہ آیا جنہوں نے ایک روز میں تین تین چار چار پیغمبروںؑ کو قتل کیا، یہاںتکہ کبھی ایسا ہوتا تھا کہ ستر ستر پیغمبر مار ڈالے جاتے تھے اور وہ لوگ مطلق پرواہ نہ کرتے تھے۔ منقول ہے کہ پیغمبروں،

ترجمہ، اللہ کی قسم! یقیناً ہم نے آپ سے پہلے (بھی بہت سی) امتوں کی طرف رسول بھیجے تو شیطان نے ان (امتوں) کے لئے ان کے (برے) اعمال آراستہ وخوش نما کر دکھائے، سو وہی (شیطان) آج ان کا دوست ہے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے ﴿٦٣﴾ سُوْرَةُ النَّحلِ

اماموں اور ان کی اولاد کو وہی قتل کرتا ہے جو ولدالزنا ہوتا ہے اور یہ اُن گناہوں میں سے ہے جیسے کوئی کعبہ کو خراب کرے یا کسی عورت سے حرامکاری کرے۔

جب یہ سلسلہ بعثت حضرت موسیٰؑ تک آیا تو اللہ نے ان پر توریت نازل کی اور انہوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں اپنے وصی یوشع بن نوناور کو بشارت دی، اور یوشع بن نوناور نے اپنے وصی فنا تک یہ پیغام پہنچایا۔ پس اسی طرح تمام پیغمبران خدا حضرت محمدؐ کے بارے میں بشارت دیتے رہے اور یہود و نصاریٰ صفت نام محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے خوب واقف تھے اور ان کے پاس توریت وانجیل میں لکھا ہوا موجود تھا کہ ایک پیغمبر آخری زمانے کے لیے آئے گا جو ان کو نیکی کا حکم اور بدی کی ممانعت کرے گا جن کا نام احمدؐ ہو گا۔ غرض موسیٰؑ و عیسیٰ ؑ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں خوشخبری دی۔ بس یہی سُنّت ہر پیغمبرؑ کی سُنّت بنی اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبعوث ہونے تک جاری رہی اور ہر پیغمبر اپنی اُولاد کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنے کی خبر بھی دیتا تھا اور یہ عہد بھی لیتا تھا کہ وہ اُن پر ایمان بھی لائیں گے۔ اور جب آنحضرتؐ کی رحلت کا وقت آیا اور آپؐ کی عمر کا آخری زمانہ تھا تو حق باری تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ اے محمّد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اب تم ان تمام تبرکات اسم اکبر و میراث علم و آثار پیغمبری کو علیؑ ابی طالب کے سپُرد کردو کیونکہ میں ان چیزوں کو تمھارے بعد تمھارے فرزندوں سے قطع نہ کرونگا جس طرح اُن پیغمبروںؑ کے خانوادوں سے قطع نہیں کیا جو تمھارے اور تمھارے باپ آدمؑ کے درمیان تھے۔ یعنی خدا نے آدمؑ و نوحؑ وآل ابراہیمؑ وآل عمرانؑ کو

ترجمہ، ان لوگوں کے دلوں میں جو کچھ ہے خدا اس کو خوب جانتا ہے تم ان (کی باتوں) کو کچھ خیال نہ کرو اور انہیں نصیحت کرو اور ان سے ایسی باتیں کہو جو ان کے دلوں میں اثر کر جائیں ﴿۶۳﴾ اور ہم نے جو پیغمبر بھیجا ہے اس لئے بھیجا ہے کہ خدا کے فرمان کے مطابق اس کا حکم مانا جائے اور یہ لوگ جب اپنے حق میں ظلم کر بیٹھے تھے اگر تمہارے پاس آتے اور خدا سے بخشش مانگتے اور رسول (خدا) بھی ان کے لئے بخشش طلب کرتے تو خدا کو معاف کرنے والا (اور) مہربان پاتے ﴿۶۴﴾ تمہارے پروردگار کی قسم یہ لوگ جب تک اپنے تنازعات میں تمہیں منصف نہ بنائیں اور جو فیصلہ تم کردو اس سے اپنے دل میں تنگ نہ ہوں بلکہ اس کو خوشی سے مان لیں تب تک مومن نہیں ہوں گے ﴿۶۵﴾

سورۃ النساء

سارے جہان سے بر گزیدہ کیااور ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی، اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و آل محمدؑ کو آل ابراہیمؑ میں داخل کیا۔ بیشک خدا نے علم کو جہل کے برابر نہیں قرار دیا ہے یعنی علماء کو جہل کی تاریکی میں نہیں چھوڑا ہے بلکہ ہر عالم، ہر پیغمبرؑ اور ہر امامؑ کو علم کی دولت دے کر لوگوں کے درمیان بھیجا۔ ایسا ہر گز نہیں ہوتا کہ خدا کسی ایسے شخص کو خلق کے لئے مقرر فرمائے اور وہ احکام خدا اور خلق کی مصلحتوں سے واقف نہ ہو۔ خداوند عالم نے اپنے امر دین کو کسی ملک مقرب اور کسی پیغمبر مرسل پر کبھی نہیں چھوڑا بلکہ اپنے پیغامات کسی خاص ملائکہ کے ذریعے ان کو پیغمبر بنا کر اپنے رسول کی طرف بھیجا ہے اور اُس ملائکہ کو ان تمام باتوں کا حکم دیا جنکو وہ پسند کرتا ہے اور ان باتوں سے منع کیا جنکو وہ پسند نہیں کرتا۔ پھر یہ ملائکہ کسی پیغمبر کی طرح اُس وقت کے رسولؑ کے پاس یہ پیغام لاتے ہیں پھر یہ رسولؑ اسی علم کے ذریعہ سے علم گذشتہ اور آئندہ کی خبر سے آگاہ ہوتا ہے۔ اور کبھی یہ پیغمبرؑ اس علم کو اپنے باپ دادا اور بھائیوں سے، جو کہ بر گزیدہ ذریّت اور گذشتہ پیغمبروں میں سے ہوتے تھے ان سے سیکھا کرتے تھے۔ جیسا کہ خداوند عالم نے قرآن میں فرمایا ہے، "بہ تحقیق کہ ہم نے آل ابراہیمؑ کو کتاب و حکمت عطا کی اور بادشاہی بزرگ مرحمت فرمائی"۔ کتاب سے مراد پیغمبری اور حکمت سے مراد وہ لوگ جو حکیم و دانا، بر گزیدہ لوگوں میں سے اور پیغمبر ہوتے تھے۔ وہ سب کے سب نیک عاقبت، عہد کی حفاظت کرنے والے اور ایسی ذریت میں سے ہوتے جن میں سے بعض کو بعض پر بر گزیدہ کر کے پیغمبری دی، اس وقت تک کے لیے جب تک کے لیے یہ دُنیا قائم ہے۔ پس وہ لوگ دانا اور علم خدا سے لوگوں کو ہدایت کرنے والے ہوتے تھے۔ یہ فضیلت ہے جسے خدا نے پیغمبروں، رسُولوں، حکیموں، پیشوایان ہدایت اور خلیفہ ہائے خدا کو دی۔ پس جو شخص پیغمبروں کے بعد انکی آل سے اور اس ذریت سے جن سے

ترجمہ، اور اگر ان کی روگردانی تم پر شاق گزرتی ہے تو اگر طاقت ہو تو زمین میں کوئی سرنگ ڈھونڈ نکالو یا آسمان میں سیڑھی (تلاش کرو) پھر ان کے پاس کوئی معجزہ لاؤ۔ اور اگر خدا چاہتا تو سب کو ہدایت پر جمع کر دیتا پس تم ہر گز نادانوں میں نہ ہونا ﴿۳۵﴾ سورۃ الأنعام

پیغمبروں کی خانہ آبادی یا جو پیغمبروں کے علم کے وارث ہیں ان کے علم و ہدایت پر عمل کرے تو وہ ان کی مدد سے نجات پائے گا، اور جو کسی غیر سے یا کسی غیر برگزیدہ ذریّت سے مدد لیتا ہے وُہ حکم خدا کی مخالفت کرتا ہے اور جاہلوں کو امر خدا سمجھ لیتا ہے اور یہ گمان کر لیتا ہے کہ وُہ خدا کی جانب سے علم الٰہی کے جاننے والے ہیں، اور وُہ لوگ خدا پر جھوٹ باندھتے ہیں اور نا فرمانی خدا کرتے ہیں اور گمراہ ہو جاتے ہیں۔ ایسے لوگ اپنے ساتھ اپنے پیروکاروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں، قیامت میں ان کے لیے کوئی حجّت نہ ہوگی۔ خدا نے یہ خبر دی ہے کہ یہ خلافت کبریٰ فرزندان انبیاءؑ اور ان کے گھر کے چند رہنے والوں میں ہے جنکو حق تعالیٰ نے تمام لوگوں پر بلندی عطا فرمائی ہے پس سوائے آل ابراہیمؑ کے کوئی بھی حجّت نہیں ہے۔ بیشک خدا نے اپنی کتاب میں فرمایا کہ پہلے نوحؑ کی ہم نے ہدایت کی اور ان کی ذریت میں سے داؤدؑ و سلیمانؑ و ایّوبؑ و یوسفؑ و موسیٰؑ و ہارونؑ کی بھی ہدایت کی۔ اسی طرح زکریاؑ و یحییٰؑ و عیسٰیؑ و الیاسؑ و اسمٰعیلؑ و یسعؑ اور لوطؑ کی خبر دیتا ہوں کہ ہر ایک ان میں شائستہ اور برگزیدہ تھے۔ اور ہم نے ان کو اور ان کے باپ دادا کو اور ان کے بھائیوں کو اور ان کی ذریت کو کل عالم پر فضیلت دی اور راہ راست کی ہدایت کی۔ یہی وُہ لوگ ہیں جنکو ہم نے کتاب و حکمت و پیغمبری عطا کی۔ اور اگر کوئی گروہ ان لوگوں سے انکار کرے گا تو ہم نے ایک ایسی قوم کو ان کے ساتھ موکل کیا ہے جو ان کی منکر نہیں۔ یعنی اگر اُمّت کافر ہو جائے گی تو ہم نے ان کے اہل بیت کو اس ایمان کے ساتھ موکل کیا ہے جو ہرگز کافر نہ ہوں گے اور میں اس ایمان کو ضائع نہ کرونگا جس سے ان کو آراستہ کر کے بھیجا ہے، اور ان کے بعد ان کے اہل بیت کو اُمّت کے لیے راہ ہدایت کا مرکز، اپنے علم کا حامل اور امر خلافت کا والی قرار دیا ہے۔ جن میں قطعی کوئی جھوٹ، گناہ، مکر و فریب اور ریا نہیں ہے۔

ترجمہ، اے بنی آدم! (ہم تم کو یہ نصیحت ہمیشہ کرتے رہے ہیں کہ) جب ہمارے پیغمبر تمہارے پاس آیا کریں اور ہماری آیتیں تم کو سنایا کریں (تو ان پر ایمان لایا کرو) کہ جو شخص (ان پر ایمان لا کر خدا سے) ڈرتا رہے گا اور اپنی حالت درست رکھے گا تو ایسے لوگوں کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے ﴿۳۵﴾ سورۃ الاعراف

بیشک بعض پیغمبروںؑ کی رسالت بعض سے مخصوص تھی اور بعض کی رسالت عام تھی۔ مثلاً نوحؑ رُوئے زمین کے تمام باشندوں کی طرف بھیجے گئے اور ان کی پیغمبری و رسالت عام تھی۔ ہوُدؑ کو قوم عاد کی طرف مخصوص پیغمبری کے ساتھ بھیجا گیا، صالحؑ کو قوم ثمود کی طرف جو کہ ایک چھوٹا گاؤں تھا اور دریا کے کنارے صرف چالیس گھروں کی آبادی تھی، شعیبؑ کو مدائن والوں پر مقرر کیا، اسی طرح ابراہیمؑ کی پیغمبری پہلے توثاریا والوں کے لئے تھی جو عراق کے موضعوں میں سے تھے، پھر انہوں نے اُس جگہ سے اللہ کی خاطر یہ کہہ کر ہجرت کی کہ "میں اپنے پروردگار کی طرف ہجرت کرنے والا ہوں وہ جلد میری ہدایت کرے گا"۔ اسی طرح یعقوبؑ کی نبوّت کنعان کے لئے تھی پھر انہوں نے بھی ہجرت کی اور مصر کی طرف گئے اور وہیں رحلت فرمائی، لیکن آپ کو کنعان لا کر دفن کیا گیا۔ حضرت یوسفؑ، موسیٰؑ اور ہارونؑ کو اللہ نے مصر کی طرف بھیجا۔ یوشعؑ بن نون کو بنی اسرائیل کی طرف بھیجا، ان کی پیغمبری اس صحرا میں تھی۔ ان کے اور حضرت عیسیٰؑ کے درمیان بہت سے نبی آئے، کچھ کا ذکر اللہ نے کیا اور کچھ کا نہیں۔ پھر حضرت عیسیٰؑ بن مریمؑ آئے اور آپ کی پیغمبری بیت المقدس کی طرف تھی۔ آپ کے بعد بارہ نفر حوارین ہوئے اور آپ کے بقیہ عزیزوں میں یہ ایمان ہمیشہ پوشیدہ رہا۔ آپ کے آسمان پر جانے کے بعد حق تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام جن وانس کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا اور وہ آخری پیغمبر ہوئے۔ ان کے بعد ان کے بارہ وصی مقرر فرمائے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام پیغمبروں میں سیّد اور افضل پیغمبر ہیں اور ان کے وصی تمام پیغمبروں کے اوصیاء میں سیّد و اشرف ہیں۔ بس یہ ہے امر پیغمبری و رسالت اور اس طرح ایک پیغمبر کو دوسرے پیغمبر پر فضیلت حاصل تھی۔

جب حضرت آدمؑ نے اللہ سے سوال کیا کہ ان کے لئے شائستہ وصی مقرر فرمائے

ترجمہ، اور جس دن ہم ہر اُمت سے (اس کے رسول کو اس کے اعمال پر) گواہ بنا کر اٹھائیں گے پھر کافر لوگوں کو (کوئی عذر پیش کرنے کی) اجازت نہیں دی جائے گی اور نہ (اس وقت) ان سے توبہ و رجوع کا مطالبہ کیا جائے گا (۸۴) سُوْرَۃُ النَّحْلِ

تو حق تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ میں نے پیغمبروں کو رسالت کے ساتھ گرامی کیا اور اپنی مخلوق کی آزمائش کی تو ان میں سے نیک لوگوں کو پیغمبروں کا وصی قرار دیا۔ اے آدمؑ تم شیثؑ کو وصیت کرو، جو کہ حضرت آدمؑ کے فرزند ہبتہ اللہ تھے۔ حضرت آدمؑ نے ان کو خدا کے حکم سے اپنا وصی بنایا۔ حضرت شیثؑ نے اپنے فرزند شبانؑ کو وصیت کی جو کہ حوریہ کے بطن سے تھے اور خدا نے بہشت سے بھیجا تھا اور آدمؑ نے شیثؑ کو شبانؑ کے لئے تزویج فرمایا تھا۔ شبانؑ نے اپنے بیٹے محلثؑ کو وصیت کی، محلثؑ نے محوقؑ کو اور محوقؑ نے عمیشاؑ کو، اور انہوں نے اخنوخؑ کو جو کہ ادریسؑ ہیں۔ ادریسؑ نے ناحورؑ کو وصیّت کی اور ناحورؑ نے حضرت نوُحؑ کو، نوُحؑ نے سامؑ کو، سامؑ نے عثامرؑ کو، عثامرؑ نے برعیثاشاؑ کو، برعیثاشاؑ نے یافثؑ کو، یافثؑ نے برہؑ کو، برہؑ نے جفینہؑ کو، جفینہؑ نے عمرآنؑ کو، عمرآنؑ نے ابراہیمؑ کو، ابراہیمؑ نے اسمٰعیلؑ کو، اسمٰعیلؑ نے اسحٰقؑ کو، اسحٰقؑ نے یعقوبؑ کو، یعقوبؑ نے یوسفؑ کو، یوسفؑ نے بثریاؑ کو، بثریاؑ نے شعیبؑ کو، شعیبؑ نے موسیٰؑ کو، موسیٰؑ نے یوشعؑ بن نون کو، یوشعؑ نے داؤدؑ کو، داؤدؑ نے سلیمانؑ کو، سلیمانؑ نے آصف بن برقیا کو، آصفؑ نے زکریاؑ کو، زکریاؑ نے صایاؑ کو، صایاؑ نے عیسیٰؑ کو، عیسیٰؑ نے شمعونؑ کو، شمعونؑ نے یحیٰؑ کو، یحیٰؑ نے منذرؑ کو، منذرؑ نے سلیمہؑ کو، سلیمہؑ نے بردہؑ کو وصیّت کی، اور بردہؑ نے وصیتوں کو رسول خداؐ کو تفویض کیا۔ اور رسول خداؐ نے حضرت علیؑ کے سپُرد کیا اور کہا کہ تم اس وصیت کو اپنے وصی کے سپُرد کرنا اور تمہارا وصی تمہارے اُن وصیوں کو سپُرد کرے گا جو تمہارے فرزندوں میں سے ہر ایک کے بعد دوسرے ہونگے، یہاں تک کہ تمہارے بعد یہ سلسلہ بہترین اہل زمین تک پہنچے گا جو آخر ائمہ ہے۔ لوگ تمہارے بارے میں شدید

ترجمہ، یہ پیغمبر (جو ہم وقتاً فوقتاً بھیجتے رہیں ہیں) ان میں سے ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ بعض ایسے ہیں جن سے خدا نے گفتگو فرمائی اور بعض کے (دوسرے امور میں) مرتبے بلند کئے۔ اور عیسیٰ بن مریم کو ہم نے کھلی ہوئی نشانیاں عطا کیں اور روح القدس سے ان کو مدد دی۔ اور اگر خدا چاہتا تو ان سے پچھلے لوگ اپنے پاس کھلی نشانیاں آنے کے بعد آپس میں نہ لڑتے لیکن انہوں نے اختلاف کیا تو ان میں سے بعض تو ایمان لے آئے اور بعض کافر ہی رہے۔ اور اگر خدا چاہتا تو یہ لوگ باہم جنگ و قتال نہ کرتے۔ لیکن خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے ﴿۲۵۳﴾ سورة البقرة

اختلاف کریں گے، جو شخص میری اُمت میں سے تمہارے وصی ہونے کے اعتقاد پر قائم رہے گا ایسا ہے جیسے کہ میرے ساتھ قائم رہا، اور جو شخص تم سے علیٰحدہ رہے اور تمہاری پیروی نہ کرے گا تو وُہ آتش جہنم میں ہو گا جو کافروں کی جگہ ہے۔ بس یہ یہی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی زمین کو قیامت تک کے لیے، کبھی بھی اپنے ہادی سے خالی نہیں رکھے گا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا کہ اُس نے ہر قوم کے لیے ہدایت کا بندوست کیا اور کسی قوم کو ہدایت کے بغیر نہیں رکھا۔

اب جب اللہ تعالیٰ نے ہدایت کو جاری رکھا ہوا ہے تو یقیناً اس نے ہمارے آخری نبی محمد ﷺ کے بعد کی قوموں میں بھی یہ سلسلہ جاری رکھا ہو گا اور ہدایت کے لیے کسی نہ کسی ہادی کا بندوست بھی کیا ہو گا، کیونکہ ہدایت کے لیے کسی ہادی کا ہونا ضروری ہے اور بغیر ہادی کے یہ ہدایت کا سلسلہ جاری نہیں رہ سکتا۔ بس جب کہ اللہ تعالیٰ نے نبوت کا سلسلہ ہمارے آخری نبی محمد ﷺ پر لا کر ختم کر دیا اور اب کوئی نبی یا نیا دین کسی بھی قوم کے لیے اللہ

ترجمہ، ان کے پیغمبروں نے کہا کیا (تم کو) خدا (کے بارے) میں شک ہے جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے۔ وہ تمھیں اس لیے بلاتا ہے کہ تمہارے گناہ بخشے اور (فائدہ پہنچانے کے لیے) ایک مدت مقرر تک تم کو مہلت دے۔ وہ بولے کہ تم تو ہمارے ہی جیسے آدمی ہو۔ تمہارا یہ منشاء ہے کہ جن چیزوں کو ہمارے بڑے پوجتے رہے ہیں ان (کے پوجنے) سے ہم کو بند کر دو تو (اچھا) کوئی کھلی دلیل لاؤ (یعنی معجزہ دکھاؤ) ﴿۱۰﴾ پیغمبروں نے ان سے کہا کہ ہاں ہم تمہارے ہی جیسے آدمی ہیں۔ لیکن خدا اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے (نبوت کا) احسان کرتا ہے اور ہمارے اختیار کی بات نہیں کہ ہم خدا کے حکم کے بغیر تم کو (تمہاری فرمائش کے مطابق) معجزہ دکھائیں اور خدا ہی پر مومنوں کو بھروسہ رکھنا چاہیئے ﴿۱۱﴾ اور ہم کیونکر خدا پر بھروسہ نہ رکھیں حالانکہ اس نے ہم کو ہمارے (دین کے سیدھے) رستے بتائے ہیں۔ جو تکلیفیں تم ہم کو دیتے ہو اس پر صبر کریں گے۔ اور اہل توکل کو خدا ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیئے ﴿۱۲﴾ اور جو کافر تھے انہوں نے اپنے پیغمبروں سے کہا کہ (یا تو) ہم تم کو اپنے ملک سے باہر نکال دیں گے یا ہمارے مذہب میں داخل ہو جاؤ۔ تو پروردگار نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ ہم ظالموں کو ہلاک کر دیں گے ﴿۱۳﴾ اور ان کے بعد تم کو اس زمین میں آباد کریں گے۔ یہ اس شخص کے لیے ہے جو (قیامت کے روز) میرے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرے اور میرے عذاب سے خوف کرے ﴿۱۴﴾ سورة ابراهيم

تعالیٰ کی طرف سے آنے والا نہیں ہے، تو ضروری ہے کہ یہ ہدایت کا سلسلہ آخری نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد بھی جاری رہے اور اگر اللہ تعالیٰ نے یہ ہدایت کا سلسلہ بھی ختم کر دیا تو بعد میں آنے والی قوموں کو ہدایت کیسے ہوگی۔ بس ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد اب جو بھی ہادی ہوا اُس نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذریعے جو اللہ کا دین آیا اُسی کی ہدایت کی اور وہ آخری نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ہادی ہوا، اور یہ ہدایت اور ہادی کا سلسلہ قیامت تک جاری رہنے والا ہے۔ ائمہ طاہرینؑ سے منقول ہے کہ رسُول خداؐ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے کسی پیغمبر کو دُنیا سے نہیں اٹھایا جب تک اُس کو یہ حکم نہ دیا کہ اپنے عزیزوں میں قریب ترین عزیز کو اپنا وصی مقرر کرے اور یہی حکم مجھ کو بھی دیا، میں نے پوچھا کہ کس کو معیّن کروں؟ وحی فرمائی کہ اپنے پسر عم علیؑ بن ابی طالب کو جس کا نام میں نے گزشتہ کتابوں میں ظاہر کیا، اور لکھا ہے کہ وہ تمہارا وصی ہے، اسی پر تمام خلائق سے اور اپنے رسُولوں سے اقرار لیا ہے اور ان سے اپنی وحدانیت، تمہاری رسالت اور علیؑ بن ابو طالب کی امامت وولایت کا عہد لیا ہے۔

ایک روایت کے مطابق طینت (مٹی) تین قسم کی ہیں، طینت پیغمبران، طینت مومنین اور طینت ناصبین، جو کہ دشمنان اہلبیت ہیں۔ مومنین بھی طینت انبیاء سے ہیں مگر انبیاء اس کی اصل و برگزیدہ سے ہیں اور ان کی شان و عزّت بلند ہے، اور مومنین اس طینت کی فرع یعنی طینت لازب (چپکنے والی مٹی) سے ہیں، لہذا خدا ان میں اور ان کے شیعوں میں

ترجمہ، اور مشرک لوگ کہتے ہیں: اگر اللہ چاہتا تو ہم اس کے سوا کسی بھی چیز کی پرستش نہ کرتے، نہ ہی ہم اور نہ ہمارے باپ دادا، اور نہ ہم اس کے (حکم کے) بغیر کسی چیز کو حرام قرار دیتے، یہی کچھ ان لوگوں نے (بھی) کیا تھا جو اِن سے پہلے تھے، تو کیا رسولوں کے ذمہ (اللہ کے پیغام اور احکام) واضح طور پر پہنچا دینے کے علاوہ بھی کچھ ہے ﴿۳۵﴾ اور بیشک ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا کہ (لوگو) تم اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت (یعنی شیطان اور بتوں کی اطاعت و پرستش) سے اجتناب کرو، سو اُن میں بعض وہ ہوئے جنہیں اللہ نے ہدایت فرمادی اور اُن میں بعض وہ ہوئے جن پر گمراہی (ٹھیک) ثابت ہوئی، سو تم لوگ زمین میں سیر و سیاحت کرو اور دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا ﴿۳۶﴾ سُوْرَةُ النَّحْلِ

جدائی نہیں ڈالتا، اور طینت ناصبی یعنی دشمن اہلبیت متغیّر شدہ سیاہ، بدبودار، گندی اور خراب مٹی سے ہیں۔ اسی طرح پیغمبروں اور اماموں کو پانچ رُوحوں پر پیدا کیا ہے اور ان کی پیدائش جمعہ کے روز ہوئی اور اسی روز ان سے عہد بھی لیا گیا۔ جبرئیلؑ پیغمبروںؑ پر نازل ہوتے تھے اور رُوح القدس اُن کے اور اُن کے وصیّوں کے ساتھ ہوتی ہے اور جدا نہیں ہوتی، اور اُن کو علم سکھاتی ہے اور خدا کی جانب سے دوست رکھتی ہے۔ اسی لئے خدا کے اسمائے اعظم کا علم ان پیغمبروں کے پاس ہوتا تھا۔ خدا کے اسمائے اعظم کل تہتّر حروف ہیں اور حق تعالیٰ نے پچیس حروف آدمؑ کو عطا فرمائے اور آٹھ یا پچیس نوُحؑ کو، چھ یا آٹھ ابراہیمؑ کو، چار موُسیٰؑ کو، دو عیسیٰؑ کو بخشے اور ان ہی دو حرفوں سے وہ مردوں کو زندہ کرتے تھے اور مریضوں کو شفا بخشتے تھے۔

ترجمہ، اور ان ہی میں سے ان میں ایک پیغمبر بھیجا (جس نے ان سے کہا) کہ خدا ہی کی عبادت کرو (کہ) اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، تو کیا تم ڈرتے نہیں ﴿۳۲﴾ تو ان کی قوم کے سردار جو کافر تھے اور آخرت کے آنے کو جھوٹ سمجھتے تھے اور دنیا کی زندگی میں ہم نے ان کو آسودگی دے رکھی تھی۔ کہنے لگے کہ یہ تو تم ہی جیسا آدمی ہے، جس قسم کا کھانا تم کھاتے ہو، اسی طرح کا یہ بھی کھاتا ہے اور جو پانی تم پیتے ہو اسی قسم کا یہ بھی پیتا ہے ﴿۳۳﴾ اور اگر تم اپنے ہی جیسے آدمی کا کہا مان لیا تو گھاٹے میں پڑ گئے ﴿۳٤﴾ کیا یہ تم سے یہ کہتا ہے کہ جب تم مر جاؤ گے اور مٹی ہو جاؤ گے اور استخوان (کے سوا کچھ نہ رہے گا) تو تم (زمین سے) نکالے جاؤ گے ﴿۳۵﴾ جس بات کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے (بہت) بعید اور (بہت) بعید ہے ﴿۳٦﴾ زندگی تو یہی ہماری دنیا کی زندگی ہے کہ (اسی میں) ہم مرتے اور جیتے ہیں، اور ہم پھر نہیں اُٹھائے جائیں گے ﴿۳۷﴾ یہ تو ایک ایسا آدمی ہے جس نے خدا پر جھوٹ افتراء کیا ہے اور ہم اس کو ماننے والے نہیں ﴿۳۸﴾ پیغمبر نے کہا کہ اے پروردگار انہوں نے مجھے جھوٹا سمجھا ہے تو میری مدد کر ﴿۳۹﴾ فرمایا کہ یہ تھوڑے ہی عرصے میں پشیمان ہو کر رہ جائیں گے ﴿٤۰﴾ تو ان کو (وعدۂ برحق کے مطابق) زور کی آواز نے آ پکڑا، تو ہم نے ان کو کوڑا کر ڈالا۔ پس ظالم لوگوں پر لعنت ہے ﴿٤۱﴾ پھر ان کے بعد ہم نے اور جماعتیں پیدا کیں ﴿٤۲﴾ کوئی جماعت اپنے وقت سے نہ آگے جا سکتی ہے نہ پیچھے رہ سکتی ہے ﴿٤۳﴾ پھر ہم نے پے در پے اپنے پیغمبر بھیجتے رہے۔ جب کسی اُمت کے پاس اس کا پیغمبر آتا تھا تو وہ اسے جھٹلاتے تھے تو ہم بھی بعض کو بعض کے پیچھے (ہلاک کرتے اور ان پر عذاب) لاتے رہے اور ان کے افسانے بناتے رہے۔ پس جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان پر لعنت ﴿٤٤﴾ پھر ہم نے موسیٰ اور ان کے بھائی ہارون کو اپنی نشانیاں اور دلیل ظاہر دے کر بھیجا ﴿٤۵﴾

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہتر حروف عطا فرمائے اور ایک حرف کو خلق سے پوشیدہ کیا اور اپنے لئے مخصوص رکھا۔ منقول ہے کہ جب حضرت قائم آلِ محمدؑ ظاہر ہوں گے اور رایت رسولؐ خدا کو کھولیں گے تو اس علم کے لئے نو ہزار تین سو تیرہ یا تیرہ ہزار تین سو تیرہ فرشتے آئیں گے، یہ وہی ملائکہ ہوں گے جو نوحؑ کے ساتھ کشتی میں تھے اور ابراہیمؑ کے ساتھ بھی تھے جب اُن کو آگ میں ڈالا گیا، اور موسیٰؑ کے ساتھ اُس وقت تھے جب دریا کو شگافتہ کیا، اور عیسیٰؑ کے ساتھ اُس وقت تھے جب ان کو خدا آسمان پر لے گیا۔ یہ وہی فرشتے ہیں جو ہر انبیاء کے مشکل وقت میں ساتھ تھے۔ انبیاؑ کی مشکلات اور بلائیں تمام لوگوں سے شدید تر ہوتی ہیں۔ ان کے بعد اُن کے وصیوں کی اس کے بعد جو شخص نیک اور بہتر ہوتا ہے۔ خدا غرور و تکبّر کو ناپسند کرتا ہے اور اگر وہ کسی کو اس کی اجازت دیتا تو بیشک اپنے مخصوص پیغمبروں کو اجازت دیتا۔ لیکن خدا نے ان کے لئے تواضع و انکساری کو پسند فرمایا، اسی لئے خدا نے اُن پیغمبروں کے لئے بھوک کو اختیار کیا تھا اور سختی کے ذریعہ سے اُن کو آزمایا تھا، ان کا خوف کے ذریعہ سے امتحان لیا تھا اور ان کو مکروہات میں مبتلا کیا تھا۔ بیشک وہ اپنے سرکش بندوں کا امتحان اپنے دوستوں کے ذریعہ سے لیتا ہے جو اُن کی نظروں میں ضعیف و کمزور معلوم ہوتے ہیں۔ جیسے موسیٰؑ اپنے بھائی ہارونؑ کے ساتھ فرعون کے پاس گئے تو وہ بالوں کے کپڑے پہنے ہوئے تھے اور ہاتھوں میں عصا لئے ہوئے تھے۔ جب انہوں نے فرعون کو ایمان کی دعوت دی تو اس نے ان کے کپڑے کا مذاق اڑا کر کہا کہ یہ خود ذلّت و خواری کی حالت میں ہیں اور کیوں نہ اللہ نے ان کو سونے کے خزانے دے دیے، کیونکہ فرعون کی نگاہ میں سیم و زر کا جمع کرنا بہتر معلوم ہوتا تھا اور اُونی کپڑے پہننے کو حقیر جانتا تھا۔ حالانکہ اگر خدا چاہتا تو اپنے پیغمبروں کو سونے کے خزانے عطا فرما دیتا اور ان کے لئے معاون اور باغات اور مرغان آسمان اور وحشیان زمین کو جمع کرے تو بیشک کر سکتا تھا۔ لیکن اگر وہ ایسا کرتا تو امتحان ساقط ہو جاتا اور جزا باطل ہو جاتی، اور حشر و نشر

ترجمہ، اور ہر ایک اُمت کی طرف سے پیغمبر بھیجا گیا۔ جب ان کا پیغمبر آتا ہے تو اُن میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا جاتا ہے اور ان پر کچھ ظلم نہیں کیا جاتا (۴۷) سورۃ یونس

اور عذاب و ثواب کی خبریں بے فائدہ ہوتیں۔ پھر یقیناً ان پیغمبروں کا کوئی قول قبول کرنے والون پر واجب نہ قرار پاتا اور نہ ابتلا و امتحان میں قبول حق کرنے والوں کے لئے کوئی اجر واجب ہوتا۔ پھر مومنین اور نیکوکار ثواب کے مستحق نہ ہوتے اور مومن و کافر قلبی اور صالح و فاسق واقعی معلوم نہ ہوتے۔ لیکن حق تعالے نے پیغمبروںؑ کو ان کی قوم میں صاحبان قوت بنایا ہے لیکن بظاہر وہ کمزور معلوم ہوتے ہیں اُس قناعت واستغنا کے سبب سے جو دلوں اور آنکھوں پر چھا جاتی ہے۔ اگر پیغمبران خدا بظاہر طاقتور مبعوث کئے جاتے جس سے کوئی شخص ان کو کوئی ضرر نہ پہنچا سکتا اور اس طاقت کے ساتھ بھیجے جاتے جس کے باعث کوئی ان پر ظلم نہ کر سکتا اور اس بادشاہی کے ساتھ آتے جس کی طرف لوگوں کی گردنیں کھنچی ہوئی ہوتیں اور ان سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے لوگ اطراف عالم سے بخوشی آتے تو یقیناً پیغمبروں کے اعتبار میں لوگوں کو آسانی ہوتی اور تکبّر و غرور اُن سے بہت دُور ہو جاتا، تو بیشک لوگ ان کی قوّت کے خوف سے ایمان لاتے یا پیغمبر کی بادشاہی اور ثروت کو دیکھ کر لالچ کے سبب سے ایمان لاتے اس صورت میں نیتوں میں تمیز نہ ہوسکتی کہ کون خدا پر ایمان لایا ہے اور کون دُنیا کے لئے، کس نے آخرت کے لئے اعمال خیر کئے اور کس نے دُنیا کے لئے۔ اور مومن و منافق پہچانے نہیں جا سکتے تھے۔ لیکن خداوند عالم نے چاہا کہ اس کے رسُولوں کی متابعت کرنا اور اس کی نئی کتابوں کی تصدیق کرنا اور اس کی ذات اقدس کے نزدیک خشوع اور امیروں کے لئے ذلیل ہونا اور اس کے لئے فرمانبرداری کرنا ایسے چند امور ہوں جو اس سے مخصوص ہوں جس میں دوسروں کا شائبہ نہ ہو۔ ہر چند امتحان وابتلا عظیم تر ہوں، لیکن ثواب و جزا بھی بہت زیادہ ہو۔

ترجمہ، اور ہم نے تم سے پہلے لوگوں میں بھی پیغمبر بھیجے تھے (۱۰) اور اُن کے پاس کوئی پیغمبر نہیں آتا تھا مگر وہ اُس کے ساتھ استہزاء کرتے تھے (۱۱) سورۃ الحجر

اُولوالعزم کے معنی، اُولوالعزم انبیاء اور اُن کی تعداد

حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰ، حضرت عیسٰیؑ اور حضرت محمد ﷺ اُولوالعزم پیغمبر تھے، اُولوالعزم کے معنی یہ ہے کہ وہ پیغمبر جن کو اللہ نے زمین پر مشرق سے مغرب تک تمام جن وانس پر مبعوث کیا تھا اور وہ صاحب شریعت تھے، جیساکہ حضرت نوحؑ، حضرت آدمؑ کی شریعت سے الگ ایک کتاب وشریعت کے ساتھ مبعوث ہوئے۔ یہاں تک کہ ان کے بعد جتنے بھی پیغمبر مبعوث ہوئے وہ سب ان ہی کی کتاب اور شریعت کے تابع رہے، اور جب حضرت ابراہیمؑ، حضرت نوحؑ کی کتاب کے علاوہ صحیفے ساتھ لائے تو حضرت نوحؑ کی شریعت منسوخ ہو گئی اور اس پر عمل کرنا صحیح نہ تھا، مگر وہ حضرت نوحؑ کی کتاب و شریعت کے منکر نہ تھے۔ حضرت ابراہیمؑ کے زمانے میں یاان کے بعد جتنے بھی پیغمبر آئے سب کے سب انکے طریقے اور ان ہی کے شریعت پر تھے اور ان ہی کی کتاب پر عمل کرتے تھے، یہاں تک کہ حضرت موسیٰ کا زمانہ آیا اور وہ توریت لائے اور صحف ابراہیمؑ کو ترک کر دیا۔ اسی طرح ان کے زمانے میں یاان کے بعد آنے والے پیغمبروں نے بھی ان کی شریعت کو قائم رکھا، جب تک حضرت عیسیٰؑ کو اللہ نے مبعوث نہیں کیا اور جب اللہ نے حضرت عیسٰیؑ کو مبعوث کیا اور وہ اپنے ساتھ نئی شریعت اور انجیل لائے تو حضرت موسیٰ کی شریعت منسوخ ہو گئی اور تمام پیغمبر جو ان کے زمانے میں تھے یاان کے بعد آئے وہ سب کے سب حضرت عیسٰیؑ کی شریعت پر قائم رہے، یہاں تک کہ ہمارے پیارے پیغمبر حضرت محمد ﷺ تشریف لائے، اور اپنے ساتھ اللہ کی مکمل شریعت اور مکمل کتاب قرآن مجید کی شکل میں اپنی امت کے لیے لیکر آئے تو پچھلے تمام پیغمبروں کی شریعت منسوخ ہو گئی۔ کیونکہ حضرت محمد ﷺ

ترجمہ، بھلااس دن کا کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت میں سے احوال بتانے والے کو بلائیں گے اور تم کو ان لوگوں کا حال (بتانے کو) گواہ طلب کریں گے ﴿۴۱﴾ سورة النساء

اللہ کے آخری پیغمبر ہیں اور قیامت تک کوئی اور پیغمبر اللہ کی طرف سے نہیں آئے گا تو اب ان کی لائی ہوئی شریعت اور ان کی لائی ہوئی کتاب بھی قیامت تک قائم رہے گی۔ بس اب آپ کا حلال کیا ہوا حلال اور حرام کیا ہوا حرام تا روز قیامت تک رہے گا۔ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جو شخص بھی پیغمبری کا دعوی کرے یا قرآن کے بعد کوئی کتاب پیش کرے تو اس کا خون ہر اس شخص پر مباح ہے جو اس سے ان باتوں کو سنے۔

دوسری معتبر راویت یہ بھی ہے کہ اُولوالعزم ان کو کہتے ہیں جنہوں نے سب سے پہلے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اُوصیاء اور حضرت مہدیؑ کی سیرت کے بارے میں عہد کیا، اور یہ اقرار بھی کیا کہ یہ سب خدا کے برگزیدہ ہیں۔ اور جب آدمؑ نے اپنی ذرّیت میں سے ایک گروہ کو دیکھا کہ ان سے نور چمک رہا تھا تو پُوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں خدا نے فرمایا کہ یہ تمہارے فرزندوں میں سے پیغمبر ہیں، پھر پُوچھا کہ کتنے ہیں فرمایا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار، ان میں تین سُو پندرہ مرسل ہیں، پھر پُوچھا کہ ان میں آخر والوں کا نور کس لئے زیادہ ہے فرمایا کہ وہ سب سے بہتر ہیں پھر پُوچھا کہ وہ کون ہے اور کیا نام ہے، فرمایا کہ وہ محمدؐ ہے جو میرا رسُول، امین و نجیب، ہمراز، برگزیدہ، خالص دوست و محبّ ہے اور میری مخلوق میں سب سے زیادہ گرامی ہے، اور مجھے سب سے زیادہ محبوب، مجھ کو سب سے زیادہ پہچاننے والا، حلم و علم، ایمان و یقین، راستی و نیکی، عفت و عبادت، خشوع و پرہیزگاری، متابعت و فرمانبرداری میں سب سے بُلند تر ہیں۔ اسی کے لئے اپنے حاملان عرش سے اور جو ان سے زیادہ نیچے آسمان و زمین میں ہیں سب سے میں نے عہد لیا ہے کہ اس پر ایمان لائیں اور اس کی پیغمبری کا اقرار کریں۔ اے آدمؑ تم بھی اس پر ایمان لاؤ تا کہ میرے نزدیک تمہاری فضیلت، قرب و منزلت

ترجمہ، ہم نے اپنے پیغمبروں کو کھلی نشانیاں دے کر بھیجا۔ اور اُن پر کتابیں نازل کیں اور ترازو (یعنی قواعد عدل) تا کہ لوگ انصاف پر قائم رہیں۔ اور لوہا پیدا کیا اس میں (اسلحۂ جنگ کے لحاظ سے) خطرہ بھی شدید ہے۔ اور لوگوں کے لئے فائدے بھی ہیں اور اس لئے کہ جو لوگ بن دیکھے خدا اور اس کے پیغمبروں کی مدد کرتے ہیں خدا ان کو معلوم کرے۔ بے شک خدا قوی (اور) غالب ہے ﴿۲۵﴾ الحدید

اور نور و وقار زیادہ ہو۔ عرض کی کہ خدا اور اس کے رسُول محمدؐ پر ایمان لایا۔ ارشاد ہوا کہ کے آدمؑ فضیلت و کرامت تمہارے لئے میں نے واجب اور زیادہ کیا اے آدمؑ تم سب سے پہلے پیغمبر اور مرسل ہو اور تمہارا فرزند محمدؐ خاتم الانبیاء اور خاتم المرسلین ہے۔ یہ وہی ہے جس کے لئے زمین تیار کی گئی، اور یہ سب سے پہلے قیامت میں مبعوث ہوگا، یہ وہی ہے جس کو سب سے پہلے میرے فرشتے لباس جنّت پہنائیں گے اور سوار کرکے موقف قیامت کی طرف لائیں گے، یہ وہی ہے جو سب سے پہلا شفاعت کرنے والا اور اوّل انسان ہے جس کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ اسی کے لئے سب سے پہلے بہشت کے دروازے کھولے جائیں گے اور وہ پہلا شخص ہوگا جو بہشت میں داخل ہوگا۔ اے آدمؑ میں نے اس کے ساتھ تمہاری کینت قرار دی ہے اور تم ابو محمدؐ ہو۔ حضرت آدمؑ نے کہا حمد و ثنا سزاوار ہے اس خدا کے لئے جس نے میری ذریّت میں ایسے شخص کو پیدا کیا جسے ان فضائل کے ساتھ فضیلت دی اور جو مجھ پر بہشت کی طرف جانے میں سبقت کریگا اور میں اس پر حسد نہیں کرتا۔ بس اُولوالعزم صرف وہ انبیاءؑ ہوئے جنھوں نے اللہ، اس کے پیغمبروں اور ان کے اُوصیاء کا اقرار کرنے میں سبقت کی اور اپنی اُمتوں کی تکذیب پر صبر کرنے کا عزم کیا۔

ترجمہ، اور ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کو یاد کرو جو ہاتھوں والے اور آنکھوں والے تھے ﴿۴۵﴾ ہم نے ان کو ایک (صفت) خاص (آخرت کے) گھر کی یاد سے ممتاز کیا تھا ﴿۴۶﴾ اور ہمارے نزدیک منتخب اور نیک لوگوں میں سے تھے ﴿۴۷﴾ اور اسمٰعیل اور الیسع اور ذوالکفل کو یاد کرو۔ وہ سب نیک لوگوں میں سے تھے ﴿۴۸﴾ یہ نصیحت ہے اور پرہیزگاروں کے لئے تو عمدہ مقام ہے ﴿۴۹﴾ سورۃ ص

نبی و رُسولؐ کے معنیٰ اور عصمت انبیاءؑ

راویت کے مطابق نبی وہ ہوتا ہے جو خواب میں فرشتے کو دیکھتا ہے لیکن ملک کی آواز کو بیداری میں سنتا ہے جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے فرزند کا ذبح کرنا خواب میں دیکھا، مگر رسول وہ ہے جو خواب و بیداری دونوں حالتوں میں ملائکہ کو دیکھتے اور سنتے ہیں جیسے رسول خداؐ کے پاس حضرت جبرئیلؑ آتے تھے اور روبرو گفتگو کرتے تھے۔اسی طرح اُوصیاءاور امام ملائکہ کو سنتے تو ہیں مگر ان کو دیکھ نہیں سکتے۔

عصمت انبیاءؑ میں یہ بھی شامل ہے کہ ہر نبی کا کسی بھی طرح کے گناہان صغیرہ و کبیرہ سے پاک ہونا ضروری ہے،اسی لیے ان سے کوئی گناہ صادر نہیں ہوتا،نہ ہی طفلی میں اور نہ بزرگی میں،نہ جان بوجھ کر اور نہ ہی کسی خطا کی وجہ سے،یہ ہر طرح کی غلطی و گناہ سے پاک ہوتے ہیں۔ان کا گناہ سے پاک ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی بعثت کو لوگوں کی ہدایت کے لیے رکھا ہے اور لوگوں پر فرض کیا ہے کہ ان انبیاءؑ کی اطاعت کریں، اور جس کی اطاعت کی جاتی ہے اس ہادی کے لیے یہ جائز نہیں کہ خود کوئی ایسا فعل کرے جس کے لیے دوسروں کو روکے،اور جب کوئی شخص امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر عمل کرتا ہے یعنی لوگوں کو نیکیوں کا حکم دے اور برائیوں سے روکے،تو خود اس کے خلاف عمل نہیں کر سکتا،اور اگر وہ ایسا کرے تو اُس کی بات کا اثر لوگوں پر نہیں ہوتا۔چونکہ انبیاءؑ کی اطاعت اللہ نے ایک عام انسان پر فرض کی ہے تو ہر انسان کو ان کی مکمل اطاعت کرنی پڑے گی ۔اب اگر یہ انبیاءؑ کوئی گناہ کرتے ہیں تو ایک عام انسان ان کی اطاعت کرتے ہوئے وہ گناہ

ترجمہ،اے پروردگار،ان (لوگوں) میں انہیں میں سے ایک پیغمبر مبعوث کیجیو جو ان کو تیری آیتیں پڑھ پڑھ کر سنایا کرے اور کتاب اور دانائی سکھایا کرے اور ان (کے دلوں) کو پاک صاف کیا کرے۔ بے شک تو غالب اور صاحبِ حکمت ہے ﴿۱۲۹﴾ سورۃالبقرۃ

کر سکتا ہے جو کہ اللہ کے قانون کی خلاف ورزی ہو گی اور اس کی سزا بھی ہو گی، لیکن یہ انسان اللہ کی عدالت میں یہ کہہ کر بری ہو سکتا ہے کہ اس نے تو اللہ کے نمائندے کی پیروی کی اور اللہ نے ہی اس کو یہ حکم دیا تھا کہ اس کے پیغمبر کی پیروی کرے، اب یہ انسان اللہ کے حکم کو بجالاتے ہوئے انعام کا حقدار ہو گا، نہ کہ کسی سزا کا۔ بس اس لئے تمام انبیاءؑ کا برائیوں سے پاک اور معصوم ہونا ضروری ہے ورنہ ان انبیاءؑ کی بعثت اور ہدایت بے معنی ہو کر رہ جائے گی۔ بس اگر کوئی گروہ کسی خاص منصب یا امامت پر فائز کیا جائے تو اس کے لیے بعض صفائر بلکہ مکروہات سے بھی پرہیز کرنا پڑتا ہے، چہ جائیکہ کوئی ایسا فعل کرے جو کہ گناہان کبیرہ و صغیرہ، مثلاً جھوٹ، وعدہ خلافی، زنا اور قتل وغیرہ میں سے ہو۔ اور اگر وہ ایسا کریں گے تو اکثر و بیشتر لوگ ان کی اقتدا کرنے اور اُن کے مواعظ کے سُننے کی طرف رغبت نہیں کریں گے۔ بس تمام انبیاءؑ کو اللہ نے کسی خاص مقصد اور انسان کی ہدایت کے لیے اس دنیا میں بھیجا۔ اب اگر یہ انبیاءؑ معصوم نہ ہوتے تو ان کی بعثت کا مقصد ختم ہو جاتا اور لوگ ان سے ہدایت حاصل نہ کرتے۔ اللہ کے تمام نمائندے جو کہ انبیاءؑ و اُوصیا و آئمہ کی شکل میں انسان کی ہدایت کے لیے آئے وہ سب کے سب معصوم ہیں اور ہر طرح کے گناہ و مکروہات سے بھی پاک ہیں۔ یہ لوگ ایک عام انسان سے بلند مرتبہ رکھتے ہیں اور اللہ کے خاص و خاص بندے ہیں۔ دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ خدا نے شیطان سے فرمایا جب اُس نے کہا کہ تیری عزّت کی قسم سب کو گمراہ کروں گا سوائے تیرے مخلص بندوں کے، تو اگر کوئی پیغمبر معصیت کرے تو شیطان کے گمراہ کردہ لوگوں میں سے ہو گا اور مخلص بندوں میں سے نہ ہو گا، اس پر اجماع ہے کہ پیغمبرؐ خدا کے مخلص بندے ہیں۔ ویسے بھی جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اپنے اوپر ظلم کرتا ہے اور ظالم بن جاتا ہے، تو اللہ نے قرآن میں کہا ہے کہ یہ عہد امامت و پیغمبری ظالموں کو نہ پہنچے گا۔ بس کسی

ترجمہ، جو شخص ہدایت اختیار کرتا ہے تو اپنے لئے اختیار کرتا ہے۔ اور جو گمراہ ہوتا ہے گمراہی کا ضرر بھی اسی کو ہو گا۔ اور کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ اور جب تک ہم پیغمبر نہ بھیج لیں عذاب نہیں دیا کرتے ﴿۱۵﴾ سورۃ الاسراء

بھی پیغمبر وامام کو گناہگار تصوّر کرنا الٰہی قانون اور انسانی عقل کے خلاف ہے۔

انبیاؑء کے فضائل میں یہ بھی ہے کہ حق تعالیٰ نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر عاقل، اور بعض پیغمبروں سے بعض عقل میں زیادہ ہوتے ہیں۔ان کے اجسام و قلوب کو طینت علیین سے خلق کیا اور مومنین کے دلوں کو بھی اسی مٹی سے پیدا کیا، اور ان کے جسموں کو ایسی مٹی سے بنایا جو اس سے پست تر تھی۔اللہ تعالی نے ہر پیغمبر کو اس کی عقل کے حساب سے درجات عطا کیے ہیں۔جب تک خدا نے حضرت داؤدؑ اور سلیمانؑ کی عقلوں کو آزمانہ لیا خلیفہ نہیں بنایا۔ سلیمانؑ کو تیرہ سال کی عمر میں خلیفہ بنایا، چالیس سال ان کی پیغمبری اور بادشاہی کا زمانہ تھا۔ اسی طرح ذوالقرنینؑ بارہ سال کی عمر میں بادشاہ ہوئے اور تیس برس بادشاہ رہے۔اسی طرح یہ بھی منقول ہے کہ حضرت رسُولؐ نے فرمایا کہ ہم گروہ انبیاؑء سوتے ہیں اور آنکھیں خواب میں ہوتی ہیں مگر ہمارے قلوب نہیں ہوتے۔ اور جس طرح ہم سامنے سے دیکھتے ہیں اسی طرح پشت کی جانب سے بھی دیکھتے ہیں۔ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام مخلوق میں افضل ہیں، آپؐ کو اس وقت رسولوں پر مبعوث کیا، قبل تمام انبیاء عالم کی ارواح سے جبکہ آپؐ کی خلق، خلقت خلائق سے دو ہزار سال قبل ہوئی۔آپؐ نے ان لوگوں کو توحید الٰہی، اس کی اطاعت اور اس کے احکام کی متابعت کی دعوت دی اور وعدہ فرمایا کہ جب وہ لوگ اس پر عمل کریں گے تو ان کے لئے بہشت ہوگی اور وعید فرمائی کہ جو شخص مخالفت کرے گا یا انکار کرے گا تو اس کے لئے جہنم کی آگ ہوگی۔

ایک روایت میں منقول ہے کہ جب لوگوں نے جناب رسولؐ خدا سے پوچھا کہ کس سبب سے آپؐ کو سب پیغمبروں پر سبقت وفضیلت حاصل ہے جبکہ آپؐ سب کے بعد

ترجمہ، (خدا نے) فرمایا کہ مجھ تک (پہنچنے کا) یہی سیدھا رستہ ہے ﴿۴۱﴾ جو میرے (مخلص) بندے ہیں ان پر تجھے کچھ قدرت نہیں (کہ ان کو گناہ میں ڈال سکے) ہاں بدراہوں میں سے جو تیرے پیچھے چل پڑے ﴿۴۲﴾ سورۃ الحجر

مبعوث ہوئے، تو آپؑ نے فرمایا کہ اس سبب سے کہ میں پہلا شخص ہوں جس نے اپنے ربّ کا
اقرار کیا جب حق تعالی نے تمام پیغمبروں سے عہد وپیماں لیا پھر مجھ کو ان کے نفسوں پر گواہ کیا
اور کہا کہ کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں تو میں نے سب سے پہلے اقرار کر کے اقرار کرنے
والوں پر سبقت کی۔

ترجمہ، اور جب پروردگار نے چند باتوں میں ابراہیم کی آزمائش کی تو ان میں پورے اترے۔ خدا نے
کہا کہ میں تم کو لوگوں کا پیشوا بناؤں گا۔ انہوں نے کہا کہ (پروردگار) میری اولاد میں سے بھی (پیشوا
بنائیو)۔ خدا نے فرمایا کہ ہمارا اقرار ظالموں کے لیے نہیں ہوا کرتا ﴿۱۲٤﴾ سورۃ البقرۃ

حضرت آدمؑ اور بی بی حوّا علیہ السّلام کے حالات

معصومین سے منقول ہے کہ حق باری تعالی نے زمین کا تعارف اس طرح کروایا کہ اس سے ایک مخلوق پیدا کرونگا جن میں سے بعض میری اطاعت کریں گے اور بعض نافرمانی، توزمین کو لرزہ ہوا اور خدا کے کرم و رحم کی خواستگار ہوئی اور التجا کی کہ اس سے ایسی کوئی مخلوق نہ بنائے جو اللہ کی نافرمانی کرے اور جہنم میں داخل ہو۔ جب حق تعالٰی نے جبرئیلؑ کو زمین پر بھیجا کہ ایک قبضہ خاک لائیں جس سے آدمؑ کو بنانا تھا تو جبرئیلؑ زمین کی طرف آئے تو زمین نے کہا کہ میں خدا کی پناہ مانگتی ہوں کہ تم میری خاک سے کچھ بھی اُٹھاؤ۔ جب جبرئیلؑ نے زمین کا استغاثہ سنا اور اس نے خدا کا واسطہ دے کر درخواست کی تو وہ واپس گئے اور اللہ کو زمین کی استغاثہ سے آگاہ کیا تو خدا نے اسرافیلؑ کو اس کام کے لئے بھیجا تو زمین نے ان سے بھی یہی درخواست خدا کے واسطے سے کی تو وہ بھی واپس گئے اور اللہ کو آگاہ کیا۔ پھر خدا نے میکائیلؑ کو بھیجا اور ان کو یہ اختیار بھی دیا کہ اگر وہ استغاثہ بھی کرے پھر بھی مٹی لانی ہے۔ توزمین نے ان سے بھی بدستور پناہ مانگی مگر میکائیلؑ (ملک الموت) اللہ کی طرف سے مختار تھے اور انہوں زمین سے کہا کہ میں بھی خدا کی پناہ چاہتا ہوں کہ تجھ سے بغیر قبضۂ خاک لئے واپس جاؤں۔ غرض تمام رُوئے زمین سے ایک مٹھی خاک لی اور واپس آسمان پر گئے۔ خدا نے ان کو وحی کی کہ جس طرح تم نے ان کی مٹی کو زمین سے قبض کیا حالانکہ زمین نہیں چاہتی تھی، اسی طرح ہر ذی روح جو زمین پر ہے آج سے قیامت تک سب کی روح تم ہی قبض کروگے۔ پھر ایک ملک کو حکم دیا کہ آدم کی مٹی کو خمیر کر کے آپس میں مخلوط کرے، اس نے چالیس سال

ترجمہ، اور ہم نے تم سے پہلے (بہت سے) پیغمبر بھیجے۔ ان میں کچھ تو ایسے ہیں جن کے حالات تم سے بیان کر دیئے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جن کے حالات بیان نہیں کئے۔ اور کسی پیغمبر کا مقدور نہ تھا کہ خدا کے حکم کے سوا کوئی نشانی لائے۔ پھر جب خدا کا حکم آ پہنچا تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا گیا اور اہل باطل نقصان میں پڑ گئے ﴿۷۸﴾ سورۃ مومن

تک اس کو خمیر کیا یہاں تک کہ اس میں چپک پیدا ہو گئی، پھر چالیس سال تک اس کو لجن متغیر بنایا۔ پھر چالیس سال تک اس کو مثل کوزہ گروں کے ٹھیکرے کے خشک کیا، جب ایک سو بیس سال گزر گئے تو ملائکہ سے فرمایا کہ میں خاک سے ایک بشر کو خلق کرونگا۔ غرض اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو ہر ایک مقام کی خاک سے خلق کیا کیونکہ اگر صرف ایک جگہ کی خاک سے خلق ہوتے تو لوگ ایک دوسرے کو نہ پہچانتے، اور سب کے سب ایک شکل و صورت کے ہوتے۔ جب خاک کو گوندھا تو سب ایک دوسرے میں ممزوج ہو گئے پھر اس سے ایک صورت ہاتھ، پاؤں، اعضاء و جوارح، جوڑ و پیوند والی بنائی اور خشک کیا، یہاں تک کہ وہ مضبوط اور سخت ہو گئی اور کھنکھناہٹ مثل ٹھیکرے کی آواز پیدا ہوئی اور اس وقت تک کے لئے چھوڑ رکھا جب تک اس میں رُوح نہیں پُھونکی۔ پھر جب اس میں اپنی طرف سے برگزیدہ رُوح پُھونکی، تو ایک ایسا انسان صاحب اندیشہ تیار ہوا جو ان اعضاء و جوارح کو حرکت میں لا سکے اور تمام اُمور میں تصرّف کر سکے، اس سے خدمت لے سکے اور مختلف حالات میں ان کو گھما پھرا سکے۔ اور وہ صاحب معرفت ہو اور حق و باطل میں فرق بھی کرتا ہو۔ لذّت و بُو، رنگوں اور تمام جنسوں میں تمیز کرتا ہو، گویا کہ اس کو ایک معجون بنایا مختلف نوع کی طینت و خلقت کا جو کہ ایک مجموعہ تھا چند اضداد اور چند خلطوں سے جو آپس میں دشمنی رکھتے ہیں اور باہم نہایت مختلف ہیں مثل گرمی و سردی، خشکی و تری، غم و خوشی کے۔ کیونکہ خاک میں سفید، سُرخ، سبز، گلابی اور نیلا رنگ ہوتا ہے۔ اس میں شیرین و شور، ہموار و ناہموار، سخت و نرم زمین ہوتی ہے۔ اسی سبب سے لوگوں میں نرم و سخت، سرخ و سیاہ، زرد و گلابی خاک کے رنگوں پر ہوتے ہیں۔ اسی طرح کچھ جگہ کی مٹی کھاری اور نمکین تھی اور کچھ جگہ کی بہتر و عمدہ تھی جس کے اثر کی وجہ سے آدمؑ کی ذرّیت میں نیک و بد لوگ پیدا ہوئے۔

ترجمہ، اور (وہ وقت یاد کرنے کے قابل ہے) جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں (اپنا) نائب بنانے والا ہوں۔ انہوں نے کہا۔ کیا تُو اس میں ایسے شخص کو نائب بنانا چاہتا ہے جو خرابیاں کرے اور کشت و خون کرتا پھرے اور ہم تیری تعریف (بقیہ اگلے صفحے پر)

معصومین سے منقول ہے کہ آدمؑ کا نام "آدم" اس لئے ہوا کہ وہ روئے زمین کے لئے خلق ہوئے اور بی بی حوّاؑ کو "حوّا" اس لئے کہتے ہیں کہ ذی روح (جو کہ آدمؑ ہیں) سے پیدا ہوئیں۔ دُوسری روایت کے مطابق آدمؑ کو جمعہ کے روز خلق کیا اور جب وہ زمین پر آئے تو ان کے ہاتھ میں ایک انگشتری تھی جس کے نگینہ پر "لاالٰہ الااللہ محمدؐ رسُول اللہ" نقش تھا جو وہ اپنے ساتھ بہشت سے لائے تھے۔ بی بی حوّاؑ کو حضرت آدمؑ کے جسم کے کچھ باطن حصّوں سے خلق کیا ہے، کیونکہ بی بی حوّاؑ کو حضرت آدمؑ کے باطن حصّے سے پیدا کیا ہے اسی لئے عورتوں پر پردہ واجب ہے اور مردوں پر لازم ہے کہ اپنی عورتوں کو پردے میں رکھیں۔ کیونکہ بی بی حوّاؑ، حضرت آدمؑ کے کل جسم سے پیدا نہیں ہوئیں اسی لئے قصاص میں مردوں اور عورتوں کو یکساں رکھنے کا حکم نہیں ہوا۔ بی بی حوّاؑ، حضرت آدمؑ کے جسم کے داہنی جانب کی مٹی سے جو ان کے پہلو سے باقی بچی تھی، اس لئے میراث میں عورتوں کا ایک حصّہ اور مردوں کا دو حصّہ ہوتا ہے، اسی طرح دو عورتوں کی شہادت ایک مرد کے برابر ہے۔ عورت کو مراتہ بھی کہتے ہیں یعنی مرد سے خلق ہوئی ہیں، عورت کو عربی میں نساء بھی کہتے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ آدمؑ کو حوّاؑ کے بغیر کسی چیز سے کوئی انس نہ تھا۔

جب اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کے جسم کو بنا دیا اور وہ پاک جسم کئی سالوں یا چالیس سال تک بہشت میں پڑا رہا تو ملائکہ جب بھی وہاں سے گزرتے تو یہ کہتے تھے کہ خدا نے تجھ کو امرِ عظیم کے لئے خلق کیا ہے، مگر جب شیطان ملعُون کا گزر ہوتا تو وہ ٹھکراتا، یا اس جسم میں منہ سے داخل ہو کر دوسری جانب سے نکل جاتا اور یہ کہتا کہ تجھ کو امرِ بزرگ کے لئے بنایا ہے۔ اسی سبب سے جو کچھ فرزند آدمؑ کے شکم میں ہوتا ہے خبیث و بدبُودار اور ناپاک ہوتا ہے۔ اسی طرح جب رُوح آدمؑ کو آپ کے جسم میں داخل ہونے کا حکم ہوا تو رُوح نے

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، کے ساتھ تسبیح و تقدیس کرتے رہتے ہیں۔ (خدا نے) فرمایا میں وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ﴿۳۰﴾ اور اس نے آدم کو سب نام سکھائے پھر ان کو فرشتوں کے سامنے کیا۔ اور فرمایا کہ اگر تم سچے ہو تو مجھے ان کے نام بتاؤ ﴿۳۱﴾ انہوں نے (بقیہ اگلے صفحے پر)

کراہت کی، تو خدا نے فرمایا کہ تو کراہت کے ساتھ داخل ہوگی اور جسم سے نکلے کی بھی تو کراہت کے ساتھ۔اور جب ان کے جسم میں رُوح پھُونکی تو قبل اس کے کہ رُوح تمام جسم میں پہنچے اور جب زانو تک پہنچی تو اُنہوں نے جست کی تاکہ اُٹھ کھڑے ہوں لیکن ایسا نہ کرسکے اور گرپڑے۔جب رُوح اُن کے تمام بدن میں گئی تو اُنہوں نے سب سے پہلے خوشۂ انگور لے کر تناول کیا۔منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے آدمؑ کو بغیر ماں باپ کے، عیٰسےؑ کو بغیر باپ کے اور تمام انسانوں کو ماں باپ کے ساتھ اس لیے پیدا کیا کہ لوگ اس کے کمال قدرت کو سمجھ لیں اور وہ ایسا بہترین خالق ہے جو کہ وہ مخلوق کو نر کے بغیر مادہ سے، اور بغیر نر و مادہ سے بھی خلق کرنے پر قادر ہے۔پھر اللہ تعالیٰ نے ان سے انسانوں کو پیدا کیا۔اسی لئے باپ تین طرح کے ہیں، آدم جن سے مومن پیدا ہوتے ہیں، دوسری جان جن سے جنّون کی خلقت ہوئی اور تیسرے شیطان جس سے کافر پیدا ہوتے ہیں اور اولاد شیطان میں حمل نہیں ہوتا بلکہ انڈے دیتے ہیں اور چُوزے نکالتے ہیں اور ان کی اولاد سب کی سب نر ہوتی ہے، ان میں مادہ نہیں ہوتیں۔

دوسری روایت کے مطابق آدمؑ کو خاک سے خلق کیا اور حوّاؑ کو آدمؑ کی چھوٹی پسلی سے پیدا کیا۔آدمؑ کو خلق کرنے کے بعد ملائکہ کو حکم دیا کہ ان کو سجدہ کریں، سب نے سجدہ کیا سوائے شیطان کے جو جنوں سے تھا۔پھر آدمؑ پر خواب کو غالب کیا۔اسی حالت میں ایک نئی خلقت کو پیدا کیا اور اس کو آدمؑ کے پیروں کے درمیان ساکن کیا تاکہ عورتیں مردوں کی فرمانبردار رہیں۔پھر حوّاؑ نے حرکت کی جس سے آدمؑ بیدار ہوئے۔حوّاؑ کو ندا پہنچی کہ آدمؑ سے علیٰحدہ ہوجائیں۔جب آدمؑ کی نظر حوّاؑ پر پڑی تو ایک اچھی صُورت کو پایا جو ان سے مشابہ تو تھی مگر مادہ تھی۔تو گفتگو شروع کی اور پوُچھا تم کون ہو تو حوّاؑ نے بھی انہی کی زبان میں کلام کیا اور

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، کہا تو پاک ہے۔جتنا علم تو نے ہمیں بخشا ہے، اس کے سوا ہمیں کچھ معلوم نہیں۔بے شک تو دانا (اور) حکمت والا ہے ﴿۳۲﴾ (تب) خدا نے (آدم کو) حکم دیا کہ آدم! تم ان کو ان (چیزوں) کے نام بتاؤ۔جب انہوں نے ان کو ان کے نام (بقیہ اگلے صفحے پر)

کہامیں خدا کی ایک مخلوق ہوں جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔ آدمؑ نے درگاہ باری میں عرض کی کہ یہ خوبصورت مخلوق کون ہے جو میرے لئے باعث انس ہے اور اس کو دیکھنے سے میری وحشت دور ہوگئی۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ میری کنیز حوّا ہے۔ کیا تم چاہتے ہو کہ تمہارے ساتھ رہے اور تمہاری مونس ہو، تم سے گفتگو کرے اور جو کچھ تم حکم دو اس کی تعمیل کرے۔ آدمؑ نے عرض کی، ہاں اے پالنے والے اور جب تک کہ تو نے زندگی دی ہے میں تیرا شکر ادا کرتا ہونگا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا اچھا تو تم اس کی مجھ سے خواستگاری کرو۔ آدمؑ نے عرض کی کہ بارالٰہا میں اس کی خواستگاری تو کروں لیکن میرے پاس اس نعمت کے عوض میں کیا چیز ہے جس سے تو راضی ہو جائے گا۔ فرمایا کہ میرے دین کی اس کو تعلیم دو، یہی میری رضا ہوگی۔ آدمؑ نے کہا کہ اگر تو چاہتا ہے تو میں یہی کرونگا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے بھی منظور کیا اور اس کو تم سے تزویج کیا۔ بس اسی وقت حق تعالیٰ نے عورتوں کے ساتھ مقاربت کی خواہش آدمؑ میں قرار دی اور پہلے سے معرفت امور تعلیم کردی تھی اور کہا، اسے اپنی طرف لے جاؤ اور آدمؑ نے حوّاؑ سے کہا کہ میرے پاس آؤ۔ تو خدا نے آدمؑ کو حکم دیا کہ اُٹھیں اور حوّاؑ کے پاس جائیں تو آدمؑ اُٹھے اور ان کے پاس گئے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو بیشک عورتیں مردوں کی طرف جاتیں اور اپنے لئے خواستگاری کرتیں۔

ایک روایت کے مطابق جب حق تعالیٰ نے یہ ارادہ کیا کہ ایک مخلوق کو اپنے دست قدرت سے پیدا کرے اور یہ جن و نسناس کے ساتھ ہزار سال بعد تھا جو زمین میں پہلے سے تھے۔ پس حضرت آدمؑ کو خلق فرمائے تو آسمان کے طبقات کو کھولا اور ملائکہ سے کہا کہ اہل زمین کی طرف دیکھو اور میری مخلوقات میں جنّ و نسناس پر نظر کرو۔ جب ملائکہ نے ان کے گناہوں کے اعمال قبیحہ کو دیکھا کہ زمین میں ناحق خونریزی اور فساد کرتے ہیں تو ان کو یہ

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، بتائے تو (فرشتوں سے) فرمایا کیوں میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کی (سب) پوشیدہ باتیں جانتا ہوں اور جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو پوشیدہ کرتے ہو (سب) مجھ کو معلوم ہے ﴿۳۳﴾ اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم (بقیہ اگلے صفحے پر)

امر عظیم معلوم ہوا، اور زمین کی مخلوق پر بے انہتا غصّہ آیا اور ضبط نہ کر سکے۔ جب جنون نے زمین میں فساد کیا اور ابلیس نے خدا سے ان کی شکایت کی اور سوال کیا کہ اس کو ملائکہ کا ہم نشین قرار دے، خدا نے اس کی التجا قبول کی اور اس کو ملائکہ کے ساتھ آسمان پر رکھا۔ پھر زمین پر جنوں کا فساد زیادہ ہوا تو خدا نے ابلیس کو ملائکہ کے ساتھ حکم دیا کہ جا کر زمین سے ان کو نکال دے۔ غرض ملائکہ نے جنوں کے فساد کو دیکھا تو عرض کی اے ہمارے پالنے والے، تو غالب، قادر، جبّار، قاہر اور عظیم الشان ہے اور یہ تیرے پیدا کئے ہوئے ضعیف و ذلیل ہیں اور تیرے قبضہ قدرت میں ہیں۔ اور تیرے رزق کے سبب سے عیش کرتے ہیں اور تیری عافیت سے بہرہ مند ہوتے ہیں۔ اور ایسے گناہان عظیم کے ساتھ تیری نافرمانی کرتے ہیں مگر تجھ کو غصّہ نہیں آتا اور کیوں تو ان پر غضبناک نہیں ہوتا اور انتقام نہیں لیتا۔ یہ امر ہم کو عظیم معلوم ہوتا ہے اور تیرے حق میں ان کی یہ جسارت بہت بڑی نظر آتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ملائکہ سے یہ باتیں سُنیں تو فرمایا کہ زمین میں اپنا ایک جانشین بنانے والا ہوں جو میری خلق پر میری حجّت ہوگا۔ ملائکہ نے کہا ہم تجھ کو تمام عیبوں سے پاک سمجھتے ہیں۔ کیا تو زمین میں ایسے گردہ کو پیدا کرے گا جو فساد و خون ریزی کریں جس طرح کہ فرزندان جانّ نے فساد اور خون ریزی کی اور ایک دوسرے پر حسد کیا، آپس میں بغض و عداوت رکھیں اور جن کو تو نے زمین سے نکال کر ان سے زمین کو پاک کر دیا۔ لہذا ہم میں سے اپنا خلیفہ قرار دے۔ ہم نہ حسد و عداوت کریں گے نہ خونریزی و فساد، بلکہ تیری تسبیع و تمجید کرتے رہیں گے۔ تو حق تعالی نے فرمایا جو کچھ میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے اور جو تم میں کافر ہے اسے بھی جانتا ہوں یعنی شیطان لیکن تم نہیں جانتے۔ میں چاہتا ہوں کے ایک مخلوق اپنے دست قدرت سے بناؤں اور اس کی ذریّت سے پیغمبروں، رسُولوں، اماموں اور اپنے شائستہ و ہدایت

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، کے آگے سجدہ کرو تو وہ سجدے میں گر پڑے مگر شیطان نے انکار کیا اور غرور میں آکر کافر بن گیا ﴿۳۴﴾ اور ہم نے کہا کہ اے آدم تم اور تمہاری بیوی بہشت میں رہو اور جہاں سے چاہو بے روک ٹوک کھاؤ (پیو) لیکن اس درخت کے پاس نہ جانا (بقیہ اگلے صفحے پر)

یافتہ بندوں کو پیدا کروں اور اپنی خلق پر زمین میں ان کو خلیفہ قرار دوں تاکہ یہ لوگ میری معصیت سے لوگوں کو منع کریں اور میرے عذاب سے ڈرائیں۔ میری عبادت کی طرف ان کی ہدایت کریں اور میری پسندیدہ راہ کی طرف لے چلیں۔ ان کو اپنی مخلوق پر حجّت قرار دوں اور نسناس کو زمین سے بر طرف کر کے ان سے زمین کو پاک کر دوں اور گنہگار و سرکش جنّوں کو خلق کی ہمسائیگی اور اپنی بزرگی سے علیحدہ کر کے ہوا پر ساکن کروں اور اطراف زمین میں ان کو رکھوں جہاں میری مخلوق کی نسل کے ہمسایہ نہ ہوں۔ جنّوں اور اپنی اس مخلوق کی نسل میں ایک حجاب قرار دوں تاکہ میری مخلوق کی نسل جنّوں کو نہ دیکھے اور نہ ان کے ساتھ ہمنشینی و میل جول کرے۔ پھر میری برگزیدہ مخلوق کی نسل سے جو لوگ میری نافرمانی کریں گے ان کو جہنم میں ڈال دونگا اور پرواہ نہیں کرونگا۔ پھر خدا نے آدمؑ کو کل نام تعلیم کر دیئے جو کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ اور آئمہ طاہرین کے مبارک نام تھے، پھر محمد و علیؑ و آئمہ کو ملائکہ پر پیش کیا یعنی ان کے جسموں کو جو عالم ارواح میں چند نور تھے۔ پھر ملائکہ سے کہا کہ ان کے ناموں سے مجھے آگاہ کرو اگر تم سچّے ہو اس امر میں کہ تم سب کے سب تسبیح و تقدیس کرنے والے ہو اور تمہارا زمین میں چھوڑ دینا ان لوگوں سے زیادہ بہتر ہے جو کہ تمہارے بعد ہوں گے یعنی جس طرح تم اس کے باطنی و قلبی کو جو تمہارے درمیان میں ہے نہیں جانتے۔ اسی طرح اس کے عیبوں سے بھی لاعلم ہو جو ابھی پیدا نہیں ہوا ہے۔ اور اسی طرح ان چند شخصوں کے نام نہیں جانتے ہو کہ جن کو دیکھا کرتے ہو۔ ملائکہ نے کہا کہ ہم تجھ کو تمام عیبوں سے بری سمجھتے ہیں اور پاک جانتے ہیں اس سے کہ کوئی کام تو کرے اور اس کی مصلحت سے ناواقف ہو۔ ہم کو تو اتنا ہی علم ہے جتنا تو نے تعلیم کر دیا ہے۔ بیشک تو ہی ہر چیز سے واقف اور حکیم ہے۔ کہ جو کچھ کرتا ہے حکمت و مصلحت کے

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، نہیں تو ظالموں میں (داخل) ہو جاؤ گے ﴿۳۵﴾ پھر شیطان نے دونوں کو وہاں سے پھسلا دیا اور جس (عیش و نشاط) میں تھے، اس سے ان کو نکلوا دیا۔ تب ہم نے حکم دیا کہ (بہشت بریں سے) چلے جاؤ۔ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو، اور تمہارے لیے زمین میں ایک وقت تک ٹھکانا اور معاش (مقرر کر دیا گیا) ہے ﴿۳۶﴾ پھر آدم (بقیہ اگلے صفحے پر)

موافق ہوتا ہے۔ پس خدا نے فرمایا کہ اے آدمؑ اسمائے پیغمبران و آئمہ بیان کرو۔ پھر آدمؑ نے اُن کو پہچانا کے ان سب کے ناموں کو بتایا۔ اس وقت خدا نے ملائکہ کہا کہ کیا تم سے میں نے نہیں کہا تھا کہ میں زمین و آسمان کی پوشیدہ اور مخفی باتوں کو جانتا ہوں اور وہ سب جانتا ہوں جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ پوشیدہ رکھتے ہو۔ جو کچھ ابلیس دل میں پوشیدہ رکھتا تھا اور جو ارادہ کر چکا تھا کہ اگر حق تعالیٰ اس کو آدمؑ کی اطاعت و سجدے کا حکم دے گا تو وہ انکار کر دے گا، اور اگر آدمؑ پر مسلط ہو گا تو ان کو ہلاک کر ڈالے گا اور جو کچھ ملائکہ نے سمجھ رکھا تھا کہ ان کے بعد جو پیدا ہو گا اس سے بھی وہ ملائکہ افضل ہوں گے۔ لہٰذا حق تعالیٰ ملائکہ کو حکم دیا کہ وہ عہد و پیمان کریں اور آدم پر ایمان لائیں اور ان کی ذات کو اپنے اوپر فضیلت دیں۔ اور تم افضل نہیں ہو بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آل طاہرین افضل ہیں جن کے نام سے آدم نے تم کو آگاہ کیا۔ کیونکہ ملائکہ نے شیطان کے کہنے پر اللہ کے ارادے کے سامنے اپنی زبان کھولی تھی اور التجا کی تھی اس لئے حق تعالیٰ نے ان کو اس جرات پر عرش سے پانچ سو سال کی راہ پر دور کر دیا تو ملائکہ عرش کی جانب پناہ لے گئے اور از رُوئے عجز و انکساری انگلیوں سے اشارہ کرتے تھے، تو خداوند عالم نے ان کی تضرّع و زاری مشاہدہ کی اور اپنی رحمت ان کے ساتھ شامل فرمائی۔ پھر بیت المعمور ان کے لئے وضع کیا جس کی چھت یاقوت سرخ اور ستون زبرجد کے ہیں اور فرمایا کہ اس کے گرد طواف کرو عرش چھوڑ دو کہ یہی میری خوشنودی کا سبب ہے۔ پس ملائکہ نے اس کے گرد طواف کیا۔ بیت المعمور وہ گھر ہے جس میں ہر روز ستّر ہزار ملائکہ داخل ہوتے ہیں جو اس کے بعد روز وقت معلوم تک اس میں نہ ہوں گے (روز وقت معلوم وہ ہے کہ جس روز صور پھوکا جائے گا تو شیطان پہلی اور دوسری دفعہ کے پھونکنے کے درمیان مر جائے گا)۔ خداوند عالم نے بیت المعور کو اہل آسمان کے توبہ کے لئے اور کعبہ کو اہل زمین کے توبہ کے لئے

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، نے اپنے پروردگار سے کچھ کلمات سیکھے (اور معافی مانگی) تو اس نے ان کا قصور معاف کر دیا بے شک وہ معاف کرنے والا (اور) صاحبِ رحم ہے ﴿۳۷﴾ ہم نے فرمایا کہ تم سب یہاں سے اتر جاؤ جب تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت پہنچے تو (اس کی پیروی کرنا کہ) جنہوں نے میری ہدایت کی پیروی کی ان کو نہ کچھ خوف ہو گا اور نہ وہ (بقیہ اگلے صفحے پر)

مقرر فرمایا جو کہ بیت المعمور کے بالکل نیچے ہے۔ پھر خداوند عالم نے فرمایا کہ میں ایک بشر کو صلصال (خشک شدہ مٹی) سے پیدا کرونگا جس سے آواز نکلتی ہے یا جو بالوُ کے ساتھ خمیر دی ہوئی ہوتی ہے۔ یعنی متغیر شدہ بدبُودار اور خراب مٹی سے پیدا کرونگا۔ لیکن کچھ مٹی کو آب شیریں کے ساتھ اپنے دست قدرت سے گوندھا اور کہا تجھ سے اپنے پیغمبروں، رسُولوں، اماموں، ہدایت یافتہ اور شائستہ بندوں کو جو بہشت کی طرف لوگوں کو بلائیں گے اور انکی پیروی کرنے والوں کو روز قیامت تک پیدا کرونگا اور پرواہ نہیں کرونگا، اور جو کچھ میں نے کیا ہے اس پر کسی کو یہ حق نہ ہوگا کہ مجھ سے کوئی سوال کرے مگر ان لوگوں سے سوال کیا جائے گا۔ تو جب اس کو درست کروں اور اپنی رُوح اس میں پھونک دوں تو تم سب اس کے لئے سجدہ میں گر پڑنا۔ رُوح مثل ہوا کے متحرّک ہے، اسی سبب سے اس کو رُوح کہتے ہیں کہ وہ ریح سے مشتق ہے اور اس کی ہم جنس ہے۔ اس کو اپنی طرف اس لئے نسبت دی کہ اُسے تمام رُواحوں پر برگزیدہ کیا تھا۔ رُوح سے مراد قدرت بھی ہے کیونکہ حق تعالیٰ نے ایک مخلوق پیدا کی اور اس کے ساتھ ایک رُوح کو بھی پیدا کیا۔ بس یہ تھا خلقت آدمؑ کے متعلق خدا کا مقدمہ قبل اس کے کہ ان کو خلق کرے تاکہ اپنی حجّت ان ملائکہ پر تمام کرے۔ اس کے بعد کچھ خاک کو آب شور لے کر خاک میں ملایا اور فرمایا کہ تجھ سے جباروں، فرعونوں، عادیوں اور شیطان کے بھائیوں کو جو لوگوں کو جہنم کی طرف دبلائیں گے اور جو ان کی پیروی کرے ان کو پیدا کرورنگا اور پرواہ نہیں کرورنگا اور نہ ہی کسی کو یہ حق ہے کہ کوئی مجھ سے سوال کرے۔ اور ان میں بداء کی شرط قرار دی کہ اگر چاہے ان کو اصحاب الیمین میں بدل دے اور چاہے اصحاب الشمال میں تغیر دیدے۔ (بداء اس ارادے کو کہتے ہیں جو کسی امر پر مشروط ہو جس کے وجود میں آنے پر خدا اپنے ارادے کو اور حکم کو بدل دے۔ جیسے حضرت یُونسؑ کی قوم پر عذاب کا ارادہ اور وعدہ جو مشروط تھا کہ اگر وہ قوم توبہ کرے گی تو عذاب نازل

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، غمناک ہوں گے ﴿۳۸﴾ اور جنہوں نے (اس کو) قبول نہ کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا، وہ دوزخ میں جانے والے ہیں (پھر) وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے ﴿۳۹﴾ سورۃ البقرۃ

نہ کرو دنگا)۔ غرض دونوں قسم کی مٹیوں کو باہم ملا کر عرش کے سامنے ڈال دیا تو وہ دونوں مٹی کے چند ٹکڑے ہوگئے۔ پھر چار فرشتوں کو جو ہواؤں یعنی باد شمال، باد جنوب، باد صبااور باد دبور پر موکل ہیں حکم دیا کہ ان مٹی کے ٹکڑوں پر ان ہواؤں کو چلائیں توان ٹکڑوں کو ایک دوسرے سے ٹکرا ٹکرا کر پارہ پارہ کیااور اصلاح میں لائے، سوداوخون وصفراوبلغم ان چاروں طبیعتوں کوان میں جاری کیا۔ سودا باد شمال کے سبب سے بلغم باد صبا کے اثر سے صفرا باد دبور کی جہت سے اور خون باد جنوب کی تاثیر سے ہے۔ غرض آدمؑ کا بدن مستقل اور مکمل ہوااور ایک حصّہ سودا کے حصّے میں ہے جس سے عورتوں کی اُلفت وامید وحرص کی زیادتی پیدا ہوتی ہے۔ ایک بلغم کے حصّہ میں ہے جس سے کھانے پینے، نیکی کرنے، عقلمندی اور مدارات کے خواہشات ہیں۔ ایک صفرا کے حصّہ میں ہے جس سے غصّہ، بیوقوفی، شیطانیت، جبر و سرکشی اور کاموں میں عجلت پیدا ہوتی ہےاور ایک حصّہ خون کے اثر میں ہے جس سے عورتوں کی محبت و محرمات کا ارتکاب اور شہوتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ غرض کہ آدمؑ کو خلق کیااور وہ چالیس سال اسی صورت بستہ پر قائم رہے۔ پھر خدانے ایک ملک کو حکم دیا کہ اس رُوح کو آدمؑ کے جسم میں پھونک دے۔ جب رُوح آپؑ کے دماغ میں پہنچی تو چھینک آئی تو آپؑ نے کہا 'الحمدللہ" تو حق تعالیٰ نے خطاب کیا "یرحمک اللہ"۔ایک روایت کے مطابق جب آدمؑ کو خدانے خلق کیا تواپنے پاس کھڑا رکھا،اس وقت ان کو چھینک آئی تو خدانے ان پر الہام کیا پھرانہوں اللہ کی حمد کی، تواللہ نےاس حمد کی وجہ سے ان کو آگاہی دی کہ اے آدمؑ، میں اپنے عزّت وجلال کی قسم کھاتاہوں کہ اگران دو بندوں کو آخر زمانے میں پیدا کرنا نہ چاہتا توتم کو خلق نہ کرتا۔ آدمؑ نے کہا، پالنے والے ان بندوں کی اسی قدر ومنزلت کاواسطہ ان کانام بتلادے توخطاب ہوااے آدم عرش پر نظر کرو، جب اس طرف نظر کی تو دیکھاکہ دوسطروں

ترجمہ،اور جب تمہارے پروردگار نے بنی آدم سے یعنی ان کی پیٹھوں سے ان کی اولاد نکالی توان سے خودان کے مقابلے میں اقرار کرالیا(یعنی ان سے پوچھا کہ) کیا تمہارا پروردگار نہیں ہوں۔ وہ کہنے لگے کیوں نہیں ہم گواہ ہیں(کہ تو ہمارا پروردگار ہے)۔ یہ اقرار اس لیے کرایا تھاکہ قیامت کے دن(کہیں یوں نہ) کہنے لگو کہ ہم کو تواس کی خبر ہی نہ تھی ﴿۱۷۲﴾ سورۃ الأعراف

میں نور سے عرش پر لکھا ہوا ہے، "نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے اور محمدؐ پیغمبر رحمت ہیں اور علیؑ کلید بہشت ہیں" اور دوسری سطر میں لکھا ہے کہ میں نے اپنی ذات مقدس کی قسم کھائی ہے جو شخص ان سے محبّت و دوستی کرے اُس پر رحم کرونگا اور جو شخص ان سے بغض و عداوت رکھے اس پر عذاب کروں گا۔

معتبر روایت سے منقول ہے کہ فرزندان آدمؑ ایک گھر میں جمع ہوئے اور بحث کی، کوئی کہتا تھا کہ ہمارے باپ آدمؑ بہترین خلق ہیں بعض لوگ کہتے تھے کہ ملائکہ مقرب ہیں اور بعض کا قول تھا کہ حاملان عرش ہیں۔ اسی اثناء میں ہبتہ اللہ داخل ہوئے ان میں سے بعض لوگوں نے کہا کہ یہ مشکل کے حل کرنے والے آگئے۔ جب وہ سلام کر کے بیٹھ گئے تو پُوچھا کہ کیا گفتگو کر رہے تھے ان لوگوں نے بیان کیا تو ہبتہ اللہ نے فرمایا کہ ذرا صبر کرو میں ابھی آتا ہوں پس اپنے پدر بزرگوار حضرت آدمؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صورت حال سے آگاہ کیا تو حضرت آدمؑ نے کہا اے فرزند میں خداوند عالمین کے نزدیک کھڑا ہوا تھا تو ان سطروں کو عرش پر یہ لکھا ہوا دیکھا کہ "محمدؐ و آل محمدؐ بہترین خلق ہیں۔" حق تعالیٰ نے آدمؑ سے ان کی ذریت کو پیدا کیا اور آدمؑ کی پشت سے ان کو باہر لایا کہ اُن سے اپنی پروردگاری اور پیغمبری کا عہد لے تو سب سے پہلے جس پیغمبر کا اقرار لیا وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے پھر آدمؑ کو ان کی ذریت دیکھائی جو ذرّات کی شکل میں تھے جن سے آسمان بھرا ہوا تھا۔ آدمؑ نے کہا کہ میری اُولاد کس قدر زیادہ ہے۔ پروردگارا تُونے تو ان کو ایک امر بزرگ کے لیے خلق فرمایا ہے پھر تو نے ان سے عہد و پیمان کس سبب سے لیا۔ فرمایا اس لئے کہ میری عبادت کریں اور کسی کو میرا شریک نہ بنائیں اور میرے پیغمبروں پر ایمان لائیں اور ان کی پیروی کریں۔ عرض کی خداوندا ان ذرّوں میں سے بعض بہت بڑے ہیں۔ بعض زیادہ نورانی ہیں۔ بعض کم اور بعض میں

ترجمہ، جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے کہا کہ میں مٹی سے انسان بنانے والا ہوں ﴿۷۱﴾ جب اس کو درست کرلوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو اس کے آگے سجدے میں گر پڑنا ﴿۷۲﴾ تو تمام فرشتوں نے سجدہ کیا ﴿۷۳﴾ مگر شیطان اکڑ بیٹھا اور کافروں میں (بقیہ اگلے صفحے پر)

بالکل نور نہیں ہے۔اس کا سبب کیا ہے۔ فرمایا کہ ان کو اس لئے خلق کیا ہے کہ ہر حال میں ان کا امتحان لوں۔ آدمؑ نے عرض کی کہ اگر ان کو برابر برابر ایک مقدار، ایک طبیعت، ایک خلقت، ایک رنگ، ایک عمر اور ایک روزی پر خلق کرتا تو البتہ بعض پر بعض ظلم نہ کرتے اور اُن میں حسد، دشمنی اور اختلاف کسی معاملہ میں نہ ہوتا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میری برگزیدہ رُوح کے بارے میں تم نے کلام کیا اور اپنی طبیعت کی کمزوری کے سبب سے اس کے متعلق زبان کھولی جس کا تم کو علم نہیں ہے۔ میں خالق علیم ہوں اپنے علم کی بنا پر ان کی خلقت میں اختلاف قرار دیا ہے۔ میری مشیت میرا حکم ان میں جاری ہوتا ہے اور ہر ایک کی بازگشت میری تقدیر وتدبیر کی طرف ہے اور میری خلقت میں تبدیلی نہیں ہے۔ اور جن وانس کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے میں نے بہشت کو اس کے لئے بنایا جو ان میں سے میری عبادت وفرمانبرداری اور میرے رسولوں کی پیروی کرے گا۔ اور دوزخ کو اس کے لئے پیدا کیا جو کافر ہوگا، میری معصیت اور میرے رسولوں کی نافرمانی کرے گا اور ان کی مجھے پرواہ نہیں ہے۔ میں نے تم کو تمہاری ذریت واولاد کو پیدا کیا بغیر اس کے کہ تمہاری یا ان کی مجھے کوئی حاجت ہو۔ اور تم کو اور ان سب کو اس لئے خلق کیا ہے کہ آزمائش کروں کہ تم میں سے کون دنیاوی زندگی میں سب سے زیادہ نیک کردار ہے۔ اسی لئے میں نے دُنیا وآخرت، موت وحیات، اطاعت ومعصّیت اور بہشت ودوزخ کو پیدا کیا ہے۔ اور ایسا ہی ارادہ کیا ہے اپنی تقدیر وتدبیر کے ساتھ اور اپنے اس علم کے سبب سے جو اس کے تمام احوال پر محیط ہے۔ میں نے اُن کی صورتیں، اُن کے اجسام، ان کے رنگ، اس کی عمریں، ان کی روزی، اطاعت ومعصیّت کو مختلف قرار دیا۔ اس میں شقی وسعادت مند، بینا ونابینا، کوتاہ وبلند، خوبصورت وبد صورت، عقلمند ونادان، مالدار وپریشان حال، فرمانبردار ونافرمان، بیمار وتندرُست بنائے۔

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، ہو گیا ﴿۷۴﴾ (خدا نے) فرمایا کہ اے ابلیس جس شخص کو میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا اس کے آگے سجدہ کرنے سے تجھے کس چیز نے منع کیا۔ کیا تو غرور میں آ گیا یا اونچے درجے والوں میں تھا؟ ﴿۷۵﴾ بولا کہ میں اس سے بہتر ہوں (کہ) تو نے مجھ کو کو آگ سے پیدا کیا اور اِسے مٹی سے بنایا ﴿۷۶﴾ فرمایا یہاں سے نکل جا تو مردود ہے ﴿۷۷﴾ (بقیہ اگلے صفحے پر)

بہت سے دردوں میں مبتلا ہوں گے اور اکثر وہ ہیں جن کو کوئی درد نہ ہو گا۔ تاکہ تندرست بیمار کو دیکھ کر میری حمد بجالائے اس لئے کہ اس کو عافیت بخشی ہے اور بیمار تندرست کو دیکھ کر مجھ سے سوال و دُعا کرے تاکہ اُسے صحت عطا کروں۔ اور میری بلاؤں پر صبر کرے تاکہ اسے ثواب مرحمت کروں اور اس کے درجے بلند کروں۔ اسی طرح مالدار پریشان حال کو دیکھ کر میرا شکر و حمد بجالائے اور محتاج مالدار کو دیکھ کر مجھ سے دُعا و سوال کرے اور مومن کافر کو دیکھ کر میری حمد بجالائے اس لئے کہ میں نے اس کی ہدایت کی ہے اس لئے ان لوگوں کو پیدا کیا ہے تاکہ اس کا امتحان لوں خوشحالی و بدحالی اور اس عافیت میں جوان کو میں نے بخشی ہے اور ان بلاؤں کے ذریعہ سے جن میں ان کو مبتلا کروں گا اور اس نعمت کے ساتھ جو ان کو عطا کروں گا اور ان چیزوں کے ذریعہ سے جن سے ان کو منع کروں گا۔ میں ہوں بادشاہ و قادر، اور میرے لئے ہے کہ ان چیزوں کو جو مقدر کرچکا ہوں جاری کروں جس طرح کہ تدبیر کرچکا ہوں۔ اور میرے لئے ہے کہ تغیّر دوں اپنی تقدیر میں ان چیزوں کو ان چیزوں میں جن میں چاہوں اور مقدم کروں جن کو مؤخر کرچکا ہوں اور پیچھے کردوں اس کو جسے آگے کرچکا ہوں۔ میں ہو وہ خدا کہ جو کچھ چاہوں کرسکتا ہوں۔ اور کسی کو مجال نہیں ہے کہ مجھ سے میرے ان افعال میں سوال کرے لیکن میں اپنی مخلوق سے سوال کروں گا جو کچھ وہ کریں گے۔

پس جب آدمؑ کو خلق کردیا تو ملائکہ سے کہا کہ ان کے لئے سجدہ کریں۔ سب نے سجدہ کیا پھر آدمؑ نے ملائکہ کو سلام کیا اور کہا کہ "السلام علیکم ورحمۃاللہ" تو ملائکہ نے جواب میں کہا "وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ" تو حق تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ سلام تمہارے اور تمہاری ذریّت کے لئے قیامت تک سنت رہے گا۔ بس ابلیس نے سجدے سے انکار کیا اور تکبّر کیا اور

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، اور تجھ پر قیامت کے دن تک میری لعنت (پڑتی) رہے گی ﴿۷۸﴾ کہنے لگا کہ میرے پروردگار مجھے اس روز تک کہ لوگ اٹھائے جائیں مہلت دے ﴿۷۹﴾ فرمایا کہ تجھ کو مہلت دی جاتی ہے ﴿۸۰﴾ اس روز تک جس کا وقت مقرر ہے ﴿۸۱﴾ کہنے لگا کہ مجھے تیری عزت کی قسم میں ان سب کو بہکاتا رہوں گا ﴿۸۲﴾ سوا ان کے جو تیرے خالص بندے (بقیہ اگلے صفحے پر)

وہ کافروں میں سے ہو گیا۔ جب شیطان سے یہ پُوچھا کہ تجھ کو کس چیز نے سجدہ کرنے سے روکا جب کہ میں نے یہ حکم دیا تھا، اُس نے کہا کہ میں اس بشر کو سجدہ کیوں کروں جس کو تو نے کثیف مٹی سے پیدا کیا اور میں اس سے بہتر ہوں، مجھ کو تو نے آگ سے پیدا کیا ہے۔ پس خدا نے فرمایا کہ نکل جا بہشت سے تُو نے تکبّر کیا تیری مقام آسمان پر یا بہشت میں نہیں ہے۔ پس دُور ہو کیونکہ تو بے شک راندہ درگاہ اور ذلیل و خوار ہے اور تجھ پر قیامت تک عالمین کی لعنت ہے۔ شیطان نے کہا، پروردگارا کیا تو مجھے میرے عمل کے ثواب سے محروم فرماتا ہے حالانکہ تو عادل ہے اور کبھی ظلم نہیں کرتا۔ فرمایا کہ جو کچھ تو اپنے عمل کے ثواب کا عوض میں چاہیے مجھ سے امور دنیا سے مانگ لے میں تجھ کو عطا کردوں گا۔ اس نے پہلی چیز قیامت تک کی زندگی اور مہلت طلب کی۔ فرمایا جا تجھ کو مہلت دی گئی۔ پھر اس نے کہا کہ مجھے فرزندان آدمؑ پر مسلط کردے اور ایسا اختیار مجھے عطا کر کہ فرزندان آدم کے رگ وریشہ میں خون کے مانند جاری ہو سکوں، خدا نے فرمایا کہ یہ بھی قبول کیا۔ (ابلیس کا فرزندان آدمؑ پر کوئی اختیار نہیں ہے سوائے اس کے کہ ان کے دلوں میں وسوسہ ڈالے اور خدا کے راستے سے گمراہ کرے)۔ اس کے بعد اس نے کہا کہ اگر آدمؑ کو ایک فرزند ہو تو میرے لئے دو پیدا کیئے جائیں، میں ان کو دیکھوں لیکن وہ مجھے نہ دیکھ سکیں، اور جس صورت پر چاہوں ان کے لئے متشکل بن سکوں۔ فرمایا کہ تجھ کو یہ تمام اختیارات دیئے، اس نے کہا کہ پروردگارا اور زیادہ عطا فرما۔ ارشاد ہوا کہ ان کے سینوں کو تیرا اور تیری ذریّت کا وطن اور منزل قرار دیا، پھر ابلیس نے کہا کہ بس پالنے والے اتنا کافی ہے۔ ابلیس کو ان تمام چیزوں کا مستحق اور اس قدر اختیارات حق تعالی نے صرف دو رکعت نماز کے عوض عطا فرمایا جسے اس نے آسمان پر چار ہزار سال میں تمام کی تھی۔ پھر ابلیس نے کہا کہ جب کہ تُو نے مجھ کو گمراہوں میں شمار کیا اور اپنی رحمت سے نااُمید کردیا تو آدمؑ کی اُولاد کی تاک میں تیری راہ راست پر بیٹھو گا تاکہ ان کو

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، ہیں ﴿۸۳﴾ فرمایا سچ (ہے) اور میں بھی سچ کہتا ہوں ﴿۸۴﴾ کہ میں تجھ سے اور جوان میں سے تیری پیروی کریں گے سب سے جہنم کو بھر دوں گا ﴿۸۵﴾ سورۃ ص

گمراہ کروں اور اُن کے آگے، پیچھے، داہنے اور بائیں غرض ہر سمت سے اُن کی طرف آؤں گا اور قسم کھاتا ہوں کہ زمین میں گناہوں کو ان کی نظر میں زینت دوں گا اور ان سب کو گمراہ کروں گا سوائے تیرے ان بندوں کے جو مخلص ہیں۔ اُن میں سے اکثر کو اپنی نعمتوں پر تُو شُکر گزار نہ پائے گا۔ فرمایا کہ بہشت سے نکل جا۔ تو مردود ذلیل ہے۔ بیشک تجھ سے اور جو تیری پیروی کریں گا میں ان سے جہنم کو بھر دونگا۔ مگر اپنی سیدھی راہ کو اپنے ان بندوں پر ظاہر کروں گا جن پر تجھے ہر گز تسلط نہ ہوگا مگر یہ کہ گمراہوں میں جو تیری متابعت کرے گا۔ جب آدمؑ نے یہ دیکھا کہ شیطان میرے فرزندوں پر مسلّط ہوگا اور ان کی رگوں میں مانند خون کے جاری رہے گا تو حق تعالی سے مناجات کی کہ مجھے اور میرے فرزندوں کو تو کیا عطا فرمایئے گا؟ تو حق تعالی نے فرمایا کہ تجھ اور تیرے فرزندوں کے لئے یہ مقرر کیا کہ ان کے ایک گناہ کو ایک، اور ایک نیکی کو دس کے برابر شمار کروں گا اور اگر کسی گناہ کا قصد کرے گا تو وہ لکھا نہ جائے گا، اس کے برعکس اگر وہ صرف نیکی کا ارادہ کرے اور نیکی نہ کرے پھر بھی اس کے لئے ثواب لکھا جائے گا۔ کہا پروردگارا اور زیادہ کر۔ فرمایا کہ ان کی توبہ قبول کروں گا، یہاں تک کہ جان ان کے حلق تک پہنچے عرض کی بارالہا اور زیادہ عطا فرما۔ ارشاد ہوا ان کے گناہوں کو بخش دوں گا اور ان کی برائیوں کی پرواہ نہ کروں گا آدمؑ نے کہا بس میرے لئے کافی ہے۔ منقول ہے کہ سب سے پہلے جو کفر خدا کے ساتھ کیا گیا وہ شیطان نے کیا اور وہ کافر ہوا۔ اسی طرح سب سے پہلے زمین پر جو حسد کیا گیا وہ قابیل نے حضرت ہابیلؑ پر کیا۔ اور سب سے پہلے جو حرص کام میں لایا گیا آدمؑ کا حرص تھا کہ بہشت کی نعمتوں کی زیادتی کے ساتھ ممنوعہ درخت میں سے کھایا اور ان کے حرص نے ان کو بہشت سے باہر کیا۔ اور وہ زمین کا پہلا ٹکڑا جس پر خدا کی عبادت کی گئی پشت کوفہ تھا جو نجف اشرف ہے جب کہ خدا نے فرشتوں کو حکم

ترجمہ، اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس (نے نہ کیا) وہ جنات میں سے تھا تو اپنے پروردگار کے حکم سے باہر ہو گیا۔ کیا تم اس کو اور اس کی اولاد کو میرے سوا دوست بناتے ہو۔ حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں (اور شیطان کی دوستی) ظالموں کے لئے (خدا کی دوستی کا) برا بدل ہے ﴿۵۰﴾ سورۃ الکھف

دیا کہ آدمؑ کو سجدہ کریں تو فرشتوں نے اسی جگہ سجدہ کیا۔ اور شیطان کو اس دن تک کی مہلت دی جس روز کہ حضرت رسول خدا رجعت میں اس کو ایک پتھر کے نیچے ذبح کریں گے جو بیت المقدّس میں ہے۔

مذکور ہے کہ منافقوں نے خدمت جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کی کہ علیؑ افضل ہیں یا ملائکہ مقربین؟ فرمایا کہ ملائکہ خدانے محمدؐ و علیؑ کی دوستی اور ان کی ولایت کے قبول کرنے کے سبب سے شرف پایا ہے اور بے شبہہ محبّان علیؑ میں سے جس نے اپنے دل کو مکر و فریب، بغض و کینہ اور دیگر گناہوں سے پاک کیا تو وہ بھی ملائکہ سے زیادہ پاک و بہتر ہیں اور خدانے ملائکہ کو آدمؑ کے سامنے سجدہ کا اس لئے حکم دیا کہ وہ اپنی دانست میں سمجھ چکے تھے کہ جو مخلوق اس کے بعد دُنیا میں آئے گی اُس سے وہ ملائکہ دین و فضل میں بہتر ہوں گے، تو خدانے اُن پر ظاہر کردیا کہ انہوں نے اپنے گمان و اعتقاد میں غلطی کی ہے لہٰذا آدمؑ کو خلق کیا اور تمام تعلیم دے کر ان کا اور ملائکہ کا امتحان لیا۔ پھر آدمؑ اور اُن کی ذرّیت کو جو رسولؐ اور اس کے برگزیدہ بندے اور سب سے افضل و اعلےٰ محمدؐ تھے، ان کے بعد اُن کی آل، پھر اُن کی اُمت میں سے نیک لوگوں کو بہشت سے باہر لائے اور اُن کو پہچنوایا کہ یہ لوگ تم (ملائکہ) سے افضل ہیں، بے شک یہی لوگ ان تکالیف شاقہ کے متحمل ہوں گے جو ان کو لازم کی گئی ہیں اور شیاطین کے مددگاروں سے متعرّض ہونے اور نفس امّارہ سے مجاہدہ کرنے میں، عیال کے بار کی تکلیف برداشت کرنے، روزی حلال طلب کرنے اور دُنیا والوں سے بے پرواہ رہیں گے۔ خطروں کی شدت، ڈاکوؤں، چوروں، دشمنوں اور ظالم بادشاہوں کے خوف اور اُن مصیبتوں سے جو اُن کو گلیوں، ناہموار زمینوں اور پہاڑوں کے خطرناک راستوں میں اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لئے حلال روزی حاصل کرنے میں پیش ہوں گی۔ اپنی ذات کو مشقت میں ڈالیں گے اور ان مصائب و آلام سے مرنے کے بعد رہائی پائیں گے۔ شیاطین سے قتال

ترجمہ، خدانے آدم اور نوح اور خاندان ابراہیم اور خاندان عمران کو تمام جہان کے لوگوں میں منتخب فرمایا تھا ﴿۳۳﴾ ان میں سے بعض بعض کی اولاد تھے اور خدا سننے والا (اور) جاننے والا ہے ﴿۳۴﴾

سورۃ آل عمران

کریں گے اور ان کو دفع کریں گے، اپنے نفسوں کے ساتھ جہاد کریں گے، اپنی خواہشات سے اُن مکروہات کو دفع کرنے میں جو کچھ خدا نے اُن میں ترکیب دی ہے مثل شہوت مجامعت، عزّت وریاست، کھانے، پہننے، فخر و غرور، ابلیس لعین وغیرہ کے اور اس کے مددگاروں کی شدّت اور بلاؤں کے برداشت کرنے میں مثل ان وسوسوں کے جو وہ شیاطین اُن کے دلوں میں ڈالیں گے اور خیالات فاسدہ جو ان کے قلوب میں پیدا کریں گے، اور دشمنان خدا کی طعن وطنز، سازشیں اور ظالموں کی زبان سے دوستان خدا پر گالیاں سُننے اور شدّتوں پر جو اُن کو اپنی طلب روزی کے لئے سفر کرنے میں پہنچیں گی، صبر کرنے میں اور اپنے دین کے دشمنوں سے بھاگنے میں اور طلب منافع میں جو اُن کو مخالفین دین سے حاصل کرنا ضروری ہوگا۔ خدا نے فرمایا کہ اے میرے فرشتوں تم ان تکلیفوں اور خواہشوں سے بری ہو۔ نہ شہوت جماع تم کو حرکت میں لاتی ہے اور نہ کھانے پینے کی خواہش تم کو کسی گناہ پر اُبھارتی ہے۔ نہ دشمنان دین و دُنیا کا خوف تمہارے دلوں میں تصّرف کرتا ہے نہ شیطان ملکوت آسمان و زمین میں تم کو گمراہ کرنے میں مشغول ہو سکتا ہے۔ کیونکہ میں نے اپنی عصمت کے سبب سے تمہاری محافظت کی ہے۔ اے فرشتوں ان میں سے جس نے میری اطاعت کی اور ان آفتوں، پریشانیوں اور بلاؤں میں اپنا دین قائم رکھا تو وہ میری حجت کی راہ میں چند چیزوں کا متحمل ہوا جس کے تم متحمل نہیں ہو سکتے، اور مجھ سے نزدیک ہونے میں کوشش کی اور اُن محنتوں کے سبب سے جو تم کو نہیں کرنا پڑی۔ خدا نے اپنے فرشتوں کو اُمت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و شیعیان امیر المومنینؑ اور اُن کے جانشینوں کے نیک لوگوں کی فضیلت کو پہچنوایا اور ان کا اپنے معبود کی محبّت کی راہ میں سختیوں اور بلاؤں کا برداشت کرنا بیان کیا جس کے ملائکہ متحمل نہیں ہو سکتے اور ذریّت آدمؑ کے پرہیزگاروں کو ملائکہ پر فضیلت میں امتیاز اور اقرار کر دیا۔ اس سبب سے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدمؑ کو سجدہ کریں لیکن یہ سجدہ عبادت کا سجدہ نہ تھا بلکہ خدا کی جانب

ترجمہ، عیسیٰؑ کا حال خدا کے نزدیک آدم کا سا ہے کہ اس نے (پہلے) مٹی سے ان کا قالب بنایا پھر فرمایا کہ (انسان) ہو جا تو وہ (انسان) ہو گئے ﴿۵۹﴾
سورۃ آل عمران

سے آدمؑ کے لئے ایک رحمت تھی جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذریعہ سے عطا ہوئی جو ان سے افضل ہیں۔ خدا نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر صلوات بھیجی اپنے جبروت میں اور سب کے سب فرشتوں نے بھی صلوات بھیجی اور مومنوں کو حکم دیا کہ ان پر صلوات بھیجیں۔ پس سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے جس نے انکار کیا حالانکہ ابلیس ہمیشہ فرشتوں کے ساتھ خدا کی عبادت کرتا تھا لیکن خدا نے اس کا امتحان سجدہ آدمؑ سے لیا مگر اس نے انکار کیا اور کہا کہ اگر تو مجھے آدمؑ کے سامنے سجدے سے معاف رکھے تو میں تیری ایسی عبادت کروں گا کہ کسی ملک مقرب اور پیغمبر مرسل نے نہ کی ہوگی، لیکن حق تعالی نے فرمایا کہ مجھے تیری عبادت کی ضرورت نہیں اور میں چاہتا ہوں کہ میری ایسی عبادت کی جائے جو مجھے پسند ہے۔ مگر ابلیس اپنے تکبّر اور سرکشی کی بناپر قائم رہا اور اس کا غرور کافروں کا غرور تھا۔ جبکہ ملائکہ نے خدا کے انوار کے لئے اپنے عجز کا اظہار کیا اور اپنی پیشانیوں کو زمین پر رکھ کر آدمؑ کے سامنے سجدہ کیا، تو یہ سجدہ آدمؑ کے لئے نہ تھا بلکہ آدمؑ تو اُن کے قبلہ تھے اور فرشتوں نے سجدہ خدا کے لئے کیا۔ خدا نے حکم دیا تو ان کی جانب فرشتوں نے اُن کی تعظیم و بزرگی کے لئے سجدہ میں رُخ کیا۔ کیونکہ خدا کے سوا کسی اور کے لئے سجدہ کرنا کسی کو سزاوار نہیں۔ اگر سوائے خدا کے کسی کے لئے سجدہ کا حکم ہوتا تو بے شک اُن آئمہ کے لئے ہوتا جنھوں نے حقوق خدا کے اظہار کی تصریح کے سبب سے بلائیں اور تکلیفیں برداشت کی ہیں اور اُن مصیبتوں کی وجہ سے جو ہمارے حق کے سبب سے اُن پر ظاہر ہوئیں اُنہوں نے روگردانی نہیں کی۔ جیسا کہ امام حسینؑ اور اُن لوگو ں کا جو ان کے ساتھ تھے امتحان لیا گیا اُس لشکر شقادت اثر کے ذریعہ سے جس نے اُن کو شہید کیا اور اُن کے سرہائے مبارک کو اپنے ساتھ لے گئے اس وقت امام مظلومؑ نے اپنے لشکر سے فرمایا کہ میں نے اپنی بعیت تم لوگوں سے اُٹھالی۔ لہٰذا تم لوگ اپنے عزیزوں، دوستوں اور اپنے

ترجمہ، اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہ کیا۔ بولا کہ بھلا میں ایسے شخص کو سجدہ کروں جس کو تو نے مٹی سے پیدا کیا ہے (۶۱) (اور ازراہ طنز) کہنے لگا کہ دیکھ تو یہی وہ ہے جسے تو نے مجھ پر فضیلت دی ہے۔ اگر تو مجھ کو قیامت کے دن تک مہلت دے تو میں تھوڑے سے شخصوں کے سوا اس کی (تمام) اولاد کی جڑ کاٹتا رہوں (بقیہ اگلے صفحے پر)

اپنے قبیلوں کے پاس چلے جاؤ۔ اور اپنے مردان اہلبیت سے فرمایا کہ تم پر اپنی جُدائی میں نے حلال کردی کیونکہ تم لوگ اس جماعت سے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتے کیونکہ یہ لوگ تم سے کہیں زیادہ ہیں اور اُن کی قوت وارادہ بھی تم سے زیادہ ہے۔ اور صرف میں اُن کا مقصود ہوں، ان کو دوسروں سے کوئی غرض و واسطہ نہیں ہے۔ مجھ کو ان میں چھوڑ دو کہ حق تعالیٰ میری مدد کرے گا اور اپنی نگاہ کرم سے مجھے محروم نہ رکھے گا جیسا کہ خدا کی عادت ہمارے گزرے ہوئے پاک لوگوں یعنی پیغمبروں اور وصیوں کے بارے میں رہی ہے یہ سُنکر آپ کے لشکر سے بہت سے لوگ جدا ہوگئے اور حضرت کے قریبی رشتہ داروں نے چلے جانے سے قطعی انکار کیا اور کہا کہ ہم تو آپ سے ہرگز جدا نہ ہوں گے۔ ہم کو وہی تکلیفیں ہوں گی جو آپ پر ہوں گی اور وہی صدمہ پہنچے گا جو آپ کو پہنچے گا۔ خدا کی بارگاہ میں ہماری قدر منزلت اسی میں ہے کہ ہم ہر حال میں آپ کی خدمت میں رہیں۔ حضرت سیّد الشہداء نے فرمایا کہ اگر اپنی جانوں کو تم لوگ اُس پر چھوڑ چکے ہو جس پر میں نے چھوڑ رکھا ہے تو سمجھ لو کہ حق تعالیٰ نے مجھ کو اُن مراتب سے جو مجھ پر سہل ہوگئے ہیں۔ باوجود ان کے تکلیفوں کا برداشت کرنا ضروری ہے لیکن تمہارے لئے بھی خدا کی کرامتوں میں حصّہ ہے یہ سمجھ لو کہ دُنیا شیریں و تلخ ان چند باتوں کی طرح ہے جن کو کہ کوئی شخص خواب میں دیکھے اور بیداری آخرت میں ہے۔ اور کامیاب وہ ہے جو آخرت میں کامیاب ہو، اور بدبخت وہ ہے جو آخرت میں محروم و شقی رہے۔ اے ہمارے شیعوں، دوستوں اور طرفداروں کے گروہ کیا تم چاہتے ہو کہ میں تم کو اپنے سب سے پہلے امر کی خبر دوں تاکہ تم پر اُن سختیوں کا برداشت کرنا آسان ہو جائے جو کچھ تم نے اپنے اُوپر قرار دے لیا ہے؟ سب نے عرض کی ہاں یابن رسول اللہ ارشاد فرمایئے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ بیشک جب حق تعالیٰ نے آدمؑ کو خلق کیا اور اُن کو دُرست کیا اور

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، گا ﴿۶۲﴾ خدا نے فرمایا (یہاں سے) چلا جا۔ جو شخص ان میں سے تیری پیروی کرے گا تو تم سب کی جزا جہنم ہے (اور وہ) پوری سزا (ہے) ﴿۶۳﴾ اور ان میں سے جس کو بہکا سکے اپنی آواز سے بہکاتا رہ۔ اور ان پر اپنے سواروں اور پیاروں کو چڑھا کر لاتا رہ اور ان کے مال اور اولاد میں شریک ہوتا رہ اور ان سے وعدے کرتا رہ۔ اور شیطان جو وعدے (بقیہ اگلے صفحے پر)

تمام چیزوں کے نام اُن کو سکھا دیئے جو محمد ﷺ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ ہیں اور ملائکہ سے بلند تر ہیں اور یہ آدمؑ سے دو ہزار سال قبل پردہ عرش میں تھے اور خدا کی تسبیح کرتے تھے اور ملائکہ یہ تسبیح سن کر اسی طرح سے خدا کی تسبیح کرتے تھے۔ پس اُن کو ملائکہ کے سامنے پیش کیا اور ان کے پانچوں جسموں کو آدمؑ کی پشت میں قرار دیا۔ تو انہوں نے ایک نور عظیم اپنی پشت سے جلوہ گر دیکھا، حالانکہ اُن کے انوار مقدّسہ تمام آفاق آسمان و عرش و کرُسی کے حجابات میں ضیا بخش تھے، آدمؑ نے عرض کی پروردگارا یہ انوار کون ہیں خدا نے فرمایا کہ یہ چند اجسام ہیں جن کو میں نے بہترین جگہ اپنے عرش سے تمہاری پشت میں منتقل کیا ہے پھر جب یہ انوار ان کی پشت سے نکل کر عرش پر چمکنے لگے اور وہاں ہمارے جسموں کے انوار کی صورتیں چھپ گئیں جس طرح سے کہ انسان کا چہرہ آئینہ میں صاف طور سے نمایاں ہوتا ہے تو آدمؑ سے کہا کہ یہ بہتری مخلوقات اور میرے پیدا کیے ہوؤں کے جسم ہیں۔ یہ محمد ہے اور میں حمید محمود ہوں، جو کچھ کروں یعنی مخلوقات کیلئے میرا ہر فعل قابل حمد ہے۔ اسی لئے اپنے نام سے ایک نام مشتق کیا۔ اور یہ علی ہے اور میں اعلیٰ و اعظیم ہوں۔ اس کے لئے بھی اپنے ناموں میں سے ایک نام کا اشتقاق کیا اور یہ فاطمہ ہے اور میں فاطر یعنی آسمان و زمین کو نور سے پیدا کرنے والا۔ یہ فاطمہ قیامت میں میرے دُشمنوں کو میری رحمت سے علیحدہ کرنے والی ہے اور میرے دوستوں سے عیوب اور بُرائی کو الگ کرنے والی ہے۔ اس کے لئے بھی ایک نام میں نے اپنے نام سے مشتق کیا۔ اور یہ حسن و حسین ہیں اور میں محسن ہوں۔ مجملاً ان کے لئے بھی اپنے ناموں میں سے نام مشتق کئے۔ یہ لوگ میری مخلوق میں برگزیدہ ہیں اور میرے بندوں میں سب سے گرامی ہیں۔ انہی کے ذریعہ سے اپنی عبادت قبول کروں گا اور بندوں کو بخشوں گا۔ اور عذاب کو ثواب عطا کروں گا۔ اے آدمؑ ان کے ذریعہ سے میری طرف توسّل اختیار کرو اور اگر تم سے کوئی مکروہ امر صادر ہو جائے تو ان کو میری بارگاہ میں

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، ان سے کرتا ہے سب دھوکا ہے ﴿٦٤﴾ جو میرے (مخلص) بندے ہیں ان پر تیرا کچھ زور نہیں۔ اور (اے پیغمبر) تمہارا پروردگار کارساز کافی ہے ﴿٦٥﴾ سورۃ الاسراء

شفیع قرار دو کیوں کہ میں نے اپنے حق کی قسم کھائی ہے کہ ان کے ذریعہ سے کسی امیدوار کو ناامید نہ کروں گا اور کسی سائل کو جو ان کی شفاعت کے ذریعہ سے سوال کرے گا واپس نہ کروں گا۔ جب آدمؑ سے ترک اولے صادر ہوا تو انہوں نے ان اجسام مطہرہ کا ظرف قرار دیا ہے کہ جن کے انوار تمام آفاق کو گھیرے ہوئے ہیں اور ان کے ذریعہ سے التجا کی اور ان کی توبہ قبول ہوئی۔ چونکہ یہ خلائق انوار الٰہی پر مشتمل ہے یعنی یہ لوگ بہترین مخلوقات ہیں۔

جب حق تعالیٰ نے ابلیس کو اس کی نافرمانی کے سبب سے لعنت کی اور ملائکہ کو اپنی اطاعت اور سجدہ آدمؑ کے سبب سے گرامی رکھا تو حکم دیا کہ آدمؑ و حواؑ کو بہشت میں لے جائیں اور فرمایا کہ اے آدمؑ تم اور تمہاری زوجہ بہشت میں سکونت اختیار کرو اور مرغوب بہشت سے جو کچھ چاہو بغیر محنت و مشقت کے کھاؤ، مگر اس درخت کے قریب مت جانا جو علم محمدؐ و آل محمدؐ کا درخت ہے اور حسد سے نظر نہ کرنا کیونکہ ان بزرگوروں کو اس علم کے ساتھ اپنی تمام مخلوقات میں سے منتخب و مخصوص کیا ہے سوائے ان کے کوئی اس درخت سے نہ کھائے گا۔ جب علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ (صلوٰۃ اللہ علیہم) نے اپنے کھانوں کو مسکین و یتیم و اسیر کو بخش دیا اور خود تین دن کے روزے سے ہونے کے بعد جو کچھ بمع رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تناول فرمایا وہ اسی درخت سے تھا جس کی جزا میں خدا نے ان کی شان میں سورہ ہل اتی نازل فرمایا اور ان کے لئے بہشت سے مائدہ بھیجا انہوں نے جب اس بعام سے تناول کیا پھر ان لوگوں کو کبھی بھوک اور پیاس تعب و مشقت کا احساس نہیں ہوا اور وہ درخت بہشت کے تمام درختوں میں ممتاز تھا کیونکہ بہشت کے ہر قسم کے درختوں میں ایک ہی قسم کا میوہ اور پھل ہوتا ہے اور اس درخت میں جو کچھ اس کے جنس سے تھی مثل گندم، انگور، انجیر، عناب اور تمام قسم کے میوے اور کھانے تھے لہٰذا علماء نے جب اس درخت کا ذکر کیا ہے اس میں

ترجمہ، اے آدم کی اولاد ہم نے تم سے کہہ نہیں دیا تھا کہ شیطان کو نہ پوجنا وہ تمہارا کھلا دشمن ہے ﴿۶۰﴾ اور یہ کہ میری ہی عبادت کرنا۔ یہی سیدھا رستہ ہے ﴿۶۱﴾ اور اس نے تم میں سے بہت سی خلقت کو گمراہ کر دیا تھا۔ تو کیا تم سمجھتے نہیں تھے؟ ﴿۶۲﴾ سورۃ یٰس

اختلاف کیا ہے بعضوں نے کہا ہے کہ گندم تھا بعض نے انگور اور بعض نے عناب بیان کیا ہے۔ حق تعالیٰ نے آدمؑ سے فرمایا کہ اس درخت کے قریب مت جانا ایسا نہ ہو کہ فضیلت درجہ محمدؐ وآل محمدؐ کی خواہش کرو اس لئے کہ خدا نے ان کو ان مراتب سے تمام مخلوق میں مخصوص کیا ہے اور جو شخص اس درخت سے بہ حکم خدا کھائے گا۔ اس کو علم اولیّن و آخرین الہام کیا جائے گا بغیر کسی سے سیکھے اور جو شخص بغیر مرضی خدا اپنی خواہش سے کھائے گا محروم و ناامید ہوگا اور خدا کی نافرمانی کرے گا۔ شیطان نے ان کو اپنے مکر و فریب کے ساتھ بہشت سے نکالنے کی کوشش میں بہکانا شروع کیا اور کہا کہ خدا نے تم دونوں کو اس درخت سے صرف اس لئے منع کیا ہے کہ تم دونوں فرشتے نہ ہو جاؤ یعنی اگر اس کو کھالو گے تو غیب کی باتوں کو سمجھو گے اور اس پر قادر ہو جاؤ گے جس پر کہ وہ شخص جسے خدا نے قدرت سے مخصوص کیا ہے۔ یا ان میں سے ہو جاؤ گے جو ہمیشہ زندہ رہیں گے اور کبھی نہ مریں گے اور قسم کھائی کہ بیشک میں تمہارے لئے خیر خواہ ہوں۔ کیونکہ شیطان سانپ کے دہن میں تھا جس نے اس کو بہشت میں داخل کیا تھا۔ سانپ بہشت میں سب حیوانوں سے بہتر تھا اور حضرت آدمؑ یہ خیال کر رہے تھے کہ سانپ ان سے گفتگو کر رہا ہے۔ وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ شیطان اس کے مُنہ میں پوشیدہ ہے لیکن پھر بھی آدمؑ نے یہ کہہ کر ردّ کر دیا کہ اے سانپ یہ ابلیس کا فریب ہے کیونکر ہمارا پروردگار ہم سے خیانت کرے گا اور کس طرح تو قسم کھانے میں خدا کی تعظیم کرتا ہے حالانکہ اس کو خیانت سے نسبت دیتا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ جو کچھ ہمارے لئے بھلائی تھی خدا نے اختیار نہیں کیا حالانکہ وہ تمام کریموں سے زیادہ کریم ہے اور کیونکر میں اس فعل کے ارتکاب کا قصد کروں جس سے میرے پروردگار نے مجھے منع فرمایا ہے۔

غرض آدمؑ کو فریب دینے سے شیطان مایوس ہوا تو دوسری مرتبہ پھر سانپ کے دہن میں

ترجمہ، اور ہم ہی نے تم کو (ابتدا میں مٹی سے) پیدا کیا پھر تمہاری صورت شکل بنائی پھر فرشتوں کو حکم دیا آدم کے آگے سجدہ کرو تو (سب نے) سجدہ کیا لیکن ابلیس کہ وہ سجدہ کرنے والوں میں (شامل) نہ ہوا ﴿۱۱﴾ (خدا نے) فرمایا جب میں نے تجھ کو حکم دیا تو کس چیز نے (بقیہ اگلے صفحے پر)

بیٹھ کر جنّت میں گیا اور بی بی حواؑ سے مخاطب ہوا اس طرح کہ انہوں نے گمان کیا کہ سانپ ان سے ہم کلام ہے اور کہا اے حواؑ جس درخت کو خدا نے تم پر حرام کیا تھا اب حلال کر دیا چونکہ اس نے یہ سمجھ لیا کہ تم نے اس کی اچھی طرح اطاعت کی اور اس کے حکم کی تعظیم کی جو ملائکہ اس درخت پر موکل ہیں اور حیوانات کو اس کے قریب نہیں آنے دیتے، اگر تم اس درخت کا قصد کرو گی تو تم کو نہیں منع کریں گے لہٰذا سمجھ لینا کہ تم پر یہ حلال ہو گیا ہے اور اگر تم آدمؑ سے پہلے کھا لو گی تو ان پر مسلّط ہو جاؤ گی اور ان پر حاکم بن جاؤ گی۔ حواؑ نے کہا کہ میں اس کا تجربہ کرتی ہوں پھر اس درخت کی طرف رُخ کیا ملائکہ نے چاہا کہ ان کو ہٹائیں تو حق تعالیٰ نے ان کو وحی فرمائی کہ حربہ سے اس کو دفع کیا جاتا ہے جو عقل نہ رکھتا ہو لیکن جس کو میں نے تمیز و عقل کی طاقت دی ہے اور اس کو مختار بنایا ہے تو اس کو اس کی عقل پر چھوڑ، جسے میں نے اس پر حجّت قرار دی ہے اگر میری اطاعت کرے گا تو میرے ثواب کا مستحق ہو گا اور اگر میری نافرمانی اور مخالفت کرے گا میرے عذاب اور جزا کا سزاوار ہو گا۔ یہ سُن کر ان ملائکہ نے چھوڑ دیا اور متعرض نہیں ہوئے تو حواؑ نے سمجھا کہ حق تعالیٰ نے ملائکہ کو ان کے منع کرنے سے روک دیا ہے اس لئے کہ درخت حلال کر چکا ہے اور سانپ سچ کہتا ہے پھر اس درخت کا پھل کھایا اور کوئی تغیّر اپنی ذات میں نہ پایا تو آدمؑ سے پوری کیفیت بیان کی اس سبب سے آدمؑ نے فریب کھایا اور اس درخت کا پھل کھا لیا تو اس کا اثر ہوا اور شیطان نے اپنے فریب و وسوسہ سے ان کو ڈگمگایا اور ان کو اس مقام سے باہر کرا دیا اور ان کی شرمگاہیں جو پُوشیدہ تھیں اور ایک دوسرے پر ظاہر نہ تھیں وہ ظاہر ہو گئیں یعنی جنت کے کپڑے ان کے بدنوں سے علیٰحدہ ہو گئے اور ان کی شرمگاہ کھل گئیں۔ پس بہشت کے درختوں کی پتیاں لے کر اپنی شرمگاہوں کو ڈھانکتے تھے۔ اُس وقت اُن کے پروردگار نے ان کو آواز دی کہ کیا ہم نے تم سے پہلے عہد

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، تجھے سجدہ کرنے سے باز رکھا۔ اس نے کہا کہ میں اس سے افضل ہوں۔ مجھے تو نے آگ سے پیدا کیا ہے اور اسے مٹی سے بنایا ہے ﴿۱۲﴾ فرمایا تو (بہشت سے) اتر جا تجھے شایاں نہیں کہ یہاں غرور کرے پس نکل جا۔ تو ذلیل ہے ﴿۱۳﴾ اس نے کہا (بقیہ اگلے صفحے پر)

نہ لیا تھا؟ اور تم کو اس درخت کا پھل کھانے سے میں نے منع نہیں کیا تھا اور یہ نہیں کہا تھا کہ شیطان تمہارا دُشمن ہے؟ عرض کی پروردگارا ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا اور اگر تُو نے رحم نہ کیا تو یقیناً ہم نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہوں گے۔ پس ابلیس نے ان کو بہکا کر ان کو بہشت سے نکلوایا تاکہ تعب و مشقت اور کسب و عمل میں مبتلا کریں اور بہشت کی آرام والی زندگی سے محروم کردے جہاں نہ بھوک ہے نہ پیاس، نہ برہنہ ہوگے اور نہ دُھوپ ہوگی۔ پھر آدمؑ و حوّاؑ اور سانپ و شیطان بہشت سے نیچے زمین پر اُتارے گئے اور ان کو بعض میں سے بعض کا دشمن قرار دیا، آدمؑ و حوّاؑ اور ان کی اولاد، شیطان و سانپ اور ان کی اولاد کے دشمن ہوں گے اسی طرح ابلیس وغیرہ آدمؑ و فرزندان آدمؑ کے دشمن ہوں گے۔ اور زمین کو ناپائیدار زندگی کے لئے محّل استقرار و اقامت قرار دیا جس میں یہ خوش و خرّم رہ گئے اور شب و روز تحصیل آخرت کو شش کریں گے، پس کیا کہنا ہے اس کا جو اپنی زندگی تحصیل آخرت میں صرف کرے۔ پس ہمارے مرنے کے وقت تک کے لئے زمین پر فائدے ہیں کیونکہ خدا زمین سے زراعت و میوہ جات کو پیدا کرتا ہے اور ہم کو ناز و نعمت کے ساتھ رکھتا ہے۔ اسی کے ساتھ بلاؤں کے ذریعہ سے ہمارا امتحان بھی لیتا ہے کبھی نعمات دُنیا سے ہم کو لذّت بخشتا ہے تاکہ ہم نعمات آخرت کو یاد کریں جو خالص اور پاک ہیں اس محنت و کوشش سے جو نعیم دُنیا سے عدم انتفاع کا باعث ہے اور اس کو باطل کر دیتا ہے یعنی بغیر محنت و کوشش کے دُنیاوی نعمتوں سے نفع حاصل کرنا ممکن نہیں۔ لہٰذا آخرت کی خالص ابدی نعمت کے مقابلہ میں اس مشقّت و محنت سے آلودہ لذّت کو ترک کرو اور ذلیل و حقیر سمجھو اور کبھی دُنیاوی بلاؤں کے ذریعہ سے امتحان لیتا ہے، تاکہ ان سب سے آخرت کے ابدی عذاب سے محفوظ رکھے جس میں مطلق چین نہیں نہ اس میں راحت و رحمت واقع ہوتی ہے۔ اور وہ بلائیں طرح طرح کی نعمتوں سے بھی مخلوط ہوتی ہیں جو صاحبان بلا سے ان کی تکلیفیں دفع کرتی ہیں تو یہ ہے۔ پس تو

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، کہ مجھے اس دن تک مہلت عطا فرما جس دن لوگ (قبروں سے) اٹھائے جائیں گے ﴿۱٤﴾ فرمایا (اچھا) تجھ کو مہلت دی جاتی ہے ﴿۱۵﴾ (پھر) شیطان نے کہا مجھے تو تُو نے ملعون کیا ہی ہے میں بھی تیرے سیدھے رستے پر ان (کو گمراہ کرنے (بقیہ اگلے صفحے پر)

پھر آدمؑ نے اپنے پروردگار سے چند کلمات سیکھے تاکہ ان کو پڑھا کریں، تو انہوں نے ان کو وظیفہ قرار دیا جن کے وسیلہ سے خدا نے ان کی توبہ قبول کی، بے شک وہ توبہ کا قبول کرنے والا ہے اور رحم کرنے والا ہے۔ شیطان کا نیچے آنا بہشت کے اطراف میں سے تھا اس لئے کہ اُس پر بہشت میں داخل ہونا حرام تھا۔ یعنی اے آدمؑ و ابلیس اگر میری طرف سے تمہارے پاس اور تمہارے بعد تمہاری اولاد کے پاس ہدایت پہنچے تو جو میری ہدایت کی پیروی کریگا۔ اس پر اس وقت کوئی خوف نہ ہوگا جب کہ مخالفت کرنے والے خوفزدہ ہوں گے اور وہ نہ اندوہناک ہوں گے اس وقت جس وقت کہ روگردانی کرنے والے اندوہناک ہوں گے۔ روایت کے مطابق خدا نے جمعہ کے روز بعد زوال آفتاب رُوح کو آدمؑ کے جسم میں پُھونکی اور اس رُوح کو دو ہزار سال پہلے خلق کیا تھا۔ پھر ان کی زوجہ کو پیدا کیا، اسی روز ان کو بہشت میں ساکن کیا اور انہوں نے بہشت میں اس روز چھ ساعت سے زیادہ قیام نہیں کیا یہاں تک کہ خدا کی معصیت کی اور خدا نے ان دونوں کو آفتاب غروب ہونے تک بہشت سے باہر کر دیا۔ ان لوگوں نے رات بیرون بہشت بسر کی یہاں تک کہ صبح ہوئی۔ شیطان اس دن بہت خوش ہوا جب آدمؑ نے ممنوعہ درخت سے کھایا اور جبکہ وہ بہشت سے باہر ہوئے، شیطان چار موقعوں پر بہت زیادہ بیچین و مضطرب ہوا، پہلے جس وقت کہ ملعون ہوا، پھر جب زمین کی طرف نکالا گیا، اس کے بعد جس روز کہ محمدؐ مبعوث ہوئے، پھر جس وقت امّ الکتاب قرآن مجید کا نزول ہوا۔ اس نے نفیر کی (نفیر اُس آواز کو کہتے ہیں جو خوشی و غم کے وقت ناک سے نکالتا ہے)۔ بس اگر آدمؑ سے غلطی نہ ہوتی تو کوئی بھی مومن ہرگز غلطی نہ کرتا، اور اگر حق تعالیٰ ان کی توبہ کو قبول نہ کرتا تو ہرگز کسی گناہگار کی توبہ قبول نہ ہوتی۔ اسی طرح روایت ہے کہ جو دانے آدمؑ اور بی بی حوّاؑ نے کھائے وہ اٹھارہ تھے جس میں سے بارہ

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، کے لیے بیٹھوں گا ﴿۱٦﴾ پھر ان کے آگے سے اور پیچھے سے دائیں سے اور بائیں سے (غرض ہر طرف سے) آؤں گا (اور ان کی راہ ماروں گا) اور تو ان میں اکثر کو شکر گزار نہیں پائے گا ﴿۱۷﴾ (خدا نے) فرمایا، نکل جا۔ یہاں سے پاجی، مردود جو لوگ ان میں سے تیری پیروی کریں گے میں (ان کو اور تجھ کو جہنم میں ڈال کر) تم سب سے (بقیہ اگلے صفحے پر)

دانے آدمؑ نے کھائے اور چھ بی بی حواؑ نے کھائے۔ اور جس بہشت کے باغ میں آدمؑ تھے وہ دُنیا کے باغوں میں سے ایک باغ تھا، جس میں آفتاب وماہتاب طلوع ہوتے تھے۔

رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے پروردگار سے دُعا کی کہ آسمان پر آدمؑ سے اُن کی ملاقات کرادے۔ جب ان کی ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ آپؑ ہیں جن کو خدا نے اپنے دست قدرت سے خلق کیا اور اپنی برگزیدہ رُوح کو آپؑ کے جسم میں پھونکی، ملائکہ نے آپؑ کو سجدہ کیا، بہشت کو آپؑ کے لئے مُباح کیا اور ساکن کیا اور آپؑ سے بے واسطہ گفتگو کی۔ مگر ایک درخت سے منع کیا تو اس کے ترک کرنے پر آپؑ صبر نہ کر سکے اور شیطان کے بہکانے کی وجہ سے زمین پر بھیجے گئے اور ہم سب کو بہشت سے باہر نکلنے کا سبب بنے۔ تو حضرت آدمؑ نے جواب دیا کہ اے فرزند، اپنے باپ آدم کے ساتھ رعایت کر واس معاملہ میں جو کچھ اس درخت کے بارے میں تمہارے باپ پر واقع ہوا۔ اے فرزند، میرا دُشمن میرے پاس مکر وحیلہ وفریب کے ساتھ آیا اور خدا کی قسم کھائی کہ اس مشورہ میں جو وہ میرے لئے مناسب سمجھتا ہے اور خیر خواہ کے طور پر مجھ سے کہا کہ اے آدمؑ میں تمہارے لئے غمگیں ہوں۔ میں نے پوُچھا کیوں؟ کہا اس لئے کہ مجھے تم سے اُلفت ہوگئی ہے۔ غم یہ ہے کہ تم اس مکان اور موجودہ حالت سے علیٰحدہ کر دیئے جاؤ گے اور اس مقام اور حال میں رکھے جاؤ گے جس کو تم پسند نہیں کرتے۔ میں نے کہا اس کا علاج کیا ہے؟ اس نے کہا اس کا علاج تمہارے ہاتھ میں ہے۔ کیا تم چاہتے ہو کہ تمہیں وہ درخت بتلادوں کہ اس سے جو شخص کھالے گا ہرگز نہ مرے گا اور اسے ایسا ملک حاصل ہوگا جو کبھی فنا نہ ہوگا۔ تو تمؑ اور حواؑ دونوں اس درخت سے کھالو تاکہ ہمیشہ میرے ساتھ بہشت میں رہو۔ پھر اس نے خدا کی جھوٹی قسم

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، جہنم کو بھر دوں گا ﴿۱۸﴾ اور ہم نے آدم (سے کہا کہ) تم اور تمہاری بیوی بہشت میں رہو سہو اور جہاں سے چاہو (اور جو چاہو) نوش جان کرو مگر اس درخت کے پاس نہ جاؤ ورنہ گنہگار ہو جاؤ گے ﴿۱۹﴾ تو شیطان دونوں کو بہکانے لگا تاکہ ان کی ستر کی چیزیں جو ان سے پوشیدہ تھیں کھول دے اور کہنے لگا کہ تم کو تمہارے پروردگار نے اس درخت (بقیہ اگلے صفحے پر)

کھائی کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔اے موسیٰؑ میں نہیں جانتا تھا کہ خدا کی جھوٹی قسم بھی کوئی کھاتا ہے۔میں نے اس کی قسم پر اعتماد کیا۔ یہ ہے میرا عذر۔اے فرزند، مجھے آگاہ کرو کہ خدا نے جو کچھ تمہاری طرف بھیجا ہے (یعنی توریت) کیا اس میں میری خلقت سے قبل میری خطا کا تذکرہ پاتے ہو؟ موسیٰؑ نے کہا ہاں بہت زمانہ پہلے سے لکھی ہوئی تھی، پھر پوچھا میرا گناہ میری خلقت سے کتنے سال پہلے لکھا ہوا تم نے دیکھا؟ موسیٰؑ نے کہا، تیس سال قبل، آدمؑ نے کہا یہی کافی ہے۔ پھر حضرت رسولؐ نے تین بار فرمایا کہ آدمؑ کی حجّت موسیٰؑ کی حجّت پر غالب ہو گئی۔ایک اور روایت کے مطابق امام رضاؑ نے فرمایا کہ آدمؑ کا یہ ترک اُولیٰ ان کی پیغمبری سے پہلے ہوا، اور یہ خفیف گناہ تھا جو معاف ہے اور پیغمبروں کے لئے قبل نزول وحی ممکن ہے۔ لیکن جب خدا نے اُن کو برگزیدہ کیا اور پیغمبر بنایا تو معصوم تھے اور چھوٹا بڑا کوئی گناہ اُن سے صادر نہیں ہوا۔خدا نے آدمؑ کو زمین کے لئے ہی خلق فرمایا تھا اس لئے کہ زمین میں اس کا خلیفہ اور حجّت ہو۔اُن کو بہشت کے لئے پیدا نہیں کیا تھا، اور آدمؑ سے معصیت زمین میں نہیں بلکہ بہشت میں ہوئی تاکہ امر خدا کی تقدیریں پُوری ہوں، پس جب ان کو زمین پر بھیجا اور اپنا خلیفہ بنایا اس وقت انہیں معصوم قرار دیا تھا جیسا کہ قرآن میں فرمایا ہے کہ خدا نے آدمؑ، نُوحؑ، اور آل ابراہیم وآل عمران کو تمام عالمین سے برگزیدہ کیا۔

ایک روایت کے مطابق جب کسی نے حضرت رسولؐ سے کچھ سوالات پوچھے تو حضورؐ نے جواب دیا کہ جب آدمؑ نے درخت ممنوعہ کا پھل کھایا وہ عصر کا وقت تھا اور ان کی ذریّت کو قیامت تک کے لئے نماز کا حکم دیا اور اس کو میری اُمّت کے لئے بھی اختیار فرمایا، لہٰذا مجھے بھی یہی حکم ہوا کہ اس نماز کی حفاظت کروں اور مجھے یہ نمازیں محبُوب ترین ہیں۔ جب آدمؑ کی توبہ قبول فرمائی وہ نماز مغرب کا وقت تھا، اس وقت آدمؑ نے تین رکعتیں پڑھیں

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، سے صرف اس لیے منع کیا ہے کہ کہ تم فرشتے نہ بن جاؤ یا ہمیشہ جیتے نہ رہو ﴿۲۰﴾ اور ان سے قسم کھا کر کہا میں تو تمہارا خیر خواہ ہوں ﴿۲۱﴾ غرض (مردود نے) دھوکہ دے کر ان کو (معصیت کی طرف) کھینچ ہی لیا جب انہوں نے اس (بقیہ اگلے صفحے پر)

تھیں، جس میں سے ایک رکعت خطا کی معافی کے لئے، ایک بی بی حوّاؑ کے لئے، اور ایک رکعت قبول توبہ کے لئے۔ خدا نے یہ تینوں رکعتیں میری اُمّت کے لئے بھی واجب فرمایا۔ آدمؑ کے پھل کھانے سے لے کر اُنکی دُعا کی قبولیت تک دُنیا کے ایّام سے تین سو سال کی مدت تھی اور آخرت کا ایک دن دُنیا کے ہزار سال کے برابر ہے۔ پھر فرمایا کہ جب شیطان نے آدمؑ کو بہکایا اور وہ درخت کے قریب آئے اور نگاہ کی، تو نگاہ کی آبرو جاتی رہی اور جب اٹھے تو یہ پہلا قدم تھا جو گناہ کے لئے اُٹھا۔ پھر اپنے ہاتھ سے لے کر اُس پھل کو کھایا تو اُن کے جسم سے زیور اور حُلے اُتر گئے تو اپنے ہاتھوں کو اپنے سر پر رکھ کر روئے۔ جب خداوند عالم نے ان کی توبہ قبول کی تو حکم دیا کہ مُنہ دھوؤ اس لئے کہ اس درخت کی طرف نگاہ کی تھی اور ہاتھوں کو دھوؤ کیونکہ یہ اُس کے پھل کی طرف بڑھے تھے اور اُس کو لیا تھا۔ اور اُن کو سر کے مسح کا حکم دیا اس لئے کہ ہاتھوں پر رکھا تھا اور پیروں کے مسح کا حکم دیا کہ وہ نافرمانی کی طرف بڑھے تھے۔ اسی لئے ان چار اعضار پر وضو واجب کیا۔ اس کے بعد فرمایا کہ تیس روز کے روزے ان کی اولاد پر اس لئے واجب ہوئے چونکہ آدمؑ کے شکم میں اُس درخت کا پھل تیس روز تک باقی رہا تھا اور زمانہ صُوم میں جورات کو کھانا پینا جائز ہے تو یہ خدا کا فضل و کرم ہے۔ آدمؑ پر بھی اسی طرح روزے واجب تھے، لہٰذا خدا نے میری اُمّت پر بھی واجب فرمایا چنانچہ قرآن میں بھی فرمایا کہ جس طرح تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں اسی طرح تم سے پہلے بھی لوگوں پر فرض کیے گئے تھے۔

جب آدمؑ بہشت کی رحمت سے محروم کردیئے گئے اور بہشت سے نیچے آئے تو اس سلسلے میں بہت سی روایتیں منقول ہیں جن کو ایک ایک کرکے بیان کیا جارہا ہے تاکہ پڑھنے

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، درخت (کے پھل) کو کھالیا تو ان کی ستر کی چیزیں کھل گئیں اور وہ بہشت کے (درختوں کے) پتے توڑ توڑ کر اپنے اوپر چپکانے لگے اور (ستر چھپانے لگے) تب ان کے پروردگار نے ان کو پکارا کہ کیا میں نے تم کو اس درخت (کے پاس جانے) سے منع نہیں کیا تھا اور جتا نہیں دیا تھا کہ شیطان تمہارا کھلم کھلا دشمن ہے ﴿۲۲﴾ دونوں عرض (بقیہ اگلے صفحے پر)

والا کسی روایت سے لاعلم نہ رہ جائے اور اس کے علم میں اضافہ بھی ہو۔ یہ تمام روایتوں کی سند درست ہے اور حیات القلوب میں موجود ہے۔ بس جب آدمؑ بہشت کی رحمت سے محروم کردیئے گئے اور بہشت سے نیچے آئے تو نہایت مغموم اور محزون ہوئے، تو وہ بہت روئے اوران کے ساتھ ملائکہ بھی روئے۔ اور پھر خدانے جبرئیلؑ کو ان کے پاس بھیجا جو ان کو زمین پر لائے۔ اس وقت آدمؑ کا تمام جسم سیاہ ہوگیا۔ جب ملائکہ نے ان کا یہ حال دیکھا تو فریاد و گریہ وزاوی کی، یہاں تک کہ اُن کی آوازیں بلند ہوئیں۔ اور سب نے درگاہ احدیث میں عرض کی کہ پالنے والے تونے ایک مخلوق پیدا کی اس میں اپنی برگزیدہ رُوح داخل فرمائی اور ہم کو سجدہ کا حکم دیا مگر ایک گناہ کے سبب سے ان کے جسم کی سفیدی کو سیاہی سے بدل دیا۔ اس وقت آسمان سے منادی نے ندا کی کہ اے آدمؑ آج اس پالنے والے کے لئے روزہ رکھو وہ (چاند کی) تیرہ (۱۳) تھی پھر آدمؑ نے روزہ رکھا تو سیاہی کا تہائی حصّہ زائل ہوگیا پھر چودھویں تاریخ کو یہی آواز آئی پھر آدمؑ نے روزہ رکھا تو دو تہائی حصّہ سیاہی کا برطرف ہوا۔ پندرھویں تاریخ کو پھر ندا آئی اور آدمؑ نے روزہ رکھا تو تمام بدن کی سیاہی دُور ہوگئی، اس سبب سے ان تینوں دنوں کو ایّام البیض کہتے ہیں۔ پھر منادی نے آسمان سے ندا کی کہ اے آدمؑ میں نے یہ تین روزے تمہارے اور تمہاری اولاد کے لئے مقرر کیئے۔ جو شخص ہر ماہ میں تین روزے رکھے گا ایسا ہے کہ اس نے تمام عمر روزے رکھے۔

دوسری روایت کے مطابق کہ آدمؑ زانوں پر سر رکھے ہوئے نہایت محزون و غمگیں بیٹھے تھے۔ خدانے جبرئیلؑ کو ان کے پاس بھیجا اور آدمؑ سے ان کے اس رنج واندوہ کا سبب پوچھا جواب دیا کہ ہمیشہ یُوں ہی غمگیں رہوں گا، یہاں تک کہ موت آئے۔ جبرئیلؑ نے کہا میں خدا کا رسول ہوں اور اُٹھو اور نماز پڑھو کہ یہ نماز کا اوّل وقت ہے پھر آدمؑ نے نماز

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، کرنے لگے کہ پروردگار ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہمیں نہیں بخشے گا اور ہم پر رحم نہیں کرے گا تو ہم تباہ ہو جائیں گے ﴿۲۳﴾ (خدانے) فرمایا (تم سب بہشت سے) اتر جاؤ (اب سے) تم ایک دوسرے کے دشمن ہو اور تمہارے

(بقیہ اگلے صفحے پر)

پڑھی۔ جب دوسری نماز کا وقت آیا تو جبرئیلؑ نے کہا کہ یہ دوسری نماز کا وقت ہے تو آدمؑ نے دوسری نماز ادا کی، اسی طرح تیسری، چوتھی، اور پانچویں نماز ادا کی تو اُن کے تمام بدن کی سیاہی دُور ہو گئی۔ پھر آدمؑ خدا کی حمد بجالائے اور اس کا شکر ادا کیا۔ اس کے بعد جبرئیلؑ نے کہا اے آدمؑ اس نماز میں تمہارے فرزندوں کی مثال وہی ہے جو اس سیاہی میں تمہاری تھی، یعنی تمہاری اولاد سے جو شخص ہر شب و روز میں یہ پانچ نمازیں بجالائیگا تو گناہوں سے اسی طرح پاک ہو جائے گا جس طرح آپ اس سیاہی سے اور پھر کہا کہ خدا نے بعد سلام کے فرمایا ہے کہ "حَیَّاکَ اللّٰہُ وَ بَیَّاکَ"۔ آدمؑ نے کہا "حَیَّاکَ" اللہ کے معنی تو جانتا ہوں یعنی خدا تم کو زندہ رکھے لیکن "بَیَّاکَ" کے کیا معنی ہیں؟ یعنی تم کو خوش رکھے۔ آدمؑ یہ سُنکر سجدہ میں جُھک گئے۔ پھر سَر اُٹھا کر آسمان کی طرف بلند کیا اور دُعا کی خداوندا میرے حُسن و جمال کو زیادہ کر۔ جب صبح ہوئی تو اُن کے چہرہ پر نہایت سیاہ داڑھی تھی اور خدا نے فرمایا کہ اس داڑھی میں تمہاری اور تمہارے فرزندوں کی زنیت قرار دی ہے۔

ایک اور روایت کے مطابق جب فرشتوں نے آدمؑ کی خلقت پر اعتراض کیا تھا تو اس کے بعد فرشتوں نے سات سال عرش کے گرد طواف کیا اور دُعا و استغفار کرتے رہے اس سبب سے خدا راضی ہوا۔ اور جب آدمؑ سے غلطی ہوئی اور زمین پر آئے تو وہ دن جمعہ کا تھا اور سب سے پہلے ہند میں آئے۔ پھر انہوں نے بھی پروردگار سے دُعا کی، تو خدا نے ان کو حکم دیا کہ اس مکان یعنی کعبہ کے پاس آئیں اور سات مرتبہ طواف کریں اور منیٰ و عرفات میں جا کر تمام مناسک حج بجالائیں۔ وہ ہندوستان سے مکّہ میں آئے جس جس مقام پر اُن کے قدم ہائے مبارک پڑے وہ زمین آباد ہو گئی بقیہ زمین صحرا و میدان رہ گئی۔ پھر خانہ کعبہ کے گرد سات بار طواف کیا اور تمام مناسک حج بجالائے جس طرح خدا نے ان کو حکم

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، لیے ایک وقت (خاص) تک زمین پر ٹھکانہ اور (زندگی کا) سامان (کر دیا گیا) ہے ﴿۲۴﴾ (یعنی) فرمایا کہ اسی میں تمہارا جینا ہو گا اور اسی میں مرنا اور اسی میں سے (قیامت کو زندہ کر کے) نکالے جاؤ گے ﴿۲۵﴾ اے نبی آدم ہم نے تم پر پوشاک (بقیہ اگلے صفحے پر)

دیا تھا تو خدا نے اس سبب سے ان کی توبہ کو قبول کرکے ان کی غلطی کو بخش دیا۔ آدمؑ کے سات طواف، ملائکہ کے سات سال کے برابر ہیں جو عرش کے گرد وہ کرتے ہیں۔ اس وقت جبرئیلؑ نے آدمؑ سے کہا کہ مبارک ہو آپ کو خدا نے بخش دیا اور میں آپ سے تین ہزار سال پہلے اس گھر کا طواف کر چکا ہوں۔ آدمؑ نے عرض کی پروردگارا مجھ کو اور میری ذرّیت کو بخش دے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ ان میں سے جو مجھ پر اور میرے رسُول پر ایمان لائے گا اس کو بخشوں گا۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ آدمؑ زمین پر آنے کے بعد سو سال تک خانہ کعبہ کا طواف کرتے رہے اس اثناء میں حوّاؑ کی طرف نظر نہیں کی اور بہشت کے فراق میں اس درجہ روئے کہ آپ کے روئے مبارک کے دونوں طرف آنسوؤں کی دو نہریں جاری تھیں (اس زمین پر بہت رونے والے پانچ نفوس گزرے ہیں جن میں آدمؑ، یعقوبؑ، یوسفؑ، فاطمہؑ بنت محمدؐ اور علیؑ بن حسینؑ یعنی امام زین العابدینؑ)۔ پھر آدمؑ نے محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کے ناموں کا واسطہ دے کر دُعا کی، تو اس وقت جبرئیلؑ اُن کے پاس آئے اور کہا کہ خدا نے فرمایا کہ تمہارا گناہ میں نے بخش دیا ہے تمہاری لغزش سے در گزر کی اور تم کو پھر اسی جگہ یعنی بہشت میں پہنچادوں گا جہاں سے تم کو علیٰحدہ کیا ہے۔ پھر آدمؑ نے ایک انگوٹھی بنائی اور اس پر "محمد رسول اللہ و علی امیر المومنین" کو نقش کیا۔ آدمؑ کی کنیت بھی ابو محمدؐ تھی۔ آدمؑ کے ساتھ ایک سو بیس درخت بھی بہشت سے زمین پر آئے، جن میں سے چالیس درخت ایسے تھے جن کے پھلوں کے اندرونی و بیرونی سب حصّے کھائے جاسکتے ہیں، چالیس ایسے تھے جن کے صرف بیرونی حصّے کھائے جاسکتے ہیں اور اندرونی حصّے پھینک دیئے جاتے ہیں۔ ایک اور روایت کے مطابق جب حضرت آدمؑ تسبیح کرتے تھے تو ایک درخت میوہ دار زمین سے پیدا ہوتا تھا اور جب جناب حوّاؑ تسبیح کرتی تھیں تو ایک بغیر میوہ کا درخت پیدا ہوتا تھا۔ اور جب آدمؑ

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، اتاری کہ تمہارا ستر ڈھانکے اور (تمہارے بدن کو) زینت (دے) اور (جو) پرہیزگاری کا لباس (ہے) وہ سب سے اچھا ہے۔ یہ خدا کی نشانیاں ہیں تاکہ لوگ نصیحت پکڑیں ﴿۲۶﴾ اے نبی آدم (دیکھنا کہیں) شیطان تمہیں بہکانہ دے جس طرح تمہارے ماں باپ کو (بہکا کر) بہشت سے نکلوادیا اور ان سے ان کے کپڑے اتروادیئے (بقیہ اگلے صفحے پر)

کھانے پینے کے محتاج ہوئے تو جبرئیلؑ سے ذکر کیا اور بہشت کے میوؤں کی خواہش کی، تو خدا نے خرمے، زیتون، انار اور انگور کے دو خوشے ان کے لئے بھیجے اور جبرئیلؑ نے ان سے زراعت کرنے کو کہا، پھر انہوں نے زراعت کی اور ان خوشے کو بویا، ان میں پتیاں اور پھل پیدا ہوئے۔ ابلیس لعین نے آکر ان کے گرد ایک دیوار کھینچی، آدمؑ نے اس کو ڈانٹا تو اس نے کہا کہ یہ میرے لئے ہے، آدمؑ نے فرمایا تو جھوٹا ہے۔ آخر دونوں رُوح القدس کے پاس گئے اور آدمؑ نے واقعہ بیان کیا۔ رُوح القدس نے کچھ آگ ان درختوں کی طرف پھینکی جو ان درختوں کی شاخوں میں لگی اور شعلے بلند ہوئے یہاں تک کہ آدمؑ کو یہ گمان ہوا کہ سب جل گئے۔ لیکن جب آگ ختم ہوئی تو دیکھا کہ درخت دو تہائی جل گئے تھے اور ایک تہائی باقی رہ گئے تھے۔ رُوح القدس نے کہا جو کچھ جل گیا شیطان کا حصہّ ہے اور جس قدر باقی ہے اے آدمؑ وہ تمہارا حصّہ ہے۔ ایک روایت کے مطابق شیطان نے انگور کا ایک خوشہ چُوس لیا تھا تو خدا نے آدمؑ کو وحی کی کہ انگور کو میرے اور تمہارے دشمن ابلیس ملعُوں نے چُوسا ہے لہٰذا اس کا شیرہ جو شراب ہو جائے تم پر حرام ہو گیا، اگر یہ انگور کو کھالیتا تو تمام انگور اور جو کچھ اس سے حاصل ہوتا وہ سب کا سب حرام ہو جاتا۔ آدمؑ کے لئے جو خرمے نازل ہوئے اس کو عتیق و عجوہ کہتے ہیں اور جو خرمے مریمؑ کے لئے نازل ہوئے ان کو عجوہ کہتے ہیں۔ پس آدمؑ نے مختلف چیزوں کی زراعت کی ان میں گیہوں وغیرہ بھی شامل ہیں۔ آدمؑ نے جو زراعت کی اس سے گیہوں پیدا ہوا اور حوّاؑ کی زراعت سے جوُ پیدا ہوئی۔ اس کے علاوہ آدمؑ کے ہمراہ ایک تھیلی بھی بہشت سے آئی تھی جس میں ہر چیز کے بیج تھے۔ اور جب آدمؑ نے زمین پر کھانا کھایا تو انھیں اپنے شکم میں سختی اور گرانی محسوس ہوئی تو انہوں نے جبرئیلؑ سے اس کا ذکر کیا تو جبرئیلؑ نے کہا کہ ایک گوشہ میں جاؤ۔ وہ کنارے جا کر بیٹھے تو فضلہ خارج ہوا۔ اسی طرح جب بی بی حوّاؑ

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، تاکہ ان کے ستر ان کو کھول کر دکھادے۔ وہ اور اس کے بھائی تم کو ایسی جگہ سے دیکھتے رہتے ہیں جہاں سے تم ان کو نہیں دیکھ سکتے ہم نے شیطانوں کو انہیں لوگوں کا رفیق کار بنایا ہے جو ایمان نہیں رکھتے ﴿۲۷﴾ سورۃ الاعراف

مصیبت میں مبتلا ہوئیں تو خون حیض دیکھا اور غسل پر مامور ہوئیں، جب انہوں نے غسل کے لئے اپنے گیسُوؤں کو کھولا تو ایک ہوا آئی جس سے ان کے گیسُوؤں میں جو پتیاں تھی جو انہوں نے درختان بہشت سے اپنے گیسُوؤں کو معطر کرنے کے لئے استعمال کیا تھا وہ پتیاں منتشر ہوئیں اور جس جس جگہ یہ پتیاں خدا کی مرضی سے زمین پر گئیں ان پتیوں سے مشرق و مغرب تک یہ خوشبو پھیل گئی۔ اور سب سے پہلے جس حیوان نے ان پتیوں کو کھایا وہ ہرن تھا جس سے اس کا گوشت و خون تیار ہوا اور وہ خوشبو اس کی ناف میں جمع ہو گئی جو کہ خوشبو مشک ہے۔

روایت کے مطابق جب حق تعالیٰ نے جو کہ نہایت رحمٰن و رحیم ہے اس نے آدمؑ پر رحم کیا اور ان کی توبہ کو قبول کیا تو جبرئیلؑ پر وحی کی کہ ان کے لئے بہشت سے ایک خیمہ لے جاؤ اور ان کو بہشت کی جدائی میں تعزیت دو اور صبر کی ترغیب دو، اور اس خیمہ میں آدمؑ و حواؑ کو جمع کرو کیونکہ میں نے ان کے رونے کے سبب سے ان پر رحم کیا اور ان کی وحشت و تنہائی پر ترس کھایا، اور ان کے لئے اس خیمہ کو اس بلندی پر نصب کرو جو مکّہ کے پہاڑوں اور اس کی بنیاد کے درمیان واقع ہے جس کو اکثر فرشتوں نے بلند کیا ہے۔ جبرئیلؑ خیمہ لائے پھر آدمؑ کو کوہ صفا سے اور حواؑ کو کوہ مروہ سے نیچے لائے اور دونوں کو خیمہ میں یکجا کیا۔ کوہ صفا کو صفا اس لئے کہتے ہیں کہ اس پر آدمؑ نے قیام کیا اور کوہ مروہ کو مروہ اس لئے کہتے ہیں کے اس پر بی بی حواؑ نے قیام کیا اسی لئے اس کا نام عورت کے نام سے مشابہ ہے۔ خیمہ کعبہ کی بنیاد اور اس کے ارکان کے برابر تھا اور اس کا ستون سُرخ یاقوت کا تھا جس کے نور سے مکّہ کی تمام پہاڑیاں اور اس کے قرب و جوار روشن ہو گئے۔ وہ روشنی ہر طرف سے حرم کی اونچائی کے برابر بلند ہوئی اس خیمے اور ستون کے سبب سے حرم محترم ہوا کیونکہ یہ بہشت سے لایا گیا تھا اسی

ترجمہ، اور ہم نے پہلے آدم سے عہد لیا تھا مگر وہ (اسے) بھول گئے اور ہم نے ان میں صبر و ثبات نہ دیکھا (۱۱۵) اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کے آگے سجدہ کرو تو سب سجدے میں گر پڑے مگر ابلیس نے انکار کیا (۱۱۶) ہم نے فرمایا کہ آدم یہ تمہارا اور تمہاری (بقیہ اگلے صفحے پر)

سبب سے حق تعالیٰ نے نیکیوں کو حرم میں زیادہ قرار دیا ہے اور اس کے نزدیک گناہوں کو بھی زیادہ سخت گردانا ہے۔ اس خیمے میں دو سونے کے دروازے تھے جو ایک مشرق کی طرف اور دوسرا مغرب کی طرف تھا، اور اس کی میخیں بہشت کی شاخوں کی تھیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ بہشت کے طلائے خالص کی تھیں اور اس کی طنابیں بہشت کی ارغوانی ڈوریوں کی تھیں۔ ان طنابوں کو اس کے گرد مسجد الحرام کے برابر کھینچا۔ پھر خدا نے جبرئیلؑ کو وحی کی کہ ستّر ہزار فرشتوں کو زمین پر لے جائیں جو سرکشان جنّوں سے خیمہ کی حفاظت کریں، آدمؑ و حوّاؑ کے مونس ہوں اور خیمہ کی تعظیم کے لئے اس کے گرد طواف کریں۔ ملائکہ نازل ہوئے اور خیمہ کے نزدیک قیام کیا اور خیمہ اور کعبہ کے گرد ہر شب و روز طواف کرتے رہے جس طرح آسمان پر بیت المعور کے گرد طواف کرتے تھے، کعبہ کا احاطہ زمین پر بیت المعور کے برابر ہے۔ ملائکہ نے سرکش و مغرور شیاطین سے اس کی حفاظت کی۔ اس کے بعد حق تعالیٰ نے جبرئیلؑ کو وحی کی کہ آدمؑ و حوّاؑ کے پاس جا کر ان کو میرے گھر کی بنیادوں سے دُور کر دو کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ فرشتوں کے ایک گروہ کو زمین پر بھیجوں اور یہ ملائکہ اور اولاد آدمؑ میرے گھر کی بنیادوں کو میری تمام مخلوق کے لئے بلند کریں۔ جبرئیلؑ نازل ہوئے اور آدمؑ و حوّاؑ کو خیمہ سے باہر لائے اور خانہ کعبہ سے دُور آدمؑ کو صفا پر اور حوّاؑ کو مروہ پر پہنچا دیا اور خیمہ کو آسمان پر لے گئے۔ آدمؑ و حوّاؑ نے کہا اے جبرئیلؑ کیا خدا کے غضب کے سبب سے تم نے ہم کو اس مکان سے علیحدہ کیا اور ہم میں جُدائی ڈالی یا خدا کی خوشنودی کے باعث ہمارے لئے ایسی مصلحت سمجھی گئی اور مقدر ہوئی ہے؟ جبرئیلؑ نے کہا کہ غضب اور غصّہ کے سبب سے نہیں ہے لیکن خدا جو کچھ کرتا ہے اس کی بارگاہ میں کسی کو سوال کرنے کا حق نہیں ہے۔ اے آدمؑ خدا نے جن ستر ہزار فرشتوں کو زمین پر بھیجا کہ تمہارے مونس ہوں اور بنیاد خانہ خیمہ کے

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، بیوی کا دشمن ہے تو یہ کہیں تم دونوں کو بہشت سے نکلوا نہ دے۔ پھر تم تکلیف میں پڑ جاؤ ﴿۱۱۷﴾ یہاں تم کو یہ (آسائش) ہوگی کہ نہ بھوکے رہو نہ ننگے ﴿۱۱۸﴾ اور یہ کہ نہ پیاسے رہو اور نہ دھوپ کھاؤ ﴿۱۱۹﴾ تو شیطان نے ان کے دل میں (بقیہ اگلے صفحے پر)

گرد طواف کریں، انہوں نے خدا سے سوال کیا کہ خیمہ کے بجائے ان کے لئے بیت المعمور کے مقابل ایک مکان کی تعمیر فرمائے جس کے گرد طواف کریں جس طرح کہ آسمان پر بیت المعمور کے گرد طواف کرتے تھے۔ پس خدا نے مجھ پر وحی کی کہ تم کو اور حوّاؑ کو اس جگہ سے دُور کردوں اور خیمہ کو آسمان پر لے جاؤں آدمؑ نے کہا میں تقدیر خدا اور اس کے حکم پر جو ہمارے حق میں جاری ہوا ہے راضی ہوں۔ لہٰذا آدمؑ صفا پر اور حوّاؑ مروہ پر رہتے تھے یہاں تک آدمؑ کو حوّاؑ کی مفارقت سے وحشت اور بیحد تکلیف ہوئی۔ تو کوہ صفا سے نیچے آئے اور کوہ مروہ کی طرف شوق میں متوجّہ ہوئے کہ حوّاؑ کو سلام کریں، اور اس وادی میں پہنچے جو صفا و مروہ کے درمیان تھی جہاں نشیب تھا۔ (روئے زمین پر گرامی ترین وادی سراندیپ ہے، آدمؑ اسی وادی میں اُترے تھے)۔ آدمؑ کوہ صفا سے حوّاؑ کو دیکھتے تھے اور جب وادی میں پہنچے تو نظروں سے حوّاؑ کو پوشیدہ پایا تو آدمؑ اس خیال سے ڈرے کہ شاید راہ بُھول گئے ہیں تو پھر اُوپر مروہ کی طرف آئے اور اُوپر چڑھ کر حوّاؑ کو سلام کیا اور دونوں نے کعبہ کی طرف دیکھا کہ شاید اس کی بنیادیں بلند ہوئی ہوں اور خدا سے دُعا کی کہ ان کو اپنے مکان محترم میں واپس کر دے ۔اور جب آدمؑ مروہ سے نیچے آئے اور صفا پر پہنچے تو کعبہ کی طرف رُخ کر کے پھر دُعا کی۔ اس کے بعد پھر حوّاؑ کے مشتاق ہوئے اور کوہ صفا سے نیچے آئے اور مروہ کی جانب چلے اسی طرح تین مرتبہ گئے اور واپس آئے۔ جب صفا پر پہنچے دُعا کی کہ خدا ان کو اور حوّاؑ کو یکجا کر دے، حوّاؑ نے بھی یہی دُعا کی خدا نے اُسی وقت دونوں کی دُعائیں قبول کی اور یہ زوال آفتاب کا وقت تھا۔ پھر جبرئیلؑ، آدمؑ کے پاس آئے اور کہا کہ کوہ صفا سے نیچے آؤ اور حوّاؑ سے مُلاقات کرو۔ آدمؑ نیچے آئے اور مروہ کی طرف دوڑتے ہوئے حوّاؑ کے پاس پہنچے اور جو کچھ جبرئیلؑ نے کہا تھا اُن کو اُس سے آگاہ کیا۔ دونوں بہت خوش ہوئے اور خدا کا شکر و حمد بجالائے۔ پھر جبرئیلؑ نے

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، وسوسہ ڈالا (اور) کہا کہ آدم بھلا میں تم کو (ایسا) درخت بتاؤں (جو) ہمیشہ کی زندگی کا (ثمرہ دے) اور (ایسی) بادشاہت کہ کبھی زائل نہ ہو ﴿۱۲۰﴾ تو دونوں نے اس درخت کا پھل کھا لیا تو ان پر ان کی شرمگاہیں ظاہر ہو گئیں اور وہ اپنے (بدنوں)

(بقیہ اگلے صفحے پر)

ان کو خبر دی کہ خدا نے ملائکہ کو زمین پر بھیجا ہے کہ صفا و مروہ، طور سینا اور جبل السّلام جو نجف اشرف ہے ان مقامات کے ایک ایک پتھر سے خانہ محترم کی بنیادوں کو قائم کریں۔ پھر خدا نے جبرئیلؑ کو بھی فرشتوں کے ساتھ کعبہ کی تعمیر و تکمیل کا حکم دیا۔ جبرئیلؑ نے ان چاروں پتھروں کو ان کے مقام سے کھود کر نکالا اور جس مقام پر خدا کا حکم تھا رکھا اور خانہ کعبہ کے ارکان اور اس کے نشانات انہی بنیادوں پر جیسا کہ خداوند جبّار نے مقدّر فرمایا تھا نصب کیا۔ پس خدا نے جبرئیلؑ کو وحی کی کہ اس مکان کو اُس پتھر سے جو امانت کوہ ابو قبیس میں سُپرد ہے یعنی حجر الاسود، اور حجر اسود ایک فرشتہ بزرگ تھا، جب حق تعالیٰ نے فرشتوں سے عہد لیا تو سب سے پہلے جو ایمان لایا اور اقرار کیا وہ یہی فرشتہ تھا۔ خدا نے اس کو اپنی تمام مخلوق پر اپنا امین قرار دیا اور میثاق اس کے سُپرد کیا اور مخلوق کو حکم دیا کہ ہر سال اس کے نزدیک حج کرنے کا اقرار کیا کریں۔ جب آدمؑ نے شیطان کے بہکانے کی وجہ سے اپنے عہد و اقرار کو بھولا دیا اور ان کی اس لغزش کی وجہ سے ان کو زمین پر آنا پڑا تو وہ بہت مبُہوت و حیران ہوئے، پھر جب ان کی توبہ مقبول ہوئی تو حق تعالیٰ نے اسی ملک کو ایک سفید موتی کی شکل میں بہشت سے آدمؑ کی جانب بھیجا وہ اس وقت زمین میں ہند میں تھے، (حجر اسود دُودھ سے زیادہ سفید اور آفتاب سے زیادہ نورانی تھا، چونکہ بعد میں مشرکوں نے بھی اس کو ہاتھ لگایا اس لئے سیاہ ہو گیا)۔ جب آدمؑ نے اس فرشتے کو دیکھا تو اس کی جانب کشش ہوئی لیکن اس سے زیادہ نہ سمجھ سکے کہ وہ ایک جوہر ہے تو خدا نے اس پتھر کو گویائی دی۔ اس نے کہا اے آدمؑ آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ کہا نہیں۔ اس نے کہا ہاں پہچانتے ہیں لیکن شیطان آپؑ پر غالب ہوا اور اس نے خدا کی یاد آپ کے دل سے بُھلا دی۔ یہ کہہ کر وہ اسی صورت میں تبدیل ہو گیا جس شکل میں آدمؑ کے ساتھ بہشت میں تھا۔ آدمؑ اس کی طرف بڑھے پھر ان کو وہ اقرار یاد آیا اور روئے اور

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، پر بہشت کے پتّے چپکانے لگے۔ اور آدم نے اپنے پروردگار کے حکم خلاف کیا تو (وہ اپنے مطلب سے) بے راہ ہو گئے ﴿۱۲۱﴾ پھر ان کے پروردگار نے ان کو نوازا تو ان پر مہربانی سے توجہ فرمائی اور سیدھی راہ بتائی ﴿۱۲۲﴾ فرمایا کہ تم دونوں (بقیہ اگلے صفحے پر)

اس عہد کے لئے خصوع اختیار کیا اور اس ملک کو بوسہ دیا جس کی وجہ سے ان کو اپنا عہد یاد آیا تھا اور اانہوں نے عہد و میثاق کو تازہ کیا۔ پھر حق تعالیٰ نے جوہر حجر کو پھر سفید اور صاف موتی کر دیا جس سے نُور ساطع تھا۔ آدمؑ نے اس کی تعظیم اور بزرگی کے لئے اس کو اپنے کاندھے پر اُٹھالیا۔ جب وہ تھک جاتے تھے تو جبرئیلؑ اُن سے لے کر اُٹھالیتے تھے یہاں تک کہ اس کو مکّہ میں لائے اور ہمیشہ اس سے اُنس رکھتے تھے اور اس کے نزدیک ہر شب و روز عہد کو تازہ کرتے تھے۔ جب حق تعالیٰ نے جبرئیلؑ کو زمین پر بھیجا کہ کعبہ کی تعمیر کریں تو وہ رُکن حجر اور دروازئے مکان کے درمیان نازل ہوئے اور آدمؑ کے سامنے اسی مقام پر ظاہر ہوئے جہاں کہ وہ اس وقت تھے اور اس حجر سے عہد و میثاق کر رہے تھے لہٰذا اسی مقام پر میثاق کو ملک کے سُپرد کیا۔ اسی سبب سے حجر کو اسی رُکن میں نصب کر کے وہیں چھوڑ دیا اور آدمؑ کو خانہ کعبہ کی جگہ سے کوہ صفا کی طرف اور حوّاؑ کو مروہ کی جانب پہنچادیا۔ آدمؑ نے خدا کی تکبیر و تہلیل و تمجید کی، اسی سبب سے یہ سُنت جاری ہوئی کہ کوہ صفا پر رُکن کی طرف مُنہ کر کے جہاں حجر ہے اللہ اکبر کہتے ہیں۔ خدا نے کعبہ کے لئے دو درگاہیں قرار دیں ایک مشرق کی طرف دوسری مغرب کی جانب۔ آدمؑ اور جبرئیلؑ نے کعبہ کی بناء کی اور جب جبرئیلؑ اس کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو انہوں نے اور ملائکہ نے اس کے گرد طواف کیا۔ آدمؑ و حوّاؑ نے بھی فرشتوں کو طواف کرتے دیکھ کر خود بھی سات مرتبہ طواف کیا اور جبرئیلؑ نے آدمؑ کو حج کے ارکان کی تعلیم دی اور وہ یہ تمام ارکان بجالائے۔ انہوں نے خدا کی بارگاہ میں قربانی بھی پیش کی جو خدا نے قبول کی اور آسمان سے ایک آگ نازل کی جس نے ان کی قربانی کو جلا دیا۔ یہاتتکہ ان کے بالوں کو یاقوت سے تراشہ گیا، یہ یاقوت جبرئیلؑ بہشت سے لائے تھے جو انہوں نے آدمؑ کے سر پر پھیرا تو ان کے تمام بال گر گئے۔ پھر آدمؑ نے دعا کی کہ ہر عمل کرنے والے کے لئے

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، یہاں سے نیچے اتر جاؤ۔ تم میں بعض بعض کے دشمن (ہوں گے) پھر اگر میری طرف سے تمہارے پاس ہدایت آئے تو جو شخص میری ہدایت کی پیروی کرے گا وہ نہ گمراہ ہوگا اور نہ تکلیف میں پڑے گا ﴿۱۲۳﴾ اور جو میری نصیحت سے منہ پھیرے گا اس کی زندگی تنگ ہو جائے گی اور قیامت کو ہم اسے اندھا کر کے اٹھائیں گے ﴿۱۲۴﴾

ایک اجر ہے اور میرے عمل کا کیا اجر ہے۔ وحی ہوئی کہ اے آدمؑ سوال کرو، عرض کی بارالہا میرا گناہ بخش دے ان کو وحی پہنچی کہ تم کو بخش دیا، پھر عرض کی کہ میری ذریّت کو بھی بخش دے، وحی آئی کہ اے آدمؑ تیری اولاد میں سے جو اس مکان تک آئے گا اور اپنے گناہوں کا اقرار کرے گا اس کو بخش دوں گا۔ اس کے بعد انہوں نے پھر خانہ کعبہ کے گرد سات مرتبہ طواف کیا یہ طواف نساء تھا تو جبرئیلؑ نے کہا کہ حق تعالیٰ نے تمہاری زوجہ کو تم پر حلال کر دیا ہے۔ اسی لئے حج میں جب کوئی حاجی احرام باندھتا ہے تو اس کا اپنی بیوی سے جماع کرنا حرام ہو جاتا ہے جب یہ شخص حج کے ارکان مکمل کرنے کے بعد طواف نساء کرتا ہے تو بیوی کے ساتھ جماع حلال ہو جاتا ہے۔ اور اگر کوئی شخص یہ طواف نساء نہ کرے تو اس وقت تک اس پر عورت حلال نہیں ہوتی۔

منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے آدمؑ کو وحی فرمائی کہ میں تیرے لئے سخن، حق، خیر اور نیکی کو چار کلموں میں جمع کیے دیتا ہوں جن میں سے ایک کلمہ میرا ہے، ایک تمہارا ہے ایک کلمہ میرے اور تمہارے درمیان مشترک ہے، اور ایک کلمہ تمہارے اور مخلوق کے درمیان مشترک ہے جو مجھ سے متعلق ہے وہ یہ ہے کہ میری عبادت کرنا اور کسی کو میرے ساتھ شریک نہ کرنا اور جو تم سے متعلق ہے وہ تم کو تمہارے عمل کی جزا اس وقت عطا کروں گا جبکہ تم اس کے لئے زیادہ محتاج ہو گے، اور جو کلمہ میرے اور تمہارے درمیان مشترک ہے وہ تم کو لازم ہے کہ مجھ سے دُعا کرو قبول کرنا میرے ذمہ ہے۔ اور جو تمہارے اور لوگوں کے درمیان مشترک ہے وہ یہ ہے کہ جو کچھ تم اپنے لئے پسند کرو وہی لوگوں کے لئے بھی پسند کرو۔ صحف ادریسؑ میں لکھا ہے کہ ستائیسویں ماہ رمضان، شب جمعہ، تیسرے پہر کو حق تعالیٰ نے ایک کتاب سریانی زبان میں اکیس ورق کی آدمؑ پر نازل کی اور وہ پہلی کتاب تھی جو

ترجمہ، لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے۔ تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کرو۔ اور خدا کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔ بے شک خدا سب کچھ جاننے والا (اور) سب سے خبردار ہے ﴿۱۳﴾ سورۃ الحجرات

خدا نے زمین پر بھیجی۔ اس میں تمام زبانیں اور لغتیں مذکور تھیں۔ مجموعاً ہزار زبانیں تھیں کہ ایک زبان والے دوسری زبان کو بغیر تعلیم نہیں سمجھ سکتے اور دلائل وجود باری اور واجبات اور اُس کے احکام اور شریعتیں اور سُنتیں اور اُس کے حُدود تھے۔

روایت کے مطابق جب آدمؑ کے سامنے پیغمبروں کے نام اور اُن کی عمریں پیش کی گئیں۔ جب حضرت داؤدؑ کے نام تک پہنچے اور ان کی عمر چالیس سال دیکھی۔ عرض کی پروردگارا داؤد کی عمر کس قدر کم ہے اور میری عمر کس قدر زیادہ ہے۔ پروردگارا اگر میں اپنی عمر سے تیس سال اُس کی عمر میں زیادہ کردوں یا ساٹھ سال بڑھاوں تو کیا تو اُس کو قبول فرمائے گا؟ وحی ہوئی کہ ہاں، عرض کی میری عمر سے تیس یا ساٹھ سال کم کرکے اُس کے لئے لکھ دے۔ جب آدمؑ کی عمر تمام ہوئی اور ملک الموت اُن کی رُوح قبض کرنے کے لئے نازل ہوئے۔ آدمؑ نے کہا ابھی تو میری عمر کے تیس یا ساٹھ سال باقی ہیں۔ ملک الموت نے کہا کہ کیا آپ نے وہ داؤدؑ کو نہیں دی جس وقت کہ آپ کی ذریّت سے پیغمبروں کے نام اور اُن کی عمریں آپ کے سامنے پیش کی گئیں۔ اُس وقت آپ وادی جنان میں تھے۔ آدمؑ نے کہا مجھے یاد نہیں ہے۔ ملک الموت نے کہا کہ اے آدمؑ انکار نہ کرو۔ کیا تم نے خدا سے سوال نہیں کیا کہ تمہاری عمر سے کم کرکے داؤدؑ کی عمر میں اضافہ فرمادے۔ خدا نے زبور میں ثبت فرمایا اور تمہاری عمر سے محو کردیا۔ آدمؑ نے کہا زبور لاؤ تاکہ میں دیکھ کر یاد کروں۔ آدمؑ کو واقعی یاد نہ تھا اور اسی دن سے مقرر ہوا کہ لین دین اور دوسرے مُعاملات کے بارے میں تحریر لکھ لیں تاکہ انکار نہ کیا جاسکے۔ دوسری روایت کے مطابق حق تعالیٰ نے ابتدا میں جبرئیلؑ، میکائیلؑ اور ملکؑ الموت سے فرمایا کہ اس کو لکھیں کیونکہ آدمؑ بھُول جائیں گے تو

ترجمہ، اور (اے محمدؐ) ان کو آدم کے دو بیٹوں (ہابیلؑ اور قابیل) کے حالات (جو بالکل) سچے (ہیں) پڑھ کر سنادو کہ جب ان دونوں نے خدا (کی جناب میں) کچھ نیازیں چڑھائیں تو ایک کی نیاز تو قبول ہو گئی اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی (تب قابیل ہابیلؑ سے) کہنے لگا کہ میں تجھے قتل کروں گا اس نے کہا کہ خدا پرہیزگاروں ہی کی (نیاز) قبول فرمایا کرتا ہے ﴿۲۷﴾ سورة المائدة

تحریر لکھی گئی اور ان فرشتوں نے اپنے بازوؤں پر طینت علیین سے مہر کیا۔ اور جب آدمؑ بھول گئے تو ملکؑ الموت نے تحریر نکال کر دکھائی روایت کے مطابق کتّے کی پیدائش شیطان کے آب دہن سے ہوئی اور جب آدمؑ و حوّاؑ کو زمین پر بھیجا تو وہ کانپتے ہوئے دو چوزوں کی طرح زمین پر پڑے تھے تو ابلیس ملعون درندوں کے پاس دوڑا جو آدمؑ سے پہلے زمین پر موجود تھے اور کہا کہ دو مرغ آسمان سے زمین پر گرے ہیں جن سے بڑے مرُغ کسی نے نہیں دیکھے، چل کر ان کو کھاؤ۔ درندے اس کے ساتھ دوڑے۔ ابلیس ان کو آواز دیتا جاتا تھا کہ فاصلہ کم ہے اب قریب پہنچ گئے۔ اس نرمی کے ساتھ گفتگو میں اس کا آب دہن زمین پر گرا۔ پس خدا نے اس سے دو کتّے خلق کئے جو ایک نر اور ایک مادہ تھے۔ نر آدمؑ کے پاس کھڑا ہوا اور مادہ حوّاؑ کے پاس جنہوں نے درندوں کو ان کے نزدیک آنے نہیں دیا، اسی روز سے درندے کتّوں کے اور کتّے درندوں کے دشمن ہیں۔ اسی طرح شیطان وہ پہلی مخلوق ہے جس نے گانا گایا اور نغمہ ایجاد کیا اور نوحہ کیا۔ جب آدمؑ نے درخت ممنوعہ سے کھایا شیطان نے گانا شروع کیا۔ جب خدا نے ان کو بہشت سے زمین پر بھیجا اس نے حدی (نغمہء شتر بانی) شروع کیا۔ جب وہ بھی زمین پر نکال دیا گیا، تو بہشت کی نعمتوں کو یاد کر کے نوحہ کیا۔ اسی طرح آدمؑ نے بھی بہشت سے زمین پر آنے پر گریہ کیا اور جب آدمؑ زمین پر آئے تو اُن کا سر اُن کی بلند قامت کے سبب سے آسمان کے ایک دروازے میں تھا، یعنی پاؤں کوہ صفا پر تھے اور سر افق آسمان کے قریب تھا انہوں نے آفتاب کی حدّت کی شکایت کی تو خدا نے جبرئیلؑ کو حکم دیا کہ ان کے جسم کو کم کر کے ان کے ہاتھ سے ستر ہاتھ اور حوّاؑ کا قد ان کے ہاتھ سے پینتیس ہاتھ کر دو۔ ایک روایت کے مطابق خرمے کے بلند درخت کی مانند ساٹھ گز لانبے تھے۔ آدمؑ اس قدر رُوئے کہ اہل آسمان ان کی صدائے گریہ سے بے چین ہو گئے اور خدا سے شکایت کی تو

ترجمہ، اور ان سے پیشتر بہت سے لوگ بھی گمراہ ہو گئے تھے ﴿۷۱﴾ اور ہم نے ان میں متنبہ کرنے والے بھیجے ﴿۷۲﴾ سو دیکھ لو کہ جن کو متنبہ کیا گیا تھا ان کا انجام کیسا ہوا ﴿۷۳﴾ ہاں خدا کے بندگان خاص (کا انجام بہت اچھا ہوا) ﴿۷۴﴾ اور ہم کو نوح نے پکارا سو (دیکھ لو کہ) ہم (دعا کو کیسے) اچھے قبول کرنے والے ہیں ﴿۷۵﴾

خدا نے ان کے قد کو چھوٹا کر دیا۔ ایک روایت کے مطابق پچیسویں ذی القعدہ کو رحمت خدا وسیع ہوئی اور زمین کھینچی گئی اور بڑی ہوئی۔ اسی روز کعبہ نصب ہوا اور اس کی زمین سفید تھی جس سے آفتاب و ماہتاب کی طرح روشنی نمایاں تھی۔ جب قابیل نے ہابیلؑ کو قتل کیا تو وہ زمین سیاہ ہو گئی۔

ترجمہ، اور ہم نے ابراہیم کو اسحٰق عطا کئے۔ اور مستزاد برآں یعقوب۔ اور سب کو نیک بخت کیا ﴿۷۲﴾ اور ان کو پیشوا بنایا کہ ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے اور ان کو نیک کام کرنے اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم بھیجا۔ اور وہ ہماری عبادت کیا کرتے تھے ﴿۷۳﴾ سورۃ الأنبياء

ترجمہ، اور جب تمہارے پروردگار نے بنی آدم سے یعنی ان کی پیٹھوں سے ان کی اولاد نکالی تو ان سے خود ان کے مقابلے میں اقرار کرا لیا (یعنی ان سے پوچھا کہ) کیا تمہارا پروردگار نہیں ہوں۔ وہ کہنے لگے کیوں نہیں ہم گواہ ہیں (کہ تو ہمارا پروردگار ہے)۔ یہ اقرار اس لیے کرایا تھا کہ قیامت کے دن (کہیں یوں نہ) کہنے لگو کہ ہم کو تو اس کی خبر ہی نہ تھی ﴿۱۷۲﴾ سورۃ الأعراف

قابیل و ہابیلؑ کے حالات

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو زمین پر بھیجا تو حضرت ہابیلؑ اور ان کے ساتھ ان کی ایک بہن کی پیدائش ہوئی، قابیل اور اس کے ساتھ بھی ایک بہن پیدا ہوئی۔ حضرت آدمؑ نے ہابیلؑ کو وصیت کی اور ان کو اپنا وصی قرار دیا تو قابیل نے ان پر حسد کیا تو آدمؑ نے دونوں بیٹوں کو خدا کی بارگاہ میں قربانی کا حکم دیا۔ ہابیلؑ مویشیوں کے مالک تھے اور قابیل زراعت کرتا تھا۔ ہابیلؑ نے ایک نہایت عمدہ گوسفند کی قربانی کی، اور ان کی نیت بھی اپنے پدر اور خدا کی خوشنودی کی تھی۔ مگر قابیل نے جو قربانی کے لئے پیش کیا وہ معمولی گندم کے خوشہ جو پاک وصاف بھی نہ تھی اور اس کو گائیں بھی نہیں کھاسکتی تھیں اور اس کی نیت بھی رضائے خدا یا اپنے پدر کی خوشنودی کی نہ تھی۔ اس لیے قابیل کی قربانی کو اللہ نے قبول نہیں کیا اور ہابیلؑ کی قربانی کو اللہ نے قبول کیا۔ اس زمانے میں جب قربانی قبول ہوتی تھی تو ایک آگ پیدا ہو کر اس کو جلا دیتی تھی پس قابیل نے بھی آتشکدہ بنایا اور پہلا شخص تھا جس نے آگ کے لئے گھر بنایا اور کہا میں اس آگ کی پرستش کرونگا تاکہ میری قربانی قبول ہو جائے۔ دشمن خدا شیطان نے قابیل سے کہا کہ ہابیلؑ کی قربانی مقبول ہو گئی اور تیری قبول نہیں ہوئی۔ اب اگر تو اُس کو زندہ چھوڑ دے گا تو اس کے فرزند پیدا ہونگے اور تیرے فرزندوں پر اس بارے میں فخر کریں گے۔ اس کے بعد ابلیس نے قابیل کو تعلیم دی کہ ہابیلؑ کے سر کو دو پتھروں کے درمیان رکھ کر کچل دے۔ یہ سُن کر قابیل نے ہابیلؑ کو مارنے کا ارادہ کیا اور ہابیلؑ سے کہا کہ خدا کی قسم میں تجھے ضرور مار ڈالوں گا، تو ہابیلؑ نے کہا، اے قابیل اگر تُو اپنا ہاتھ میرے قتل کے ارادے سے میری جانب بڑھائے گا تو بڑھا، لیکن میں تو اپنا

ترجمہ، اور اگر تو مجھے قتل کرنے کے لیے مجھ پر ہاتھ چلائے گا تو میں تجھ کو قتل کرنے کے لئے تجھ پر ہاتھ نہیں چلاؤں گا مجھے تو خدائے رب العالمین سے ڈر لگتا ہے ﴿۲۸﴾ میں چاہتا ہوں کہ تو میرے گناہ میں بھی ماخوذ ہو اور اپنے گناہ میں بھی پھر (زمرہ) اہل دوزخ میں ہو اور (بقیہ اگلے صفحے پر)

ہاتھ تیری طرف اس ارادے سے نہ بڑھاؤں گا۔ بیشک میں اپنے خالق سے ڈرتا ہوں جو کہ عالموں کا پروردگار ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تو اپنے اور میرے گناہ کے ساتھ خدا کی طرف واپس ہو۔ پھر تُو اصحاب جہنم سے ہو گا اور یہی ظالموں کی سزا ہے۔ پس اُس کے نفس نے بھائی کو مار ڈالنے پر آمادہ کیا اور اس نے ہابیلؑ کو مار ڈالا۔ جس روز قابیل نے ہابیل کو قتل کیا وہ آخر ماہ کا چہار شنبہ ہے جو تحت الشعاع میں واقع ہوتا ہے۔ تو خدا نے دو کوّوں کو بھیجا تو ایک نے دوسرے سے لڑنا شروع کیا اور ایک نے دوسرے کو مار ڈالا، پھر زندہ کوّے نے اپنے پنجوں سے گڑھا کھودا اور اس مردہ کوّے کو دفن کر دیا۔ یہ کوّے کو خدا نے اس لئے بھیجا تھا تا کہ زمین کھودیں اور قابیل کو دکھادیں کہ کیوں کر اپنے بھائی کے ستر یا بوسیدہ جسم کو پوشیدہ کرے، اس نے کہا، افسوس ہے مجھ پر کیا میں اس سے بھی عاجز ہوں کہ مثل اس کوّے کے ہو سکوں تا کہ اپنے بھائی کا جسم پنہاں کروں، پس وہ پشیمان ہوا۔ پھر اس نے بھی اسی طرح ہابیلؑ کو دفن کیا اور ایک روایت کے مطابق جبرئیلؑ نے ہابیلؑ کو دفن کیا اور اس طرح مردوں کو دفن کرنے کی یہ سُنت جاری ہوئی۔ اور پھر جب قابیل آدمؑ کے پاس آیا تو آدمؑ نے پُوچھا کہ ہابیلؑ کہاں ہیں، اس نے کہا میں نہیں جانتا اور آپ نے اُس کی حفاظت و نگرانی کے لئے مجھے مقرر نہیں کیا تھا۔ آدمؑ سمجھ گئے اور فرمایا کہ میرے ساتھ آؤ، اور اس مقام پر جا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ ہابیلؑ کو قتل کر دیا ہے، حضرت آدمؑ نے فرمایا "اے زمین تجھ پر خدا کی لعنت ہو کیوں کر تُو نے خون ہابیلؑ کو قبول کر لیا، تو خدا نے حکم دیا کہ وہ قابیل پر بھی لعنت کریں اور آسمان سے قابیل کو آواز آئی کہ تو ملعون ہوا۔

قابیل کے انجام کے بارے میں روایت ہے کہ بلاو ہند کے عقب میں ایک شخص ہے جس کو پیروں پر کھڑا رکھا ہے اور وہ ٹاٹ کا لباس پہنے ہوئے ہے اور دس افراد اس پر

پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، ظالموں کی یہی سزا ہے ﴿۲۹﴾ مگر اس کے نفس نے اس کو بھائی کے قتل ہی کی ترغیب دی تو اس نے اسے قتل کر دیا اور خسارہ اٹھانے والوں میں ہو گیا ﴿۳۰﴾ اب خدا نے ایک کوّا بھیجا جو زمین کریدنے لگا تا کہ اسے دکھائے کہ اپنے بھائی کی لاش کو (بقیہ اگلے صفحے پر)

موکل ہیں۔ جب کبھی ان میں سے کوئی مر جاتا ہے تو اس گاؤں کے باشندے اس کی بجائے
ایک شخص کو پھر مقرر کر دیتے ہیں۔ اسی طرح لوگ مرتے جاتے ہیں لیکن وہ دس افراد کم
نہیں ہوتے جب آفتاب طلوع ہوتا ہے موکل اس شخص کا منہ آفتاب کی طرف پھیر دیتے
ہیں اور غروب کے وقت تک اس کے چہرے کو آفتاب کے مقابل رکھتے ہیں، اور سرد موسم
میں سرد پانی اور گرم موسم میں گرم پانی اس پر ڈالتے ہیں۔ اسی حال میں اس کے پاس ایک
شخص کا گذر ہوا۔ اس نے پوچھا اے بندہ خدا تو کون ہے اس نے اس کی طرف نگاہ کی اور کہا کہ
یا تو تُو احمق ترین انسان ہے یا عاقل ترین مردم ہے ابتدائے عالم سے اس وقت تک میں اس
جگہ کھڑا ہوں اور سوائے تیرے کسی نے مجھ سے نہیں پوچھا۔ لوگ کہتے ہیں کہ وہ آدمؑ کا
فرزند قابیل تھا۔ اسی طرح ایک دفعہ ایک شخص رسُولؐ خدا کے پاس آیا اور عجیب و غریب قصّہ
بیان کیا کہ میرے عزیزوں میں ایک مریض ہے جس کے لئے لوگوں نے احقاف کے کنوئیں
کا پانی بتلایا جو وادی برہوت میں ہے اور اس سے لوگ شفا پاتے ہیں۔ میں نے پانی لیکر مشک
میں بھرنا چاہا، ناگاہ میں نے زنجیر کے مانند ایک چیز آسمان سے نیچے آتی ہوئی دیکھی اس سے
ایک شخص بندھا ہوا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا مجھے پانی دے دو کہ پیاس سے میری جان جاتی ہے۔ میں
نے پیالہ اس کی طرف بلند کیا کہ اس کو پانی دے دوں مگر اس کی گردن کی زنجیر کھینچ گئی۔
یہاں تک کہ یہ آفتاب تک پہنچ گیا۔ جب پھر میں نے چاہا کہ پانی نکالوں۔ پھر وہ نیچے آیا اور
العطش العطش کہتا تھا اور کہتا تھا کہ پانی دو کہ میری جان جاتی ہے۔ پھر میں نے پیالہ اس کی
طرف بڑھایا، پھر وہ کھینچ لیا گیا یہاں تک کہ آفتاب تک پہنچ گیا۔ تین مرتبہ ایسا ہی ہوا، پھر
میں نے وہاں مشک کو باندھ لیا اور اس کو پانی نہیں دیا۔ جناب رسُول خدا نے فرمایا کہ وہ قابیل
پسر آدمؑ ہے اور بدترین خلق پانچ اشخاص میں سے ہے، جن کے نام ابلیس، قابیل، فرعون اور

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، کیونکر چھپائے کہنے لگا اے ہے مجھ سے اتنا بھی نہ ہو سکا کہ اس کوے کے
برابر ہوتا کہ اپنے بھائی کی لاش چھپا دیتا پھر وہ پشیمان ہوا (۳۱) اس قتل کی وجہ سے ہم نے بنی
اسرائیل پر یہ حکم نازل کیا کہ جو شخص کسی کو (ناحق) قتل کرے گا (یعنی) بغیر (بقیہ اگلے صفحے پر)

بنی اسرائیل کا وہ شخص جس نے ان کو دین سے برگشتہ کیا اور اس امت کا وہ شخص جس سے لوگ کفر پر بیعت کریں گے یعنی معاویہ بن ابوسفیان ۔ پس عذاب کے لحاظ سے بدترین انسانوں میں بھی قابیل کا شمار ہے اور اپنے سر کے بالوں سے چشمہ آفتاب میں لٹکا ہوا ہے وہ آفتاب کے ساتھ پھرتا رہتا ہے، جہاں وہ گرمی و سردی کے زمانے میں پھرتا ہے اسی طرح قیامت تک ہوگا اور قیامت میں خدا اس کو آتش جہنم میں ڈالے گا۔ کچھ روایتوں کے مطابق سب سے پہلے جس نے خدا سے بغاوت و سرکشی کی وہ آدمؑ کی لڑکی عناق تھی۔ حق تعالیٰ نے اُس کے بیس اُنگلیاں پیدا کی تھیں ہر اُنگلی میں دو بڑے ناخن مثل دو کھرپے کے تھے اور اس کے بیٹھنے کی جگہ ایک جریب برابر زمین تھی۔ جب اس نے سرکشی کی خدا نے ایک شیر ہاتھی کی طرح، ایک بھیڑیا اُونٹ کے برابر اور ایک گدھ گدھے کے مانند بھیجا۔ یہ سب جانور ابتدائے خلقت میں اتنے ہی بڑے تھے خدا نے ان جانوروں کو اُس پر مسلّط فرمایا ان سب نے اُس لڑکی کو مار ڈالا۔ آدمؑ کے زمانے میں درندے جو کچھ خدا نے خلق فرمایا تھا سب باہم مل کر رہتے تھے۔ لیکن جب فرزند آدمؑ نے اپنے بھائی کو قتل کیا ایک نے دوسرے سے نفرت کی اور خائف ہو کر ہر حیوان اپنی شکل و نوع کے ساتھ علیحدہ ہو گیا۔ جب قابیل نے ہابیلؑ کو مارا تو اس وقت انسانوں کی چوتھائی انسان مر گئے کیونکہ اس وقت دُنیا میں آدمؑ، حوّاؑ، ہابیلؑ اور قابیل تھا اور تمام انسانوں کی نسل شیثؑ سے آگئے بڑھی۔ اسی طرح لوگ کہتے ہیں کہ قابیل کے زمانے میں اس کے فرزندوں نے بہت قسم کے باجے بھی تیار کئے تھے۔

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، اس کے کہ جان کا بدلہ لیا جائے یا ملک میں خرابی کرنے کی سزا دی جائے اُس نے گویا تمام لوگوں کو قتل کیا اور جو اس کی زندگانی کا موجب ہوا تو گویا تمام لوگوں کی زندگانی کا موجب ہوا اور ان لوگوں کے پاس ہمارے پیغمبر روشن دلیلیں لا چکے ہیں پھر اس کے بعد بھی ان سے بہت سے لوگ ملک میں حدِ اعتدال سے نکل جاتے ہیں ﴿۳۲﴾

حضرت شیث علیہ السّلام کے حالات

منقول ہے کہ جب قابیل نے ہابیل کو مار ڈالا تو اس غم میں آدمؑ چالیس شب و روز روتے رہے اور اس غم میں شعر بھی کہا۔ بس آدمؑ زمین پر پہلا شعر کہنے والے شخص ہیں۔ اور جب ان کا غم زیادہ ہوا تو اپنے حال کی شکایت خدا سے کی اور دُعا کی، کہ ایک فرزند عطا فرما، غرض کہ اللہ نے ان کو ایک فرزند پاکیزہ و مبارک عطا کیا اور جب آٹھ روز کا ہوا تو وحی کی کہ اے آدم یہ فرزند تمہارے لئے میری ایک بخشش ہے اس کا نام ہبتہ اللہ رکھو پھر انہوں نے ان کا ہبتہ اللہ رکھا، (کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ ہبتہ اللہ کو شیثؑ بھی کہتے ہیں)، اور جب آدمؑ کی عمر دو سو پینتیس کی تھی تو یہ پیدا ہوئے۔ ان کی عمر ہزار سال تھی اور زبان سریانی تھی۔ ان پر پچاس صحیفے نازل ہوئے۔ حضرت آدمؑ اس فرزند کو بہت دوست رکھتے تھے، جب آدمؑ کی پیغمبری تمام ہوئی اور اُن کی عُمر کا آخری زمانہ آیا تو خدا نے وحی کی کہ "اے آدمؑ تمہاری پیغمبری ختم ہوئی اور تمہاری عُمر کے ایّام پُورے ہو چکے تو وہ جلے جو ایمان و اسم بزرگ خدا اور میراث علم و آثار پیغمبری جو تمہارے پاس موجود ہیں وہ اپنے بیٹوں میں سے ہبتہ اللہ کے سپُرد کر دو، بیشک میں ان تبرّکات و علوم وغیرہ کو تمہارے بعد تمہاری ذرّیت سے قیامت تک ہر گز منقطع نہ کرونگا، اور کبھی زمین کو ہدایت سے خالی نہ چھوڑونگا۔ اس میں ایک عالم کو ہمیشہ باقی رکھوں گا جس کے ذریعہ سے لوگ میرے دین اور طریق اطاعت و عبادت کو پہچانیں گے اور جس سے اُس کی نجات ہو گی جو تمہاری اور نوحؑ کی اولاد سے ہو گا"۔ پھر آدمؑ نے ہبتہ اللہ کو اپنا وصی قرار دیا اور ان کو پوشیدہ رکھا تاکہ ہابیل کی طرح ان کو بھی کوئی قتل نہ کر دے۔ اس لئے یہ سُنت قرار پائی کہ جب بھی کوئی انبیاء اپنے وصیت کو جاری کرتا تو پوشیدہ رکھتا تاکہ اس کے

ترجمہ، اور انہیں اپنی رحمت کے (محل میں) داخل کیا۔ کچھ شک نہیں کہ وہ نیک بختوں میں تھے

سورۃ الأنبیاء ﴿۷۵﴾

وصی اور وصیت ظالموں سے محفوظ رہے۔ پس آدمؑ نے خدا کے حکم سے ہبتہ اللہ کو اپنا وصی بنا کر ان کو وصیت کی اور فرمایا کہ اگر جبرئیلؑ یا دُوسرے فرشتوں کو دیکھو تو میرا اسلام پہنچاؤ، اور کہو کہ میرے پدر نے تم سے بہشت کے میووں میں ایک ہدیہ طلب کیا ہے۔ اور جب آدمؑ کی رحلت کے بعد ہبتہ اللہ کی ملاقات جبرئیلؑ سے ہوئی تو انہوں نے اپنے پدر کا پیغام پہنچایا۔

ایک روایت کے مطابق جب آدمؑ علیل ہوئے اور دس روز تپ میں مبتلا رہے، تو شیثؑ کو طلب کیا اور کہا اے فرزند میری اجل قریب ہے میں بیمار ہوں میرے پرودگار نے اپنی سلطنت سے یہ جو کچھ تم دیکھ رہے ہو بھیجا ہے اور یقیناً مجھ سے عہد متعلق کیا ہے اسی کے بارے میں تم کو میں اپنا وصی کرتا ہوں۔ اور جو کچھ خدا نے مجھے سپُرد فرمایا ہے ان سب کا میں تم کو خزینہ دار بناتا ہوں۔ یہ میرے سر کے نیچے کتاب وصیّت ہے اس میں علم کا اثر اور خدا کے اسمائے بزرگ ہیں۔ جب میری وفات ہو جائے ان کو لے لینا اور ہر گز کسی کو اس پر مطلع نہ کرنا اور نہ سال آئندہ تک اُس پر نظر کرنا۔ اس صحیفہ میں سب کچھ ہے جن کی تم کو اپنے امور دینی و دنیاوی میں ضرورت ہوگی۔ آدمؑ اس صحیفہ کو جنت سے لائے تھے۔ پھر فرمایا کہ مجھے بہشت کے میوہ کی خواہش ہے، کوہ حدید پر چلے جاؤ، وہاں جس ملک کو دیکھنا میرا اسلام کہنا اور کہنا کہ میرے پدر بیمار ہیں اور تم سے بہشت کا میوہ ہدیۃ طلب کرتے ہیں۔ شیثؑ پہاڑ پر گئے جبرئیلؑ کو ملائکہ کے گروہ کے ساتھ دیکھا۔ جبرئیلؑ نے سلام کی ابتدا کی اور کہا اے شیثؑ کہاں جاتے ہو؟ پُوچھا اے بندۂ خدا تُو کون ہے، کہا میں رُوح الامین جبرئیلؑ ہوں۔ شیثؑ نے آدمؑ کا پیغام پہنچایا۔ تو جبرئیلؑ نے کہا اے شیثؑ تمہارے پدر پر بھی سلام ہو وہ دُنیا سے مفارقت کر گئے اور ہم سب اسی لئے نازل ہوئے ہیں۔ خدا اس مصیبت میں تم کو اجر عظیم عطا کرے، صبر جمیل کرامت فرمائے اور تمہاری وحشت کو اُنس سے تبدیل کرے،

ترجمہ، جو میرے (مخلص) بندے ہیں ان پر تیرا کچھ زور نہیں۔ اور (اے پیغمبر) تمہارا پروردگار کارساز کافی ہے (۶۵) سورۃ الاسراء

واپس چلو۔ شیثؑ یہ سُن کر واپس ہوئے تو دیکھا کہ حضرت آدمؑ نے دار فانی سے رحلت فرما دی۔ آدمؑ روز جمعہ پندرہ محرم (چھٹی ماہ نیساں) کو اُسی ساعت میں جس میں کہ مخلوق ہوئے تھے رحمت خدا سے واصل ہوئے آپ کی عمر مبارک نو سو تیس سال تھی، اور وفات کے وقت ان کی چالیس ہزار اولاد در اولاد موجود تھی۔ ان کی وفات کے ایک سال اور پندرہ روز بعد بی بی حوّا بیمار ہوئیں اور فوت ہوئیں۔ ان کو آدمؑ کے پہلو میں مدفون کیا۔ پس آدمؑ کے بعد ملائکہ اُن کی تجہیز و تکفین کے لئے جو کچھ ضرورت تھی اپنے ساتھ لائے تھے۔ جب شیثؑ، آدمؑ کے پاس پہنچے تو پہلا کام یہ کیا کہ جو صحیفہ وصیت آدمؑ کے سر کے نیچے تھا وہ انہوں نے نکال کر اپنے شکم پر باندھا۔ جبرئیلؑ نے کہا مبارک ہو اے شیثؑ! تمہارے مثل کون ہے۔ خدا نے تم کو اپنی کرامت سے مسرور کیا اور اپنا اور لباس عافیت تم کو پہنایا۔ اپنی جان کی قسم کھاتا ہوں کہ خدا نے تم کو اپنی جانب سے ایک امر بزرگ کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے۔ پھر جبرئیلؑ اور شیثؑ نے آدمؑ کو غسل دینا شروع کیا۔ پس جبرئیلؑ نے شیثؑ کو غسل میّت کی تعلیم دی، یہاں تک کہ فارغ ہوئے پھر اُن کو کفن پہنانے اور حنوط کرنے کی تعلیم دی۔ آدمؑ نے وصیت کی تھی کہ جو خرما کا درخت ان کے لئے بہشت سے آیا تھا اور ان کی زندگی میں ان کا مونس تھا اس درخت کی ایک ٹہنی کے دو حصّے کر کے ان کے کفن میں رکھ دینا، تو ان کے فرزندوں نے ایسا ہی کیا، (ان کے بعد پیغمبروں نے ان کی متابعت کی۔ لیکن زمانہ جاہلیت میں یہ سنت متروک ہو گئی تھی۔ لیکن رسول خدا نے اس کو پھر سے جاری کیا)۔ اور جب نماز کا موقع آیا تو شیثؑ نے کہا اے جبرئیلؑ سامنے کھڑے ہو کر آدمؑ پر نماز پڑھو۔ جبرئیلؑ نے عرض کی کہ اے شیثؑ چونکہ خدا نے ہم کو حکم دیا کہ آپ کے پدر کو بہشت میں سجدہ کریں، لہٰذا ہم پر لازم ہے کہ ان کے کسی بھی فرزند کی امامت نہ کریں، پھر شیثؑ آگے کھڑے ہوئے اور تیس تکبیریں کہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جبرئیلؑ کو حکم دیا کہ پچیس تکبیریں فرزندان آدمؑ کے لئے کم کر دو، لہٰذا آج ہم میں پانچ تکبیریں سُنت ہیں۔ رسُول خدا نے اہل بدر پر سات اور نو تکبریں

ترجمہ، اور ہم نے ان کو اپنی رحمت میں داخل کیا۔ بلاشبہ وہ نیکو کار تھے ﴿۸۶﴾ سورۃ الأنبیاء

بھی کہی ہیں۔(ایک اور روایت کے مطابق شیثؑ نے آدمؑ پر پچھتر تکبیریں کہیں، ستر آدمؑ کے لئے اور پانچ ان کے فرزندوں کے لئے)۔ جبرئیلؑ نے شیثؑ کو دفن کا طریقہ اور قبر کھودنا سکھلایا۔ جب آدمؑ کے دفن سے فارغ ہوئے اور جبرئیلؑ اور ملائکہ نے چاہا کہ آسمان پر جائیں تو شیثؑ روئے اور فریاد کی کہ "یا وحشتاہ"۔ جبرئیلؑ نے کہا چونکہ خدا تمہارے ساتھ ہے تم کو کوئی وحشت نہیں ہے۔ اور ہم خدا کے حکم سے تمہارے پاس آتے رہیں گے، رنجیدہ نہ ہو اور خدا تمہارا مونس ہے۔ اپنے پرورگار کے ساتھ نیک گمان رکھو کیونکہ وہ تم پر مہربان ہے۔ غرض جبرئیلؑ و ملائکہ آسمان پر چلے گئے۔ آدمؑ کی رحلت پر قابیل اور شیطان نے شماتت کی اور ایک جگہ جمع ہو کر باجے اور کھیل ایجاد کئے۔ لہٰذا دُنیا میں اس قسم کی جس قدر چیزیں ہیں جن سے لوگ لہو و لعب میں مشغول ہوتے ہیں اور لذّت حاصل کرتے ہیں وہی ہیں جنہیں ان دشمنان خدا نے ایجاد کیا۔ اسی طرح ایک اور روایت کے مطابق شیثؑ نے آدمؑ کو ایک غار میں دفن کیا جو کہ کوہ ابو قبیس پر ہے جس کو غار الکبیر کہتے ہیں۔ اس جگہ وہ طوفان نوحؑ کے زمانے تک مدفون رہے۔ جب طوفان آیا تو نُوحؑ نے اُن کو نکال کر ایک تابُوت میں اپنے ساتھ کشتی میں رکھا۔ جب کشتی خانہ کعبہ کے گرد آئی تو خدا نے نوحؑ پر وحی کی کہ کعبہ کا طواف کریں۔ جب طواف سے فارغ ہوئے تو پھر کشتی روانہ ہوئی اور کوفہ تک پہنچی۔ پھر خدا نے زمین کو حکم دیا کہ اپنے پانی کو اندر کھینچ لے جس طرح کہ اس کی ابتدا مسجد سے ہوئی تھی۔ پھر نُوحؑ نے اس تابُوت کو نجف اشرف میں دفن کیا۔

آدمؑ کے دفن کے بعد قابیل ایک بار پھر شیثؑ کے پاس آیا جو کہ اپنے باپ کے خوف سے ان کی زندگی میں بھاگ کر پہاڑ پر چلا گیا تھا۔ نیچے آیا اور کہنے لگا کہ اے شیثؑ مجھے معلوم ہے کہ میرے باپ آدمؑ نے تم کو اس علم کی تعلیم دی ہے جس سے انہوں نے مجھے

ترجمہ، ہاں خدا کی طرف سے احکام کا اور اس کے پیغاموں کا پہنچا دینا (ہی) میرے ذمے ہے۔ اور جو شخص خدا اور اس کے پیغمبر کی نافرمانی کرے گا تو ایسوں کے لئے جہنم کی آگ ہے ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہیں گے ﴿۲۳﴾ سورۃ الجن

محروم رکھا، اور وہ وہی علم ہے جس کی وجہ سے ہابیلؑ نے دُعا کی تو اُس کی قربانی اللہ نے قبول فرمائی۔ میں نے اس لئے اُس کو مار ڈالا کہ اُس کی کوئی اُولاد پیدا نہ ہو سکے اور میری اُولاد پر فخر نہ کر سکے اور یہ نہ کہیں سکے کہ اُن کے باپ کی قربانی اللہ نے قبول کی اور تمھارے باپ کی قربانی قبول نہیں ہوئی۔ اور اگر اب تم نے اُس علم کو مجھ پر ظاہر نہیں کیا تو میں تم کو بھی ماردونگا جیسے ہابیلؑ کو مارا ہے۔ مگر شیثؑ نے اور اُن کے فرزندوں نے جن کو یہ علم و ایمان، اسم اکبر، میراث علم اور آثار علم پیغمبری ملی تھی انہوں نے اس علم کو قابیل اور اُس کی اُولاد سے اس وقت تک محفوظ رکھا جب تک حضرت نوحؑ مبعوث نہ ہوئے۔ شیثؑ پر پچاس صحیفے نازل ہوئے جن میں خدا کے وجود کے دلائل، فرائض احکام اور سنن و شرائع اور حدود الٰہی مرقوم تھے۔ یہ مکہ میں رہتے تھے اور ان صحیفوں کو اولاد آدمؑ کو سُناتے اور ان کو تعلیم دیتے تھے۔ خدا کی عبادت کرتے اور کعبہ کو آباد رکھتے تھے۔ حج و عمرہ بجالاتے تھے یہاں تک کہ ان کی عمر نو سو بارہ سال ہوئی۔ جب وہ بیمار ہوئے تو اپنے فرزند ایوس کو اپنا وصی بنایا اور ان کو تقویٰ و پرہیز گاری اور خدا سے ڈرتے رہنے کی تاکید فرمائی۔ جب ان کی رحلت ہوئی تو ایوس نے، قینان نے اور قینان کے بیٹے مہلائیل نے شیثؑ کو غسل دیا اور ایوس نے ان کی نماز پڑھائی۔ حضرت شیثؑ کی وفات تیسری تشرین الاوّل کو ہوئی اور ان کی عمر نو سو ساٹھ سال تھی۔ اُن کو اپنے باپ ماں کے پہلو میں ابو قبیس کے غار میں دفن کیا۔

بس حضرت ایوسؑ نے اپنی رحلت سے پہلے قینانؑ سے عہد لیا اور اس امانتیوں کو ان کے سُپرد کیا اور ان کو وصیت کی کہ اپنے فرزندوں کو اس وصیت کی جلالت و شرافت بتلاتے رہنا۔ قینانؑ کی عمر ایک سو بیس سال ہوئی۔ اسی طرح یہ پیغمبری کا نور نسل بہ نسل جاری رہا اور جب نوحؑ پیدا ہوئے تو وصیت ظاہر ہوئی اور اس زمانے کے لوگوں نے حضرت آدمؑ کی

ترجمہ، (اور از راہ طنز) کہنے لگا کہ دیکھ تو یہی وہ ہے جسے تو نے مجھ پر فضیلت دی ہے۔ اگر تو مجھ کو قیامت کے دن تک مہلت دے تو میں تھوڑے سے شخصوں کے سوا اس کی (تمام) اولاد کی جڑ کاٹتا رہوں گا ﴿۶۲﴾ سورۃ الاسراء

وصیت کو دیکھا جو کہ حضرت نوحؑ کے بارے میں خوشخبری تھی، پھر یہ سب نوحؑ پر ایمان لاکر اُن کی تصدیق اور پیروی کرنے لگے۔بس تمام وصی اسی طرح اپنے اوصیا کو یہ فرض ادا کرتے رہے اور یہ پیغمبری کا نور پاک و طاہر نسل میں منتقل ہوتا رہا، یہاں تک کہ وہ نور عبدالمطلب اور ان کے فرزند عبداللہ تک پہنچا۔اور پھر یہ پیغمبری کا نور پیغمبر آخرالزّمان پر آکر رُوکا۔اور پیغمبر آخرالزّمان نے خدا کے حکم سے اپنا وصی اپنی ذریّت طاہرہ میں سے منتخب کیا اور وصیت کو منتقل کیا۔

حضرت امام صادقؑ سے کسی نے دریافت کیا کہ آدمؑ کی نسل بھائیوں اور بہنوں سے ہے اور خدانے آدمؑ کو وحی کی کہ اپنی لڑکیوں کو اپنے لڑکوں سے تزویج کرو۔ حضرت نے فرمایا کہ حق تعالیٰ اس سے پاک وبلند مرتبہ ہے کہ اس سے ایسا فعل صادر ہو جو شخص ایسا کہتا ہے تو اس کے اعتقاد میں خدانے اپنی برگزیدہ مخلوق اپنے دوستوں، پیغمبروں، مومنوں اور مسلمانوں کی اصل حرام سے قرار دی اور بطریق حلال خلق کرنے کی قدرت نہیں رکھتا تھا باوجود اس کے کہ ان سے حلال اور طیب و طاہر طریق کا عہد لیا ہے۔خدا کی قسم مجھے خبر پہنچی ہے کہ بعض چوپائے اپنی بہن کو نہ پہچان کر اس پر سوار ہوگئے جب معلوم ہوا کہ اس کی بہن تھی تو وہ اپنے عضو تناسل کو دانتوں سے کاٹ کر مر گئے۔اسی طرح جب کسی نے اپنی ماں کے ساتھ نادانستگی میں ایسا فعل کیا تو اس نے بھی اپنے کو معلوم ہونے کے بعد ہلاک کر ڈالا۔تو انسان باوجود علم و فعل کہ کیونکر ایسے عمل پر راضی ہو سکتا ہے۔لیکن اس وقت ایک گروہ ہے جسے تم جانتے ہو کہ انہوں نے اپنے پیغمبروں کے اہلبیت سے حصول علم ترک کر دیا ہے اور ایسے لوگوں سے علم حاصل کرتے ہیں جو خدا کی جانب سے مامور نہیں ہیں اور نہ ان کو خدا کی جانب سے کچھ علم ہے، اسی لئے وہ لوگ جاہل اور گمراہ ہوئے ہیں اور ابتدائے خلق کی کیفیت اور اس کے بعد ہونے والے واقعات کو نہیں جانتے۔افسوس ہے ان پر کیوں اس سے

ترجمہ، خدائے غالب ودانا اسی طرح تمہاری طرف مضامین اور (براہین) بھیجتا ہے جس طرح تم سے پہلے لوگوں کی طرف وحی بھیجتا رہا ہے (۳) سورۃ الشوریٰ

غافل ہیں جس میں نہ فقہائے اہل حجاز نے اختلاف کیا ہے اور نہ ہی اہل عراق نے۔ حق تعالیٰ نے آدمؑ کی خلقت سے دو ہزار سال پہلے قلم کو حکم دیا تو وہ لوح محفوظ پر جاری ہوا ان تمام امور کے ساتھ جو قیامت تک ہونے والے ہیں جن میں خدا کی تمام کتابیں بھی شامل ہیں اور خدا کی تمام کتابوں میں بھائیوں پر بہنوں کا حرام ہونا موجود ہے۔ اور اس وقت ان چاروں کتابوں، توریت، انجیل، زبور اور قرآن کو ہم دیکھتے ہیں جو اس دُنیا میں مشہور ہیں اور حق تعالیٰ نے جن کو لوح محفوظ سے اپنے پیغمبروں پر نازل کیا ہے اُن میں سے کسی ایک میں بھی بہن کو بھائی پر حلال نہیں کیا ہے اور جو شخص ایسا کہتا ہے اس کا مطلب سوائے اس کے کچھ نہیں ہے کہ گبروں کی دلیل کو قوت دے، اور یہ اس بات کا باعث ہے کہ خدا ان کو ہلاک کرے۔ پھر فرمایا آدمؑ کے لئے ستر جوڑواں اولاد ہوئی۔ ہر بار ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئے۔ جب قابیل نے ہابیلؑ کو مار ڈالا آدمؑ کو اس قدر صدمہ ہوا کہ پانچ سو سال تک روتے رہے اور زوجہ سے مقاربت نہ کی۔ اس مُدّت کے بعد جبکہ اُن کو شیثؑ سا فرزند عطا فرمایا جن کے ساتھ کوئی لڑکی نہیں پیدا ہوئی۔ شیثؑ کو ہبتہ اللہ بھی کہتے ہیں۔ وہ آدمیوں میں پہلے وصی تھے جن سے زمین پر وصیّت کی گئی۔ پھر شیثؑ کے بعد تنہا بغیر جوڑے کے یافث متولد ہوئے۔ جب دونوں بالغ ہوئے اور خدا نے چاہا کہ نسل زیادہ ہو جیسا کہ تم دیکھتے ہو اور یہ کہ جیسا ہوتا چلا آیا ہے قلم اُسی کے مطابق حرام قرار دیتا ہوا جاری ہوا جیسا کہ بہنوں کو بھائیوں پر حرام کیا ہے تو خدا نے روز پنجشنبہ عصر کے بعد ایک حوریہ کو جس کا نام نزلہ تھا بھیجا اور آدمؑ کو حکم دیا کہ اس سے شیثؑ کے ساتھ تزویج کریں۔ پھر دوسرے روز عصر کے بعد بہشت سے دوسری حوریہ نازل ہوئی جس کا نام منزلہ تھا۔ اس کو یافث کے لئے تزویج کیا پھر ان کے یہاں لڑکی پیدا ہوئی۔ جب وہ دونوں بالغ ہوئے حق تعالیٰ نے آدمؑ کو حکم دیا کہ یافث کی بیٹی کو شیثؑ کے بیٹے سے تزویج کریں اور آدمؑ نے تعمیل کی۔ انہی کی نسل سے انبیاء و مرسلین اور

ترجمہ، پوچھو کہ تم کو آسمانوں اور زمین سے کون رزق دیتا ہے؟ کہو کہ خدا اور ہم یا تم (یا تو) سیدھے رستے پر ہیں یا صریح گمراہی میں ﴿۲٤﴾ سورۃ سبأ

برگزیدگان خدا پیدا ہوئے۔ معاذاللہ ایسا نہیں ہے کہ جس طرح لوگ بیان کرتے ہیں کہ بھائی بہنوں سے نسل قائم ہوئی۔

ایک اور روایت کے مطابق جب آدمؑ کے دل میں کعبہ اور اس کے گردونواح کی بڑی عظمت تھی اس لئے جب حوّاؑ سے مقاربت کرنا چاہتے تو ان کو حرم سے باہر لے جاتے تھے۔ بعد فراغ، عظیم حرم کے لئے غسل کرتے اس کے بعد خانہ کعبہ کے نزدیک آتے تھے۔ حوّاؑ سے آدمؑ کے بیس لڑکے اور بیس لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ ایک بار میں ایک لڑکی اور ایک لڑکا پیدا ہوتا۔ پہلی مرتبہ ہابیلؑ اور اس کے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام اقلیمیا رکھا گیا۔ دوسری مرتبہ میں قابیل اور اس کے ساتھ لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام لوذار کھا گیا جو آدمؑ کی اولاد میں مقبول ترین لڑکی تھی۔ اور جب ہبتہ اللہ پیدا ہوئے اور بڑے ہوئے تو آدمؑ نے خدا سے سوال کیا کہ ان کے لئے ایک عورت عطا فرمائے۔ خدا نے بہشت سے ایک حوریہ کو بھیجا، آدمؑ نے ہبتہ اللہ سے تزویج کیا اس سے چار لڑکے پیدا ہوئے اور جب ان سے اولاد ہو چکی تو خدا نے ان کو آسمان پر بلا لیا۔ پھر آدمؑ دوسرے بیٹے سے ایک جنی عورت کو تزویج کیا اور اس سے لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ پھر پسران شیثؑ نے ان لڑکیوں سے عقد کیا۔ پس لوگوں میں جو حُسن و جمال اولاد آدمؑ میں ہے وہ حوریہ کے سبب سے ہے اور ہر خرابی و بیوقوفی و بدی دختر جن سے ہے۔

حضرت ادریس علیہ السّلام کے حالات

حق تعالیٰ نے فرمایا، "(اے رسولؐ) ادریسؑ کو یاد کرو یقیناً وہ بہت تصدیق کرنے والے اور بڑے سچےّ پیغمبر تھے اور ہم نے ان کو بہت اونچی جگہ بلند کر کے پہنچا دیا"

روایت مقبول ہے کہ حضرت ادریسؑ ایک تنومند اور کشادہ سینہ مرد تھے۔ ان کے جسم پر بال کم تھے اور سر پر زیادہ تھے۔ ان کا ایک کان دوسرے کان سے بڑا تھا۔ ان کے سینے کے بال باریک تھے۔ وہ آہستہ گفتگو کرتے تھے۔ راستہ چلنے میں قدم نزدیک نزدیک رکھتے تھے۔ ان کو "ادریس" اس واسطے کہتے ہیں کہ خدا کی حکمتیں اور اسلام کی خوبیوں اور خدا کی کتاب کا بہت درس دیا کرتے تھے۔ اپنی قوم میں انہوں نے عظمت و جلال الٰہی کے بارے میں غور و فکر کیا اور کہا کہ اس آسمان و زمین اور اس خلق عظیم اور آفتاب و ماہتاب اور ستاروں اور بادلوں اور تمام مخلوقات کا کوئی خالق اور پیدا کرنے والا ہے جو اپنی قدرت سے ان میں تدبیر کرتا اور ان کی اصلاح کرتا ہے۔ لٰہذا سزاوار ہے کہ میں اس کی عبادت کروں جو حق عبادت ہے۔ اس غرض سے انہوں نے اپنی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ خلوت اختیار کی۔ ان کو نصیحت کرتے اور خدا کو یاد دلاتے اور خدا کے عذاب سے ڈراتے اور خالق کائنات کی عبادت کی دعوت دیتے تھے۔ اس تبلیغ کے سبب ان میں سے ایک ایک کر کے سات افراد ان کے ہمنوا ہو گئے۔ پھر ستر تک تعداد پہنچی، پھر سات سو، پھر ایک ہزار تک ان کے ہم خیال ہو گئے۔ تو اُن سے کہا کہ آؤ ہم نیک ترین سو اشخاص کا انتخاب کریں۔ تو اُن ہزار میں سے سو افراد کو چُنا۔ پھر اُن میں سے ستر اور پھر ان میں سے دس اور دس میں سے سات نفوس کا انتخاب کیا اور فرمایا آؤ ہم سات اشخاص دُعا کریں اور باقی سب لوگ آمین کہیں۔ شاید ہمارا خالق اپنی عبادت کی جانب ہماری رہبری فرمائے۔ غرض ہاتھ زمین پر رکھ کر دُعا کی، کچھ اُن پر

ظاہر نہ ہُوا۔ پھر آسمان کی جانب ہاتھ بلند کر کے دُعا کی تو خدا نے ادریسؑ پر وحی فرمائی اور اُن کو اپنا پیغمبر قرار دیا، اور ان پر تیس صحیفے نازل ہوئے۔ حضرت ادریسؑ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے قلم سے لکھنا شروع کیا اور کپڑے سی کر پہنے، ان سے پہلے لوگ درختوں کے پتّوں سے ستر پوستی کرتے تھے اور مسجد سہلہ ان کا مکان تھا جہاں وُہ خیاطی کرتے اور ساتھ ہی نماز و تسبیح و تقدیس و تکبیر و تمجید خدا کرتے رہتے تھے اور جو شخص بھی اس جگہ دُعا کرتا ہے خداوند عالم اُس کی حاجت برلاتا ہے اور قیامت میں اُس کو مقام بلند تک پہنچائے گا جو ادریسؑ کی جگہ ہے۔ اللہ تعالی نے ان کی اور ان لوگوں کی جو آپ پر ایمان لائے اپنی عبادت کی جانب رہنمائی کی تو وہ لوگ برابر عبادت میں مشغول رہتے اور کسی کو خدا کے ساتھ شریک نہیں کرتے تھے۔ ادریسؑ دن میں شہروں شہروں گھومتے، سیاحت کیا کرتے اور روزے رہتے۔ جہاں رات ہو جاتی وہیں قیام کر لیتے۔ وہیں ان کی روزی ان کو پہنچ جاتی تھی۔ فرشتے ان کے نیک اعمال بھی دوسرے لوگوں کے اعمال کی طرح آسمان پر لے جاتے تھے۔ ملک الموت نے خدا سے ادریسؑ کو سلام کرنے اور ان سے ملاقات کرنے کا اشتیاق ظاہر کیا اور اجازت لے کر ان کے پاس آئے اور کہا چاہتا ہوں کہ آپ کی مصاحبت میں رہوں۔ ادریسؑ نے منظور فرمایا اور وہ ایک دوسرے کے رفیق ہو گئے اور وہ مدّتوں ساتھ رہے۔ ادریسؑ دن کو روزے رکھتے تھے اور جب رات کے وقت کا کھانا پہنچ جاتا تھا تو وہ ملک الموت کو بھی کھانے میں شریک ہونے کی دعوت دیتے، وہ کہتے تھے کہ مجھ کو ضرورت نہیں ہے اور نماز میں مشغول رہتے۔ ادریسؑ تھک کر سو جاتے تھے لیکن ملک الموت کو نہ سستی لاحق ہوتی نہ وہ سوتے تھے۔ اسی طرح چند روز گزرے یہاں تک کہ ایک روز وہ انگور کے ایک باغ اور گوسفند کے ایک گلہ کی طرف سے گزرے۔ انگور پکے ہوئے تھے۔ ملک الموت نے پوچھا آپ پسند کرتے ہیں کہ ہم ایک برّہ اس گلہ سے یا اس باغ سے انگور کے چند گوشے لے لیں اور شام کو آپ اسی سے افطار

ترجمہ، اور کتاب میں ادریس کا بھی ذکر کرو۔ وہ بھی نہایت سچے نبی تھے ﴿۵۶﴾ اور ہم نے ان کو اونچی جگہ اُٹھا لیا تھا ﴿۵۷﴾ سورۃ مریم

کریں۔ ادریسؑ نے کہا سبحان اللہ میں تم کو اپنے مال سے کھانے کی دعوت دیتا ہوں تو انکار کرتے ہو اور مجھ کو دوسروں کا مال بغیر اجازت کھانے کی دعوت دیتے ہو۔ تم نے میری مصاحبت کر کے خوب دوستی ادا کی۔ بتاؤ تم کون ہو؟ کہا میں ملک الموت ہوں۔ ادریسؑ نے کہا، میں نے سُنا ہے کہ موت بہت سخت ہے میں چاہتا ہوں کہ اس کا مزہ بھی چکھاؤ تاکہ سمجھوں کہ ویسی ہی ہے جیسا کہ میں نے سُنا ہے۔ ملک الموت نے خدا سے اجازت لی۔ اجازت مل گئی تو تھوڑی دیر کے لئے اُن کی سانس پکڑلی، پھر ہاتھ ہٹالیا، پُوچھا کہ موت کو کیسا پایا؟ کہا بہت زیادہ شدید ہے اُس سے جیسا کہ میں نے سُنا تھا۔ اسی دوستی کی وجہ سے ادریسؑ ملک الموت سے ملاقات کے لئے بعد میں آسمان پر گئے اور خدا نے ادریسؑ کو آسمان پر اُٹھالیا اور وہیں ان کی روح قبض کی گئی۔ ادریسؑ کی عمر زمین پر تین سو سال ہوئی اور ان سے متوشلخ پیدا ہوئے اور جب آسمان پر گئے تو ان ہی کو اپنا خلیفہ مقرر کیا۔ پھر وہ لوگ جو آپ پر ایمان لائے تھے سوائے چند افراد کے دین سے منحرف ہوگئے اور اُن کے درمیان اختلافات رونما ہوئے اور بدعتیں پیدا ہوئیں۔ متوشلخ نے نو سو انیس سال عمر پائی پھر انہوں نے اپنے فرزند لامک کو اپنا وصی قرار دیا جو حضرت نوح علیہ السلام کے باپ ہیں۔ پھر نُوحؑ اس قوم پر مبعُوث ہُوئے۔

روایت مقبول ہے کہ ادریسؑ کی پیغمبری کی ابتدایُوں ہوئی کہ اُن کے زمانہ میں ایک ظالم بادشاہ تھا ایک روز وہ سیر و تفریح کے لئے نکلا اُس کا گزر ایک زمین سرسبز پر ہُوا جو ایک مومن خالص کی زمین تھی جس نے دین باطل کو ترک کر کے اہل باطل سے بیزاری اور علیحدگی اختیار کرلی تھی۔ بادشاہ کو وہ زمین پسند آئی۔ وزیروں سے پوچھا یہ کس کی زمین ہے۔ انہوں نے بتایا کہ فلاں مومن کی ہے جو آپ کی رعایا میں سے ہے۔ بادشاہ نے اُس کو بلوایا اور اُس سے زمین کی خواہش کی۔ اس نے کہا میرے بال بچّے تجھ سے زیادہ اس زمین کے محتاج ہیں۔ بادشاہ نے کہا اس زمین کو قیمت لے کر مجھے دے دو۔ اس نے کہا نہ میں فروخت کروں گا

ترجمہ، اور اسمٰعیل اور ادریس اور ذوالکفل (کو بھی یاد کرو) یہ سب صبر کرنے والے تھے ﴿۸۵﴾
اور ہم نے ان کو اپنی رحمت میں داخل کیا۔ بلاشبہ وہ نیکوکار تھے ﴿۸۶﴾ سورۃ الانبیاء

اور نہ یوُں ہی بلا قیمت دوں گا، اس کا ذکر ہی چھوڑ دو۔ بادشاہ کو غصّہ آیا اور اس کے تیور بگڑ گئے۔ اسی حالت میں غضبناک اور متفکر واپس ہوا۔ اس کی ایک زوجہ ازادقہ میں سے تھی جس کو وہ بہت چاہتا تھا اور اکثر اس سے مشورہ کیا کرتا تھا۔ جب وہ اپنے دربار میں بیٹھا تو اس عورت کو بلایا۔ اس عورت نے بادشاہ کو بہت غضبناک دیکھا تو پوچھا، اے بادشاہ کیا ایسا معاملہ ہوا کہ تو اس قدر غصّہ میں ہے۔ باشادہ نے زمین کا قصّہ اس سے بیان کیا۔ اس عورت نے کہا اے بادشاہ غم وہ کرتا ہے اور پیچ وتاب اور غصّہ وہ کھاتا ہے جس کو انتقام و تغیّر کی طاقت نہیں ہوتی۔ اگر تو اس کو بغیر کسی حیلے کے قتل نہیں کرنا چاہتا تو میں اس کے مار ڈالنے کی تدبیر و حیلہ کرتی ہوں کہ زمین بھی تیرے قبضہ میں آجائے، اور رعایا کے نزدیک اس کے قتل کے بارے میں تجھ پر کوئی الزام بھی نہ رہے۔ بادشاہ نے پوُچھا وہ کون سی تدبیر ہے؟ اس نے کہا کہ ازارقہ کی ایک جماعت اس کے پاس بھیجتی ہوں جو اُس کو پکڑ لائے اور تیرے سامنے گواہی دیں کہ وہ تیرے دین سے پھر گیا ہے۔ اس طرح توُ اُس کو قتل کرکے اس کی زمین پر قابض ہو سکتا ہے۔ بادشاہ نے کہا اچھا ایسا ہی کر۔ ازارقہ میں سے کچھ اشخاص اس عورت کے دین پر تھے جو مومنین کا قتل حلال جانتے تھے۔ اُس نے اُن کو طلب کیا۔ اُنہوں نے بادشاہ کے سامنے گواہی دی کہ وہ بادشاہ کے دین سے منحرف ہو گیا ہے۔ یہ سُنکر بادشاہ نے اس کو قتل کرا دیا اور اس کی زمین پر قابض ہو گیا۔ اس مومن کے قتل کی وجہ سے حق تعالی غضبناک ہوا اور ادریسؑ کو وحی فرمائی کہ اس جبار و ظالم کے پاس جاکر کہو کہ توُ نے اس مومن کے قتل پر اکتفا نہ کی بلکہ اُس کی زمین بھی غصب کرلی اور اس کے اہل و عیال کو محتاج و مجبور کر دیا۔ مجھے اپنے عزّت و جلال کی قسم ہے کہ قیامت میں اس کے بدلے میں تجھ سے انتقام لوں گا۔ اور دُنیا میں تیری بادشاہی کو بھی مٹا دوں گا۔ تیرے شہر کو برباد کرونگا اور تیری عزّت کو ذلّت میں تبدیل کرونگا اور تیری عورت کا گوشت کتوّں کر کھلا دوں گا۔ کیا میرے حلم اور برداشت نے جو تیرے امتحان کا باعث تھا، تجھ کو مغرور کر دیا ہے؟ ادریسؑ اس کے پاس پہنچے جس وقت کہ وہ اپنے دربار میں تھا اور اس کے گرد اس کے اصحاب بیٹھے ہوئے تھے۔ آپؑ نے اس سے فرمایا

اے جبّار میں خدا کا رسُول ہوں پھر اس کا پیغام پہنچایا۔ اس نے کہا اے ادریسؑ میرے دربار سے نکل جاؤ میرے ہاتھ سے اپنی جان نہ بچا سکو گے۔ پھر اس عورت کو بُلایا اور ادریسؑ کی گفتگو بیان کی۔ اس نے کہا ادریسؑ کے خدا کی رسالت سے خوف مت کر میں کسی کو بھیج کر ادریسؑ کو قتل کرائے دیتی ہوں، تاکہ اس کے خدا کی رسالت باطل ہو جائے۔ بادشاہ نے کہا ایسا ہی کر۔ ادریسؑ کے شیعوں میں سے بھی چند اصحاب تھے جو ان کی مجلس میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ ادریسؑ نے اُن کو بھی آگاہ کر دیا تھا جو کچھ خدا نے اُن کو وحی کی تھی اور جو پیغام اُنہوں نے بادشاہ کو پہنچایا تھا۔ وہ ادریسؑ کے بارے میں خوف زدہ ہوئے کہ کہیں اب وہ ادریسؑ کو قتل نہ کر دیں۔ اس عورت نے ازاوقہ کے چالیس آدمیوں کو ادریسؑ کے قتل کرنے کو بھیجا۔ وہ حضرتؑ کی جائے قیام پر آئے جہاں وہ اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھا کرتے تھے۔ لیکن اُن کو وہاں نہ پایا اور واپس گئے۔ ادریسؑ کے دوستوں نے دیکھا کہ وہ حضرتؑ کے قتل کے ارادہ سے آئے تھے تو وہ متفرق ہو گئے اور ادریسؑ سے ملاقات کر کے ان ظالموں کے ارادہ سے آگاہ کیا کہ آج چالیس اشخاص آپ کے قتل کے ارادہ سے آئے تھے ہوشیار رہیئے گا، بلکہ اس شہر سے چلے جایئے۔ ادریسؑ اسی روز اپنے اصحاب کو لے کر شہر سے باہر نکل گئے۔ صبح کو خدا سے دُعا کی کہ پالنے والے تُو نے مجھے اس ظالم کے پاس بھیجا۔ میں نے تیرا پیغام اس کو پہنچایا۔ اُس نے مجھے قتل کی دھمکی دی اور اب میرے مار ڈالنے کے درپے ہے۔ خدا نے وحی فرمائی کہ تم اس سے علیٰحدہ رہو، مجھے اس کے ساتھ چھوڑ دو۔ مجھے اپنی عزّت کی قسم ہے کہ میں اپنا حکم اس پر جاری کروں گا اور تمہاری بات اور اپنی رسالت سچ کر دکھاؤں گا۔ ادریسؑ نے عرض کی پالنے والے میری ایک حاجت ہے۔ خدا نے فرمایا بیان کرو، میں تمہاری حاجت بر لاؤں گا۔ عرض کی جب تک میں نہ عرض کروں ان پر بارش نہ ہو۔ خدا نے فرمایا، اے ادریسؑ ان کے شہر تباہ ہو جائیں گے اور لوگ بھُوکے مر جائیں گے۔ ادریسؑ نے کہا جو کچھ ہو میری تو یہی التجا ہے۔ خدا نے فرمایا اچھا منظور ہے جب تک تم دُعا نہ کرو گے اُن کے لئے بارش نہ ہو گی اور میں سب سے زیادہ اپنے عہد کو پُورا کرنے کا سزاوار ہوں۔ یہ سُنکر

ادریسؑ نے اپنے اصحاب کو آگاہ کیا اُس سے کہ جو کچھ خدا سے دُعا کی تھی اور جو کچھ جواب بادشاہ کو بولا تھا اور فرمایا کے میرے دوستوں اس شہر سے دُوسرے شہروں میں چلے جاؤ۔ وہ بیس اشخاص تھے سب دوسرے شہروں میں متفرق ہوگئے اور ادریسؑ خود بھی ایک بلند پہاڑ کے غار میں جا کر پوشیدہ ہوگئے۔ خدا نے ایک فرشتہ کو اُن پر موکل فرمایا جو روزانہ شام کو اس کے پاس کھانا لاتا تھا۔ وہ حضرت ادریسؑ ہر روز دن میں روزہ رکھتے تھے۔ اُدھر خدا نے اُس بادشاہ کی حکومت برباد کر دی اور وہ قتل کر دیا گیا۔ اس شہر کو مٹا دیا اور اُس کی عورت کا گوشت کتوں نے کھایا اس سبب سے کہ اس مومن پر اُس نے ظلم کیا تھا۔ پھر اُس شہر میں ایک دوسرا ظالم سرکشی کرنے والا پیدا ہوا۔ اسی طرح بیس سال گزرے کہ ایک قطرہ پانی کا نہ برسا۔ اس شہر والے سخت تکلیف و اذیّت میں مبتلا ہوئے۔ ان کے حالات بہت خراب ہوگئے۔ وہ دوسرے دُور دُور کے شہروں سے سامان خوراک لاتے تھے۔ جب ان کا حال بہت تباہ ہو گیا انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ یہ بلا جو ہم پر نازل ہوئی ہے اس سبب سے ہے کہ ادریسؑ نے خدا سے دُعا کی ہے کہ جب تک وہ نہ چاہیں آسمان سے بارش نہ ہوا اور وہ ہم سے پوشیدہ ہوگئے ہیں۔ اُن کا پتہ ہم کو نہیں معلوم۔ لیکن خدا ہمارے اُوپر اُن سے بہت زیادہ مہربان ہے لہٰذا ہم کو چاہیئے کہ خدا کی بارگاہ میں توبہ کریں کہ اس شہر اور اس کے گردونواح میں پانی برسائے۔ غرض انہوں نے موٹے کپڑے پہنے اور اپنے سروں پر خاک ڈالی اور خاک پر کھڑے ہو کر خدا کی بارگاہ میں گریہ وزاری توبہ واستغفار کرنے لگے۔ خدا کو اُن پر رحم آیا اور ادریسؑ پر وحی فرمائی کہ تمہارے شہر والے مجھ سے توبہ واستغفار اور فریاد وزاری کر رہے ہیں اور میں خدائے رحمان ورحیم اور توبہ کا قبول کرنے والا ہوں، گناہوں کو معاف کر دیتا ہوں۔ میں نے اُن پر رحم کیا اور اُن کے سوال کو پُورا کرنے میں کوئی امر مجھے مانع نہیں ہے مگر یہ کہ تم نے مجھ سے سوال کیا تھا کہ جب تک تم دعا نہ کرو بارش نہ کروں گا۔ لہٰذا اے ادریسؑ مجھ سے طلب کرو تاکہ میں اُن پر بارش بھیجوں۔ ادریسؑ نے عرض کی نہیں پالنے والے میں تو سوال نہیں کرتا، پھر وحی ہوئی کہ بارش کی دُعا کرو۔ ادریسؑ نے پھر انکار کیا تو خدا نے اُس فرشتہ کو

وحی کی جو اُن کھانا لے جانے کے لئے مقرر تھا کہ ادریسؑ کے لئے بعام نہ لے جائے۔ جب شام ہو گئی اور کھانا نہیں پہنچا تو ادریسؑ بُھوک سے بے چین ہوئے لیکن صبر کیا۔ دوسرے روز پھر کھانا نہیں آیا تو اُن کی بھوک اور تکیف اور زیادہ ہوئی۔ تیسرے روز بھی جب کھانا نہ ملا تو اُن کی بے چینی بہت زیادہ ہوئی اور صبر نہ ہو سکا۔ خدا کی بارگاہ میں مناجات کی کہ پالنے والے قبل اس کے کہ میری جان میرے جسم سے تُو نکالے میری روزی تُو نے بند کر دی۔ تو خدا نے وحی فرمائی کہ اے ادریسؑ تین روز کھانا نہ ملنے سے فریاد کرنے لگے لیکن اپنے شہر والوں کی بُھوک اور تکلیف کی بیس سال تک تم کو مطلق پرواہ نہیں ہوئی۔ میں نے تم کو بتایا کہ وہ بہت تکلیف و مُصیبت میں مبتلا ہیں میں نے ان پر رحم کیا اور میں نے خواہش کی کہ تم بارش کی دُعا کرو تا کہ ان کے لئے پانی برساؤں لیکن تم نے دُعا کرنے سے بخل کیا اس لئے میں نے تم کو بُھوک کا مزہ چکھایا جس سے تم کو صبر نہ ہو سکا اور فریاد کرنے لگے۔ اب اس غار سے باہر نکلو اور اپنی روزی تلاش کرو۔ میں نے تم کو تمہارے حال پر چھوڑ دیا کہ خود اپنی روزی کی فکر کرو۔ یہ سُنکر ادریسؑ پہاڑ سے نیچے آئے تا کہ کہیں سے کچھ کھانے کو ملے اور بُھوک کی تکلیف دُور ہو۔ شہر کے قریب پہنچے تو ایک گھر سے دھواں نکلتے ہوئے دیکھا۔ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ ایک ضعیفہ نے دو روٹیاں پکائی ہیں اور آگ پر سینک رہی ہے۔ اُس سے فرمایا کہ مجھے کھانے کو دو کہ بُھوک سے بے طاقت ہو رہا ہوں۔ اُس عورت نے کہا اے بندۂ خدا، ادریسؑ کی بددُعا نے ہمارے پاس اتنا نہیں رہنے دیا ہے کہ کسی اور کو کھلائیں اور قسم کھائی کہ ان دو روٹیوں کے سوا کچھ اور نہیں ہے۔ جاؤ اس شہر کے علاوہ کسی اور شہر میں روزی تلاش کرو۔ ادریسؑ نے کہا اتنی روٹی تو دے دو کہ میں اپنی جان بچالوں اور میرے پیروں میں چلنے کی طاقت آجائے۔ اس نے کہا یہی دو روٹیاں ہیں ایک میرے لئے اور ایک میرے بچّے کے واسطے۔ اگر روٹی تم کو دے دوں تو خود مرتی ہوں اور اگر بچّے کے حصّہ کی دے دوں تو وہ مر جائے، کچھ اور نہیں کہ تم کو دوں۔ ادریسؑ نے کہا تمہارا لڑکا چھوٹا ہے، اُس کے لئے آدھی روٹی کافی ہو گی۔ آدھی میرے واسطے کافی ہے۔ جس کے سبب زندہ رہ جاؤں گا۔ عورت نے

اپنے حصّہ کی روٹی کھالی اور دوسری روٹی ادریسؑ اور لڑکے میں تقسیم کر دی۔ لڑکے نے جب یہ دیکھا کہ ادریسؑ اس کے حصّے کی روٹی میں سے کھا رہے ہیں تو وہ رونے لگا اور اس قدر مضطرب ہوا کہ مر گیا۔ عورت بولی کہ اے شخص تونے میرے بیٹے کو مار ڈالا۔ ادریسؑ نے فرمایا گھبرا مت۔ میں اس کو خدا کے حکم سے زندہ کئے دیتا ہوں اور یہ کہہ کر لڑکے کے دونوں بازو اپنے دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر بولے کہ اے رُوح جو اس فرزند کے جسم سے نکل چکی ہے بحکم خدا پھر اس کے بدن میں واپس آجا۔ میں ادریسؑ ہوں خدا کا پیغمبر۔ وہ لڑکا فوراً زندہ ہو گیا۔ عورت نے جو یہ دیکھا بولی میں گواہی دیتی ہوں کہ آپ ادریسؑ پیغمبر ہیں۔ اور باہر نکل کر شور مچانے لگی کہ شہر والوں مبارک ہو اور تکلیف و مصیبت سے نجات کی خوشخبری ہو کہ ادریسؑ تمہارے شہر میں آ گئے۔ ادریسؑ وہاں سے نکل کر اس ظالم بادشاہ اوّل کے مقام پر پہنچے جو ایک ٹیلہ پر تھا۔ پھر اُن کے پاس شہر والوں کا ایک گردہ آیا اور کہا، اے ادریسؑ اس بیس سال میں آپ کو ہم پر رحم نہ آیا کہ ہم ایسی تکلیف و مصیبت میں مبتلا ہیں اور بُھوک سے مر رہے ہیں۔ لہٰذا دُعا کیجئے کہ خدا بارش کرے۔ ادریسؑ نے کہا اس وقت تک دُعا نہ کروں گا جب تک یہ تمہارا بادشاہ جبار اور تمام شہر والے ننگے پیر اور پیدل میرے پاس آکر التجا نہ کریں۔ جب بادشاہ نے ادریسؑ کا یہ کلام سُنا تو چالیس آدمیوں کو انہیں گرفتار کرنے کے لئے بھیجا۔ وہ جب ادریسؑ کے پاس پہنچے تو حضرت نے اُن پر نفرین کی وہ سب مر گئے۔ بادشاہ نے جو یہ ماجرا سُنا تو پانچ سو آدمیوں کو اُن کی گرفتاری کے لئے بھیجا۔ انہوں نے ادریسؑ سے آکر کہا ہم اس لئے آئے ہیں کہ آپ کو بادشاہ کے پاس لے چلیں۔ ادریسؑ نے فرمایا کہ ان چالیس آدمیوں کو دیکھو جو تم سے پہلے مجھے لے جانے کے لئے آئے تھے۔ اور اب کس طرح مرے ہوئے پڑے ہیں۔ اگر تم لوگ واپس نہ جاؤ گے تو تمہارا بھی یہی حشر ہو گا۔ انہوں نے کہا اے ادریسؑ بیس سال سے ہم کو بُھوک میں مبتلا کر رکھا ہے اور اب ہم پر نفرین کرتے ہو تمہارے دل میں رحم نہیں ہے۔ ادریسؑ نے فرمایا میں اس جبّار کے پاس نہیں جاؤں گا اور نہ بارش کی دُعا کروں گا۔ جب تک وہ اور تمام شہر والے پیادہ اور ننگے پیر میرے پاس نہ آئیں گے۔ یہ سُن

کر وہ لوگ بادشاہ کے پاس واپس گئے اور ادریسؑ کا قول بیان کیا اور التجا کی تو وہ مع اہل شہر کے ادریسؑ کے پاس آیا اور سب نے کھڑے ہو کر عاجزی سے التجا کی کہ وہ خدا سے بارش کی دُعا کریں۔ ادریسؑ نے منظور کیا اور خدا سے دُعا کی کہ بارش کرے، اسی وقت آسمان پر ابر آیا، بجلی چمکنے لگی رعد گرجنے لگے اور بارش شروع ہوئی اور اس حد تک پانی برسا کہ اُن کو غرق ہونے کا گمان ہوا اور جلد سب اپنے اپنے گھروں کو واپس آئے۔

روایت کے مطابق ادریسؑ کے صحیفوں میں لکھا ہے کہ اے غافل انسان نزدیک ہے کہ موت تجھ پر نازل ہو اور تیری فریاد وزاری شدید ہو۔ تیری پیشانی سے پسینہ ٹپکنے لگے تیرے لب کھنچ جائیں اور تیری زبان بند ہو جائے، تیرا دہن خشک ہو جائے اور تیری آنکھوں کی سفیدی اُس کی سیاہی پر غالب ہو جائے تیرے مُنہ سے کف جاری ہو اور تیرے تمام بدن میں لرزہ پڑ جائے اور تو موت کی دشواری، تلخی اور سختی میں مبتلا ہو جائے ہر چند لوگ تجھ کو آواز دیں تو نہ سُنے اور اپنے عزیزوں میں تو مُردہ ہو کر پڑا رہے اُس وقت تُو دوسروں کے لئے باعث عبرت ہو گا۔ پس موت کے معنٰی سے تُو عبرت حاصل کر کیونکہ یقیناً تجھ پر موت نازل ہو گی۔ ہر چند تیری عمر دراز ہو آخر تُو فنا ہو گا کیونکہ جو پیدا ہوا فنا اس سے نزدیک ہو جاتی ہے اور یہ سمجھ لے کہ موت زیادہ آسان ہے روز قیامت سے جو اس کے بعد ہے۔ دوسرے مقام پر لکھا ہے کہ یقین کے ساتھ جانو کہ پرہیز معصیّت خدا سے حکمت کبریٰ اور نعمت عظمیٰ ہے اور خیر کی طرف بُلانے والا ایک سبب ہے جو نیکی اور فہم و عقل کے دروازوں کو کھولنے والا ہے کیونکہ جب خدا نے اپنے بندوں کو دوست رکھا تو ان کو عقل عطا فرمائی اور اپنے پیغمبروں اور دوستوں کو رُوح القدس کے ساتھ مخصوص فرمایا۔ اور لوگوں کے لئے دیانت اور حقائق اور حکمت کے رازوں کے پردے کھولے گئے تاکہ گمراہی کو ترک کریں اور رُشد و

ترجمہ، اور عاد (کی قوم کے حال) میں بھی (نشانی ہے) جب ہم نے ان پر نامبارک ہوا چلائی ﴿۴۱﴾ وہ جس چیز پر چلتی اس کو ریزہ ریزہ کئے بغیر نہ چھوڑتی ﴿۴۲﴾ اور (قوم) ثمود (کے حال) میں (نشانی ہے) جب ان سے کہا گیا کہ ایک وقت تک فائدہ اٹھالو ﴿۴۳﴾

صلاح کی پیروی کریں جس سے اُن کے نفوس میں راسخ ہو جائے کہ اُن کا خدا اس سے عظیم تر ہے کہ فکریں اس کو احاطہ کریں یا آنکھیں اس کا ادراک کریں یا وہم اس کی حقیقت کو سمجھ سکے یا حالات اس کی حد قائم کر سکیں۔ لیکن وہ احاطہ کئے ہوئے ہے اپنے علم و قدرت کے ساتھ تمام چیزوں کو اور تدبیر کرنے والا ہے تمام اشیاء کا جیسا چاہتا ہے۔ اس کے کاموں میں دخل نہیں دیا جاسکتا، اس کی غرضیں دریافت نہیں کی جاسکتیں اور اس پر اندازہ وغیرہ واقع نہیں ہوتا اور مخلوقین کی توانائی اس کی ذات کی شناخت میں منتہیٰ نہیں ہو سکتی۔ دوسرے مقام پر فرمایا ہے کہ اپنے پروردگار کو کثرت سے یاد کرتے رہو کیونکہ اگر خدا دیکھے گا کہ تم ایک دوسرے کے معین و مددگار ہو تو تمہاری دُعاؤں کو قبول کرے گا اور تمہاری حاجتیں برلائے گا اور تم کو تمہاری آرزؤں تک پہنچائے گا اور تم پر اپنے خزانوں سے اپنی رحمتوں کی بارش کرے گا جو کبھی فنا نہ ہوں گے۔ دوسری جگہ فرمایا ہے کہ اپنے پروردگار کو اکثر اوقات یاد کرتے رہو۔ کیونکہ اگر وہ جانے گا کہ تم ایک دوسرے کے حامی و ناصر ہو تو تمہاری دُعاؤں کو مستجاب کرے گا، حاجتوں کو برلائے گا، تم کو تمہاری آرزؤں تک پہنچائے گا اور تم پر اپنے خزانوں سے رحمت کی بارش کرے گا جو کبھی زائل نہ ہو گی۔ پھر فرمایا ہے کہ جب روزہ رکھو اپنے نفس کو ہر ناپاکی و نجاست خیالات فاسد اور افکار بد سے پاک ہو کر، صاف اور خالص نیّت سے خدا کے لئے رکھو۔ کیونکہ خدا جلد آلودہ قلوب اور مخلوط نیتّوں کو باز رکھے گا۔ اور جب تم روزہ رکھو تو چاہیے کہ تمہارے اعضاؤ جوارح بھی گناہوں سے باز رہیں، کیونکہ خدا تم سے راضی نہیں ہوتا صرف اس پر کہ روزہ میں کھانے سے باز رہو اور بس۔ بلکہ چاہیے کہ تمام قبیح باتوں، گناہوں اور برائیوں سے دور ہو کر روزہ رکھو اور جب نماز میں داخل ہو اپنے قلوب اور خیالات کو نماز کی طرف رجوع رکھو اور خدا سے تضرع و توسّل کے ساتھ پاکیزہ دُعائیں مانگو اور اُس سے اپنی حاجتیں منفعتیں اور مصلحتیں خضوع و خشوع، عاجزی اور انکساری کے ساتھ طلب کرو اور جب سجدے میں جاؤ تو دُنیا کی فکریں، بُرے خیالات، ناشائستہ حرکات دُور رکھو۔ مکر، حرام کھانا، زیادتی، ظلم و کینہ دل میں نہ لاؤ اور یہ تمام بُری باتیں اپنے نفس سے دُور

کرو۔ روزانہ پانچ وقت واجب نمازیں بجالاؤ جس میں پڑھنے کے لئے آٹھ سُورۂ اور غروب آفتاب کے وقت پانچ سورۂ ان کے سجدوں کے ساتھ پڑھنا چاہیے۔ یہ نمازیں ہیں جو تم پر واجب ہیں اور جو اس سے زیادہ نافلہ بجالائے تو اس کا ثواب خدا پر ہے۔

منقول ہے کہ فرشتوں میں ایک ملکؑ خدا کے نزدیک زیادہ مقرّب تھا، کسی لغزش پر خدا اس پر غضبناک ہوا تو اس کے بال وپر قطع کر کے ایک جزیرہ میں ڈال دیا، وہ اس جزیرہ میں مدّتوں پڑا رہا اور جب خدا نے حضرت ادریسؑ کو مبعوث فرمایا وہ فرشتہ حضرتؑ کے پاس آیا اور دُعا کی التجا کی، کہ خدا اس سے راضی ہو جائے اور بال وپر عطا فرمائے۔ حضرت ادریسؑ تین روز مسلسل بغیر افطار کئے روزے رکھے اور تینوں شبیں عبادت میں بسر کیں جس سے بہت مضمحل اور کمزور ہو گئے پھر خدا سے دُعا کی اور اس فرشتے کی سفارش کی تو خدا نے اُس پر رحم فرمایا اور اُس کے پر و باز و عطا فرمائے اور آسمان پر جانے کی اجازت بھی دی۔ تو فرشتے نے حضرت ادریسؑ سے عرض کی آپ کے اس احسان کے عوض چاہتا ہوں کہ آپ مجھ سے کوئی خدمت لیں تو حضرت نے فرمایا کہ، میں چاہتا ہوں تو مجھے آسمان پر لے چلے تا کہ ملکؑ الموت کو دیکھوں اور ان سے دوستی کروں کیونکہ ان کی یاد کے سبب کوئی نعمت مجھے خوش گوار نہیں معلوم ہوتی اور اپنی زندگی کو بے خوف گزارنا میرے لئے ممکن نہیں۔ اس فرشتہ نے حضرتؑ کو اپنے پروں پر اُٹھایا اور اوّل پر لے گیا۔ وہاں ملکؑ الموت کو تلاش کیا، معلوم ہوا وہ دوسرے آسمان پر گئے ہیں۔ وہ اور اوپر لے گیا، یہاں تک کہ آسمان چہارم و پنجم کے درمیان ملاقات ہوئی۔ حضرتؑ نے ملکؑ الموت کو دیکھا کہ بیٹھے ہوئے ہیں اور اپنے سر کو تعجب سے حرکت دے رہے ہیں۔ جناب ادریسؑ نے ان کو سلام کیا اور سر ہلانے کا سبب پُوچھا۔ ملکؑ الموت نے کہا کہ ربّ العزّت نے مجھے کو آپ کی رُوح چوتھے اور پانچویں آسمان کے درمیان قبض کرنے کا حکم دیا۔ میں نے عرض کی پالنے والے یہ کیسے ممکن ہے حالانکہ آسمان چہارم کا خلا

پانچ سو سال کی مسافت رکھتا ہے اور آسمان چہارم سے آسمان سوم تک پانچ سو سال کی راہ ہے۔ اسی طرح ایک آسمان سے دوسرے آسمان کا فاصلہ ہے تو آسمان چہارم و پنجم کے درمیان اُن کی رُوح کیوں کر قبض کی جاسکتی ہے۔ یہ سن کر ادریسؑ کانپنے لگے اور فرشتے کے پروں پر سے گر پڑے۔ ملکؑ الموت نے وہیں ادریسؑ کی رُوح قبض کرلی اور خدا نے اُن کو مکان بلند پر پہنچایا اور بہشت کی نعمتیں کھلائیں۔

حضرت نوح علیہ السّلام کے حالات

نوحؑ کے کئی نام منقول ہیں ان کو سکن، عبد الملک، عبد الاعلیٰ، عبد الغفار بھی کہا جاتا تھا۔ نوحؑ بہت شکر کرنے والے تھے اسی لئے آنحضرتؐ کا نام عبد الشکور ہو گیا تھا کیونکہ ہر صبح و شام دعا پڑھتے تھے اور اُن کو نوحؑ اس لئے کہتے ہیں کہ انہوں نے نو سو پچاس سال تک اپنی قوم پر نوحہ و گریہ کیا۔ نوحؑ لامک کے بیٹے تھے اور لامک متوشلخ کے اور متوشلخ اخنوعؑ کے فرزند تھے جن کو ادریسؑ بھی کہتے ہیں۔ نوحؑ کو پیغمبری کے ساتھ اس لئے گرامی کیا کہ وُہ خدا کی عبادت بہت کیا کرتے تھے اور عبادت کے لئے مخلوق سے علیٰحدہ ہو کر گوشہ نشین ہو گئے تھے۔ حضرت آدمؑ نے بھی اپنے بیٹوں کو نوحؑ کے بارے میں بتایا اور اپنے بیٹے شیثؑ (ہبتہ اللہ) سے کہا کہ حق تعالیٰ ایک پیغمبر بھیجے گا جو لوگوں کو خدا کی طرف بُلائے گا۔ لوگ اس کی تکذیب کریں گے تو خدا اُس کی قوم کو طوفان کے ذریعہ سے ہلاک کرے گا۔ جب نوحؑ نے اپنی قوم کو دعوت دی تو حضرت شیثؑ کی اولاد نے اپنے علم سے جو ان کو وراثۃً ملا تھا جانچ کر نوحؑ کی تصدیق کی مگر قابیل کے فرزندوں نے ان کی تکذیب کی اور کہنے لگے کہ جو کچھ تم اپنے پدران گزشتہ کے بارے میں کہتے ہو ہم نے سُنا۔ کیا ہم بھی تم پر ایمان لائیں حالانکہ ہم سے ذیل ترین لوگوں نے تمہاری پیروی کی ہے۔ اس سے اُن کی مراد حضرت شیثؑ کے فرزند تھے۔ آدمؑ اور نوحؑ کے درمیان دس پُشتوں کا فاصلہ تھا جو سب پیغمبران خدا تھے۔ آدمؑ نے شیثؑ (ہبتہ اللہ) سے نوحؑ کے بارے میں وصیت کی کہ تم میں سے جو ان سے مُلاقات کرے تو ان پر ایمان لانا اور ان کی پیروی کرنا، تاکہ طوفان سے نجات پاؤ۔ نوحؑ زمین پر تشریف لائے تو اُسی جگہ جہاں تشریف لائے تھے ایک قریہ کی بُنیاد ڈالی اور اس کا نام قریتہ

ترجمہ، اور ہم نے ان کو اسحاق اور یعقوب بخشے۔ (اور) سب کو ہدایت دی۔ اور پہلے نوح کو بھی ہدایت دی تھی اور ان کی اولاد میں سے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون کو بھی۔ اور ہم نیک لوگوں کو ایسا ہی بدلا دیا کرتے ہیں ﴿۸٤﴾ سورة الأنعام

الثمانین رکھا۔ نوحؑ اور اُن کی قوم شہر کوفہ کے غربی جانب فرات کے کنارے ایک شہر کے رہنے والے تھے۔ نوحؑ ایک مرد نجّار تھے اور اُن کو اللہ نے برگزیدہ کیا اور پیغمبر قرار دیا۔ روایت کے مطابق نوحؑ کا رنگ قدرے گندمی تھا، چہرہ پتلا، آنکھیں بڑی، داڑھی گھنی اور مزاج میں غصّہ زیادہ تھا۔ بلند قامت تنومند انسان تھے اور اُن کا قد اُن کے زمانے کے لوگوں کے ہاتھوں سے تین سو ساٹھ ہاتھ تھا۔ اُن کا لباس اُون کا ہوتا تھا اور اُن سے قبل حضرت ادریسؑ کا لباس پوست آہو کا ہوتا تھا۔ نوحؑ پہاڑوں میں زندگی بسر کرتے تھے۔ آپؑ کی غذا زمین کی گھاس تھی۔ جب آپؑ کی عمر چار سو ساٹھ برس کی ہوئی تو جبرئیلؑ آپؑ پاس آئے اور پُوچھا کہ آپؑ نے خلق سے کنارہ کشی کیوں اختیار کی ہوئی ہے؟ آپؑ نے جواب دیا کہ میری قوم خدا کو نہیں پہچانتی اس وجہ سے اُن سے علیٰحدگی اختیار کی ہوئی ہے۔ جبرئیلؑ نے کہا کہ ان سے جہاد کیجئے۔ آپؑ نے کہا میں ان سے مقابلے کی طاقت نہیں رکھتا اگر وُہ لوگ یہ سمجھ لیں کہ میں اُن کے دین پر نہیں ہُوں تو یقیناً مجھ کو مار ڈالیں گے۔ جبرئیلؑ نے کہا کہ اگر آپؑ کو طاقت ہو جائے تو کیا اُن سے جہاد کیجئے گا؟ فرمایا نہایت شوق سے کاش مجھ کو یہ قوت ہوتی۔ پھر آپؑ نے پُوچھا کہ تم کون ہو؟ جبرئیلؑ نے ایک نعرہ لگایا جس سے نزدیک تھا کہ تمام پہاڑ ٹکڑے ہو جائیں اور اُن کے جواب میں ملائکہ اور تمام زمین کے اجزا نے کہا "لبیّک لبیّک اے خدا کے فرستادہ"۔ بس اُس وقت نوحؑ پر سخت دہشت طاری ہُوئی۔ جبرئیل نے کہا میں وُہ ہوں کہ آپؑ کے دو (۲) پدر آدمؑ اور ادریسؑ کے ساتھ رہتا تھا۔ خدائے غفار نے آپؑ کو سلام کہا ہے اور میں آپؑ کے لئے خوشخبریاں اور خلعت رسالت و پیغمبری لایا ہوں، لیجئے یہ ہے

ترجمہ، ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا تو انہوں نے (ان سے کہا) اے میری برادری کے لوگو خدا کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ مجھے تمہارے بارے میں بڑے دن کے عذاب کا (بہت ہی) ڈر ہے ﴿۵۹﴾ تو جو ان کی قوم میں سردار تھے وہ کہنے لگے کہ ہم تمہیں صریح گمراہی میں (مبتلا) دیکھتے ہیں ﴿۶۰﴾ انہوں نے کہا اے قوم مجھ میں کسی طرح کی گمراہی نہیں ہے بلکہ میں پروردگار عالم کا پیغمبر ہوں ﴿۶۱﴾ تمہیں اپنے پروردگار کے پیغام پہنچاتا ہوں اور تمہاری خیر خواہی کرتا ہوں اور مجھ کو خدا کی طرف سے ایسی باتیں معلوم ہیں جن (بقیہ اگلے صفحے پر)

لباس شکیبائی اور جائمہ یقین دیاری۔ خدا آپؑ کو حکم دیتا ہے کہ ادریسؑ کے بیٹے حمران کی دختر عمورہ کو اپنے ساتھ تزویج کیجئے کیونکہ سب سے پہلے وہی آپؑ پر ایمان لائے گی۔ اس کے بعد نوحؑ عاشورے کے روز اپنی قوم کی جانب گئے۔ آپؑ کی قوم کے سردار ستر ہزار اشخاص تھے۔ وُہ اُن کی عید کا دن تھا اور سب اپنے بتوں کے پاس حاضر تھے۔ نوحؑ اُن کے پاس آئے اور فرمایا "لا الہ الا اللہ" یعنی خدا کے سوا کوئی معبُود نہیں اور آدمؑ خدا کے برگزیدہ اور ادریسؑ اُس کے بلند کئے ہُوئے ہیں۔ پھر انہوں نے آنے والے پیغمبروں کی خبر دی اور کہا کہ ابراہیمؑ اُس کے خلیل اور موسٰیؑ کلیم خدا ہیں، عیسٰیؑ مسیح رُوح القدس کے ذریعہ سے خلق ہوں گے اور محمدؐ مصطفٰے خدا کے آخری پیغمبر ہیں اور تم لوگوں پر میرے گواہ ہیں کہ میں نے خدا کی رسالت کی تبلیغ کی۔ یہ سُن کر بُتوں کو لرزہ ہُوا، آتشکدے خاموش ہوگئے اور سب کے سب خائف ہُوئے۔ اُس وقت اُن کے سرداروں اور جابر لوگوں نے پُوچھا کہ یہ کون ہے؟ نوحؑ نے کہا میں خدا کا بندہ اور اُس کے بندے کا فرزند ہُوں۔ اُس نے مجھ کو تمہاری طرف اپنا پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔ یہ کہہ کر آپؑ پر گریہ طاری ہُوا، پھر فرمایا کہ میں تم کو عذاب خدا سے ڈراتا ہوں۔ جب عمورہ نے نوحؑ کا کلام سُنا تو فوراً ایمان لائی۔ اُس کے باپ نے اُس پر عتاب کیا اور کہا کہ نوحؑ کے ایک مرتبہ کے کلام نے تجھ پر ایسا اثر کیا۔ میں ڈرتا ہوں کہ بادشاہ کو تیرے ایمان لانے کی خبر ہوگئی تو وُہ تجھ کو مار ڈالے گا۔ عموہ نے کہا بابا آپ کی عقل اور علم و فضل کہاں ہے؟ نوحؑ ایک تنہا اور کمزور انسان ہیں اور خدا کی جانب سے مامور ہُوئے بغیر ایسی آواز آپ لوگوں کے سامنے کیوں کر بلند کر سکتے ہیں جو آپ لوگوں کو اس قدر ہراساں کردے۔ اس کے باپ پر کوئی اثر نہ ہُوا۔ اس نے عمورہ کو ایک سال کے لئے قید کر دیا اور کھانا بند کر دیا۔

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، سے تم بے خبر ہو ﴿۶۲﴾ کیا تم کو اس بات سے تعجب ہوا ہے کہ تم میں سے ایک شخص کے ہاتھ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس نصیحت آئی تاکہ وہ تم کو ڈرائے اور تاکہ تم پرہیزگار بنو اور تاکہ تم پر رحم کیا جائے ﴿۶۳﴾ مگر ان لوگوں نے ان کی تکذیب کی۔ تو ہم نے نوح کو اور جو ان کے ساتھ کشتی میں سوار تھے ان کو تو بچا لیا اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا انہیں غرق کر دیا۔ کچھ شک نہیں کہ وہ اندھے لوگ تھے ﴿۶۴﴾ الأعراف

تمام سال اُس کے اضطراب کی کیفیت لوگ سُنتے رہے۔ ایک سال کے بعد جب کہ قید خانہ سے اس کو نکالا تو لوگوں نے اُس میں نور عظیم مشاہدہ کیا اور اُس کی حالت پہلے سے بہتر پائی۔ سب کو تعجّب ہُوا کہ وُہ بغیر آب و غذا کے تمام سال زندہ کیسے رہی۔ اُس سے دریافت کیا تو اُس نے بیان کیا کہ میں نے پروردگار نوحؑ سے فریاد کی، لہٰذا نوحؑ باعجاز میرے واسطے کھانا لاتے تھے۔ پھر نوحؑ نے اُس سے نکاح کیا اور سام پیدا ہُوئے۔ نوحؑ کی دو(۲) بیویاں تھیں جن میں ایک کافرہ جس کا نام رابعہ تھا اور وُہ طوفان میں ہلاک ہوئی۔ دُوسری باایمان تھی جو آپؑ کے ساتھ کشتی میں تھیں۔ بعض راویوں نے بیان کیا ہے کہ مومنہ بیوی کا نام ہیکل تھا۔ حضرت نوحؑ کی عمر کے بارے میں جو روایت ملتی ہے کہ اُن کی عمر دو ہزار پانچ سو سال تھی، آٹھ سو پچاس سال مبعوث ہونے سے قبل، نو سو پچاس سال قوم کی ہدایت کا زمانہ، دو سو سال کشتی کی تیاری میں گذرے اور کشتی سے اُترنے کے بعد پانچ سو سال تک زندہ رہے۔ جب پانی زمین سے خشک ہوا تو شہروں کی بنیاد ڈالی اور اپنی اولاد کو ان میں آباد کیا، ایک اور روایت کے مطابق وہ اپنی قوم کو نو سو پچاس سال تک خدا کی طرف دعوت دیتے رہے مگر اُن لوگوں کی سرکشی بڑھتی جاتی۔ اسی حال پر تین قرن گذرے۔ اُن کی قوم کے لوگ بڈھے ہو ہو کر مرتے جاتے تھے ان کی اولادیں رہ جاتیں۔ ہر ایک ان میں سے اپنے لڑکوں کو ان کے بچپن ہی میں حضرت نوحؑ کے پاس لے جاتا اور کہتا کہ اے فرزند اگر میرے بعد تو زندہ رہ جائے تو اس دیوانے کی اطاعت ہرگز نہ کرنا۔

ایک سوال کے مطابق کہ نوحؑ نے کیوں کر جانا کہ اُن کی قوم سے کوئی نہ ایمان لائے گا جبکہ خود اپنی قوم پر نفرین کی اور کہا کہ خدا کرے اُن کے فرزند فاسق و فاجر پیدا ہوں۔

ترجمہ، کیا ان کو ان لوگوں (کے حالات) کی خبر نہیں پہنچی جو ان سے پہلے تھے (یعنی) نوح اور عاد اور ثمود کی قوم۔ اور ابراہیم کی قوم اور مدین والے اور الٹی ہوئی بستیوں والے۔ ان کے پاس پیغمبر نشانیاں لے کر آئے۔ اور خدا تو ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرتا لیکن وہی اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے ﴿۷۰﴾ سورۃ التوبۃ

فرمایا کہ شاید تُو نے نہیں سُنا ہے جو کچھ خدا نے نوحؑ سے فرمایا کہ سوائے اُن لوگوں کے جو ایمان لاچکے تیری قوم سے اب کوئی ایمان نہ لائے گا۔ منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے نوحؑ کی پیغمبری ظاہر کی اور اُن کے شیعوں کو یقین ہُوا جو کافروں کے ہاتھوں تکلیف میں مُبتلا تھے کہ اُن کے آرام کا زمانہ قریب آیا حالانکہ اُن کی بلائیں شدید اور فکر کی تکلیف زیادہ سخت ہوتی گئی اور اس حد تک پہنچی کہ کفّار نوحؑ پر بھی پتھر برسانے لگے۔ کبھی ایسا ہوتا کہ آنحضرتؑ تین روز تک بے ہوش پڑے رہتے اور خون آپ کے جسم سے جاری رہتا تھا۔ تین سو برس ہدایت کرنے کے بعد آپ کے ساتھ یہ برتاؤ ہونے لگا۔ پھر آپ شب و روز اُن کو خدا کی طرف دعوت دینے لگے۔ لیکن وُہ ایمان نہ لائے۔ آپ تبلیغ فرماتے اور وُہ لوگ پیٹھ پھیرے لیتے۔ تین سو سال کے بعد ایک روز نماز صبح کے بعد آپ نے چاہا کہ اُن پر نفرین کریں اُس وقت اُن پر طلوع آفتاب کے قریب آسمان اوّل کے فرشتوں میں سے دو ہزار گروہ نازل ہوئے وہ عظمائے ملائکہ میں سے تھے۔ نوحؑ نے ان سے پُوچھا کہ تم لوگ کون ہو، کہا ہم سب آسمان اوّل کے فرشتے ہیں اس کی موٹائی پانچ سو سال کی راہ ہے اور پہلے آسمان سے زمین تک پانچ سو برس کی راہ ہے۔ آفتاب طلوع ہونے کے قریب ہم روانہ ہو کر اس وقت آپ کے پاس پہنچے ہیں اور کہا اے پیغمبرؑ خدا ہماری آپ سے ایک حاجت ہے۔ پُوچھا وُہ کیا؟ کہا یہ کہ اپنی قوم پر نفرین کرنے میں تاخیر کیجئے کیونکہ یہ پہلا غضب اور عذاب ہوگا جو زمین پر نازل ہوگا۔ تو نوحؑ نے کہا اچھا میں نے ان کو تین سو سال کی مہلت دی اور بددعا کو ملتوی کر کے اپنی

ترجمہ، اور ان کو نوح کا قصہ پڑھ کر سنا دو۔ جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ اے قوم! اگر تم کو میرا تم میں رہنا اور خدا کی آیتوں سے نصیحت کرنا ناگوار ہو تو میں خدا پر بھروسہ رکھتا ہوں۔ تم اپنے شریکوں کے ساتھ مل کر ایک کام (جو میرے بارے میں کرنا چاہو) مقرر کر لو اور وہ تمہاری تمام جماعت (کو معلوم ہو جائے اور کسی) سے پوشیدہ نہ رہے اور پھر وہ کام میرے حق میں کر گزرو اور مجھے مہلت نہ دو ﴿۷۱﴾ اور اگر تم نے منہ پھیر لیا تو (تم جانتے ہو کہ) میں نے تم سے کچھ معاوضہ نہیں مانگا۔ میرا معاوضہ تو خدا کے ذمے ہے۔ اور مجھے حکم ہوا ہے کہ میں فرمانبرداروں میں رہوں ﴿۷۲﴾ لیکن ان لوگوں نے ان کی تکذیب کی تو ہم نے ان کو اور جو لوگ (بقیہ اگلے صفحے پر)

قوم میں واپس آ گئے اور تین سو سال تک پھر سے خدا کی طرف دعوت دینا شروع کی جیسا کہ معمول تھا اور وہ لوگ بدستور سابق درپے آزار رہے یہاں تک کہ تین سو سال ختم ہو گئے اور وہ ایمان نہ لائے تو اُن پر آپ نے پھر نفرین کا ارادہ کیا تو دُوسرے آسمان کے دو ہزار گروہ فرشتوں کے آئے۔ نوحؑ نے پُوچھا تم لوگ کون ہو؟ کہا ہم سب آسمان دوئم کے قبائل ملائکہ سے دو ہزار قبیلے ہیں۔ آسمان دوئم کی موٹائی پانچ سو برس کی راہ ہے طلوع آفتاب کے قریب ہم لوگ روانہ ہُوئے اور چاشت کے وقت آپ کے پاس پہنچے ہیں (یعنی اتنی دُور کی مسافت طے کر کے آئے ہیں) اس لئے کے آپ سے التجا کریں کہ آپ اپنی قوم پر نفرین نہ کیجئے نوحؑ نے کہا تین سو سال ان کو اور مہلت دی اور تبلیغ میں مشغول ہوئے مگر قوم پر رو گردانی کے سوا کوئی اثر نہ ہوا یہاں تک کہ پھر سے تین سو سال تمام ہُوئے اور اس طرح اس قوم پر تبلیغ کے نو سو سال پورے ہو گئے مگر وہ لوگ ایمان نہ لائے۔ آپؑ کے شیعوں نے آپؑ کے پاس آ کر شکایت کی جو کچھ ان کو ظالم بادشاہوں اور عام کافروں سے اذیّت پہنچی تھی اور التجا کی کہ دُعا کریں تاکہ خدا ان کے آزار سے نجات دے۔ نوحؑ نے استدعا قبول کی اور نماز پڑھ کے دُعا کی پھر آپؑ نے اپنی قوم کے لئے بددُعا کا ارادہ کیا اس وقت خدا نے فرمایا، تمہاری قوم کے لوگ ایمان نہیں لائیں گے سوائے اُن کے جو ایمان لا چکے۔ ان پر تم رنجیدہ مت ہو جو کچھ وہ کرتے ہیں، نوحؑ نے عرض کی، پالنے والے زمین پر کافروں میں سے کسی کو زندہ نہ چھوڑ کیونکہ اگر تو اُن کو چھوڑ دے گا تو وہ لوگ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور اُن کے فرزند بھی سخت فاجر اور بہت کفر کرنے والے ہوں گے۔ تو خدا نے اُن کو حکم دیا کہ درخت خرما

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، ان کے ساتھ کشتی میں سوار تھے سب کو (طوفان سے) بچا لیا اور انہیں (زمین میں) خلیفہ بنا دیا اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا ان کو غرق کر دیا تو دیکھ لو کہ جو لوگ ڈرائے گئے تھے ان کا کیا انجام ہوا ﴿۷۳﴾ پھر نوح کے بعد ہم نے اور پیغمبر اپنی اپنی قوم کی طرف بھیجے۔ تو وہ ان کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے۔ مگر وہ لوگ ایسے نہ تھے کہ جس چیز کی پہلے تکذیب کر چکے تھے اس پر ایمان لے آتے۔ اسی طرح ہم زیادتی کرنے والوں کے دلوں پر مہر لگا دیتے ہیں ﴿۷۴﴾

بوئیں اوراس کی حفاظت کریں یہاں تک کہ اس میں پھل لگنا شروع ہو۔ جب وہ درخت بار آور ہو جائیں گے اس وقت ان لوگوں کو نجات دیں گے۔ یہ سُن کر نوحؑ نے خدا کی حمد و ثنا کی اور یہ خبر اپنے شیعوں سے بیان کی۔ وُہ لوگ بھی مسرور ہُوئے اور انتظار کرتے رہے یہاں تک کہ اُن درختوں میں میوے لگنے شروع ہُوئے۔ وُہ لوگ میوے لے کر نوحؑ کے پاس آئے اور وعدہ وفائی کے طالب ہُوئے، نوحؑ نے دُعا کی، خدا نے فرمایا کہ ان لوگوں سے کہہ دو کہ ان خرموں کو بھی کھالیں اور ان کے بیج بوئیں۔ جب ان کے درخت بار آور ہوں گے اس وقت میں ان کو نجات دوں گا۔ یہ سُن کر اُن لوگوں نے چونکہ گمان کیا کہ اُن سے وعدہ خلافی ہوئی اس لئے ان میں سے تہائی لوگ دین سے پھر گئے دو تہائی رہ گئے۔ مرتد لوگ کہنے لگے کہ نوحؑ جو کچھ دعْوے کرتے تھے اگر وُہ حق ہوتا تو ان کے پروردگار کا وعدہ غلط نہ ہوتا۔ باقی دو تہائی لوگوں نے ان باقی ماندہ خرموں کو کھایا اور ان کے بیج بو دیئے۔ جب ان کے درختوں میں پھل آئے ان کے میوے لے کر وہ لوگ نوحؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سوال کیا کہ وعدہ کو وفا کیجیے۔ نوحؑ نے خدا سے دُعا کی پھر وحی آئی کہ ان خرموں کو بھی کھالیں اور ان کے بیج بوئیں۔ یہ سُن کر نوحؑ کے دُوسرے تہائی شیعہ دین سے برگشتہ ہوگئے۔ صرف ایک ثلث باقی رہ گئے جو اطاعت پر قائم تھے انہوں نے پھر خرموں کو بویا۔ اسی طرح ہر مرتبہ جب درختوں میں میوے پیدا ہوتے تھے حق تعالیٰ ان کو حکم دیتا تھا کہ ان کے بیج بوئیں یہاں تک کہ سات مرتبہ ایسا ہوا اور ہر مرتبہ اُن میں سے ایک گروہ جو ایمان لائے تھے مرتد ہوتے رہے۔ آخر میں صرف ستر یا چند اشخاص باقی رہ گئے تو وُہ لوگ نوحؑ کے پاس وُہ پھل لے آئے

ترجمہ،اور ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا (تو انہوں نے ان سے کہا) کہ میں تم کو کھول کھول کر ڈر سنانے اور پیغام پہنچانے آیا ہوں ﴿۲۵﴾ کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ مجھے تمہاری نسبت عذاب الیم کا خوف ہے ﴿۲۶﴾ تو ان کی قوم کے سردار جو کافر تھے کہنے لگے کہ ہم تم کو اپنے ہی جیسا ایک آدمی دیکھتے ہیں اور یہ بھی دیکھتے ہیں کہ تمہارے پیرو وہی لوگ ہوئے ہیں جو ہم میں ادنیٰ درجے کے ہیں۔ اور وہ بھی رائے ظاہر سے (نہ غور و تعمق سے) اور ہم تم میں اپنے اوپر کسی طرح کی فضیلت نہیں دیکھتے بلکہ تمہیں جھوٹا خیال کرتے ہیں ﴿۲۷﴾

(بقیہ اگلے صفحے پر)

اور کہنے لگے کہ ہم میں سے دین پر بہت کم لوگ باقی ہیں اگر ہماری تکلیفوں کے دفعہ میں تاخیر ہوئی تو ہم سب دین سے پھر جائیں گے۔ یہ سُن کر نوحؑ نے نماز پڑھی اور مناجات کی کہ پروردگارا میرے اصحاب میں بہت تھوڑے لوگ رہ گئے ہیں۔ اگر اب ان کو نجات نہ ملے گی تو ڈرتا ہوں کہ کہیں یہ لوگ بھی ہلاک نہ ہوں۔ پس ان کو وحی ہوئی کہ تمہاری دُعا میں نے قبول کی اور اب حق کی نُورانی صبح باطل کی تاریک رات سے ظاہر ہُوئی اور خالص حق رہ گیا۔ غبارِ کُفر ان لوگوں کے مرتد ہونے سے جن کی طبیعتیں خبیث تھیں دفع ہوگیا۔ اگر میں کافروں کو ہلاک کر دیتا اور ان لوگوں کو جو مرتد ہوگئے چھوڑ دیتا تو یقیناً وُہ وعدہ سابق سچ نہ ہوتا جو میں نے ان مومنین سے کیا تھا جو تمہاری قوم سے مجھ پر خالص طور سے ایمان لائے تھے اور انہوں نے تمہاری پیغمبری پر بھی ایمان لائے۔ وُہ وعدہ یہ تھا کہ ان کو زمین میں خلیفہ قرار دوں گا۔ ان کے لئے ان کے دین کو برقرار رکھوں گا اور خوف کو امن سے تبدیل کر دوں گا، تاکہ ان کے دلوں سے شک برطرف ہو کر میرے لئے خالص عبادت ہو۔ لہٰذا کیوں کر ان کی موجودگی میں خلیفہ قرار دیتا۔ وُہ جماعت اُس بادشاہی کی مجھ سے تمنّا رکھتی تھی جو میں مومنوں کو عطا کرنے والا ہوں۔ اس نعمت کی خوشبو ان کے دماغوں تک پہنچتی اور یقیناً اس خلافت کی وہ لوگ طمع کرتے اور اُن کا پوشیدہ نفاق مضبوط ہوتا۔ اس بارے میں ان کے دلوں میں گمراہی و ضلالت مستحکم ہوتی اور وُہ خالص مومنوں سے عداوت کا اظہار کرتے اور بادشاہی طلب کرنے اور امر و نہی سے انحراف کے لئے ان لوگوں سے جنگ و جدال کرتے۔ پھر دین کا قیام عمل میں نہ آتا اور مومنوں کے درمیان ان لڑائیوں اور فتنوں کے سبب حق منتشر

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، انہوں نے کہا کہ اے قوم! دیکھو تو اگر میں اپنے پروردگار کی طرف سے دلیل (روشن) رکھتا ہوں اور اس نے مجھے اپنے ہاں سے رحمت بخشی ہو جس کی حقیقت تم سے پوشیدہ رکھی گئی ہے۔ تو کیا ہم اس کے لیے تمہیں مجبور کر سکتے ہیں اور تم ہو کہ اس سے ناخوش ہو رہے ہو ﴿۲۸﴾ اور اے قوم! میں اس (نصیحت) کے بدلے تم سے مال و زر کا خواہاں نہیں ہوں، میرا صلہ تو خدا کے ذمے ہے اور جو لوگ ایمان لائے ہیں، میں ان کو نکالنے والا بھی نہیں ہوں۔ وہ تو اپنے پروردگار سے ملنے والے ہیں لیکن میں دیکھتا ہوں کہ تم لوگ نادانی (بقیہ اگلے صفحے پر)

ہوتا۔ بس حق تعالیٰ نے حکم دیا کہ ان درختوں کو کاٹیں اور کشتی تیار کریں۔ نوحؑ کو درخت کاٹتا دیکھ کر آپؑ کی قوم مذاق و استہزاء کرنے لگی اور آپؑ کو پتھر مارتے تھے کہ اب درخت خرما جبکہ بڑے ہوگئے اس بڈھے مرد نے کاٹ ڈالے اس کی عقل زائل ہوگئی ہے اور پیری اس پر غالب آگئی ہے جیسا کہ حق تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے کہ "جب اُن کی قوم کے سربرآوردہ لوگوں کی ایک جماعت ان کی طرف گزرتی تھی تو انکا مذاق اڑاتی تھی تو نوحؑ کہتے تھے اگر اس وقت تم ہم سے مسخراپن کرتے ہو (تو کرو) اس کے بعد یقیناً ہم تمہارا مذاق اُڑائیں گے جس وقت کہ تم پر عذاب نازل ہوگا جس طرح تم مذاق اُڑا رہے ہو۔ اور عنقریب تم کو معلوم ہو جائیگا کہ ہم میں اور تم میں کون مذاق و تمسخر کا زیادہ مستحق ہے"۔ حضرتؑ نے اپنی قوم سے فرمایا کہ خدا نے اُن کو کشتی بنانے کا حکم دیا اور جبرئیل کو ان کی تعلیم پر مامور فرمایا۔ نوحؑ لکڑیاں دُور دُور سے لاکر مسجد کوفہ میں کشتی بنانے لگے۔ اُس وقت اسی مسجد میں اُن کی قوم کے اپنے بُت یعوب و یعوق و تسرک بھی نصب تھے۔

ایک روایت ہے کہ حیض ایک نجاست ہے جس میں خدا نے عورتوں کو مُبتلا کیا ہے۔ نوحؑ کے زمانے میں عورتیں سال میں ایک مرتبہ حائض ہوتی تھیں۔ اسی زمانہ میں سات سو عورتوں نے پردہ ترک کیا اور پُر تکلف لباس و زیورات سے آراستہ ہوکر شہروں میں گھومنا پھرنا شروع کیا۔ مردوں کی مجلسوں میں شریک ہوتیں، اُن کے ساتھ آزادی سے اٹھتی بیٹھتی تھیں۔ لہٰذا خدا نے مخصوص اُنہی بدکردار عورتوں کو ہر ماہ حیض میں مبتلا کیا۔ پھر

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، کر رہے ہو ﴿۲۹﴾ اور برادران ملت! اگر میں ان کو نکال دوں تو (عذاب) خدا سے (بچانے کے لیے) کون میری مدد کر سکتا ہے۔ بھلا تم غور کیوں نہیں کرتے؟ ﴿۳۰﴾ میں نہ تم سے یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس خدا کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں اور نہ ان لوگوں کی نسبت جن کو تم حقارت کی نظر سے دیکھتے ہو یہ کہتا ہوں کہ خدا ان کو بھلائی (یعنی اعمال کی جزائے نیک) نہیں دے گا جو ان کے دلوں میں ہے اسے خدا خوب جانتا ہے۔ اگر میں ایسا کہوں تو بے انصافوں میں ہوں

(بقیہ اگلے صفحے پر)

مردوں سے علیٰحدہ ہوگئیں اور اُن کی شہوت شکستہ ہوگئی۔ ان کے علاوہ دُوسری عورتیں اپنی عادت کے موافق ہر سال ایک مرتبہ حائض ہوتی تھیں۔ چونکہ دونوں قسم کی عورتوں کی اولادوں کی آپس میں شادیاں ہوئیں اس لئے سب عورتیں مل جُل گئیں۔ جب خدا نے قوم نوحؑ کو ہلاک کرنے کا ارادہ کیا تو چالیس سال پہلے سے اُن کی عورتوں کو بانجھ کر دیا تھا پھر اُن میں کوئی اولاد نہیں ہُوئی اور ان کی نسلیں منقطع ہوگئی تھیں جس کی وجہ سے اس عذاب میں اطفال اور بے گناہ معصوم کوئی نہ تھا، جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ نوحؑ تمہارا بیٹا تمہارے اہل سے نہیں ہے کہ وُہ گنہگار تھا۔ بس اسطرح دُعا کے قبول ہونے اور طوفان کے آنے کے درمیان پچاس سال کی مدّت گزری۔ غرض نوحؑ نے کشتی بناتے رہے جس کی لمبائی بارہ سو ہاتھ قرار دی، چوڑائی آٹھ سو ہاتھ اور اُونچائی اسی ہاتھ تھی۔ اس کشتی پر ایک سرپوش تھا جس کی وجہ سے آفتاب و ماہتاب نہیں دیکھے جاسکتے تھے۔ نوحؑ کے پاس دو (۲) دانے تھے ایک سے دن میں روشنی ہوتی تھی اور دُوسرے سے رات کے وقت۔ اسی سے نماز کے اوقات معلوم ہوتے تھے۔ نوحؑ نے کشتی کی تعمیر کے لئے خدا سے بھی عرض کی کہ خداوندا کشتی بنانے میں میری مدّد کر؟ خدا نے وحی فرمائی کہ اپنی قوم کے درمیان اعلان کرو کہ جو شخص کشتی بنانے میں میری مدّد کرے گا اور اس کی کوئی چیز تراشے گا تو جو کچھ تراشے گا وہ چاندی سونا بن جائے گا۔ نوحؑ نے یہ اعلان کیا تو لوگ کشتی بنائے میں آپ کے ساتھ ہوگئے اور مذاق و مسخراپن بھی کرتے جاتے تھے کہ جنگل میں کشتی بنارہے ہیں۔ جب نوحؑ کشتی بنا کر فارغ

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، ﴿۳۱﴾ انہوں نے کہا کہ نوح تم نے ہم سے جھگڑا تو کیا اور جھگڑا بھی بہت کیا۔ لیکن اگر سچے ہو تو جس چیز سے ہمیں ڈراتے ہو وہ ہم پر لا نازل کرو ﴿۳۲﴾ نوح نے کہا کہ اس کو خدا ہی چاہے گا تو نازل کرے گا۔ اور تم (اُس کو کسی طرح) ہرا نہیں سکتے ﴿۳۳﴾ اور اگر میں یہ چاہوں کہ تمہاری خیر خواہی کروں اور خدا یہ چاہے وہ تمہیں گمراہ کرے تو میری خیر خواہی تم کو کچھ فائدہ نہیں دے سکتی۔ وہی تمہارا پروردگار ہے اور تمہیں اس کی طرف لوٹ کر جانا ہے ﴿۳٤﴾ کیا یہ کہتے ہیں کہ اس (پیغمبر) نے یہ قرآن اپنے دل سے بنالیا ہے۔ کہہ دو کہ اگر میں نے دل سے بنالیا ہے تو میرے گناہ کا وبال مجھ پر اور جو گناہ تم کرتے ہو اس سے میں (بقیہ اگلے صفحے پر)

ہُوئے تو خدا کے حکم سے آپ نے سُریانی زبان میں ندا کی جس کو سُن کر تمام چوپائے اور جانور حاضر ہُوئے، پھر خدا نے وحی فرمائی کہ "ہر قسم کے جانداروں میں سے (نر و مادہ) ایک ایک جوڑا لے کر لو گوں اور اپنے گھر والوں کو کشتی میں داخل کرو سوائے اُن کے جن کے بارے میں تم کو پہلے خبر دے دی ہے جو ان کہ ایک فرزند والی زوجہ تھی۔" آپ نے ہر حیوان کا جوڑا کشتی میں داخل کیا مثل چوپائیوں، طائروں، اور وحشیوں کے جوڑے۔ اُس وقت اُن میں سے کوئی کسی کو تکلیف نہیں پہنچاتا تھا یعنی گوسفند بھیڑیئے کے ساتھ، گائے شیر کے ساتھ اور کنجشک سانپ کے مُنہ پر بیٹھتی تھی۔ نہ نزاع تھی نہ فریاد، نہ گالی تھی نہ نفرین بلکہ سب اپنی جانوں کی فکروں میں تھے۔ خدا نے ہر صاحب زہر کے زہر کو دفع کر دیا تھا۔ جب آپؑ نے خچّر کو کشتی میں داخل کرنا چاہا تو وُہ رُک گیا کیونکہ شیطان اس کے دونوں پیروں کے درمیان موجوُد تھا۔ حضرتؑ نے فرمایا اے شیطان داخل ہو اور درخت خرما کی ایک چھڑی سے خچّر کو مارا تو وُہ کشتی میں داخل ہُوا اور اس کے ساتھ شیطان بھی داخل ہُو گیا۔ بکری نے نافرمانی کی تو آپؑ نے اُس کو کشتی میں پٹک دیا جس کی وجہ سے اُس کی دُم ٹوٹ گئی اور اُس کی شرمگاہ کھُلی رہ گئی۔ گوسفند نے کشتی میں داخل ہونے میں سبقت کی تو نوحؑ نے اُس کی دُم اور پُشت پر ہاتھ پھیرا اس سبب سے اس کی بڑی دُم پیدا ہوئی جس سے اُس کی شرمگاہ پوشیدہ رہی۔ کشتی میں چُوہے اور غدرے بہت تھے تو اُس وقت خدا نے نوحؑ کو وحی فرمائی کہ شیر پر ہاتھ پھیرو، جب آپؑ نے ہاتھ پھیرا اس کو چھینک آئی اور اس کے دماغ کے دونوں سُوراخوں سے دو (۲) بلّیاں گریں جس میں ایک نر اور دُوسری مادہ۔ ان بلیوں کی وجہ سے چوُہے کم ہُوئے۔ پھر آپؑ نے

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، بری الذمہ ہوں ﴿۳۵﴾ اور نوح کی طرف وحی کی گئی کہ تمہاری قوم میں جو لوگ ایمان (لا چکے)، ان کے سوا کوئی اور ایمان نہیں لائے گا تو جو کام یہ کر رہے ہیں ان کی وجہ سے غم نہ کھاؤ ﴿۳۶﴾ اور ایک کشتی ہمارے حکم سے ہمارے روبرو بناؤ۔ اور جو لوگ ظالم ہیں ان کے بارے میں ہم سے کچھ نہ کہنا کیونکہ وہ ضرور غرق کر دیئے جائیں گے ﴿۳۷﴾ تو نوح نے کشتی بنانی شروع کر دی۔ اور جب ان کی قوم کے سرداران کے پاس سے گزرتے تو ان سے تمسخر کرتے۔ وہ کہتے کہ اگر تم ہم سے تمسخر کرتے ہو تو جس طرح تم ہم سے تمسخر

(بقیہ اگلے صفحے پر)

دست مُبارک ہاتھی پر پھیرا اس کو چھینک آئی تو اس کے دماغ کے دونوں سُوراخوں سے دو(۲) سُور نر و مادہ گرے جس سے غدرے کم ہُوئے۔ اس وقت دُنیا کے تمام لوگوں میں اسی(۸۰) اشخاص آپؑ پر ایمان لائے تھے جن کو آپؑ نے اپنے ہمراہ لیا تھا۔ نوحؑ نے سگ و خوک اور تمام جانوروں کو کشتی میں اپنے ساتھ لیا لیکن ولدالزنا کو نہیں لیا کیونکہ ولدالزنا بد ترین خلق ہوتا ہے۔

جب وُہ دن آیا جس روز خدا اُن کو ہلاک کرنا چاہتا تھا تو اس وقت نوحؑ کی زوجہ تنور میں روٹی پکا رہی تھی جو مشہور ہے کہ تنور مسجد کوفہ میں داہنی جانب قبلہ کی طرف تھا۔ اور نوحؑ کشتی میں اس جگہ جو جانوروں کے لئے مقرر تھی ان کی چیزیں جمع کر رہے تھے کہ زوجہ نوحؑ نے آواز دی کہ تنور سے پانی اُبل رہا ہے۔ نوحؑ نے آ کر ایک پختہ اینٹ سے تنور کا مُنہ بند کیا اور اس پر کچھ مٹی ڈالی اور اُس پر مہر لگائی کہ پانی باہر نہ آوے اور جا کر تمام جانوروں کو کشتی میں داخل کیا جن کے لئے آپؑ نے کشتی میں نوّے مکانات بنائے تھے۔ تمام جانوروں کو کشتی میں سوار کر کے آپؑ واپس تنور کے پاس آئے اور مہر توڑی اور مٹی ہٹادی۔ منقول ہے کہ نوحؑ نے طوفان کے وقت زمین کے تمام پانیوں کو طلب کیا اور سوائے آب گندھک اور آب تلخ کے سب نے قبول کیا، (آب گندھک سے مراد آب گرم ہے جس سے گندھک کی بُو آتی ہے)، جن چشموں نے آپؑ کا حکم قبول نہ کیا ان پر آپؑ نے لعنت کی تو وُہ تلخ اور کھاری ہو گئے ۔بس پھر آفتاب چھپ گیا اور آسمان سے بغیر اس کے کہ قطرہ و قطرہ پانی برسے یکبارگی پانی

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، کرتے ہو اس طرح (ایک وقت) ہم بھی تم سے تمسخر کریں گے ﴿۳۸﴾ اور تم کو جلد معلوم ہو جائے گا کہ کس پر عذاب آتا ہے اور جو اسے رسوا کرے گا اور کس پر ہمیشہ کا عذاب نازل ہوتا ہے ﴿۳۹﴾ یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آ پہنچا اور تنور جوش مارنے لگا تو ہم نے نوح کو حکم دیا کہ ہر قسم (کے جانداروں) میں سے جوڑا جوڑا (یعنی) دو (دو جانور۔ ایک ایک نر اور ایک ایک مادہ) لے لو اور جس شخص کی نسبت حکم ہو چکا ہے (کہ ہلاک ہو جائے گا) اس کو چھوڑ کر اپنے گھر والوں کو جو ایمان لایا ہو اس کو کشتی میں سوار کر لو اور ان (بقیہ اگلے صفحے پر)

آیااور تمام چشمے اُبل پڑے اور اتنا بلند ہو کہ ہر پہاڑ اور زمین سے پندرہ ہاتھ بلند تھا۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ "ہم نے آسمان کے درازوں کو موسلا دھار پانی سے کھول دیا اور زمینوں سے چشمے جاری کر دیئے تو زمین و آسمان کے دونوں کا پانی مل کر ایک ہو گیا اُس امر پر جو مقدر ہو چکا تھا یا اُس قدر جو اندازہ کیا جا چکا تھا، اور نوحؑ کو ہم نے ایک کشتی پر سوار کیا جو تختوں اور کیلوں سے بنی تھی" پھر خدا نے فرمایا کہ کشتی میں سوار ہو جاؤ۔ کشتی کے چلنے اور رُک جانے کے وقت خدا کے نام کے ساتھ نجات کی دُعا کرتے رہو یا بسم اللہ کہتے رہو یا خدا کے نام سے کشتی کا چلنا اور رُکنا موقوف ہے، جب نوحؑ کشتی میں سوار ہوئے تو انہوں نے اپنے کافر بیٹے کو دیکھا جو پانی میں کھڑا ہوتا اور گرتا جاتا، نوحؑ نے فرمایا، بیٹا ہمارے ساتھ کشتی میں سوار ہو جاؤ اور کافروں کے ساتھ مت رہو۔ اس نے کہا، میں جلد پہاڑ پر چڑھ جاتا ہوں اور (وہاں) پناہ لیتا ہوں وُہ مجھ کو پانی میں ڈوبنے سے محفوظ رکھے گا۔ نوحؑ نے فرمایا، آج خدا کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں ہے مگر (وہی بچ سکتا ہے) جس پر خدا رحم فرمائے۔ پھر کہا، پالنے والے یقینا میرا بیٹا میرے اہل سے ہے اور بیشک تیرا وعدہ سچا ہے اور تُو تمام حکم کرنے والوں سے بہتر حکم کرنے والا ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا، "اے نوحؑ وُہ تمہارے اہل سے ہر گز نہیں ہے جن کی نجات کا میں نے وعدہ کیا ہے۔ لہٰذا مجھ سے ایسی بات کا سوال نہ کرو جس کا تم کو علم نہیں ہے۔ میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ تم جاہل مت بنو" نوحؑ نے عرض کی کہ "خداوندا میں تجھ سے پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ تجھ سے ایسی چیز کا سوال کروں جس کا مجھے علم نہ ہو۔ اور اگر تُو مجھ کو نہ بخشے گا اور رحم نہ فرمائے گا تو میں نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہوں گا"۔

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، کے ساتھ ایمان بہت ہی کم لوگ لائے تھے ﴿۴۰﴾ (نوح نے) کہا کہ خدا کا نام لے کر (کہ اسی کے ہاتھ میں اس کا) چلنا اور ٹھہرنا (ہے) اس میں سوار ہو جاؤ۔ بے شک میرا پروردگار بخشنے والا مہربان ہے ﴿۴۱﴾ اور وہ ان کو لے کر (طوفان کی) لہروں میں چلنے لگی۔ (لہریں کیا تھیں) گویا پہاڑ (تھے) اس وقت نوح نے اپنے بیٹے کو کہ جو (کشتی سے) الگ تھا، پکارا کہ بیٹا ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور کافروں میں شامل نہ ہو ﴿۴۲﴾ اس نے کہا کہ میں (ابھی) پہاڑ سے جا لگوں گا، وہ مجھے پانی سے بچا لے گا۔ انہوں نے کہا کہ آج خدا کے عذاب (بقیہ اگلے صفحے پر)

پس خاموش ہو رہے جیسا کہ خداوند عالم نے اُن سے فرمایا، اسی اثنا میں اُن کے درمیان موج حائل ہو گئی اور پسر نوحؑ غرق ہو گیا۔ منقول ہے نجف دُنیا میں سب سے بلند ایک پہاڑ تھا اور نوحؑ کے بیٹے نے اسی پہاڑ پر پناہ لینے کو کہا تھا کہ یہ مجھے ڈوبنے سے بچا لے گا۔ اس وقت خدا نے اس پہاڑ کو وحی فرمائی کہ کیا تجھ پر لوگ میرے عذاب سے پناہ لیں گے؟ یہ سُن کر وُہ پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر نرم ریت بن گیا اور بجائے اس کے وہاں ایک بڑا دریا پیدا ہو گیا جس کو "نی" کہتے تھے۔ پھر وُہ دریا خشک ہو گیا تو "نی" جف یعنی دریائے نی کہنے لگے، پھر اس دریا کا یہی نام ہو گیا اور کثرت استعمال سے نجف رہ گیا۔ بس قیامت میں اگر کوئی اپنے لڑکے سے جو گریز کرے گا وُہ کنعان اور نوحؑ ہوں گے۔ غرض پھر حق تعالیٰ نے اُن پر وحی کی کہ جب غرق ہونے کا خوف ہو تو ہزار مرتبہ "لَآ اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ" کہو پھر مجھ سے نجات کی دُعا مانگو تاکہ تم کو اور جو تمہارے ساتھ ایمان لائے ہیں ان سب کو نجات دوں۔ نوحؑ اور جو لوگ آپ کے ساتھ

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، سے کوئی بچانے والا نہیں (اور نہ کوئی بچ سکتا ہے) مگر جس پر خدا رحم کرے۔ اتنے میں دونوں کے درمیان لہر آ حائل ہوئی اور وہ ڈوب کر رہ گیا ﴿۴۳﴾ اور حکم دیا گیا کہ اے زمین اپنا پانی نگل جا اور اے آسمان تھم جا۔ تو پانی خشک ہو گیا اور کام تمام کر دیا گیا اور کشتی کوہ جودی پر جا ٹھہری۔ اور کہہ دیا گیا کہ بے انصاف لوگوں پر لعنت ﴿۴۴﴾ اور نوح نے اپنے پروردگار کو پکارا اور کہا کہ پروردگار میرا بیٹا بھی میرے گھر والوں میں ہے (تو اس کو بھی نجات دے) تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب سے بہتر حاکم ہے ﴿۴۵﴾ خدا نے فرمایا کہ نوح وہ تیرے گھر والوں میں نہیں ہے وہ تو ناشائستہ افعال ہے تو جس چیز کی تم کو حقیقت معلوم نہیں ہے اس کے بارے میں مجھ سے سوال ہی نہ کرو۔ اور میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ نادان نہ بنو ﴿۴۶﴾ نوح نے کہا پروردگار میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کہ ایسی چیز کا تجھ سے سوال کروں جس کی حقیقت مجھے معلوم نہیں۔ اور اگر تو مجھے نہیں بخشے گا اور مجھ پر رحم نہیں کرے گا تو میں تباہ ہو جاؤں گا ﴿۴۷﴾ حکم ہوا کہ نوح ہماری طرف سے سلامتی اور برکتوں کے ساتھ (جو) تم پر اور تمہارے ساتھ کی جماعتوں پر (نازل کی گئی ہیں) اتر آؤ۔ اور کچھ اور جماعتیں ہوں گی جن کو ہم (دنیا کے فوائد سے) محظوظ کریں گے پھر ان کو ہماری طرف سے عذاب الیم پہنچے گا ﴿۴۸﴾ یہ (حالات) منجملہ غیب کی خبروں کے ہیں جو ہم تمہاری طرف بھیجتے ہیں۔ اور اس سے پہلے نہ تم ہی ان کو جانتے تھے اور نہ تمہاری قوم (ہی ان سے واقف تھی) تو صبر کرو کہ انجام پرہیزگاروں ہی کا (بھلا) ہے ﴿۴۹﴾

تھے جب کشتی میں اطمینان سے بیٹھے اور بادبانوں کو بُلند کیا تو وہ ماہ رجب کی پہلی تاریخ تھی اور جو آپؑ کے ساتھ تھے اُن کو آپؑ نے اس روزہ رکھنے کے لئے حکم دیا تو سب نے اُس دن روزہ رکھا۔ غرض ایک سخت ہوا آئی اور کشتی نے حرکت شروع کر دیا اور جب نوحؑ کو غرق ہونے کا خوف ہوا اور ہُوا زیادہ تیز ہوئی اور ہزار مرتبہ "لآ الہ الا اللہ" کہنے کا موقع نہ رہا تو سریانی زبان میں انہی الفاظ کو ادا کیا تو کشتی کی حرکت کم ہو گئی اور وہ دُرست چلنے لگی تو نوحؑ نے کہا کہ خدا نے جن کلمات سے مجھ کو غرق ہونے سے نجات دی وہ اس لائق ہیں کہ مجھ سے علیحدہ نہ ہوں، لہذا اپنی انگوٹھی پر "لاالہ الا اللہ" نقش کیا۔ منقول ہے کہ نوحؑ کشتی میں بیٹھے تو خدا نے پہاڑوں کو حکم دیا کہ میں اپنے بندے نوحؑ کی کشتی کو تم میں سے کسی پر ٹھہرانا چاہتا ہوں۔ یہ سُن کر تمام پہاڑون نے اپنے اپنے فخر کیا سوائے کوہ جودی کے جو موصل میں ہے۔ اس نے عجز و انکساری سے کام لیا اور کہا کہ میرا وہ رتبہ نہیں ہے کہ نوح ؑ کی کشتی مجھ پر ٹھہرے۔ خدا نے اُس کی انکساری پسند کی اور کشتی کو مامور کیا کہ اسی پر ٹھہرے۔ لہٰذا جب کشتی جودی سے ٹکرائی اور متزلزل ہُوئی اور اہل کشتی کو اُس کے ٹوٹ جانے اور ڈوب جانے کا خوف ہُوا۔ اس وقت نوحؑ نے ہاتھوں کو آسمان کی جانب بلند کر کے خدا سے دُعا اور ائمہ علیہم السّلام کے انوار مقدّسہ کا توسّل اختیار کیا اور اُن کو شفیع قرار دیکر کہا کہ "خداوندا کشتی کو قرار ہو خداوندا کشتی کو قرار ہو۔"

بس کشتی حرکت کرتی ہوئی جب مکّہ میں پہنچی تو خانہ کعبہ کے گرد سات مرتبہ طواف کیا اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کی اور پھر نو(۹) روز کے دن جودی پر ٹھہری۔ کیونکہ کعبہ کے سوا تمام دُنیا غرق ہو گئی تھی اور وُہ غرق ہونے سے محفوظ رہا اسی لئے خانہ کعبہ

ترجمہ، یہ وہ لوگ ہیں جن پر خدا نے اپنے پیغمبروں میں سے فضل کیا۔ (یعنی) اولاد آدم میں سے اور ان لوگوں میں سے جن کو نوح کے ساتھ (کشتی میں) سوار کیا اور ابراہیم اور یعقوب کی اولاد میں سے اور ان لوگوں میں سے جن کو ہم نے ہدایت دی اور برگزیدہ کیا۔ جب ان کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی تھیں تو سجدے میں گر پڑتے اور روتے رہتے تھے (۵۸) سورۃ مریم

کو بیت العتیق بھی کہتے ہیں۔ غرض چالیس روز تک آسمان سے پانی برستا رہا اور زمین سے چشمے اُبلتے رہے یہاں تک کہ کشتی اس قدر بلند ہُوئی کہ آسمان سے جا ملی، تو نوحؑ نے اپنے ہاتھ بلند کئے اور عرض کی، پروردگارا احسان فرما، اس وقت خدا نے زمین کو حکم دیا کہ اپنے پانی کو کھینچ لے جیسا کہ فرمایا ہے۔ یعنی کہا گیا کہ اے زمین اپنے پانی کو جذب کرے اور اے آسمان برسنے سے رُک جا۔ تو پانی زمین میں جذب ہو گیا اور کافروں کے ہلاک ہونے اور مومنوں کی نجات کے بارے میں جو خدا کا حکم تھا عمل میں آیا۔ اور کشتی کوہ جودی پر ٹھہری۔ حضرتؑ نے فرمایا جو پانی کہ زمین سے باہر آیا تھا زمین نے اُسے جذب کر لیا۔ مگر آسمان کے پانی کو قبول نہ کیا اور کہا کہ خدا نے مجھے صرف اپنے پانی کے جذب کرنے کا حکم دیا ہے۔ تو آسمان کا پانی زمین کے اُوپر ہی ٹھہر گیا اور کشتی جودی پر ٹھہری اور وُہ موصل میں ایک بڑا پہاڑ ہے۔ پس خدا نے جبرئیل کو بھیجا تو جو پانی زمین پر رُکا ہوا تھا اُس کو اُن دریاؤں میں پہنچا دیا جو دُنیا کے گرد خلق کئے گئے ہیں اور نوحؑ کو خدا نے وحی فرمائی۔ "اے نوحؑ کشتی یا پہاڑ سے اُترو ہماری سلامتی تحیّت، برکتوں اور نعمتوں کے ساتھ جو تم پر اور اُن چند لوگوں پر جو تمھارے ساتھ کشتی میں ہیں ہم نے نازل کی اور چند ایسے گروہ ہیں جن کو جلد ہم دُنیا کی نعمتوں سے کامیاب کریں گے۔ پھر اُن کے لئے اُن کے کفر کی وجہ سے عذاب دردناک ہو گا" حضرتؑ نے فرمایا کہ پھر نوحؑ اسی (۸۰) مومنوں کے ساتھ جو آپ کے ہمراہ تھے موصل میں کشتی سے اُترے اور مدینتہ الثمانین کی بنیاد ڈالی۔ نوحؑ کشتی سے اُترے، پانی خشک ہو گیا اور کافروں کی ہڈیوں سے زائل ہو گیا تو حضرتؑ نے اپنی قوم کی ہڈیاں دیکھیں تو بے حد رنجیدہ اور محزون ہُوئے۔ خدا نے اُن پر وحی کی کہ سیاہ انگور کھاؤ تاکہ تمہارا غم دفع ہو۔ نوحؑ کی ایک بیٹی بھی کشتی میں آپ کے ہمراہ تھی جس سے نسل انسان جاری ہُوئی اسی سبب سے حضرت رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نوحؑ

ترجمہ، اور اے قوم! میری مخالفت تم سے کوئی ایسا کام نہ کرادے کہ جیسی مصیبت نوح کی قوم یا ہود کی قوم یا صالح کی قوم پر واقع ہوئی تھی ویسی ہی مصیبت تم پر واقع ہو۔ اور لوط کی قوم (کا زمانہ تو) تم سے کچھ دور نہیں ﴿۸۹﴾

دو پدر میں سے ایک پدر ہیں یعنی حضرت آدمؑ کے بعد جمیع انسانوں کے باپ ہیں۔ طوفان کے بعد شیطان حضرت نوحؑ کے پاس آیا اور کہا کہ آپکا مجھ پر ایک بہت بڑا احسان ہے۔ مجھ سے کوئی نصیحت طلب کیجئے کہ میں آپ سے خیانت نہ کرونگا۔ نوُحؑ خاموش ہوگئے اور اس سے سوال نہ کیا۔ حق تعالیٰ نے وحی کی کہ اُس سے سوال کرو میں اس کی زبان پر ایسی بات جاری کرونگا جو اسی پر حجت ہوگی۔ تو نوحؑ نے فرمایا کہ بتا کیا کہتا ہے؟ شیطان نے کہا کہ جب ہم فرزند آدمؑ کو بخیل، حریص، حسد کرنیوالا، جبر و ظلم کرنیوالا یا کاموں میں جلدی کرنیوالا پاتے ہیں تو اس کو یوں اُٹھالیتے ہیں جیسے کوئی شخص کوزہ اُٹھالیتا ہے۔ لہذا ہمیشہ تکبّر و حسد سے پرہیز کیجئے، کیونکہ تکبّر نے مجھ کو اس پر آمادہ کیا کہ میں نے آدمؑ کو سجدہ نہیں کیا اور کافر ہوا اور شیطان رجیم قرار دیا گیا۔ اور حرص نے آدمؑ کو اس پر آمادہ کیا کہ تمام بہشت ان پر حلال تھی اور صرف ایک درخت سے ان کو منع کیا گیا تھا۔ لیکن اس درخت سے انہوں نے کھایا اور بہشت سے باہر ہوئے۔ اور حسد اس کا باعث ہوا کہ آدمؑ کے لڑکے نے اپنے بھائی کو مار ڈالا۔ نوحؑ نے پوچھا کہ کس وقت تجھ کو فرزندان آدمؑ پر زیادہ قابو حاصل ہوتا ہے؟ کہا ان کے غصے کے وقت اور جب کبھی کسی شخص میں یہ اوصاف جمع ہو جاتے ہیں تو میں اُس کو سرکشی کرنے والا شیطان کہتا ہوں۔ پھر نوحؑ نے پُوچھا کہ وہ احسان جس کو تو سمجھتا ہے کہ میں نے تجھ پر کیا ہے وہ کیا ہے؟ کہا یہ کہ آپ نے اہل زمین پر بد دُعا کی اور ایک آن میں سب کو جہنم میں بھیج دیا اور مجھ کو اُن کی طرف سے فراغت ہوگئی۔ اگر آپ نفرین نہ کرتے مجھے ان کے ساتھ مشغول رہنے کے لئے ایک زمانہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ منقول ہے کہ لوگوں نے تین چیزیں تین آدمیوں سے اخذ کی ہیں، صبر ایوّبؑ سے، شکر نوحؑ سے اور حسد فرزندان یعقوبؑ سے۔

ترجمہ، بھلا تم کو ان لوگوں (کے حالات) کی خبر نہیں پہنچی جو تم سے پہلے تھے (یعنی) نوح اور عاد اور ثمود کی قوم۔ اور جو ان کے بعد تھے۔ جن کا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں (جب) ان کے پاس پیغمبر نشانیاں لے کر آئے تو انہوں نے اپنے ہاتھ ان کے مونہوں پر رکھ دیئے (کہ خاموش رہو) اور کہنے لگے کہ ہم تو تمہاری رسالت کو تسلیم نہیں کرتے اور جس چیز کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو ہم اس سے قوی شک میں ہیں ﴿۹﴾ سورۃ ابراھیم

ایک اور روایت کے مطابق، طوفان کے بعد نوحؑ درخت لگانے پر مامور ہوئے تو شیطان آپ کے پاس آگیا، جب آپؑ نے چاہا کہ انگور کا درخت لگائیں، شیطان نے کہا یہ درخت میرا ہے۔ نوحؑ نے کہا تو جھوٹا ہے۔ شیطان نے کہا آپؑ اس میں سے میرا حصّہ بھی قرار دیجئے تو جبرئیلؑ نے آکر کہا کہ اس کا حق ہے اس کو بھی دو۔ لہذا آپؑ نے ایک تہائی شیطان کو دیا مگر وہ راضی نہ ہوا پھر نصف حصّہ دیا، اس پر بھی وہ راضی نہ ہوا تو جبرئیلؑ نے اس درخت میں آگ لگادی یہاں تک کہ اس درخت کا دو تہائی حصّہ جل گیا اور ایک تہائی باقی رہا۔ اس وقت کہا جو کچھ جل گیا وہ شیطان کا حصّہ ہے اور جو کچھ باقی رہ گیا ہے وہ تمہارا حصّہ ہے اور تم پر حلال ہے۔ یہی سبب ہے کہ شیرۂ انگور جوش کھا کر جب تک دو ثلث کم نہ ہو جائے حلال نہیں۔

جب اُن کی عمر آخر ہوئی تو جبرئیلؑ اُن کے پاس آئے اور کہا اے نوحؑ تمہاری پیغبری ختم ہوئی اور تمہاری عمر کی مدّت تمام ہوئی۔ لہٰذا خدا کے بزرگ نام کو اور میراث علم اور آثار علم پیغمبری جو تمہارے پاس ہیں سب اپنے بیٹے سام کو سپرد کرو کیونکہ خدا فرماتا ہے کہ میں زمین کو خالی نہ چھوڑوں گا لیکن اس میں کوئی عالم رہے گا جس کے ذریعہ سے بندے مجھ کو لائق عبادت سمجھیں اور میری عبادت کریں تاکہ وہ ایک پیغمبر کی وفات سے دوسرے پیغمبر کے مبعوث ہونے تک ان کی نجات کا باعث ہو اور میں زمین کو ہرگز بغیر کسی حجت کے نہ چھوڑوں گا جو لوگوں کو میری طرف بُلائے گا اور میری حکم کا جاننے والا ہوگا۔ یقیناً میرا حکم ہے اور میں نے مقدر کیا ہے کہ ہر گروہ کا ایک ہدایت کرنے والا قرار دوں گا جس کے ذریعہ سے سعادت مندوں کی ہدایت کرونگا اور اشقیا پر میری حجت تمام ہوگی، تو نوحؑ نے اسم اعظم و میراث علم و آثار علم پیغمبری اپنے فرزند سام کو سپُرد کیا۔ حام و یافث کو علم نہ تھا جس سے وہ فائدہ حاصل کرتے۔ نوحؑ نے ان کو ہودؑ کی خوشخبری دی کہ آپ کے بعد مبعوث ہوں گے اور ان لوگوں کو حکم دیا کہ ان کی متابعت کریں اور ہر سال ایک مرتبہ وصیت نامہ کو کھولیں اور

ترجمہ، اور ہم نے نوح کے بعد بہت سی اُمتوں کو ہلاک کر ڈالا۔ اور تمہارا پروردگار اپنے بندوں کے گناہوں کو جاننے اور دیکھنے والا کافی ہے ﴿۱۷﴾

دیکھیں، وہ ان کے لئے عید کا روز ہو گا جیسا کہ آدمؑ نے اُن کو حکم دیا تھا۔ اس کے بعد فرزندان حام میں ظلم و سرکشی شروع ہوئی اور فرزندان سام پوشیدہ ہو گئے اُن چیزوں کے ساتھ جو اُن کے پاس تھیں مثل علم وغیرہ کے۔ جب دو ہزار پانچ سو سال تمام ہوئے تو ملکؑ الموت آئے تو نوحؑ دھوپ میں بیٹھے تھے، ملکؑ الموت نے سلام کیا اور نوحؑ نے جواب سلام دیا اور پوچھا اے ملکؑ الموت کس واسطے آئے ہو کہا، آپؑ کی رُوح قبض کرنے کے لئے۔ انہوں کہا کہ اتنی مہلت دو گے کہ آفتاب سے سایہ میں چلا جاؤں؟ کہا ہاں، پس نوحؑ سایہ میں گئے اور فرمایا اے ملکؑ الموت دُنیا میں میری زندگی کی مدّت دھوپ سے سایہ میں آنے کے مانند تھی، اب جو کچھ تم کو حکم دیا گیا ہے بجالاؤ، ملکؑ الموت نے ان کی روح مقدس قبض کرلی۔ معتبر حدیثوں میں وارد ہُوا ہے کہ حضرت امیرالمومنینؑ نے امام حسنؑ و امام حسینؑ سے وصیت فرمائی کہ میرے پدر نوحؑ نے میرے لئے قبر اپنے سینہ کے قریب بنائی ہے۔ اور جب حضرت علیؑ کو اُن وصیّت کے مطابق شہزادوں نے دفن کیا تو قبر میں سے ایک لوح برآمد ہُوئی جس پر سریانی خط اور زبان میں لکھا تھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ قبر ہے جس کو نوحؑ پیغمبر نے وصی محمدؐ مصطفٰے یعنی علیؑ کے لئے طوفان سے سات سو سال قبل تیار کی ہے۔ نوحؑ کے بعد سام کو حام و یافث کی دولت حاصل ہُوئی اور وہ لوگ ان پر مسلّط ہوئے۔ اہل سند و ہند اور حبشہ حام کی اولاد سے ہیں اور اہل عجم و سند فرزندان یافث سے ہیں اور ان کی اُمّت محمدؐ تک پہنچی اور وہ وصیت میراث میں ان لوگوں میں سے ایک عالم کے بعد دوسرے عالم کو ملتی رہی یہاں تک کہ حق تعالی نے ہودؑ کو مبعوث فرمایا۔

ترجمہ، ہم نے نوحؑ کو ان کی قوم کی طرف بھیجا کہ پیشتر اس کے کہ ان پر درد دینے والا عذاب واقع ہو اپنی قوم کو ہدایت کردو ﴿۱﴾ انہوں نے کہا کہ اے قوم! میں تم کو کھلے طور پر نصیحت کرتا ہوں ﴿۲﴾ کہ خدا کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو اور میرا کہا مانو ﴿۳﴾ وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور (موت کے) وقت مقررہ تک تم کو مہلت عطا کرے گا۔ جب خدا کا مقرر کیا ہوگا وقت آجاتا ہے تو تاخیر نہیں ہوتی۔ کاش تم جانتے ہوتے ﴿۴﴾ جب لوگوں نے نہ مانا تو (نوحؑ نے) خدا سے عرض کی کہ پروردگار میں اپنی قوم کو رات دن بلاتا رہا ﴿۵﴾ سورۃ نوح

ترجمہ، لیکن میرے بلانے سے وہ اور زیادہ گزیر کرتے رہے ﴿٦﴾ جب جب میں نے ان کو بلایا کہ
(توبہ کریں اور) تو ان کو معاف فرمائے تو انہوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیں اور کپڑے
اوڑھ لئے اور اڑ گئے اور اکڑ بیٹھے ﴿٧﴾ پھر میں ان کو کھلے طور پر بھی بلاتا رہا ﴿٨﴾ اور ظاہر اور پوشیدہ
ہر طرح سمجھاتا رہا ﴿٩﴾ اور کہا کہ اپنے پروردگار سے معافی مانگو کہ وہ بڑا معاف کرنے والا ہے
﴿١٠﴾ وہ تم پر آسمان سے لگاتار مینہ برسائے گا ﴿١١﴾ اور مال اور بیٹوں سے تمہاری مدد فرمائے گا اور
تمہیں باغ عطا کرے گا اور ان میں تمہارے لئے نہریں بہادے گا ﴿١٢﴾ تم کو کیا ہوا ہے کہ تم خدا کی
عظمت کا اعتقاد نہیں رکھتے ﴿١٣﴾ حالانکہ اس نے تم کو طرح طرح (کی حالتوں) کا پیدا کیا ہے
﴿١٤﴾ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ خدا نے سات آسمان کیسے اوپر تلے بنائے ہیں ﴿١٥﴾ اور چاند کو ان
میں (زمین کا) نور بنایا ہے اور سورج کو چراغ ٹھہرایا ہے ﴿١٦﴾ اور خدا ہی نے تم کو زمین سے پیدا کیا
ہے ﴿١٧﴾ پھر اسی میں تمہیں لوٹا دے گا اور (اسی سے) تم کو نکال کھڑا کرے گا ﴿١٨﴾ اور خدا ہی
نے زمین کو تمہارے لئے فرش بنایا ﴿١٩﴾ تاکہ اس کے بڑے بڑے کشادہ رستوں میں چلو پھرو
﴿٢٠﴾ (اس کے بعد) نوح نے عرض کی کہ میرے پروردگار! یہ لوگ میرے کہنے پر نہیں چلے اور
ایسوں کے تابع ہوئے جن کو ان کے مال اور اولاد نے نقصان کے سوا کچھ فائدہ نہیں دیا ﴿٢١﴾ اور وہ
بڑی بڑی چالیں چلے ﴿٢٢﴾ اور کہنے لگے کہ اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑنا اور ود اور سواع اور
یغوث اور یعقوب اور نسر کو کبھی ترک نہ کرنا ﴿٢٣﴾ (پروردگار) انہوں نے بہت لوگوں کو گمراہ
کر دیا ہے۔ تو تُو ان کو اور گمراہ کر دے ﴿٢٤﴾ (آخر) وہ اپنے گناہوں کے سبب پہلے غرقاب
کر دیئے گئے پھر آگ میں ڈال دیئے گئے۔ تو انہوں نے خدا کے سوا کسی کو اپنا مددگار نہ پایا ﴿٢٥﴾
اور (پھر) نوحؑ نے (یہ) دعا کی کہ میرے پروردگار اگر کسی کافر کو روئے زمین پر بسا نہ رہنے دے
﴿٢٦﴾ اگر تم ان کو رہنے دے گا تو تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور ان سے جو اولاد ہو گی وہ بھی
بدکار اور ناشکر گزار ہو گی ﴿٢٧﴾

سورة نوح

حضرت ہود علیہ السّلام کے حالات

روایت کے مطابق ہُودؑ عبداللہ کے بیٹے تھے اور عبداللہ بن عادر باح بن حلوس بن عاد بن عوض بن ارم بن سام بن نوحؑ کے فرزند تھے۔ بعضوں نے کہاہے کہ ہودؑ کانام عابر ہے اور وُہ صالحؑ کے بیٹے تھے اور وُہ ازمحشد کے اور وُہ سام بسیر نوحؑ کے بیٹے تھے۔ ہودؑ کو ہود اس لئے کہتے ہیں کہ آپ اپنی قوم میں امر کے ساتھ ہدایت یافتہ تھے جس سے قوم گمراہ تھی۔ ہودؑ قوم عاد کے ایک قبیلہ میں سے تھے جس کی آبادی کا شقوق سے اخضر تک ایک گاؤں تھا۔ اُن کے شہر چار منزل کے تھے اور ان کے پاس زراعت کافی اور خرما کے درخت بہت تھے۔ قوم عاد کے تیرہ قبیلے تھے اور وُہ بتوں کی پرستش کرتے تھے۔ ان کی عُمریں دراز اور قد بلند تھے۔ خدا نے پہاڑوں اور پتھروں کو اُن کا مسخر قرار دیا تھا اور محنت و مشقّت کی ایسی طاقت بخشی تھی کہ نہ اُن سے پہلے کسی کو بخشی، نہ اُن کے بعد کسی کو عطا فرمائی اور کوئی اُمّت تعداد اور قوت و غضب میں اُن سے زیادہ نہ ہوئی۔ اُن کے قد بڑے درخت خرم کے مانند لانبے ہوتے تھے اور یہ ہاتھ سے پہاڑ کے ٹکڑے اکھاڑ لیتے تھے۔ اُن میں سے اکثر دہنا، بیرین اور عالج میں رہتے تھے جن کے حدود یمن تک ہیں۔ ہودؑ ان میں حسب و نسب اور بزرگی و ثروت والے تھے۔ ان کے پاس بہت دولت تھی اور وُہ آدمؑ سے بہت مشابہ تھے ان کا رنگ گندمی تھا۔ جسم پر بال بہت تھے اور وُہ خوبصورت انسان تھے۔ آدمؑ سے مشابہت میں یوسفؑ کے علاوہ ان کا کوئی مثل نہ ہُوا۔ ہودؑ کی زبان عربی تھی اور تجارت کیا کرتے تھے۔

جب حضرت نوحؑ کی وفات کا وقت آیا تو آپؑ نے اپنے شیعوں اور اطاعت کرنے

ترجمہ، (قومِ) عاد نے بھی (پیغمبروں کو) جھٹلایا تھا سو (اُن پر) میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا (عبرت ناک) رہا ﴿۱۸﴾ بیشک ہم نے اُن پر نہایت سخت آواز والی تیز آندھی (اُن کے حق میں) دائمی نحوست کے دن میں بھیجی ﴿۱۹﴾ جو لوگوں کو (اس طرح) اکھاڑ پھینکتی تھی گویا وہ اکھڑے ہوئے کھجور کے درختوں کے تنے ہیں ﴿۲۰﴾ پھر میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا (عبرت ناک) رہا ﴿۲۱﴾ سورة القَمَرِ

والوں کو طلب کیااور فرمایا کہ یاد رکھو کہ میرے بعد حجت خدا کی غیبت کا زمانہ ہے جس میں
پیشوایان باطل اور بادشاہان جابر کا غلبہ ہوگااور خداوند عالم تم سے اس شدّت کو میرے ایک
قائم کے ذریعہ سے رفع کرے گا جس کا نام ہودؑ ہوگا۔ جو پسندیدہ ہیئت اور اخلاق حمیدہ اور
سکینہ وو قار کا حامل ہوگااور مجھ سے خلق وصورت میں مشابہ ہوگا۔ جب وُہ ظاہر ہوگا خداوند
عالم تمہارے دشمنوں کو ہوا کے ذریعہ سے ہلاک کرے گا۔ اسی لئے مومنین برابر حضرت
ہودؑ کے آنے کا انتظار کرتے رہے یہاں تک کہ ایک طویل مدّت گزر گئی اور اُن پر بلائیں شدید
ہوگئی تھیں تو وُہ لوگ ناامید ہوگئے اور بہت سے لوگ گمراہ بھی ہوگئے، تو خدا نے ہودؑ کو
مبعُوث فرمایااور جب ہودؑ کی عمر چالیس سال کی ہُوئی تو خدا نے اُن پر وحی فرمائی کہ اپنی قوم کو
میری عبادت اور وحدانیت کی دعوت دو اور بُتوں کی پرستش سے منع کرو۔ اگر وُہ قبول کریں
گے تو اُن کی قوت اور مال میں اضافہ کروں گا۔ ایک روز وُہ لوگ ایک مقام پر جمع تھے اُس
وقت ہودؑ اُن کے پاس آئے تو اُن لوگوں نے آپؑ سے کہا کہ اے ہودؑ تم ہمارے نزدیک قابل
اعتماد اور امین ہو۔ جس پر ہودؑ نے اُن سے کہا کہ میں خدا کی طرف سے تمہاری طرف بھیجا
گیا ہوں۔ تم لوگ خدا کی عبادت کرو جس نے تم کو پیدا کیا ہے اور اُس کے سوا کوئی معبُود نہیں
ہے اور بتوں کی پرستش ترک کرو۔ اُن لوگوں نے جب آپؑ کا یہ کلام سُنا تو غضبناک ہو کر
آپؑ کی طرف دوڑے اور آپؑ کا گلا گھوٹنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ آپؑ مرنے کے قریب
پہنچ گئے تو چھوڑا۔ ہودؑ ایک روز تک بے ہوش پڑے رہے اور جب ہوش آیا تو عرض کی کہ
پروردگارا جو کچھ تونے حکم دیا میں نے اس کی تعمیل کی، اور جو کچھ اُن لوگوں نے کیا تونے دیکھ

ترجمہ، اور (اسی طرح) قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا۔ انہوں نے کہا کہ بھائیو خدا ہی کی
عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ کیا تم ڈرتے نہیں؟ ﴿۶۵﴾ تو ان کی قوم کے
سردار جو کافر تھے کہنے لگے کہ تم ہمیں احمق نظر آتے ہو اور ہم تمہیں جھوٹا خیال کرتے ہیں
﴿۶۶﴾ انہوں نے کہا کہ بھائیو مجھ میں حماقت کی کوئی بات نہیں ہے بلکہ میں رب العالمین کا پیغمبر
ہوں ﴿۶۷﴾ میں تمہیں خدا کے پیغام پہنچاتا ہوں اور تمہارا امانت دار خیر خواہ ہوں ﴿۶۸﴾ کیا تم کو
اس بات سے تعجب ہوا ہے کہ تم میں سے ایک شخص کے ہاتھ تمہارے (بقیہ اگلے صفحے پر)

لیا۔اس وقت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم بددل اور رنجیدہ نہ ہو اور اپنی قوم کی ہدایت میں سُستی نہ اختیار کرو، حالانکہ میں نے وعدہ کیا ہے کہ تمہارا خوف اُن کے دلوں میں ڈال دوں گا۔ پھر وُہ لوگ تمہارے زدوکوب پر قادر نہ ہوں گے۔ یہ سُنکر ہودؑ پھر اپنی قوم کی طرف آئے اور کہا تم لوگوں نے بہت فساد اور سرکشی اختیار کی ہے۔ ان لوگوں نے کہا ہودؑ ان باتوں کو ترک کرو ورنہ اس مرتبہ تم کو ایسی اذیّت دیں گے کہ پہلی تکلیف بُھول جاؤ گے۔ لیکن ہودؑ نے بغیر کسی خوف کے فرمایا سرکشی سے باز آؤ اور اپنے پروردگار سے توبہ کرو۔ پھر تو اُن کے دلوں میں ہودؑ کا رُعب اور خوف قائم ہو گیا۔ انہوں نے سمجھا کہ اب ہم لوگ ہودؑ کی زدوکوب پر قادر نہیں ہیں لہٰذا تمام قوم نے مل کر آپؑ کی تکلیف پر کمر باندھی۔ حضرت ہودؑ نے اُن لوگوں میں نعرہ کیا جس کی شدت اور دہشت سے وُہ لوگ دُور ہٹ گئے۔ آپؑ نے فرمایا کہ تم لوگ بھی نوحؑ کی قوم کے مانند کفر پر اڑے ہو۔ جس طرح نوحؑ نے اپنی قوم کے لئے بددُعا کی تھی تم لوگ اُسی کے مستحق ہو کہ میں بھی بددُعا کروں۔ اُن لوگوں نے کہا نوحؑ کی قوم کے تمام خدا کمزور و ناتواں تھے اور ہمارے سب خدا مضبُوط اور قوی ہیں اور ہماری طاقتیں بھی تم کو معلوم ہیں۔ کیونکہ اس زمانہ میں ان لوگوں کے قد ایک سو بیس ہاتھ ہوتے تھے اور جسم کی چوڑائی ساٹھ ہاتھ۔ ان میں کوئی جب چاہتا ایک چھوٹے پہاڑی ٹیلہ کو اکھاڑ پھینکتا تھا۔ اسی طرح ہودؑ نے ان لوگوں کو سات سو ساٹھ سال دعوت کی تو صرف سام کی اولاد کے لوگ ایمان لائے جن کو ہودؑ کے اوصاف معلوم ہو چکے تھے۔ لیکن دوسرے لوگ عقیم کے ذریعہ ہلاک ہُوئے اور جب خدا نے چاہا کہ ان کو ہلاک کرے

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس نصیحت آئی تاکہ وہ تمہیں ڈرائے اور یاد کرو تو کرو جب اس نے تم کو قوم نوح کے بعد سردار بنایا۔ اور تم کو پھیلاؤ زیادہ دیا۔ پس خدا کی نعمتوں کو یاد کرو۔ تاکہ نجات حاصل کرو ﴿٦٩﴾ وہ کہنے لگے کہ تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ ہم اکیلے خدا ہی کی عبادت کریں۔ اور جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے چلے آئے ہیں ان کو چھوڑ دیں؟ تو اگر سچے ہو تو جس چیز سے ہمیں ڈراتے ہو اسے لے آؤ ﴿٧٠﴾ ہود نے کہا تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر عذاب اور غضب کا (نازل ہونا) مقرر ہو چکا ہے (بقیہ اگلے صفحے پر)

تواحقاف کے میدانوں کی ریت اور پتھر ان کے گرد جمع کر کے ٹیلے بنا دیئے۔ ہودؑ نے اُن سے فرمایا کہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں یہ ٹیلے خدا کی طرف سے تمہارے لئے عذاب نہ ہوں۔ غرض ہودؑ اُن کی سرکشی کے سبب سے بہت رنجیدہ ہوئے۔ ان ٹیلوں نے آپ کو آواز دی کہ آپؑ خوش ہوں کہ قوم عاد پر ہمارے ذریعہ سے ایک روز بد آئے گا۔ جب ہودؑ نے یہ آواز سُنی تو فرمایا کہ اے قوم، خدا سے ڈرو اور اُس کی عبادت کرو۔ اگر ایمان نہ لاؤ گے تو یہ پہاڑ اور ٹیلے سب کے سب تمہارے لئے خدا کا عذاب اور غضب ہو جائیں گے۔ ان لوگوں نے یہ سُن کر ٹیلوں کو کھود کر ہٹانا چاہا لیکن جس قدر وُہ ہٹاتے تھے ٹیلے اور زیادہ جمع ہوتے جاتے تھے آخر ہودؑ نے عرض کی کہ پروردگارا تیری رسالت جس قدر پہنچاتا ہوں ان کا کفر زیادہ ہی ہوتا جاتا ہے۔ خدا نے ان کو وحی کی کہ میں اُن سے بارش روکے دیتا ہوں اور سات برس تک بارش اُن سے روک دی یہاں تک کہ اُن میں قحط ظاہر ہُوا۔ ہودؑ خود بھی زراعت کرتے تھے اور اُس کے لئے آب کشی کیا کرتے تھے۔ ایک بار ایک گروہ آپ کے دروازہ پر آیا اور آپ کو پکارا تو ایک بوڑھی عورت باہر آئی جس کے بال سفید تھے اور ایک آنکھ نہ تھی۔ اس نے پوچھا کہ تم لوگ کون ہو؟ ان لوگوں نے کہا کہ ہم فلاں شہر سے آئے ہیں۔ خشک سالی کی مصیبت میں گرفتار ہیں، اس لئے آئے ہیں کہ ہودؑ ہمارے لئے دُعا کریں کہ ہمارے شہروں میں پانی برسے اس نے کہا اگر ہودؑ کی دُعا مستجاب ہوتی تو وہ خود اپنے لئے دُعا کرتے کیونکہ اُن کی تمام زراعت پانی کی کمی کی وجہ سے خشک ہو گئی ہے۔ ان لوگوں نے پُوچھا کہ اس وقت وُہ کہاں ہیں؟ عورت نے جواب دیا کہ فلاں مقام پر ہیں۔ وُہ لوگ آنحضرتؑ کی خدمت میں آئے اور کہا، اے پیغمبر خدا، ہمارے شہر خشک ہو گئے ہیں اور پانی نہیں برستا ہے۔ خدا سے دُعا کیجئے کہ وُہ

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، کیا تم مجھ سے ایسے ناموں کے بارے میں جھگڑتے ہو جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے (اپنی طرف سے) رکھ لئے ہیں۔ جن کی خدا نے کوئی سند نازل نہیں کی۔ تو تم بھی انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں ﴿۷۱﴾ پھر ہم نے ہود کو اور جو لوگ ان کے ساتھ تھے ان کو نجات بخشی اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا ان کی جڑ کاٹ دی اور وہ ایمان لانے والے تھے ہی نہیں ﴿۷۲﴾ سورۃ الاعراف

ہمارے لئے پانی برسائے اور ہم کو نعمت فراواں عطا فرمائے۔ ہودؑ یہ سُنکر نماز کے لئے تیار ہُوئے اور نماز پڑھکر اُن کے لئے جب دُعا کر چکے اور اُن سے فرمایا کہ واپس جاؤ خدا نے تمہارے لئے آب باراں نازل کیااور تمہارے شہروں میں فراوانی حاصل ہوئی تواُن لوگوں نے کہا، اے پیغمبر خداایک عجیب بات ہم لوگوں نے مشاہدہ کی۔ پُوچھاوہ کیا؟اُن لوگوں نے بیان کیاآپ کے دولت کدہ پرایک ضعیفہ سفید بال اورایک چشم ہم نے دیکھی۔اُس نے ایسی باتیں کیں۔ ہودؑ نے فرمایاوُہ میری بیوی ہے۔میں دُعا کرتاہوں کہ خدااُس کی عمر دراز کرے۔ اُن لوگوں نے پُوچھاکس سبب سے؟فرمایاخدانے کسی مومن کو نہیں پیدا کیامگر یہ کہ اُس کے لئے ایک دُشمن بھی ہوتاہے جواُس کو تکلیف پہنچاتاہے اور میری دُشمن وُہ عورت ہے جس کا میں مالک و مختار ہوں۔ غرض کہ ہودؑاپنی قوم میں رہے اور اُن کو خدا کی طرف دعوت دیتے رہے اور بتوں کی پرستش سے روکتے رہے اور کہتے رہے کہ خدا واحد کی عبادت کروتا کہ تمہارے شہروں کی آبادی میں ترقی ہوااور خداتم پر بارش نازل کرے۔ لیکن وُہ لوگ ایمان نہیں لائے توہودؑنے اپنی قوم سے فرمایاکہ خدانے مجھ سے وعدہ کیاہے کہ تم لوگوں کو ہلاک کرے گا۔ آپؑ کی یہ آواز تمام پہاڑوں تک پہنچی یہاں تک کہ تمام درندوں و حشیوں اور طائروں نے سُنا۔اور ہر جنس کے جانور آپؑ کے پاس حاضر ہوئے اور گریہ کرکے کہاکہ کیا آپؑ ہم کو بھی نافرمانوں کے ساتھ ہلاک کریں گے۔ یہ سُن کر ہودؑنے اُن کے لئے بارگاہ خدا میں دُعا کی۔ خدانے وحی فرمائی کہ میں اُس کو ہلاک نہ کروں گا جس نے میری نافرمانی نہیں کی ہے۔ پھر خدانے اُن پر نہایت سرد اور تُند ہوا بھیجی جب لوگوں نے یہ دیکھا کہ ایک ابر آرہاہے

ترجمہ،اور ہم نے عاد کی طرف ان کے بھائی ہود (کو بھیجا) انہوں نے کہا کہ میری قوم! خدا ہی کی عبادت کرو،اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ تم (شرک کرکے خدا پر) محض بہتان باندھتے ہو ﴿۵۰﴾ میری قوم! میں اس (وعظ و نصیحت) کا تم سے کچھ صلہ نہیں مانگتا۔ میرا صلہ تو اس کے ذمّے ہے جس نے مجھے پیدا کیا۔ بھلا تم سمجھتے کیوں نہیں؟ ﴿۵۱﴾ اور اے قوم! اپنے پروردگار سے بخشش مانگو پھر اس کے آگے توبہ کرو۔ وہ تم پر آسمان سے موسلا دھار مینہ برسائے گا اور تمہاری طاقت پر طاقت بڑھائے گا اور (دیکھو) گنہگار بن کر رو گردانی نہ کرو ﴿۵۲﴾ (بقیہ اگلے صفحے پر)

وُہ لوگ خوش ہُوئے اور کہنے لگے کہ اب پانی برسے گا، لیکن جب اُن لوگوں کو محسوس ہوا کہ ہوا پر ہوا اُن کی طرف چلی آرہی ہے تو ہودؑ سے کہنے لگے کہ ہم کو ہوا سے ڈر معلوم ہوتا ہے۔ ہودؑ نے فرمایا کہ یہ وہی عذاب ہے جس کو تم لوگوں نے خود عجلت کے ساتھ طلب کیا ہے اور پھر ہودؑ اپنے فرزندوں، مال اور دولت کو لے کر ایک درّہ میں چلے گئے اور خود اُس کے دروازہ پر کھڑے ہُوگئے تاکہ ہوا سے اپنے اہل و عیال اور مال کو بچائیں۔

ایک اور روایت کے مطابق، یقیناً حق تعالیٰ کے خزانہ قدرت میں بادِ رحمت اور باد عذاب دونوں ہیں۔ لیکن جب وُہ چاہتا ہے باد عذاب کو باد رحمت قرار دے دیتا ہے۔ لیکن کبھی باد رحمت کو باد عذاب نہیں بناتا۔ کیوں کہ ایسا ہرگز نہیں ہوتا کہ کوئی گروہ خدا کی اطاعت کرے اور وُہ اُن کے لئے وبال ہو لیکن جبکہ وُہ اطاعت سے منحرف ہو جائیں۔ جیسا کہ قوم یونسؑ کے ساتھ کیا کہ اُن کے لئے عذاب مقدور و مقرر فرما چکا تھا اور عذاب نے ان کو گھیر لیا تھا۔ لیکن وُہ لوگ ایمان لائے اور خدا کی بارگاہ میں تضرع وزاری کی تو عذاب کو روک دیا اور باد عقیم جس کو خدا نے قوم عاد کے لئے بھیجا۔ باد عقیم اسی زمین میں ہے جس پر ہم آباد ہیں وُہ ستر ہزار آہنی زنجیروں سے بندھی ہوئی ہے اور ہر زنجیر پر ستر ہزار فرشتے موکل ہیں۔ جب حق تعالیٰ نے اس ہوا کو قوم عاد پر مسلّط کیا اور اس کے نگہبانوں نے اس ہوا کو اس قدر باہر کرنے کی اجازت طلب کی جتنی کہ گائے کے دماغ سے نکلتی ہے۔ اگر خدا اجازت دے دیتا تو وُہ زمین کی کسی چیز کو بغیر جلائے نہ چھوڑتی۔ لیکن حق تعالیٰ نے اُس کے موکلوں کو وحی کی کہ اس کو انگشتری کے سُوراخ کے بقدر باہر نکالیں۔ یہ عذاب کی ایک ہوا تھی جس میں رحم کی

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، وہ بولے ہود تم ہمارے پاس کوئی دلیل ظاہر نہیں لائے اور ہم (صرف) تمہارے کہنے سے نہ اپنے معبودوں کو چھوڑنے والے ہیں اور نہ تم پر ایمان لانے والے ہیں ﴿۵۳﴾ ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے کسی معبود نے تمہیں آسیب پہنچا کر (دیوانہ کر) دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں خدا کو گواہ کرتا ہوں اور تم بھی گواہ رہو کہ جن کو تم (خدا کا) شریک بناتے ہو میں اس سے بیزار ہوں ﴿۵۴﴾ (یعنی جن کی) خدا کے سوا (عبادت کرتے ہو تو) تم سب مل کر میرے بارے میں جو تدبیر (کرنی چاہو) کرلو اور مجھے مہلت نہ دو ﴿۵۵﴾ میں خدا پر

(بقیہ اگلے صفحے پر)

مطلق گنجائش نہیں اس سے کسی گھاس کی نشوونما نہیں ہوتی۔ وُہ زمین کے ساتویں طبقہ سے برآمد ہوئی تھی اور یہ ہوا کبھی ظاہر نہیں ہوئی سوائے اس وقت کے جب کہ قوم عاد پر خدا نے غضب فرمایا، اس وقت بھی خزینہ داروں کو حکم تھا کہ اس ہوا کو بقدر کشادگی انگشتری باہر نکالیں۔ خازنوں نے درگاہ باری میں عرض کی کہ خداوندا اس ہوا نے ہم سے سرکشی کی ہم کو خوف ہے کہ اس سے کہیں تیرے وُہ بندے جو گنہگار نہیں ہیں اور جن سے تیرے شہروں کی آبادی ہے ہلاک نہ ہوجائیں۔ اس وقت حق تعالیٰ نے جبرئیلؑ کو بھیجا کہ اس کو اپنے پروں سے واپس کریں اور جس قدر حکم ہے اسی قدر باہر رہنے دیں۔ لہٰذا جس قدر کہ خدا کی مشیت تھی اس کے علاوہ تمام ہوا واپس کی گئی اور اسی باقی ماندہ ہوا نے قوم عاد اور اُن کے قریب کے لوگوں کو ہلاک کیا۔ اسی ہوا سے خداوند عالم ابتدائے قیامت میں پہاڑوں، ٹیلوں، شہروں اور قصروں کو گرا کر زمین کے برابر کردے گا اور مثل بالو کے بنادیا جو ہوا میں اُڑتے ہیں جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے "یعنی وُہ ہوا جس چیز تک پہنچتی تھی اس کو بوسیدہ ہڈی اور بوسیدہ گھاس کے مانند کئے بغیر نہ چھوڑتی تھی" اسی سبب سے ان شہروں میں ریگ رواں کی کثرت ہے کیونکہ ہوا نے ان شہروں کو اسی طرح ریزہ ریزہ کردیا۔ پہاڑوں کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکتی تھی جس طرح اُن کے مکانات کو کھود کر ریزہ ریزہ کردیتی تھی۔ اسی سبب سے بالو میں پہاڑ نہیں ہوتے اور اسی وجہ سے خدا نے اس کو ذات العماد فرمایا ہے کیونکہ قوم عاد کے لوگ پہاڑوں سے کھمبے اور ستون پہاڑوں کی بلندی کے برابر تراشتے تھے اور ان کھمبوں کو نصب کرتے تھے۔ پھر قوم عاد کا انجام یہ ہُوا کہ جس قدر بھی رُوئے زمین پر جن جن شہروں میں بالو ہیں وُہ سب قوم عاد

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، جو میرا اور تمہارا (سب کا) پروردگار ہے، بھروسہ رکھتا ہوں (زمین پر) جو چلنے پھرنے والا ہے وہ اس کو چوٹی سے پکڑے ہوئے ہے۔ بے شک میرا پروردگار سیدھے رستے پر ہے ﴿۵۶﴾ اگر تم روگردانی کروگے تو جو پیغام میرے ہاتھ تمہاری طرف بھیجا گیا ہے، وہ میں نے تمہیں پہنچا دیا ہے۔ اور میرا پروردگار تمہاری جگہ اور لوگوں کو لا بسائے گا۔ اور تم خدا کا کچھ بھی نقصان نہیں کرسکتے۔ میرا پروردگار تو ہر چیز پر نگہبان ہے ﴿۵۷﴾ اور جب ہمارا حکم عذاب آپہنچا تو ہم نے ہود کو اور جو لوگ ان کے ساتھ ایمان لائے تھے ان کو اپنی مہربانی (بقیہ اگلے صفحے پر)

کے زمانہ میں اُن کے مسکن تھے، بالو پہلے بھی شہروں میں تھا لیکن کم تھا۔ مگر آخر زمانہ میں زیادہ ہو گیا اور وُہ دراصل قوم عاد کے مضبوط قصر، قلعے، شہر، مکانات اور باغات تمام شہروں سے زیادہ تھے جب وُہ لوگ سرکشی پر آمادہ ہوئے اور بتوں کی پرستش کرنے لگے تو حق تعالیٰ اُن پر غضبناک ہُوا اُن پر پہلے چیونٹیوں کو مسلّط فرمایا تو وُہ لوگ اُن کے بھی رفع کرنے پر قادر نہ ہو سکے۔ چیونٹیاں اُن کے کان، ناک، آنکھ اور مُنہ میں داخل ہوتی تھیں اور اُن لوگوں نے اپنے شہروں میں رہنا ترک کر دیا اور مال و دولت چھوڑ کر دُور چلے گئے۔ پھر خدا نے اُن پر ہوا کو مسلّط کیا جو اُن کے مردوں اور عورتوں کو زمین سے آسمان تک بلند کرتی پھر دریاؤں میں پھینک دیتی تھی یا پھر کبھی بلند کر کے سر کے بل پٹکتی تھی اور اُن کے مکانوں کو ریزہ ریزہ کر دیتی تھی۔ بس یہ عذاب سات شب اور آٹھ روز تک قائم رکھا اور باد عقیم کے ذریعہ سے ہودؑ کے دُشمنوں کو ہلاک کیا، اُن کی ہلاکت کے بعد ہودؑ مکّہ میں اُن لوگوں کے ساتھ مقیم ہو گئے جو آپؑ پر ایمان لائے تھے اور اپنی وفات تک آپ نے مکّہ ہی میں قیام فرمایا۔ حضرت صالحؑ نے بھی ایسا ہی کیا اور اُس درّہ رُوحا میں جو مکّہ سے قریب ہے ستّر ہزار پیغمبر حج کے قصد سے گئے ہیں سب کے لباس بالوں سے بنے ہُوئے تھے۔ اُن کے اُونٹوں کی مہار بھی بال سے بٹی ہوئی ڈوریوں کی تھی اور وُہ مختلف تلبیہ کہتے تھے انہی پیغمبروں کی جماعت سے ہودؑ، صالحؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ، شعیبؑ اور یونسؑ تھے۔ یہ بھی منقول ہے کہ ہوائیں پانچ قسم کی ہیں ان میں سے ایک عقیم ہے اور کوئی ہوا باہر نہیں آئی مگر بقدر ریکیال اور پیمانہ کے، لیکن عاد کے زمانے میں جو ہوا خزینہ داروں کے حکم کے خلاف زیادتی کے ساتھ نکلی وُہ ایک سوئی کے سُوراخ کے مانند تھی جس نے قوم عاد کو ہلاک کیا اور اس کے شر سے ہم خدا کی پناہ مانگتے ہیں، قوم ہودؑ کی عُمر چار سو سال تھی پہلے خدا نے تین سال تک ان کو قحط و خشک سالی میں مبتلا کیا۔

(پچھلے صفحے کا بقیہ)، سے بچا لیا۔ اور ان کو عذاب شدید سے نجات دی ﴿۵۸﴾ یہ (وہی) عاد ہیں جنھوں نے خدا کی نشانیوں سے انکار کیا اور اس کے پیغمبروں کی نافرمانی کی اور ہر متکبر و سرکش کا کہا مانا ﴿۵۹﴾ تو اس دنیا میں بھی لعنت ان کے پیچھے لگی رہے گی اور قیامت کے دن بھی (لگی رہے گی) دیکھو عاد نے اپنے پروردگار سے کفر کیا۔ (اور) سن رکھو ہود کی قوم عاد پر پھٹکار ہے ﴿۶۰﴾ سورۃ ھود

ایک روایت کے مطابق مقصم کے حکم سے بطانیہ میں تین سو قد کی لمبائی کا گہرا ایک کنوّاں کھودا گیا لیکن پانی نہ نکلا تو اُس نے کنوّاں کھودنا ترک کر دیا اور دُوسرا کنوّاں نہ کھود وایا۔ جب متوکل خلیفہ ہوا تو اُس نے بھی حکم دیا کہ کنوّاں کھودا جائے جب تک کہ پانی نہ نکلے۔ کنوّاں کھودنا شروع کیا گیا، آخر میں ایک پتھر تک پہنچے۔ جب اُس کو توڑا تو وہاں سے نہایت سرد ہوا نکلی جس نے ہر ایک کو جو اُس کے قریب تھے ہلاک کر دیا۔ یہ خبر متوکل کو پہنچی جس کو سُن کر وُہ اور اُس کے پاس جتنے علما تھے سب حیران ہُوئے اور کچھ نہ سمجھ سکے۔ آخر کار اس بارے میں امام علی نقیؑ کی خدمت میں خط لکھا۔ حضرتؑ نے جواب دیا کہ یہ سب احقاف کے شہر ہیں جن میں قوم عاد آباد تھی حق تعالیٰ نے جن کو تیز اور سرد ہُوا کے ذریعہ سے ہلاک کیا تھا۔ ان کے تمام شہر آباد اور نعمتوں سے معمور تھے اس کے بعد قوم کی نافرمانی اور بارش کا بند ہونا وغیرہ بیان کر کے فرمایا کہ پھر عذاب کا وقت آیا۔ اسی طرح کا ایک واقعہ امام موسیٰ کاظمؑ سے بھی منقول ہے۔

حق تعالیٰ نے بہت سی آیتوں میں عاد کے قصّہ کو بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ ایک مقام پر فرمایا ہے کہ ہم نے عاد کی طرف ان کے بھائی ہودؑ کو بھیجا یعنی جو ان کے قبیلہ سے تھے۔ دُوسرے مقام پر فرمایا کہ قوم عاد نے مرسلین کی تکذیب کی جس وقت کہ اُن کے بھائی ہودؑ نے اُن سے کہا کہ تم لوگ عذاب خدا سے کیوں نہیں ڈرتے۔ میں تو یقیناً تمہارے لئے رسُول امین ہوں۔ لہٰذا خدا سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اور میں تم سے تبلیغ رسالت کے عوض میں کوئی اُجرت نہیں مانگتا میرا اجر تو عالمین کے پروردگار پر ہے۔ کیا تم ہر بلندی پر یا ہر راستہ پر ایک نشانی بناتے ہو (حالانکہ وُہ عبث و بے کار ہے) اور کھیل کرتے ہو۔ بعضوں نے کہا کہ وُہ

ترجمہ، بھلا تم کو ان لوگوں (کے حالات) کی خبر نہیں پہنچی جو تم سے پہلے تھے (یعنی) نوح اور عاد اور ثمود کی قوم۔ اور جو ان کے بعد تھے۔ جن کا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں (جب) ان کے پاس پیغمبر نشانیاں لے کر آئے تو انہوں نے اپنے ہاتھ ان کے مونہوں پر رکھ دیئے (کہ خاموش رہو) اور کہنے لگے کہ ہم تو تمہاری رسالت کو تسلیم نہیں کرتے اور جس چیز کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو ہم اس سے قوی شک میں ہیں (۹) سورۃ ابراھیم

لوگ راستوں پر اور بلندیوں پر مینارے بناتے اور اُس پر بیٹھتے تاکہ جو کوئی اُدھر سے گزرے اُس سے مذاق و مسخرہ پن کریں اور بعضوں نے کہا ہے کہ کبوتروں کے واسطے بے فائدہ اپنی تفریح کے لئے بُرجیاں بناتے تھے۔ قصر بلند اور مستحکم عمارتیں تیار کرتے تھے کہ شاید ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ جب کسی پر ہاتھ بڑھاتے تھے تو نہایت ظلم و سختی کے ساتھ۔ لٰہذا خدا سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اور اس سے ڈرو جس نے کہ تمہاری مدّد یعنی اعانت کی ہے اس چیز سے جو تم جانتے ہو یا وُہ نعمتیں جو پے در پے تمہارے لئے بھیجی ہیں جن کو تم جانتے ہو کہ اس نے چہار پایوں اور اولادوں اور باغوں اور چشموں کے ذریعہ سے تمہاری امداد کی ہے۔ میں تمہارے لئے ایک بڑے عذاب کے روز سے ڈرتا ہوں۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہمارے لئے برابر ہے چاہے تم نصیحت کرو یا نہ کرو، اور جو کچھ تم کہتے ہو سوائے جُھوٹ کے کچھ نہیں ہے جیسا کہ تم سے پہلے پیغمبروں نے کہا اور ہم لوگ سزاوار عذاب نہیں ہیں اور ہودؑ کو جھوٹ کے ساتھ متہم کر کے چھوڑ دیا۔ لٰہذا ہم نے ان لوگوں کو ہلاک کر دیا۔

حضرت ہودؑ کے واقعہ کو ایک اور روایت میں کچھ اِس طرح بیان کیا گیا ہے کہ عبداللہ بن قلابہ نامی ایک شخص اپنے اونٹ کی تلاش میں نکلا جو گُم ہو گیا تھا۔ وُہ اس کو عدن کے جنگلوں اور بیابانوں میں تلاش کرتا تھا۔ انہی بیابانوں میں اس کو ایک شہر نظر آیا جس کے گرد ایک حصار تھا۔ چاروں طرف بہت سے قصر اور بے شمار علم بلند تھے یہ دیکھکر وہ سمجھا کہ اس میں آبادی ہوگی۔ وہاں وُہ اپنے اُونٹ کے بارے میں معلوم کرے گا۔ لیکن کسی کو اُس شہر میں داخل ہوتے ہوئے نہ دیکھا تو شہر سے باہر آیا اور اپنے ناقہ سے اُتر کر اس کو ایک طرف باندھ دیا اور اپنی تلوار نیام سے نکال کر شہر کے دروازہ سے داخل ہُوا۔ اُس کو دو بڑے

ترجمہ، کھڑ کھڑانے والی (جس) کو ثمود اور عاد (دونوں) نے جھٹلایا ﴿۴﴾ سو ثمود تو کڑک سے ہلاک کر دیئے گئے ﴿۵﴾ رہے عاد تو ان کا نہایت تیز آندھی سے ستیاناس کر دیا گیا ﴿۶﴾ خدا نے اس کو سات رات اور آٹھ دن لگاتار ان پر چلائے رکھا تو (اے مخاطب) تو لوگوں کو اس میں (اس طرح) ڈھئے (اور مرے) پڑے دیکھے جیسے کھجوروں کے کھوکھلے تنے ﴿۷﴾ بھلا تو ان میں سے کسی کو بھی باقی دیکھتا ہے؟ ﴿۸﴾ سورۃ الحاقۃ

دروازے اور نظر آئے جس سے بڑے اور اُونچے دنیا میں کسی نے نہ دیکھے ہوں گے۔ اُن دروازوں کی لکڑیاں نہایت خوشبودار اور یاقوت زرد و سُرخ سے مرصع تھیں جن کی روشنی سے تمام مکانات روشن تھے۔ یہ دیکھ کر وُہ نہایت متعجّب ہُوا۔ پھر اُس نے ایک دروازہ کھولا اور اندر داخل ہُوا اس میں بھی ایک شہر دیکھا جو بے مثل و بے نظیر تھا۔ اس میں ایسے قصر نظر آئے جن کے ستون زبرجد اور یاقوت سُرخ سے بنائے گئے تھے۔ ہر قصر کے اُوپر کھڑکیاں تھیں اور ہر کھڑکی کے اُوپر ایک دُوسری کھڑکی تھی۔ وُہ سب سونے، چاندی، مروارید، یاقوت اور زبرجد سے بنی ہوئی تھیں۔ اُن قصروں کے دروازے بھی شہر کے دروازوں کے مانند تھے جن کی لکڑیاں نہایت خوشبودار اور یاقوت سے مرصع تھیں۔ ان قصروں کے فرش مروارید اور مشک و زعفران کے غلولوں سے بنے ہُوئے تھے۔ اس نے ان عمارتوں کو جب دیکھا اور کسی کو وہاں نہ پایا تو خوف زدہ ہُوا ان قصروں کے چاروں طرف کیاریاں تھیں جن میں درخت لگے ہوئے تھے اور اُن میں پھل لٹک رہے تھے ان کے نیچے نہریں جاری تھیں۔ اس نے گمان کیا کہ شاید وہی بہشت ہے جس کا خدا نے نیکوں کے لئے وعدہ کیا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ دُنیا ہی میں اُس نے مجھے بہشت میں داخل کیا۔ پھر اس نے ان مروارید، مشک اور زعفران کے غلولوں جس قدر کہ لے سکتا تھا لے لیا لیکن زبرجد و یاقوت کا کوئی دانہ نہ اُکھاڑ سکا۔ اور باہر آیا اور اپنے ناقہ پر سوار ہو کر جس راہ سے آیا تھا واپس ہو کر یمن میں پہنچا۔ وہاں ان مروارید، زعفران و مشک کی گولیوں کو دکھایا اور جو کچھ دیکھا تھا بیان کیا اور ان موتیوں کو فروخت کیا جو کہ امتداد زمانہ کے سبب زرد و متغیّر ہو گئے تھے۔ یہ خبر مشہور ہُوئی اور معاویہ

ترجمہ، جب ان سے ان کے بھائی ہود نے کہا کیا تم ڈرتے نہیں ﴿۱۲۴﴾ میں تو تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں ﴿۱۲۵﴾ تو خدا سے ڈرو اور میرا کہا مانو ﴿۱۲۶﴾ اور میں اس کا تم سے کچھ بدلہ نہیں مانگتا۔ میرا بدلہ (خدائے) رب العالمین کے ذمے ہے ﴿۱۲۷﴾ بھلا تم ہر اونچی جگہ پر نشان تعمیر کرتے ہو ﴿۱۲۸﴾ اور محل بناتے ہو شاید تم ہمیشہ رہو گے ﴿۱۲۹﴾ اور جب (کسی کو) پکڑتے ہو تو ظالمانہ پکڑتے ہو ﴿۱۳۰﴾ تو خدا سے ڈرو اور میری اطاعت کرو ﴿۱۳۱﴾ اور اس سے جس نے تم کو ان چیزوں سے مدد دی جن کو تم جانتے ہو۔ ڈرو ﴿۱۳۲﴾ اس نے تمہیں (بقیہ اگلے صفحے پر)

تک پہنچی تو اس نے والیٔ ضعا کے پاس قاصد بھیجا کہ اس شخص کو میرے پاس بھیج دو۔ چنانچہ وُہ شخص معاویہ کے پاس آیا۔ اُس نے اس کو تنہائی میں بُلا کر حالات دریافت کئے اُس نے معاویہ سے کل واقعہ بیان کیا۔ معاویہ نے کعب الا حباء کو بُلا کر پُوچھا کیا تو نے سُنایا کتابوں میں دیکھا ہے کہ دُنیا میں کوئی ایسا شہر ہے جو سونے اور چاندی سے بنایا گیا ہے جس کے ستون اور کھمبے یاقوت اور زبرجد کے ہیں اور اس کے قصر کھڑکیاں اور فرش مروارید کے ہیں اور اس کی کیاریوں میں درختوں کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ کعب نے کہا ہاں، اس شہر کو عاد کے بیٹے شداد نے تعمیر کیا تھا۔ وہی ارم ذات العماد ہے جس کا ذکر خدا نے قرآن میں کیا ہے۔ اور اس کی تعریف میں فرمایا ہے۔ "یعنی شہروں میں اس کا مثل نہیں خلق ہوا ہے"۔ معاویہ نے کہا کہ اُس کا حال مجھ سے بیان کر۔ کعب نے کہا کہ قوم عاد کے علاوہ ایک شخص عاد اولیٰ تھا اُس کے دو پسر تھے۔ ایک کا نام شدید دُوسرے کا شداد تھا۔ جب عاد مر گیا تو اس کے یہ دُونوں بیٹے بادشاہ ہُوئے اور شدّت کے ساتھ غلبہ حاصل کیا یہاں تک کہ اہل مشرق و مغرب سب نے اُن کی اطاعت کی۔ شدید پہلے مر گیا اور شداد بلا نزاع تمام دُنیا کی بادشاہی میں مستقل ہُوا۔ وُہ کتابوں کے پڑھنے میں نہایت حریص تھا۔ جب وُہ بہشت کا ذکر سُنتا تھا کہ اُس کے یاقوت و زبرجد و مروارید کی عمارتیں ہیں تو چاہتا تھا کہ دُنیا میں بھی اُس کے مثل خدا کے مقابلہ میں ایک بہشت بنائے۔ غرض سو آدمیوں کو اُس بہشت کے بنانے پر مامور کیا اور اُن میں سے ہر ایک کی مدّد کو ہزار ہزار آدمی مقرر کئے اور کہا کہ جا کر ایک بہت بہتر اور تمام بیابانوں سے کشادہ میدان تلاش کرو اور اُس میں میرے لئے ایک شہر سونے، چاندی، یاقوت و زبرجد اور

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، چارپایوں اور بیٹوں سے مدد دی ﴿۱۳۳﴾ اور باغوں اور چشموں سے ﴿۱۳۴﴾ مجھ کو تمہارے بارے میں بڑے (سخت) دن کے عذاب کا خوف ہے ﴿۱۳۵﴾ وہ کہنے لگے کہ ہمیں خواہ نصیحت کرو یا نہ کرو ہمارے لئے یکساں ہے ﴿۱۳۶﴾ یہ تو اگلوں ہی کے طریق ہیں ﴿۱۳۷﴾ اور ہم پر کوئی عذاب نہیں آئے گا ﴿۱۳۸﴾ تو انہوں نے ہود کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو ہلاک کر ڈالا۔ بے شک اس میں نشانی ہے۔ اور ان میں اکثر ایمان لانے والے نہیں تھے ﴿۱۳۹﴾ اور تمہارا پروردگار تو غالب اور مہربان ہے ﴿۱۴۰﴾ سورة الشعراء

مرواریدکا تیار کرو اُس کے ستون زبر جد کے بناؤ اُس میں قصر تیار کرو اور اُن قصروں پر کھڑکیاں بناؤ اور اُن کھڑکیوں پر بھی کھڑکیاں تیار کرو۔ اُن قصروں کے نیچے مختلف میوؤں کے درخت لگاؤ اور نہریں جاری کرو جیسا کہ میں نے کتابوں میں بہشت کے اوصاف دیکھے ہیں چاہتا ہوں کہ اُسی کے مثل دُنیا میں ایک شہر تعمیر کریں۔ شداد نے کہا کہ شاید تم لوگ نہیں جانتے کہ دُنیا کے تمام مُمالک میرے قبضہ میں ہیں۔ ان لوگوں نے کہا ہاں جانتے ہیں۔ اس نے کہا کہ سونے چاندی اور جواہرات کے کانوں پر ایک ایک گروہ کو موکل کرو تاکہ جس قدر تم کو ضرورت ہو وہ لوگ جمع کریں۔ علاوہ ازیں اور لوگوں کے پاس جس قدر سونا چاندی ہو حاصل کرو۔ چنانچہ اس غرض کے لئے بادشاہان مغرب و مشرق کو فرمان لکھے گئے اور لوگ دس سال تک جواہرات جمع کرتے رہے۔ پھر تین سو سال کی مدُت میں وُہ شہر تیار کیا گیا۔ شداد کی عمُر نو سو سال کی تھی۔ لوگوں نے اس کو اطلاع دی کہ ہم بہشت کی تعمیر سے فارغ ہو گئے تو اُس نے کہا اُس کے گرد ایک حصار تیار کرو اور اس حصار کے چاروں طرف ہزار قصر بناؤ اور ہر قصر کے پاس ہزار ہزار علم نصب کرو کیونکہ ہر قصر میں میرا ایک وزیر ساکن ہوگا۔ یہ سُنکر وہ لوگ واپس گئے اور اس کی خواہش کے مطابق سب کچھ تیار کر کے اس کے پاس واپس آئے اور اطلاع کی کہ سب کچھ تعمیر کر چکے۔ تب اُس نے حکم دیا کہ لوگ ارم ذات العماد چلنے کی تیاری کریں تو لوگ دس سال تک سامان سفر تیار کرتے رہے پھر شداد نے اپنے لشکر اور رعایا کے ساتھ روانہ ہُوا۔ جب اس ارم کے قریب پہنچا اور ایک شب کی مسافت باقی رہ گئی حق تعالٰی نے اس پر اور اس کے ساتھیوں پر آسمان سے ایک آواز بھیجی جس کو سُنکر سب

ترجمہ، اور (قوم) عاد کے بھائی (ہود) کو یاد کرو کہ جب انہوں نے اپنی قوم کو سرزمین احقاف میں ہدایت کی اور ان سے پہلے اور پیچھے بھی ہدایت کرنے والے گزر چکے تھے کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ مجھے تمہارے بارے میں بڑے دن کے عذاب کا ڈر لگتا ہے ﴿۲۱﴾ کہنے لگے کیا تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ ہم کو ہمارے معبودوں سے پھیر دو۔ اگر سچے ہو تو جس چیز سے ہمیں ڈراتے ہو اسے ہم پر لے آؤ ﴿۲۲﴾ (انہوں نے) کہا کہ (اس کا) علم تو خدا ہی کو ہے۔ اور میں تو جو (احکام) دے کر بھیجا گیا ہوں وہ تمہیں پہنچا رہا ہوں لیکن میں دیکھتا

(بقیہ اگلے صفحے پر)

کے سب ہلاک ہو گئے۔ نہ وہ خود ارم میں داخل ہو سکا اور نہ اس کے ساتھیوں میں سے کوئی جاسکا۔ (اے معاویہ) تیرے زمانہ میں مسلمانوں میں سے ایک شخص سُرخ رُو، سُرخ بالوں والا، کوتاہ قد جس کے ابرو اور گردن خالی ہوں گے اپنا اونٹ تلاش کرتا ہُوا اُس بہشت میں داخل ہوگا۔ وُہ شخص معاویہ کے پاس موجُود تھا جب کعب نے اُس کو دیکھا کہا خدا کی قسم یہی مرد ہے۔ پھر آخر زمانہ میں دین حق کے پیرو اُس بہشت میں داخل ہوں گے۔ ہشام بن سعد سے منقول ہے کہ میں نے اسکندریہ میں ایک پتھر دیکھا جس میں لکھا تھا کہ میں شدّاد بن عاد ہوں جس نے ارم ذات العمار تعمیر کیا جس کے مانند کوئی شہر مخلوق نہیں ہُوا اور بہت سے لشکر تیار کئے اور اپنے قوت بازو سے میدانوں کو ہموار کیا اور قصرہائے ارم تیار کرائے جس وقت کہ پیری اور موت نہ تھی اور پتھر نرمی میں پُھول کے مانند تھے اور میں نے بہت سا خزانہ بارہ منزل تک دریا میں ڈال دیا جس کو کوئی نکال نہ سکے گا۔ لیکن محمّد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُمّت اُس کو باہر لائے گی۔

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، ہوں کہ تم لوگ نادانی میں پھنس رہے ہو ﴿۲۳﴾ پھر جب انہوں نے اس (عذاب کو) دیکھا کہ بادل (کی صورت میں) ان کے میدانوں کی طرف آرہا ہے تو کہنے لگے یہ تو بادل ہے جو ہم پر برس کر رہے گا۔ (نہیں) بلکہ (یہ) وہ چیز ہے جس کے لئے تم جلدی کرتے تھے یعنی آندھی جس میں درد دینے والا عذاب بھرا ہوا ہے ﴿۲٤﴾ ہر چیز کو اپنے پروردگار کے حکم سے تباہ کئے دیتی ہے تو وہ ایسے ہوگئے کہ ان کے گھروں کے سوا کچھ نظر ہی نہیں آتا تھا۔ گنہگار لوگوں کو ہم اسی طرح سزا دیا کرتے ہیں ﴿۲۵﴾ اور ہم نے ان کو ایسے مقدور دیئے تھے جو تم لوگوں کو نہیں دیئے اور انہیں کان اور آنکھیں اور دل دیئے تھے۔ تو جب کہ وہ خدا کی آیتوں سے انکار کرتے تھے تو نہ توان کے کان ہی ان کے کچھ کام آسکے اور نہ آنکھیں اور نہ دل۔ اور جس چیز سے استہزاء کیا کرتے تھے اس نے ان کو آگھیرا ﴿۲٦﴾ سورۃ الأحقاف

ترجمہ، اور اے قوم! میری مخالفت تم سے کوئی ایسا کام نہ کرادے کہ جیسی مصیبت نوح کی قوم یا ہود کی قوم یا صالح کی قوم پر واقع ہوئی تھی ویسی ہی مصیبت تم پر واقع ہو۔ اور لوط کی قوم (کا زمانہ تو) تم سے کچھ دور نہیں ﴿۸۹﴾ سورۃ ھود

ترجمہ، اور عاد اور ثمود اور کنوئیں والوں اور ان کے درمیان اور بہت سی جماعتوں کو بھی (ہلاک کر ڈالا) ﴿۳۸﴾ سورۃ الفرقان

ترجمہ، اور عاد اور ثمود کو بھی (ہم نے ہلاک کر دیا) چنانچہ اُن کے (ویران گھر) تمہاری آنکھوں کے سامنے ہیں اور شیطان نے اُن کے اعمال ان کو آراستہ کر دکھائے اور ان کو (سیدھے) رستے سے روک دیا۔ حالانکہ وہ دیکھنے والے (لوگ) تھے ﴿۳۸﴾ سورۃ العنکبوت

ترجمہ، اور عاد (کی قوم کے حال) میں بھی (نشانی ہے) جب ہم نے ان پر نامبارک ہوا چلائی ﴿۴۱﴾ وہ جس چیز پر چلتی اس کو ریزہ ریزہ کئے بغیر نہ چھوڑتی ﴿۴۲﴾ اور (قوم) ثمود (کے حال) میں (نشانی ہے) جب ان سے کہا گیا کہ ایک وقت تک فائدہ اٹھالو ﴿۴۳﴾ سورۃ الذاریات

ترجمہ، اور یہ کہ اسی نے پہلی (قوم) عاد کو ہلاک کیا ﴿۵۰﴾ سورۃ النّجم

حضرت صالح علیہ السّلام کے حالات

حضرت صالحؑ ثمود کے بیٹے اور نوحؑ کے خاندان سے تھے۔ نوحؑ کے بیٹے سام، سام کے بیٹے ارم، ارم کے بیٹے عاتر، عاتر کے بیٹے ثمود اور ثمود کے بیٹے صالحؑ تھے۔ یہ مشہور ہے کہ صالحؑ پسر عبید پسر آصف پسر ماسخ پسر عبید پسر حاور پسر ثمود پسر عاتر پسر ارم پسر سام پسر نوحؑ تھے۔ صالحؑ اُس وقت مبعوث ہُوئے تھے جبکہ اُن کی عمر سولہ سال کی تھی اور وُہ اُن میں اس وقت تک رہے جبکہ اُن کی عمر ایک سو بیس سال تک پہنچی۔ حضرت صالحؑ اپنی قوم سے ایک مُدّت تک غائب رہے اور جب وہ غائب ہُوئے تھے اُس وقت وُہ نہ تو اتنے جوان تھے اور نہ ہی بڑھے۔ آپؑ کا جسم نہایت خوبصُورت اور قد میانہ تھا۔ جب اپنی قوم کے پاس واپس آئے تو لوگوں نے آپ کو نہ پہچانا۔ آپ کی واپسی سے قبل لوگوں کی تین جماعت تھیں ایک گردہ انکار کرنے والا تھا اور کہتا تھا کہ صالحؑ زندہ نہیں ہیں اور نہ وُہ واپس آ سکتے ہیں، دُوسرا گردہ شک میں مبتلا تھا اور تیسرے گردہ کو یقین تھا کہ واپس آئیں گے۔ جب حضرتؑ واپس آئے تو پہلے اس جماعت کے پاس گئے جس کو شک تھا اور فرمایا کہ میں صالحؑ ہوں۔ لوگوں نے تکذیب کی اور گالیاں اور جھڑکیاں دیں اور کہا کہ صالحؑ کی شکل تمہاری طرح نہ تھی۔ پھر جو لوگ منکر تھے آپؑ اُن کے پاس گئے۔ اُن لوگوں نے بھی آپؑ کی بات نہ مانی اور سخت نفرت کا اظہار کیا۔ پھر آپؑ تیسرے گروہ کے پاس آئے جو اہل یقین تھے، آپؑ نے ان لوگوں سے کہا کہ میں صالحؑ ہوں۔ وُہ بُولے ہم کو ایسی نشانی بتاؤ جس سے تمہارے صالحؑ ہونے میں ہم کو شک نہ ہو۔ ہم جانتے ہیں کہ خدا خالق ہے اور ہر شخص کو جس صورت پر چاہے پھیر دیتا ہے۔ ہم کو صالحؑ کی نشانیوں کی اطلاع مل چکی ہے اور ہم پڑھ چکے ہیں جب کہ وُہ آئیں گے۔ حضرتؑ

ترجمہ، اور اے قوم! میری مخالفت تم سے کوئی ایسا کام نہ کرادے کہ جیسی مصیبت نوح کی قوم یا ہود کی قوم یا صالح کی قوم پر واقع ہوئی تھی ویسی ہی مصیبت تم پر واقع ہو۔ اور لوط کی قوم (کا زمانہ تو) تم سے کچھ دور نہیں ﴿۸۹﴾ سورۃ ھود

نے فرمایا کہ میں وُہ ہوں جو تمہارے لئے ناقہ لادونگا۔ اُن لوگوں نے کہا سچ کہتے ہو کیونکہ ہم اس علامت کو کتابوں میں پڑھ چکے ہیں۔ اب کہیے ناقہ کی علامت کیا ہوگی؟ فرمایا ایک روز پانی ناقہ کے واسطے مخصوص ہوگا اور ایک روز تمہارے لئے۔ ان لوگوں نے کہا ہم خدا پر اور ان باتوں پر جو آپؑ اُس کی جانب سے لائے ہیں ایمان لائے۔ اس وقت متکبّروں یعنی شک کرنے والوں کی جماعت نے کہا کہ تم لوگ جس بات پر ایمان لائے ہو ہم اُس کو نہیں مانتے۔ راوی نے پُوچھا کیا اس وقت اس قوم میں کوئی عالم تھا؟ فرمایا کہ خدا اس سے عادل تر ہے کہ زمین کو بغیر عالم کے چھوڑ دے۔ جب صالحؑ ظاہر ہُوئے تو اس وقت جس قدر عالم موجود تھے سب کے سب آپؑ کے پاس آئے۔ اس اُمّت میں علیؑ اور قائم منظر صلوات اللہ علیہما کی مثال صالحؑ کی سی ہے کہ آخر زمانہ میں دونوں حضرات ظاہر ہوں گے اس وقت بھی لوگوں کے تین گروہ ہو جائیں گے۔ بعض ظاہر ہونے کا اقرار کریں گے اور بعض انکار۔ منقول ہے کہ رسُول خدا نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ یا علیؑ پہلے اشقیا میں شقی ترین کون تھا؟ عرض کی ناقہ صالحؑ کو پے کرنے والا۔ فرمایا تم نے سچ کہا، پھر فرمایا کہ بعد کے اشقیا میں سب سے زیادہ شقی اور بدبخت کون ہے عرض کی مجھے نہیں معلوم، فرمایا کہ وُہ شخص ہے جو تمہارے سر پر ضربت لگائے گا۔ عمار بن یاسر فرماتے ہیں میں اور علیؑ بن ابیطالب غزوہ عشیرہ میں خاک پر سوئے تھے کہ رسُول خدا نے ہم کو بیدار کیا اور فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ میں تم کو شقی ترین مردوم سے آگاہ کروں؟ ہم دونوں نے کہا کہ ہاں یا رسُول اللہ۔ تو حضرت نے فرمایا ایک احمر ثمود (قوم ثمود کا سُرخ آدمی) جس نے ناقہ صالحؑ کے پاؤں قطع کئے اور دُوسرا وُہ جو یا علیؑ تمہارے سر پر ضربت لگائے گا جس سے تمہاری داڑھی خون میں رنگین ہو جائے گی۔ اسی

ترجمہ، بھلا تم کو ان لوگوں (کے حالات) کی خبر نہیں پہنچی جو تم سے پہلے تھے (یعنی) نوح اور عاد اور ثمود کی قوم۔ اور جو ان کے بعد تھے۔ جن کا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں (جب) ان کے پاس پیغمبر نشانیاں لے کر آئے تو انہوں نے اپنے ہاتھ ان کے مونہوں پر رکھ دیئے (کہ خاموش رہو) اور کہنے لگے کہ ہم تو تمہاری رسالت کو تسلیم نہیں کرتے اور جس چیز کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو ہم اس سے قوی شک میں ہیں (۹)

سورۃ ابراھیم

طرح یہ بھی روایت ملتی ہے کہ ایک مرتبہ رسُول خداصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیؑ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لئے ہُوئے باہر نکلے اور فرمارہے تھے کہ اے گروہ انصار، اے گروہ فرزندان ہاشم و فرزندان عبد المطلب، میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں اور خدا کا رسُول ہوں۔ یقیناً میں اس طینت سے مخلوق کیا گیا ہوں جو رحمت الٰہی کا محل ہے۔ میں تین یتیموں علیؑ، حمزہؓ، اور جعفرؑ کے ساتھ رہتا ہوں۔ اس وقت ایک شخص نے کہا یارسُول اللہ یہ لوگ آپ کے ساتھ قیامت میں سوار رہیں گے۔ فرمایا کہ تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے اس روز چار اشخاص "میں، علیؑ، فاطمہؑ اور صالحؑ پیغمبر کے سوا کوئی سوار نہ ہوگا۔ میں تو براق پر سوار ہوں گا، اور میری بیٹی فاطمہؑ میرے ناقہ عضباپر اور صالحؑ ناقہ خداپر جو پے کر دیا گیا، اور علیؑ بہشت کے ایک ناقہ پر سوار ہوں گے جس کی مہار یاقوت کی ہوگی اور وُہ حضرت یعنی علیؑ دو سبز حلے پہنے ہوں گے اور بہشت و دوزخ کے درمیاں جاکر کھڑے ہوں گے اس حالت میں کہ لوگ ایسی سختی اُٹھائے ہوں گے کہ ان کے تمام جسم پسینہ سے تر ہوں گے۔ اس وقت عرش الٰہی کی طرف سے ایک ہوا چلے گی جو اُن کے پسینوں کو خشک کر دے گی۔ فرشتے اور پیغمبر اور صدیق کہیں گے کہ یہ سوائے ملک مقرّب اور پیغمبر مرسل کے کوئی نہیں ہے۔ اس وقت ایک منادی ندا کرے گا یہ ملک مقرّب اور پیغمبر مرسل نہیں بلکہ یہ دُنیاوآخرت میں رسُول خداصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھائی علیؑ ابن ابی طالب ہے۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ اصحاب رس دو گروہ تھے، ایک وہ ہیں جن کا ذکر خدا نے قرآن میں کیا ہے اور دوسرا گروہ وہ ہے جو بادیہ نشین تھے اور بھیڑ بکریوں کے مالک تھے۔ صالحؑ نے ان کی طرف ایک شخص کو اپنا رسُول بناکر بھیجا تو اُن لوگوں نے اُس کو مار ڈالا۔ دُوسرا رسُول بھیجا تو اُس کو بھی اُن لوگوں نے مار ڈالا۔ پھر ایک رسُول بھیجا اور اس کی مدّد کے لئے ایک ولی کو بھی ساتھ کیا۔ رسُول کو اُن لوگوں نے مار ڈالا، ولی نے کوشش کی یہاں

ترجمہ، اور اے قوم! میری مخالفت تم سے کوئی ایسا کام نہ کرادے کہ جیسی مصیبت نوح کی قوم یا ہود کی قوم یا صالح کی قوم پر واقع ہوئی تھی ویسی ہی مصیبت تم پر واقع ہو۔ اور لوط کی قوم (کا زمانہ تو) تم سے کچھ دور نہیں ﴿۸۹﴾ سورۃ ھود

تک کہ حجت ان پر تمام کی۔ وہ لوگ کہتے تھے کہ ہمارا خدا دریا میں ہے کیونکہ وُہ دریا کے کنارے آباد تھے۔ اُن میں ہر سال ایک روز عید ہوتی تھی، اس روز دریا سے ایک بہت بڑی مچھلی نکلتی تھی وُہ لوگ اس کو سجدہ کرتے تھے۔ صالحؑ کے ولی نے اُن سے کہا کہ میں یہ نہیں چاہتا کہ تم مجھ کو اپنا پروردگار سمجھو، لیکن اگر وُہ مچھلی جس کی پرستش تم لوگ کرتے ہو میری اطاعت کرے تو کیا تم میری وُہ بات مانو گے جس کی میں تم کو دعوت دیتا ہوں؟ اُن لوگوں نے کہا "ہاں" اور عہد و پیمان کیا۔ غرض مچھلی باہر آئی جو چار مچھلیوں پر سوار تھی۔ جب اُن کی نظر اُس پر پڑی سب کے سب سجدہ میں گر پڑے۔ پھر صالحؑ کے ولی اس مچھلی کے پاس آئے اور اُس کو حکم دیا کہ میرے پاس خداوند کریم کے نام سے آ، خواہ تُو چاہے یا نہ چاہے۔ یہ سُن کر وُہ مچھلی اُتری۔ ولی نے کہا پھر ان مچھلیوں پر سوار ہو جا اور پھر آ، تاکہ اس قوم کو میرے بارے میں کوئی شک نہ رہے۔ پھر وُہ مچھلی ان چاروں مچھلیوں پر سوار ہوئی اور سب دریا سے باہر آئیں اور ولی صالحؑ کے پاس پہنچیں یہ دیکھ کر بھی سب نے تکذیب کی تو خدا نے ان کی طرف ایک ہوا بھیجی جس نے اُن کو اُن کے حیوانات سمیت دریا میں ڈال دیا۔ پھر ولی صالحؑ کو وحی پہنچی کہ اُس کنویں پر جاؤ جس کو وُہ لوگ رس کہتے تھے۔ انہوں نے اس میں بہت سونا اور چاندی چھپا رکھا ہے۔ وُہ اس کنوئیں پر پہنچے اور تمام خزانہ اس میں سے نکال کر اپنے اصحاب پر چھوٹے اور بڑے کو برابر برابر تقسیم کر دیا۔ ممکن ہے کہ وُہ وہی کنواں ہو جو فی الحال مکہ معظمہ کے راستے میں واقع ہے اور رس کے نام سے مشہور ہے۔

ترجمہ، اور ہم نے ثمود کی طرف اس کے بھائی صالح کو بھیجا کہ خدا کی عبادت کرو تو وہ دو فریق ہو کر آپس میں جھگڑنے لگے ﴿۴۵﴾ صالح نے کہا کہ بھائیو تم بھلائی سے پہلے برائی کے لئے کیوں جلدی کرتے ہو (اور) خدا سے بخشش کیوں نہیں مانگتے تاکہ تم پر رحم کیا جائے ﴿۴۶﴾ وہ کہنے لگے کہ تم اور تمہارے ساتھی ہمارے لئے شگون بد ہے۔ صالح نے کہا کہ تمہاری بد شگونی خدا کی طرف سے ہے بلکہ تم ایسے لوگ ہو جن کی آزمائش کی جاتی ہے ﴿۴۷﴾ اور شہر میں نو شخص تھے جو ملک میں فساد کیا کرتے تھے اور اصلاح سے کام نہیں لیتے تھے ﴿۴۸﴾ کہنے لگے کہ خدا کی قسم کھاؤ کہ ہم رات کو اس پر اور اس کے گھر والوں پر شب خون ماریں گے پھر اس کے وارث (بقیہ اگلے صفحے پر)

منقول ہے کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جبرئیلؑ سے دریافت کیا کہ صالحؑ کی قوم کی ہلاکت کیوں کر ہُوئی؟ تو اُنہوں نے فرمایا کہ اُن کی قوم نے اُن کی کسی بہتر بات کو قبول نہ کیا۔ اُن کے ستّر (۷۰) بُت تھے جن کی وُہ لوگ پرستش کرتے تھے۔ جب حضرتؑ نے اُن کا یہ حال مشاہدہ کیا فرمایا کہ اے قوم یقیناً میں سولہ سالہ تمہاری طرف مبعُوث کیا گیا ہُوں۔ اور اس وقت ایک سو بیس سال کی عمر تک پہنچا۔ میں دو باتیں تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں۔ یا تم مجھ سے سوال کرو اور میں اپنے خدا سے عرض کروں کہ جو کچھ تم نے سوال کیا ہے وُہ قبول فرمائے۔ یا میں تمہارے خداؤں سے سوال کروں اگر وُہ میرے سوال کو قبول کریں، اور اگر تم یہ بھی نہیں مانتے، تو میں تمہارے درمیان سے چلا جاتا ہوں کیونکہ میں تم سے رنجیدہ ہوں اور تم مجھ سے دل تنگ ہو۔ ان لوگوں نے کہا اے صالحؑ تم نے یہ انصاف کی بات کی ہے اور وعدہ کیا کہ ایک روز صحرا میں چل کر اس کی آزمائش کریں گے۔ پھر وُہ گمراہ لوگ مقررہ اپنے بتوں کو ایک صحرا میں لے گئے جو شہر سے قریب تھا اور جب طعام و شراب سے فارغ ہُوئے تو صالحؑ کو بُلایا اور کہا کہ سوال کرو۔ صالحؑ اُن کے بڑے بُت کے پاس آئے اور پُوچھا اس کا نام کیا ہے۔ اُن لوگوں نے بتلایا تو حضرتؑ نے اُسی نام سے اُس بُت کو پکارا۔ اُس نے جواب نہ دیا تو صالحؑ نے پُوچھا کہ یہ جواب کیوں نہیں دیتا؟ لوگوں نے کہا کہ دُوسرے بُت کو آواز دیں تو اُس نے بھی جواب نہ دیا۔ اسی طرح تمام بُتوں کے نام لے کر آواز دی اور کسی ایک نے جواب نہ دیا تو صالحؑ نے فرمایا کہ اے قوم تم نے دیکھ لیا کہ میں نے تمہارے تمام خداؤں کو آواز دی لیکن کسی ایک نے بھی جواب نہ دیا، اب مجھ سے سوال کرو تاکہ میں اپنے خدا سے دُعا کروں وُہ اسی وقت تمہاری بات قبول کرے گا۔ اُن لوگوں نے بُتوں کو پکارا اور کہا کہ کیوں تم لوگوں

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، سے کہہ دیں گے کہ ہم تو صالح کے گھر والوں کے موقع ہلاکت پر گئے ہی نہیں اور ہم سچ کہتے ہیں ﴿۴۹﴾ اور وہ ایک چال چلے اور ان کو کچھ خبر نہ ہوئی ﴿۵۰﴾ تو دیکھ لو ان کی چال کا کیسا انجام ہوا۔ ہم نے ان کو اور ان کی قوم سب کو ہلاک کر ڈالا ﴿۵۱﴾ اب یہ ان کے گھر ان کے ظلم کے سبب خالی پڑے ہیں۔ جو لوگ دانش رکھتے ہیں، ان کے لئے اس میں نشانی ہے ﴿۵۲﴾ اور جو لوگ ایمان لائے اور ڈرتے تھے ان کو ہم نے نجات دی ﴿۵۳﴾

نے صالحؑ کا جواب نہیں دیا۔ پھر بھی کوئی جواب نہ ملا۔ تب انہوں نے صالحؑ سے کہا کہ تم کچھ دیر کے لئے الگ ہو جاؤ اور ہم کو ہمارے خداؤں کے ساتھ چھوڑ دو، یہ سُنکر صالحؑ علیٰحدہ ہو گئے۔ ان لوگوں نے اپنے آپ کو فرش پر پھینک دیا اور اُن بُتوں کے سامنے خاک پر لوٹنے لگے اور کہا کہ اگر آج صالحؑ کا جواب نہ دو گے تو ہم لوگ ذلیل ہو جائیں گے۔ پھر صالحؑ کو بُلایا اور کہا کہ اب سوال کرو تو یہ بُت جواب دیں گے۔ پھر صالحؑ نے سوال کیا اور کوئی جواب نہ آیا تو آپؑ نے فرمایا کہ تمام دن گذر گیا اور یہ سب میرا جواب نہیں دیتے ہیں۔ اب تم سوال کرو تا کہ میں اپنے خدا سے عرض کروں اور وہ اُسی وقت میری بات کو قبول فرمائے گا۔ یہ سُن کر اُن لوگوں نے اپنے سرداروں اور بزرگوں سے ستر آدمی انتخاب کئے اور کہا کہ یہ لوگ آپؑ سے سوال کریں گے۔ حضرتؑ نے کہا سب اس پر راضی ہیں یا نہیں؟ سب نے کہا ہاں۔ اگر اس جماعت نے تمہاری بات مان لی تو ہم سب کو بھی منظور ہے۔ پھر اُن ستر آدمیوں نے کہا اے صالحؑ ہم تم سے سوال کرتے ہیں اگر تمہارے پروردگار نے قبُول کر لیا تو ہم تمہاری بات مان لیں گے اور تمام شہر والے بھی اطاعت کر لیں گے۔ حضرت صالحؑ نے اُن سے کہا کہ جو چاہو سوال کرو۔ اُن لوگوں نے ایک پہاڑ کی طرف اشارہ کیا جو نزدیک تھا اور کہا کہ اے صالحؑ آؤ اس پہاڑ کے نزدیک چلیں اس جگہ ہم سوال کریں گے۔ جب اس پہاڑ کے نزدیک پہنچے تو کہنے لگے کہ اے صالحؑ اپنے پروردگار سے سوال کرو کہ اسی وقت اس پہاڑ سے ایک بہت سُرخ بالوں والی اُونٹنی جو اتنی بڑی ہو کہ دس ماہ کا اُسے حمل بھی ہو اور ایک پہلو سے

ترجمہ، اور قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا۔ (تو) صالح نے کہا کہ اے قوم! خدا ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک معجزہ آ چکا ہے۔ (یعنی) یہی خدا کی اونٹنی تمہارے لیے معجزہ ہے۔ تو اسے (آزاد) چھوڑ دو کہ خدا کی زمین میں چرتی پھرے اور تم اسے بری نیت سے ہاتھ بھی نہ لگانا۔ ورنہ عذابِ الیم میں تمہیں پکڑ لے گا ﴿۷۳﴾ اور یاد تو کرو جب اس نے تم کو قوم عاد کے بعد سردار بنایا اور زمین پر آباد کیا کہ نرم زمین سے (مٹی لے لے کر) محل تعمیر کرتے ہو اور پہاڑوں کو تراش تراش کر گھر بناتے ہو۔ پس خدا کی نعمتوں کو یاد کرو اور زمین میں فساد نہ کرتے پھرو ﴿۷۴﴾ تو ان (بقیہ اگلے صفحے پر)

دُوسرے پہلو تک ثلث فرسخ لانبی ہو باہر لادے۔ حضرت صالحؑ نے فرمایا کہ تم نے مجھ سے
ایسی چیز کا سوال کیا جو میرے لئے تو دُشوار ہے مگر میرے پروردگار کے لئے سہل اور آسان
ہے۔ صالحؑ نے خدا سے دُعا کی تو اُسی وقت پہاڑ شگافتہ ہُوا اور ایک سخت آواز پیدا ہُوئی پھر
نزدیک تھا کہ جس کی شدّت سے عقلیں زائل ہو جائیں اور پہاڑ کو ایسا اضطراب ہُوا جیسے
ولادت کے وقت عورت بے چین ہوتی ہے۔ ناگاہ ناقہ کا سر اس شگاف سے ظاہر ہُوا۔ ابھی
پوری گردن باہر نہ آئی تھی کہ اس نے بولنا شروع کیا۔ پھر تمام بدن باہر آیا اور ٹھیک طور سے
وُہ استادہ ہُوئی جب اُن لوگوں نے یہ عجیب حالت مشاہدہ کی کہنے لگے کہ تمہارے پروردگار
نے کس قدر جلد تمہاری بات قبول کرلی۔ اُب سوال کرو کہ اس کا بچّہ بھی پیدا ہو۔ صالحؑ نے
دُعا کی اُسی وقت ناقہ سے بچّہ جدا ہُوا اور اس کے گرد پھرنے لگا۔ اس وقت صالحؑ نے کہا اے
قوم کیا کچھ اور باقی ہے؟ ان لوگوں نے کہا نہیں۔ اب آؤ اپنی قوم کے پاس واپس چلیں اور اُن
کو جو کچھ ہم نے دیکھا ہے اُس سے آگاہ کریں تا کہ وُہ لوگ تم پر ایمان لائیں۔ پھر یہ لوگ واپس
ہُوئے ابھی قوم کے پاس نہ پہنچے تھے کہ اُن میں سے چوسٹھ آدمی مرتد ہو گئے اور کہنے لگے کہ
صالحؑ نے جادو کیا۔ لیکن چھ اشخاص ثابت قدم رہے اور کہتے تھے کہ جو کچھ ہم نے دیکھا حق
تھا۔ بس اُن کے درمیان بات بڑھ گئی اور صالحؑ کی تکذیب کرنے والے پھر گئے اور ان چھ
شخصوں میں سے بھی ایک شخص شک میں مبتلا ہوا اور آخر تک ان میں موجود رہا یہاں تک

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، کی قوم میں سردار لوگ جو غرور رکھتے تھے غریب لوگوں سے جو ان میں
سے ایمان لے آئے تھے کہنے لگے بھلا تم یقین کرتے ہو کہ صالح اپنے پروردگار کی طرف بھیجے گئے
ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں جو چیز دے کر وہ بھیجے گئے ہیں ہم اس پر بلاشبہ ایمان رکھتے ہیں ﴿۷۵﴾ تو
(سرداران) مغرور کہنے لگے کہ جس چیز پر تم ایمان لائے ہو ہم تو اس کو نہیں مانتے ﴿۷۶﴾ آخر
انہوں نے اونٹنی (کی کونچوں) کو کاٹ ڈالا اور اپنے پروردگار کے حکم سے سرکشی کی اور کہنے لگے کہ
صالح! جس چیز سے تم ہمیں ڈراتے تھے اگر تم (خدا کے) پیغمبر ہو تو اسے ہم پر لے آؤ ﴿۷۷﴾ تو ان
کو بھونچال نے آ پکڑا اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے ﴿۷۸﴾ پھر صالح ان سے (ناامید
ہو کر) پھرے اور کہا کہ میری قوم! میں نے تم کو خدا کا پیغام پہنچا دیا اور تمہاری خیر خواہی کی مگر تم
(ایسے ہو کہ) خیر خواہوں کو دوست ہی نہیں رکھتے ﴿۷۹﴾

کہ ان لوگوں نے ناقہ کو پے کر دیا۔ راوی نے کہا میں نے شام میں اُس پہاڑ کو دیکھا کہ اس کا شگاف ایک میل ہے۔ ناقہ کے پہلو کی جگہ پہاڑ کے دونوں طرف باقی ہے جو اس میں اثر کر گئی تھی۔ سات مخلوق ایسی ہیں جو ماں کے پیٹ سے پیدا نہیں ہوئے ہیں، جس میں آدمؑ، حوّاؑ، گوسفند ابراہیمؑ، ناقہ صالحؑ، مار بہشت، وُہ کوّا جسے خدا نے اس لئے بھیجا کہ قابیل کو ہابیلؑ کے دفن کی تعلیم کرے اور ابلیس لعنۃ اللہ علیہ۔

قرآن میں اللہ تعالیٰ نے حضرت صالحؑ کی قوم کا قصّہ اور اس اُمّت کے جاہلوں کی نصیحت کے بارے میں جگہ جگہ بیان فرمایا ہے جو کہ ہر صفحے کے آخر میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے اور ان آیات کریمہ کا لفظی ترجمہ یہ ہے کہ ثمودیوں نے ڈرانے والے پیغمبروں کو دروغ سے نسبت دی اور کہنے لگے کہ اگر ہم اپنے جیسے ایک انسان کی متابعت کریں تو ہم ضرور گمراہی اور دیوانگی میں مبتلا ہو جائیں گے۔ حق تعالیٰ نے کسی قوم کو ہلاک نہیں کیا مگر پہلے پیغمبروں کو اُن کے پاس بھیجا تاکہ وُہ خدا کی حجت ان پر تمام کریں اسی طرح صالحؑ کی قوم پر بھی حجت کو پُورا کیا اور صالحؑ کو اُن کے طرف بھیجا اور اُنہوں نے اُن کو خدا کی طرف بُلایا لیکن ان لوگوں نے قبول نہ کیا بلکہ نہایت سختی کے ساتھ سرکشی کی اور کہنے لگے کہ ہم تم پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ ہمارے لئے اس پتھر سے شتر مادہ باہر نہ لاؤ گے۔ وُہ لوگ اس پتھر کی تعظیم اور پرستش کرتے تھے اور ہر سال اس کے گرد جمع ہو کر قربانیاں دیا کرتے تھے۔ حضرت صالحؑ سے ان لوگوں نے کہا کہ اگر تم پیغمبر اور رسُول ہو تو اپنے پروردگار سے دُعا کرو کہ ہمارے لئے اس پتھر سے ایک شتر مادہ جو دس ماہ کا حمل رکھتی ہو باہر لادے تو خدا نے اُن کی خواہش کے مطابق ایک ناقہ اُس پتھر سے ظاہر کیا اور صالحؑ کو وحی کی کہ اُن لوگوں

ترجمہ، اور (وادی) حجر کے رہنے والوں نے بھی پیغمبروں کی تکذیب کی ﴿۸۰﴾ ہم نے ان کو اپنی نشانیاں دیں اور وہ ان سے منہ پھرتے رہے ﴿۸۱﴾ اور وہ پہاڑوں کو تراش تراش کر گھر بناتے تھے (کہ) امن (واطمینان) سے رہیں گے ﴿۸۲﴾ تو چیخ نے ان کو صبح ہوتے ہوتے آپکڑا ﴿۸۳﴾ اور جو کام وہ کرتے تھے وہ ان کے کچھ بھی کام نہ آئے ﴿۸۴﴾ سورة الحجر

سے کہہ دو کہ خدا نے پانی ایک روز ناقہ کے لئے مخصوص کیا ہے اور ایک روز تم لوگوں کے لئے۔ اُونٹنی اپنے باری کے دن تمام پانی پی لیتی تھی۔ پھر لوگ اس کا دُودھ دوہتے اور تمام چھوٹے اور بڑے اس روز اس کے دودھ سے سیراب ہو جاتے تھے اور دُوسرے روز شہر کے لوگ اور تمام حیوانات پانی سے سیراب ہوتے تھے اور اس روز اونٹنی پانی نہیں پیتی تھی۔ اسی صورت سے جب تک خدا نے چاہا بسر ہُوئی۔ پھر ان لوگوں نے سرکشی کی اور آپس میں مشورہ کیا کہ اس ناقہ کو پے کر دو اور چین کرو۔ ہم اس پر راضی نہیں ہیں کہ ایک روز پانی اس کے لئے ہو اور ایک روز ہمارے لئے جو اُس کو مارے گا تو ہم اُس کو اُجرت دیں گے۔ یہ سُن کر ایک مرد سُرخ بالوں والا کبود چشم اُن کے پاس آیا جس کے باپ کا پتہ نہ تھا اُس کو قدار کہتے تھے۔ نہایت شقی اور اُن لوگوں کے لئے نحس تھا۔ ان لوگوں نے اُس کے لئے اُجرت مقرر کی۔ جب اونٹنی اپنی باری کے روز پانی کی طرف گئی اور پانی پی کر واپس ہُوئی تو اُس شخص نے اُس کو تلوار سے ایک ضربت لگائی جس کا کوئی اثر نہ ہُوا۔ پھر دُوسری ضربت لگا کر اُس کو مار ڈالا۔ وُہ ایک پہلو کے بل زمین پر گر پڑی تو اُس کا بچّہ پہاڑ پر بھاگا اور تین مرتبہ آسمان کی طرف مُنہ کر کے فریاد کی۔ پھر تمام قوم صالحؑ جمع ہُوئی اور ہر ایک نے اُس اُونٹنی کو ضربت لگانے میں شرکت کی اور اُس کے گوشت کو آپس میں تقسیم کر لیا اور کوئی چھوٹا اور بڑا باقی نہ رہا جس نے اُس کا گوشت نہ کھایا ہو۔ جب صالحؑ نے یہ حال ملاحظہ فرمایا تو اُن کے پاس آئے اور کہا لوگوں تم نے یہ کیا غضب کیا کہ اپنے پروردگار کی نافرمانی کی۔ اس وقت حق تعالیٰ نے صالحؑ کو وحی فرمائی کہ تمہاری قوم نے بغاوت اور سرکشی کی اور اونٹنی کا مار ڈالا جسے میں نے اُن کی طرف بھیجا تھا کہ اُن کے درمیان حجت ہو اور اس اُونٹنی کے رہنے سے اُن کا کوئی نقصان نہ تھا بلکہ اُن کے لئے بہُت بڑی نعمت تھی۔ لہٰذا اُن سے کہہ دو کہ میں اپنا عذاب تین روز میں بھیجوں گا

ترجمہ، اور ہم نے نشانیاں بھیجنی اس لئے موقوف کر دیں کہ اگلے لوگوں نے اس کی تکذیب کی تھی۔ اور ہم نے ثمود کو اونٹنی (نبوت صالح کی کھلی) نشانی دی۔ تو انھوں نے اس پر ظلم کیا اور ہم جو نشانیاں بھیجا کرتے ہیں تو ڈرانے کو ﴿۵۹﴾ سورۃ الاسراء

اگرانہوں نے توبہ نہ کی اور سرکشی سے باز نہ آئے تو ضرور اُن پر عذاب نازل کروں گا۔ صالحؑ اُن کے پاس آئے اور فرمایا کہ لوگو میں تمہارے پروردگار کا رسُول ہُوں وُہ فرماتا ہے کہ اگر توبہ کرلوگے اور سرکشی سے باز آؤگے اور استغفار کروگے تو تمہارے گناہ بخش دوں گا اور تمہاری توبہ قبول کروں گا۔ حضرتؑ نے جب اُن سے یہ فرمایا اُن کی بغاوت و سرکشی اور زیادہ ہُوئی۔ ان لوگوں نے کہا اے صالحؑ جو کچھ ہم سے وعدہ کرتے ہو اگر سچّے ہو تو لاؤ۔ صالحؑ نے فرمایا کہ یقیناً کل صبح تمہاری اس حالت میں ہوگی کہ تمہارے چہرے زرد ہوں گے اور دُوسرے روز سُرخ اور تیسرے روز تمہارے چہرے سیاہ ہوجائیں گے۔ غرض وعدہ کے مطابق پہلے روز صبح کو ان کے چہرے زرد ہوگئے۔ اس وقت ایک نے دُوسرے کے پاس جاکر کہا کہ صالحؑ نے جو کچھ کہا تھا وُہ عذاب تمہاری طرف آپہنچا۔ تو سرکشی و بغاوت کرنے والوں نے کہا کہ ہم لوگ صالحؑ کی بات کو قبول نہ کریں گے اور اُن کے قول کو نہ مانیں کے خواہ صبح ہو۔ پھر جب دُوسرا دن آیا اُن کے چہرے سُرخ ہوگئے۔ پھر اُن میں سے بعض لوگوں نے کہا کہ جو کچھ صالحؑ نے کہا تھا وُہ عذاب آگیا۔ لیکن اُن کے سرکشوں نے کہا کہ ہم ہلاک ہوجائیں گے مگر صالحؑ کی بات نہ مانیں گے اور اپنے خداؤں کی عبادت ترک نہ کریں گے۔ جن کی پرستش ہمارے باپ دادا کرتے تھے۔ نہ اُن لوگوں نے توبہ کی اور نہ اپنی سرکشی سے باز آئے۔ جب تیسرا روز آیا اُن کے چہرے سیاہ ہوگئے۔ پھر بعض نے بعض لوگوں کے پاس جاکر کہا کہ جو کچھ صالحؑ نے کہا سب واقع ہُوا اس وقت سب نے کہا کہ بیشک جو کچھ صالحؑ نے کہا تھا وُہ آن پہنچا۔ آخر جب نصف شب ہوئی جبرئیلؑ نے آکر ایک نعرہ کیا جس سے ان کے کانوں کے پردے پھُٹ گئے، ان کے قلوب شگافتہ ہوگئے اور جگر ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے۔ وُہ

ترجمہ، (قوم) ثمود نے اپنی سرکشی کے سبب (پیغمبر کو) جھٹلایا ﴿۱۱﴾ جب ان میں سے ایک نہایت
بدبخت اٹھا ﴿۱۲﴾ تو خدا کے پیغمبر (صالح) نے ان سے کہا کہ خدا کی اونٹنی اور اس کے پانی پینے کی
باری سے عذر کرو ﴿۱۳﴾ مگر انہوں نے پیغمبر کو جھٹلایا اور اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں تو خدا نے ان
کے گناہ کے سبب ان پر عذاب نازل کیا اور سب کو (ہلاک کرکے) برابر کردیا ﴿۱۴﴾ اور اس کو ان
کے بدلہ لینے کا کچھ بھی ڈر نہیں ﴿۱۵﴾ سورۃ الشمس

لوگ اُس تیسرے روز اپنا حنوط و کفن کر چکے تھے اور جانتے تھے کہ اب عذاب نازل ہوگا۔ غرض سب کے سب یکبارگی مر گئے اُن میں کوئی بولنے والا باقی نہ رہا۔ خدا نے ان سب کو ہلاک کر دیا اور ان کو صبح اس حالت میں ہُوئی کہ وہ اپنے مکانوں اور خوابگاہوں میں مُردہ پڑے تھے۔ پھر حق تعالیٰ نے اس آواز کے ساتھ ایک آگ آسمان سے نازل کی جس نے سب کو جلا دیا۔ روایت میں یہ بھی وارد ہُوا ہے کہ ناقہ کے پے کرنے کا سبب یہ تھا کہ ایک عورت تھی جس کو ملکہ کہتے تھے وُہ قوم ثمود کی ملکہ ہوگئی تھی۔ جب لوگوں نے صالحؑ کی طرف رُخ کیا اور ریاست ان حضرت کی طرف منتقل ہوئی ملکہ نے آنحضرتؑ پر حسد کیا۔ قطام نامی اُس قوم کی ایک عورت تھی جو قدار بن سالف کی معشوقہ تھی اور ایک دوسری عورت جس کا نام اقبال تھا اور وُہ مصدع کی معشوقہ تھی اور قدار اور مصدع ہر شب باہم بیٹھ کر شراب پیتے تھے۔ ان ملعونہ سے ملکہ نے کہا کہ اگر آج رات قدار اور مصدع تمہارے پاس آئیں تو اُنسے تم دونوں رنجیدگی ظاہر کرو اور کہو کہ ہم ناقہ و صالحؑ کے لئے مغموم و محزون ہیں

ترجمہ، (اور) قوم ثمود نے بھی پیغمبروں کو جھٹلا دیا ﴿۱۴۱﴾ جب ان سے ان کے بھائی صالح نے کہا کہ تم ڈرتے کیوں نہیں؟ ﴿۱۴۲﴾ میں تو تمہارا امانت دار ہوں ﴿۱۴۳﴾ تو خدا سے ڈرو اور میرا کہا مانو ﴿۱۴۴﴾ اور میں اس کا تم سے بدلہ نہیں مانگتا۔ میرا بدلہ (خدا) رب العالمین کے ذمے ہے ﴿۱۴۵﴾ کیا وہ چیزیں (تمہیں یہاں میسر) ہیں ان میں تم بے خوف چھوڑ دیئے جاؤ گے ﴿۱۴۶﴾ (یعنی) باغ اور چشمے ﴿۱۴۷﴾ اور کھیتیاں اور کھجوریں جن کے خوشے لطیف و نازک ہوتے ہیں ﴿۱۴۸﴾ اور تکلف سے پہاڑوں میں تراش خراش کر گھر بناتے ہو ﴿۱۴۹﴾ تو خدا سے ڈرو اور میرے کہنے پر چلو ﴿۱۵۰﴾ اور حد سے تجاوز کرنے والوں کی بات نہ مانو ﴿۱۵۱﴾ جو ملک میں فساد کرتے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے ﴿۱۵۲﴾ وہ کہنے لگے کہ تم تو جادو زدہ ہو ﴿۱۵۳﴾ تم اور کچھ نہیں ہماری طرح آدمی ہو۔ اگر سچے ہو تو کوئی نشانی پیش کرو ﴿۱۵۴﴾ صالح نے کہا (دیکھو) یہ اونٹنی ہے (ایک دن) اس کی پانی پینے کی باری ہے اور ایک معین روز تمہاری باری ﴿۱۵۵﴾ اور اس کو کوئی تکلیف نہ دینا (نہیں تو) تم کو سخت عذاب آ پکڑے گا ﴿۱۵۶﴾ تو انہوں نے اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں پھر نادم ہوئے ﴿۱۵۷﴾ سو ان کو عذاب نے آن پکڑا۔ بے شک اس میں نشانی ہے۔ اور ان میں اکثر ایمان لانے والے نہیں تھے ﴿۱۵۸﴾ اور تمہارا پروردگار تو غالب (اور) مہربان ہے ﴿۱۵۹﴾

جب تک تم ناقہ کو پے نہ کرو گے ہم تم سے خوش نہ ہوں گے۔ جب قدار اور مصدع اُن کے پاس آئے تو اُنہوں نے دونوں نے یہ بات کہی ان دُونوں نے قبول کیا کہ ناقہ کو پے کریں گے۔ سات شخصوں کو اور اپنا ہم خیال بنایا پھر ناقہ کو پے کیا جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ شہر میں نو اشخاص تھے جو زمین میں فساد کرتے تھے اور اصلاح نہیں ہونے دیتے تھے۔ جب ناقہ کے پاؤں قطع کر چکے تو وہی نو آدمی جنہوں نے ناقہ کو پے کیا تھا کہنے لگے کہ آؤ صالحؑ کو بھی مار ڈالیں کیونکہ اگر اُس نے عذاب کی خبر سچ بیان کی ہے تو ہم اس سے پہلے ہی قتل کر چکے ہوں گے اور اگر اُس نے غلط کہا ہے تو ناقہ کے پاس اُسے بھی پہنچا چکے ہوں گے۔ یہ مشورہ کر کے رات کو وُہ اُس غار پر آئے جہاں آپؑ عبادت کرتے تھے تو حق تعالیٰ نے فرشتوں کو بھیجا

ترجمہ، اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو (بھیجا) تو انہوں نے کہا کہ قوم! خدا ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ اسی نے تم کو زمین سے پیدا کیا اور اس میں آباد کیا تو اس سے مغفرت مانگو اور اس کے آگے توبہ کرو۔ بے شک میرا پروردگار نزدیک (بھی ہے اور دعا کا) قبول کرنے والا (بھی) ہے ﴿۶۱﴾ انہوں نے کہا کہ صالح اس سے پہلے ہم تم سے (کئی طرح کی) امیدیں رکھتے تھے (اب وہ منقطع ہو گئیں) کیا تم ہم کو ان چیزوں کے پوجنے سے منع کرتے ہو جن کو ہمارے بزرگ پوجتے آئے ہیں؟ اور جس بات کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو، اس میں ہمیں قوی شبہ ہے ﴿۶۲﴾ صالح نے کہا اے قوم! بھلا دیکھو تو اگر میں اپنے پروردگار کی طرف سے کھلی دلیل پر ہوں اور اس نے مجھے اپنے ہاں سے (نبوت کی) نعمت بخشی ہو تو اگر میں خدا کی نافرمانی کروں تو اس کے سامنے میری کون مدد کرے گا؟ تم تو (کفر کی باتوں سے) میرا نقصان کرتے ہو ﴿۶۳﴾ اور یہ بھی کہا کہ اے قوم! یہ خدا کی اونٹنی تمہارے لیے ایک نشانی (یعنی معجزہ) ہے تو اس کو چھوڑ دو کہ خدا کی زمین میں (جہاں چاہے) چرے اور اس کو کسی طرح کی تکلیف نہ دینا ورنہ تمہیں جلد عذاب آ پکڑے گا ﴿۶۴﴾ مگر انہوں نے اس کی کانچیں کاٹ ڈالیں۔ تو (صالح نے) کہا کہ اپنے گھروں میں تم تین دن (اور) فائدہ اٹھالو۔ یہ وعدہ ہے کہ جھوٹا نہ ہو گا ﴿۶۵﴾ جب ہمارا حکم آگیا تو ہم نے صالح کو اور جو لوگ ان کے ساتھ ایمان لائے تھے ان کو اپنی مہربانی سے بچا لیا۔ اور اس دن کی رسوائی سے (محفوظ رکھا)۔ بے شک تمہارا پروردگار طاقتور اور زبردست ہے ﴿۶۶﴾ اور جن لوگوں نے ظلم کیا تھا ان کو چنگھاڑ (کی صورت میں عذاب) نے آ پکڑا تو وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے ﴿۶۷﴾ گویا کبھی ان میں بسے ہی نہ تھے۔ سن رکھو کہ ثمود نے اپنے پروردگار سے کفر کیا۔ اور سن رکھو ثمود پر پھٹکار ہے ﴿۶۸﴾

سورة هود

جنہوں نے آپؑ کی حفاظت کی اور اُن لوگوں کو پتھر سے مار مار کر ہلاک کر ڈالا۔

ترجمہ، پھر اگر یہ منہ پھیر لیں تو کہہ دو کہ میں تم کو ایسے چنگھاڑ (کے عذاب) سے آگاہ کرتا ہوں جیسے عاد اور ثمود پر چنگھاڑ (کا عذاب آیا تھا) ﴿۱۳﴾ جب ان کے پاس پیغمبر ان کے آگے اور پیچھے سے آئے کہ خدا کے سوا (کسی کی) عبادت نہ کرو۔ کہنے لگے کہ اگر ہمارا پروردگار چاہتا تو فرشتے اُتار دیتا سو جو تم دے کر بھیجے گئے ہو ہم اس کو نہیں مانتے ﴿۱٤﴾ جو عاد تھے وہ ناحق ملک میں غرور کرنے لگے اور کہنے لگے کہ ہم سے بڑھ کر قوت میں کون ہے؟ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ خدا جس نے ان کو پیدا کیا وہ ان سے قوت میں بہت بڑھ کر ہے۔ اور وہ ہماری آیتوں سے انکار کرتے رہے ﴿۱۵﴾ تو ہم نے بھی ان پر نحوست کے دنوں میں زور کی ہوا چلائی تاکہ ان کو دنیا کی زندگی میں ذلت کے عذاب کا مزہ چکھا دیں۔ اور آخرت کا عذاب تو بہت ہی ذلیل کرنے والا ہے اور (اس روز) ان کو مدد بھی نہ ملے گی ﴿۱٦﴾ اور جو ثمود تھے ان کو ہم نے سیدھا رستہ دکھا دیا تھا مگر انہوں نے ہدایت کے مقابلے میں اندھا دھند رہنا پسند کیا تو ان کے اعمال کی سزا میں کڑک نے ان کو آ پکڑا۔ اور وہ ذلت کا عذاب تھا ﴿۱۷﴾ اور جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے رہے ان کو ہم نے بچا لیا ﴿۱۸﴾ سورۃ حٰمٓ السجدۃ

ترجمہ، اور عاد اور ثمود کو بھی (ہم نے ہلاک کر دیا) چنانچہ اُن کے (ویران گھر) تمہاری آنکھوں کے سامنے ہیں اور شیطان نے اُن کے اعمال ان کو آراستہ کر دکھائے اور ان کو (سیدھے) رستے سے روک دیا۔ حالانکہ وہ دیکھنے والے (لوگ) تھے ﴿۳۸﴾ سورۃ العنکبوت

ترجمہ، اور (قوم) ثمود (کے حال) میں (نشانی ہے) جب ان سے کہا گیا کہ ایک وقت تک فائدہ اٹھا لو ﴿٤۳﴾ تو انہوں نے اپنے پروردگار کے حکم سے سرکشی کی۔ سو ان کو کڑک نے آ پکڑا اور وہ دیکھ رہے تھے ﴿٤٤﴾ پھر وہ نہ تو اُٹھنے کی طاقت رکھتے تھے اور نہ مقابلہ ہی کر سکتے تھے ﴿٤۵﴾

سورۃ الذاریات

ترجمہ، کھڑ کھڑانے والی (جس) کو ثمود اور عاد (دونوں) نے جھٹلایا ﴿٤﴾ سو ثمود تو کڑک سے ہلاک کر دیئے گئے ﴿۵﴾ سورۃ الحاقۃ

ترجمہ، (یعنی) فرعون اور ثمود کا ﴿۱۸﴾ لیکن کافر (جان بوجھ کر) تکذیب میں (گرفتار) ہیں ﴿۱۹﴾ اور خدا (بھی) ان کو گرداگرد سے گھیرے ہوئے ہے ﴿۲۰﴾ سورۃ البروج

حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے حالات

حضرت ابراہیمؑ کے واقعات کو بیان کرنے سے پہلے کچھ باتوں کی واضحات کرنا ضروری ہے کہ آزرابراہیمؑ کا باپ تھااور یہی عامہ میں مشہور بھی ہے لیکن علمائے شیعہ میں یہ مشہور ہے بلکہ اجماع ہے کہ آزرابراہیمؑ کا باپ نہ تھابلکہ ان کے والد تارخ تھے اور وہ مسلمان تھے اور اکابر علماء کے ایک گروہ نے علمائے امامیہ کے اجماع کا دعوٰے اس پر کیا ہے اور بہت سی حدیثیں بھی وارد ہوئی ہیں کہ آدمؑ سے حضرت رسُولؐ اکرم تک تمام انبیاء و مرسلین کے باپ مسلمان تھے اور سب کے سب انبیاء و اوصیاتھے۔ اور چونکہ ابراہیمؑ آنحضرتؐ کے جدّ بزرگ تھے، لہٰذااُن کے والد کو بھی مسلمان ہوناچاہیئے۔ارباب نسب کا بھی اسی پراتفاق ہے کہ آنحضرتؑ کے والد تارّخ تھے۔لہٰذاقرآن مجیداوراکثر حدیثوں میں جو آزرکو باپ کہاگیاہے وُہ مجاز کے طورپر ہے کیونکہ وہ آنحضرتؑ کا چچاتھا۔اور عرب میں یہ رواج ہے کہ چچاکو باپ کہتے ہیں اور تارّخ کی وفات کے بعداُن کی والدہ سے عقد کیاہو اور آنحضرتؑ کی تربیت کی ہو،اسی سبب سے اس کو باپ کہاگیاہے۔اور بعض حدیثیں جو قابل تاویل نہیں ہیں ممکن ہے کہ وُہ تقیہ پر محمول ہوں۔دُوسرے یہ کہ حق تعالٰی نے ابراہیمؑ کے قصّہ میں فرمایاہے۔جس کا مضمون حدیث کے موافق یہ ہے کہ جب اُن کی قوم نے عیدگاہ جانا چاہاابراہیمؑ نے ستاروں پر نظر کی اور کہامیں بیمار ہوں اور اُن لوگوں کے ساتھ نہ گئے،اور پھر ان بتوں کو توڑا۔ یہ کلام کس وجہ سے تھا۔ آیا سچ تھا یا جُھوٹ۔بعضوں نے کہاہے کہ آنحضرتؑ کو باری کا بخار عارض ہوتاتھااس لئے ستاروں پر نظرکرکے کہاکہ یہ میری توبہ کا وقت ہے مجھے بخار آئے گااور میں باہر نہیں آسکوں گا۔اور بعض لوگوں نے کہاہے کہ چونکہ

ترجمہ،اور جب ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی قوم کے لوگوں سے کہاکہ جن چیزوں کو تم پوجتے ہو میں ان سے بیزار ہوں ﴿۲۶﴾ ہاں جس نے مجھ کو پیداکیاوہی مجھے سیدھارستہ دکھائے گا ﴿۲۷﴾ اور یہی بات اپنی اولاد میں پیچھے چھوڑگئے تاکہ وہ (خداکی طرف) رجوع کریں ﴿۲۸﴾ الزخرف

وُہ لوگ منجمّ تھے، حضرت ابراہیمؑ نے بھی اُن کے طریقہ کے موافق ستاروں کو دیکھ کر فرمایا کہ میں بیمار ہوں، یا واقعہ یا بر سبیل مصلحت و عذر فرمایا اور ایسا کلام جو خلاف واقع ہوتا ہے بر سبیل مصلحت کہا جاتا ہے۔ توریہ کے طور پر اُس میں صحیح بات کا ارادہ ہوتا ہے۔ وُہ جُھوٹ نہیں ہوتا اور جائز ہے۔ بلکہ بہت سے مقامات پر اپنے نفس یا اپنے مال یا اپنی غرض یا دُوسری معقول ضرورت کی حفاظت کے لئے واجب ہوتا ہے۔ اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ آنحضرتؑ نے جب ستاروں پر نظر کی جو صانع کی وحدت و صفات کمالیہ کے وجود پر دلالت کرتے ہیں۔ اور اپنی قوم کو دیکھا کہ ستاروں اور بتوں کی پرستش کرتے ہیں تو فرمایا کہ میرا دل بیمار ہے اور اپنی قوم کی ضلالت سے مجھے اندوہ و غم ہے اور بہت سی معتبر حدثیوں کا ظاہر یہ ہے کہ یہ کلام مصلحت کے سبب سے تھا جس کی وجہ مذکور ہُوئی یا یہ ہو کہ حضرتؑ نے توریہ فرمایا جس کے ظاہری مفہوم کی وجہ سے لوگوں نے معنٰی نہ سمجھا اور آنحضرتؑ کی واقعی غرض صحیح تھی۔ چنانچہ حدیث معتبر میں منقول ہے کہ لوگوں نے حضرت صادقؑ سے پُوچھا کہ ابراہیمؑ نے کس طرح کہا کہ میں بیمار ہوں؟ فرمایا کہ وُہ بیمار نہ تھے اور آپؑ نے جُھوٹ بھی نہیں کہا۔ اُن کی غرض یہ تھی کہ میں اپنے دین میں بیمار ہوں اور دین حق کی تلاش کرتا ہوں یا اس کا علاج طلب کرتا ہوں تاکہ دین باطل کو زائل کردوں۔ اور دُوسری روایت میں وارد ہُوا ہے۔ یعنی میں بیمار ہوں اور جو شخص کہ مرنے کی حالت میں مجبُور ہے وُہ بیماری کی حالت میں بھی

ترجمہ، اور ان ہی کے پیروؤں میں ابراہیم تھے ﴿۸۳﴾ جب وہ اپنے پروردگار کے پاس (عیب سے) پاک دل لے کر آئے ﴿۸٤﴾ جب انہوں نے اپنے باپ سے اور اپنی قوم سے کہا کہ تم کن چیزوں کو پوجتے ہو؟ ﴿۸۵﴾ کیوں جھوٹ (بنا کر) خدا کے سوا اور معبودوں کے طالب ہو؟ ﴿۸٦﴾ بھلا پروردگار عالم کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ ﴿۸۷﴾ تب انہوں نے ستاروں کی طرف ایک نظر کی ﴿۸۸﴾ اور کہا میں تو بیمار ہوں ﴿۸۹﴾ تب وہ ان سے پیٹھ پھیر کر لوٹ گئے ﴿۹۰﴾ پھر ابراہیم ان کے معبودوں کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے کہ تم کھاتے کیوں نہیں؟ ﴿۹۱﴾ تمہیں کیا ہوا ہے تم بولتے نہیں؟ ﴿۹۲﴾ پھر ان کو داہنے ہاتھ سے مارنا (اور توڑنا) شروع کیا ﴿۹۳﴾ تو وہ لوگ ان کے پاس دوڑے ہوئے آئے ﴿۹٤﴾ انہوں نے کہا کہ تم ایسی چیزوں کو کیوں پوجتے ہو جن کو خود تراشتے ہو؟ ﴿۹۵﴾ حالانکہ تم کو اور جو تم بناتے ہو اس (بقیہ اگلے صفحے پر)

مجبُور ہوتا ہے۔اور دُوسری روایت میں ہے کہ حضرتؑ نے جب نجوم میں اُس علم کے ذریعہ سے جو خدا نے آپؑ کو عطا فرمایا تھا نظر کی اور واقعہ کربلا اور شہادت امام حسینؑ سے مطلع ہُوئے فرمایا کہ میں بیمار ہوں۔یعنی میرا دل غمگیں و بیمار ہے اس واقعہ کے لئے۔تیسرے یہ کہ جب ثابت ہو چکا کہ پیغمبران خدا ابتدائے عُمر سے آخر عمر تک معصوم ہیں تو جس وقت کہ آپؑ نے زہرہ و مشتری اور آفتاب و ماہتاب کو دیکھا کہ اُن کی قوم اُن کی پرستش کرتی تھی تو فرمایا"ھذا ربی" یہ میرا پروردگار ہے۔اور یہ بات بظاہر کفر ہے۔یہ قول کیا معنٰی رکھتا ہے۔اس شبہہ کا چند طریقہ پر جواب ہو سکتا ہے۔اوّل یہ کہ یہ ایسی بات ہوتی ہے جو اپنے نفس سے غور و خوض کے موقع پر کی جاتی ہے۔چنانچہ کوئی شخص کسی مسلہ میں غور کرتا ہے۔تو ایک شق کو سامنے رکھ کر خیال کرتا ہے کہ اگر ایسا ہو گا تو پھر ایسا ہو گا اور اس کے بعد فکر کرتا ہے جس سے اُس کا صحیح اور باطل ہونا ظاہر ہو جاتا ہے اور حضرت صادقؑ کی حدیث اس کی تائید کرتی ہے کہ لوگوں نے آپؑ سے دریافت کیا کہ کیا ابراہیمؑ خدا کے ہوا (ستاروں کو) ھذا ربی کہنے سے (معاذاللہ) کافر ہو گئے فرمایا کہ اگر آج کوئی شخص ایسی بات کہے تو کافر ہو جائے گا۔لیکن ابراہیمؑ سے شرک نہیں ہُوا کیوں کہ وُہ اپنے پروردگار کی تلاش میں تھے یعنی دُوسروں کو سمجھنا چاہتے تھے۔اور دُوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ ابراہیمؑ کے سوا کوئی شخص اگر دین حق کی جستجو اور فکر میں ایسی بات کہے تو وہ ابراہیمؑ کے ایسا ہے۔اور اس وجہ پر بہت سی حدیثیں

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، کو خدا ہی نے پیدا کیا ہے ﴿۹۶﴾ وہ کہنے لگے کہ اس کے لئے ایک عمارت بناؤ پھر اس کو آگ کے ڈھیر میں ڈال دو ﴿۹۷﴾ غرض انہوں نے ان کے ساتھ ایک چال چلنی چاہی اور ہم نے ان ہی کو زیر کر دیا ﴿۹۸﴾ اور ابراہیم بولے کہ میں اپنے پروردگار کی طرف جانے والا ہوں وہ مجھے رستہ دکھائے گا ﴿۹۹﴾ اے پروردگار مجھے (اولاد) عطا فرما (جو) سعادت مندوں میں سے (ہو) ﴿۱۰۰﴾ تو ہم نے ان کو ایک نرم دل لڑکے کی خوشخبری دی ﴿۱۰۱﴾ جب وہ ان کے ساتھ دوڑنے (کی عمر) کو پہنچا تو ابراہیم نے کہا کہ بیٹا میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ (گویا) تم کو ذبح کر رہا ہوں تو تم سوچو کہ تمہارا کیا خیال ہے؟ انہوں نے کہا کہ ابا جو آپ کو حکم ہوا ہے وہی کیجیئے خدا نے چاہا تو آپ مجھے صابروں میں پایئے گا ﴿۱۰۲﴾ جب دونوں نے حکم مان لیا اور (بقیہ اگلے صفحے پر)

ولالت کرتی ہیں۔ وجہ دوم یہ کہ یہ ایسی بات تھی جس سے بظاہر تصدیق کا خیال ہوتا ہے لیکن مراد فرض اور تقدیر سے تھی اور حضرتؑ نے مصلحت کی بنا پر ایسا فرمایا تھا۔ کیوں کہ اگر پہلے ہی انکار کردیتے تو قوم آپؑ سے متنفّر ہو جاتی اور آپؑ کی حجت قبول نہ کرتی۔ اس لئے ابتداء میں اُن سے موافقت کی اور یہ بات فرمائی۔ غرض یہ تھی کہ اگر فرض کرلوں کہ میرا پروردگار یہ ہے تو ہو سکتا ہے اس کے بعد استدلال کیا کہ نہیں ہو سکتا اور اُن پر حجّت تمام کی اور اس کی وجہ حضرت صادقؑ کی وُہ حدیث ہے کہ حضرتؑ نے فرمایا وہ کلام دراصل ابراہیمؑ کا نہ تھا بلکہ دُوسرے جو کہتے تھے ان کی نقل تھی۔ وجہ سوم یہ کہ آپؑ کا یہ قول سوال کے طریقہ پر تھا اور سوال یا حقیقتہً کسی چیز کے دریافت کرنے کے لئے ہوتا ہے یا کبھی انکار کے طریقہ پر۔ یعنی کیا تم کہتے ہو کہ یہ میرا پروردگار ہے جیسا کہ معتبر سند کے ساتھ منقول ہے کہ مامون نے امام رضاؑ سے اسی آیت کی تفسیر دریافت کی فرمایا کہ اُس وقت تین جماعت تھی۔ ایک زہرہ کی پرستش کرتی تھی، ایک ماہتاب کی اور ایک آفتاب کی۔ جس وقت ابراہیمؑ غار سے باہر آئے تھے جس میں کہ آپؑ کو ولادت کے وقت سے پوشیدہ رکھا تھا۔ رات کی تاریکی پھیل گئی تھی۔ آپؑ نے زہرہ کو دیکھا تو اقرار و تصدیق کی بنا پر نہیں بلکہ انکار کے طور پر فرمایا کہ یہ میرا پروردگار ہے۔ جب ستارہ غروب ہو گیا کہا میں غروب ہونے والوں کو دوست نہیں رکھتا کیوں کہ پوشیدہ ہونا اور غروب ہونا حادث کی صفت ہے قدیم واجب الوجود بالذات کی صفت

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل لٹا دیا (۱۰۳) تو ہم نے ان کو پکارا کہ اے ابراہیم (۱۰۴) تم نے خواب کو سچا کر دکھایا۔ ہم نیکو کاروں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں (۱۰۵) بلاشبہ یہ صریح آزمائش تھی (۱۰۶) اور ہم نے ایک بڑی قربانی کو ان کا فدیہ دیا (۱۰۷) اور پیچھے آنے والوں میں ابراہیم کا (ذکر خیر باقی) چھوڑ دیا (۱۰۸) کہ ابراہیم پر سلام ہو (۱۰۹) نیکو کاروں کو ہم ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں (۱۱۰) وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھے (۱۱۱) اور ہم نے ان کو اسحاق کی بشارت بھی دی (کہ وہ) نبی (اور) نیکو کاروں میں سے (ہوں گے) (۱۱۲) اور ہم نے ان پر اور اسحاق پر برکتیں نازل کی تھیں۔ اور ان دونوں اولاد کی میں سے نیکو کار بھی ہیں اور اپنے آپ پر صریح ظلم کرنے والے (یعنی گنہگار) بھی ہیں (۱۱۳)

نہیں ہے۔ پھر نورانی چاند کو طالع دیکھا تو انکار و خبر دینے کے طریقہ سے کہا کہ یہ میرا پروردگار ہے۔ جب وُہ بھی غروب ہو گیا تو فرمایا اگر میرا پروردگار میری ہدایت نہ کرتا تو یقیناً میں گمراہ ہو جاتا۔ امامؑ نے فرمایا یعنی اگر خدا میری ہدایت نہ کرتا تو میں گمراہوں کی جماعت سے ہو جاتا۔ پھر جب صبح ہُوئی اور آفتاب طلوع ہُوا، انکار کے طور پر اور آگاہ کرنے کے طریقہ سے اور خبر دینے اور اقرار کرنے کے سوال کے طریقہ سے فرمایا کہ یہ میرا پروردگار ہے۔ یہ زہرہ اور چاند سے بڑا ہے، جب آفتاب غروب ہو گیا تینوں گردہوں سے جو زہرہ چاند اور آفتاب کی پرستش کرتے تھے فرمایا کہ اے میری قوم والو جو کچھ تم خدا کا شریک قرار دیتے ہو، میں اُس سے بیزار ہوں۔ میں نے تو اپنا مُنہ جان اور دل اُس خدا کی طرف کر لیا ہے جو آسمانوں اور زمینوں کو عدم سے وجود میں لایا میں خدا کے لئے خالص اور تمام باطل دینوں سے متنفر ہوں اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں۔ ممکن ہے ابراہیمؑ کی غرض جو کچھ آپؑ نے پہلے کہا اس سے یہ ہو کہ ان بے دینوں پر ان کے دین کا باطل ہونا ظاہر ہو جائے اور آپؑ ان پر یہ ثابت کر دیں کہ اُس چیز کا پُوجنا سزاوار اور مناسب نہیں جو زہرہ، ماہتاب اور آفتاب کے ایسی صفت رکھتی ہو، بلکہ اُس کی پرستش کرنا چاہیے جس نے ان سب کو آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا ہے۔ اور یہ حجّت جو آپؑ نے اپنی قوم پر تمام کی ان حجتوں میں سے تھی جن کو خدا نے آپؑ کو الہام فرمایا تھا۔ جیسا کہ خدا نے اس قصّہ کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ یہ وُہ حجّت ہے جو میں نے ابراہیمؑ کو ان کی قوم پر عطا کی۔ مامون نے کہا یا بن رسُولؐ اللہ خدا آپؑ کو جزائے خیر دے کہ آپؑ نے میرے دل کی گرہ کھول دی۔

منقول ہے کہ آزر پدر ابراہیمؑ کنعان کا بیٹا تھا جو نمرود کا منجم تھا اور نمرود بغیر اُس

ترجمہ، اور (وہ وقت بھی یاد کرنے کے لائق ہے) جب ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کہا کہ تم بتوں کو کیا معبود بناتے ہو۔ میں دیکھتا ہوں کہ تم اور تمہاری قوم صریح گمراہی میں ہو ﴿۷۴﴾ اور ہم اس طرح ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کے عجائبات دکھانے لگے تاکہ وہ خوب یقین کرنے والوں میں ہو جائیں ﴿۷۵﴾ (یعنی) جب رات نے ان کو (پردۂ تاریکی سے) ڈھانپ لیا (تو آسمان میں) ایک ستارا نظر پڑا۔ کہنے لگے یہ میرا پروردگار ہے۔ جب وہ غائب ہو گیا تو کہنے لگے کہ (بقیہ اگلے صفحے پر)

کی رائے کے کوئی کام نہیں کرتا تھا اس لئے ایک رات ستاروں پر نظر کی اور نمرود سے کہا کہ حساب نجوم سے مجھ کو معلوم ہُوا ہے کہ اس زمانہ میں ایک مرد پیدا ہو گا جو اس دین کو باطل کرے گا اور لوگوں کو دُوسرے دین پر بُلائے گا۔ نمرود نے کہا کس شہر میں پیدا ہو گا؟ اُس نے کہا اسی شہر میں۔ نمرود کا محل کوثاریا میں تھا جو کوفہ کے موضعات میں سے ایک موضع ہے۔ نمرود نے پُوچھا کہ کیا وُہ شخص پیدا ہو چکا ہے؟ آزر نے کہا نہیں۔ تو نمرود نے کہا کہ مناسب ہے کہ مردوں اور عورتوں میں جُدائی ڈلوادوں۔ پھر اُس نے حکم دے دیا کہ مردوں سے عورتوں کو جُدا کر دیا جائے۔ لیکن ابراہیمؑ کی ماں حاملہ ہُوئیں اور ان کا حمل ظاہر نہ ہُوا ، اور خدا نے ان کے حمل کو بجائے شکم کے ان کی پشت میں قرار دیا۔ جب ولادت کا زمانہ قریب آیا آپ کی ماں نے آزر سے کہا کہ مجھ کو کوئی بیماری ہے یا حیض شروع ہُوا ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ تم سے علیٰحدہ رہوں۔ اس زمانہ میں یہ قاعدہ تھا کہ حیض یا مرض کی حالت میں عورتیں شوہروں سے الگ رہتی تھیں۔ غرض وُہ گھر سے نکل کر ایک غار میں چلی گئیں اور آپؑ وہیں پیدا ہُوئے۔ آپؑ کا کوثاریا میں پیدا ہوئے تھے جو کوفہ کے مقامات میں تھا۔ آپؑ کے باپ بھی وہیں کے رہنے والے تھے۔ آپؑ کی ماں اور لوطؑ کی والدہ دونوں بہنیں تھیں یعنی سارہ اور ورقہ ، یہ دونوں لاحج کی بیٹیاں تھیں جو عذاب الٰہی سے ڈرانے والے پیغمبر تھے لیکن رُسول نہ تھے۔ آپؑ کی پیدائش ماہ ذی الحجہ کی پہلی تاریخ، غروب آفتاب سے شب ہونے کے قریب

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، مجھے غائب ہو جانے والے پسند نہیں ﴿۷۶﴾ پھر جب چاند کو دیکھا کہ چمک رہا ہے تو کہنے لگے یہ میرا پروردگار ہے۔ لیکن جب وہ بھی چھپ گیا تو بول اٹھے کہ میرا پروردگار مجھے سیدھا رستہ نہیں دکھائے گا تو میں ان لوگوں میں ہو جاؤں گا جو بھٹک رہے ہیں ﴿۷۷﴾ پھر جب سورج کو دیکھا کہ جگمگا رہا ہے تو کہنے لگے میرا پروردگار یہ ہے یہ سب سے بڑا ہے۔ مگر جب وہ بھی غروب ہو گیا تو کہنے لگے لوگو! جن چیزوں کو تم (خدا کا) شریک بناتے ہو میں ان سے بیزار ہوں ﴿۷۸﴾ میں نے سب سے یکسو ہو کر اپنے تئیں اسی ذات کی طرف متوجہ کیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں ﴿۷۹﴾ اور ان کی قوم ان سے بحث کرنے لگی تو انہوں نے کہا کہ تم مجھ سے خدا کے بارے میں (کیا) بحث کرتے ہو اس نے تو مجھے سیدھا رستہ دکھا دیا ہے۔ اور جن چیزوں کو تم اس کا شریک بناتے

(بقیہ اگلے صفحے پر)

ہوئی۔ جب آپؑ پیدا ہوئے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو چہرے پر ملا اور کئی بار "اشھد ان لاالہ الا اللہ" فرمایا اور کپڑے لے کر پہن لیا اور آپؑ اُن پیغمبروں میں سے ہیں جو ختنہ شدہ پیدا ہُوئے، (آپؑ وُہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے لوگوں کو ختنہ کرنے کا حکم دیا اور آپؑ ہی وُہ پہلے شخص تھے جس نے پہلی بار پیر میں نعلین پہنی)۔ الغرض اس عجیب حال کے مشاہدہ سے ان کی ماں پر سخت خوف طاری ہوا تو انہوں نے آپؑ کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر وہیں چھوڑا اور غار کے دروازے کو پتھر سے بند کر دیا اور اپنے گھر واپس آئیں۔ خداوند قادر و حکیم نے ابراہیمؑ کے لئے ان کے انگوٹھے میں دُودھ پیدا کر دیا وُہ اُسے چوسا کرتے تھے۔ کبھی کبھی اُن کی ماں اُن کے پاس آتی رہتی تھیں۔ نمرود نے ہر حاملہ عورت پر قابلہ مقرر کر رکھا تھا کہ جو لڑکا پیدا ہو اُس کو مار ڈالیں۔ لہٰذا ابراہیمؑ کی والدہ نے مارے جانے کے خوف سے ان کو غار میں پوشیدہ کر دیا تھا۔ ابراہیمؑ کشادہ سینہ اور بلند پیشانی رکھتے تھے اور آپؑ کا قد ایک روز میں اس قدر بڑھتا تھا جس قدر دُوسرے بچّے ایک ماہ میں بڑھتے ہیں یہاں تک کہ غار ہی میں آپ تیرہ سال کے ہُوئے۔ ایک مرتبہ جب آپ کی والدہ آپ کو دیکھنے گیئں اور وہاں سے واپس ہونا چاہا تو ابراہیمؑ نے اُن کو پکڑ لیا اور کہا مادر گرامی مجھ کو بھی باہر لے چلیئے۔ انہوں نے کہا کہ اگر بادشاہ کو معلوم ہو جائے گا کہ تم اس زمانہ میں پیدا ہوئے ہو تو تم کو مار ڈالے گا۔ جب ابراہیمؑ کی ماں چلی گیئں تو ابراہیمؑ خود غار سے باہر آئے اُس وقت آفتاب غروب ہو چکا تھا اور

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، ہو میں ان سے نہیں ڈرتا۔ ہاں جو میرا پروردگار چاہے۔ میرا پروردگار اپنے علم سے ہر چیز پر احاطہ کئے ہوئے ہے۔ کیا تم خیال نہیں کرتے۔ ﴿۸۰﴾ بھلا میں ان چیزوں سے جن کو تم (خدا کا) شریک بناتے ہو کیونکر ڈروں جب کہ تم اس سے نہیں ڈرتے کہ خدا کے ساتھ شریک بناتے ہو جس کی اس نے کوئی سند نازل نہیں کی۔ اب دونوں فریق میں سے کون سا فریق امن (اور جمعیت خاطر) کا مستحق ہے۔ اگر سمجھ رکھتے ہو (تو بتاؤ) ﴿۸۱﴾ جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو (شرک کے) ظلم سے مخلوط نہیں کیا ان کے امن (اور جمعیت 2 خاطر) ہے اور وہی ہدایت پانے والے ہیں ﴿۸۲﴾ اور یہ ہماری دلیل تھی جو ہم نے ابراہیم کو ان کی قوم کے مقابلے میں عطا کی تھی۔ ہم جس کے چاہتے ہیں درجے بلند کر دیتے ہیں۔ بے شک تمہارا پروردگار دانا اور خبردار ہے ﴿۸۳﴾

ستارہ زہرہ چمک رہا تھا۔ حضرتؑ نے اُسے دیکھ کر فرمایا کیا یہ میرا پروردگار ہے۔ جب وُہ غروب ہو گیا کہا اگر یہ میرا خدا ہوتا، تو حرکت نہ کرتا اور غائب نہ ہوتا۔ میں غروب ہونے والوں کو دوست نہیں رکھتا یعنی ان ہستیوں کو جو غائب ہو جاتی ہیں۔ پھر مشرق سے جب چاند طلوع ہُوا حضرت ابراہیمؑ نے کہا کیا یہ میرا خدا ہے۔ یہ زہرہ سے بُہت بڑا ہے۔ جب اُس میں حرکت ہُوئی اور وُہ بھی زائل ہو گیا تو کہا اگر میرا پروردگار میری حفاظت نہ کرتا تو یقیناً میں گمراہ ہوتا۔ پھر جب صبح ہُوئی اور آفتاب طلوع ہُوا اور اس کی شعاعوں سے عالم کو روشن کر دیا۔ ابراہیمؑ نے کہا یہ سب سے بڑا اور سب سے بہتر ہے کیا یہ میرا خدا ہے۔ جب وُہ بھی متحرک ہُوا اور زائل ہو گیا تو حق تعالیٰ نے آسمانوں کو کھول دیا۔ ابراہیمؑ نے عرش اور جو کچھ اُس پر ہے سب دیکھا اور خدا نے ملکوت آسمان و زمین بھی دکھائے۔ ابراہیمؑ ابتدائے طفولیت سے ہی عذاب الٰہی سے ڈرانے والے تھے جس پر حق تعالیٰ نے تمام انسانوں کو خلق فرمایا ہے یہاں تک کہ خدا نے اپنے دین کی جانب اُن کی ہدایت فرمائی اور ان کو برگزیدہ فرمایا۔ حضرت ابراہیمؑ پندرہ سال کے تھے کہ حصول عبرت کے ساتھ خدا کے معرفت پر مطلع ہو گئے اور ان کی دلیلوں نے خدا پر ایمان کے جاننے کا احاطہ کر لیا۔ الغرض آپؑ کی ماں آپؑ کو ایک روز اپنے ساتھ لے گیئں اور اپنے لڑکوں کے ساتھ ان کو چھوڑ دیا۔ جب آزر گھر میں آیا اور اس نے جناب ابراہیمؑ کو دیکھا تو پُوچھا یہ کون ہے جو اس سلطنت میں زندہ بچ گیا حالانکہ بادشاہ تمام لوگوں کے بچّوں کو مارے ڈالتا ہے۔ انہوں نے کہا یہ تیرا لڑکا ہے فلاں وقت پیدا ہُوا تھا جب کہ میں تجھ سے علیٰحدہ ہو گئی تھی۔ آزر نے کہا افسوس ہے تجھ پر۔ اگر بادشاہ کو یہ خبر ہو گئی اُس کی نگاہوں میں میری کچھ عزّت نہ رہے گی۔ آزر نمرود کا وزیر اور صاحب اختیار تھا اُس کے اور تمام لوگوں

ترجمہ، بھلا تم نے اس شخص کو نہیں دیکھا جو اس (غرور کے) سبب سے کہ خدا نے اس کو سلطنت بخشی تھی ابراہیم سے پروردگار کے بارے میں جھگڑنے لگا۔ جب ابراہیم نے کہا میرا پروردگار تو وہ ہے جو جلاتا اور مارتا ہے۔ وہ بولا کہ جلا اور مار تو میں بھی سکتا ہوں۔ ابراہیم نے کہا کہ خدا تو سورج کو مشرق سے نکالتا ہے آپ اسے مغرب سے نکال دیجیئے (یہ سن کر) کافر حیران رہ گیا اور خدا بے انصافوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا ﴿۲۵۸﴾ سورۃ البقرۃ

کے واسطے بھی بُت بناتا تھا اور اپنے لڑکوں کو بیچنے کے لئے دیتا تھا۔ تبخانہ اُس کے قبضہ میں تھا۔ ابراہیمؑ کی ماں نے کہا تجھ کو کوئی خطرہ نہیں اگر بادشاہ مطلع نہ ہُوا میرا فرزند میرے پاس زندہ و موجود ہی رہے گا۔ اگر اُس کو خبر ہو گئی تو میں جواب دے دوں گی۔ جب کبھی آزر ابراہیمؑ کی جانب نگاہ کرتا اُس کا دل آپؑ کی محبت سے لبریز ہو جاتا۔ پھر اُن کو بھی فروخت کرنے کے لئے بُت دینے لگا جس طرح کہ اُن کے بھائیوں کو دیتا تھا۔ ابراہیمؑ بُت لے کر اُس کی گردن میں رسّی باندھتے اور زمین پر کھینچتے ہوئے کہتے کہ کون ایسی چیز کا خریدار ہے جو نہ نقصان پہنچا سکتی ہے نہ فائدہ اور اُس کے بال پکڑ کر پانی میں ڈبوتے اور کہتے کہ پی لو اور کچھ باتیں کرو۔ یہ سب باتیں آپؑ کے بھائیوں نے آزر سے بیان کیں۔ اُس سے ابراہیمؑ کو بُلا کر منع کیا لیکن کوئی فائدہ نہ ہُوا۔

رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ جو شخص ابراہیمؑ کو دیکھنا چاہے مجھ کو دیکھے اور فرمایا کہ میں سب سے پہلے قیامت میں بُلایا جاؤں گا اور عرش کی داہنی جانب جا کر کھڑا ہوں گا۔

ترجمہ، اور ہم نے ابراہیمؑ کو پہلے ہی سے ہدایت دی تھی اور ہم ان کے حال سے واقف تھے ﴿۵۱﴾ جب انہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم کے لوگوں سے کہا یہ کیا مورتیں ہیں جن (کی پرستش) پر تم معتکف (و قائم) ہو؟ ﴿۵۲﴾ وہ کہنے لگے کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ان کی پرستش کرتے دیکھا ہے ﴿۵۳﴾ (ابراہیم نے) کہا کہ تم بھی (گمراہ ہو) اور تمہارے باپ دادا بھی صریح گمراہی میں پڑے رہے ﴿۵۴﴾ وہ بولے کیا تم ہمارے پاس (واقعی) حق لائے ہو یا (ہم سے) کھیل (کی باتیں) کرتے ہو؟ ﴿۵۵﴾ (ابراہیم نے) کہا (نہیں) بلکہ تمہارا پروردگار آسمانوں اور زمین کا پروردگار ہے جس نے ان کو پیدا کیا ہے۔ اور میں اس (بات) کا گواہ (اور اسی کا قائل) ہوں ﴿۵۶﴾ اور خدا کی قسم جب تم پیٹھ پھیر کر چلے جاؤ گے تو میں تمہارے بتوں سے ایک چال چلوں گا ﴿۵۷﴾ پھر ان کو توڑ کر ریزہ ریزہ کر دیا مگر ایک بڑے (بت) کو (نہ توڑا) تاکہ وہ اس کی طرف رجوع کریں ﴿۵۸﴾ کہنے لگے کہ ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ معاملہ کس نے کیا؟ وہ تو کوئی ظالم ہے ﴿۵۹﴾ لوگوں نے کہا کہ ہم نے ایک جوان کو ان کا ذکر کرتے ہوئے سنا ہے اس کو ابراہیم کہتے ہیں ﴿۶۰﴾ وہ بولے کہ اسے لوگوں کے سامنے لاؤ تاکہ گواہ رہیں ﴿۶۱﴾ (جب ابراہیم آئے تو) بت پرستوں نے کہا کہ ابراہیم بھلا یہ کام ہمارے معبودوں کے ساتھ تم نے کیا ہے؟ ﴿۶۲﴾ (ابراہیم نے) کہا (نہیں) بلکہ یہ ان کے اس بڑے (بت) نے کیا (ہوگا)۔ اگر یہ بولتے ہیں تو ان سے (بقیہ اگلے صفحے پر)

بہشت کا ایک سبز حلہ مجھے پہنایا جائیگا پھر میرے پدر ابراہیمؑ اور میرے بھائی علیؑ طلب کئے جائیں گے اور عرش کی داہنی طرف اس سایہ میں کھڑے ہوں گے اور بہشت کے سبز حلے ان کو بھی پہنائیں گے پھر عرش کے سامنے سے ایک منادی ندا کرے گا کہ اے محمدؐ کیا اچھے تمہارے باپ ابراہیمؑ ہیں اور علیؑ کیا اچھا بھائی ہیں۔ اور جب رسُولؐ خدا شب معراج ایک مرد پیر کی طرف گزرے جو ایک درخت کے نیچے بیٹھا تھا اور اس کے گرد بہت سے اطفال موجود تھے حضرت نے جبرئیلؑ سے پُوچھا کہ یہ مرد پیر کون ہے۔ جبرئیلؑ نے کہا کہ یہ آپ کے پدر ابراہیمؑ ہیں۔ پُوچھا یہ بچّے کون ہیں جو ان کے چاروں طرف ہیں کہا یہ مومنوں کے بچّے ہیں جن کو موت آچکی ہے۔ حضرتؑ کے پاس پہنچا دیئے گئے ہیں آنحضرتؑ ان کو غذا دیتے ہیں اور ان کی تربیت کرتے ہیں۔ جب ابراہیمؑ خلیل کو ملکوت آسمان میں بلند کیا جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے ابراہیمؑ کو ملکوت آسمان و زمین کی اس لئے سیر کرائی کہ وُہ صاحب یقین تھے خدا نے ان کی آنکھوں کو قوی کیا جب کہ اُن کو آسمان پر بلند کیا اور اُن کے لئے زمین کے حجابات کو ہٹا دیا تو انہوں نے زمین اور اُس کی ظاہر و پوشیدہ تمام چیزوں کو دیکھا اور آسمانوں کو

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، پوچھ لو ﴿٦٣﴾ انہوں نے اپنے دل غور کیا تو آپس میں کہنے لگے بے شک تم ہی بے انصاف ہو ﴿٦٤﴾ پھر (شرمندہ ہو کر) سر نیچا کر لیا (اس پر بھی ابراہیم سے کہنے لگے کہ) تم جانتے ہو یہ بولتے نہیں ﴿٦٥﴾ (ابراہیم نے) کہا پھر تم خدا کو چھوڑ کر کیوں ایسی چیزوں کو پوجتے ہو جو نہ تمہیں کچھ فائدہ دے سکیں اور نقصان پہنچا سکیں؟ ﴿٦٦﴾ تف ہے تم پر اور جن کو تم خدا کے سوا پوجتے ہو ان پر بھی کیا تم عقل نہیں رکھتے؟ ﴿٦٧﴾ (تب وہ) کہنے لگے کہ اگر تمہیں (اس سے اپنے معبود کا انتقام لینا اور) کچھ کرنا ہے تو اس کو جلا دو اور اپنے معبودوں کی مدد کرو ﴿٦٨﴾ ہم نے حکم دیا اے آگ سرد ہو جا اور ابراہیم پر (موجب) سلامتی (بن جا) ﴿٦٩﴾ اور ان لوگوں نے برا تو ان کا چاہا تھا مگر ہم نے ان ہی کو نقصان میں ڈال دیا ﴿٧٠﴾ اور ابراہیم اور لوط کو اس سرزمین کی طرف بچا نکالا جس میں ہم نے اہل عالم کے لئے برکت رکھی تھی ﴿٧١﴾ اور ہم نے ابراہیم کو اسحٰق عطا کئے۔ اور مستزاد برآں یعقوب۔ اور سب کو نیک بخت کیا ﴿٧٢﴾ اور ان کو پیشوا بنایا کہ ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے اور ان کو نیک کام کرنے اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم بھیجا۔ اور وہ ہماری عبادت کیا کرتے تھے ﴿٧٣﴾

دیکھا اور جو کچھ اس میں تھا اور فرشتوں کو جو آسمانوں کے حامل ہیں مشاہدہ فرمایا اور عرش و کرسی کو اور اُن تمام چیزوں کو دیکھا جو اُن پر تھیں۔ ابراہیمؑ نے ایک مرد و عورت کو زنا کرتے ہوئے دیکھا، آپ نے نفرین کی کہ وُہ ہلاک ہو جائیں لہٰذا وُہ دُونوں ہلاک ہو گئے۔ پھر دو آمیوں کو اسی حال میں دیکھا اور بددُعا کی وُہ بھی ہلاک ہو گئے۔ پھر ایک مرد وزن کو اسی طرح دیکھا پھر بددُعا کی وُہ بھی ہلاک ہو گئے۔ چوتھی مرتبہ پھر ایک جوڑے کو اسی گناہ میں مُبتلا دیکھا اور چاہا کہ بددُعا کریں کہ حق تعالیٰ نے اُن کو وحی کی کہ اے ابراہیمؑ اپنی بددُعا کو میرے بندوں اور کنیزوں سے روکے رکھو بتحقیق کہ میں بخشنے والا مہربان اور جبّار و بُردبار ہوں۔ میرے بندوں کے گناہ مجھ کو ضرر نہیں پہنچاتے جس طرح کہ اُن کی عبادت فائدہ نہیں پہنچاتی اور میں اُن کی سزا و تربیت اس طرح نہیں کرتا کہ جلد اپنے غضب سے اُن کا تدارک کرلوں جس طرح کہ تم کرتے ہو۔ لہٰذا اپنی دُعا میرے بندوں سے باز رکھو۔ بتحقیق کہ تم میرے بندوں کو میرے عذاب سے ڈرانے والے ہو۔ میری بادشاہی میں شریک نہیں ہو نہ میرے بندوں پر حافظ و نگہبان اور شاہد ہو۔ میں اپنے بندوں کے ساتھ تین طریقوں میں سے ایک اختیار کرتا ہوں۔ یا تو وُہ توبہ کرتے ہیں اور میں اُن کی توبہ قبول کرتا ہوں اور اُن کے گناہوں کو بخش دیتا ہوں اور اُن کے عیبوں کو پوشیدہ کر دیتا ہوں یا یہ کہ اپنے عذاب کو اُن سے روک دیتا ہوں اس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ اُن کے صلب سے چند مومن پیدا ہونے والے ہیں۔ لہٰذا کافر ماں باپ پر رحم و مہربانی کرتا ہوں اور عذاب کو اُن سے رفع کر دیتا ہوں۔ جب مومنین اُن کے صلبوں اور رحموں سے باہر آجاتے ہیں اور علیٰحدہ ہو جاتے ہیں تو اُن پر میرا عذاب واجب ہو جاتا ہے۔ پھر میری بلائیں نازل ہوتی ہیں۔ اور اگر ان کے صلبوں اور رحموں میں مومنین نہیں ہوتے اور نہ وُہ توبہ ہی کرتے ہیں تو میں نے جو عذاب اُن کے لئے آخرت میں مہیّا

ترجمہ، کیا ان کو ان لوگوں (کے حالات) کی خبر نہیں پہنچی جو ان سے پہلے تھے (یعنی) نوح اور عاد اور ثمود کی قوم۔ اور ابراہیم کی قوم اور مدین والے اور الٹی ہوئی بستیوں والے۔ ان کے پاس پیغمبر نشانیاں لے لے کر آئے۔ اور خدا تو ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرتا لیکن وہی اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے

کرر کھا ہے وُہ اس سے زیادہ سخت ہے۔ جو تم ان کے واسطے دُنیا میں چاہتے ہو کیونکہ میرے بندوں کے لئے میرا عذاب میرے جلال و بزرگی کے موافق ہے۔ لہٰذا مجھ کو میرے بندوں کے ساتھ چھوڑ دو اور دخل نہ دو کیونکہ میں اُن پر تم سے زیادہ مہربان ہوں اور متحمل جبار اور دانا حکیم ہوں۔ اپنے علم سے تدبرّ کرتا ہوں اور اُن میں قضا و قدر کو جاری کرتا ہوں۔ پھر ابراہیمؑ نے دیکھا کہ دریا کے کنارے ایک مرِدار پڑا ہے اُس کا بعض حصّہ پانی میں ہے اور بعض حصّہ خشکی میں ہے۔ دریا کے جانور اُس حصّہ کو کھاتے ہیں جو حصّہ پانی میں ہے اور جب واپس جاتے ہیں تو اُن میں سے بعض جانور اُن بعض کو کھا جاتے ہیں۔ اسی طرح صحرائی درندے آتے ہیں اور اس کو کھا کر جب واپس جاتے ہیں تو ان میں سے بعض درندے بعض کو کھا جاتے ہیں۔ ابراہیمؑ نے یہ دیکھ کر تعجّب کیا اور اپنے پروردگار سے عرض کی کہ کیوں کر تُو مردوں کو زندہ کرتا ہے۔ یہ چند گروہ ہیں جن میں سے بعض دُوسرے کو کھاتے ہیں ان حیوانات کے اجزا کس طرح آپس سے جُدا ہوتے ہیں۔ خدا نے اُن پر وحی کی کہ کیا تم ایمان نہیں رکھتے ہو اس پر کہ میں مرِدہ کو زندہ کروں گا۔ عرض کی ہاں ایمان تو رکھتا ہوں لیکن چاہتا ہوں کہ میرا دل مطمئن ہو جائے۔ یعنی میں چاہتا ہوں کہ دیکھ لوں جس طرح تمام چیزوں کو دیکھا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ چار طائروں کو لو اور ریزہ ریزہ کرو۔ پھر ہر ایک کے اجزا کو آپس میں ایک دُوسرے سے مخلوط کر دو جس طرح اس مرِدار کے اجزا ان حیوانوں کے بدن میں ہیں۔ اور درندے جو ایک دُوسرے کو کھا کر مخلوط ہو گئے ہیں۔ پھر دس پہاڑوں پر ایک ایک جزو رکھو اور اُن کے نام لے کر پکارو۔ وُہ دوڑتے ہوئے تمہارے پاس آئیں گے۔ اور سمجھ رکھو کہ

ترجمہ، اور جب ابراہیم نے (خدا سے) کہا کہ اے پروردگار مجھے دکھا کہ تو مردوں کو کیونکر زندہ کرے گا۔ خدا نے فرمایا کیا تم نے (اس بات کو) باور نہیں کیا۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ لیکن (میں دیکھنا) اس لئے (چاہتا ہوں) کہ میرا دل اطمینان کامل حاصل کرلے۔ خدا نے فرمایا کہ چار جانور پکڑوا کر اپنے پاس منگالو (اور ٹکڑے ٹکڑے کرادو) پھر ان کا ایک ٹکڑا ہر ایک پہاڑ پر رکھوا دو پھر ان کو بلاؤ تو وہ تمہارے پاس دوڑتے چلے آئیں گے۔ اور جان رکھو کہ خدا غالب اور صاحب حکمت ہے۔

﴿۲٦٠﴾ سورۃ البقرۃ

خدا عزیز و حکیم ہے اور جو ارادہ کرتا ہے اُس پر غالب اور اُس کے تمام کام حکمت سے بھرے ہوئے ہیں۔ بس میرے نام بزرگ سے اُن کو بلاؤ اور اُن کو میری عظمت و جلال کی قسم دو۔ حضرتؑ نے ایسا ہی کیا اور چار طائر کو پکڑا جو طیور مرغ، کبوتر، طاؤس اور زاغ صحرائی تھے۔ حضرتؑ نے اُن پرندوں کا ریزہ ریزہ کیا اور پھر ان کے ذرّوں کو باہم مخلوص و ممزوج کر دیا پھر پہاڑوں پر ایک ایک جزو رکھا اور ان پرندوں کی چونچیں اپنی انگلیوں میں پکڑ لیں اور اپنے پاس دانہ اور پانی رکھ لیا پھر اُن پرندوں کا نام لے کر اُن کو آواز دی تو ان حیوانوں کے بعض اجزاء بعض کی طرف اُڑے اور اُن کے بدن دُرست ہوئے اور ہر بدن اپنی گردن اور سر سے آکر متصل ہو گئے، یہاں تک کہ اُن کے پر پُورے طور پر تیار ہو گئے اور ہر ایک ابراہیمؑ کے پاس اُڑ کر آیا اور اپنے سر سے ملنے لگا۔ ابراہیمؑ دوسرے کا سر اُس کے نزدیک لاتے تھے لیکن گھوم کر وُہ اپنے ہی سر سے متصل ہوتا تھا۔ ابراہیمؑ نے اُن کی منقاریں چھوڑ دیں تو وُہ پرندے اُڑے زمین پر بیٹھے اور اس دانہ میں سے چنا اور پانی میں سے پیا اور کہا، اے پیغمبرؑ خدا آپ نے مجھ کو زندہ کیا خدا آپ کو زندہ رکھے۔ ابراہیمؑ نے فرمایا نہیں بلکہ خدا مردوں کو زندہ کرتا ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔ حق تعالیٰ نے ہر چیز سے چار باتیں اختیار کی ہیں۔ پیغمبروں میں سے شمشیر زنی و جہاد کے لئے ابراہیمؑ و داؤدؑ و موسیٰؑ کو اختیار کیا ہے اور مجھ کو خانہ آبادیوں کے لئے جیسا کہ قرآن میں فرمایا ہے کہ خدا نے آدمؑ و نوحؑ و آل ابراہیمؑ اور آل عمران کو تمام عالم پر برگزیدہ کیا۔ اسی طرح ابراہیمؑ پہلے انسان ہیں جنہوں نے مہمانی کی اور لوگوں کو کھانا کھلاتے تھے۔ آپؑ مہمانوں کے باپ تھے یعنی مہمانوں کو بہت دوست رکھتے تھے۔ جب کوئی مہمان آپؑ کے پاس نہ ہوتا تھا تو آپؑ تلاش کرتے تھے۔ ایک روز گھر کے دروازوں کو بند کر کے مہمانوں کی تلاش میں باہر تشریف لے گئے۔ جب واپس آئے ایک شخص کو بصُورت

ترجمہ، اور قوم ابراہیم اور قوم لوط بھی ﴿۴۳﴾ اور مدین کے رہنے والے بھی۔ اور موسیٰ بھی تو جھٹلائے جا چکے ہیں لیکن میں کافروں کو مہلت دیتا رہا پھر ان کو پکڑ لیا۔ تو (دیکھ لو) کہ میرا عذاب کیسا (سخت) تھا ﴿۴۴﴾ سورۃ الحج

مرد مکان میں دیکھا فرمایا، اے بندۂ خدا کس کی اجازت سے اس گھر میں داخل ہوئے ہو؟ اس نے تین مرتبہ کہا کہ اس مکان کے پروردگار کی اجازت سے۔ ابراہیمؑ نے سمجھا کہ وُہ جبرئیلؑ ہیں اور اپنے پروردگار کی حمد بجا لائے۔ جبرئیلؑ نے کہا کہ تمہارے پروردگار نے مجھ کو اپنے ایک بندہ کے پاس بھیجا ہے جس کو اپنا خلیل بنایا ہے۔ حضرتؑ نے کہا کہ بتاؤ وُہ کون ہے تا کہ میں زندگی بھر اس کی خدمت کروں۔ جبرئیلؑ نے کہا تم ہی وُہ ہو۔ پُوچھا مجھ کو خلیل کیوں قرار دیا ہے؟ جبرئیلؑ نے کہا اس لئے کہ تم نے کسی سے کسی چیز کا سوال نہ کیا اور تم نے کسی کے سوال کو رد نہیں کیا۔ آپؑ کی مہمان داری اس قدر تھی کہ جب ملائکہ رسُول بن کر آپؑ کے پاس قوم لوط کو ہلاک کرنے آئے تو اُس وقت آپؑ نے اُن ملائکہ کے لئے گائے کے بچّے کا بُھنا ہُوا گوشت پیش کیا تو اُن فرشتوں نے کہا جب تک اس کی قیمت نہ بتلایئے گے ہم نہیں کھائیں گے، فرمایا کھانے کے شروع میں بسم اللہ اور فارغ ہو کر الحمد اللہ کہو گے تو یہی اس کی قیمت ہے۔ جبرئیلؑ نے اپنے ماتحت چار فرشتوں سے کہا کہ سزاوار ہے کہ خدا ان کو اپنا خلیل قرار دے۔ اور جب اُن کی ڈاڑھی میں سفید بال پیدا ہوئے تو اُنہوں نے خدا سے عرض کی کہ یہ کیا ہے؟ کیونکہ آپؑ سے پہلے لوگوں کی داڑھی سفید نہیں ہوتی تھی۔ خدا نے وحی کی کہ یہ وقار ہے دُنیا میں اور نور ہے آخرت میں۔ اور آپؑ سے پہلے لوگ بے خبر مر جاتے تھے لیکن جب آپؑ کا زمانہ آیا تو آپؑ نے پروردگار سے دُعا کی کہ موت کے لئے کوئی علّت قرار دے جس سے میّت کو ثواب ہو اور صاحب مصیبت کے لئے تسکین کا باعث ہو۔ لہٰذا حق تعالیٰ نے پہلے ذات الجنب اور سرسام کو بھیجا اور اس کے بعد دُوسری بیماریاں پیدا کیں۔ حضرت ابراہیمؑ ہی وہ پہلے شخص تھے جن کے لئے بالو (ریت) کو آٹا بنایا گیا جس وقت وُہ مصر میں اپنے ایک

ترجمہ، اور جب ہمارے فرشتے ابراہیم کے پاس خوشی کی خبر لے کر آئے تو کہنے لگے کہ ہم اس بستی کے لوگوں کو ہلاک کر دینے والے ہیں کہ یہاں کے رہنے والے نافرمان ہیں ﴿۳۱﴾ ابراہیم نے کہا کہ اس میں تو لوط بھی ہیں۔ وہ کہنے لگے کہ جو لوگ یہاں (رہتے) ہیں ہمیں سب معلوم ہیں۔ ہم اُن کو اور اُن کے گھر والوں کو بچا لیں گے بجز اُن کی بیوی کے وہ پیچھے رہنے والوں میں ہو گی ﴿۳۲﴾

دوست کے پاس کچھ اناج قرض لینے گئے لیکن وُہ مکان پر موجود نہ تھا تو آپؑ کو یہ پسند نہ آیا کہ اپنے بار برداری کے جانوروں کو خالی واپس لے جائیں تو تھیلوں کو بالو سے بھر لیا۔ جب اپنے مکان پر پہنچے تو چار پایوں کو جناب سارہ کے سپرد کیا اور خود خجالت کے سبب سے مکان میں نہ گئے اور ایک جگہ جاکر سو رہے۔ جناب سارہ نے تھیلوں کو کھولا اس میں اتنا بہتر آٹا تھا کہ اُس سے عمدہ آٹا نہیں ہو سکتا۔ حضرت سارہ اُس آٹے کی روٹیاں پکا کر حضرتؑ کے پاس لائیں۔ ابراہیمؑ نے پُوچھا کہ یہ روٹیاں کہاں سے آئیں؟ کہا اُسی آٹے کی ہیں جو آپؑ نے اپنے مصری دوست سے لائے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ جس نے مجھے یہ آٹا دیا ہے یقیناً میرا دوست ہے لیکن وہ خلیل مصری نہیں ہے اس سبب سے خدا نے اُن کو اپنا خلیل قرار دیا۔ اسی روایت کو ایک جگہ اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ ابراہیمؑ بہت ضیافت کرنے والے تھے۔ ایک روز کچھ لوگ آپ کے پاس آئے اور گھر میں کوئی چیز نہ تھی۔ حضرتؑ نے سوچا کہ اگر سقف خانہ کی لکڑی نکال کر نجاّر کے ہاتھ بیچتا ہوں تو وُہ اُس سے بُت تراشے گا۔ آخر مہمانوں کو تو ضیافت خانہ میں ٹھہرایا اور خود ایک تھیلا لے کر صحرا میں گئے اور دو رکعت نماز ادا کی۔ نماز سے فارغ ہُوئے تو تھیلا نہ پایا۔ سمجھے کہ خدا نے ان کے لئے سامان مہیّا کر دیا ہے اور واپس مکان پر آئے تو بی بی سارہؑ کو دیکھا کہ کچھ پکا رہی ہیں، پُوچھا کہ یہ چیزیں کہاں سے تم کو ملیں؟ کہا یہ وُہی ہیں جو کسی مرد کے ہاتھ آپؑ نے بھیجی ہیں، (دراصل خدا نے جبرئیلؑ کو مامور کیا کہ جہاں ابراہیمؑ نے نماز ادا کی ہے وہاں کا بالو تھیلے میں بھر لیں اور ان پتھروں کو بھی جو پڑے ہوئے ہیں رکھ لیں، اور سارہ کے پاس پہنچا دیں) جبرئیلؑ نے تعمیل کی۔ حق تعالیٰ نے بالو کو صاف اور بھوسی

ترجمہ، اور ہمارے فرشتے ابراہیم کے پاس بشارت لے کر آئے تو سلام کہا۔ انہوں نے بھی (جواب میں) سلام کہا۔ ابھی کچھ وقفہ نہیں ہوا تھا کہ (ابراہیم) ایک بھنا ہوا بچھڑا لے آئے ﴿۶۹﴾ جب دیکھا کہ ان کے ہاتھ کھانے کی طرف نہیں جاتے (یعنی وہ کھانا نہیں کھاتے) تو ان کو اجنبی سمجھ کر دل میں خوف کیا۔ (فرشتوں نے) کہا کہ خوف نہ کیجیے، ہم قوم لوط کی طرف (ان کے ہلاک کرنے کو) بھیجے گئے ہیں ﴿۷۰﴾ اور ابراہیم کی بیوی (جو پاس) کھڑی تھی، ہنس پڑی تو ہم نے اس کو اسحاق کی اور اسحاق کے بعد یعقوب کی خوشخبری دی ﴿۷۱﴾ اس نے کہا اے ہے (بقیہ اگلے صفحے پر)

دُور کیا ہُوا باجرہ اور گول پتھروں کو شلغم اور لانبے پتھروں کو گاجر بنا دیا۔ غرض ابراہیمؑ خدا کا شکر د حمد بجالائے اور وہ بعام نوش فرمایا۔ اسی لئے روایت ہے کہ جب بھی کوئی شخص سفر پر جائے اور واپس آئے تو اپنے اہل و عیال کے لئے جو کچھ میسّر ہو ضرور لائے خواہ پتھر ہی ہو کیونکہ یہ ابراہیمؑ کی سُنّت ہے۔ واضح ہو کہ حق تعالیٰ نے چند مقام پر قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ خدا نے ابراہیمؑ کو اپنا خلیل بنایا اور خلیل اُس دوست اور محب کو کہتے ہیں جو کسی طرح دوستی کی شرطوں میں خلل نہ واقع ہونے دے۔ اس بارے میں کہ خدا نے ان کو اپنا خلیل بنایا، بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔ خدا نے ابراہیمؑ کو اپنا بندہ قرار دیا قبل اس کے کہ اُن کو اپنا پیغمبر قرار دے اور پیغمبر قرار دیا قبل اس کے کہ رسُول بنایا قبل اس کے کہ امام بنائے۔ جب تمام عہدے اُن کو عطا کرچکا تو فرمایا کہ میں نے تم کو لوگوں کا امام بنایا۔ چونکہ ابراہیمؑ کی نگاہوں میں یہ مرتبہ بہت عظیم معلوم ہُوا، عرض کی کہ میری ذرّیّت میں سے بھی امام تو نے بنایا ہے؟ خدا نے فرمایا کہ میرا عہد امانت و خلافت ظالموں تک نہ پہنچے گا۔ ابراہیمؑ کو خلیل اس لئے بنایا کہ وُہ شب میں اس وقت نماز پڑھتے تھے جبکہ لوگ خواب راحت میں ہوتے تھے اور انہوں نے زمین پر بہت سجدے کیے اور محمدؐ اور آل محمدؐ پر بہت صلوات بھیجے، اس کے علاوہ کسی شخص نے اُن سے سوال نہیں کیا جیسا کہ آگ میں ڈالتے وقت جبرئیلؑ نے ان سے ہوا میں کیا جسے آپؑ نے ردّ کر دیا اور خود آپؑ نے خدا کے سوا کبھی کسی سے سوال نہیں کیا۔

منقول ہے کہ ایک روز ابراہیمؑ گھر سے نکلے اور شہروں میں گھومنے پھرنے لگے

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، میرے بچہ ہو گا؟ میں تو بڑھیا ہوں اور میرے میاں بھی بوڑھے ہیں۔ یہ تو بڑی عجیب بات ہے ﴿۷۲﴾ انہوں نے کہا کیا تم خدا کی قدرت سے تعجب کرتی ہو؟ اے اہل بیت تم پر خدا کی رحمت اور اس کی برکتیں ہیں۔ وہ سزاوار تعریف اور بزرگوار ہے ﴿۷۳﴾ جب ابراہیم سے خوف جاتا رہا اور ان کو خوشخبری بھی مل گئی تو قوم لوط کے بارے میں لگے ہم سے بحث کرنے ﴿۷٤﴾ بے شک ابراہیم بڑے تحمل والے، نرم دل اور رجوع کرنے والے تھے ﴿۷۵﴾ اے ابراہیم اس بات کو جانے دو۔ تمہارے پروردگار کا حکم آپہنچا ہے۔ اور ان لوگوں پر عذاب آنے والا ہے جو کبھی نہیں ٹلنے کا ﴿۷٦﴾ سورة هود

تاکہ خدا کی مخلوقات سے عبرت حاصل کریں اور گھومتے گھومتے ایک بیابان میں پہنچے وہاں ایک شخص کو دیکھا کہ کھڑا ہُوا نماز پڑھ رہا ہے اُس کی آواز آسمان تک بلند ہے اور اُس کا لباس جسم سے لپٹا ہُوا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ اُس کے قریب کھڑے ہو کر تعجّب سے اُس کی نماز دیکھنے لگے پھر آپؑ بیٹھ گئے اور انتظار کرتے رہے تاکہ وُہ نماز سے فارغ ہو۔ جب بہت زیادہ دیر ہُوئی اُس کو اپنے ہاتھ سے حرکت دی اور کہا کہ میں تجھ سے ایک حاجت رکھتا ہوں اپنی نماز مختصر کر۔ اُس نے نماز ختم کی اور ابراہیمؑ سے مخاطب ہُوا۔ حضرتؑ نے پُوچھا تُو کس کی نماز پڑھتا تھا؟ کہا ابراہیمؑ کے خدا کے لئے۔ پُوچھا ابراہیمؑ کا خدا کون ہے؟ اُس نے کہا وُہ جس نے تجھ کو اور مجھ کو خلق کیا ہے۔ ابراہیمؑ نے کہا تمہارا طریقہ مجھے پسند آیا۔ میں چاہتا ہوں کہ تم کو خدا کی خوشنودی کے لئے بھائی بنالوں۔ بتاؤ تمہارا گھر کہاں ہے؟ تاکہ جب کبھی چاہوں تم سے ملاقات کر سکوں۔ اُس نے کہا تم وہاں نہیں پہنچ سکتے اس لئے کہ درمیان میں ایک دریا حائل ہے جس کو تم عبُور نہیں کر سکتے۔ ابراہیمؑ نے کہا تم کس طرح عبُور کرتے ہو اُس نے کہا میں پانی پر چلتا ہوں۔ ابراہیمؑ نے کہا جس نے تمہارے لئے پانی کو مسخر کیا ہے شاید میرے لئے بھی کر دے۔ اُٹھو ہم دونوں چلیں اور آج رات تمہارے ساتھ ایک منزل میں گزاریں۔ غرض وُہ دونوں چلے۔ جب پانی کے قریب پہنچے اس مرد نے بسم اللہ کہا اور پانی پر روانہ ہُوا۔ ابراہیمؑ نے بھی بسم اللہ کہا اور پانی پر چلے۔ یہ دیکھ کر وہ شخص متعجّب ہُوا۔ جب اس کے جائے قیام پر پہنچے۔ ابراہیمؑ نے پُوچھا کہ تمہارا ذریعہ معاش کیا ہے؟ اُس نے کہا تمام سال اس

ترجمہ، اور ان کو ابراہیم کے مہمانوں کا احوال سنادو ﴿۵۱﴾ جب وہ ابراہیم کے پاس آئے تو سلام کہا۔ (انہوں نے) کہا کہ ہمیں تو تم سے ڈر لگتا ہے ﴿۵۲﴾ (مہمانوں نے) کہا کہ ڈریئے نہیں ہم آپ کو ایک دانشمند لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں ﴿۵۳﴾ بولے کہ جب مجھے بڑھاپے نے آ پکڑا تو تم خوشخبری دینے لگے۔ اب کاہے کی خوشخبری دیتے ہو ﴿۵۴﴾ (انہوں نے) کہا ہم آپ کو سچی خوشخبری دیتے ہیں آپ مایوس نہ ہوئیے ﴿۵۵﴾ (ابراہیم نے) کہا کہ خدا کی رحمت سے (میں مایوس کیوں ہونے لگا اس سے) مایوس ہونا گمراہوں کا کام ہے ﴿۵۶﴾ پھر کہنے لگے کہ فرشتو! تمہیں (اور) کیا کام ہے ﴿۵۷﴾ (انہوں نے) کہا کہ ہم ایک گنہگار قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں (کہ اس کو عذاب کریں) ﴿۵۸﴾ سورۃ الحجر

درخت کا میوہ جمع کرتا ہوں یہی میرا ذریعہ معاش ہے۔ ابراہیمؑ نے پُوچھا تمام دنوں میں سخت ترین روز کون ہے؟ کہا جس روز خدا تمام خلائق کے اعمال کا اُن کا بدلہ دیگا۔ ابراہیمؑ نے کہا اچھا آؤ دُعا کریں کہ خدا ہم کو اُس روز کے شر سے محفوظ رکھے اور دُوسری روایت میں ہے کہ ابراہیمؑ نے کہا، تم دُعا کرو میں آمین کہوں یا میں دُعا کروں تم آمین کہو۔ اُس نے کہا کس واسطے ابراہیمؑ نے کہا مومن گناہ گاروں کے لئے۔ عابد نے انکار کیا۔ پُوچھا کیوں؟ عابد نے کہا اس لئے کہ تین سال سے دُعا کر رہا ہوں اب تک مستجاب نہیں ہُوئی۔ اب شرم آتی ہے کہ خدا سے کوئی حاجت طلب کروں اور وُہ مقبول نہ ہو۔ ابراہیمؑ نے کہا خدا جب بندہ کو دوست رکھتا ہے اس کی دُعا کو محفوظ کرلیتا ہے تاکہ اس سے وُہ بندہ مناجات کرتا رہے اور مانگتا رہے۔ جب کسی بندہ کو دشمن رکھتا ہے اس کی دُعا کو جلد مستجاب کرلیتا ہے یا اُس کے دل میں مایوسی ڈال دیتا ہے تاکہ دُعا نہ کرے۔ پھر حضرتؑ نے اُس سے پُوچھا کہ وُہ کیا حاجت ہے۔ جو خدا سے کرتے رہے ہو؟ عابد نے کہا ایک روز میں اپنی نماز کی ہُوا تھا۔ اُس کے ساتھ نہایت عمدہ اور موٹے تازے گوسفند بھی تھے۔ جو کچھ میں نے دیکھا مجھے بُہت اچھا معلوم ہُوا۔ میں نے پُوچھا تم کون ہو؟ کہا میں ابراہیمؑ خلیل خدا کا فرزند اسمٰعیل ہوں۔ اس وقت میں نے دُعا کی اور خدا سے سوال کیا جگہ پر کام میں مشغول تھا ناگاہ ایک نہایت حسین طفل اُدھر سے گزرا جس کی پیشانی سے نُور ساطع تھا اور اُس کے کاکل پُشت پر لٹکے ہُوئے تھے۔ وُہ چند گائیں چرا رہا تھا جن پر گو یار و غن ملا کہ وُہ طفل میرا فرزند ہے۔ عابد نے کہا "الحمدللہ رب العالمین" کہ اُس نے میری دُعا قبول فرمائی۔ پھر اُس شخص نے ابراہیمؑ کے دونوں طرف چہرے کو بوسہ دیا اور

ترجمہ، بھلا تمہارے پاس ابراہیمؑ کے معزز مہمانوں کی خبر پہنچی ہے؟ ﴿۲۴﴾ جب وہ ان کے پاس آئے تو سلام کہا۔ انہوں نے بھی (جواب میں) سلام کہا (دیکھا تو) ایسے لوگ کہ نہ جان نہ پہچان ﴿۲۵﴾ تو اپنے گھر جا کر ایک (بھنا ہوا) موٹا بچھڑا لائے ﴿۲۶﴾ (اور کھانے کے لئے) ان کے آگے رکھ دیا۔ کہنے لگے کہ آپ تناول کیوں نہیں کرتے؟ ﴿۲۷﴾ اور دل میں ان سے خوف معلوم کیا۔ (انہوں نے) کہا کہ خوف نہ کیجیئے۔ اور ان کو ایک دانشمند لڑکے کی بشارت بھی سنائی ﴿۲۸﴾ تو ابراہیمؑ کی بیوی چلاّتی آئی اور اپنا منہ پیٹ کر کہنے لگی کہ (اے ہے ایک تو) بڑھیا اور (دوسرے) بانجھ ﴿۲۹﴾ (انہوں نے) کہا (ہاں) تمہارے پروردگار نے

(بقیہ اگلے صفحے پر)

ہاتھ ان کی گردن میں ڈال کر کہاہاں اب دُعا کیجئے تاکہ میں آمین کہوں۔ تو ابراہیمؑ نے اُس روز سے قیامت تک کے مومنین و مومنات کے لئے دُعا کی کہ خدا اُن کے گناہوں کو بخش دے اور اُن سے راضی ہو۔ اور عابد نے آپؑ کی دُعا پر آمین کہی۔ معصوم نے کہا کہ ابراہیمؑ کی پُوری دُعا ہمارے قیامت تک کے گنہگار شیعوں کے شامل حال ہے۔ بعض روایتوں میں وارد ہوا ہے کہ اس عابد کا نام ماریا تھا اور وُہ اوش کا فرزند تھا اُس کی عمر چھ سو ساٹھ سال کی تھی۔

منقول ہے کہ ابراہیمؑ نے اپنی قوم کو بُت پرستی سے منع کیا اور اُن پر اس بارے میں حجتیں اور دلیلیں تمام کیں اور کہا اے میری قوم والو جن کو تم خدا کا شریک کرتے ہو اُس سے میں بیزار ہوں۔ میں نے تو اُس کی طرف رُخ کیا ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو نُور سے خلق کیا ہے اور میں اُس حال میں دین باطل سے کترا کر دین حق کی طرف رغبت کرنے والا ہوں اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں۔ آخر کار ایک دن آیا جو اُن لوگوں کا عید کا دن تھا۔ نمرود اور رعایا میں سے تمام لوگ عید گاہ چلے گئے لیکن ابراہیمؑ نے اُن کے ساتھ جانا پسند نہ کیا تو اُن لوگوں نے آپؑ کو بُتخانے کی نگرانی سُپرد کردی۔ اُن لوگوں کے جانے کے بعد ابراہیمؑ نے کچھ کھانا لیا اور بُتخانے میں گئے۔ ایک ایک بُت کے پاس کھانا لے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ کھالو اور بات کرو۔ جب کچھ جواب نہ ملتا تھا تو تیشہ اُٹھا کر اُس کا ہاتھ اور پیر توڑ ڈالتے تھے۔ اسی طرح ان تمام بتوں کے ساتھ کیا اور تیشہ کو سب سے بڑے بُت کی گردن میں لٹکا دیا جو صدر بُتخانہ میں نصب تھا اور یہ روز نوروز کا دن تھا۔ جب بادشاہ اور تمام امراو لشکری و رعایا عید گاہ سے واپس آئے اپنے بُتوں کو ٹوٹا ہوا دیکھا تو کہنے لگے کہ جس نے بھی یہ

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، یوں ہی فرمایا ہے۔ وہ بے شک صاحبِ حکمت (اور) خبر دار ہے ﴿۳۰﴾ ابراہیمؑ نے کہا کہ فرشتو! تمہارا مدعا کیا ہے؟ ﴿۳۱﴾ انہوں نے کہا کہ ہم گنہگار لوگوں کی طرف بھیجے گئے ہیں ﴿۳۲﴾ تاکہ ان پر کھنگر برسائیں ﴿۳۳﴾ جن پر حد سے بڑھ جانے والوں کے لئے تمہارے پروردگار کے ہاں سے نشان کر دیئے گئے ہیں ﴿۳۴﴾ تو وہاں جتنے مومن تھے ان کو ہم نے نکال لیا ﴿۳۵﴾ اور اس میں ایک گھر کے سوا مسلمانوں کا کوئی گھر نہ پایا ﴿۳۶﴾ اور جو لوگ عذاب الیم سے ڈرتے ہیں ان کے لئے وہاں نشانی چھوڑ دی ﴿۳۷﴾

حرکت ہمارے خداؤں کے ساتھ کی ہے اُس نے اپنے اُوپر ظلم کیا ہے اور وہ قتل کیا جائے گا۔ لوگوں نے کہا کہ وہی آزر کا فرزند ابراہیمؑ ہے جو ان خداؤں کو بُرا کہتا ہے۔ پھر حضرتؑ کو نمرود کے پاس لائے۔ نمرود نے آزر سے کہا کہ تو نے مُجھ سے خیانت کی اور اس لڑکے کو مجھ سے چُھپا رکھا۔ اُس نے کہا اے بادشاہ اُس کی ماں کی حرکت ہے۔ وُہ کہتی ہے کہ اس بارے میں میرے پاس جواب ہے۔ نمرود نے ابراہیمؑ کی والدہ کو طلب کیا اور پوُچھا کہ تُو نے اس لڑکے کو کس سبب سے مجھ سے چھُپایا اس نے ہمارے خداؤں کے ساتھ جو کچھ کیا دیکھ لے۔ آپؑ کی والدہ نے کہا، اے بادشاہ میں نے یہ فعل تیری رعایا کی مصلحت کے لئے کیا ہے جبکہ میں نے دیکھا کہ تُو نے اپنی رعایا کی اولاد کو مارنے کا حکم دیا اور اُن کی نسل کو برباد کر رہا ہے تو میں نے سوچا کہ اگر میرا یہ فرزند وہی لڑکا ہو گا جس کی خبر بذریعہ نجوم معلوم کی گئی ہے تو میں بادشاہ کو دے دوں گی کہ اس کو مار ڈالے اور لوگوں کے بچّوں کے قتل سے باز آجائے، اور اگر یہ وہی لڑکا نہیں ہے تو میرا فرزند زندہ و سلامت بچ جائے گا۔ اب اس پر تجھے اختیار ہے جو چاہے کر اور لوگوں کے قتل سے باز آ۔ نمرود نے یہ جواب پسند کیا اور ان کی رائے مناسب سمجھی۔ پھر ابراہیمؑ سے پُوچھا کہ ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ حرکت کس نے کی ہے؟ ابراہیمؑ نے کہا یہ حرکت ان کے بڑے بُت کی ہے پُوچھ لو اگر یہ بول سکتے ہے۔ یہ سُنکر نمرود نے ابراہیمؑ کے بارے میں اپنی قوم سے مشورہ کیا۔ سب نے کہا کہ اس کو جلا کر اپنے خداؤں کی مدّد کرو، اس فیصلے کی وجہ یہ تھی کہ نمرود اور اُس کے تمام ساتھی حرام زادے تھے جو پیغمبر کے مار ڈالنے پر بہت جلد راضی ہو گئے کیونکہ پیغمبر یا امام کے قتل پر سوائے زنازادوں کے

ترجمہ، اور ابراہیمؑ کو (یاد کرو) جب اُنہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ خدا کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو اگر تم سمجھ رکھتے ہو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے ﴿١٦﴾ تو تم خدا کو چھوڑ کر بتوں کو پوجتے اور طوفان باندھتے ہو تو جن لوگوں کو تم خدا کے سوا پوجتے ہو وہ تم کو رزق دینے کا اختیار نہیں رکھتے پس خدا ہی کے ہاں سے رزق طلب کرو اور اسی کی عبادت کرو اور اسی کا شکر کرو اسی کی طرف تم لوٹ کر جاؤ گے ﴿١٧﴾ اور اگر تم (میری) تکذیب کرو تو تم سے پہلے بھی اُمتیں (اپنے پیغمبروں کی) تکذیب کر چکی ہیں۔ اور پیغمبر کے ذمے کھول کر سنا دینے کے سوا اور کچھ نہیں ﴿١٨﴾ سورۃ العنکبوت

کوئی راضی نہیں ہوتا۔اس کے بر عکس فرعون اور اُس کے ساتھی حلال زادہ تھے جنہوں نے موسیٰؑ اور ان کے بھائی کے بارے میں یہ رائے دی کہ اُن کو چھوڑ دو، اور ساحروں کو جمع کرو اور مقابلہ کراؤ۔الغرض ابراہیمؑ کو قید کرلیا اور اُن کے جلانے کے لئے لکڑیاں جمع کیں۔ جس روز ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالنا قرار پایا تھا وہ روز چہار شنبہ کا تھا اور اُس روز نمرود مع لشکر کے آیا، اس کے واسطے ایک بلند مقام تیار کیا گیا تھا جہاں سے وُہ ابراہیمؑ کو جلتے ہوئے دیکھتا۔ غرض ابراہیمؑ لائے گئے لیکن کسی کو جرات نہ ہُوئی کہ آگ کے قریب جاسکے اور اُس میں اُن کو ڈالے کیونکہ آگ کی زیادتی اور حرارت کے سبب اس کے گرد ایک فرسخ تک طائر اُڑ نہیں سکتے تھے۔اس وقت شیطان آیا اور ان کو منجنیق کی تعلیم دی تو ابراہیمؑ کو منجنیق میں بٹھایا گیا۔ آزر نے آکر آپؑ کے روئے مُبارک پر طمانچہ مارا اور کہا اپنے خیالات سے باز آ۔ حضرتؑ نے قبول نہ کیا۔اس وقت آسمان و زمین سے فریاد بلند ہُوئی اور کائنات کی ہر شے نے ابراہیمؑ کی امداد کی خواہش کی۔ زمین نے کہا، پروردگارا مجھ پر سوائے ابراہیمؑ کے تیری عبادت کرنے والا کوئی نہیں ہے، کیا تُو راضی ہے کہ لوگ اُسے جلادیں۔ فرشتوں نے کہا، پروردگارا تیرے خلیل ابراہیمؑ کو لوگ جلاتے ہیں۔ حق تعالیٰ نے فرمایا اگر مجھ سے وُہ مدد طلب کریگا تو یقیناً قبول کروں گا۔اور جب ابراہیمؑ کو منجنیق میں رکھا تو جبرئیلؑ غضبناک ہوئے اور کہا خداوندا تیرے خلیل ابراہیمؑ کے سوا زمین پر تیری عبادت کوئی کرنے والا نہیں جو تیری یکتائی کے ساتھ پرستش کرے۔ تُونے اپنے اور اُن کے دُشمنوں کو اُن پر مسلّط کر دیا ہے تا کہ اُن کو آگ میں جلادیں۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ خاموش ہو، ایسی بات تیرے ایسا بندہ عجلت کر سکتا ہے جس کو

ترجمہ، اور ابراہیم نے کہا کہ تم جو خدا کو چھوڑ کر بتوں کو لے بیٹھے ہو تو دنیا کی زندگی میں باہم دوستی کے لئے (مگر) پھر قیامت کے دن تم ایک دوسرے (کی دوستی) سے انکار کردوگے اور ایک دوسرے پر لعنت بھیجوگے اور تمہارا ٹھکانا دوزخ ہوگا اور کوئی تمہارا مددگار نہ ہوگا ﴿۲۵﴾ پس اُن پر (ایک) لوط ایمان لائے اور (ابراہیم) کہنے لگے کہ میں اپنے پروردگار کی طرف ہجرت کرنے والا ہوں۔ بیشک وہ غالب حکمت والا ہے ﴿۲۶﴾ اور ہم نے اُن کو اسحٰق اور یعقوب بخشے اور اُن کی اولاد میں پیغمبری اور کتاب (مقرر) کردی اور ان کو دنیا میں بھی اُن کا صلہ عنایت کیا اور وہ آخرت میں بھی نیک لوگوں میں ہوں گے ﴿۲۷﴾

خوف ہوتا ہے کہ مُعاملہ اُس کے اختیار سے باہر ہو جائے گا۔ وُہ میرا بندہ ہے میں جس وقت چاہوں گا اُس کو بچالوں گا۔ اگر وُہ مجھ سے دُعا کرے گا میں قبول کروں گا۔ یہ سُنکر جبرئیلؑ خوش ہوگئے اور ابراہیمؑ کے پاس آئے جب کہ وُہ منجنیق سے جُدا ہو چکے تھے اور ہوا میں تھے۔ جبرئیلؑ نے پُوچھا کہ اے ابراہیمؑ کوئی حاجت مجھ سے ہے؟ آپ نے فرمایا تم سے کوئی حاجت نہیں ہے، لیکن عالموں کے پروردگار سے میری حاجت ضرور ہے۔ پس خدا نے جبرئیلؑ کے ذریعے ان پر وحی کی اور ایک انگوٹھی بھیجی جس پر چھ کلمے کی دُعا نقش تھی اور کہا کہ یہ انگوٹھی کو ہاتھ میں پہن لو تاکہ آگ کو تم پر سرد اور باعث سلامتی کروں۔ پھر ابراہیمؑ نے اپنے پروردگار سے بصد اخلاص چہاردہ معصومین کا واسطہ دے کر دعا کی، تو خدا نے آگ کو وحی کی کہ سرد ہو جا اس میں اس قدر ٹھنڈک پیدا ہوئی کہ سردی کی وجہ سے ابراہیمؑ کے دانت بجنے لگے یہاں تک کہ خدا نے فرمایا کہ "اور ابراہیمؑ کے لئے باعث سلامتی ہو" اور پھر آگ باعث سلامتی ہوگئی اور اُس میں اُن کو کُرسی اور ایسے نرم بستر پر متمکن فرمایا کہ اُس کی مثل نمرود نے نہ دیکھا تھا اور نہ ہی دُنیا میں کسی بادشاہ کو میسّر ہُوا تھا۔ وہاں جبرئیلؑ آئے اور آپ کے ساتھ بیٹھ کر گفتگو میں مشغول ہُوئے، اُن کے چاروں طرف درختان سبز خوش منظر، درخت نرگس، پھول، شگوفے اور گل لالہ پیدا ہوگئے جو چاروں فصلوں میں نہیں میسّر آتے۔ جب نمرود ملعون نے یہ عجیب کیفیت کا مشاہدہ کیا کہ ابراہیمؑ ایک سبز باغ میں بیٹھے ہوئے ایک مرد پیر سے گفتگو کر رہے ہیں۔ اُس نے آزر سے کہا کہ کس قدر گرامی ہے تیرا فرزند اپنے

ترجمہ، اور ان کو ابراہیم کا حال پڑھ کر سنا دو ﴿۶۹﴾ جب انہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ تم کس چیز کو پوجتے ہو ﴿۷۰﴾ وہ کہنے لگے کہ ہم بتوں کو پوجتے ہیں اور ان کی پوجا پر قائم ہیں ﴿۷۱﴾ ابراہیم نے کہا کہ جب تم ان کو پکارتے ہو تو کیا وہ تمہاری آواز کو سنتے ہیں؟ ﴿۷۲﴾ یا تمہیں کچھ فائدے دے سکتے یا نقصان پہنچا سکتے ہیں؟ ﴿۷۳﴾ انہوں نے کہا (نہیں) بلکہ ہم نے اپنے باپ دادا کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے ﴿۷۴﴾ ابراہیم نے کہا کیا تم نے دیکھا کہ جن کو تم پوجتے رہے ہو ﴿۷۵﴾ تم بھی اور تمہارے اگلے باپ دادا بھی ﴿۷۶﴾ وہ میرے دشمن ہیں۔ مگر خدائے رب العالمین (میرا دوست ہے) ﴿۷۷﴾ جس نے مجھے پیدا کیا ہے (بقیہ اگلے صفحے پر)

پروردگار کے نزدیک۔ اور جب ابراہیمؑ کو زندہ سلامت باہر آتے دیکھا اور آپؑ پر آگ کو سرد
اور سلامتی کا سبب بنتے دیکھا تو پُوچھا کہ اے ابراہیمؑ تمہارا پروردگار کون ہے؟ ابراہیمؑ نے کہا
میرا پروردگار وُہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مُردہ کرتا ہے۔ نمرود نے کہا میں بھی زندہ کرتا ہوں
اور مار ڈالتا ہوں۔ ابراہیمؑ نے پُوچھا یہ تُو کیونکر کر سکتا ہے؟ نمرود ملعون نے دو آدمیوں کو
زندان سے بُلوایا جو واجب القتل تھے۔ اس نے ایک کو قتل کیا اور دُوسرے کو چھوڑ دیا۔
ابراہیمؑ نے فرمایا کہ اگر تُو سچّا ہے تو جس کو قتل کیا ہے اُسے زندہ کر یا پھر میرا پروردگار تو آفتاب
کو مشرق سے نکالتا ہے تو اُسے مغرب سے نکال کر دیکھا۔ وُہ کافر مبہوت اور عاجز ہو کر کہنے لگا
کہ اگر کوئی شخص خدا اختیار کرے تو ابراہیمؑ کے خدا کے ایسا خدا اختیار کرے۔ پھر ابراہیمؑ نے
نمرود کو دینِ حق کی دعوت دی۔ اس وقت نمرود کے ایک بہت بڑے رفیق نے کہا کہ میں
نے آگ کو قسم دیدی تھی کہ ابراہیمؑ کو نہ جلادے۔ اسی وقت ایک گرز آتشیں آگ میں سے
اُس بد بخت کی طرف آیا اور اُس کو جلا ڈالا۔ نمرود ایمان نہ لایا اور اس شقی نے کہا کہ میں
تمہارے خدا سے جنگ کروں گا، تو ایک دن مقرر کیا اور بے شمار لشکر لے کر میدان میں آیا۔
ابراہیمؑ تنہا اس کے مقابلہ میں کھڑے ہُوئے یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے اتنے مچھروں کو بھیجا
جن سے فضا تاریک ہوگئی اور وُہ لشکر والوں پر حملہ آور ہُوئے اور ان کے سر اور ناک میں لپٹ
گئے یہاںتک کہ سب کے سب بھاگ کھڑے ہُوئے۔ نمرود بھی خجل اور منفعل واپس آیا
لیکن پھر بھی ایمان نہ لایا۔ تو خدا نے ایک کمزور مچھّر کو حکم دیا کہ اُس کے دماغ میں گھُس
جائے۔ وُہ اس کے دماغ میں جا کر اس کا مغز کھانے لگا۔ وُہ اس قدر بے چین ہُوا کہ چند

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، اور وہی مجھے رستہ دکھاتا ہے ﴿۷۸﴾ اور وہ جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے
﴿۷۹﴾ اور جب میں بیمار پڑتا ہوں تو مجھے شفا بخشتا ہے ﴿۸۰﴾ اور جو مجھے مارے گا اور پھر زندہ کرے
گا ﴿۸۱﴾ اور وہ جس سے میں امید رکھتا ہوں کہ قیامت کے دن میرے گناہ بخشے گا ﴿۸۲﴾ اے
پروردگار مجھے علم و دانش عطا فرما اور نیکوکاروں میں شامل کر ﴿۸۳﴾ اور پچھلے لوگوں میں میرا ذکر
نیک (جاری) کر ﴿۸۴﴾ اور مجھے نعمت کی بہشت کے وارثوں میں کر ﴿۸۵﴾ اور میرے باپ کو
بخش دے کہ وہ گمراہوں میں سے ہے ﴿۸۶﴾ اور جس دن لوگ اٹھا کھڑے کئے جائیں گے مجھے
رسوا نہ کیجیو ﴿۸۷﴾

آدمیوں کو مقرر کیا کہ گرزہائے گراں سے اُس کے سر پر ماریں کہ شاید اس سے اس کے اضطراب میں تسکین ہو۔اسی حالت میں چالیس سال گزرے اور وہ ایمان نہ لایا اور بالآخر جہنّم واصل ہوا۔اور خدا نے سرکش پشہ سے نمرود کو ذلیل کیا جس نے کہ خدا سے سرکشی کی تھی اور اس کی پروردگاری سے انکار کیا تھا۔اس نے اُس پر سب سے کمزور مخلوق کو مسلّط کیا تاکہ اُسے اپنی قدرت و عظمت دکھلادے۔پس اُس نے اس پشہ کی ناک میں داخل ہو کر اُس کو مار ڈالا۔ روایت ہے کہ جب یوسفؑ نمرود کے پاس گئے اُس نے کہا ابراہیمؑ تمہارا کیا حال ہے۔فرمایا میں ابراہیمؑ نہیں ہوں بلکہ یوسفؑ پسر یعقوبؑ پسر اسحٰقؑ پسر ابراہیمؑ ہُوں۔وُہ وُہی نمرود تھا جس نے ابراہیمؑ سے اُن کے پروردگار کے بارے میں تکرار کی تھی۔وُہ چار سو سال جوان رہا۔حضرت یوسفؑ کے پاس وہی پیراہن تھا جو کہ جبرئیلؑ حضرت ابراہیمؑ کے لئے بہشت سے لائے تھے اور جب یوسفؑ حضرت یعقوبؑ سے دور ہو گئے تھے تو یعقوبؑ نے اُس کو بُو سُونگھی اور فرمایا کہ مجھ یوسفؑ کی بُو آرہی ہے۔

حضرت ابراہیمؑ کے سلسلے میں کئی روایتیں ملتی ہیں جن کو ایک جگہ کر کے بیان کر رہا ہوں،روایت کے مطابق ابراہیمؑ کے لئے جو آگ لگائی گئی تھی تو چھپکلی آگ کو پھونکتی تھی اور مینڈک اُس پر پانی لا کر ڈالتا تھا تاکہ اُسے بُجھادے اور جب خدا نے آگ پر وحی کی کہ سرد ہو جا،تین روز تک دُنیا کی تمام آگ میں گرمی باقی نہ رہی تھی۔اسی طرح روایت ہے کہ چار لوگ تمام رُوئے زمین کے بادشاہ ہُوئے۔دو مومن جو کہ حضرت سلیمانؑ بن داؤد اور ذوالقرنینؑ،اور دو کافر بُخت نصّر اور نمرود۔روئے زمین پر باہم مصافحہ کیا وہ ذوالقرنین اور

ترجمہ،اور خدا (کی راہ) میں جہاد کرو جیسا جہاد کرنے کا حق ہے۔اس نے تم کو برگزیدہ کیا ہے اور تم پر دین کی (کسی بات) میں تنگی نہیں کی۔(اور تمہارے لئے) تمہارے باپ ابراہیم کا دین (پسند کیا) اُسی نے پہلے (یعنی پہلی کتابوں میں) تمہارا نام مسلمان رکھا تھا اور اس کتاب میں بھی (وہی نام رکھا ہے تو جہاد کرو) تاکہ پیغمبر تمہارے بارے میں شاہد ہوں۔اور تم لوگوں کے مقابلے میں شاہد اور نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو اور خدا کے دین کی (رسی کو) پکڑے رہو۔وہی تمہارا دوست ہے۔اور خوب دوست اور خوب مددگار ہے ﴿۷۸﴾ سورۃ الحج

ابراہیمؑ تھے۔ابراہیمؑ نے ان سے رُوبرُوملاقات کی اور مصافحہ کیا۔ایک اور روایت کے مطابق جہنّم میں ایک وادی ہے۔ جس کو سقر کہتے ہیں اور جس روز سے خدانے اس کو پیدا کیا ہے اُس نے سانس نہیں لیا ہے۔اگر خدا اس کو اجازت دیدے کہ سُوئی کے سُوراخ کے برابر سانس لے تو یقیناًرُوئے زمین پر جو کچھ ہے سب کو جلادے۔اس وادی کی گرمی، بدبُو اور نجاست و عذاب سے جو حق تعالیٰ نے اس میں رہنے والوں کے لئے مہیا کیا ہے اہل جہنّم بھی پناہ مانگتے ہیں۔اس میں ایک پہاڑ ہے جس کی حرارت و گندگی و نجاست سے جو خدانے اس میں رہنے والوں کے لئے پیدا کیا ہے اس وادی والے پناہ مانگتے ہیں۔اس پہاڑ میں ایک درّہ ہے جس کی حرارت و نجاست و گندگی سے جو خدانے اس میں رہنے والوں کے لئے تیار کیا ہے پہاڑ والے پناہ مانگتے ہیں۔اس درّہ میں ایک کنواں ہے کہ درّہ والے اس کی گرمی و بدبُو اور عذابوں سے جو خدانے اُس میں رہنے والوں کے لئے پیدا کیا ہے پناہ مانگتے ہیں۔اس کنویں میں ایک سانپ ہے کہ تمام کنویں والے اس سانپ کی خباثت زہر وغیرہ سے جو خدانے اس میں پیدا کیا ہے پناہ مانگتے ہیں۔اس سانپ کے شکم میں سات صندوق ہیں جس میں گذشتہ اُمتوں میں سے پانچ اشخاص ہوں گے۔ قابیل جس نے ہابیلؑ کو قتل کیا۔نمرود جس نے ابراہیمؑ کے ساتھ خدا کے بارے میں تکرار کی کہ میں بھی زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں۔فرعون جس نے کہا کہ میں تمہارا بڑا خدا ہوں۔یہود، جس نے یہودیوں کو گمراہ کیا اور پولس جس نے نصاریٰ کو گمراہ کیا، اور دو اشخاص اس اُمّت کے ہوں گے۔صندوق کے مطابق ایک اور روایت منقول ہے کہ جب نمرود نے چاہا کہ آسمان کا حال دریافت کرے تو چار کرگھس گرفتار کرکے اُن کی تربیّت کی اور ان کو چندروز بھوکا رکھا۔پھر لکڑی کا ایک صندوق بنایا اور اس میں ایک شخص کو بٹھایا۔پھر اُس صندوق کے پایہ سے کرگسوں کو باندھ دیا اور صندوق کے بیچ میں ایک لکڑی لگا کر اس میں گوشت لٹکایا تو وُہ بھوکے کرگھس گوشت کھانے کی کوشش میں اُڑے اور تابوت

ترجمہ، خدانے آدم اور نوح اور خاندان ابراہیم اور خاندان عمران کو تمام جہان کے لوگوں میں منتخب فرمایا تھا(۳۳) سورۃ آل عمران

کو مع اُس مرد کے آسمان کی جانب دیکھا پہاڑ مثل مورچہ کے معلوم ہونے لگے اور اس قدر بُلند کیا کہ دیکھا تو وُہ اتنا ہی بُلند نظر آیا۔ پھر ایک زمانہ کے بعد زمین کی جانب نگاہ کی تو پانی کے سوا کچھ نہ معلوم ہُوا اور جب آسمان کو دیکھا وُہ اتنا ہی بلند تھا جیسا کہ پہلے دکھائی دیتا تھا۔ پھر ایک مدّت تک اُوپر چلے گئے۔ پھر جب زمین کو دیکھا کچھ نہ دکھائی دیا۔ آسمان کو دیکھا تو وُہ اُتنا ہی بُلند تھا۔ آخر تاریکی میں پڑ گیا کہ نہ آسمان دکھائی دیتا تھا نہ زمین۔ اُس کو خوف ہُوا اور گوشت کو تابوت کے نیچے لٹکا دیا۔ کرگسوں نے سر نیچے کیا اور زمین پر آئے۔ ابراہیمؑ کی ابتدا یہ تھی کہ خواب میں اُن کو حکم دیا گیا کہ اپنے بیٹے کو ذبح کرو۔ ابراہیمؑ نے اس حکم کو پُورا کیا اور اس پر آمادہ ہوئے اور خدا کا حکم بخوشی منظور کیا۔ اس وقت حق تعالیٰ نے ان پر وحی کی کہ میں نے تم کو لوگوں کا امام بنایا۔ پھر اُن پر سُنّہتائے حنیفہ کو نازل کیا جو دس چیزیں ہیں پانچ سر سے متعلّق ہیں اور پانچ جسم سے۔ پانچ جو سر سے متعلق ہیں وہ یہ ہیں۔ شارب لینا، داڑھی رکھنا، سر کے بال ترشوانا، مسواک و خلال کرنا۔ جسم سے متعلق پانچ امور یہ ہیں۔ موئے زیر ناف بنانا، ختنہ کرنا، ناخن کٹوانا، غسل جنابت کرنا، پانی سے استنجا کرنا، یہ ہیں حنیفہ طاہرہ جو ابراہیمؑ لائے اور یہ قیامت تک منسوخ نہ ہوں گے اور یہ ہیں قول خدا کے معنی کہ ملتِ ابراہیمؑ کی پیروی کرو۔ کیونکہ ان کا باطل سے حق کی جانب مائل (ہونے کا صحیح راستہ) ہے۔ ابراہیمؑ پہلے شخص تھے جنہوں نے مہمانوں کی مہمانی کی اور ختنہ کیا اور خدا کی راہ میں جہاد کیا ورا پنے مال سے خمس نکالا اور نعلین پہنی اور جنگ عمالقہ کے لئے مسجد سہلہ سے یمن کی جانب گئے۔ ختنہ کے بارے میں ایک گروہ کا کہنا ہے کہ آپؑ نے تیشہ سے ایک تالات پر اپنا ختنہ کیا۔ جب کہ ایسا نہیں ہے جیسا کہ وہ لوگ کہتے ہیں، وہ آپؑ پر جُھوٹ باندھتے ہیں کیونکہ انبیاءؑ کی ناف اور غلاف ختنہ ولادت کے ساتویں روز خود ہی گر جاتے تھے، لیکن جب سارہؑ سے اسحٰقؑ پیدا

ترجمہ، مگر تم لوگ تو دنیا کی زندگی کو اختیار کرتے ہو ﴿۱۶﴾ حالانکہ آخرت بہت بہتر اور پائندہ تر ہے ﴿۱۷﴾ یہ بات پہلے صحیفوں میں (مرقوم) ہے ﴿۱۸﴾ (یعنی) ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں ﴿۱۹﴾

سورۃ الاعلیٰ

ہُوئے تو ساتویں روز ناف تو گر گئی لیکن غلاف ختنہ نہیں گررا، تو حق تعالیٰ نے ابراہیمؑ کو وحی کی کہ اسحٰقؑ کا ختنہ کرو۔(اس واقعہ کی تفسیر اسمٰعیلؑ کے واقعات میں ملے گی)۔ایک روایت ہے کہ حق تعالیٰ نے ابراہیمؑ کو وحی کی کہ زمین کو تمہارا ستر دیکھنے سے شرم آتی ہے اور اُس نے مجھ سے شکایت کی ہے لہٰذا اپنے ستر اور زمین کے درمیان ایک حجاب قرار دو۔ پس حضرتؑ نے اپنے لئے ایک زیر جامہ تیار کیا جو آپ کے زانوؤں تک تھا۔ یہ بھی منقول ہے کہ ابراہیمؑ کا گذر انقیا میں ہُوا جو نجف اشرف کے پہلو میں واقع ہے۔اُس شہر میں ہر شب زلزلہ آتا تھا۔ جب ابراہیمؑ نے رات بھر وہاں قیام کیا تو زلزلہ نہ آیا۔اس شہر کے رہنے والوں کو تعّجب ہُوا اور کہا کیا سبب ہے کہ ہمارے شہر میں زلزلہ نہیں آیا لوگوں نے کہا کل رات ایک مرد پیر ہمارے شہر میں وارد ہُوا ہے اس کا ایک لڑکا اس کے ساتھ ہے۔ یہ معلوم کرکے لوگ حضرتؑ کے پاس آئے اور کہا کہ ہر شب ہمارے شہر میں زلزلہ آتا تھا اس رات جب کہ آپؑ ہمارے شہر میں وارد ہُوئے زلزلہ نہیں آیا۔آج رات بھی قیام فرمایئے تاکہ ہم اچھی طرح سمجھ لیں۔جب دوسری رات پھر زلزلہ نہیں آیا تو اس شہر کے لوگ حضرت کے پاس آئے اور کہا کہ آپؑ ہمارے شہر میں قیام رکھیئے آپؑ جو چاہیں ہم سے خدمت لیں ہم حاضر ہیں۔ فرمایا میں اس شہر میں تو نہ رہوں گا لیکن اس صحرائے نجف کو جو کہ تمہارے شہر کے پیچھے ہے میرے ہاتھ فروخت کردو پھر تمہارے شہر میں زلزلہ نہ آئے گا۔ان لوگوں نے کہا ہم نے یوں ہی بخشا۔ حضرتؑ نے فرمایا میں تو قیمت دے کر لوں گا۔اُن لوگوں نے کہا جو چاہے دے دیجئے۔ پس ابراہیمؑ نے سات گوسفند اور چار دراز گوش کے عوض اس زمین کو اُن سے خرید فرمایا اس سبب سے اس زمین کو انقیا کہتے تھے کیونکہ زبان نبطی میں انقیا کے معنی گوسفند کے ہیں۔ آپؑ کے فرزند نے کہا اے خلیل الرحمٰن آپؑ اس زمین کو کیا کیجئے گا جس میں نہ زراعت کی جاسکتی ہے اور نہ حیوانات چرائے جاسکتے ہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا خاموش رہو، کیونکہ خداوند

ترجمہ، کہہ دو کہ مجھے میرے پروردگار نے سیدھا رستہ دکھا دیا ہے (یعنی دین صحیح) مذہب ابراہیم کا جو ایک (خدا) ہی کی طرف کے تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے ﴿۱۶۱﴾ سورۃ الأنعام

عالمیان ستّر ہزار پیغمبروں کو اس صحرا سے محشور کرے گا۔ بے حساب بہشت میں داخل ہوں گے اور ان میں سے ہر ایک کثیر جماعت کی شفاعت کرے گا۔

منقول ہے کہ مصحف ابراہیمؑ ماہ مبارک رمضان کی پہلی شب میں نازل ہُوا جو کہ بیس صحیفے تھے اور ان صحیفوں میں تمام مثالیں اور حکمتیں تھیں۔ اور ان صحیفوں میں یہ نصیحتیں بھی تھیں جو کہ ظالم بادشاہوں کے لئے تھیں۔ یعنی اے مغرور بادشاہ تجھ کو میں نے اس لئے نہیں بھیجا ہے کہ تُو مال دنیا کو جمع کرے بلکہ اس لئے بھیجا ہے کہ مظلوموں کی دُعا مجھ سے ردّ کرے، اور میں اُن کی دُعا کو رد نہیں کرتا اگرچہ وہ کوئی کافر کیوں نہ ہو۔ اور عاقل پر یہ لازم ہے کہ جب تک کوئی عذر نہ ہو اپنے لئے چار ساعتیں مقرر کرے ایک وُہ جس میں وہ اپنے پروردگار سے مناجات کرے ایک ساعت وُہ جس میں وہ اپنے نفس کا حساب کرے جو کچھ اُس نے نیکی یا بدی کی ہے اور ایک ساعت وہ ہے جس میں وُہ خدا کی اُن تمام نعمتوں پر غور کرے جو کچھ اس نے عطا کی ہیں اور ایک ساعت وُہ ہے جس میں وُہ حلال طریقہ پر حظّ نفس کے لئے خلوت کرے۔ یقیناً یہ ساعت اس کے لئے دُوسری ساعتوں سے زیادہ محبُوب ہے اس میں دلوں کے لئے زیادہ راحت و آرام ہے۔ عاقل پر لازم ہے کہ وُہ اپنے زمانہ اور اہل زمانہ پر نظر رکھے اور ہمیشہ اپنے حال کی اصلاح کا خیال رکھے اور اپنی زبان کی حفاظت کرے اُن باتوں سے جو نہ کہنا چاہیے۔ جو شخص اپنے عمل سے اپنے قول کا حساب کرتا ہے اُس کا بولنا کم ہو جاتا ہے۔ سوائے اس وقت کے جب کہ اُس کا نفع ہوتا ہے۔ عقلمند کو چاہیے کہ تین باتوں کا ہمیشہ طالب رہے۔ اپنی دُنیاوی معاش کی اصلاح اپنی آخرت کے توشہ کی تحصیل اور اُس چیز سے لذّت حاصل کرنا جو حرام نہ ہو۔ ان صحیفوں میں وہ بھی موجود تھا جو قرآن میں آیا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا۔ "جس نے زکوٰۃ دی وُہ رُستگار ہوا یا اپنے نفس کو کفر و معصیّت سے پاک کیا۔ اور اپنے پروردگار کو یاد کیا پھر نماز ادا کی بلکہ تم تو دُنیاوی زندگی ہی کو

ترجمہ، اور ابراہیم (علیہ السلام) کے (صحیفوں میں تھیں) جنہوں نے (اللہ کے ہر امر کو) بتمام وکمال پورا کیا ﴿۳۷﴾ سورۃ النّجم

بہتر سمجھتے ہو حالانکہ آخرت بہت بہتر اور ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔ بیشک یہ اگلے صحیفہائے ابراہیمؑ و موسیٰؑ موجود ہے"۔ اسی طرح یہ بھی منقول ہے کہ ابراہیمؑ کے کلمات کی کئی وجہیں ہیں جن میں اوّل (۱) یہ کہ خداوند عالم نے فرمایا ہے کہ ہم نے ابراہیمؑ کو ملکوت آسمان وزمین دکھائے کہ وُہ صاحبان یقین میں سے ہو جائیں۔ دوم (۲) ،اپنے خالق کو قدیم جاننا اور اس کو یکتا سمجھنا اور مخلوقات کی مشابہت سے منزّہ جاننا۔ جس وقت کہ آپؑ نے ستارہ و ماہتاب و آفتاب کو دیکھا اور اُن میں سے ہر ایک کے غروب ہو جانے پر استدلال کیا۔ سوم (۳)،ان کی شجاعت بُتوں کے توڑنے میں ظاہر ہوئی اور ایک تن تنہا کا اتنے ہزار فرماتا ہے کہ ابراہیمؑ بردبار اور خوف خدا سے بہت آہ وزاری کرنے والے یا دُعا کرنے والے یا اُس کی طرف بہت رجوع کرنے والے تھے۔ پانچویں (۵)، سخاوت و جوانمردی ہے جیسا کہ خدا نے اُن کے مہمانوں کے قصّہ میں ذکر کیا ہے۔ چھٹے (۶)، خدا کے لئے اپنے اہل بیت سے علیٰحدگی و دُوری اختیار کرنا، جیسا کہ خدا نے فرمایا کہ ابراہیمؑ نے آزر اور اپنی قوم سے کہا کہ میں تم سے اور اُن سے جن کو خدا کے سوا تم پُوجتے ہو علیٰحدگی اور دُوری اختیار کرتا ہوں۔ میں تو اپنے پروردگار کو پُکارتا ہوں اور اسی کی عبادت کرتا ہوں۔ ساتویں (۷)، نیکی کا حکم اور بدی کی ممانعت کرنا جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ ابراہیمؑ نے آزر سے کہا کہ اے میرے باپ کیوں تم ایسی چیز کو پُوجتے ہو جو نہ بولتی ہے نہ سُنتی ہے اور نہ تم کو کوئی فائدہ پہنچاتی ہے۔ بہ تحقیق کہ میرے پاس وُہ علم آچکا ہے جو تمہارے پاس نہیں آیا ہے۔ آٹھویں (۸)، بدی کو نیکی کے ذریعہ سے روک دینا۔ جس وقت آزر نے اُن سے کہا اے ابراہیمؑ کیا تم خداؤں کو نہیں مانتے۔ اگر تم اس خیال کو ترک نہ کروگے تو تم کو سنگسار کروں گا۔ ایک مُدّت کے لئے میرے پاس سے دُور ہو جاؤ۔ آپؑ نے فرمایا کہ میں جلد تمہارے لئے اپنے خدا سے آمرزش کی دُعا کروں گا کیونکہ وُہ مجھ سے زیادہ

ترجمہ، کہو کہ ہم خدا پر ایمان لائے اور جو کتاب ہم پر نازل ہوئی اور جو صحیفے ابراہیم اور اسماعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور ان کی اولاد پر اترے اور جو کتابیں موسیٰ اور عیسیٰ اور دوسرے انبیاء کو پروردگار کی طرف سے ملیں سب پر ایمان لائے ہم ان پیغمبروں میں سے کسی میں کچھ فرق نہیں کرتے اور ہم اسی (خدائے واحد) کے فرماں بردار ہیں ﴿۸۴﴾ سورۃ آل عمران

مہربان اور کریم ہے۔ نویں (۹)، تُوکل جیسا کہ فرمایا اے قوم تم جن کی پرستش کرتے ہو اور تمہارے گزشتہ بزرگ جن کو پُوجتے تھے سب کے سب ہمارے دُشمن ہیں سوائے عالمین کے پروردگار کے جس نے مجھ کو خلق کیا ہے۔ وہی میری رہبری فرماتا ہے اور مجھے آب و غذا دیتا ہے۔ جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وُہی شفا عطا فرماتا ہے۔ وہی یقیناً مجھے مُردہ کرے گا اور پھر قیامت میں وُہی مجھ کو زندہ کرے گا۔ میری التجا ہے کہ وُہ اس روز میرے گناہوں کو بخش دے۔ دسویں (۱۰)، حکم اور صالحین کے ساتھ منسُوب ہونا۔ چنانچہ دُعا کی خداوندا مجھے حکم عطا فرما اور مجھ کو صالحوں میں شامل کر اور وُہ صالحین رسولؐ خدا اور ائمہ طاہرین صلوات اللہ علیہم اور کہا میرے لئے بعد کے لوگوں میں لسان صدق (سچّی زبان) یعنی میرا ذکر خیر قائم فرما، جس سے مراد امیر المومنینؑ ہیں۔ گیارھویں (۱۱)، جان کے بارے میں امتحان دینا جیسے کہ ان کو منجنیق میں بٹھا کر آگ میں ڈالا گیا۔ بارھویں (۱۲)، فرزند کے بارے میں امتحان دینا جس وقت کہ خدا نے ان کو حضرت اسمٰعیلؑ کے ذبح کا حکم دیا۔ تیرھویں (۱۳)، زوجہ کے بارے میں امتحان دینا کہ جس وقت خدا نے اُنکی حُرمت کو غزارہ قبطی سے بچایا۔ چودھویں (۱۴)، حضرت سارہ کی کج خلقی پر صبر کرنا۔ پندرھویں (۱۵)، اپنی ذات کو خدا کی اطاعت میں وقف کر دینا جیسا کہ آپ نے دُعا کی کہ خداوندا مجھ کو رُسوا نہ کرنا جس روز کہ لوگ مبعوث ہوں۔ سوھویں (۱۶)، عیوب سے پاک ہونا۔ چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ

ترجمہ، یا جو خدا نے لوگوں کو اپنے فضل سے دے رکھا ہے اس کا حسد کرتے ہیں تو ہم نے خاندان ابراہیمؑ کو کتاب اور دانائی عطا فرمائی تھی اور سلطنت عظیم بھی بخشی تھی ﴿۵۴﴾ پھر لوگوں میں سے کسی نے تو اس کتاب کو مانا اور کوئی اس سے رکا (اور ہٹا) رہا تو نہ ماننے والوں (کے جلانے) کو دوزخ کی جلتی ہوئی آگ کافی ہے ﴿۵۵﴾ جن لوگوں نے ہماری آیتوں سے کفر کیا ان کو ہم عنقریب آگ میں داخل کریں گے جب ان کی کھالیں گل (اور جل) جائیں گی تو ہم اور کھالیں بدل دیں گے تاکہ (ہمیشہ) عذاب (کا مزہ چکھتے) رہیں بے شک خدا غالب حکمت والا ہے ﴿۵۶﴾ اور جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کو ہم بہشتوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے وہاں ان کے لئے پاک بیبیاں ہیں اور ان کو ہم گھنے سائے میں داخل کریں گے ﴿۵۷﴾ سورۃ النساء

ابراہیمؑ نہ یہودی تھے اور نہ ہی نصرادی، بلکہ باطل دینوں سے متنفّر تھے اور مسلمان اور حق کے مطیع تھے اور مشرک نہ تھے۔ سترھویں (۱۷)، تمام عبادتوں کے شرطوں کو جمع کرنا جس مقام پر کہا ہے کہ "یقیناً میری نماز، میری قربانی، میرا حج یا میری عبادت اور زندگی اور موت اُس خدا کے لئے خاص ہے جو عالم کا پروردگار ہے۔ اُس پر مامور کیا گیا ہوں اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔" پس جب یہ کہہ دیا کہ زندگی اور موت، تو تمام عبادتوں کو اُس میں داخل کر دیا۔ اٹھارھویں (۱۸)، مردوں کے زندہ کرنے میں اُن کی دُعا کا مستجاب ہونا۔ اُنیسویں (۱۹)، خدا کا اُن کے لئے گواہی دینا کہ وُہ صالحین میں سے ہیں جس جگہ فرمایا ہے کہ بتحقیق میں نے ابراہیمؑ کو دُنیا میں برگزیدہ کیا اور وُہ آخرت میں یقیناً صالحین میں سے ہیں۔ (صالحین) یعنی رسُولؐ خدا اور آئمہ ھدٰی علیہم السّلام۔ بیسویں (۲۰)، پیغمبروں کا اُن کے بعد کی اقتدا کرنا۔ جیسا کہ خدا نے فرمایا کہ (اے محمدؐ) میں نے تم کو وحی کی کہ ملتِ ابراہیمؑ کی متابعت کرو، اور پھر فرمایا کہ تمہارے باپ ابراہیمؑ کا دین سچّا ہے جس نے تمہارا نام مسلمان رکھا۔

حضرت ابراہیمؑ نے اپنی خالہ کی بیٹی سارہؑ کو تزویج کیا اور اپنے نکاح میں لائے۔ سارہ فارغ البال تھیں۔ ابراہیمؑ سارہؑ کو بہت عزیز رکھتے تھے اور ان کے حق کی رعایت کرتے تھے کیونکہ وُہ پیغمبروں کی اُولاد سے تھیں۔ سارہؑ کے پاس بہت زمینیں اور مویشی تھے جو آپؑ

ترجمہ، اسی نے تمہارے لئے دین کا وہی رستہ مقرر کیا جس (کے اختیار کرنے کا) نوح کو حکم دیا تھا اور جس کی (اے محمد ﷺ) ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی ہے اور جس کا ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو حکم دیا تھا (وہ یہ) کہ دین کو قائم رکھنا اور اس میں پھوٹ نہ ڈالنا۔ جس چیز کی طرف تم مشرکوں کو بلاتے ہو وہ ان کو دشوار گزرتی ہے۔ اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی بارگاہ کا برگزیدہ کر لیتا ہے اور جو اس کی طرف رجوع کرے اسے اپنی طرف رستہ دکھا دیتا ہے ﴿۱۳﴾ اور یہ لوگ جو الگ الگ ہوئے ہیں تو علم (حق) آچکنے کے بعد آپس کی ضد سے (ہوئے ہیں)۔ اور اگر تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک وقت مقرر تک کے لئے بات نہ ٹھہر چکی ہوتی تو ان میں فیصلہ کر دیا جاتا۔ اور جو لوگ ان کے بعد (خدا کی) کتاب کے وارث ہوئے وہ اس (کی طرف) سے شبہے کی الجھن میں (پھنسے ہوئے) ہیں ﴿۱٤﴾

سورة الشوری

نے تمام اموال ابراہیمؑ کو بخش دیئے۔ ابراہیمؑ نے کوشش کر کے تمام چیزوں کی اصلاح کی۔ مویشیوں اور زراعت میں ترقی ہُوئی اس حد تک کہ کوثاریا میں کسی کا حال اُن سے بہتر نہ تھا۔ جب ابراہیمؑ آگ میں ڈالے گئے اور صحیح و سلامت اس میں سے واپس آگئے اور نمرود کو معلوم ہُوا تو اس نے حکم دیا کہ ابراہیمؑ کو اس شہر سے نکال دیں اور اُن کے تمام مویشی اور سامان، مال و دولت سب ضبط کر لی جائے۔ ابراہیمؑ نے اُن پر حجّت قائم کی کہ اگر ہمارے مویشی اور مال لئے لیتے ہو تو میری وُہ عمُر مجھ کو واپس دو جسے میں نے ان کے حاصل کرنے میں صرف کیا ہے۔ یہ معاملہ آخر کار قاضی کے پاس پیش کیا گیا۔ قاضی نے فیصلہ کیا کہ ابراہیمؑ نے جو کچھ ان کے ملک میں حاصل کیا ہے ان سے لے لیا جائے اور ان کے ملک میں جوان کی عمُر صرف ہوئی ہے اُن کو واپس دے دی جائے۔ جب یہ فیصلہ نمرود سے بیان کیا گیا تو اُس نے حکم دیا کہ ابراہیمؑ کے مال و اسباب ان کو دے کر ان کو اس شہر سے نکال دو کیوں کہ اگر وُہ تمہارے شہر میں رہیں گے تو تمہارے دین کو فاسد کر دیں گے اور تمہارے خداؤں کو ضرر پہنچائیں گے۔ غرض ابراہیمؑ اور لوطؑ کو اپنے ملک سے شام کی جانب نکال دیا۔ ابراہیمؑ، لوطؑ اور سارہؑ کو لے کر چلے گئے اور کہا میں اپنے پروردگار کی طرف یعنی بیت المقدس جا رہا ہوں وُہ عنقریب میری راہبری کرے گا۔ پھر ابراہیمؑ نے ایک صندوق بنا کر اس میں سارہ کو بٹھایا اور اپنے تمام مال اور مویشی کو لے کر روانہ ہُوئے۔ نمرود کے ملک سے نکل کر ایک قبطی کے ملک میں داخل ہُوئے جس کو عرارہ کہتے تھے۔ چنگی لینے والوں نے روکا اور اُن میں سے ایک شخص

ترجمہ، اے اہلِ کتاب تم ابراہیم کے بارے میں کیوں جھگڑتے ہو حالانکہ تورات اور انجیل ان کے بعد اتری ہیں (اور وہ پہلے ہو چکے ہیں) تو کیا تم عقل نہیں رکھتے ﴿٦٥﴾ دیکھو ایسی بات میں تو تم نے جھگڑا کیا ہی تھا جس کا تمہیں کچھ علم تھا بھی مگر ایسی بات میں کیوں جھگڑتے ہو جس کا تمہیں کچھ بھی علم نہیں اور خدا جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ﴿٦٦﴾ ابراہیم نہ تو یہودی تھے اور نہ عیسائی بلکہ سب سے بے تعلق ہو کر ایک (خدا) کے ہو رہے تھے اور اسی کے فرماں بردار تھے اور مشرکوں میں نہ تھے ﴿٦٧﴾ ابراہیم سے قرب رکھنے والے تو وہ لوگ ہیں جو ان کی پیروی کرتے ہیں اور پیغمبر (آخر الزمان) اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور خدا مومنوں کا کارساز ہے ﴿٦٨﴾ سورۃ آل عمران

نے آکر ابراہیمؑ کے اموال کا محصول لینا شروع کیا۔ جب نوبت صندوق کی آئی اس نے کہا اس صندوق کو کھولو تاکہ اس میں جو کچھ ہے اس کا محصول بھی لیا جائے ابراہیمؑ نے فرمایا اس صندوق کے اندر طلا و نقرہ ہے جو کچھ چاہو سمجھ کر حساب کر لو اور اس کا محصول لے لو لیکن صندوق کو نہ کھولو۔ اُس نے کہا جب تک صندوق نہ کھولا جائے گا۔ اُس کا حساب نہیں ہو سکتا۔ آخر اُس نے بہ جبر صندوق کھولا، اس میں ایک نہایت حسین و جمیل عورت یعنی سارہؑ نظر آئیں۔ پُوچھا کہ یہ عورت تم سے کیا رشتہ رکھتی ہے؟ فرمایا کہ یہ میری حرمت اور میری خالہ کی دختر ہے۔ اُس نے کہا کیوں اس کو صندوق میں بند کر رکھا ہے؟ ابراہیمؑ نے کہا اس کی غیرت کے لئے تاکہ کوئی اس کو نہ دیکھ سکے۔ اس نے کہا جب تک میں یہ حال بادشاہ سے نہ بیان کر لوں تم کو نہ جانے دوں گا۔ پھر بادشاہ کے پاس ایک قاصد بھیجا جس نے حقیقت حال عرض کی۔ بادشاہ نے چند لوگوں کو بھیجا کہ صندوق اُٹھا لائیں۔ ابراہیمؑ بھی ساتھ چلے اور فرمایا کہ صندوق سے جُدا نہ ہوں گا جب تک کہ میرے جسم میں جان باقی ہے۔ جب بادشاہ کو یہ اطلاع دی گئی اُس نے حکم دیا کہ ابراہیمؑ کو بھی تابُوت کے ساتھ حاضر کرو۔ چنانچہ ابراہیمؑ کو مع تابُوت اور اُن کے تمام سامان کے ساتھ بادشاہ کے پاس لے گئے۔ بادشاہ نے ابراہیمؑ سے کہا کہ تابُوت کو کھولو۔ آپؑ نے فرمایا اس میں میری خالہ کی دختر اور میری حرمت ہے۔ میں اپنا تمام مال اس کے عوض دینے کو تیار ہوں مگر اس صندوق کو نہ کھولو۔ بادشاہ نے بہ جبر صندوق کو کھولا۔ جب جناب سارہؑ کا حسن و جمال مشاہدہ کیا ضبط نہ کر سکا اور ہاتھ اُن کی طرف بڑھایا۔

ترجمہ، تمہیں ابراہیم اور ان کے رفقاء کی نیک چال چلنی (ضرور) ہے۔ جب انہوں نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ ہم تم سے اور ان (بتوں) سے جن کو تم خدا کے سوا پوجتے ہو بے تعلق ہیں (اور) تمہارے (معبودوں کے کبھی) قائل نہیں (ہو سکتے) اور جب تک تم خدائے واحد اور ایمان نہ لاؤ ہم میں تم میں ہمیشہ کھلم کھلا عداوت اور دشمنی رہے گی۔ ہاں ابراہیمؑ نے اپنے باپ سے یہ (ضرور) کہا کہ میں آپ کے لئے مغفرت مانگوں گا اور خدا کے سامنے آپ کے بارے میں کسی چیز کا کچھ اختیار نہیں رکھتا۔ اے ہمارے پروردگار تجھ ہی پر ہمارا بھروسہ ہے اور تیری ہی طرف ہم رجوع کرتے ہیں اور تیرے ہی حضور میں (ہمیں) لوٹ کر آنا ہے ﴿٤﴾ سورۃ الممتحنۃ

ابراہیمؑ نے اُس طرف سے مُنہ پھیر لیا اور کہا خداوندا میری خالہ کی دختر کی حرمت سے اس کے ہاتھ کو باز رکھ۔ بادشاہ کا ہاتھ خشک ہو گیا اور وُہ سارہؑ کی طرف نہ بڑھا سکا اور نہ اپنی طرف واپس لا سکا۔ بادشاہ نے ابراہیمؑ سے کہا کہ تمہارے خدا نے ایسا کیا؟ ابراہیمؑ نے فرمایا، ہاں! میرا خدا صاحب غیرت ہے اور حرام کو دشمن رکھتا ہے۔ چونکہ تُو نے حرام کا ارادہ کیا تھا اس لئے تیرے اور تیرے ارادہ کے درمیان مانع ہُوا۔ اُس نے کہا اپنے خدا سے کہو کہ میرا ہاتھ میری طرف واپس کر دے میں پھر متعرض نہ ہوں گا۔ ابراہیمؑ نے کہا خداوندا اس کا ہاتھ اُس کی طرف واپس کر دے تاکہ پھر میری حرمت سے متعرض نہ ہو۔ خدا نے اُس کا ہاتھ اُس کی طرف پھیر دیا۔ پھر جب سارہؑ کی جانب نظر کی ضبط نہ کر سکا اور ہاتھ اُن کی طرف بڑھایا پھر ابراہیمؑ نے غیرت سے مُنہ پھیر لیا اور دُعا کی، اُس کا ہاتھ خشک ہو گیا اور جناب سارہؑ تک نہ پہنچ سکا۔ بادشاہ نے کہا تمہارا پروردگار بہت صاحب غیرت ہے اور تم بہت غیور ہو۔ اچھا اپنے خدا سے دُعا کرو کہ میرا ہاتھ میری طرف واپس کر دے۔ اگر تمہاری دُعا قبول کر لے گا۔ میں پھر ایسی حرکت نہ کروں گا۔ ابراہیمؑ نے فرمایا اس شرط سے دُعا کروں گا کہ اگر پھر تُو ایسا کرے

ترجمہ، اور کتاب میں ابراہیم کو یاد کرو۔ بے شک وہ نہایت سچے پیغمبر تھے ﴿۴۱﴾ جب انہوں نے اپنے باپ سے کہا کہ ابّا آپ ایسی چیزوں کو کیوں پوجتے ہیں جو نہ سُنیں اور نہ دیکھیں اور نہ آپ کے کچھ کام آسکیں ﴿۴۲﴾ ابّا مجھے ایسا علم ملا ہے جو آپ کو نہیں ملا ہے تو میرے ساتھ ہو جیئے میں آپ کو سیدھی راہ پر چلا دوں گا ﴿۴۳﴾ ابّا شیطان کی پرستش نہ کیجیئے۔ بے شک شیطان خدا کا نافرمان ہے ﴿۴۴﴾ ابّا مجھے ڈر لگتا ہے کہ آپ کو خدا کا عذاب آ پکڑے تو آپ شیطان کے ساتھی ہو جائیں ﴿۴۵﴾ اس نے کہا ابراہیم کیا تو میرے معبودوں سے برگشتہ ہے؟ اگر تو باز نہ آئے گا تو میں تجھے سنگسار کر دوں گا اور تو ہمیشہ کے لئے مجھ سے دور ہو جا ﴿۴۶﴾ ابراہیم نے سلام علیک کہا (اور کہا کہ) میں آپ کے لئے اپنے پروردگار سے بخشش مانگوں گا۔ بے شک وہ مجھ پر نہایت مہربان ہے ﴿۴۷﴾ اور میں آپ لوگوں سے اور جن کو آپ خدا کے سوا پکارا کرتے ہیں ان سے کنارہ کرتا ہوں اور اپنے پروردگار ہی کو پکاروں گا۔ امید ہے کہ میں اپنے پروردگار کو پکار کر محروم نہیں رہوں گا ﴿۴۸﴾ اور جب ابراہیم ان لوگوں سے اور جن کی وہ خدا کے سوا پرستش کرتے تھے اُن سے الگ ہو گئے تو ہم نے ان کو اسحاق اور (اسحاق کو) یعقوب بخشے۔ اور سب کو پیغمبر بنایا ﴿۴۹﴾ اور ان کو اپنی رحمت سے (بہت سی چیزیں) عنایت کیں۔ اور ان کا ذکر جمیل بلند کیا ﴿۵۰﴾ سورۃ مریم

تو مجھ سے دُعا کے لئے نہ کہنا۔ اس نے کہا اچھا۔ ابراہیمؑ نے دُعا کی کہ خداوندا اگر یہ سچ کہتا ہے، تو اس کا ہاتھ واپس کر دے اور اُس کا ہاتھ واپس ہو گیا۔ جب بادشاہ نے یہ حالات دیکھے اس کے دل میں حضرت ابراہیمؑ کا رُعب پیدا ہو گیا۔ اور اُس نے آنحضرتؑ کی بڑی تعظیم و تکریم کی اور کہا کہ تم بے خوف رہو تمہاری حرمت یا تمہارے اموال سے اب تعرض کروں گا۔ جس جگہ مزاج چاہے جاؤ، لیکن تم سے میری ایک حاجت ہے۔ ابراہیمؑ نے پُوچھا وُہ کونسی حاجت ہے؟ کہا میرے پاس حسین و جمیل اور عاقل و دانا ایک کنیز ہے میں اُسے سارہؑ کی خدمت کے لئے دینا چاہتا ہوں۔ آپؑ نے منظور فرمایا۔ اُس نے ہاجرہؑ مادر اسمٰعیلؑ کو سارہؑ کو عطا کیا اور ابراہیمؑ اپنے اہل و اموال کے ساتھ روانہ ہُوئے۔ بادشاہ بھی ان کی تعظیم و مہابت سے اُن کی شایعت کے لئے اُن کے پیچھے چلا۔ خدا نے ابراہیمؑ کو وحی کی کہ کھڑے ہو جاؤ اور اُس بادشاہ کے آگے جس پر قابو پاچکے ہو راستہ نہ چلو بلکہ اس کو آگے کر و اُس کے پیچھے چلو اور اس کی تعظیم کرو۔ کیونکہ وہ بادشاہی کے باوجود مغلوب اور ناچار ہے خواہ نیکوکار ہے یا بدکار۔ یہ سُن کر ابراہیمؑ کھڑے ہو گئے اور بادشاہ سے کہا کہ آگے چلو کیوں کہ میرے خدا نے اس وقت مجھ پر وحی کی کہ تمہاری تعظیم کروں اور تم کو مقدم رکھوں اور تمہارے پیچھے چلوں تمہاری جلالت کے سبب سے۔ بادشاہ نے پُوچھا کیا واقعی تمہارے خدا نے ایسی وحی کی ہے؟ ابراہیمؑ نے کہا "ہاں"۔ اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ تمہارا خدا صاحب رفق و مدار، بُردبار اور صاحب کرم ہے۔ تم نے اپنے دین کی طرف مجھے راغب کر لیا۔ پھر بادشاہ نے ابراہیمؑ کو رخصت کیا اور وہ روانہ ہُوئے۔ شہر شام میں پہنچ کر ٹھہرے اور لوطؑ کو اس کے مضافات ہی میں چھوڑ دیا۔ جب ایک مدّت گزر گئی اور کوئی فرزند نہ پیدا ہُوا تو سارہؑ نے حضرت ابراہیمؑ سے کہا کہ آپ پیر ہو گئے ہیں کاش دُعا کرتے کہ خدا ایک فرزند عطا کرتا جس

ترجمہ، اور اسی طرح خدا تمہیں برگزیدہ (وممتاز) کرے گا اور (خواب کی) باتوں کی تعبیر کا علم سکھائے گا۔ اور جس طرح اس نے اپنی نعمت پہلے تمہارے دادا، پردادا ابراہیم اور اسحاق پر پوری کی تھی اسی طرح تم پر اور اولاد یعقوب پر پوری کرے گا۔ بے شک تمہارا پروردگار (سب کچھ) جاننے والا (اور) حکمت والا ہے ﴿٦﴾ سورة یوسف

سے ہماری آنکھیں روشن ہوتیں۔ابراہیمؑ نے دُعا کی جو مستجاب ہوئی۔ابراہیمؑ نے سارہؑ سے کہا کہ اگر مناسب سمجھو تو ہاجرہؑ کو میرے ہاتھ فروخت کردو شاید خدا کوئی فرزند کرامت فرمائے جو کہ میرا قائم مقام ہو۔غرض ابراہیمؑ نے ہاجرہؑ کو خرید فرمایا اور اُن سے اسمٰعیلؑ پیدا ہُوئے اور پھر پانچ سال کے بعد سارہؑ سے اسحقؑ پیدا ہوئے۔ ابراہیمؑ نے خدا سے دختران کے لئے بھی دُعا کی اور کہا جو ان کے مرنے کے بعد اُن پر گریہ کرے۔

معتبر حدیث میں آنحضرتؐ سے منقول ہے کہ حضرت سارہؑ نے ابراہیمؑ سے کہا کہ اے ابراہیمؑ آپ ضیعف ہوگئے خدا سے سوال کیجئے کہ ایک فرزند عطا فرمائے جس سے ہماری آنکھیں روشن ہوں کیونکہ خدا نے آپؑ نے کو اپنا خلیل قرار دیا ہے اگر چاہے گا تو وُہ آپؑ کی دُعا مستجاب کریگا۔ حضرت ابراہیمؑ نے خدا سے دُعا کی کہ اُن کو ایک فرزند دانا کرامت فرمائے خدا نے اُن پر وحی فرمائی کہ ہاں ایک عقلمند لڑکا عطا کروں گا اور اُس کے بارے میں تمہارا امتحان بھی لوں گا۔ابراہیمؑ اس خوشخبری کے تین سال تک منتظر رہے۔ پھر خدا کی جانب سے وُہ موقع آیا۔سارہؑ نے کہا کہ اے ابراہیمؑ آپؑ کی اجل قریب ہے۔اگر دُعا کیجئے کہ خدا آپؑ کی اجل میں تاخیر کرے اور عمر دراز کرے تاکہ آپ میرے ساتھ زندگی گزاریں تو زیادہ بہتر ہو۔ابراہیمؑ نے خدا سے سوال کیا جیسا کہ سارہؑ نے التماس تھی، حق تعالٰی نے اُن کو وحی کی کہ جس قدر چاہو تم کو زندگی عطا کردوں۔ حضرت ابراہیمؑ نے جناب سارہؑ کو خبر دی۔ انہوں نے کہا خدا سے دُعا کیجئے کہ جب تک آپؑ خود موت کے طالب نہ ہوں آپؑ کو موت نہ آئے۔ابراہیمؑ نے دُعا کی اور حق تعالٰی نے مستجاب فرمایا۔جب ابراہیمؑ نے دُعاء کی مقبولیت کی خبر سارہؑ سے بیان کی، سارہؑ نے کہا شکر کیجئے خدا کا اور کھانا پکوایئے اور فقیروں اور اہل حاجت

ترجمہ، یہ وہ لوگ ہیں جن پر خدا نے اپنے پیغمبروں میں سے فضل کیا۔(یعنی) اولاد آدم میں سے اور ان لوگوں میں سے جن کو نوح کے ساتھ (کشتی میں) سوار کیا اور ابراہیم اور یعقوب کی اولاد میں سے اور ان لوگوں میں سے جن کو ہم نے ہدایت دی اور برگزیدہ کیا۔جب ان کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی تھیں تو سجدے میں گر پڑتے اور روتے رہتے تھے ﴿۵۸﴾ سورۃ مریم

کو بلائیے کہ وُہ بعام کھائیں۔ ابراہیمؑ نے عام دعوت کی۔ جب لوگ حاضر ہُوئے، ان میں ایک کمزور نابینا بڑھا بھی تھا جس کے ساتھ رہبری کے لئے ایک شخص تھا۔ وُہ دستر خوان پر بیٹھا۔ جب وُہ لقمہ اُٹھا کر مُنہ میں لے جانا چاہتا اُس کے ہاتھ کو لرزہ ہوتا اور لقمہ داہنے اور بائیں ہو جاتا تھا یہاں تک کہ ایک مرتبہ لقمہ اُس کی پیشانی پر جا لگا۔ اُس کے ساتھی نے اُس کا ہاتھ پکڑ کر اس کے مُنہ تک پہنچایا۔ پھر اُس نابینا نے دُوسرا لقمہ لیا۔ اُس کا ہاتھ کانپا اور لقمہ اُس کی آنکھوں تک جا پہنچا۔ ابراہیمؑ کی نگاہ اُسی کی جانب تھی۔ آپؑ کو یہ حال دیکھ کر حیرت ہوئی اور اس کے قائد سے اس اختلال کا سبب دریافت کیا۔ اُس نے کہا آپؑ اس مرد کا جو حال ملاحظہ کر رہے ہیں یہ کمزوری اور پیری کے سبب سے ہے۔ ابراہیمؑ نے اپنے دل میں سوچا کہ میں بھی اگر بہت بوڑھا ہو جاؤں گا تو اسی مرد کی طرح ہو جاؤں گا۔ پھر تو آپؑ نے خدا سے دُعا کی کہ خداوندا میری موت کا وہی وقت بہتر ہے جو میرے لئے پہلے تُو مقرر کر چکا تھا کیونکہ اس حال کو مشاہدہ کرنے کے بعد مجھے زیادہ عمر کی ضرورت نہیں ہے۔ منقول ہے کہ جناب ابراہیمؑ جب مناسک حج سے فارغ ہو کر شام کی جانب واپس گئے تو وہیں آپؑ کی رُوح مقدس عالم قدس کی جانب روانہ ہُوئی۔ اس کا سبب یہ تھا کہ جب خدا نے چاہا کہ ابراہیمؑ کی رُوح قبض کرے تو ملکؑ الموت کو اُن کے پاس بھیجا، کہا "السلام علیک یا ابراہیم"، آپؑ نے فرمایا "وعلیک السلام یا ملک الموت"۔ کیا تم اس لئے آئے ہو کہ اپنے اختیار سے مجھے آخرت کو لے چلو یا موت کی خبر لائے ہو۔ یقیناً مامور ہُوئے ہو کہ میری رُوح قبض کرو۔ فرشتے نے کہا کہ میں آیا ہوں اور آپؑ کو آپ کی خواہش سے خدا کی ملاقات اور عالم قدس کی جانب دعوت دیتا ہوں۔ لٰہذا قبول

ترجمہ، بیشک ابراہیم (علیہ السلام تنہا ذات میں) ایک اُمت تھے، اللہ کے بڑے فرمانبردار تھے، ہر باطل سے کنارہ کش (صرف اسی کی طرف یک سُو) تھے، اور مشرکوں میں سے نہ تھے ﴿۱۲۰﴾ اس (اللہ) کی نعمتوں پر شاکر تھے، اللہ نے انہیں چن (کر اپنی بارگاہ میں خاص برگزیدہ بنا) لیا اور انہیں سیدھی راہ کی طرف ہدایت فرما دی ﴿۱۲۱﴾ اور ہم نے اسے دنیا میں (بھی) بھلائی عطا فرمائی، اور بیشک وہ آخرت میں (بھی) صالحین میں سے ہوں گے ﴿۱۲۲﴾ پھر (اے حبیبِ مکرّم!) ہم نے آپ کی طرف وحی بھیجی کہ آپ ابراہیم (علیہ السلام) کے دین کی پیروی کریں جو ہر باطل سے جدا تھے، اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھے ﴿۱۲۳﴾ سُوْرَۃُ النَّحْلِ

کیجئے، ابراہیمؑ نے فرمایا کبھی تم نے دیکھا ہے کہ دوست اپنے دوست کو مار ڈالے۔ ملکؑ الموت واپس گئے اور اپنے موقف عرض پر کھڑے ہو کر کہا، خداوند تو نے سُنا جو کچھ تیرے خلیل ابراہیمؑ نے کہا۔ حق تعالیٰ نے ان کو وحی کی کہ ابراہیمؑ کے پاس جاؤ اور کہو کہ کبھی تم نے دیکھا ہے کہ کوئی دوست اپنے دوست کی مُلاقات کو ناپسند کرے۔ دوست وُہ ہے جو اپنے دوست کی ملاقات کا آرزومند ہو۔ یہ سُن کر ابراہیمؑ راضی ہُوئے اور دریافت کیا کہ کیا ہو سکتا ہے کہ تم اپنی وُہ صورت مجھے دکھا دو جس سے کہ تم مومن کی رُوح قبض کرتے ہو؟ کہا اچھا۔ میری جانب سے ذرا مُنہ پھیر لیجئے۔ حضرتؑ نے مُنہ پھیر لیا۔ پھر جب نظر کی تو دیکھا کہ ایک خوبصورت اور خوش لباس حسین جوان ہے جس کے بدن سے خوشبو آ رہی ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ اگر مومن تم کو بغیر حسن و جمال کے نہ دیکھے تو اس کے لئے بہتر ہے۔ پھر کہا کیا ممکن ہے کہ تم مجھے اپنی وہ صورت دکھا دو جس سے تم فاجروں کی رُوح قبض کرتے ہو؟ ملکؑ الموت نے کہا کہ آپؑ دیکھ نہیں سکے گے۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا میں دیکھ سکتا ہوں۔ فرشتے نے کہا بہتر ہے، میری جانب سے مُنہ پھیر لیجئے۔ تھوڑی دیر کے بعد جب حضرتؑ نے نگاہ کی تو ایک مرد سیاہ کو سیاہ لباس میں دیکھا جس کے بال جسم پر کھڑے اور جسم سے بدبُو آ رہی تھی۔ اس کے مُنہ اور ناک سے آگ اور دُھواں نکل رہا ہے۔ پس ابراہیمؑ بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش آیا ملکؑ الموت صورت اوّل میں نظر آئے۔ فرمایا اے ملکؑ الموت اگر فاجر تم کو اسی صورت میں دیکھے تو اس کے عذاب کے لئے یہی کافی ہے۔ غرضکہ موسمی بیماری ابراہیمؑ کی موت کا سبب بنی اور آپ شام کی سرزمین پر عالم بقا کی جانب رحلت فرمائی۔ اسمٰعیلؑ کو اس کی اطلاع نہ تھی۔ جب حج کا موسم آیا اسمٰعیلؑ اپنے پدر بزرگوار کے انتظام میں تھے۔ تو جبرئیلؑ نازل ہوئے اور اُن کو ابراہیمؑ کی رحلت کی اطلاع دی۔ اور تعزیت کی اور کہا ابراہیمؑ خدا کے

ترجمہ، اور ابراہیم کا اپنے باپ کے لیے بخشش مانگنا تو ایک وعدے کا سبب تھا جو وہ اس سے کر چکے تھے۔ لیکن جب ان کو معلوم ہو گیا کہ وہ خدا کا دشمن ہے تو اس سے بیزار ہو گئے۔ کچھ شک نہیں کہ ابراہیم بڑے نرم دل اور متحمل تھے ﴿۱۱۴﴾ سورۃ التوبۃ

بندوں میں ایک بندہ تھے۔ خدا نے اُن کو اپنے جوار رحمت میں بُلا لیا، انہوں نے قبول کیا۔ پھر اُن کو خبر دی کہ تم بھی ایک روز اپنے باپ سے ملحق ہونے والے ہو۔ آپؑ کے بعد اسمٰعیلؑ کی عمر مبارک ایکسو تیس سال ہُوئی اور حجر اسمٰعیلؑ میں اپنی ماں کے پاس دفن ہُوئے۔

ترجمہ، اور اس شخص سے کس کا دین اچھا ہو سکتا ہے جس نے حکم خدا کو قبول کیا اور وہ نیکوکار بھی ہے۔ اور ابراہیم کے دین کا پیرو ہے جو یکسوں (مسلمان) تھے اور خدا نے ابراہیم کو اپنا دوست بنایا تھا ﴿۱۲۵﴾ سورۃ النساء

ترجمہ، اور ہم نے نوح اور ابراہیم کو (پیغمبر بنا کر) بھیجا اور ان کی اولاد میں پیغمبری اور کتاب (کے سلسلے) کو (وقتاً فوقتاً جاری) رکھا تو بعض تو ان میں سے ہدایت پر ہیں۔ اور اکثر ان میں سے خارج از اطاعت ہیں ﴿۲٦﴾ سورۃ الحدید

ترجمہ، اور جب ابراہیم ان لوگوں سے اور جن کی وہ خدا کے سوا پرستش کرتے تھے اُن سے الگ ہو گئے تو ہم نے ان کو اسحاق اور (اسحاق کو) یعقوب بخشے۔ اور سب کو پیغمبر بنایا ﴿٤٩﴾ سورۃ طٰہ

ترجمہ، (اور ایک وقت تھا) جب ہم نے ابراہیم کے لئے خانہ کعبہ کو مقرر کیا (اور ارشاد فرمایا) کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کیجیو اور طواف کرنے والوں اور قیام کرنے والوں اور رکوع کرنے والوں (اور) سجدہ کرنے والوں کے لئے میرے گھر کو صاف رکھا کرو ﴿۲٦﴾ اور لوگوں میں حج کے لئے ندا کر دو کہ تمہاری پیدل اور دبلے دبلے اونٹوں پر جو دور دراز رستوں سے چلے آتے ہو (سوار ہو کر) چلے آئیں ﴿۲۷﴾ سورۃ الحج

حضرت اسمٰعیل و اسحٰق علیہ السّلام کے حالات

حضرت ابراہیمؑ نے بادیۂ شام میں نزول فرمایا اور جب ہاجرہؑ سے اسمٰعیلؑ پیدا ہوئے سارہؑ کو شاید غم ہُوا کیونکہ ابراہیمؑ کا کوئی فرزند اُن کے شکم سے نہ تھا۔ پھر وُہ ہاجرہؑ کے بارے میں ابراہیمؑ کو تکلیف پہنچانے لگی تھیں، یہاں تک کے سارہؑ نے ہاجرہؑ کا ختنہ کردیا تھا تاکہ اُن میں عیب ہو جائے۔ لیکن اُن کے حسن کی زیادتی کا سبب ہو گیا۔ اُس کے بعد سے عورتوں کا ختنہ کرنے کی سُنّت جاری ہُوئی۔ منقول ہے کہ ابراہیم کے دو(۲) لڑکے تھے ایک زن محصنہ سے ایک کنیز سے۔ لیکن فرزند کنیز بہتر تھا۔ جب ملائکہ ابراہیمؑ کے پاس ولادت اسحٰقؑ کی خوشخبری لائے جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کی زوجہ کھڑی تھیں جب اس خوشخبری کو سُنا تو حائض ہو گئیں حالانکہ اُن کی عُمر نوّے برس کی ہو چکی تھی اور ابراہیمؑ کی عُمر ایک سوبیس سال گذر چکی تھی۔ جب اسمٰعیلؑ پیدا ہوئے تو اُن کا غلاف ختنہ اور ناف گر گئی۔ سارہؑ نے ہاجرہؑ کو سرزنش کی جس طرح کہ کنیزوں کو سرزنش کی جاتی ہے شاید رنگ کی سیاہی یا بدبُو کی وجہ سے کی ہو۔ ہاجرہؑ کو بہت صدمہ ہُوا اور وُہ روئیں، حالانکہ سارہؑ پیغمبروں کی اولاد سے تھیں اور ابراہیمؑ نے اُن کے ساتھ اس شرط پر عقد کیا تھا کہ وُہ اُنکی مخالفت نہ کریں گی اور جو کچھ آپؑ اُن کو حکم دیں گے وُہ حق کے خلاف نہ ہو گا اور وُہ اُس کو منظور کریں گی۔ جب اسمٰعیلؑ نے ماں سے رونے کا سبب پُوچھا تو کہا سارہؑ نے میری ماں کی سرزنش کی ہے اور وُہ روئیں۔ اُن کے رونے کے سبب سے اسمٰعیلؑ نے بھی گریاں کیا۔ جب ابراہیمؑ نے یہ سُنا تو اپنی جائے نماز پر تشریف لے گئے۔ خدا سے مناجات کی اور سوال کیا کہ اس غم کو ہاجرہؑ سے دُور کردے۔ حضرتؑ کی دُعا مقبول ہُوئی۔ جب سارہؑ سے اسحٰقؑ پیدا ہُوئے تو

ترجمہ، اور ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کو یاد کرو جو ہاتھوں والے اور آنکھوں والے تھے ﴿۴۵﴾ ہم نے ان کو ایک (صفت) خاص (آخرت کے) گھر کی یاد سے ممتاز کیا تھا ﴿۴۶﴾ اور ہمارے نزدیک منتخب اور نیک لوگوں میں سے تھے ﴿۴۷﴾ سورة ص

ساتویں روز ناف تو گر گئی لیکن غلاف ختنہ نہیں گری۔ جب ابراہیمؑ تشریف لائے تو سارہؑ نے کہا یہ کیا معاملہ ہے جو آل ابراہیمؑ اور اولاد پیغمبران میں ظاہر ہُوا یہ تمہارا فرزند اسحٰقؑ ہے جس کی ناف تو گر گئی مگر غلاف دُور نہیں ہُوا۔ ابراہیمؑ اپنی جائے نماز پر گئے اور اپنے پروردگار سے اس واقعہ کی شکایت کی۔ خدا نے وحی کی کہ یہ اُس سرزنش کا سبب ہے۔ جو سارہؑ نے ہاجرہؑ کو کی تھی میں نے قسم کھائی ہے کہ پیغمبروں کی اولاد میں سے کسی کا یہ غلاف دُور نہ کروں گا۔ لہٰذا اسحٰقؑ کا ختنہ کرو اور لوہے کی گرمی کا مزہ ان کو چکھاؤ۔ غرض ابراہیمؑ نے اسحٰقؑ کا ختنہ لوہے سے کیا۔ اس کے بعد یہ سُنت جاری ہُوئی کہ تمام لوگ اپنی اولاد کا ختنہ لوہے سے کرتے ہیں۔

جب اسمٰعیلؑ و اسحٰقؑ بڑے ہُوئے تو ایک روز باہم دوڑے اور اسمٰعیلؑ آگے نکل گئے تو ابراہیمؑ نے اُن کو اُٹھا کر گود میں بٹھایا اور اسحٰقؑ کو اپنے پہلو میں بٹھایا۔ سارہؑ کو یہ دیکھ کر غصّہ آیا اور کہا اب نوبت یہاں تک پہنچی کہ آپ میرے فرزند اور کنیز کے فرزند کو برابر بھی نہیں سمجھتے بلکہ فرزند کنیز کو میرے فرزند پر فوقیت دیتے ہیں۔ میرے پاس سے اس لڑکے کو دور کیجئے۔ اس سبب سے حضرتؑ غمگیں رہتے تھے۔ ابراہیمؑ نے جب اُس کی بارگاہ خدا میں شکایت کی اُن کو وحی پہنچی کہ عورت کی مثال ٹیڑھی ہڈی کی سی ہے۔ اگر اُس کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے تو اس سے فائدہ ہو سکتا ہے۔ اگر اس کو سیدھی کروگے تو وہ ٹوٹ جائے گی۔ پھر خدا نے اُن کو حکم دیا کہ اسمٰعیل اور ہاجرہؑ کو سارہؑ سے علیٰحدہ کردو۔ عرض کی خداوندا کس جگہ لے جاؤں؟ فرمایا میرے حرم کی جانب اُس جگہ جس کو میں نے با من قرار دیا ہے کہ جو شخص اُس میں داخل ہوگا بے خوف رہے گا۔ اور وُہ زمین کا پہلا قطعہ ہے جس کو میں نے خلق کیا ہے اور وُہ مکّہ کی جانب روانہ ہُوئے۔ ابراہیمؑ جس جگہ درخت و نخلستان و زراعت دیکھتے دریافت کرتے تھے کہ اے جبرئیلؑ کیا وُہ جگہ یہی ہے۔ جبرئیلؑ کہتے نہیں بلکہ دُوسری جگہ ہے چلے چلئے،

ترجمہ، اور اپنے باپ دادا ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کے مذہب پر چلتا ہوں۔ ہمیں شایاں نہیں ہے کہ کسی چیز کو خدا کے ساتھ شریک بنائیں۔ یہ خدا کا فضل ہے ہم پر بھی اور لوگوں پر بھی ہے لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے ﴿۳۸﴾ سورۃ یوسف

یہاں تک کہ مکّہ میں پہنچے۔ جبرئیلؑ نے اُن کو خانہ کعبہ میں اُتارا۔ جب ہاجرہؑ و اسمٰعیلؑ اُس مقام پر اُترے تو اُس جگہ ایک درخت تھا۔ ہاجرہؑ نے ایک بساط اُس درخت کے نیچے بچھادی اور اس کے سایہ میں اپنے فرزند کے ساتھ ٹھہر گئیں اور ابراہیمؑ واپس ہونے لگے تو ہاجرہؑ رونے لگیں اور پُوچھا کہ آپ ہمیں کس پر چھوڑے جاتے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا اُس پر چھوڑتا ہوں جس نے مجھے حکم دیا ہے کہ تم کو اس جگہ پہنچادوں اور یہ مقام خدا کے نزدیک محبوب ترین زمین ہے اور اُس کا حرم ہے۔ ہاجرہؑ نے کہا کہ اس بیابان میں چھوڑتے ہیں جہاں کوئی مونس انسانوں میں نہیں ہے اور نہ اس جگہ پانی ہے نہ زراعت۔ یہ سُن کر ابراہیمؑ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہُوئے۔ آپؑ نے دُعا کی خداوندا میں نے اپنی بعض ذریّت کو تیرے باحرمت مکان کے نزدیک اس وادی میں ساکن کیا ہے جو بے زراعت ہے۔ خداوندا اس واسطے کہ وُہ نماز کو قائم رکھیں۔ لہٰذا کچھ لوگوں کے دلوں کو اُن کی طرف پھیر دے جو اُن کی جانب مائل ہوں اور اُن کو بکثرت پھل نصیب کر، تاکہ وُہ تیرے شکر گزار ہوں۔ یہ دُعا کر کے آپؑ واپس روانہ ہو گئے اور جب ایک پہاڑ پر پہنچے جو ذی طوی میں ہے مڑ کر ہاجرہؑ و اسمٰعیلؑ کو دیکھا اور کہا خداوندا بتحقیق کہ میں نے اپنے فرزند کو اُس وادی میں تیرے خانہ محترم کے نزدیک آباد کیا ہے اس لئے کہ اسے پالنے والے وُہ نماز قائم کریں۔ یہ کہہ کر روانہ ہُوئے اور جناب ہاجرہؑ اسی جگہ رہ گئیں۔ جب سُورج بلند ہُوا اور اسمٰعیلؑ پیاسے ہُوئے تو ہاجرہؑ بے قرار ہوئیں۔ اُٹھیں اور اس وادی میں صفا اور مروہ کے درمیان گئیں اور فریاد کی کہ کہا اس وادی میں کوئی مونس ہے۔ حضرت اسمٰعیلؑ اُن کی نگاہ سے اُوجھل ہو گئے۔ جناب ہاجرہؑ کوہ صفا پر گئیں وہاں سے مروہ کی جانب ایک سراب نظر آیا سمجھیں کہ پانی ہے۔ وہاں سے مروہ کی جانب گئیں تو اسمٰعیلؑ پھر نگاہوں سے پوشیدہ ہو گئے۔ ہاجرہؑ بے چین ہو کر وہاں سے دوڑیں اور اس مقام پر

ترجمہ، اور جب ہم نے پیغمبروں سے عہد لیا اور تم سے نوح سے اور ابراہیم سے اور موسیٰ سے اور مریم کے بیٹے عیسیٰ سے۔ اور عہد بھی اُن سے پکا لیا ﴿۷﴾ تاکہ سچ کہنے والوں سے اُن کی سچائی کے بارے میں دریافت کرے اور اس نے کافروں کے لئے دکھ دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے ﴿۸﴾

سورۃ الأحزاب

پہنچیں جہاں سے اسمٰعیلؑ نظر آنے لگے۔ پھر مردہ پر پہنچیں تو اُس سراب کو کوہ صفا کی جانب دیکھا اور صفا کو روانہ ہوئیں۔ پھر جب ایسی جگہ پہنچیں جہاں سے اسمٰعیلؑ نہ دکھائی دیئے تو دوڑ کر اُس مقام پر پہنچیں جہاں سے اسمٰعیلؑ نظر آنے لگے۔ اسی طرح سات مرتبہ صفا و مروہ کی جانب دوڑیں۔ پس سنت یہ جاری ہوگئی کہ صفا و مروہ کے درمیان سات مرتبہ سعی کریں۔ الغرض جب ساتویں پھیرے میں مروہ پر پہنچیں اور اسمٰعیلؑ کی جانب نگاہ کی تو دیکھا کہ پانی اُن کے پیروں کے نیچے سے جاری ہے جناب ہاجرہؑ اسمٰعیلؑ کے پاس دوڑ کر آئیں اور پانی کے چاروں طرف بالو جمع کیا تاکہ بہہ نہ جائے اسی سبب سے اُس کا زمزم نام رکھا گیا۔ پھر جبرئیلؑ ہاجرہؑ کے پاس آئے اور کہا تم کون ہو کہا میں ابراہیمؑ کے فرزند کی ماں ہوں۔ کہا ابراہیمؑ نے یہاں تم کو کس پر چھوڑ ہے؟ جناب ہاجرہؑ نے کہا میں نے بھی اُن سے یہی سوال کیا تھا جب وُہ ہمیں چھوڑ کر واپس جارہے تھے۔ تو انہوں نے کہا تھا کہ خداوند عالمین پر۔ جبرئیلؑ نے کہا تم کو اُس کے بھروسہ پر چھوڑا ہے جو یقیناً کافی ہے۔ اُس زمانے میں لوگ مکّہ سے گزرنے سے پرہیز کرتے تھے کیونکہ وہاں پانی نہ تھا۔ عرفات و ذوالمجاز میں قبیلۂ جرہم اترا ہُوا تھا اور جب انہوں نے مکّہ پرندے اور صحرائی جانور کو پانی کی وجہ سے مکّہ کے پاس جمع ہوتے دیکھا تو سمجھے کہ اس جگہ پانی ضرور ہُوگا۔ جب وہ لوگ اُس مقام پر آئے وہاں ایک عورت اور ایک بچّہ کو ایک درخت کے نیچے مقیم پایا تو ہاجرہؑ سے پُوچھا کہ تم کون ہو؟ فرمایا میں ابراہیمؑ خلیل الرحمٰن کے بیٹے کی ماں ہوں اور یہ اُن کا لڑکا ہے۔ اُن لوگوں نے کہا کہ آپ اجازت دیجیئے کہ ہم

ترجمہ، کہہ دو کہ خدانے سچ فرمایا دیا پس دینِ ابراہیم کی پیروی کرو جو سب سے بے تعلق ہو کر ایک (خدا) کے ہو رہے تھے اور مشرکوں سے نہ تھے ﴿۹۵﴾ پہلا گھر جو لوگوں (کے عبادت کرنے) کے لیے مقرر کیا گیا تھا وہی ہے جو مکے میں ہے بابرکت اور جہاں کے لیے موجبِ ہدایت ﴿۹۶﴾ اس میں کھلی ہوئی نشانیاں ہیں جن میں سے ایک ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے جو شخص اس (مبارک) گھر میں داخل ہوا اس نے امن پالیا اور لوگوں پر خدا کا حق (یعنی فرض) ہے کہ جو اس گھر تک جانے کا مقدور رکھے وہ اس کا حج کرے اور جو اس حکم کی تعمیل نہ کرے گا تو خدا بھی اہلِ عالم سے بے نیاز ہے ﴿۹۷﴾ سورۃ آل عمران

لوگ بھی آپ کے نزدیک آباد ہو جائیں۔ جب ابراہیمؑ قطع مسافت کر کے اُن کے دیکھنے کے واسطے آئے۔ جناب ہاجرہؑ نے کہا اے خدا کے خلیل یہاں سے قریب جرہم کے کچھ لوگ ہیں وُہ ہمارے ساتھ رہنے کی اجازت مانگتے ہیں۔ کیا آپ اُن کو اجازت دیتے ہیں؟ ابراہیمؑ نے فرمایا ہاں اُن کو اجازت ہے۔ پھر جناب ہاجرہؑ نے جرہم کو اجازت دیدی تو وُہ لوگ اُن کے نزدیک مقیم ہو گئے اور اپنے خیمے برپا کئے۔ ہاجرہؑ اور اسمٰعیلؑ کو اُن لوگوں سے موانست ہُوئی۔ تیسری مرتبہ جب ابراہیمؑ اُن کے دیکھنے کے لئے آئے اُن کے چاروں طرف لوگوں کی کثرت اور آبادی ملاحظہ کر کے خوش ہُوئے۔ حق تعالیٰ سے اُس پانی کے سبب سے اُن کی روزی جاری کر دی کیونکہ ہمیشہ قافلے ان کے پاس آتے تھے اور اُس پانی سے فائدہ حاصل کرتے تھے اور اُن کو بعام و مویشی دیتے تھے۔ یہاں تک کہ جب اسمٰعیلؑ بڑے ہوئے اور بالغ ہوئے تو اُن کے پاس بہت سے گلے اور گوسفند جمع ہو گئے اور وُہ باطمینان زندگی بسر کرنے لگے اور وُہ عربی میں گفتگو کیا کرتے تھے۔ تیر اندازی جانتے تھے۔ اس وقت خدا نے ابراہیمؑ کو حکم دیا کہ خانہ کعبہ کی تعمیر کریں۔ اُن دونوں نے عرض کی پروردگار اکس مقام پر تعمیر کریں؟ فرمایا اُس بقعۂ زمین پر جہاں کہ میں نے ایک قُبّہ آدمؑ کے لئے بھیجا تھا اور وُہ نصب کیا گیا تھا۔ جس سے تمام حرم روشن ہو گیا تھا۔ وُہ طوفان نوحؑ میں آسمان پر اُٹھا لیا گیا تھا۔ پھر خدا نے جبرئیلؑ کو بھیجا جنہوں نے خانۂ کعبہ کی جگہ پر خط کھینچا اور خدا نے کعبہ کی بنیادوں کو پھر ابراہیمؑ کے لئے بہشت سے بھیجا اور حجرالاسود جس کو خدا نے آدمؑ کے لئے بھیجا تھا۔ برف سے زیادہ سفید تھا کافروں کے ہاتھ ملنے سے سیاہ ہو گیا۔ الغرض ابراہیمؑ نے کعبہ کو تعمیر کیا اور اصل بنیاد تک پہنچایا اور جب وُہ خانہ کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے تو ایک سکینہ جو ایک اچھی ہوا ہے بہشت سے باہر آئی جو ایک انسان کی سی صورت رکھتی تھی اور نہایت خوشبودار تھی، اساس خانہ حرکت میں تھی اور ابراہیمؑ اُس کی بُنیاد عقب سے رکھ رہے تھے۔ اسمٰعیلؑ اور چار فرشتے

ترجمہ، اور اسمٰعیل اور الیسع اور ذوالکفل کو یاد کرو۔ وہ سب نیک لوگوں میں سے تھے (۴۸)
سورۃ ص

ذی طویٰ سے پتھر لاتے تھے۔ منقول ہے کہ عربی گھوڑے وحشی تھے لیکن جب ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ خانہ کعبہ کے بتوں کو باہر لائے تو خدا نے ابراہیمؑ کو وحی کی کہ میں نے تم کو ایک خزانہ دیا ہے کہ تم سے پہلے کسی کو نہیں دیا۔ پس ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ ایک پہاڑ پر گئے جس کو برحیا کہتے ہیں اور گھوڑوں کو طلب کیا اور کہا الا ہلا الا ہلم۔ تو زمین عرب کے تمام گھوڑے آ کر اُن کے مطیع ہُوئے، اسی سبب سے اُن گھوڑوں کو جیاد کہتے ہیں۔ ان گھوڑوں پر اسمٰعیلؑ سوار ہُوئے اور ان کے پہلے ان وحشی گھوڑوں کوئی سوار نہیں ہو سکتا تھا۔ خدا نے سب کو اسمٰعیلؑ کے لئے کوہ منٰی سے جمع کیا اس سبب سے اُن کو اعراب کہتے تھے کیونکہ اسمٰعیلؑ عرب تھے۔ صفا و مروہ کے درمیان دوڑنے کی سُنت اس لئے ہُوئی کہ ابراہیمؑ جب اُس مقام پر پہنچے اُن کے پاس شیطان آیا۔ جبرئیلؑ نے کہا اس پر حملہ کیجئے۔ پس شیطان بھاگا اور ابراہیمؑ اُس کے پیچھے دوڑے۔ منٰی کو اس لئے منٰی کو اس لئے کہتے ہیں کہ جبرئیلؑ نے حضرتؐ سے کہا کہ جو آرزوئیں آپؐ کی ہوں اُس کی تمنّا کیجئے اور اپنے پروردگار سے طلب کیجئے اور عرفات کو اس

ترجمہ، اور جب ہم نے خانہ کعبہ کو لوگوں کے لیے جمع ہونے اور امن پانے کی جگہ مقرر کیا اور (حکم دیا کہ) جس مقام پر ابراہیم کھڑے ہوئے تھے، اس کو نماز کی جگہ بنالو۔ اور ابراہیم اور اسمٰعیل کو کہا کہ طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے لیے میرے گھر کو پاک صاف رکھا کرو ﴿۱۲۵﴾ اور جب ابراہیم نے دعا کی کہ اے پروردگار، اس جگہ کو امن کا شہر بنا اور اس کے رہنے والوں میں سے جو خدا پر اور روزِ آخرت پر ایمان لائیں، ان کے کھانے کو میوے عطا کر، تو خدا نے فرمایا کہ جو کافر ہو گا، میں اس کو بھی کسی قدر متمتع کروں گا، (مگر) پھر اس کو (عذاب) دوزخ کے (بھگتنے کے) لیے ناچار کردوں گا، اور وہ بری جگہ ہے ﴿۱۲۶﴾ اور جب ابراہیم اور اسمٰعیل بیت اللہ کی بنیادیں اونچی کر رہے تھے (تو دعا کئے جاتے تھے کہ) اے پروردگار، ہم سے یہ خدمت قبول فرما۔ بے شک تو سننے والا (اور) جاننے والا ہے ﴿۱۲۷﴾ اے پروردگار، ہم کو اپنا فرمانبردار بنائے رکھیو۔ اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک گروہ کو اپنا مطیع بنائے رہیو، اور (پروردگار) ہمیں طریق عبادت بتا اور ہمارے حال پر (رحم کے ساتھ) توجہ فرما۔ بے شک تو توجہ فرمانے والا مہربان ہے ﴿۱۲۸﴾ اے پروردگار، ان (لوگوں) میں انہیں میں سے ایک پیغمبر مبعوث کیجیو جو ان کو تیری آیتیں پڑھ پڑھ کر سنایا کرے اور کتاب اور دانائی سکھایا کرے اور ان (کے دلوں) کو پاک صاف کیا کرے۔ بے شک تو غالب اور صاحبِ حکمت ہے ﴿۱۲۹﴾ سورة البقرة

لئے عرفات کہتے ہیں جب آفتاب کا زوال ہُوا جبرئیلؑ نے ابراہیمؑ سے کہا کہ اپنے گناہوں کا اعتراف کیجئے اور اپنے مناسک حج کر پہچانیئے۔ جب آفتاب غروب ہو گیا اُن سے کہا لف الی الشعر الحرام یعنی مشعر الحرام سے نزدیک ہو جیے۔ اس سبب سے مشعر کو مزولفہ کہتے ہیں۔ اسی طرح کی ایک اور روایت ہے کہ ابراہیمؑ نے اپنی اولاد کو مکّہ میں ساکن کیا تو خدا سے دُعا کی کہ معبُود اُن کو میوے عطا فرما۔ خدا نے اُردن کی زمین کے ایک ٹکڑے کو حکم دیا جو شام میں ایک مقام ہے تو وُہ زمین کا ٹکڑا وہاں سے میوؤں اور باغوں کو لئے ہُوئے علیٰحدہ ہو کر مکّہ میں آیا اور خانہ کعبہ کے گرد سات مرتبہ طواف کیا اور اس مقام پر ساکن ہُوا، اس سبب سے ان کا نام طائف ہُوا۔ کعبہ کی زمین ایک سُرخ پتھر تھی خدا نے وحی کی کہ کعبہ کی بنیاد اس پتھر پر رکھیں۔ الغرض کہ ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ دیوار تعمیر کر رہے تھے اور جب نو ہاتھ دیواریں بلند ہو چکیں تو خدا نے اُن کو حجر الاسود کا پتہ بتایا جو ابو قبیس میں پوشیدہ تھا۔ ابراہیمؑ نے اس کو وہاں سے نکالا اور اس مقام پر نصب کیا جہاں کہ آج موجود ہے۔ یہاں تک کہ دیواریں بارہ ہاتھ بلند ہوئیں اس کے لئے دو دروازے قائم کئے تا کہ ایک دروازہ سے داخل ہوں اور دوسرے دروازہ سے باہر جائیں۔ ایک مشرق کی جانب دُوسرا مغرب کی جانب جس کو مستجار کہتے ہیں۔ پھر اس کے لئے چوکھٹ قائم کئے اور اُن کے کواڑوں میں زنجیریں لگائیں۔ لیکن کعبہ عریاں تھا تو آپ نے کعبہ کے اُوپر لکڑیاں لگائیں اور اُس پر گھاس پھیلا دی اور ہاجرہ کی چادر خانہ کعبہ کے گرد لٹکا دی۔ پھر خدا نے ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ کو حکم دیا کہ حرم میں ساکن کریں۔ وہ کعبہ کے اندر رہنے لگے اور کعبہ کی تعمیر سے فارغ ہو کر دُعا کی کہ خداوندا اس مقام کو ایک ایسا بامن قرار دے جو ہر شہر سے زیادہ پُرامن ہو اور اُس کے باشندوں کو پھل روزی عطا کر جو ان میں خدا اور روز قیامت پر ایمان لائے۔ پھل سے مراد دلوں کے میوے ہیں یعنی ان کی محبّت لوگوں کے دلوں میں قائم فرماتا کہ اطراف عالم سے اُن کی طرف آئیں۔ پھر حق تعالیٰ نے ابراہیمؑ کو حکم دیا کہ حج کریں اور اسمٰعیلؑ کو اپنے ساتھ حج کے لئے لے جائیں۔

ترجمہ، اور ابراہیم کی بیوی (جو پاس) کھڑی تھی، ہنس پڑی تو ہم نے اس کو اسحاق کی اور اسحاق کے بعد یعقوب کی خوشخبری دی (۷۱) سورۃ ھود

حضرت ابراہیمؑ کی قربانی اور ذبیح کے بارے میں مختلف روایتیں ہیں، بعض روایتوں میں وارد ہُوا ہے کہ ذبیح اسمٰعیلؑ ہیں اور بعض میں وارد ہُوا ہے کہ اسحٰقؑ ہیں۔ اگر روایتوں کا ذرائع صحیح ہو تو کسی روایت کو بھی ردّ نہیں کیا جا سکتا لیکن زیادہ تر روایتیں اسمٰعیلؑ کے بارے میں آئی ہیں، اسی لئے میں وہ روایت بھی بیان کر رہا ہوں جو کہ اسحٰقؑ کے بارے میں ملتی ہے جس کے مطابق جس فرزند کو ابراہیمؑ نے ذبح کیا وہ اسحٰقؑ تھے۔ اس میں علمائے خاصّہ وعامہ میں اختلاف عظیم ہے۔ یہودی و نصاریٰ کا ظاہراً اس پر اتفاق ہے کہ وُہ اسحٰقؑ تھے مگر شیعوں کی حدیثیں اسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ دونوں کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔ مگر علمائے شیعہ میں زیادہ مشہور یہ ہے کہ وُہ ذبیح اسمعیلؑ تھے اور شیعوں کی کثیر روایتیں اسی پر دلالت کرتی ہیں۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں دو (۲) ذبیح کا فرزند ہوں اور وہ دو ذبیح حضرت اسمٰعیلؑ پسر ابراہیمؑ اور عبداللہ پسر عبدالمطلب تھے۔

روایت ہے کہ جب خدا نے ابراہیمؑ کو حکم دیا کہ اپنے فرزند کے بجائے اُس گوسفند کو ذبح کریں جو اُن پر نازل ہُوا تھا تو ابراہیمؑ نے تمنّا کی کہ کاش اپنے فرزند کو اپنے ہاتھ سے خدا کی راہ میں ذبح کرتا اور اُن کے عوض گوسفند ذبح کرنے پر مامور نہ ہوتا، تاکہ اُس کا عوض وُہ ہوتا جو ایک باپ کے لئے اپنے عزیز ترین فرزند کو خدا کی راہ میں ذبح کرنے میں ہوتا ہے۔ تو خدا

ترجمہ، اور ابراہیم بولے کہ میں اپنے پروردگار کی طرف جانے والا ہوں وہ مجھے رستہ دکھائے گا ﴿۹۹﴾ اے پروردگار مجھے (اولاد) عطا فرما (جو) سعادت مندوں میں سے (ہو) ﴿۱۰۰﴾ تو ہم نے ان کو ایک نرم دل لڑکے کی خوشخبری دی ﴿۱۰۱﴾ جب وہ ان کے ساتھ دوڑنے (کی عمر) کو پہنچا تو ابراہیم نے کہا کہ بیٹا میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ (گویا) تم کو ذبح کر رہا ہوں تو تم سوچو کہ تمہارا کیا خیال ہے؟ انہوں نے کہا کہ ابا جو آپ کو حکم ہوا ہے وہی کیجیئے خدا نے چاہا تو آپ مجھے صابروں میں پایئے گا ﴿۱۰۲﴾ جب دونوں نے حکم مان لیا اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل لٹا دیا ﴿۱۰۳﴾ تو ہم نے ان کو پکارا کہ اے ابراہیم ﴿۱۰۴﴾ تم نے خواب کو سچا کر دکھایا۔ ہم نیکوکاروں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں ﴿۱۰۵﴾ بلاشبہ یہ صریح آزمائش تھی ﴿۱۰۶﴾ اور ہم نے ایک بڑی قربانی کو ان کا فدیہ دیا ﴿۱۰۷﴾ اور پیچھے آنے والوں میں ابراہیم کا (ذکر خیر باقی) چھوڑ دیا ﴿۱۰۸﴾ کہ ابراہیم پر سلام ہو ﴿۱۰۹﴾ نیکوکاروں کو ہم ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں ﴿۱۱۰﴾ وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھے ﴿۱۱۱﴾

سورۃ الصافات

نے اُن پر وحی کی کہ تمہارے نزدیک خلق میں سب سے زیادہ محبُوب کون ہے؟ عرض کہ خداوندا، مجھے تیرے حبیب محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ کوئی محبُوب نہیں ہے۔ اُس وقت خدا نے فرمایا کہ تم کو وُہ زیادہ محبُوب ہیں یا تمہاری اپنی جان؟ عرض کی وُہ مجھے اپنی جان سے زیادہ محبُوب ہیں۔ فرمایا اُن کے فرزند تم کو زیادہ پیارے ہیں یا خود تمہارے فرزند؟ عرض کی اُنہی کے فرزند۔ حق تعالٰی نے فرمایا کہ دشمنوں کے ہاتھ سے اُن کے فرزندوں کا مذبوح وکُشتہ ہونا تمہارے دل کو زیادہ بے چین کرے گا یا تمہارے فرزند کا میری اطاعت میں تمہارے ہاتھ سے ذبح ہونا؟ عرض کی پروردگارا اُن کے فرزند کا دشمنوں کے ہاتھ سے ذبح ہونا میرے دل کو زیادہ تکلیف دے گا۔ اُس وقت خدا نے وحی کی کہ اے ابراہیمؑ یقیناً ایک گروہ محمدؐ کی اُمّت میں ہونے کا دعوٰی کرے گا وُہ لوگ اُن کے بعد اُن کے فرزند کو اس طرح ذبح کریں گے جیسے گوسفند کو ذبح کرتے ہیں اور میرے غضب کے مستحق ہوں گے۔ اس جان سوز قصّہ کو سُن کر ابراہیمؑ کا دل بے چین ہو گیا اور وُہ فریاد کر کے رونے لگے۔ اُس وقت خدا نے اُن کو وحی فرمائی کہ اے ابراہیمؑ تمہارے اس اضطراب کو تمہارے فرزند اسمٰعیلؑ پر میں نے فدیہ کیا۔ اگر تم اُن کر اس بے چینی واضطراب کے ساتھ ذبح کرتے جس کا اظہار تم نے امام حسینؑ اور اُن کے ذبح ہونے پر کیا اور میں نے اہل ثواب کے بلند ترین درجات کو تم پر واجب کیا جو اُن کی مصیبتوں پر عطا کرتا ہوں۔ الغرض جب امام رضاؑ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ ذبیح اسمٰعیلؑ تھے یا اسحٰقؑ؟ تو آپؑ نے فرمایا کہ اسمٰعیلؑ تھے اور شاید تُو نے قول خدا کو نہیں سُنا ہے جو اُس نے سُورۂ صافات میں اسمٰعیلؑ کی خوشخبری وقصّہ ذبح کے بعد فرمایا کہ "ہم نے ابراہیمؑ کو اسحٰقؑ کی خوشخبری دی" پھر کیونکہ ذبیح اسحٰقؑ ہو سکتے تھے، اسمٰعیلؑ پانچ سال اسحٰقؑ سے بڑے تھے۔ (بس بہت سی روایتیں ہیں جن میں اختلاف پایا

ترجمہ، (اے یہود ونصارٰی) کیا تم اس بات کے قائل ہو کہ ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ان کی اولاد یہودی یا عیسائی تھے۔ (اے محمد ﷺ ان سے) کہو کہ بھلا تم زیادہ جانتے ہو یا خدا؟ اور اس سے بڑھ کر ظالم کون، جو خدا کی شہادت کو، جو اس کے پاس (کتاب میں موجود) ہے چھپائے۔ اور جو کچھ تم کر رہے ہو، خدا اس سے غافل نہیں ﴿۱۴۰﴾ سورۃ البقرۃ

جاتا ہے اس لئے اب جو روایت میں اس کتاب میں شامل کر رہا ہوں وہ جناب سارہؑ کے حوالے سے ملتی ہے مگر کسی فرزند کا نام اس روایت میں نہیں لیا گیا ہے۔ اسی لئے سارہؑ کے نام کے بدلے زوجہ ابراہیمؑ استعمال کیا جا رہا ہے تاکہ جو بھی فرزند ابراہیمؑ نے قربانی کے لئے پیش کیا ہو اس کا نام لئے بغیر روایت کو بیان کیا جائے)۔

الغرض جب ابراہیمؑ کو حج کرنے کا حکم آیا تو جبرئیلؑ آٹھویں ذی الحجہ کو

ترجمہ، اور جب پروردگار نے چند باتوں میں ابراہیم کی آزمائش کی تو ان میں پورے اترے۔ خدا نے کہا کہ میں تم کو لوگوں کا پیشوا بناؤں گا۔ انہوں نے کہا کہ (پروردگار) میری اولاد میں سے بھی (پیشوا بنائیو)۔ خدا نے فرمایا کہ ہمارا اقرار ظالموں کے لیے نہیں ہوا کرتا ﴿۱۲۴﴾ اور جب ہم نے خانہ کعبہ کو لوگوں کے لیے جمع ہونے اور امن پانے کی جگہ مقرر کیا اور (حکم دیا کہ) جس مقام پر ابراہیم کھڑے ہوئے تھے، اس کو نماز کی جگہ بنالو۔ اور ابراہیم اور اسمٰعیل کو کہا کہ طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے لیے میرے گھر کو پاک صاف رکھا کرو ﴿۱۲۵﴾ اور جب ابراہیم نے دعا کی کہ اے پروردگار، اس جگہ کو امن، کا شہر بنا اور اس کے رہنے والوں میں سے جو خدا پر اور روزِ آخرت پر ایمان لائیں، ان کے کھانے کو میوے عطا کر، تو خدا نے فرمایا کہ جو کافر ہوگا، میں اس کو بھی کسی قدر متمتع کروں گا، (مگر) پھر اس کو (عذاب) دوزخ کے (بھگتنے کے) لیے ناچار کردوں گا، اور وہ بری جگہ ہے ﴿۱۲۶﴾ اور جب ابراہیم اور اسمٰعیل بیت اللہ کی بنیادیں اونچی کر رہے تھے (تو دعا کئے جاتے تھے کہ) اے پروردگار، ہم سے یہ خدمت قبول فرما۔ بے شک تو سننے والا (اور) جاننے والا ہے ﴿۱۲۷﴾ اے پروردگار، ہم کو اپنا فرمانبردار بنائے رکھیو۔ اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک گروہ کو اپنا مطیع بنائے رہیو، اور (پروردگار) ہمیں طریق عبادت بتا اور ہمارے حال پر (رحم کے ساتھ) توجہ فرما۔ بے شک تو توجہ فرمانے والا مہربان ہے ﴿۱۲۸﴾ اے پروردگار، ان (لوگوں) میں انہیں میں سے ایک پیغمبر مبعوث کیجیو جو ان کو تیری آیتیں پڑھ پڑھ کر سنایا کرے اور کتاب اور دانائی سکھایا کرے اور ان (کے دلوں) کو پاک صاف کیا کرے۔ بے شک تو غالب اور صاحبِ حکمت ہے ﴿۱۲۹﴾ اور ابراہیم کے دین سے کون رو گردانی کر سکتا ہے، بجز اس کے جو نہایت نادان ہو۔ ہم نے ان کو دنیا میں بھی منتخب کیا تھا اور آخرت میں بھی وہ (زمرۂ) صلحا میں سے ہوں گے ﴿۱۳۰﴾ جب ان سے ان کے پروردگار نے فرمایا کہ اسلام لے آؤ تو انہوں نے عرض کی کہ میں رب العالمین کے آگے سر اطاعت خم کرتا ہوں ﴿۱۳۱﴾ اور ابرہیم نے اپنے بیٹوں کو اسی بات کی وصیت کی اور یعقوب نے بھی (اپنے فرزندوں سے یہی کہا) کہ بیٹا خدا نے

(بقیہ اگلے صفحے پر)

نازل ہُوئے اور کہا اے ابراہیمؑ اُٹھیے اور پانی مہیّا کیجئے کیوں کہ اُس زمانہ میں منیٰ اور عرفات میں پانی نہ تھا۔ (روز ہشتم کو اسی لئے ترویہ کہتے ہیں کیونکہ ترویہ کے معنی سیرابی کے ہیں)۔ جبرئیلؑ نے کہا اے ابراہیمؑ پہلے غسل کیجئے تو انہوں نے غسل کیا پھر جبرئیلؑ نے ان کو احرام کی تعلیم دی۔ دونوں باپ بیٹے حج کے واسطے ایک سُرخ اُونٹ پر روانہ ہُوئے ان کے ساتھ سوائے جبرئیلؑ کے کوئی نہ تھا۔ جبرئیلؑ ابراہیمؑ کو منیٰ میں لے گئے اور وہاں ظہر و عصر اور مغرب و عشا اور صبح کی نماز ادا کی۔ جب آفتاب طلوع ہُوا تو عرفات کو روانہ ہُوئے اور مروہ میں پہنچ کر قیام کیا۔ پھر زوال آفتاب کے وقت غسل کیا اور نماز ظہر و عصر ایک اذان اور دو اقامت کے ساتھ اُس مسجد کی جگہ پر بجالائے جو عرفات میں ہے۔ پھر محل وقوف میں کھڑا کیا اور کہا اے ابراہیمؑ اپنے گناہوں کا اعتراف کیجئے اور اپنے مناسک حج کو شناخت کر لیجئے اور ابراہیمؑ کو اُس جگہ کھڑا رکھا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہُوا تو اُن سے کہا کہ مشعر الحرام کے قریب جایئے۔ وہاں جاکر مغرب و عشا کی نماز ایک اذان اور دو اقامت سے بجالانے کے بعد رات وہاں قیام کیا اور صبح کے وقت جب نماز پڑھ چکے تو جبرئیلؑ نے اُن کو موقف دکھایا پھر

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، تمہارے لیے یہی دین پسند فرمایا ہے تو مرنا ہے تو مسلمان ہی مرنا ﴿۱۳۲﴾ بھلا جس وقت یعقوب وفات پانے لگے تو تم اس وقت موجود تھے، جب انہوں نے اپنے بیٹوں سے پوچھا کہ میرے بعد تم کس کی عبادت کروگے، تو انہوں نے کہا کہ آپ کے معبود اور آپ کے باپ دادا ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق کے معبود کی عبادت کریں گے جو معبود یکتا ہے اور ہم اُسی کے حکم بردار ہیں ﴿۱۳۳﴾ یہ جماعت گزر چکی۔ ان کو اُن کے اعمال (کا بدلہ ملے گا) اور تم کو تمھارے اعمال (کا) اور جو عمل وہ کرتے تھے ان کی پرسش تم سے نہیں ہوگی ﴿۱۳٤﴾ اور (یہودی اور عیسائی) کہتے ہیں کہ یہودی یا عیسائی ہو جاؤ تو سیدھے رستے پر لگ جاؤ۔ (اے پیغمبر ان سے) کہہ دو، (نہیں) بلکہ (ہم) دین ابراہیم (اختیار کئے ہوئے ہیں) جو ایک خدا کے ہو رہے تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے ﴿۱۳۵﴾ (مسلمانو) کہو کہ ہم خدا پر ایمان لائے اور جو (کتاب) ہم پر اتری، اس پر اور جو (صحیفے) ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ان کی اولاد پر نازل ہوئے ان پر اور جو (کتابیں) موسیٰ اور عیسی کو عطا ہوئیں، ان پر، اور جو اور پیغمبروں کو ان کے پروردگار کی طرف سے ملیں، ان پر (سب پر ایمان لائے) ہم ان پیغمبروں میں سے کسی میں کچھ فرق نہیں کرتے اور ہم اسی (خدائے واحد) کے فرمانبردار ہیں ﴿۱۳٦﴾

اُن کو منٰی میں لائے اور تمام اعمال حج کے اُن کو تعلیم کیئے جس طرح آدمؑ کو تعلیم کئے تھے پھر ان کو حج کی صدائے تلبیہ بلند کرنے کو کہا کہ ان چار تلبیہوں کو کہیں جو پیغمبران خدا کہا کرتے تھے اور پھر اُن کو ذبح کا حکم دیا۔ ابراہیمؑ جب مشعر الحرام میں پہنچے اس جگہ رات کو شاد و خرم سوئے۔ خواب میں دیکھا کہ اپنے فرزند کو ذبح اور قربان کر رہے ہیں۔ ابراہیمؑ اپنے ساتھ لڑکے کی والدہ کو بھی حج کے لئے لائے تھے۔ پھر ابراہیمؑ نے اپنی زوجہ سے کہا کہ تم کعبہ کی زیارت کے لئے جاؤ اور لڑکے کو اپنے پاس روک لیا وہاں سے اُن کو وسط جمرہ میں لے گئے اُس جگہ اُنہوں نے اپنے فرزند سے مشورہ کیا جیسا کہ حق تعالیٰ نے قرآن میں ذکر کیا ہے۔ "اے فرزند عزیز میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تم کو ذبح کرتا ہوں تو غور کرو اور سمجھو کہ تمہیں کیا بہتر معلوم ہوتا ہے اور کیا مصلحت سمجھتے ہو۔ اُس سعادتمند فرزند نے کہا اے پدر بزرگوار جس کام پر آپ مامور ہُوئے ہیں جلد اُس کو انجام دیجئے۔ اگر خدا چاہے گا تو آپ مجھ کو صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔" اُن لوگوں نے خدا کے حکم پر گردن جھکا دی۔ ناگاہ شیطان ایک مرد پیر کی صورت میں آیا اور کہا اے ابراہیمؑ اس طفل سے کیا چاہتے ہو؟ فرمایا کہ میں اس کو ذبح کرنا چاہتا ہوں۔ اُس نے کہا، سُبحان اللہ تم ایسے فرزند کو ذبح کرنا چاہتے ہو جس نے ایک چشم زن کے لئے بھی گناہ نہیں کیا ہے۔ ابراہیمؑ نے کہا خدا نے مجھ کو یہ حکم دیا ہے کہا تمہارا پروردگار منع کرتا ہے۔ اس کام کا جس نے حکم دیا ہے وہ شیطان ہے۔ ابراہیمؑ نے کہا تجھ پر وائے ہو جس نے مجھ کو اس مرتبہ تک پہنچایا ہے اُسی نے مجھ کو حکم دیا ہے اور اُسی ایک فرشتہ سے میں نے یہ حکم بھی سُنا ہے جس کی آواز ہمیشہ میرے کان میں پہنچی ہے اور اس میں کوئی شک مجھ کو نہیں ہے۔ اُس نے کہا نہیں خدا کی قسم اُس کام کا تم کو سوائے شیطان کے کسی نے حکم نہیں دیا ہے۔ ابراہیمؑ نے کہا خدا کی قسم اب تجھ سے گفتگو نہ کروں گا

ترجمہ، اور اسی طرح خدا تمہیں برگزیدہ (وممتاز) کرے گا اور (خواب کی) باتوں کی تعبیر کا علم سکھائے گا۔ اور جس طرح اس نے اپنی نعمت پہلے تمہارے دادا، پردادا ابراہیم اور اسحاق پر پوری کی تھی اسی طرح تم پر اور اولاد یعقوب پر پوری کرے گا۔ بے شک تمہارا پروردگار (سب کچھ) جاننے والا (اور) حکمت والا ہے ﴿٦﴾ سورۃ یوسف

اور ارادہ کیا کہ فرزند کو ذبح کریں۔ شیطان نے کہا اے ابراہیمؑ تم پیشوائے خلق ہو اور لوگ تمہاری پیروی کرتے ہیں۔ اگر تم ایسا عمل کروگے تو لوگ تمہارے بعد فرزندوں کو ذبح کریں گے۔ ابراہیمؑ نے اُس کا جواب نہ دیا تو جبرئیلؑ نے ابراہیمؑ سے کہا کہ اس کو پتھر سے ماریں۔ ابراہیمؑ نے سات پتھر اُس کی طرف پھینکے۔ شیطان اُسی جگہ زمین میں غائب ہو گیا اور ایک بار پھر جمرۂ دوم میں ظاہر ہوا تو آپؑ نے پھر اس پر سات پتھر پھینکے اور وُہ پھر سے زمین میں غائب ہو گیا۔ پھر دوبارہ جمرۂ سوم میں ظاہر ہُوا تو آپؑ نے ایک بار پھر اُس پر سات پتھر پھینکے وُہ زمین میں غائب ہو گیا اور دوبارہ پھر ظاہر نہ ہُوا۔ ابراہیمؑ نے بیٹے کی جانب رُخ کر کے ذبح کے بارے میں مشورہ کیا اور فرمایا کہ اے فرزند میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تم کو ذبح کرتا ہوں۔ لہٰذا غور کرو کہ تم کیا بہتر سمجھے ہو اور تمہاری کیا رائے ہے۔ عرض کی بابا جان آپؑ وہ بجالائیے جس پر مامور ہُوئے ہیں یہ نہیں کہا کہ وُہ بجالائیے جو آپ نے دیکھا ہے۔ انشاءاللہ آپ مجھے صابروں میں سے پائیں گے۔ جب دونوں خدا کے حکم پر راضی ہو گئے لڑکے نے کہا بابا جان میرا مُنہ چُھپا دیجیئے اور میرے ہاتھ اور پیروں کو مضبوط باندھ دیجیئے۔ ابراہیمؑ نے کہا اے فرزند یا تم کو ذبح کروں یا تمہارے دست و پا باندھوں، خدا کی قسم یہ دونوں تمہارے لئے جمع نہ کروں گا۔ پھر دراز گوش کا زین بچھایا اور فرزند کو اُس پر لٹایا اور چھری اُن کے حلق پر رکھی اور اپنا سر آسمان کی جانب بلند کیا اور چُھری اپنی پُوری قوت سے پھری۔ جبرئیلؑ نے چُھری پھیرنے سے قبل چُھری اُلٹی کر دی۔ جب ابراہیمؑ نے دیکھا کہ چُھری اُلٹی ہے اُس کو سیدھی کر کے پھر بچّہ کے حلق پر رکھی اور پھیر دی، جبرئیلؑ نے پھر اُس کو اُلٹی کر دی یہاں تک کہ کئی مرتبہ ایسا ہُوا۔ تو خدا نے سیاہ گوسفند سے ذبح عظیم کا فدیہ عطا فرمایا جو تاریکی میں کھاتا پیتا، دیکھتا اور چالیس سال قبل بہشت کے باغوں میں چرتا تھا۔ ماں کے پیٹ سے پیدا نہیں ہُوا تھا بلکہ خدا نے فرمایا کہ ہو جا اور وُہ پیدا ہو گیا تا کہ ابراہیمؑ کے فرزند کا فدیہ ہو اور قیامت تک کی

ترجمہ، اور ہم نے ان کو اسحاق کی بشارت بھی دی (کہ وہ) نبی (اور) نیکوکاروں میں سے (ہوں گے) ﴿۱۱۲﴾ اور ہم نے ان پر اور اسحاق پر برکتیں نازل کی تھیں۔ اور ان دونوں اولاد کی میں سے نیکوکار بھی ہیں اور اپنے آپ پر صریح ظلم کرنے والے (یعنی گنہگار) بھی ہیں ﴿۱۱۳﴾ اسورۃ لصافات

ہر قربانی جو منیٰ میں ہوتی رہے گی فرزند ابراہیمؑ کا فدیہ ہے۔ پھر جبرئیلؑ نے ابراہیمؑ کے ہاتھ کے نیچے سے فرزند کو نکال کر اُس گوسفند کو اُن کی جگہ پر لٹا دیا اور مسجد خیف کی بائیں جانب سے ابراہیمؑ کو آواز آئی کہ تم نے اپنے خواب کو صحیح کر دکھایا ہم ایسی ہی جزا نیک بندوں کو دیتے ہیں۔ یقیناً یہ کھلا ہُوا امتحان اور آزمائش تھی۔ اسی اثنا میں شیطان زوجہ ابراہیمؑ کے پاس پہنچا جس وقت کہ کعبہ اُن کو دُور سے دُھوئیں کی طرح دکھائی دے رہا تھا اور کہا وُہ پیر مرد کون ہے جس کو میں نے دیکھا، کہا میرے شوہر ہیں۔ کہا وُہ طفل کون ہے جو اُن کے ساتھ ہے؟ کہا میرا فرزند ہے اُس نے کہا میں نے دیکھا کہ وُہ مرد اُس لڑکے کو لٹائے ہُوئے تھا اور چُھری ہاتھ میں لئے تھا تاکہ اُس کو ذبح کرے۔ فرمایا تو جُھوٹ کہتا ہے۔ ابراہیمؑ تمام لوگوں سے زیادہ رحیم ہیں کس طرح اپنے لڑکے کو ذبح کر سکتے ہیں۔ اُس نے کہا آسمانوں اور زمین کے پرودگار کے حق کی قسم اور اس خانۂ بزرگ کے رب کی قسم میں نے دیکھا کہ اُس لڑکے کو وُہ مرد لٹائے ہُوئے تھا۔ چُھری اُس کے ہاتھ میں تھی، وُہ اُس کے ذبح کا ارادہ کر رہا تھا۔ پُوچھا کیوں؟ شیطان ملعون نے کہا کہ وُہ گمان رکھتا ہے کہ اُس کے پرودگار نے اُس کو حکم دیا ہے۔ زوجہ ابراہیمؑ نے کہا کہ سزاوار ہے اُن کو کہ وُہ اپنے پروردگار کی اطاعت کریں۔ لیکن اُن کے دل میں یہ بات آگئی کہ ابراہیمؑ کو اُن کے فرزند کے بارے میں کوئی حکم ملا ہے۔ ادھر جبرئیلؑ نے منیٰ کے بعد ابراہیمؑ کو حرم میں پہنچایا تو جبرئیلؑ نے کہا اے ابراہیمؑ نیچے اُتریئے اور حرم میں داخل ہونے سے پہلے غسل کیجئے۔ پھر ان کو صفا کی جانب لائے۔ وُہ اُونٹ سے اُترے جبرئیلؑ ان کے درمیان کھڑے ہوئے اور کعبہ کی طرف مُنہ کر کے اللہ اکبر کہا۔ پھر الحمدللہ کہا اور خدا کو بزرگی کے ساتھ یاد کیا اور خدا کی ثنا کی۔ ان دونوں حضرات نے بھی ایسا ہی کیا۔ پھر وہاں سے حمد و ثنا کرتے ہوئے جبرئیلؑ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ جبرئیلؑ ان کو حجر اسود کے پاس

ترجمہ، بھلا جس وقت یعقوب وفات پانے لگے تو تم اس وقت موجود تھے، جب انہوں نے اپنے بیٹوں سے پوچھا کہ میرے بعد تم کس کی عبادت کروگے، تو انہوں نے کہا کہ آپ کے معبود اور آپ کے باپ دادا ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق کے معبود کی عبادت کریں گے جو معبود یکتا ہے اور ہم اُسی کے حکم بردار ہیں ﴿۱۳۳﴾ سورۃ البقرۃ

لائے اور اُن کو حکم دیا کہ ہاتھ حجرِ اسود پر ملیں اور اس کو بوسہ دیں اور سات بار طواف کریں۔ ان کو مقام ابراہیمؑ پر کھڑا کیا کہ دو رکعت نماز ادا کریں۔ غرض تمام مناسک حج ان کو تعلیم کیئیے۔ جب زوجہ ابراہیمؑ نے ابراہیمؑ کو دیکھا تو ان کی جانب رُخ کیا اور ہاتھ سر پر رکھے ہُوئے دوڑیں۔ جب فرزند کی خبر معلوم ہُوئی اور اُن کے گلے پر چُھری کی خراش دیکھی بہت رنجیدہ ہُوئیں اور بیمار ہو گئیں اور اُسی مرض میں عالم بقا کی جانب رحلت فرمائی۔ جب تمام اعمال سے فارغ ہوئے ابراہیمؑ واپس چلے گئے۔ اسمٰعیلؑ تنہا مکّہ میں رہ گئے اور کوئی اُن کے ساتھ نہ تھا۔

روایت کے مطابق ابراہیمؑ نے اُن کو جمرۂ وسط کی جگہ اسمعیلؑ کو ذبح کرنا چاہا تو کوہ بشیر سے جو مکّہ میں ایک پہاڑ ہے اس پر ایک گوسفند آسمان سے نازل ہُوا جو مسجد منٰی کی داہنی جانب ہے۔ وُہ گوسفند تاریک میں راہ چلتا اور چرتا تھا، بول و براز کرتا یعنی علف زار، سیاہ و سفید کشادہ چشم اور اس کے سینگ بڑے تھے لایا گیا تا کہ ابراہیمؑ اپنے فرزند کے فدیہ میں ذبح کریں اور اگر خدا کے نزدیک گوسفند سے زیادہ کوئی حیوان بہتر ہوتا یا گوسفند سے زیادہ طیّب کسی کا گوشت ہوتا تو بیشک خدا اسی کو وُہ اسمٰعیلؑ کا فدیہ قرار دیتا۔ اور جب ابراہیمؑ نے اس کو ذبح کر دیا تو ان کے پاس شیطان آیا اور کہا کہ اس میں سے میرا حصّہ دیجیئے۔ حضرتؑ نے کہا اس میں تیرا

ترجمہ، بھلا جس وقت یعقوب وفات پانے لگے تو تم اس وقت موجود تھے، جب انہوں نے اپنے بیٹوں سے پوچھا کہ میرے بعد تم کس کی عبادت کروگے، تو انہوں نے کہا کہ آپ کے معبود اور آپ کے باپ دادا ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق کے معبود کی عبادت کریں گے جو معبود یکتا ہے اور ہم اُسی کے حکم بردار ہیں ﴿۱۳۳﴾ یہ جماعت گزر چکی۔ ان کو اُن کے اعمال (کا بدلہ ملے گا) اور تم کو تمھارے اعمال (کا) اور جو عمل وہ کرتے تھے ان کی پرسش تم سے نہیں ہوگی ﴿۱۳۴﴾ اور (یہودی اور عیسائی) کہتے ہیں کہ یہودی یا عیسائی ہو جاؤ تو سیدھے رستے پر لگ جاؤ۔ (اے پیغمبر ان سے) کہہ دو، (نہیں) بلکہ (ہم) دین ابراہیم (اختیار کئے ہوئے ہیں) جو ایک خدا کے ہو رہے تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے ﴿۱۳۵﴾ (مسلمانو) کہو کہ ہم خدا پر ایمان لائے اور جو (کتاب) ہم پر اتری، اس پر اور جو (صحیفے) ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ان کی اولاد پر نازل ہوئے ان پر اور جو (کتابیں) موسیٰ اور عیسیٰ کو عطا ہوئیں، ان پر، اور جو اور پیغمبروں کو ان کے پروردگار کی طرف سے ملیں، ان پر (سب پر ایمان لائے) ہم ان پیغمبروں میں سے کسی میں کچھ فرق نہیں کرتے اور ہم اسی (خدائے واحد) کے فرمانبردار ہیں ﴿۱۳۶﴾

کیا حصّہ ہے؟ حالانکہ وہ میرے پروردگار کے لئے قربانی ہے جو میرے فرزند کا فدیہ ہے۔ خدا نے وحی فرمائی کہ اُس کا بھی اس گوسفند میں کچھ حصّہ ہے اور وُہ تلی ہے کیونکہ وُہ خون کے جمع ہونے کا مقام ہے اور حصے بھی حرام ہیں کیونکہ وُہ نطفہ کے جاری ہونے کی جگہ ہے۔ لہٰذا ابراہیمؑ نے تلی اور دونوں حصّے شیطان ملعون کو دیدیئے۔

منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے ابراہیمؑ کو حکم دیا کہ لوگوں کو حج کی ندا کریں۔ حضرتؑ ارکان کعبہ کے ایک رُکن پر کھڑے ہُوئے اور دوسری روایت کے موافق مقام پر کھڑے ہُوئے۔ وُہ مقام اس قدر بلند ہوا کہ ابوقبیس کے برابر بلند ہوگیا۔ پھر آپؑ نے لوگوں کو حج کے لئے طلب کیا۔ خدا نے آپؑ کی آواز اُن لوگوں تک پہنچادی جو باپ کے صلب اور ماں کے شکم میں تھے جو قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے۔ ان سب نے کہا "لبیک داعی اللہ لبیک داعی اللہ"۔ جس شخص نے ایک مرتبہ لبیک کہا ایک بار حج کرتا ہے اور جس شخص نے دو (۲) بار کہا دو (۲) حج کرتا ہے اور جس نے پانچ مرتبہ کہا پانچ حج کرتا ہے اور جس شخص نے لبّیک نہیں کہا وُہ حج نہیں کرتا۔ منقول ہے کہ ابراہیمؑ نے سارہؑ سے اجازت طلب کی کہ اسمٰعیلؑ سے ملاقات کرنے مکّہ جائیں تو اُنہوں نے اس شرط سے اجازت دی کہ رات کو واپس آجائیں اور

ترجمہ، اور جب ابراہیم نے دعا کی کہ میرے پروردگار اس شہر کو (لوگوں کے لیے) امن کی جگہ بنا دے۔ اور مجھے اور میری اولاد کو اس بات سے کہ بتوں کی پرستش کرنے لگیں بچائے رکھ ﴿۳۵﴾ اے پروردگار انہوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا ہے۔ سو جس شخص نے میرا کہا مانا وہ میرا ہے۔ اور جس نے میری نافرمانی کی تو تُو بخشنے والا مہربان ہے ﴿۳٦﴾ اے پروردگار میں نے اپنی اولاد کو میدان (مکہ) میں جہاں کھیتی نہیں تیرے عزت (وادب) والے گھر کے پاس لا بسائی ہے۔ اے پروردگار تاکہ یہ نماز پڑھیں تو لوگوں کے دلوں کو ایسا کردے کہ ان کی طرف جھکے رہیں اور ان کو میوؤں سے روزی دے تاکہ (تیرا) شکر کریں ﴿۳۷﴾ اے پروردگار جو بات ہم چھپاتے اور جو ظاہر کرتے ہیں تو سب جانتا ہے۔ اور خدا سے کوئی چیز مخفی نہیں (نہ) زمین میں نہ آسمان میں ﴿۳۸﴾ خدا کا شکر ہے جس نے مجھ کو بڑی عمر میں اسماعیل اور اسحاق بخشے۔ بے شک میرا پروردگار سننے والا ہے ﴿۳۹﴾ اے پروردگار مجھ کو (ایسی توفیق عنایت) کر کہ نماز پڑھتا رہوں اور میری اولاد کو بھی (یہ توفیق بخش) اے پروردگار میری دعا قبول فرما ﴿۴۰﴾ اے پروردگار حساب (کتاب) کے دن مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور مومنوں کو مغفرت کیجیو ﴿۴۱﴾ سورۃ ابراھیم

دراز گوش سے نیچے نہ اُتریں۔ابراہیمؑ روانہ کوفہ کے راستہ سے مکّہ جاتے اور واپس آتے تھے
اور زمین کی مسافت اُن کے لئے کم ہو جاتی تھی۔جب ایک مرتبہ ابراہیمؑ، اسمٰعیلؑ دیکھنے کے
مشتاق اور حج کے لئے روانہ ہونے کے دراز گوش پر سوار ہُوئے تو سارہؑ نے اُن سے عہد لیا کہ
وہاں پہنچ کر زمین پر نہ اُتریں جب تک کہ اُن کے پاس واپس نہ آجائیں۔جب وہ اسمٰعیلؑ سے
ملاقات کے لئے اُن کے گھر گئے تو اس وقت تک جناب ہاجرہؑ رحلت کر چکی تھیں اور اسمٰعیلؑ
نے قبیلۂ جرہم کی ایک عورت کو اپنے حبالۂ نکاح میں لیا جس سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔جب
ابراہیمؑ کی ملاقات اس عورت سے ہوئی مگر اسمٰعیلؑ سے نہ ہوئی کیونکہ وہ گھر پر موجود نہ تھے
اور شکار کے لئے گئے ہوئے تھے۔ابراہیمؑ نے زوجۂ اسمٰعیلؑ (جس کا نام سامہ، زحلہ یا عماوہ
تھا) سے پُوچھا کہ تم لوگوں کا کیا حال ہے؟ کہا نہایت خراب اور زندگی دُشواری میں گذر رہی
ہے۔لیکن حضرتؑ کو اُترنے کے لئے نہ کہا۔ابراہیمؑ نے کہا جب تمہارا شوہر آجائے تو کہنا کہ
ایک مرد پیر آیا تھا اُس نے کہا ہے کہ اپنے گھر کی چوکھٹ بدل دو۔جب اسمٰعیلؑ گھر پر واپس
آئے اپنے پدر کی خوشبو محسُوس کی۔سامہ سے پُوچھا کہ کوئی شخص تیرے پاس آیا تھا؟ کہا ہاں
ایک مرد ضعیف آیا تھا اور حکم دیا ہے کہ اپنے گھر کی چوکھٹ میں تبدیلی کر دنیا تو اسمٰعیلؑ نے
یہ سُن کر اس کو طلاق دے دیا۔اس کے بعد سیّدہ دختر حارث بن قصاص سے عقد کیا۔یہ بھی
منقول ہے کہ اسمٰعیلؑ نے قبیلۂ حمیر کی ایک عورت کے بارے میں خدا سے سوال کیا کہ اسے
اُن کے لئے تزویج کا موقع حاصل ہو لیکن وُہ عورت شوہر دار تھی۔خدا نے اس کے شوہر کے
لئے موت مقدر فرمایا۔جب اس کا شوہر مر گیا تو جب لوگ مکّہ میں وارد ہوئے تو وُہ عورت
اپنے شوہر کے غم میں مکّہ ہی میں رہ گئی۔خدا نے اُس کے حُزن کو صبر سے تبدیل کیا اور
اسمٰعیلؑ کی خواستگاری اُس کو میّسر کی اور انہوں نے اس عورت سے نکاح کیا۔پھر دُوسری
مرتبہ ابراہیمؑ اسمٰعیلؑ کو دیکھنے کے ارادہ سے چلے تو سارہؑ نے پھر وُہی شرط کی کہ سواری سے نہ

ترجمہ، اور ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کو یاد کرو جو ہاتھوں والے اور آنکھوں والے
تھے ﴿۴۵﴾ ہم نے ان کو ایک (صفت) خاص (آخرت کے) گھر کی یاد سے ممتاز کیا تھا ﴿۴۶﴾ اور
ہمارے نزدیک منتخب اور نیک لوگوں میں سے تھے ﴿۴۷﴾ سورۃ ص

اُتریں جب تک کہ واپس نہ آجائیں۔ حضرتؑ جب مکّہ میں آئے اسمٰعیلؑ پھر موجود نہ تھے۔ لیکن دُوسری عورت سے نکاح کر چکے تھے وُہ عورت بہت سمجھ دار اور عقلمند تھی۔ ابراہیمؑ نے اس سے پُوچھا کہ تیرا شوہر کہاں ہے؟ اس نے کہا خدا آپؑ کو عافیت دے وُہ روزی کی فکر میں کہیں گئے تھے۔ ان کی زوجہ نے ابراہیمؑ کو دیکھا کہ وُہ ایک مرد پیر ہیں اور گرد میں بھرے ہوئے ہیں۔ ابراہیمؑ نے اس سے پُوچھا کہ تم لوگ کیسے ہو؟ کہا بہت اچھے ہیں۔ پھر اسمٰعیل کا حال دریافت کیا اور پُوچھا حال کیسا ہے؟ تو اس عورت نے اسمٰعیلؑ کی تعریف کی اور کہا کہ اُن کی حالت بہت اچھی ہے اور خدا کا فضل و کرم شامل حال ہے۔ پُوچھا کہ تم کس قبیلہ سے ہو؟ کہا قبیلۂ حمیر سے، پھر اس عورت نے کہا کہ آپؑ سواری سے اُتریئے خدا آپؑ پر رحمت نازل کرے جب تک اسمٰعیلؑ واپس نہ آئیں قیام کیجئے۔ ابراہیمؑ نے انکار کیا تو اس نے اصرار کیا۔ ابراہیمؑ نے پھر انکار کیا تو اُس نے کہا اچھا اپنا سر آگے لایئے کہ گرد غبار دھودوں۔ یہ کہہ کر پانی اور ایک پتھر لائی۔ ابراہیمؑ نے اپنا ایک پاؤں پتھر پر رکھا۔ دُوسرا پاؤں رکاب میں تھا تو ایک جانب سر مُبارک کو اُس نے دھویا پھر دُوسری جانب دُوسرے پیر کو پتھر پر رکھ کر آپؑ کے دُوسرے جانب کے سر کو دھویا۔ ابراہیمؑ نے اُس عورت کو دُعا دی اور کہا جب تیرا شوہر آجائے تو اُس سے کہنا کہ ایک مرد پیر آیا تھا اُس نے کہا ہے کہ اپنے گھر کی چوکھٹ کی رعایت اور محافظت کرنا کیونکہ یہ بہتر ہے اور یہ کہہ کر ابراہیمؑ واپس چلے گئے۔ جب اسمٰعیلؑ واپس آئے اور اپنے باپ کی خوشبُو سونگھی۔ بیوی سے پُوچھا کہ کوئی اس جگہ آیا تھا؟ کہا ہاں ایک ضعیف آدمی آئے تھے، یہ اُن کے پیروں کی جگہ ہے جو پتھر پر باقی ہے۔ اسمٰعیلؑ اپنے باپ کے قدم کے نشانات پر گر پڑے اور بوسہ دیا اور پُوچھا کہ اُس مرد پیر کو تم جانتی ہو کہ کون تھے؟ اس نے کہا وہ بہت نیک اور تم سے مشابہ معلوم ہوتے تھے۔ فرمایا وُہ میرے پدر تھے۔ عورت نے کہا واسواتاہ۔ اسمٰعیلؑ نے کہا کیوں شاید اُن کی نگاہ تمہارے کسی حصّہ جسم پر پڑی۔

ترجمہ، اور ہم نے ابراہیم کو اسحٰق عطا کئے۔ اور مستزاد برآں یعقوب۔ اور سب کو نیک بخت کیا ﴿۷۲﴾ اور ان کو پیشوا بنایا کہ ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے اور ان کو نیک کام کرنے اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم بھیجا۔ اور وہ ہماری عبادت کیا کرتے تھے ﴿۷۳﴾ سورۃ الأنبياء

اُس نے کہا نہیں۔ لیکن افسوس کہ اُن کی خدمت مجھ سے نہیں ہُوئی۔ اسی عاقلہ عورت نے کعبہ کے دونوں دروازوں کے لئے دوپردے بنادیئے جن کی لمبائی بارہ ہاتھ تھی۔ اور اُن کو درازوں پر لٹکادیا جو بہت اچھے معلوم ہوئے تو اُس نے تمام عمارت کعبہ کے واسطے لباس تیار کرنے کا مشورہ کیا تاکہ پتھروں کی بد نمائی پوشیدہ ہو جائے اسمٰعیلؑ نے کہا بہتر ہے۔ تو وہ نہایت عجلت کے ساتھ متوجہ ہوئی اور اپنے قبیلہ کی عورتوں کے پاس کاتنے کے لئے اُون بھیجا۔ اسی روز سے یہ سُنت عورتوں میں جاری ہوئی کہ اس طرح آپس میں ایک دُوسرے کی مدّد کرتی ہیں۔ پھر تیزی کے ساتھ اُس نے پردے بُننا شروع کئے اور اپنے قبیلے اور شناسا لوگوں سے مدّد حاصل کی۔ پردے تیار کرکے ہر طرف لٹکاتی جاتی تھی یہاں تک کہ حج کا زمانہ آگیا اور ایک سمت کا پردہ باقی رہ گیا اور تیار نہ ہو سکا۔ اس نے اسمٰعیلؑ سے کہا کہ اب اس طرف کے لئے کیا کروں کیونکہ اس کا جامہ تیار نہ ہو سکا۔ آخر اس طرف کے لئے برگ خرما کے پردے تیار کرکے لٹکادیئے۔ حج کا وقت آگیا اور اس مرتبہ بہت زیادہ عرب آئے کہ اس سے پہلے نہیں آئے تھے۔ انہوں نے چند نئی باتیں ملاحظ کیں جو ان کو اچھی معلوم ہوئیں۔ تو کہنے لگے کہ اس مکان کی تعمیر کرنے والے کے لئے مناسب ہے کہ ہم ہدیہ لایا کریں۔ پس اُس روز سے خانہ کعبہ کے لئے ہدیہ مقرر ہُوا اور عرب کے تمام قبیلے خانہ کعبہ کے لئے ہدیئے مثل رقم وغیرہ کے لانے لگے۔ یہاں تک کہ بہت سامال جمع ہو گیا۔ تو اُس لیف خرما کے پردے ہٹادیئے گئے اور کعبہ کا لباس پُورا کرکے اس کے گرد لٹکادیا گیا۔ کعبہ پر چھت نہیں تھی۔ اسمٰعیلؑ نے لکڑی کے ایسے کھمبے بنائے جیسے آجکل دیکھے جاتے ہیں اور اُس کی چھت لکڑلویں اور خشک شاخوں سے دُرست کی اور گیلی مٹی اس پر پھیلادی۔ جب دُوسرے سال عرب آئے اور کعبہ میں داخل ہُوئے دیکھا اُس کی عمارت میں اور اضافہ ہُوا ہے کہنے لگے سزاوار یہ ہے کہ اس عمارت کی تعمیر کرنے والے کے لئے ہدیئے اور زیادہ لائے جائیں۔ پھر آیئندہ سال بہت سے ہدیئے لائے۔ اسمٰعیلؑ نہیں جانتے تھے کہ ان ہدیوں کو کیا کریں۔ خدا

ترجمہ، اور اسمٰعیل اور ادریس اور ذوالکفل (کو بھی یاد کرو) یہ سب صبر کرنے والے تھے ﴿۸۵﴾
اور ہم نے ان کو اپنی رحمت میں داخل کیا۔ بلاشبہ وہ نیکوکار تھے ﴿۸۶﴾ سورۃ الأنبیاء

نے اُن کو ذبح کرو اور حاجیوں کے لئے طعام کا انتظام کرو۔ اسمٰعیلؑ نے ابراہیمؑ سے کمی آب کی شکایت کی۔ خدا نے ابراہیمؑ کو وحی کی کہ ایک کھودیں جس سے حاجیوں کے پانی پینے کا انتظام ہو۔ پھر جبرئیلؑ نازل ہُوئے اور چاہ زمزم کھودا گیا۔ جبرئیلؑ نے کہا اے ابراہیمؑ چاروں طرف کنوئیں کے بسم اللہ کہہ کے پھاوڑہ مارو۔ ابراہیمؑ نے پہلی ضرب اُس زاویہ پر لگائی جو کعبہ کی جانب ہے اور بسم اللہ کہا تو چشمہ جاری ہو گیا۔ پھر بسم اللہ کہہ کے ہر طرف ضرب لگائی تو چشمہ جاری ہو گیا۔ جبرئیلؑ نے کہا اے ابراہیمؑ اس پانی کو پیو اور دُعا کرو کہ خدا اس میں تمہارے فرزندوں کے لئے برکت عطا فرمائے اور جبرئیلؑ اور ابراہیمؑ کنوئیں سے باہر آئے۔ پھر جبرئیلؑ نے کہا کہ یہ پانی اپنے سر اور بدن پر چھڑکو اور کعبہ کے گرد طواف کرو کیونکہ یہ وُہ پانی ہے جسے خدا نے تمہارے فرزند اسمٰعیلؑ کے لئے عطا فرمایا ہے۔ پھر ابراہیمؑ واپس ہوئے اسمٰعیلؑ نے حرم کے باہر تک آپ کی مشایعت کی۔ ابراہیمؑ چلے گئے اور اسمٰعیلؑ حرم میں واپس آئے۔ خدا نے اُس زن حمیریہ سے ایک فرزند عطا فرمایا اُس سے پہلے اس عورت کے کوئی بچّہ نہیں پیدا ہُوا تھا، اسمٰعیلؑ نے اُس کے بعد چار عورتوں سے عقد کیا اور ہر ایک سے خدا نے اُن کو چار چار فرزند عطا فرمائے۔ اسمٰعیلؑ کا ایک چھوٹا لڑکا تھا جس کو وُہ بہت عزیز رکھتے تھے اور چاہتے تھے کہ ان کے بعد نبوّت و خلافت اس کو ملے۔ لیکن خدا کو منظور نہ تھا اور خدا نے دُوسرے فرزند کو ان کی وصایت و خلافت کے لئے مقرر فرمایا۔ جب اسمٰعیلؑ کی وفات کا وقت آیا اُس فرزند کو آپؑ نے طلب کیا جس کو خدا نے معیّن کیا تھا اور وصیّت کی اور کہا اے فرزند جب تمہاری موت کا وقت آئے ایسا ہی کرنا جیسا کہ میں نے کیا۔ اور جب تک کہ خدا کسی کو خلافت کے لئے معیّن نہ کرے تم خود معیّن نہ کرنا۔ غرض کہ ہمیشہ سے یہ طریقہ ہے کہ کوئی امام دُنیا سے نہیں جاتا مگر یہ کہ خدا اس کو خبر دیتا ہے کہ وُہ کس کو اپنا وصی قرار دے۔ اسمٰعیلؑ کی عمر ایک سو تیس سال کی ہُوئی اور وُہ اپنی ماں کے پاس حجر میں دفن ہُوئے اور ہمیشہ فرزندان اسمٰعیلؑ امر خلافت کے حامل اور بیت اللہ کے محافظ رہے اور ایک بزرگ

ترجمہ، اور اسمٰعیل اور الیسع اور یونس اور لوط کو بھی۔ اور ان سب کو جہان کے لوگوں پر فضیلت بخشی تھی ﴿۸۶﴾ سورۃ الأنعام

کے بعد اُن کے دُوسرے بزرگ نے عدنان بن اود کے زمانہ تک لوگوں کے حج اور امور دین کو قائم رکھا۔ حجر الاسود اسمٰعیلؑ کا مکان ہے اور اُسی جگہ اسمٰعیلؑ نے جب اپنی ماں کو وہاں دفن کیا اس کے گرد ایک دیوار کھینچ دی تاکہ اُن کی ماں کی قبر پائمال نہ ہو۔ اس میں اور پیغمبروں کی بھی قبریں ہیں۔ ایک روایت کے مطابق حج میں تیسرے رُکن کے نزدیک اسمٰعیلؑ کی باکرہ بیٹیاں دفن ہیں اور مکّہ میں ہے وُہ مقام ابراہیمؑ ہے جہاں ابراہیمؑ ایک پتھر پر کھڑے ہوئے اور آپؑ کے پیر اُس میں دھنس گئے اور آج تک آپؑ کے قدم کا اثر اب اس باقی ہے۔

ترجمہ، اور کتاب میں اسمٰعیل کا بھی ذکر کرو وہ وعدے کے سچے اور ہمارے بھیجے ہوئے نبی تھے ﴿۵۴﴾ اور اپنے گھروالوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم کرتے تھے اور اپنے پروردگار کے ہاں پسندیدہ (وبرگزیدہ) تھے ﴿۵۵﴾ سورۃ مریم

ترجمہ، اور ہم نے ان کو اسحاق اور یعقوب بخشے۔ (اور) سب کو ہدایت دی۔ اور پہلے نوح کو بھی ہدایت دی تھی اور ان کی اولاد میں سے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون کو بھی۔ اور ہم نیک لوگوں کو ایسا ہی بدلا دیا کرتے ہیں ﴿۸۴﴾ سورۃ الأنعام

ترجمہ، اور اپنے باپ دادا ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کے مذہب پر چلتا ہوں۔ ہمیں شایاں نہیں ہے کہ کسی چیز کو خدا کے ساتھ شریک بنائیں۔ یہ خدا کا فضل ہے ہم پر بھی اور لوگوں پر بھی ہے لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے ﴿۳۸﴾ سورۃ یوسف

ترجمہ، خدا کا شکر ہے جس نے مجھ کو بڑی عمر میں اسماعیل اور اسحاق بخشے۔ بے شک میرا پروردگار سننے والا ہے ﴿۳۹﴾ سورۃ إبراهيم

ترجمہ، (مہمانوں نے) کہا کہ ڈریئے نہیں ہم آپ کو ایک دانشمند لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں ﴿۵۳﴾ سورۃ الحجر

حضرت لوطؑ علیہ السّلام کے حالات

مفسّروں میں یہ مشہور ہے کہ لوطؑ، حضرت ابراہیمؑ کے برادر زادے تھے اور ہاران پسر تارخ کے فرزند تھے اور بعض نے کہا ہے کہ ابراہیمؑ کی خالہ کے بیٹے تھے۔ قول آخر کی بنا پر سارہؑ لوط کی بہن تھی اور یہ زیادہ قوی ہے پہلے بیان ہو چکا ہے کہ لوطؑ پیغمبروں میں سے تھے جو ختنہ کیئے ہُوئے پیدا ہُوئے۔ لوطؑ اور ابراہیمؑ دو مرسل پیغمبر تھے جو لوگوں کو عذاب خدا سے ڈراتے تھے حضرت لوطؑ ایک سخی اور صاحب کرم انسان تھے۔ روایت کے مطابق جب نمرود نے ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا اور حق تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے ان پر آگ کو سرد کر دیا تو نمرود نے کہا کہ اے ابراہیمؑ میرے شہروں سے نکل جاؤ اور تُم اب اس ملک میں نہیں رہ سکتے۔ ابراہیمؑ نے اپنے ہمراہ اپنی بیوی سارہؑ اور لوطؑ کو لیا جو حضرت ابراہیمؑ پر ایمان لا چکے تھے اور اُس وقت لڑکے تھے۔ ابراہیمؑ ایک گاؤں میں جا کر مقیم ہُوئے جو لوگوں کے راستہ پر واقع تھا اور لوگ وہاں سے یمن، شام اور اطراف عالم میں جاتے تھے۔ غرض جو شخص اس راستہ سے گزرتا تھا حضرتؑ اس کو اسلام کی دعوت دیتے تھے۔ چونکہ یہ خبر تمام عالم میں مشہور ہو چکی تھی کہ نمرود نے اُن کو آگ میں ڈالا وُہ نہیں جلے۔ غرض جو شخص ابراہیمؑ کے پاس سے گزرتا تھا آپ اُس کی ضیافت کرتے تھے۔ ابراہیمؑ ان چند شہروں کی آبادیوں سے سات فرسخ کے فاصلہ پر مقیم تھے جن میں کافی درخت اور زراعت و نعمتیں تھیں۔

قوم لوطؑ کا شہر بھی قافلوں کے راستوں پر آباد تھا جو شام و مصر کو جاتے تھے۔ قافلے والے اُن کے پاس قیام کرتے تھے اور وُہ لوگ اُن کی ضیافت کیا کرتے تھے۔

ترجمہ، پس اُن پر (ایک) لوط ایمان لائے اور (ابراہیم) کہنے لگے کہ میں اپنے پروردگار کی طرف ہجرت کرنے والا ہوں۔ بیشک وہ غالب حکمت والا ہے ﴿۲۶﴾ سورۃ العنكبوت

ترجمہ، اور ابراہیم اور لوط کو اس سرزمین کی طرف بچا نکالا جس میں ہم نے اہل عالم کے لئے برکت رکھی تھی ﴿۷۱﴾ سورۃ الأنبياء

جب اُن کی یہ ضیافت زیادہ ہُوئی تو وُہ لوگ نفس کی خباثت اور بخل کی وجہ سے تنگ آ ئے، حالانکہ یہ قوم خدا کی مخلوق میں بہترین قوم تھی۔اُن کی خوبی اور نیکی یہ تھی کہ جب کسی کام کے لئے وُہ جاتے تو تمام مرد ساتھ جاتے اور عورتوں کو تنہا چھوڑ دیتے تھے۔اور جو بھی ان شہروں سے گزرتا تھا ان کی زراعتوں اور میوے میں سے ضرور کچھ لے کر کھایا کرتا تھا۔شہر والے اس حال سے نالاں تھے اور اس کے روکنے کی تدبیر سوچتے رہتے تھے۔ابلیس لعین نے ان کو گمراہ کرنے میں انتہائی جدّوجہد اور بے حد کوشش کی اور یہ تدبیر کی کہ جب وہ لوگ اپنی زراعت، مال و متاع کو جمع وُدرست کر کے واپس آتے تھے تو وُہ ملعون سب کو خراب کر دیتا تھا۔لوگوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ آؤ اس شخص کی تاک میں بیٹھیں جو ہمارے متاع کو خراب کرتا ہے چنانچہ وُہ لوگ تاک میں رہے۔ایک دن شیطان ایک مرد پیر کی صورت میں ان کے پاس آیا اور کہا کیا تم لوگ چاہتے ہو کہ میں تم کو ایسی ترکیب بتادوں جس پر اگر تم عمل کروگے تو کوئی شخص تمہارے شہروں کا رُخ نہ کریگا۔پُوچھا وُہ تدبیر کیا ہے؟ کہا جو شخص تمہارے شہر میں وارد ہو تو اُس کی دُبر میں جماع کرو اور اس کا سامان چھین لو۔پھر شیطان نہایت حسین و جمیل لڑکے کی صورت میں ان کے پاس آیا تو اُن لوگوں نے اس کو گرفتار کیا اور پُوچھا کہ تو ہی ہے جو ہمارے اموال کو خراب کرتا ہے؟ اس نے کہا ہاں میں ہی تمہاری چیزوں کو خراب کرتا ہوں۔تو پھر ان کی رائے ہوئی کہ اس کو مار ڈالیں اور ایک شخص کے سُپرد کیا۔جب رات ہوئی تو تو شیطان نے فریاد شروع کی۔اس شخص نے پُوچھا تجھ کو کیا ہُوا؟ کہا رات کے وقت میرا باپ مجھ کو اپنے شکم پر سُلاتا تھا۔اس نے کہا آ میرے شکم پر سورہ۔

ترجمہ،اور لوط کو (یاد کرو) جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ تم بے حیائی (کے کام) کیوں کرتے ہو اور تم دیکھتے ہو ﴿۵۴﴾ کیا تم عورتوں کو چھوڑ کر (لذت حاصل کرنے) کے لئے مردوں کی طرف مائل ہوتے ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ تم احمق لوگ ہو ﴿۵۵﴾ تو ان کی قوم کے لوگ (بولے تو) یہ بولے اور اس کے سوا ان کا کچھ جواب نہ تھا کہ لوط کے گھر والوں کو اپنے شہر سے نکال دو۔ یہ لوگ پاک رہنا چاہتے ہیں ﴿۵۶﴾ تو ہم نے ان کو اور ان کے گھر والوں کو نجات دی۔ مگر ان کی بیوی کہ اس کی نسبت ہم نے مقرر کر رکھا ہے (کہ وہ پیچھے رہنے والوں میں ہوگی) ﴿۵۷﴾ اور ہم نے ان پر مینھ برسایا سو (جو) مینھ ان لوگوں پر برسا جن کو متنبہ کر دیا گیا تھا، برا تھا ﴿۵۸﴾ سورۃ النمل

جب اُس کے شکم پر لیٹا چند ایسی حرکتیں کیں جن سے اُس کو آمادہ کیا اور اس کو سکھلایا تو اس نے اس کے ساتھ لواطہ کیا۔ جس سے لذّت حاصل ہوئی۔ پھر شیطان اس کے پاس سے بھاگ گیا۔ جب صبح ہُوئی تو وُہ مرد قوم کے پاس آیا اور اُن کو جو کچھ رات کو واقع ہوا تھا اس سے آگاہ کیا۔ یہ فعل ان سب کو پسند آیا۔ وہ اس فعل قبیح سے پہلے واقف نہ تھے۔ پھر رفتہ رفتہ اس میں وہ سب مشغول ہُوئے یہاں تک کہ مردوں نے مردوں کو اس فعل کے لئے کافی سمجھا اور عورتوں سے مستغنی ہو گئے۔ جب شیطان نے دیکھا کہ مردوں میں اس کا عمل مستحکم ہو گیا تو ایک عورت کی شکل اختیار کر کے عورتوں کے پاس آیا اور کہا تمہارے مرد آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ مشغول ہیں تم بھی آپس میں ایک دوسرے سے مساحقہ کرو۔ پھر عورتوں نے عورتوں کے ساتھ مساحقہ کرنا شروع کر دیا اور وُہ مردوں سے بے نیاز ہو گئیں۔ الغرض یہ لوگ راہ پر تاک میں بیٹھے رہتے جس شخص کا ان کے شہر کی طرف گزر ہوتا اس کو پکڑ کر اس کے ساتھ یہ فعل کرتے یا پھر کوئی مہمان بھی اُن کے پاس آتا تو اس کو ذلیل کرتے اور اس کے ساتھ اغلام کرتے تھے بغیر اس کے کہ اس عمل قبیح کے لئے شہوت یا خواہش اُن کو ہوتی ہو۔ اس سے ان کی صرف یہ غرض تھی کہ قافلے اُن کے شہر میں قیام نہ کریں تاکہ اُن کو ضیافت نہ کرنی پڑے اُن کے اس بُرے عمل کی دُوسرے شہروں میں شہرت ہوئی اور قافلوں نے اُن کے پاس قیام کرنے سے پرہیز کیا۔ غرضیکہ بخل نے اُن پر وُہ بلا مسلّط کی جسے وُہ اپنے سے دفع نہ کر سکے یہاں تک کہ اُس عمل کی خواہش اُن کو اس حد تک

ترجمہ، اور اسی طرح جب ہم نے لوط کو (پیغمبر بنا کر بھیجا تو) اس وقت انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ تم ایسی بے حیائی کا کام کیوں کرتے ہو کہ تم سے اہل عالم میں سے کسی نے اس طرح کا کام نہیں کیا ﴿۸۰﴾ یعنی خواہش نفسانی پورا کرنے کے لیے عورتوں کو چھوڑ کر لونڈوں پر گرتے ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ تم لوگ حد سے نکل جانے والے ہو ﴿۸۱﴾ تو ان سے اس کا جواب کچھ نہ بن پڑا اور بولے تو یہ بولے کہ ان لوگوں (یعنی لوط اور اس کے گھر والوں) کو اپنے گاؤں سے نکال دو (کہ) یہ لوگ پاک بننا چاہتے ہیں ﴿۸۲﴾ تو ہم نے ان کو اور ان کے گھر والوں کو بچا لیا مگر ان کی بی بی (نہ بچی) کہ وہ پیچھے رہنے والوں میں تھی ﴿۸۳﴾ اور ہم نے ان پر (پتھروں کا) مینھ برسایا۔ سو دیکھ لو کہ گنہگاروں کا کیسا انجام ہوا ﴿۸٤﴾

ہُوئی کہ شہروں سے مردوں کو اس فعل کے لئے اُجرت پر بُلانے لگے۔ لوطؑ کے شہر والے سب کے سب یہ فعل کرتے تھے سوائے ایک مسلمان گھر کے جیسا کہ خدا نے فرمایاہے کہ "یعنی ہم نے شہر میں مومنوں میں سے جو تھا اس کو باہر کردیا، پس ہم نے مسلمانوں کے ایک گھر کے سوا کوئی مکان نہ پایا"۔ لوگوں نے اس امر کی شکایت حضرت ابراہیمؑ سے کی۔ ابراہیمؑ نے لوطؑ کو ان کی طرف بھیجا کہ اُن کو خدا کے عذاب سے ڈرائیں اور اس کی عقوبت سے پرہیز کرائیں۔ جب لوطؑ ان کے پاس پہنچے انہوں نے پُوچھا تم کون ہو؟ کہا میں ابراہیمؑ کی خالہ کا لڑکا ہوں جن کو نمرود نے آگ میں ڈالا اور وُہ نہ جلے۔ اور خدا نے آگ کو اُن پر سرد اور باعث سلامتی قرار دیا اور وُہ تمہارے قریب ہی رہتے ہیں۔ لہٰذا خدا سے ڈرو اور اس فعل قبیح کو ترک کرو، نہیں تو خدا تم کو ہلاک کرے گا۔ وُہ سب اس بات سے خوفزدہ ہُوئے اور ان کو جرات نہ ہوئی کہ اُن کو کوئی تکلیف پہنچاتے۔ لیکن جو شخص اُن لوگوں کے راستہ سے گذرتا وُہ لوگ چاہتے تھے کہ اس کے ساتھ فعل بد کریں، لوطؑ اس کو اُن کے ہاتھ سے بچایا کرتے تھے۔ لوطؑ کے پاس جو بھی مہمان آتا تھا اس کی ضیافت کرتے تھے اور اپنی قوم کی شرارت سے اپنے مہمانوں کی حفاظت کرتے تھے۔ آپ کی قوم جب کسی مہمان کو دیکھتی تھی تو لوطؑ سے کہتی تھی کہ کیا ہم لوگوں نے تم کو منع نہیں کیا ہے کہ کہیں سے کوئی مہمان جو تمہارے پاس آئے تو اس کی مہمانی نہ کرنا ورنہ ہم لوگ تمہارے مہمانوں کو ذلیل اور تم کو ان کی نگاہوں میں رُسوا کریں گے۔ پھر جب لوطؑ کے پاس کوئی مہمان آتا تو اس کو پوشیدہ رکھتے۔

لوطؑ کا کوئی خاندان اور کوئی قبیلہ وہاں نہ تھا اس سبب سے انہوں نے انہی میں سے ایک عورت کے ساتھ نکاح کر لیا تھا جس سے چند لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ زوجہ لوطؑ کے نام میں

ترجمہ، اور لوط (کا قصہ یاد کرو) جب ان کو ہم نے حکم (یعنی حکمت و نبوت) اور علم بخشا اور اس بستی سے جہاں کے لوگ گندے کام کیا کرتے تھے۔ بچا نکالا۔ بے شک وہ برے اور بدکردار لوگ تھے ﴿۷٤﴾ اور انہیں اپنی رحمت کے (محل میں) داخل کیا۔ کچھ شک نہیں کہ وہ نیک بختوں میں تھے ﴿۷۵﴾

اختلاف ہے جس میں اہلہ وو الغہ دو الہہ تینوں نام لکھے ہیں۔ غرض لوطؑ اُن کو نصیحت کرتے تھے مگر کچھ فائدہ نہ ہوتا تھا اور جب خدا اس قوم پر عذاب کا ارادہ کرتا تو ابراہیمؑ کی محبّت و خلت اور لوطؑ کی محبت کو ملاحظہ کر کے عذاب میں تاخیر فرماتا۔ جناب لوطؑ ایک طویل مدّت تک ان میں مقیم رہے اور اُن کو نصیحتیں کرتے رہے۔ لیکن ان لوگوں نے قبول نہ کیا اور کہنے لگے کہ اے لوطؑ اگر ہماری نصیحت سے باز نہ آؤ گے تو ہم تم کو سنگسار کر دیں گے یا اس شہر سے نکال دیں گے۔ آخر کار لوطؑ اور ابراہیمؑ اس قوم پر عذاب نازل ہونے کے اُمیدوار ہوئے اور لوطؑ نے اُن پر بد دُعا کی، تو خداوند عالم کا غضب ان پر شدید ہُوا اور جب اُن کے لئے عذاب کو مقدر فرمایا تو خدا نے جبرئیلؑ و میکائیلؑ و اسرافیلؑ و کروبیلؑ کو سادہ رُو لڑکوں کی صورت میں بھیجا جو قبائیں اور عمامے پہنے ہوئے تھے اور رات کے وقت ابراہیمؑ کے گھر میں داخل ہُوئے۔ ابراہیمؑ اپنی قیامگاہ پر کچھ مہمانوں کی ضیافت کا سامان کر رہے تھے لیکن کوئی چیز اُن کے پاس نہ تھی۔ ناگاہ دیکھا کہ چار اشخاص آپ کے پاس آکر کھڑے ہوگئے جن کی شکلیں انسانوں سے مشابہ تھیں۔ جب انہوں نے ابراہیمؑ کو ہراساں اور خوفزدہ دیکھا تو سلام کیا۔ ابراہیمؑ نے ان کے سلام کا جواب دیا اور کہا کہ میں تم سے خائف ہوں۔ کہا خوف نہ کیجئے ہم لوگ آپ کے پروردگار کے رسُول ہیں۔ ابراہیمؑ نے جواب دیا اور سارہؑ کے پاس گئے اور کہا چند مہمان اور آگئے ہیں جو انسانوں سے مشابہ نہیں ہیں۔ سارہؑ نے کہا ہمارے پاس ایک بچھڑے کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ پھر ابراہیمؑ نے اس کو ذبح کیا، بریاں اور عمدہ بُھنا ہوا گوشت لے کر آئے اور پیش کیا، جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے "بتحقیق ہمارے رسول ابراہیمؑ کے پاس خوشخبری کیلئے آئے اور کہا سلاماً" لیکن ان رسولوں نے کھانے کی طرف توجہ نہ کی، تو ابراہیمؑ کو خوف محسوس ہُوا۔ کیونکہ اس زمانہ میں ایک دوسرے کے ساتھ طعام میں شریک ہونا ایک

ترجمہ، خدا نے کافروں کے لئے نوحؑ کی بیوی اور لوطؑ کی بیوی کی مثال بیان فرمائی ہے۔ دونوں ہمارے دو نیک بندوں کے گھر میں تھیں اور دونوں نے ان کی خیانت کی تو وہ خدا کے مقابلے میں اور ان عورتوں کے کچھ بھی کام نہ آئے اور ان کو حکم دیا گیا کہ اور داخل ہونے والوں کے ساتھ تم بھی دوزخ میں داخل ہو جاؤ (۱۰) سورۃ التحریم

دوسرے کے شر سے بے خوف ہونے کی دلیل تھی اور کھانا نہ کھانا دشمنی کی علامت تھی۔ سارہؑ عورتوں کی ایک جماعت کے ساتھ آئیں اور ان اشخاص سے پُوچھا کہ تم لوگ خلیل خدا کے طعام سے کیوں انکار کرتے ہو۔ انہوں نے کہا ہم رسُولان خدا ہیں اور قوم لوطؑ کی طرف بھیجے گئے ہیں تاکہ اُن پر عذاب نازل کریں۔ جب سارہؑ نے یہ سُنا تو فرشتوں کی کمی اور قوم لوطؑ کی زیادتی پر تعجّب کیا اور کہا کہ قوم لوطؑ کی اس قوّت و کثرت کے ساتھ کیا برابری ممکن ہے۔ بس اس خوف سے سارہؑ حائض ہو گئیں، حالانکہ مدّتوں سے بہ سبب پیری اُن کا حیض زائل ہو چکا تھا اور اس وقت آپ کی عمر نوّے سال کی تھی اور ابراہیمؑ ایک سو بیس سال کے تھے۔ خدا فرماتا ہے کہ ہم نے سارہؑ کو اسحٰقؑ کی خوشخبری دی اور اسحٰقؑ کے بعد یعقوبؑ کی جو اسحٰقؑ سے پیدا ہوں گے۔ تو سارہؑ سے نے ہاتھ مُنہ پر مارا اور کہا یا ویلتا۔ کیا مجھ سے بچّہ پیدا ہو گا حالانکہ میں بُوڑھی ہوں اور میرے شوہر بھی بوڑھے ہیں۔ یقیناً یہ عجیب امر ہے۔ جبرئیلؑ نے اُن سے کہا کیا تم تعجّب کرتے ہو خدا کے امر سے اور اے اہل بیت تم پر خدا کی برکتیں اور

ترجمہ، اور جب ہمارے فرشتے لوط کے پاس آئے تو وہ ان (کے آنے) سے غمناک اور تنگ دل ہوئے اور کہنے لگے کہ آج کا دن بڑی مشکل کا دن ہے ﴿۷۷﴾ اور لوط کی قوم کے لوگ ان کے پاس بے تحاشا دوڑتے ہوئے آئے اور یہ لوگ پہلے ہی سے فعل شنیع کیا کرتے تھے۔ لوط نے کہا کہ اے قوم! یہ (جو) میری (قوم کی) لڑکیاں ہیں، یہ تمہارے لیے (جائز اور) پاک ہیں۔ تو خدا سے ڈرو اور میرے مہمانوں کے (بارے) میں میری آبرو نہ کھوؤ۔ کیا تم میں کوئی بھی شائستہ آدمی نہیں ﴿۷۸﴾ وہ بولے تم کو معلوم ہے کہ تمہاری (قوم کی) بیٹیوں کی ہمیں کچھ حاجت نہیں۔ اور جو ہماری غرض ہے اسے تم (خوب) جانتے ہو ﴿۷۹﴾ لوط نے کہا اے کاش مجھ میں تمہارے مقابلے کی طاقت ہوتی یا کسی مضبوط قلعے میں پناہ پکڑ سکتا ﴿۸۰﴾ فرشتوں نے کہا کہ لوط ہم تمہارے پروردگار کے فرشتے ہیں۔ یہ لوگ ہرگز تم تک نہیں پہنچ سکیں گے تو کچھ رات رہے سے اپنے گھر والوں کو لے کر چل دو اور تم میں سے کوئی شخص پیچھے پھر کر نہ دیکھے۔ مگر تمہاری بیوی کہ جو آفت ان پر پڑنے والی ہے وہی اس پر پڑے گی۔ ان کے (عذاب کے) وعدے کا وقت صبح ہے۔ اور کیا صبح کچھ دور ہے؟ ﴿۸۱﴾ تو جب ہمارا حکم آیا ہم نے اس (بستی) کو (اُلٹ کر) نیچے اوپر کر دیا اور ان پر پتھر کی تہہ بہ تہہ (یعنی پے درپے) کنکریاں برسائیں ﴿۸۲﴾ جن پر تمہارے پروردگار کے ہاں سے نشان کئے ہوئے تھے اور وہ بستی ان ظالموں سے کچھ دور نہیں ﴿۸۳﴾

رحمتیں ہوں۔ "بتحقیق کہ وُہ عظیم المرتبت وصاحب بزرگی ہے" جب ابراہیمؑ سے خوف رفع ہُوااور ولادت اسحٰقؑ کی خوشخبری اُن کو ملی توانہوں نے قوم لوطؑ سے عذاب کے دُور ہونے کے التماس میں مبالغہ شروع کیااور جبرئیلؑ سے پُوچھاکہ کس لئے بھیجے گئے ہو؟ کہا قوم لوطؑ کو ہلاک کرنے کے لئے ابراہیمؑ نے کہالوطؑ ان کے درمیان موجود ہیں اُن کو کس طرح ہلاک کروگے؟ جبرئیلؑ نے کہاہم بہتر جانتے ہیں کہ کون وہاں پر ہے۔ ہم اُس کواور اُس کے اہل کو نجات دیں گے سوائے اس کی زوجہ کے کہ وُہ عذاب میں باقی رہنے والوں میں ہوگی۔ ابراہیمؑ نے جبرئیلؑ سے کہاکہ اگر اس شہر میں سو مومن ہوں گے توان کو بھی ہلاک کردوگے؟ جبرئیلؑ نے کہانہیں۔ کہااگر پچاس ہوں؟ کہانہیں پُوچھااگر دس مومنین ہوں۔ کہانہیں۔ ابراہیمؑ نے کہااگرایک مومن ہو؟ کہانہیں۔ جیساکہ خدافرماتاہے کہ ہم نے اس شہر میں بھی مسلمان کاایک گھر نہ پایا۔ ابراہیمؑ نے کہااے جبرئیلؑ اپنے پروردگار کے پاس ان کے بارے میں واپس جاؤ۔ پس خدانے ابراہیمؑ کومانند چشم زن کے کہااے ابراہیمؑ ان کی سفارش سے باز آجاؤ۔ کیونکہ تمہارے پروردگار کاحکم آچکاہےاوریقیناًان پر عذاب آئے گاجوردنہ ہوگا۔

الغرض ملائکہ ابراہیمؑ سے رُخصت ہوکر لوطؑ کے پاس آئے اور اُن کے سامنے کھڑے ہوگئے جبکہ وُہ اپنی زراعت میں آبپاشی کررہے تھے۔ لوطؑ نے پُوچھاکہ تم لوگ کون ہواور کہاں جاتے ہو؟ میں نے تم سے بہتر کبھی کسی کو نہیں دیکھاہے۔ انہوں نے کہاکہ ہم لوگ مسافرہیں اور ہمارے مالک نے ہم کواس شہر کے مالک کے پاس بھیجاہے۔ لوطؑ نے کہاکہ شاید تمہارے آقا کواس شہر کے لوگوں کی خبر نہیں ملی ہے کہ کیاکرتے ہیں۔ اس شہر کے لوگ بہت بُرے ہیں اور خداکی قسم مردوں کو پکڑتے ہیں اوراس کے ساتھ اس قدر فعل قبیح کرتے ہیں کہ خون نکلنے لگتاہے اوراُن کے مال لوٹ لیتے ہیں۔ انہوں نے کہاہمارے

ترجمہ، جب دیکھاکہ ان کے ہاتھ کھانے کی طرف نہیں جاتے (یعنی وہ کھانانہیں کھاتے) توان کو اجنبی سمجھ کردل میں خوف کیا۔ (فرشتوں نے) کہاکہ خوف نہ کیجیے، ہم قوم لوط کی طرف (ان کے ہلاک کرنے کو) بھیجے گئے ہیں ﴿۷۰﴾ سورۃ ھود

آقا نے ہم کو حکم دیا ہے کہ اس شہر کے درمیان سے راہ چلیں مگر اب دیر زیادہ ہو گئی ہے اور ہم دُوسری جگہ نہیں جا سکتے۔ آج رات ہم کو ٹھہرنے کی جگہ دیجئے اور ہماری ضیافت کیجئے۔ لوطؑ نے کہا میں چاہتا ہوں انتظار کرو تاکہ اندھیرا ہو جائے۔ یہ سُن کر وُہ لوگ بیٹھ گئے، پھر لوطؑ آگے چلے اور وُہ ان کے عقب میں روانہ ہُوئے لیکن حضرتؑ ان کو اپنے مکان میں لے جانے پر دل میں پشیمان ہو رہے تھے کہ میں ان کو اپنی قوم کے درمیان لئے جا رہا ہوں اور میں ان کے حق میں بُرا کر رہا ہوں کیونکہ وہ اپنی قوم سے واقف تھے۔ پھر ان کی طرف متوجّہ ہوئے اور کہا کہ تم اُس گروہ کی طرف چلتے ہو جو بدترین خلق خدا ہیں۔ فرشتوں سے حق تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ جب تک لوطؑ تین مرتبہ اپنی قوم کی بدی پر گواہی نہ دے دیں ان لوگوں پر عذاب

ترجمہ، پھر کہنے لگے کہ فرشتو! تمہیں (اور) کیا کام ہے ﴿۵۷﴾ (انہوں نے) کہا کہ ہم ایک گنہگار قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں (کہ اس کو عذاب کریں) ﴿۵۸﴾ مگر لوط کے گھر والے کہ ان سب کو ہم بچالیں گے ﴿۵۹﴾ البتہ ان کی عورت (کہ) اس کے لیے ہم نے ٹھہرا دیا ہے کہ وہ پیچھے رہ جائے گی ﴿۶۰﴾ پھر جب فرشتے لوط کے گھر گئے ﴿۶۱﴾ تو لوط نے کہا تم تو ناآشنا سے لوگ ہو ﴿۶۲﴾ وہ بولے کہ نہیں بلکہ ہم آپ کے پاس وہ چیز لے کر آئے ہیں جس میں لوگ شک کرتے تھے ﴿۶۳﴾ اور ہم آپ کے پاس یقینی بات لے کر آئے ہیں اور ہم سچ کہتے ہیں ﴿۶۴﴾ تو آپ کچھ رات رہے سے اپنے گھر والوں کو لے نکلیں اور خود ان کے پیچھے چلیں اور اور آپ میں سے کوئی شخص مڑ کر نہ دیکھے۔ اور جہاں آپ کو حکم ہو وہاں چلے جایئے ﴿۶۵﴾ اور ہم نے لوط کی طرف وحی بھیجی کہ ان لوگوں کی جڑ صبح ہوتے ہوتے کاٹ دی جائے گی ﴿۶۶﴾ اور اہل شہر (لوط کے پاس) خوش خوش (دوڑے) آئے ﴿۶۷﴾ (لوط نے) کہا کہ یہ میرے مہمان ہیں (کہیں ان کے بارے میں) مجھے رسوا نہ کرنا ﴿۶۸﴾ اور خدا سے ڈرو۔ اور میری بے آبروئی نہ کیجو ﴿۶۹﴾ وہ بولے کیا ہم نے تم کو سارے جہان (کی حمایت وطرفداری) سے منع نہیں کیا ﴿۷۰﴾ (انہوں نے) کہا کہ اگر تمہیں کرنا ہی ہے تو یہ میری (قوم کی) لڑکیاں ہیں (ان سے شادی کرلو) ﴿۷۱﴾ (اے محمدؐ) تمہاری جان کی قسم وہ اپنی مستی میں مدہوش (ہو رہے) تھے ﴿۷۲﴾ سو ان کو سورج نکلتے نکلتے چنگھاڑ نے آپکڑا ﴿۷۳﴾ اور ہم نے اس شہر کو (الٹ کر) نیچے اوپر کر دیا۔ اور ان پر کھنگر کی پتھریاں برسائیں ﴿۷۴﴾ بے شک اس (قصے) میں اہل فراست کے لیے نشانی ہے ﴿۷۵﴾ اور وہ (شہر) اب تک سیدھے رستے پر (موجود) ہے ﴿۷۶﴾ بے شک اس میں ایمان لانے والوں کے لیے نشانی ہے ﴿۷۷﴾

سورۃ الحجر

نہ کرنا۔ جبرئیلؑ نے لوطؑ کا کلام سُن کر کہا یہ پہلی شہادت ہے پھر تھوڑی دیر کے بعد چلتے چلتے حضرت لوطؑ نے ان فرشتوں سے متوجہ ہو کر کہا کہ تم بد ترین مخلوق الٰہی کے نزدیک چل رہے ہو۔ جبرئیلؑ نے کہا یہ دُوسری شہادت ہے جب یہ لوگ شہر کے دروازے پر پہنچے پھر لوطؑ نے یہی بات فرمائی تو جبرئیلؑ نے کہا یہ تیسری گواہی ہے۔ آخر وُہ لوطؑ کے گھر میں داخل ہُوئے تو لوطؑ نے اپنی دختر کو ان کے لئے کھانا اور ایک ظرف میں پانی لانے کو بھیجا اور ایک چادر منگائی جس کو سردی میں اوڑھیں۔ لڑکی روانہ ہُوئی تھی کہ پانی برسنا شروع ہُوا اور میدان بھر گیا۔ لوطؑ کو خوف ہُوا کہ سیلاب سے غرق نہ ہو جائیں، کہا اٹھو چلیں۔ غرض لوطؑ دیوار سے لگے ہُوئے جاتے اور وُہ وسط راہ سے چلتے تھے۔ آنحضرتؐ اُن سے فرماتے تھے کہ اے میرے بچّو! کنارے سے چلو۔ وہ کہتے تھے کہ ہمارے مالک کا حکم ہے کہ درمیان سے راستہ چلیں۔ جس قدر تاریکی بڑھتی تھی لوطؑ غنیمت سمجھتے تھے تاکہ ان لوگوں کو ان کی قوم نہ دیکھے۔ اس وقت شیطان گیا اور زن لوطؑ کی گود سے لے کر ایک لڑکے کو کنوئیں میں ڈال دیا اس سبب سے قوم کے تمام لوگ لوطؑ کے دروازے پر جمع ہو گئے اور جب اُن لڑکوں کو لوطؑ کے مکان میں دیکھا، کہا اے لوطؑ تم بھی ہمارے عمل میں داخل ہو گئے؟ فرمایا یہ تو مجھ کو ذلیل و رُسوا نہ کرو۔ وہ کہنے لگے کہ ان میں سے ایک کو تم خود رکھو اور باقی کو ہمارے سُپرد کر دو۔ لوطؑ نے

ترجمہ، قومِ لوط نے بھی ڈر سنانے والوں کو جھٹلایا ﴿۳۳﴾ بیشک ہم نے اُن پر کنکریاں برسانے والی آندھی بھیجی سوائے اولادِ لوط (علیہ السلام) کے، ہم نے انہیں پچھلی رات (عذاب سے) بچا لیا ﴿۳۴﴾ اپنی طرف سے خاص انعام کے ساتھ، اسی طرح ہم اس شخص کو جزا دیا کرتے ہیں جو شکر گزار ہوتا ہے ﴿۳۵﴾ اور بیشک لوط (علیہ السلام) نے انہیں ہماری پکڑ سے ڈرایا تھا پھر اُن لوگوں نے اُن کے ڈرانے میں شک کرتے ہوئے جھٹلایا ﴿۳۶﴾ اور بیشک اُن لوگوں نے لوط (علیہ السلام) سے اُن کے مہمانوں کو چھین لینے کا ارادہ کیا سو ہم نے اُن کی آنکھوں کی ساخت مٹا کر انہیں بے نور کر دیا۔ پھر (اُن سے کہا:) میرے عذاب اور ڈرانے کا مزہ چکھو ﴿۳۷﴾ اور بیشک اُن پر صبح سویرے ہی ہمیشہ قائم رہنے والا عذاب آپہنچا ﴿۳۸﴾ پھر (اُن سے کہا گیا:) میرے عذاب اور ڈرانے کا مزہ چکھو ﴿۳۹﴾ اور بیشک ہم نے قرآن کو نصیحت کے لئے آسان کر دیا ہے تو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے ﴿۴۰﴾

مہمانوں کو ایک حجرہ میں داخل کر دیا۔

اس سلسلے میں ایک اور روایت ملتی ہے کہ جب یہ مہمان لوطؑ کے پاس آئے تو وہ اپنی زوجہ کے پاس گئے جو اُسی قوم سے تھی اور کہا آج چند مہمان میرے پاس آئے ہیں اُن کے آنے کی خبر اپنی قوم کو نہ کرنا۔ اس وقت تک تم نے جس قدر نافرمانی کی ہے میں معاف کر دوں گا۔ اس نے کہا ایسا ہی ہو گا۔ اس کے اور اس کی قوم کے درمیان یہ طے تھا کہ جب کوئی مہمان لوطؑ کے پاس دن کو آتا تو وُہ گھر کے بالا خانہ پر دُھواں کرتی اور جب رات کو کوئی مہمان آتا تو آگ روشن کر دیتی تھی یا پھر باہر نکل کر صفیر کرتی تھی۔ اس کی آواز کو سُن کر لوگ جمع ہو جاتے تھے اور صفیر وُہ آواز ہے جو مُنہ سے نکالتے ہیں اور صومک کہتے ہیں۔ جب جبرئیلؑ اور وُہ ملائکہ جو ان کے ساتھ تھے لوطؑ کے گھر میں داخل ہُوئے ان کی زوجہ کوٹھے پر دوڑی ہوئی گئی اور کچھ آگ روشن کر دی جسے دیکھ کر شہر والے ہر طرف سے لوطؑ کے مکان کی طرف دوڑے۔ جب مکان کے دروازے پر پہنچے کہنے لگے اے لوطؑ کیا ہم نے تم کو منع نہیں کیا کہ مہمانوں کو اپنے گھر نہ لایا کرو۔ الغرض انہوں نے چاہا کہ ان مہمانوں سے فعل بد کریں۔ لوطؑ نے فرمایا ہماری لڑکیاں پاکیزہ تر ہیں تمہارے لئے۔ خدا سے ڈرو اور مجھے میرے مہمانوں کے بارے میں ذلیل نہ کرو۔ کیا تم میں ایک شخص بھی ایسا نہیں ہے جو نیکی اور بہتری پر مائل ہو۔ مروی ہے کہ حضرت لوطؑ کی مراد لڑکیوں سے قوم کی عورتیں تھیں کیونکہ ہر پیغمبر اپنی قوم کا باپ ہوتا ہے۔ اور ان کو امر حلال کی دعوت دیتا اور حرام سے منع کرتا ہے۔ اسی لئے فرمایا کہ تمہاری عورتیں تمہارے لئے زیادہ بہتر ہیں۔ ان لوگوں نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ ہمیں تمہاری لڑکیوں سے کوئی واسطہ نہیں اور ہم جو کچھ چاہتے ہیں اس سے بھی تم بخوبی واقف ہو۔ جب حضرت ان سے نااُمیّد ہُوئے تو فرمایا کاش مجھ میں قوّت ہوتی تو میں تم لوگوں

ترجمہ، اور لوط بھی پیغمبروں میں سے تھے ﴿۱۳۳﴾ جب ہم نے ان کو اور ان کے گھر والوں کو سب کو (عذاب سے) نجات دی ﴿۱۳۴﴾ مگر ایک بڑھیا کہ پیچھے رہ جانے والوں میں تھی ﴿۱۳۵﴾ پھر ہم نے اوروں کو ہلاک کر دیا ﴿۱۳۶﴾ اور تم دن کو بھی ان (کی بستیوں) کے پاس سے گزرتے رہتے ہو ﴿۱۳۷﴾ اور رات کو بھی۔ تو کیا تم عقل نہیں رکھتے ﴿۱۳۸﴾

میں رکن شدید کے ساتھ پناہ لیتا۔ منقول ہے کہ قوّت سے مراد لوطؑ کی قائم آل محمدؐ تھے اور رُکن شدید سے مراد اُن حضرت کے تین سو تیرہ اصحاب۔ غرض یہ سُنکر جبرئیلؑ نے کہا کہ کاش لوطؑ جانتے کہ کونسی قوّت اُن کے ساتھ ہے۔ حضرتؑ نے یہ سُنکر پُوچھا کہ تم لوگ کون ہو جبرئیلؑ نے کہا میں جبرئیل ہوں۔ پُوچھا کس امر پر مامور ہوئے ہو؟ کہا اُن کی ہلاکت پر، تو حضرت نے فرمایا اسی وقت عمل میں لاؤ، کہا ان کے لئے صبح کا وقت مقرر ہے اور کیا صبح قریب نہیں ہے۔ غرضکہ ان لوگوں نے خانہ لوطؑ کے دروازہ کو توڑا اور مکان میں داخل ہوئے تو جبرئیلؑ نے ایک مٹھی خاک لے کر ان کی طرف پھینکی اور کہا "شاھت الوجوہ" یعنی ان کے چہرے خراب ہو جائیں۔ اسی وقت تمام لوگ اندھے ہو گئے جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "بے شک اُن لوگوں نے ناجائزہ مطلب کی خواہش کی اور لوطؑ سے اُن کے مہمانوں کو عمل قبیح کے لئے طلب کیا تو ہم نے اُن کی آنکھوں کو اندھا کر دیا۔" جب اُن لوگوں نے یہ حال مشاہدہ کیا سمجھے کہ عذاب اُن پر آ گیا۔ پھر لوطؑ نے کہا کہ خدا لوطؑ پر رحمت نازل کرے اگر وُہ جانتے کہ حجرہ میں ان کے ساتھ کون ہے تو یقیناً وہ سمجھتے کہ ان کی مدد کی گئی ہے جس وقت انہوں نے کہا کہ کاش تمہارے مقابلہ کی مجھ کو قوت ہوتی یا میں رُکن شدید کی طرف

ترجمہ، (اور قوم) لوط نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا (۱۶۰) جب ان سے ان کے بھائی لوط نے کہا کہ تم کیوں نہیں ڈرتے؟ (۱۶۱) میں تو تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں (۱۶۲) تو خدا سے ڈرو اور میرا کہا مانو (۱۶۳) اور میں تم سے اس (کام) کا بدلہ نہیں مانگتا۔ میرا بدلہ (خدائے) رب العالمین کے ذمے ہے (۱۶۴) کیا تم اہل عالم میں سے لڑکوں پر مائل ہوتے ہو (۱۶۵) اور تمہارے پروردگار نے جو تمہارے لئے تمہاری بیویاں پیدا کی ہیں ان کو چھوڑ دیتے ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ تم حد سے نکل جانے والے ہو (۱۶۶) وہ کہنے لگے کہ لوط اگر تم باز نہ آؤ گے تو شہر بدر کر دیئے جاؤ گے (۱۶۷) لوط نے کہا کہ میں تمہارے کام کا سخت دشمن ہوں (۱۶۸) اے میرے پروردگار مجھ کو اور میرے گھر والوں کو ان کے کاموں (کے وبال) سے نجات دے (۱۶۹) سو ہم نے ان کو اور ان کے گھر والوں کو سب کو نجات دی (۱۷۰) مگر ایک بڑھیا کہ پیچھے رہ گئی (۱۷۱) پھر ہم نے اوروں کو ہلاک کر دیا (۱۷۲) اور ان پر مینھ برسایا۔ سو جو مینھ ان (لوگوں) پر (برسا) جو ڈرائے گئے برا تھا (۱۷۳) بے شک اس میں نشانی ہے۔ اور ان میں اکثر ایمان لانے والے نہیں تھے (۱۷۴) اور تمہارا پروردگار تو غالب (اور) مہربان ہے۔ (۱۷۵)

پناہ لیتا، تو جبرئیلؑ سے زیادہ کون رُکن شدید ہو سکتا ہے جو ان کے ساتھ حجرہ میں تھے۔ پھر خدا نے فرمایا کہ یہ عذاب تمہاری اُمّت کے اُن ظالموں سے دُور نہیں ہے جو قوم لوطؑ کے فعل کو قبول کریں۔ پھر جبرئیلؑ نے لوطؑ سے کہا کہ آئندہ سات روز اور سات راتیں گذر جائیں تو نصف شب کو تم اپنے بال بچوں کو لے کر اُن کے درمیان سے چلے جاؤ، اور تم میں کوئی مڑ کر پیچھے نہ دیکھے۔ لیکن تمہاری زوجہ دیکھے گی تو اس کو عذاب پہنچے گا جو کچھ پہنچنے والا ہے۔ قوم لوطؑ میں ایک مرد عالم تھا جس نے کہا اے قوم تمہاری جانب وُہ عذاب آگیا جس کا وعدہ لوطؑ تم سے کرتے تھے۔ لہٰذا ان کو گھیر لو اور اپنے درمیان سے جانے نہ دینا۔ جب تک وُہ تم میں موجود ہیں عذاب نہ آئے گا۔ یہ سُنکر لوگ لوطؑ کے مکان کے گرد جمع ہُوئے اور اُن کو گھیر لیا۔ جبرئیلؑ نے کہا اے لوطؑ ان کے درمیان سے چلے جایئے۔ کہا کس طرح چلا جاؤں۔ یہ لوگ میرے مکان کے گرد تو جمع ہیں۔ جبرئیلؑ نے اُن کے سامنے ایک ستُون نُور کا قائم کیا اور کہا کہ اس ستُون کے سہارے چلے جاؤ اور تم میں سے کوئی مڑ کر نگاہ نہ کرے۔ غرضکہ اس شہر

ترجمہ، اور لوط (کو یاد کرو) جب اُنھوں نے اپنی قوم سے کہا کہ تم (عجب) بے حیائی کے مرتکب ہوتے ہو۔ تم سے پہلے اہل عالم میں سے کسی نے ایسا کام نہیں کیا ﴿۲۸﴾ تم کیوں (لذت کے ارادے سے) لونڈوں کی طرف مائل ہوتے اور (مسافروں کی) رہزنی کرتے ہو اور اپنی مجلسوں میں ناپسندیدہ کام کرتے ہو۔ تو اُن کی قوم کے لوگ جواب میں بولے تو یہ بولے کہ اگر تم سچے ہو تو ہم پر عذاب لے آؤ ﴿۲۹﴾ لوط نے کہا کہ اے میرے پروردگار ان مفسد لوگوں کے مقابلے میں مجھے نصرت عنایت فرما ﴿۳۰﴾ اور جب ہمارے فرشتے ابراہیم کے پاس خوشی کی خبر لے کر آئے تو کہنے لگے کہ ہم اس بستی کے لوگوں کو ہلاک کر دینے والے ہیں کہ یہاں کے رہنے والے نافرمان ہیں ﴿۳۱﴾ ابراہیم نے کہا کہ اس میں تو لوط بھی ہیں۔ وہ کہنے لگے کہ جو لوگ یہاں (رہتے) ہیں ہمیں سب معلوم ہیں۔ ہم اُن کو اور اُن کے گھر والوں کو بچالیں گے بجز اُن کی بیوی کے وہ پیچھے رہنے والوں میں ہو گی ﴿۳۲﴾ اور جب ہمارے فرشتے لوط کے پاس آئے تو وہ اُن (کی وجہ) سے ناخوش اور تنگ دل ہوئے۔ فرشتوں نے کہا کچھ خوف نہ کیجئے۔ اور نہ رنج کیجئے ہم آپ کو اور آپ کے گھر والوں کو بچالیں گے مگر آپ کی بیوی کہ پیچھے رہنے والوں میں ہو گی ﴿۳۳﴾ ہم اس بستی کے رہنے والوں پر اس سبب سے کہ یہ بدکرداری کرتے رہے ہیں آسمان سے عذاب نازل کرنے والے ہیں ﴿۳۴﴾ اور ہم نے سمجھنے والے لوگوں کے لئے اس بستی سے ایک کھلی نشانی چھوڑدی ﴿۳۵﴾ العنکبوت

سے زمین کے نیچے سے باہر نکلے، لیکن اُن کی زوجہ نے مڑ کر دیکھا۔ حق تعالیٰ نے اُس پر ایک پتھر نازل کیا جس نے اس کو مار ڈالا۔ جب صبح ہوئی اُن چاروں فرشتوں میں سے ہر ایک ان کے شہر کے ایک ایک جانب باہر نکلے اور زمین کو ساتویں طبقہ سے کھودا۔ اور اس حد تک بُلند کیا کہ اہل آسمان نے اُن کے مرغ اور کتّوں کے چلانے کی آوازیں سُنیں۔ پھر ان لوگوں پر اُس شہر کو اُلٹ دیا اور خدا نے اُن پر پتھر سجیل کے یعنی کھرنجوں کی بارش کی آسمان اوّل سے یا جہنّم سے برسائے جو باہم لپٹے ہُوئے تھے یاپیاپے اور منقط اور رنگار نگ پتھر۔

لوطؑ اُن کے درمیان تیس سال تک رہے اور اُن کو خدا کی طرف بُلاتے تھے اور عذاب الٰہی سے اُن کو بچنے کی ہدایت فرماتے تھے۔ منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے لوطؑ کے بعد کسی پیغمبر کو نہیں بھیجا مگر یہ کہ وُہ اپنی قوم میں غائب رہتا اور ان میں اپنا قبیلہ اور رشتہ داروں کے افراد رکھتا تھا۔ روایت کے مطابق کوئی بندہ جو قوم لوطؑ کے عمل کو حلال جانتا ہے دنیا سے نہیں جاتا مگر یہ کہ خدا اس کو اُن پتھروں میں سے ایک پتھر مارتا ہے جس سے اس کی موت واقع وتی ہے لیکن دُنیا اُس کو نہیں دیکھتی۔ حضرت رسُولؐ خدا صبح و شام خدا سے دعا کر کے بخل سے پناہ مانگتے تھے جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ "جو اپنے نفس کو بخل سے محفوظ رکھتا ہے وُہ رستگار ہے"۔ بہ تحقیق کہ لوطؑ کی قوم کے لوگ ایک شہر کے رہنے والے تھے جو اپنے طعام پر بخیل تھے۔ بخل نے اُن کو اُن کی شرمگاہوں کے ایسے درد میں مبتلا کیا جس کا علاج نہ تھا، تو کونسا مرض بخل سے بدتر ہو سکتا ہے اور اس کے انجام کا نقصان خدا کے نزدیک بخیل ہونے سے زیادہ رُسوا کرنے والا اور زیادہ قبیح ہے۔ وُہ ایسی قوم تھی جو اپنے تیئں پاخانے سے پاک نہیں کرتی تھی نہ غسل جنابت کرتی اور اپنے طعام سے بخل کرتی تھی۔ ان کے اعمال قبیحہ میں

ترجمہ، انہوں نے کہا کہ ہم گنہگار لوگوں کی طرف بھیجے گئے ہیں ﴿۳۲﴾ تاکہ ان پر کھنگر برسائیں ﴿۳۳﴾ جن پر حد سے بڑھ جانے والوں کے لئے تمہارے پروردگار کے ہاں سے نشان کر دیئے گئے ہیں ﴿۳۴﴾ تو وہاں جتنے مومن تھے ان کو ہم نے نکال لیا ﴿۳۵﴾ اور اس میں ایک گھر کے سوا مسلمانوں کا کوئی گھر نہ پایا ﴿۳۶﴾ اور جو لوگ عذاب الیم سے ڈرتے ہیں ان کے لئے وہاں نشانی چھوڑ دی ﴿۳۷﴾

سے یہ بھی تھا کہ مجلس میں ایک دوسرے کے رُوبرُو ریاح بلند آواز سے صادر کیا کرتے تھے اور شرم نہیں کرتے تھے۔ لوطؑ نے ان سے کہا کہ اپنی مجلسوں میں ایسے بُرے کام نہ کیا کرو۔ اُس اُمّت میں چھ باتیں قوم لوطؑ کے طریقوں میں سے ہیں۔ کمان سے گولی مارنا، ڈھیلے پھینکنا، بغل کھجانا، ازروئے تکبّر زمین پر جامہ گھسٹینا اور پیرہن کے اور قبا کے بند کھولے رکھنا۔ ایک روایت کے مطابق کہ جو کسی شخص کے ساتھ لواطہ کرنے پر راضی ہوتا ہے۔ وُہ بقیہ سدوم میں سے ہے یعنی وُہ ان کی اولاد میں سے نہیں بلکہ ان کی طینت سے ہے، اور یہ عذاب ان لوگوں کو بھی ہو تو بعید نہیں جو ان کے ایسا عمل کریں۔ قوم لوطؑ کے چار شہر تھے جو اُن پر اُلٹ دیئے گئے، سدوم، صیدوم، لدنا اور عمیر۔ جب قوم لوطؑ نے یہ فعل قبیح کرنا شروع کیا تو زمین نے اپنے پروردگار سے فریاد کی، تو اس کی فریاد آسمان تک پہنچی، آسمان نے گریہ کیا اسکی فریاد عرش تک پہنچی تو خدا نے آسمان کو وحی کی کہ ان پر پتھر کی بارش کرے اور زمین کو وحی کی کہ ان ظالموں کو نیچے دبا ے۔

ترجمہ، اور اسمٰعیل اور الیسع اور یونس اور لوط کو بھی۔ اور ان سب کو جہان کے لوگوں پر فضیلت بخشی تھی ﴿۸۶﴾ سورۃ الأنعام

ترجمہ، اور عاد اور فرعون اور لوط کے بھائی ﴿۱۳﴾ اور بن کے رہنے والے اور تُبّع کی قوم۔ (غرض) ان سب نے پیغبروں کو جھٹلایا تو ہمارا وعید (عذاب) بھی پورا ہو کر رہا ﴿۱۴﴾ سورۃ ق

ترجمہ، اور ثمود اور لوط کی قوم اور بن کے رہنے والے بھی۔ یہی وہ گروہ ہیں ﴿۱۳﴾ (ان) سب نے پیغمبروں کو جھٹلایا تو میرا عذاب (ان پر) آ واقع ہوا ﴿۱۴﴾ اور یہ لوگ تو صرف ایک زور کی آواز کا جس میں (شروع ہوئے پیچھے) کچھ وقفہ نہیں ہوگا، انتظار کرتے ہیں ﴿۱۵﴾ سورۃ ص

ترجمہ، اور (قوم لوط کی) الٹی ہوئی بستیوں کو (اوپر اٹھا کر) اُسی نے نیچے دے پٹکا ﴿۵۳﴾ پس اُن کو ڈھانپ لیا جس نے ڈھانپ لیا (یعنی پھر اُن پر پتھروں کی بارش کردی گئی) ﴿۵۴﴾ سورۃ النّجم

ترجمہ، اور یہ کافر اس بستی پر بھی گزر چکے ہیں جس پر بری طرح کا مینہ برسایا گیا تھا۔ کیا وہ اس کو دیکھتے نہ ہوں گے۔ بلکہ ان کو (مرنے کے بعد) جی اُٹھنے کی امید ہی نہیں تھی۔ ﴿۴۰﴾ الفرقان

ترجمہ، اور اگر یہ لوگ تم کو جھٹلاتے ہیں ان سے پہلے نوح کی قوم اور عاد و ثمود بھی (اپنے پیغمبروں کو) جھٹلا چکے ہیں ﴿۴۲﴾ اور قوم ابراہیم اور قوم لوط بھی ﴿۴۳﴾ سورۃ الحج

حضرت ذُوالقرنین علیہ السّلام کے حالات

روایت ملتی ہے کہ حق تعالیٰ نے کسی پیغمبر کو مبعوث نہیں کیا جو زمین میں بادشاہ ہوتا سوائے چار نفوس کے جو نوحؑ کے بعد ہُوئے، ذُوالقرنین جن کا نام عیاش تھا اور داؤدؑ، سیلمانؑ اور یوسفؑ۔ ذُوالقرنین (عیاش) وہ پہلے بادشاہ ہوئے جن کی سلطنت میں مشرق و مغرب کے تمام ممالک شامل تھے اور داؤدؑ شامات کے درمیان کے علاقوں اصطخر اور فارس پر حکمران تھے اسی طرح سیلمانؑ بھی۔ لیکن یوسفؑ مصر اور اس کے صحرا کے مالک ہُوئے اور آگے نہ بڑھے۔ واضح ہو کہ اہل تفسیر اور ارباب تاریخ میں اختلاف ہے کہ آیا ذوالقرنین، اسکندر رومی (اسکندریہ) کے ایک شخص تھے یا اس کے علاوہ۔ ذُوالقرنین عبداللہ پسر ضحاک اور وُہ سعد کے بیٹے تھے۔ انکی ضعیف ماں تھی اور سوائے ذُوالقرنین کے ان کا کوئی فرزند نہ تھا۔ وُہ بچپن سے نیک، صاحب ادب، صاحب خلق جمیل اور پاک نفس انسان تھے۔ ذُوالقرنین خدا کے نیک بندے تھے خدا کے نزدیک ان کی عزّت و منزلت بہت تھی وہ خدا کو دوست رکھتے اور خدا بھی ان کو دوست رکھتا تھا اور وہ سچّائی کے ساتھ خدا کی عبادت کرتے تھے۔ حق تعالیٰ نے ان کی مدّد کی ان کے لئے شہروں میں ذرائع پیدا کئے اور ان میں ان کو متمکن فرمایا تھا یہاں تک کہ مشرق و مغرب کے درمیان تمام ملکوں کے مالک ہُوئے۔ معتبر حدثیوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ ذوالقرنین نہ ملک تھے اور نہ پیغمبر بلکہ اس کے علاوہ تھے، یعنی وہ عالم تھے اور خدا کے ایک شائستہ بندے تھے جو خدا کی جانب سے تائید یافتہ تھے۔ فرشتوں کی آواز سنتے تھے اور خدا نے ان کو بندوں پر حجت قرار دیا۔ ذُوالقرنین نے سد بنایا اور بارہ سال کے تھے جب بادشاہ ہوئے اور تیس سال تک بادشاہ رہے۔ انہوں نے اپنی قوم کو خدا کی طرف بُلایا اور ان کو گناہوں سے پرہیز کا حکم دیا۔ لوگوں نے ان کے سر کے جانب ایک ضربت لگائی تو وہ

ترجمہ، اور تم سے ذوالقرنین کے بارے میں دریافت کرتے ہیں۔ کہہ دو کہ میں اس کا کسی قدر حال تمہیں پڑھ کر سناتا ہوں ﴿۸۳﴾

سورۃ الکھف

اپنی قوم سے غائب ہو گئے، یہاں تک کہ لوگوں نے سمجھا کہ وہ شہید ہو گئے یا ہلاک ہو گئے۔ حالانکہ وُہ کسی جنگل میں چلے گئے تھے پھر ظاہر ہُوئے اور اپنی قوم کی طرف واپس آئے تو خدا نے ان کو ایک جماعت پر معبوث فرمایا تو وہ ان کو خدا کی طرف بُلاتے تھے ان لوگوں نے بھی ایک ضربت ان کے سر کی داہنی جانب لگائی جس سبب سے ان کا نام ذُوالقرنین ہُوا۔ اس میں بھی اختلاف ہے کہ ان کو ذوالقرنین کیوں کہتے ہیں۔ اس کی چند وجہیں ہیں اوّل یہ ہی وجہ ہے کہ ایک ضربت ان کے قرن ایمن یعنی سر کی داہنی طرف لوگوں نے ماری جس کے صدمہ سے وہ شہید ہو گئے پھر سو سال کے بعد خدا نے ان کو دوسرے قرن میں مبعوث کیا جو مشرق کے اطراف میں تھے۔ پھر لوگ نے ان کے سر کے بائیں جانب دوسری ضربت قرن ایسر ماری جس سے وُہ شہید ہو گئے پھر سو سال کے بعد خدا نے ان کو زندہ کیا اور ان دونوں ضربتوں کی جگہ دو شاخیں عطا فرمائیں جن کے درمیان خلا تھا لیکن ان کی شاخیں نہ چاندی کی تھیں نہ سونے کی بلکہ ان دونوں شاخوں کے بیچ میں خدا نے بادشاہی عزّت اور پیغمبری کا معجزہ قرار دیا۔ دوم، یہ کہ دو قرن وُہ زندہ رہے اور ان کے زمانہ میں لوگوں کا دو قرن گذرا۔ سوم، یہ کہ ان کے سر پہ دو سینگ تھے، یا دو بلندیاں سینگ کے مشابہ تھیں۔ چہارم، یہ کہ ان کے تاج میں دو شاخیں تھیں۔ پنجم، یہ کہ سر کے دونوں جانب کے حصّے قوی تھے۔ ششم، یہ کہ دُنیا کے دو قرن یعنی عالم کے دونوں سرے تک وُہ اپنے قبضہ میں لائے اور مالک ہُوئے۔ ہفتم، یہ کہ ان کے سر کے دونوں جانب دو گیسو تھے۔ ہشتم، یہ کہ نور و ظلمت کو خدا نے ان کا مسخر کیا تھا۔ نہم، یہ کہ قرن بمعنی قوت یعنی وہ قوی اور شجاع تھے اور اقتدار عظیم کے مالک پھر ہوئے اور حق تعالیٰ نے قرآن میں ان کا ذکر فرمایا ہے کہ "بہ تحقیق کہ ہم نے اس کو زمین میں متمکن کیا اور ہر چیز کا سبب یعنی علمی وسیلہ اور ایک آلہ اور قوت کہ جس کے ذریعہ پہنچ سکتے ہیں عطا کیا۔ دہم، یہ کہ آفتاب کے دو قرن یعنی اس کے دونوں طرف لپٹے ہیں۔

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، ہم نے اس کو زمین میں بڑی دسترس دی تھی اور ہر طرح کا سامان عطا کیا تھا

جب وہ جوان ہُوئے تو خدا نے ان کی اعانت اور مدّد کی اور ان کو ابر سخت اور ابر نرم و ہموار پر اختیار دیا تھا۔ انہوں نے ابر نرم کو اختیار کیا اور اس پر سوار ہُوئے اور آفتاب کے دونوں قرن یعنی اس کے دونوں کنارے پر قابض ہوئے۔ اس بات میں اختلاف ہے کہ وہ خود گئے یا خواب میں انہوں نے دیکھا کہ آسمان پر گئے ہیں یا پھر آسمان اوّل پر گئے اور حجابات اٹھادیئے تو مشرق و مغرب کے درمیان مثل پہاڑ اور صحرا اور راستے اور جو کچھ زمین میں تھا ذوالقرنین نے دیکھا۔ خدا نے ان کے لئے ابر کو مسخر کیا اور سببوں کو ان کے واسطے نزدیک کیا اور نور کو ان کے لئے کشادہ کیا تھا کہ وہ رات کے وقت بھی اسی طرح دیکھتے تھے جس طرح دن کو دیکھتے تھے اور ان کو ہر چیز کا علم عطا فرمایا جس سے وہ حق و باطل کو پہچانتے تھے اور ان کو اُن کی شاخوں میں آسمان کے ایک قطعہ ابر کے ساتھ تقویت دی جس میں تاریکیاں اور رعد اور بجلی تھی۔ اور پھر اُن کو زمین میں بھیجا اور ان کو وحی کی کہ اطراف مشرق و مغرب کی زمین میں سیر کرو کیونکہ میں نے تمہارے لئے شہروں کا طے کرنا آسان کیا اور لوگوں کو تمہارا مطیع کیا اور تمہارا خوف اُن کے دلوں میں پیدا کر دیا۔ ذُوالقرنین ناحیہ مغرب کی طرف روانہ ہُوئے اور وہ جس شہر میں گذرتے تھے صدا دیتے تھے مثل صدائے شیر غضبناک کے اور ان کی دونوں شاخوں سے تاریکی، رعد، برق اور صاعقۂ چند ظاہر ہوتی تھیں جو اُن کی مخالفت کرتا اور دشمنی پر آمادہ ہوتا وہ اس کو ہلاک کرتی تھیں ایک ہی دن میں جبکہ آفتاب مغرب تک نہیں پہنچا تھا۔ کہ اہل مشرق و مغرب سب کے سب اُن کے منقاد و مطیع ہو گئے جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ پھر جب مغرب میں آفتاب پہنچا۔ ذوالقرنین نے دیکھا کہ وہ چشمۂ لجن آلود یا ایک گرم چشمہ میں غروب ہو رہا ہے جو کہ شہر جابلقا کے قریب تھا اور ستر ہزار فرشتے آفتاب کو آہنی زنجیروں اور قلابوں سے دریا کی تہہ سے داہنی زمین کی جانب کھینچتے ہیں۔ جس

ترجمہ، یہاں تک کہ جب سورج کے غروب ہونے کی جگہ پہنچا تو اسے ایسا پایا کہ ایک کیچڑ کی ندی میں ڈوب رہا ہے اور اس (ندی) کے پاس ایک قوم دیکھی۔ ہم نے کہا ذوالقرنین! تم ان کو خواہ تکلیف دو خواہ ان (کے بارے) میں بھلائی اختیار کرو (دونوں باتوں میں تم کو قدرت ہے) ﴿۸۶﴾
سورة الکهف

طرح کشتی پانی پر کھینچی جاتی ہے۔ وہ آفتاب کے ساتھ گئے اس مقام تک جہاں سے آفتاب طالع ہوا۔ اور مشرق کے سامنے کے لوگوں پر چمکنے لگا جیسا کہ حق تعالیٰ نے وصف کیا ہے۔ جب اس خواب کو اپنی قوم سے بیان کیا تو قوم نے ان کو ذُوالقرنین نے کہا شروع کر دیا اور وہ اپنی قوم میں عزیز ہُوئے۔ اس خواب کو دیکھنے کے بعد ان کی ہمّت بلند ہوئی اور ان کا شہرہ ہوا۔ سب سے پہلی بات جس کا انہوں نے ارادہ کیا وہ یہ تھی کہ انہوں نے کہا میں عالموں کے پروردگار کے لئے مطیع اور مسلمان ہوں۔ پھر اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی تمام قوم اُنکے رعب کے سبب سے مسلمان ہو گئی۔ وُہ جس گروہ کے پاس جاتے تھے اپنے تئیں ان لوگوں تک پیغام پہنچاتے تھے تاکہ ایسا نہ ہو کہ ان کے پیغام پہنچانے والے دروغ کہیں۔ انہوں نے ان لوگوں کو حکم دیا کہ ایک مسجد میرے لئے تعمیر کرو ان لوگوں نے جان و دل سے قبول کیا فرمایا کہ اس مسجد کی لمبائی چار سو ہاتھ اور اس کی چوڑائی دو سو ہاتھ اور اس کی دیوار کی چوڑائی بائیس ہاتھ اور اس کی بلندی سو ہاتھ ہونا چاہیئے۔ لوگوں نے کہا اے ذُوالقرنین ایسی لکڑی کہاں سے لائی جائے جس پر اس عمارت کی دونوں دیواریں قائم ہوں جس کی بنیادیں اس لکڑی پر کھڑی کی جائیں اور اس عمارت کو بنائیں یا یہ کہ مسجد کی چھت اس پر تعمیر کریں، تو انہوں نے کہا جب دونوں دیواروں کی تعمیر سے فارغ ہو جاؤ اس میں اس قدر مٹی ڈالو کہ دیواروں کے برابر ہو جائے پھر ہر مومن کو تھوڑا تھوڑا سونا اور چاندی ان کے حال کے موافق دیدو کہ ریزہ ریزہ کریں پھر اس خاک کے ساتھ مسجد میں پُر کر کے مخلوط کرو اور مسجد کو جب مٹی سے بھر لو تو اس مٹی پر چڑھ کر تانباد وہ پتیل وغیرہ جس کی چاہو تختیاں بناؤ اور اسی سے چھت کو آسانی سے درست کر لو جب فراغت ہو جائے تو اس مٹی کو باہر لے جانے کے لئے فقراء و مساکین کو بلاؤ، تو وُہ لوگ اس سونے و چاندی کی خواہش سے جو مٹی میں مخلوط ہے بخوشی مٹی کو باہر لے جانے میں سبقت اور عجلت کریں گے، غرضیکہ جس طرح ذُوالقرنین نے کہا تھا لوگوں نے مسجد کی تعمیر کی اور چھت دُرست ہُوئی اور فقراء و مساکین بھی مستغنی

ترجمہ، تو اس نے (سفر کا) ایک سامان کیا ﴿۸۵﴾ سورۃ الکھف

ہوئے۔ پھر ذُوالقرنین نے اپنے لشکر کے چار حصّے کئے اور ہر حصّہ میں دس ہزار اشخاص قرار دیئے اور ان کو شہروں میں پھیلا دیا اور خود نے شہروں میں گھُومنے اور سفر کرنے کا ارادہ کیا۔ جب ان کی قوم نے اُن کے ارادہ کی خبر پائی تو ان کے پاس جمع ہُوئے اور کہا اے ذوالقرنین ہم تم کو خدا کی قسم دیتے ہیں کہ ہم کو اپنی خدمت سے محروم نہ کرنا اور دوسرے شہروں میں قیام نہ کرلینا کیونکہ ہم لوگ تمہاری زیارت سے مستفیض رہنے کے زیادہ حق دار ہیں اس لئے کہ تم ہمارے شہر میں پیدا ہُوئے ہو اور ہم میں تمہاری نشوونما اور زبیت ہوئی ہے اور ہمارے اموال اور مکانات سب تمہارے لئے حاضر ہیں جو حکم چاہو ہم کو دو اور تمہاری ماں بھی ضعیف ہیں ان کا حق تم پر تمام خلق سے بہت زیادہ ہے تمہارے لئے مناسب نہیں ہے کہ ان کی نافرمانی اور مخالفت کرو جواب دیا کہ خدا کی قسم تمہارا قول درست اور تمہاری رائے نہایت مناسب ہے لیکن میں اس شخص کے مانند ہو رہا ہوں جس کے دل اور چشم و گرش وقبضہ میں کرلیا گیا ہو۔ غرض قریہ والوں اور اسکندریہ کے رئیسوں کو طلب کیا اور کہا کہ اے میری قوم کے لوگو آؤ اور اس مسجد میں داخل ہو اور سب کے سب مسلمان ہو جاؤ اور مخالفت نہ کرو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور کہا کہ مسجد کو آباد رکھنا اور میری ماں میری مفارقت پر دلاسہ دیتے رہنا یہ کہہ کر ذُوالقرنین روانہ ہوگئے۔ یہ بھی منقول ہے کہ چھ ہزار سواروں کے ساتھ ذُوالقرنین حج کو گئے اور جب حرم میں داخل ہُوئے ان کے بعض اصحاب نے خانۂ کعبہ تک ان کی مشایعت کی۔ جب واپس ہُوئے تو بیان کیا کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس سے خوبصورت اور زیادہ نُورانی کسی کو نہیں دیکھا تھا لوگوں نے کہا وُہ ابراہیمؑ خلیل الرحمٰن ہیں جب یہ سُنا فرمایا کہ چارپایوں پر زین کسو تو ساٹھ ہزار گھوڑوں پر اتنے عرصہ میں زین کسا جتنے میں ایک گھوڑے پر زین کستے ہیں۔ ذُوالقرنین نے کہا ہم سوار نہ ہوں گے بلکہ خلیل خدا کے پاس پیادہ چلیں گے۔ ذُوالقرنین حضرت ابراہیمؑ کے پاس پیادہ آئے اور مُلاقات کی اور جنہوں نے پہلے پہل زمین پر مصافحہ کیا وُہ ذُوالقرنین اور ابراہیمؑ خلیل تھے۔

ذوالقرنین کے جانے کے بعدان کی ماں ان کی مفارقت میں بہت زاوی کرتی تھیں اوران کارونا کم نہ ہوتا تھا۔ایک دہقان نے ان کی ماں کی تسلّی کے لئے ایک تدبیر تجویز کی،ایک بڑی عید ترتیب دی اور منادی کو حکم دیا گیا کہ لوگوں میں جاکر ندا کرے کہ تمہارے دہقان نے تم کو آگاہ کیا ہے اور کہتا ہے کہ فلاں روز حاضر ہونا۔جب وُہ دن آیا اس کے منادی نے ندا کی کہ جلد آؤ لیکن وہ شخص اس عید میں شریک نہ ہو جو دنیا کی کسی مصیبت یا بلا میں گرفتار ہو اور صرف وہ شخص شرکت کرے جو بلاو مصیبت سے محفوظ ہو یہ سُن کر تمام اشخاص کھڑے ہوگئے اور کہنے لگے کہ ہم میں کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو بلاؤ مُصیبت سے خالی ہو اور ہم میں کوئی ایسا نہیں ہے جو کسی بلا میں یا اپنے کسی دوست یا عزیز کی موت کے غم میں مُبتلا نہ ہو جب ذُوالقرنین کی ماں نے یہ سُنا ان کو یہ قضیہ پسند آیا مگر یہ نہ سمجھ سکیں کہ اس سے دہقان کی غرض کیا ہے پھر چند روز کے بعد دہقان نے مُنادی کو بھیجا جس نے ندا کی کہ دہقان تم کو حکم دیتا ہے کہ فلاں روز حاضر ہونا لیکن وُہ لوگ نہ آئیں جن پر کوئی بلاؤ مصیبت نہ ہو اور جن لوگوں کا دل کسی درد سے رنجیدہ نہ ہو اور وُہ لوگ بھی نہ آئیں جو کسی بلا میں گرفتار نہ ہوں کیونکہ اس شخص کے ساتھ نیکی نہیں ہے جو کسی بلا میں نہ مُبتلا ہو جب یہ ندا کی گئی لوگوں نے کہا کہ اس مرد نے پہلے بخل کیا آخر پشیمان اور شرمندہ ہوا۔اپنی غلطی کا تدارک کیا اور اب اپنا عیب چھپاتا ہے۔جب سب جمع ہُوئے اس نے خطبہ پڑھا کہ میں نے تم لوگوں کو اس لئے جمع نہیں کیا تھا کہ دعوت وضیافت کی جائے بلکہ اس لئے تم کو جمع کیا ہے کہ تم سے ذُوالقرنین کے بارے میں کچھ باتیں کروں اور اس درد کے متعلق جوان کی مفارقت میں ہمارے دلوں کو پہنچا ہے اوران کی خدمت سے محروم ہونے میں جو تکلیف گذری ہے اس کا کچھ تذکرہ کروں، آدمؑ کو یاد کرو جن کو خدا نے اپنے دست قدرت سے بنایا اوران میں رُوح پھونکی پھر فرشتوں کوان کے لئے سجدہ کا حکم دیا۔اوران کو اپنی بہشت میں ساکن کیا۔ان کو اس کرامت سے گرامی کیا جیسی کسی خلق کو گرامی نہیں کیا تھا پھران کو سخت ترین بلا میں جو دُنیا میں ہوسکتی ہے مُبتلا کیا کہ ان کو بہشت سے نکالا اور وُہ مصیبت وُہ تھی کہ کوئی مصیبت اس سے سخت نہیں

ہو سکتی۔ پھر اس کے بعد ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا جاتا ہے اور ان کے فرزند کو ذبح ہونے کی تکلیف میں، یعقوبؑ کو رنج واندوہ میں، یوسفؑ کو غلامی میں، ایوبؑ کو بیماری میں، یحییٰؑ کو رنج میں، ذکریاؑ کو مار ڈالے جانے میں، عیسیٰؑ کو اسیر ہونے میں اور بہت سی مخلوق کو مصائب میں جن کی تعداد خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا مُبتلا کیا پھر کہا کہ آؤ چلیں سکندر کی ماں کو تسلّی دیں ہم دیکھیں کہ ان کا صبر کس قدر ہے کیونکہ ان کی مصیبت ان کے فرزند کے غم میں سب سے زیادہ ہے۔ چنانچہ وہ لوگ ان کے پاس گئے اور کہا کیا آج اس مجمع میں آپ موجود تھیں اور ان باتوں کو آپ نے سُنا جو مجلس میں بیان کی گئیں انہوں نے کہا تمہارے تمام امور کی میں نے اطلاع پائی اور تمہاری تمام باتوں کو میں نے سُنا تمہارے درمیان کوئی نہ تھا جس کی مصیبت اسکندروس کی مفارقت میں مجھ سے زیادہ ہوتی اب خدا نے مجھ کو صبر دیا اور مجھے راضی کیا اور میرے دل کو مضبوط کر دیا مجھے اُمید ہے کہ میرا اجر میری مصیبت کے مطابق ہو گا اور تمہارے لئے تمہاری مصیبت اور اس غم و رنج کے بقدر اجر کی اُمیدوار ہوں جو تم کو تمہارے بھائی کی مفارقت میں ہے اور اس نیت اور کوشش کے بقدر اجر کی امید رکھتی ہوں جو تم نے اس کی ماں کو تسلّی دینے میں کی اور امید رکھتی ہوں کہ خدا تم کو اور مجھ کو بخش دے گا اور مجھ پر اور تم پر رحم کرے گا۔ جب اس گروہ نے اس عاقلہ جلیلہ کا صبر جمیل مشاہدہ کیا خوش ہُوئے اور واپس گئے۔

دوسری طرف ذوالقرنین مغرب کی جانب سیر کرتے تھے یہاں تک کہ بہت دُور چلے گئے اور ان کا لشکر اس وقت فقراء اور مساکین کا تھا یہاں تک کہ خدا نے ان کو وحی کی کہ تم جمیع خلائق پر مشرق سے مغرب تک میری حجت ہو۔ یہی تمہارے خواب کی تعبیر ہے۔ ذُوالقرنین نے کہا خداوندا تو مجھ کو اس امر عظیم کی تکلیف دیتا ہے جس کی قدر تیرے سوا کوئی نہیں جانتا۔ میں اس عظیم گروہ کا کس لشکر سے مقابلہ کروں اور کس سامان سے ان پر غالب ہو سکتا ہوں۔ اور کس تدبیر سے ان کو مطیع کروں اور کس صبر کے ساتھ ان کی سختیوں کو برداشت کروں اور کس زبان سے ان سے گفتگو کروں اور ان کی مختلف زبانوں کو کیونکر

سمجھوں اور کس کان سے ان کی باتیں سنوں اور کس آنکھ سے ان کو دیکھوں اور کس ہمت سے ان کی مخالفت کروں اور کس دل سے ان کے مطلب کا ادراک کروں اور کس حکمت سے ان کے معاملات کی تدبیر کروں اور کس حلم سے ان کی زیادتیوں پہ صبر کروں اور کس عدالت سے ان کا انصاف کروں اور کس معرفت سے ان کے درمیان حکم کروں اور کس لشکر سے ان سے جنگ کروں اس لئے کہ ان میں سے یقیناً کوئی ایک چیز بھی میرے پاس نہیں ہے لہٰذا مجھ کو ان پر قوت دے یقیناً تو مہربان پروردگار ہے تو کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا اور نہ اس کی قوت سے زیادہ بار ڈالتا ہے۔ پھر خدا نے کہا، اے ذوالقرنین کیا قتل کا عذاب کرو گے؟ اس پر جو کفر سے باز نہیں آتا ہے یا ان کے درمیان نیکی سے پیش آؤ گے۔ انہوں نے کہا جو شخص ظلم کرتا ہے اور شرک میں مبتلا ہوتا ہے اس کو معذب کروں گا۔ پھر اپنے پروردگار کی طرف وُہ اعمال نیک کرے گا تو اُس کے لئے بہتر بدلہ ہے اور جلد ہم اس سے اپنے کاموں میں سے آسان کام کرنے کو کہیں گے۔ خدا نے اُن کو وحی کی کہ میں عنقریب طاقت و قوت تم کو اس امر کے لئے دیتا ہوں جس کی تکلیف تم کو دی ہے تمہارے سینے کو کشادہ کروں گا کہ تمام چیزوں کو سُن سکو اور تمہاری سمجھ میں وسعت دوں گا۔ تاکہ سب چیزوں کو سمجھ سکو اور تمہاری زبان کو ہر چیز پر گویا کروں گا اور تمہارے لئے امور کا احصا کروں گا۔ اور کوئی چیز تم سے فوت نہ ہوگی اور تمہارے لئے تمہارے اُمور کی حفاظت کروں گا تاکہ کوئی چیز تم پر مخفی نہ رہے اور تمہاری پشت قوی کردوں گا تاکہ کسی خطرہ سے تم نہ ڈرو اور تم میں ایسا رعب پیدا کردوں گا کہ تم کسی چیز سے ہراساں نہ ہو اور تمہاری رائے کو درست کردوں گا تاکہ تم سے غلطی نہ ہو اور تمہارے جسم کو تمہارا مسخر قرار دوں گا تاکہ تمام چیزوں کا تم احساس کر سکو اور روشنی و تاریکی کو بھی تمہارا مسخر کردوں گا۔ اور ان کو تمہارا دو لشکر قرار دوں گا روشنی تمہاری ہدایت اور رہنمائی کرے گی۔ اور تاریکی تمہاری حفاظت کرے گی اور قوموں کو تمہارے پیچھے سے تمہارے سامنے جمع کرے گی۔ غرض ذُوالقرنین اپنے پروردگار کی رسالت کے ساتھ پھر روانہ ہوئے خدا نے ان کی مدد کی جو کچھ وعدہ کیا تھا

پورا کیا۔ ان کے پاس کوئی قوم نہیں پہنچی مگر یہ کہ ذُوالقرنین نے اُن کو خدا کی طرف دعوت دی، جو قبول کرتا تو ذُوالقرنین اس سے راضی ہوتے اور جو قبول نہیں کرتا تھا تو ذُوالقرنین اس پر ظلمت کو مسلط کردیتے تھے جو ان کے شہروں، قریوں، مکانوں اور منزلوں کو تاریک کردیتی تھی اور ان کے مُنھ ناک اور شکم میں بھر جاتی تھی اور وُہ سب اسی طرح کچھ عرصہ تک متحیر رہتے آخر دعوت الٰہی کو قبول کرتے تھے اور تضرع درازی کرتے ہوئے ان کے پاس آتے تھے یہاں تک کہ وہ غروب آفتاب کے مقام پر پہنچے وہاں ان کے پاس وُہ قوم آئی جس کا ذکر حق تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے اور ذُوالقرنین نے اس قوم کے ساتھ بھی وہی عمل کیا جو پہلے دُوسری قوم کے ساتھ کرتے آئے تھے یہاں تک کہ مغرب کے اطراف سے فارغ ہُوئے اور اتنی جماعتوں سے ملاقات کی جن کی تعداد کا خدا کے سوا کوئی نہیں احصا کر سکتا اور ان کو وہ قوت اور شوکت حاصل ہُوئی جو کسی کے لئے تائید الٰہی کے بغیر نہیں حاصل ہو سکتی اور ان کے لشکر میں مختلف زبانیں اور طرح طرح کی خواہش اور پراگندہ قلوب پیدا ہو گئے۔

روایت ہے کہ ایک فرشتہ ذوالقرنین کا دوست تھا۔ جس کا نام رقائیل تھا وُہ ان کے پاس آتا جاتا تھا۔ ان سے گفتگو کرتا اور آپس میں ایک دُوسرے سے اپنے راز کہتے تھے ایک روز باہم بیٹھے تھے ذُوالقرنین نے اس سے کہا اہل آسمان کی عبادت کیسی ہے اور اہل زمین کی عبادت سے کیا مناسبت رکھتی ہے رقائیل نے کہا اے ذوالقرنین اہل زمین کی عبادت کی کیا حقیقت ہے آسمانوں میں ایک قدم کی جگہ نہیں ہے مگر یہ کہ اس پر ایک فرشتہ ہے جو استادہ ہے اور کبھی نہیں بیٹھتا یا کوئی فرشتہ رکوع میں ہے اور کبھی سجدہ میں نہیں جاتا یا جو سجدے میں ہے وہ ہرگز سر نہیں اٹھاتا یہ سُن کر ذوالقرنین بہت روئے اور کہا کہ اے رقائیل میں

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، ذوالقرنین نے کہا کہ جو (کفر و بد کرداری سے) ظلم کرے گا اسے ہم عذاب دیں گے۔ پھر (جب) وہ اپنے پروردگار کی طرف لوٹایا جائے گا تو وہ بھی اسے بُرا عذاب دے گا ﴿۸۷﴾ اور جو ایمان لائے گا اور عمل نیک کرے گا اس کے لئے بہت اچھا بدلہ ہے۔ اور ہم اپنے معاملے میں (اس پر کسی طرح کی سختی نہیں کریں گے بلکہ) اس سے نرم بات کہیں گے ﴿۸۸﴾ پھر اس نے ایک اور سامان (سفر کا) کیا ﴿۸۹﴾ سورۃ الکھف

چاہتا ہوں کہ دُنیا میں اس قدر زندہ رہوں کہ اپنے پروردگار کی عبادت انتہا تک پہنچا دوں اور اس کی عبادت کا جو حق ہے بجالاؤں۔ رقائیل نے کہا اے ذُوالقرنین زمین میں خدا کا ایک چشمہ ہے جس کو عین الحیٰوہ کہتے ہیں اور حق تعالیٰ نے اپنے اوپر لازم قرار دے لیا ہے کہ جو شخص اس چشمہ کا پانی پیئے گا ہر گز اس کے لئے موت نہ بھیجے گا جب تک وہ خود اس سے موت کا سوال نہ کرے اگر اس چشمہ تک تم پہنچ جاؤ اور اس کا پانی پی لو تو جس قدر چاہو زندہ رہ سکتے ہو۔ ذُوالقرنین نے پُوچھا وُہ چشمہ کہاں ہے رقائیل نے کہا کہ میں نہیں جانتا لیکن آسمان میں سُنا ہے کہ خدا نے زمین میں ایک ظلمت پیدا کی ہے۔ جس کو انس و جن میں سے کسی نے طے نہیں کی پُوچھا وُہ ظلمت کہاں ہے فرشتہ نے کہا میں نہیں جانتا اور آسمان پر چلا گیا۔ ذُوالقرنین بہت غمگیں اور محزون ہُوئے اس لئے کہ رقائیل نے چشمہ اور ظلمت کی خبر تو دی لیکن اس علم سے آگاہ نہ کیا جس کے ذریعہ سے وہ چشمہ سے منتفع ہو سکتے پس ذوالقرنین نے اپنے ملک کے علماء اور فقہاء کو جمع کیا جو آسمانی کتابوں کو پڑھے ہُوئے اور آثار پیغمبری کو دیکھے ہُوئے تھے اُن سے کہا کیا تم لوگوں نے اگلے بادشاہوں کی کتابوں میں پڑھا ہے کہ خدا نے زمین میں ایک چشمہ خلق کیا ہے جس کو چشمہ زندگانی کہتے ہیں۔ اور اس نے قسم کھائی ہے کہ جو شخص اس چشمہ کا پانی پیئے گا جب تک خود موت کا طالب نہ ہوگا نہ مریگا۔ ان لوگوں نے کہا اے بادشاہ ہم کو علم نہیں پُوچھا کیا خدا کی کتابوں میں تم نے پڑھا ہے کہ خدا نے زمین میں کہیں ظلمت پیدا کی ہے جس کو انس اور جن نے عبُور نہیں کیا ہے ان لوگوں نے کہا نہیں پھر تو ذُوالقرنین بہت رنجیدہ اور مغموم ہُوئے۔ اس لئے کہ جو خبر چشمہ و ظلمت کی وہ معلوم کرنا چاہتے تھے وہ نہیں دریافت ہو سکی ان علماء کے درمیان پیغمبروں کے وصیّوں میں سے کسی کا ایک فرزند بھی موجود تھا۔ جب ذُوالقرنین مایوس ہُوئے تو اس لڑکے نے کہا اے بادشاہ آپ اس جماعت سے اُس امر کا سوال کرتے ہیں جس کا علم ان کو نہیں ہے بلکہ وہ علم جو آپ چاہتے ہیں میرے پاس ہے یہ سُن کر ذُوالقرنین اس قدر خوش ہُوئے کہ اپنے تخت سے اچھل پڑے اور اس لڑکے کو اپنے پاس بُلایا اور کہا مجھ کو آگاہ کرو جو تم جانتے ہو اس نے کہا ہاں اے بادشاہ میں

نے آدمؑ کی کتاب میں دیکھا ہے جو اس روز لکھی گئی جس روز کہ درخت چشمہ وغیرہ زمین کی تمام چیزوں کے نام رکھے گئے۔ اس میں لکھا ہے ایک چشمہ ہے جس کو عین الحیوۃ کہتے ہیں جس کا تعلق خدا کے حتمی ارادہ سے ہے وہ یہ کہ جو شخص اس کا پانی پئے گا اس وقت تک نہ مرے گا جب تک کہ خدا سے موت کا طالب نہ ہو اور وہ چشمہ تاریکی میں ہے جس میں انس وجن میں سے کوئی نہیں گیا ہے۔ ذُوالقرنین یہ سُن کر بہت مسُرور ہُوئے اور کہا صاحبزادے اور قریب آؤ کیا تم جانتے ہو کہ وہ ظلمت کہاں ہے اس نے کہا آدمؑ کی ایک کتاب میں میں نے دیکھا ہے۔ کہ وہ چشمہ مشرق کی جانب ہے یہ سُن کر ذُوالقرنین بہت خوش ہوئے اور اپنے سلطنت کے لوگوں کے پاس حکم بھیجا اور فقہا و علما اور حکماء کو طلب کیا۔ یہاں تک کہ ہزار حکیم وفقیہہ اور عالم جمع ہو گئے۔ ذُوالقرنین کافی سامان واسباب کے ساتھ سب کو لے کر چلنے پر آمادہ ہوئے اور ایک صندوق بلور کا بنایا۔ اپنے ساتھ بہت سا سامان اور کھانے کی چیزیں لے کر کشتی میں سوار ہُوئے اور آفتاب کے طالع ہونے کی طرف رُخ کر کے روانہ ہو گئے اور جب دریا میں ایک مقام پر پہنچے تو اس صندوق میں بیٹھے اور اس پر رسّی باندھی اور کہا صندوق کو دریا میں ڈال دو جب میں رسّی کو حرکت دُوں مجھے باہر نکال لینا اور اگر حرکت نہ دوں جس قدر رسّی ہے دریا میں جانے دینا۔ اس طرح دریا میں چالیس روز تک نیچے چلے گئے۔ ناگاہ دیکھا کہ کوئی شخص صندوق کے ایک پہلو پر ہاتھ مارتا ہے اور کہتا ہے کہ اے ذُوالقرنین کہاں کا ارادہ رکھتے ہو۔ کہا چاہتا ہوں کہ دریا میں اپنے پروردگار کی سلطنت کی سیر کروں جسطرح کے صحرا میں اس کی حکومت دیکھی ہے۔ اس نے کہا اس جگہ سے جہاں تم موجود ہو طوفان کے زمانے میں نوحؑ گذرے تھے اور یہاں ان کا تیشہ گر پڑا اور آج تک وُہ قصر دریا میں نیچے چلا جاتا ہے ابھی تک تہہ میں نہیں پہنچا جب ذُوالقرنین نے یہ سُنا رسّی کو ہلایا اور باہر آئے۔ الغرض دریاؤں کو طے کرتے شہروں اور پہاڑوں سے گذرتے اور بیابانوں کو قطع کرتے بارہ سال تک مراحل اور منازل طے کرتے ہُوئے پہلی ظلمت تک پہنچے ایسی ظلمت اور تاریکی جو رات کی تاریکی اور دھوئیں کے اندھیرے سے بالاتر تھی وہ افق کے دونوں کناروں کو گھیرے

ہُوئے تھی ذُوالقرنین اس ظلمت کے کنارے اُترے اور اپنے لشکر سے اہل فضل و کمال اور فقہا و عقلا کو طلب کیا۔ اور کہا میں چاہتا ہوں کہ اس ظلمات کو طے کروں یہ سُن کر سب نے ازروئے تعظیم ان کو سجدہ کیا اور کہا اے بادشاہ آپ وہ بات چاہتے ہیں جو کسی نے نہیں چاہا۔ اور اس راہ سے چلتے ہیں جس سے کوئی نہیں گیا۔ نہ خدا کے پیغمبروں اور رسُولوں میں سے اور نہ دنیا کے بادشاہوں اور فرمانروایوں میں سے، ذوالقرنین نے کہا مجھ کو اس میں چلنا اور اپنے مقصود کی تلاش ضروری ہے۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہم سمجھتے ہیں کہ اگر آپ اس ظلمت کو طے کرلیں گے۔ تو اپنے مقصد تک پہنچ جائیں گے۔ لیکن ہم کو خوف ہے کہ کہیں ظلمات میں آپ کو کوئی ایسا امر نہ درپیش ہو جائے جو آپ کی بادشاہی کے زائل ہونے اور آپ کی ہلاکت کا سبب ہو پھر اس زمین کے رہنے والے بلاؤں میں گرفتار ہوں۔ ذُوالقرنین نے کہا مجھے بغیر اس راہ کو طے کئے کوئی چارہ نہیں۔ پھر وُہ لوگ سجدہ میں گرپڑے اور کہا خداوندا ہم لوگ تیری جانب اس ارادہ سے علیٰحدگی چاہتے ہیں جو ذُوالقرنین کا ارادہ ہے۔ پھر ذُوالقرنین نے کہا اے گروہ علماء بتاؤ کہ کس حیوان کی بینائی زیادہ ہے ان لوگوں نے کہا باکرہ اسپ مادہ کی تو ذُوالقرنین نے اپنے لشکر سے چھ ہزار باکرہ اسپ مادہ انتخاب کیا اور اہل حلم و فضل و حکمت سے چھ ہزار اشخاص چُنے اور ہر ایک کو سواری کے لئے ایک ایک اسپ مادہ دیا۔ ذُوالقرنین نے حضرت خضرؑ کو اپنے تمام اصحاب میں سے انتخاب کیا تھا اور وہ ان کو بہت دوست رکھتے تھے۔ حضرت خضرؑ کو دو ہزار شخصوں کا سردار بنا کر ان کو اپنے لشکر کا مقدر قرار دیا اور ہر ایک کو نمک آلود خشک مچھلی دی اور حکم دیا کہ جب ظلمات میں داخل ہوں اور ان چشموں میں جاؤ تو ہر ایک اپنی مچھلی کو ایک چشمہ میں دھوئے کوئی دُوسرا اس کے چشمہ میں نہ دُھوئے۔ اور خود چار ہزار اشخاص کے ساتھ ان کے پیچھے روانہ ہُوئے اور بقیہ لشکر کو حکم دیا کہ بارہ سال تک اسی مقام پر ٹھہرے رہیں اور ان کے واپس آنے کا انتظار کریں اگر بارہ سال میں وہ واپس نہ آئیں تو سب اپنے اپنے شہروں کو یا جہاں چاہیں چلے جائیں۔ خضرؑ نے کہا کہ اے بادشاہ ہم ظلمات میں تو چل رہے ہیں۔ جہاں ایک دوسرے کو نہیں دیکھ سکتے اگر ہم میں سے کچھ لوگ گم ہو جائیں

توکیونکر پائیں گے۔ ذُوالقرنین نے ان کو ایک لعل دیا جو ضیاء ور روشنی میں ایک مشعل کے مانند تھا اور کہا جب تم میں سے کوئی گم ہو جائے تو اس لعل کو زمین پر پھینک دینا۔ اس میں سے ایک آواز پیدا ہو گی تو گم شدہ شخص اس کی آواز سے ہم سے آ کر مل جائے گا خضرؑ نے اس لعل کو لے لیا اور ظلمات میں داخل ہو گئے۔ آگے آگے خضر چل رہے تھے وُہ جس منزل سے روانہ ہوتے تھے ذوالقرنین اس منزل پر پہنچکر قیام کرتے تھے، ایک روز خضر ظلمات میں ایک دھوئیں کے اندر گذرے اپنے ساتھیوں سے کہا اس جگہ ٹھہر جاؤ اور اپنی جگہ سے حرکت نہ کرو پھر اپنے مرکب سے اُتر کر اس لعل کو اس دُھوئیں میں ڈال دیا چونکہ وہ پانی میں گرا اور تہہ میں گذرتا رہا اس لئے اس میں سے آواز پیدا نہ ہُوئی خضر کو خوف ہوا کہ کہیں اس سے آواز نہ ظاہر ہو۔ جب وُہ پانی کی تہہ میں پہنچ گیا اس کی آواز ظاہر ہُوئی خضر اس کی روشنی میں چلے ناگاہ ایک چشمہ نظر آیا جس کا پانی دُودھ سے زیادہ سفید اور یاقوت سے زیادہ صاف اور شہد سے زیادہ شیریں تھا۔ خضر نے اس کا پانی پیا اس میں اپنے کپڑے دھوئے اور غسل کیا اور پھر اپنی مچھلی کو اس پانی میں ڈالا تو وہ زندہ ہو کر پانی میں چلی گئی۔ جب خضرؑ نے اس حال کو مشاہدہ کیا تو چاہا کہ اس مچھلی کو پکڑ لیں، لیکن نہیں پکڑ سکتے تو پھر اپنا لباس پہن کر اس لعل کو اپنے ساتھیوں کی طرف پھینکا اس سے آواز ظاہر ہُوئی اُسی آواز پر آپ چلے اور اپنے اصحاب تک پہنچ گئے اور سوار ہو کر اپنے لشکر کی طرف ہُوئے۔ ذُوالقرنین نے حکم دیا کہ سب کی مچھلیاں واپس لے لی جائیں۔ غرض مچھلیاں جمع کی گئیں تو خضرؑ کی مچھلی کم تھی ان کو طلب کیا اور مچھلی کا حال دریافت کیا تو انہوں نے کہا مچھلی پانی میں زندہ ہو کر میرے ہاتھ سے نکل گئی۔ پُوچھا کہ اس پانی کو تم نے پیا، کہا ہاں۔ پھر ذُوالقرنین نے ہر چند اس چشمہ کو تلاش کیا لیکن نہ پایا۔ اس جگہ تین سو ساٹھ چشمے تھے اور ذوالقرنین جب بھی اس مقام سے گذرے لیکن اس چشمہ پر مطلع نہ ہو سکے تو خضرؑ سے کہا کہ وہ چشمہ تمہاری قسمت میں تھا اور ہماری کوشش کا کوئی فائدہ نہ ہُوا۔ غرض چالیس شب و روز اس ظلمت میں چلتے رہے آخر کار ایک روشنی میں پہنچے جو دن اور آفتاب و ماہتاب کے مانند نہ تھی لیکن خدا کے انوار میں سے ایک نور تھا پھر ایک سُرخ زمین

کے ریگستان میں پہنچے جس کے بالو نرم تھے اور سنگریزے گویا موتی کے تھے۔ یہ بھی منقول ہے کہ پھر ظلمات میں آٹھ شبانہ روز چلتے رہے یہاں تک کہ ایک پہاڑ پر پہنچے جو تمام زمین کو گھیرے ہُوئے تھا ناگاہ ایک فرشتہ کو دیکھا جو پہاڑ سے لپٹا ہوا ہے اور اس کا قد پانچ ہاتھ کا ہے اور خدا کی تعریف کرتا تھا۔ یہ سُن کر ذوالقرنین سجدہ میں گر پڑے اور جب تک خدا نے ان کو قوّت اور مدد نہ دی اس ملک کو دیکھنے کے واسطے سر نہ اُٹھایا۔ فرشتہ نے کہا اے فرزند آدمؑ تجھ کو ایسی طاقت کیونکر ملی۔ کہ تو اس جگہ پہنچا حالانکہ فرزندان آدمؑ میں سے کوئی اس جگہ تجھ سے پہلے نہیں پہنچا ذُوالقرنین نے کہا کہ مجھے اس نے اس مقام تک آنے کی قوت دی۔ جس نے تجھ کو اس پہاڑ پر قابض ہونے کی طاقت بخشی ہے جو تمام زمین کو گھیرے ہُوئے ہے فرشتہ نے کہا تو نے سچ کہا۔ اور اگر یہ پہاڑ نہ ہوتا زمین اپنے باشندوں سمیت ہلتی۔ رُوئے زمین پر کوئی پہاڑ اس سے زیادہ بڑا نہیں ہے اور یہ پہلا پہاڑ ہے جس کو خدا نے رُوئے زمین پر خلق کیا ہے اور اس کی چوٹی آسمان اوّل سے ملی ہوئی ہے اور اس کی جڑ ساتویں زمین میں ہے اور تمام زمین کو مانند حلقہ کے گھیرے ہُوئے ہے اور رُوئے زمین کے تمام شہروں کی جڑ اسی پہاڑ سے تعلق رکھتی ہے جب خدا چاہتا ہے کہ کسی شہر میں زلزلہ آئے۔ میری جانب وحی کرتا ہے میں اس شہر کی جڑ کو حرکت دیتا ہوں جو اس شہر تک پہنچتی ہے اور اس شہر کو اس جڑ کے ذریعہ سے زلزلہ میں لاتا ہوں۔ ذُوالقرنین نے جب چاہا کہ واپس ہوں اس فرشتہ نے کہا کہ مجھے کوئی نصیحت کرو اس نے کہا اپنی روزی کا غم نہ کرو اور آج کے کام کو کل پر نہ اٹھا رکھو اور جو چیز تمہاری ضائع ہو جائے اس کے لئے غم نہ کرو رفق و مدارات کے ساتھ عمل کرو اور جبّار ظالم اور صاحب تکبّر نہ بنو۔ پھر وہاں سے واپس ہوئے تو ظلمت میں ان کی نگاہ ایک قصر پر پڑی جس کا طول ایک فرسخ تھا۔ ذُوالقرنین نے اپنے لشکر کو اس قصر کے پاس ٹھہرایا اور خود تن تنہا اس قصر میں داخل ہُوئے اس جگہ ایک لانبا لوہا نظر آیا جس کے دونوں کنارے قصر کے دونوں گوشوں کو چھپائے ہوئے تھے ایک سیاہ پرندہ آسمان و زمین کے درمیان ابابیل کے مانند اس لوہے میں لٹکا ہوا تھا۔ جب اس نے ذُوالقرنین کے پیر کی آواز سُنی کہا کون ہے فرمایا میں

ذُوالقرنین ہوں اس پرندے نے کہا کیا وہ زمین جس کو تم اپنے پیچھے چھوڑ آئے ہو بایں وسعت تمہارے لئے کافی نہ تھی کہ میرے قصر کے دروازے تک پہنچے۔ ذُوالقرنین کو اس حال کے مشاہدہ اور اس گفتگو کے سننے سے سخت خوف و خطرہ لاحق ہُوا۔ اس نے کہا ڈرو نہیں اور جو میں پوچھوں اس کا جواب دو۔ ذُوالقرانین نے کہا پُوچھو، دریافت کیا کہ کیا دنیا میں اینٹیں اور کچ بہت ہو گئی ہیں کہا ہاں یہ سُن کر وُہ پرندہ خود بخود کانپا اور اس لوہے کے تہائی حصّے کے برابر بڑا ہو گیا۔ ذُوالقرنین بہت ڈرے، اس نے کہا ڈرو نہیں اور مجھ کو خبر دو کہا پُوچھو اس نے کہا کیا لوگوں میں ساز کی ترقی ہو گئی ہے کہا ہاں، پھر وہ کانپا اور بڑا ہوا یہاں تک کہ اس لوہے کا دو تہائی حصّہ اس سے پُر ہو گیا اور ذُوالقرنین کا خوف زیادہ ہُوا۔ اس نے کہا خوف نہ کرو اور مجھے اطلاع دو۔ کہا دریافت کرو۔ کہا کیا ناحق گواہی کی عادت لوگوں میں زیادہ ہو گئی ہے ذوالقرنین نے کہا ہاں پھر اس کو لرزہ ہُوا اور اس قدر بڑا ہوا کہ تمام لوہا اس سے بھر گیا یہ دیکھ کر ذوالقرنین کے خوف کی انتہا نہ رہی اس نے کہا۔ ڈرو نہیں اور مجھے آگاہ کرو کہا پُوچھو۔ اس نے کہا آیا لوگوں نے خدا کی واحدنیت کی گواہی ترک کر دی ہے اور لاالہ الااللہ کہنا چھوڑ دیا ہے۔ کہا نہیں، تو یک ثلث وُہ پرندہ گھٹ گیا پھر ذُوالقرنین کو خوف ہُوا۔ اس نے کہا ڈرو نہیں اور مجھے بتلاؤ۔ کہا پُوچھو۔ اس نے کہا کیا لوگوں نے نماز ترک کر دی ہے، کہا نہیں۔ پھر وُہ یک ثلث کم ہُوا۔ اور کہا اے ذُوالقرنین خوف نہ کرو اور مجھے خبر دو کہا دریافت کرو اس نے کہا کیا لوگوں نے غسل جنابت ترک کر دیا ہے کہا نہیں۔ یہ سُن کر وہ چھوٹا ہو کر اپنی پہلی حالت پر آ گیا پھر ذُوالقرنین نے نگاہ کی اور دیکھا کہ قصر کے اوپر جانے کے لئے ایک زینہ ہے اس طائر نے کہا۔ کہ اے ذُوالقرنین اس زینہ سے اوپر جاؤ وُہ نہایت خوفزدہ اس زینہ سے قصر کے اوپر پہنچے وہاں ایک چھت دیکھی جو اس قدر لانبی تھی جہاں تک نگاہ کام کر سکتی ہے ناگاہ اس جگہ ان کی نظر ایک خوش رُو اور نورانی نوجوان پر پڑی جو سفید لباس پہنے ہُوئے تھا وُہ ایک مرد تھا۔ انسان کی شکل کا اور سر آسمان کی جانب بلند کئے ہوئے آسمان کو دیکھ رہا تھا اپنے ہاتھ کو دہن پر رکھے ہُوئے تھا۔ جب ذوالقرنین کے پیر کی آواز سُنی پُوچھا کون ہے کہا میں ذوالقرنین ہوں کہا

اے ذُوالقرنین کیاوُہ کشادہ دُنیا جس کو تم چھوڑ کر یہاں آئے ہو تمہارے لئے کافی نہ تھی۔ کہ تم اس جگہ تک پہنچے ذُوالقرنین نے پُوچھا کہ تم کیوں دہن پر ہاتھ رکھے ہو کہا اے ذُوالقرنین میں ہی صُور پھونکوں گا اور قیامت نزدیک ہے انتظار کر رہا ہوں کہ خدا حکم دے اور میں صُور پھونکوں پھر ہاتھ بڑھا کر ایک پتھر یا کوئی چیز مثل پتھر کے ذُوالقرنین کی طرف پھینکی اور کہا اے ذُوالقرنین اس کو لے لو جب اس کو بھوک لگے گی تم کو بھی بھوک لگے گی جب یہ سیر ہو گا تم بھی سیر ہو گے بس اب واپس جاؤ۔ ذُوالقرنین نے پتھر کو اٹھالیا۔ اور اپنے اصحاب کی طرف واپس آئے اور جو کچھ مشاہدہ کیا تھا ان لوگوں سے بیان کیا اور پتھر بھی دکھلایا اور کہا کہ اس کے وزن سے مجھے آگاہ کرو، وُہ لوگ ترازو لائے ایک پلہ میں اس پتھر کو اور اسی کے مثل ایک پتھر دُوسرے پلہ میں رکھ کر اٹھایا وہ پتھر وزنی ہُوا اور اس کا پلہ جھک گیا پھر دوسرا پتھر اضافہ کیا پھر وہی ایک پتھر وزن میں زیادہ رہا یہاں تک کہ ہزار پتھر اس کے برابر ایک پلہ میں اور وہ ایک پتھر ایک پلہ میں رکھا گیا۔ پھر بھی وہی ایک پتھر زیادہ وزنی رہا۔ ان لوگوں نے کہا اے بادشاہ اس پتھر کا معاملہ ہماری سمجھ سے باہر ہے، خضر نے کہا اے بادشاہ آپ اس جماعت سے وہ چیز دریافت کرتے ہیں جس کا علم ان کو نہیں ہے۔ اس پتھر کا علم میرے پاس ہے، ذُوالقرنین نے کہا مجھے آگاہ کرو اور اس کی کیفیت بیان کرو خضرؑ نے ترازو اور پتھر اٹھایا جو ذُوالقرنین لائے تھے اس کو ایک پلہ میں رکھا اور دوسرا پتھر مثل اس کے دوسرے پلہ میں رکھا اور ایک مٹھی خاک لے کر اس پتھر پر ڈال دی جو ذوالقرنین لائے تھے جس سے اس میں وزن کا اور اضافہ ہو گیا اور ترازو اُٹھائی دونوں پلے برابر ہُوئے یہ دیکھ کر سب کو تعجّب ہُوا اور سجدہ میں گر پڑے اور عرض کی اے بادشاہ یہ ایسا امر ہے ہمیں جس کا کوئی علم نہیں اور ہم جانتے ہیں کہ خضر ساحر نہیں ہیں پھر یہ کیا بات ہے کہ ہم نے ہزار پتھر ایک پلہ میں رکھا اور ایک پلہ میں یہ ایک پتھر پھر بھی یہی وزنی ہُوا اور خضرؑ نے ایک مٹھی خاک اس پر اور اضافہ کی اور اسی کے برابر ایک پتھر سے تولا اور برابر ہُوا، ذُوالقرنین نے کہا اے خضر اس پتھر کی حقیقت بیان کرو۔ خضر نے کہا اے بادشاہ خدا کا حکم یقیناً اُس کے بندوں میں جاری ہے اور اس

کی سلطنت اور بادشاہی بندوں کے لئے قہر کرنے والی ہے۔ اور اس کا حکم حق و باطل کا جُدا کرنے والا ہے اور یقیناً خدا نے آزمائش اور امتحان کیا ہے بعض بندوں کا بعض سے اور عالم کا امتحان عالم سے کیا ہے جاہل کا جاہل سے اور عالم کا جاہل سے اور جاہل کا عالم سے اور یقیناً میرا امتحان آپ کے ذریعہ سے، اور آپ کا امتحان میرے ذریعہ سے لیا ہے۔ ذُوالقرنین نے کہا اے خضر خدا رحمت کرے تم کہتے ہو کہ خدا نے مجھ کو مُبتلا و ممتحن کیا ہے تمہارے ذریعے سے کیونکہ تم کو مجھ سے زیادہ عقلمند بنایا اور میرا زیردست قرار دیا ہے خدا تم پر رحمت کرے مجھ کو اس پتھر کی حقیقت سے آگاہ کرو۔ خضر نے کہا اے بادشاہ اس پتھر کو صاحب صور نے تمہارے لئے مثال قرار دی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ فرزندان آدم کی مثال اس پتھر کی سی ہے کہ ہزار پتھر اس کے مقابلہ میں لائے گئے اور پھر بھی ضرورت باقی رہی جب اس پر خاک ڈالی گئی وہ کافی ہوگئی اور وُہ پتھر دُوسرے پتھر کے وزن کے برابر ہوگیا اے بادشاہ آپ کی مثال بھی ایسی ہی ہے۔ حق تعالیٰ نے بادشاہی جو آپ کو عطا کی وہ ظاہر ہے، لیکن آپ اس پر راضی نہ ہُوئے بلکہ وہ خواہش کی کہ ویسی کسی نے خواہش نہیں کی اور اس جگہ داخل ہُوئے جہاں انسانوں اور جنّوں میں سے کوئی داخل نہیں ہُوا تھا انسان کی یہی حالت ہے کہ سیر نہیں ہوتا جب تک قبر میں اس پر خاک نہیں ڈال دی جاتی۔ یہ سُن کر ذُوالقرنین بہت روئے اور کہا اے خضر تم نے سچ کہا یہ مثال میرے ہی واسطے دی گئی ہے اور جب اس سفر سے واپس ہوں گا پھر کسی شہر کا ارادہ نہ کروں گا۔ پھر ظلمات میں داخل ہو کر واپس ہُوئے اثنائے راہ میں گھوڑوں کے سموں کی آواز آئی جیسے دانوں پر چل رہے ہوں لوگوں نے پُوچھا اے بادشاہ یہ کیا ہے کہا اٹھا لو جو شخص اٹھائے گا پشیمان ہوگا اور جو نہ اٹھائے گا وہ بھی پشیمان ہوگا یہ سُن کر بعض لوگوں نے لے لیا بعض نے نہیں لیا جب ظلمات سے باہر آئے دیکھا کہ وہ پتھر زبرجد ہیں۔ لہٰذا جن لوگوں نے لے لیا تھا اس سبب سے پشیمان ہُوئے کہ کیوں نہ زیادہ لیا اور جنہوں نے نہیں لیا تھا وہ اس وجہ سے پشیمان ہُوئے کہ کیوں نہ لیا۔ پھر ذُوالقرنین دومتہ الجندل کی طرف واپس ہُوئے ان کی منزل اسی جگہ تھی اور وُہ وہیں مقیم رہے یہاں تک کہ رحمت الٰہی سے

واصل ہُوئے، راوی کہتا ہے کہ امیر المومنینؑ فرماتے تھے کہ خدا رحمت کرے میرے بھائی ذُوالقرنین پر کہ انہوں نے اس راہ میں غلطی نہیں کی جو اختیار کی جس میں انہوں نے طلب کیا اگر جانے کے وقت زبرجد کی وادی میں پہنچتے جو کچھ وہاں تھا لوگوں کے لئے سب نکال لاتے کیونکہ جاتے وقت دُنیا کی جانب راغب تھے اور چونکہ واپسی میں دُنیا کی رغبت بر طرف ہو گئی تھی لہٰذا اس کی طرف متوجہ نہ ہُوئے۔

ذُوالقرنین اپنے اصحاب کی طرف واپس ہُوئے اور عنان عزیمت مشرق کی جانب پھیری اور جو گروہ ان کے اور مشرق کی جانب آباد تھا اس کی تلاش کرتے تھے اور پھر ہدایت کرتے تھے اسی طریقہ سے جس طرح جانب مغرب کی اُمّتوں کی ہدایت کی تھی اور ان جماعتوں سے قبل ان کو مطیع کیا تھا۔ خدا نے فرمایا کہ ذوالقرنین کا معاملہ ایسا ہی تھا اور یقیناً ہمارا علم احاطہ کئے ہوئے تھا۔ پھر اس نے ایک دُوسرے سبب کی پیروی کی تو آفتاب طلوع ہونے کی جگہ پہنچا۔ جو کچھ ذوالقرنین کے پاس سامان واسباب و لشکر وغیرہ تھا اس سبب کی پیروی کی اور جب مشرق و مغرب سے فارغ ہُوئے اس سد کی جانب متوجہ ہُوئے تو ایک راستہ اختیار کیا اور پھر اس جگہ سے تاریکی اور ظلمت میں گئے یہاں تک کہ دو سد کے درمیان میں پہنچے۔ جس کے متعلق لوگ کہتے ہیں کہ وہ سد آرمینہ اور آذر بائیجان کے پہاڑ تھے یا وہ پہاڑ ہے جو شمال کے آخر میں ترکستان کا آخری حصّہ ہے۔ جس کا تذکرہ خدا نے قرآن میں کیا ہے اور اس جگہ ایسے لوگوں سے ملاقات کی جو کوئی زبان نہیں سمجھتے تھے اور ان کے سر پر آفتاب کو طلوع ہوتے ہُوئے دیکھا جن کے لئے ہم نے آفتاب سے بچنے کے لئے کوئی آڑ نہیں بنایا تھا کہ اس میں وُہ پوشیدہ ہوتے اور آفتاب نے جن کو جلا دیا تھا اور ان کے جسموں اور رنگوں کو تبدیل کر دیا تھا اور وہ لوگ عقلمند نہ تھے۔ وہ لوگ مکان بنانا نہیں جانتے تھے اور بعض نے کہا ہے کہ برہنہ تھے اور لباس نہیں پہنتے تھے اور اُن لوگوں کے درمیان ایک قوم آباد تھی جس کو یاجُوج ماجُوج کہتے تھے، جو چوپایوں سے مشابہ تھے کھاتے پیتے تھے ان کے بچے بھی ہوتے تھے ان میں نر و مادہ تھے ان کا چہرہ، جسم اور خلقت انسان سے مشابہ تھی لیکن انسان

سے بہت چھوٹے ہوتے تھے بلکہ اطفال کے برابر تھے اور پانچ بالشت سے زیادہ بڑے نہیں ہوتے تھے اور خلقت و صورت میں سب کے سب مساوی ہوتے سب عریاں جسم اور برہنہ پا رہتے اور نہ وہ کپڑے پہنتے اور نہ ہی پیروں میں جوتے رکھتے، اُونٹ کے مانند ان کے بھی کوہان ہوتے جس سے ان کی سردی و گرمی میں حفاظت ہوتی ان کے دو کان ہوتے ایک میں اندر و باہر بال ہوتے اور دُوسرے میں اندر و باہر کوہان رہتے تھے۔ ان کے ناخن کے بجائے چنگل ہوتے تھے درندوں کی طرح ان کے دانت اور کانٹے ہوتے تھے۔ جب وُہ سوتے تو اپنے ایک کان کو بچھالیتے اور دُوسرے کو اوڑھتے تھے جو ان کے جسم کو سر سے پیر تک چُھپا لیتا تھا۔ ان کی روزی دریا کی مچھلیاں تھیں ہر سال ان پر ابر سے مچھلیوں کی بارش ہوتی تھی جس سے ان کی زندگی آسانی اور فارغ البال سے بسر ہوتی جب وُہ وقت آتا تھا مچھلیوں کے برسنے کے منتظر ہوتے تھے جس طرح انسان بارش آب کا انتظار کرتے ہیں۔ اگر مچھلیوں کی بارش ہو جاتی تھی تو ان میں فراوانی ہوتی اور وُہ فربہ ہوتے ان کی اولادیں پیدا ہوتیں اور وہ زیادہ ہو جاتے اور ایک سال تک وہ مچھلیاں ان کا ذریعہ معاش ہوتیں پھر وُہ کوئی چیز اس کے علاوہ نہیں کھاتے تھے اور اس قدر زیادہ ہو جاتے کہ ان کی تعداد سوائے خدا کے کوئی احصانہ کر سکتا تھا اور اگر کسی سال مچھلیوں کی بارش نہ ہوتی تو وہ سب قحط میں گرفتار ہوتے، بھوک سے پریشان ہوتے ان کی نسل اور اولادیں منقطع ہو جاتیں ان کی عادت تھی کہ وُہ چوپایوں کی طرح راستہ چلتے اور جہاں چاہتے جماع کرتے۔ جس سال ان پر مچھلیاں نہیں برستی تھیں بھوکے ہوتے تھے اور شہروں کی جانب رُخ کرتے تھے جس جگہ پہنچ جاتے تھے فساد کرتے تھے کسی چیز کو نہیں چھوڑتے تھے ان کا فساد ٹڈیوں اور اُولوں اور تمام آفتوں سے بہت زیادہ تھا اور وُہ سب جس زمین کی طرف رُخ کرتے وہاں کے باشندے اپنے مکانوں کو چھوڑ کر باہر بھاگ جاتے اور اس زمین کو خالی کر دیتے تھے کیونکہ کوئی ان سے مقابلہ نہیں کر سکتا تھا وہ

ترجمہ، یہاں تک کہ سورج کے طلوع ہونے کے مقام پر پہنچا تو دیکھا کہ وہ ایسے لوگوں پر طلوع کرتا ہے جن کے لئے ہم نے سورج کے اس طرف کوئی اوٹ نہیں بنائی تھی (۹۰) سورۃ الکھف

جس مقام پر وارد ہوتے تھے اس پر اس طرح چھا جاتے تھے کہ کسی کو وہاں پیر رکھنے اور بیٹھنے کی جگہ نہیں رہتی تھی۔ خدا کی مخلوق میں کوئی ان کی تعداد نہیں جانتا تھا اور ممکن نہ تھا اور نہ کوئی ان کی طرف نظر کر سکتا یا ان کے پاس جا سکتا کیونکہ وہ نہایت کریہہ منظر اور نجاست و کثافت وغیرہ سے آلودہ ہوتے تھے اور اس ہی سبب سے لوگوں پر غالب ہوتے تھے۔ اور جب وہ کسی طرف کا رُخ کرتے تھے ان کی آواز سو فرسخ کی مسافت سے مثل آندھی اور سخت بارش کی آواز کے ان کی تعداد کی زیادتی کے سبب سے سنائی دیتی تھی اور جس شہر میں وارد ہوتے تھے ان کی آواز مثل شہد کی مکھیوں کی آواز کے، بلکہ اس سے زیادہ شدید اور سخت ہوتا تھا کہ ان کی آواز کے مقابلہ میں کوئی آواز نہیں سُنائی دے سکتی تھی جب وُہ کسی زمین کا رُخ کرتے تھے تو تمام جانور اور درندے اس زمین سے بھاگ جاتے تھے کیونکہ اس ساری زمین پر وُہ بھر جاتے تھے کہ کسی دُوسرے حیوان کے لئے جگہ نہ رہتی تھی۔ ایک امر اُن میں سب سے زیادہ عجیب یہ تھا کہ ان میں سے ہر ایک اپنے مرنے کا وقت جانتا تھا کیونکہ ان کے نر و مادہ میں سے کوئی اس وقت تک نہ مرتا جب تک کہ اس کے ہزار فرزند نہ ہو جاتے جب ہزار فرزند ہو جاتے تو وہ سمجھ لیتا کہ اب مرنا چاہیئے پھر وُہ ان کے درمیان سے نکل جاتا اور مرنے کے لئے ہاتھ پیر پھیلا دیتا تھا۔ وُہ سب ذُوالقرنین کے زمانہ میں شہروں میں وار ہوئے تھے اور ایک مقام سے دُوسرے مقام پر جاتے تھے اور شہروں کو خراب کرتے پھرتے تھے۔ ایک قوم کے پاس سے دُوسری قوم کی طرف رُخ کرتے اور باشندوں کو ان کے شہروں سے نکالتے رہتے تھے اور جس طرف متوجہ ہوتے تھے رُخ نہیں پھیرتے تھے اور نہ ہی داہنی اور بائیں جانب متوجہ نہیں ہوتے تھے۔

جب اس قوم نے جس کے پاس ذُوالقرنین پہنچے تھے ان کی آواز سُنی سب کے سب نے ذُوالقرنین کے پاس جمع ہو کر فریاد کی کہ ہم نے سُنا ہے جو کچھ خدا نے آپ کو عطا

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، (حقیقت حال) یوں (تھی) اور جو کچھ اس کے پاس تھا ہم کو سب کی خبر تھی ﴿۹۱﴾ سورۃ الکھف

فرمایا ہے مثل بادشاہی اور ملک وسلطنت کے وار جودبدبہ وہیبت اس نے آپ کو بخشی ہے اور نور وظلمت اور اہل زمین کے لشکروں سے جس طرح آپ کی مدّد کی ہے۔ہم یاجُوج اور ماجُوج کے ہمسایہ واقع ہُوئے ہیں اور ان کے اور ہمارے درمیان اس پہاڑ کے سوا کوئی آڑ اور روک نہیں ہے ہمارے اور ان کے درمیان ان دونوں پہاڑ کے درمیان سے راہ ہے اگر وہ ہماری طرف رُخ کریں گے ہم کو ہمارے مکانوں سے نکال دیں گے۔ہم ان کے سامنے ٹھہرنے کی تاب نہیں رکھتے۔وہ بے انتہا مخلوق ہیں انسانوں کی سی صورت رکھتے ہیں لیکن مثل چوپایوں کے اور درندوں کے گھاس کھاتے ہیں۔اور حیوانوں اور جانوروں کو درندوں کی طرح پھاڑ ڈالتے ہیں سانپ اور بچھّو اور تمام حشرات الارض بلکہ ہر ذی رُوح کو کھاجاتے ہیں اور مخلوقات خدا میں سے کوئی مخلوق ان سے زیادہ نہیں ہوتی۔ہم جانتے ہیں کہ زمین ان سے بھر جائے گی اور وہ اس پر بسنے والوں کو نکال دیں گے اور زمین میں فساد کریں گے۔وُہ ہمارے شہروں میں قتل وغارت کرتے اور زراعتوں کو خراب کرتے ہیں اور فساد پھیلاتے ہیں بعضوں نے کہا ہے آدمیوں کو کھا جاتے تھے۔ان دونوں دیواروں سے باہر آجاتے ہیں اور غلے اور میوے کچھ نہیں چھوڑتے سب کھاجاتے ہیں۔ہم ہر وقت خائف ہیں کہ ان دونوں پہاڑوں کے درمیان سے ہماری طرف ظاہر ہوں گے۔خدانے آپ کو تدبیر وقوت عطا کی ہے کہ اس کے مثل تمام عالم میں کسی کو نہیں عطا کی۔کیا ہم آپ کے لئے کچھ چندہ جمع کردیں اور کچھ خراج مقرر کردیں جسے ہر سال دیتے رہیں گے ہمارے اور ان کے درمیان ایک دیوار بنادو،انہوں نے کہا مجھ کو تمہارے خراج کی حاجت نہیں ہے۔ذُوالقرنین نے کہا خدانے جو کچھ مجھے عطا کیا ہے اس چندہ سے بہتر ہے جو تم لوگ مجھے دوگے،لیکن اپنی قوت سے میری اعانت کرو اور اپنے ہاتھ پیروں سے میری مدّد کرو تاکہ تمہارے اور ان کے درمیان میں ایک سد تیار کردوں۔پھر کہا کہ لوہے کی سلیں لاؤ۔ان لوگوں نے کہا کہاں سے لائیں اتنے لوہے اور تانبے کہ اس سد کے لئے کافی ہو۔ذوالقرنین نے فرمایا کہ تم کو لوہے اور تانبے کی کانیں

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، پھر اس نے ایک اور سامان کیا(۹۲)

بتلاتاہوں کہا کس طرح ان میں سے لوہے اور تانبے کو کاٹیں گے پس ان کے لئے دُوسرے
معدن کو زمین کے نیچے سے باہر نکالا جس کو سامور کہتے تھے وہ تمام چیزوں سے زیادہ سفید
تھا۔ سامور کو جس قدر بھی کسی چیز پر ڈال دیتے تھے اس کو وہ پگھلا دیتا تھا اور اسی سے
چند آلات نیار کیئے۔ جس سے وہ لوگ معدنوں میں کام کرتے تھے اور اسی آلہ سے حضرت
سیلمانؑ بیت المقدس کے لئے ستوں اور ان پتھروں کو کاٹتے تھے جو شیاطین ان کے لئے
لائے تھے۔ غرض کہ ان لوگوں نے تانبا اور لوہا ذُوالقرنین کے پاس اس قدر جمع کیا جو سد کیلئے
کافی تھا۔ پھر لوہے کو پگھلایا اور اس کے ٹکڑے پتھر کی سلوں کی طرح بنائے اور دیوار میں
پتھر کے بجائے ان ہی ٹکڑوں کو چُنا اور تانبے کو پگھلا کر مٹی کے بجائے ان آہنی ٹکڑوں کے
درمیان میں رکھا۔ دونوں پہاڑوں کے درمیان ایک فرسخ کا فاصلہ تھا ذُوالقرنین نے فرمایا تو
اس دیوار کے لئے بنیاد کھودی یہاں تک کہ زمین کے نیچے پانی تک پہنچا یا اور سد کی چوڑائی ایک
میل تک قائم کی اور آہنی ٹکڑوں کو ایک دُوسرے پر چُن کر تانبے کو پانی کی طرح پگھلا کر اس
میں ڈالا گویا کہ ایک طبقہ مس کا تھا اور ایک آہن کا، یہاں تک کہ وہ دیوار ان دونوں پہاڑوں
کے برابر ہو گئی اور وہ چمکدار کپڑے کی طرح تانبے کی سرخی اور لوہے کی سیاہی کے سبب سے
سُرخ و سیاہ معلوم ہوتی تھی۔ ذُوالقرنین پہلے شخص تھے جنہوں نے زمین پر دیوار تعمیر کی۔
غرضکہ دیوار تیار ہوئی اور پھر یاجُوج وماجُوج نہ اس دیوار کو پھاند سکے اور نہ دیوار میں سُوراخ
کر سکے۔ ذُوالقرنین نے کہا یہ خدا کی رحمت ہے اور جب میرے پروردگار کا وعدہ پورا ہو گا کہ
قیامت کے قریب وہ باہر آئیں گے تو وہ اس دیوار کو زمین کے برابر کردے گا اور میرے
پروردگار کا وعدہ حق ہے۔ یاجُوج ماجُوج ہر سال اس سد کے قریب آتے ہیں کیونکہ وُہ شہروں
میں گشت کرتے رہتے ہیں۔ جب سد کے نزدیک پہنچتے ہیں تو وہ مانع ہوتی ہے پھر واپس چلے

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، یہاں تک کہ دو دیواروں کے درمیان پہنچا تو دیکھا کہ ان کے اس طرف
کچھ لوگ ہیں کہ بات کو سمجھ نہیں سکتے ﴿۹۳﴾ ان لوگوں نے کہا ذوالقرنین! یاجوج اور ماجوج زمین
میں فساد کرتے رہتے ہیں بھلا ہم آپ کے لئے خرچ (کا انتظام) کردیں کہ آپ ہمارے اور ان کے
درمیان ایک دیوار کھینچ دیں ﴿۹۴﴾

جاتے ہیں اور ہمیشہ اسی حال پر قیامت کے قریب تک رہیں گے یہاں تک کہ آثار قیامت ظاہر ہوں اور قیامت کی علامتوں میں سے ایک قائم آل محمدؐ صلوات اللہ علیہ کا ظہور ہے اس وقت حق تعالیٰ سد کو ان کے لئے کھول دے گا۔ جیسا کہ فرمایا ہے کہ جس وقت یاجُوج و ماجُوج رہا کئے جائیں گے اور وہ ہر بلندی سے تیزی کے ساتھ روانہ ہوں گے۔

روایت ہے کہ خدا کی بعض کتابوں میں موجود ہے کہ جب ذُوالقرنین سد کی تعمیر سے فارغ ہُوئے تو اپنے لشکر کے ساتھ شہروں میں گھومتے تھے یہاں تک کہ ایک پیر مرد کے پاس پہنچے جو نماز پڑھ رہا تھا۔ ذُوالقرنین اس کے پاس مع اپنے لشکر کے ٹھہر گئے۔ یہاں تک کہ وُہ نماز سے فارغ ہُوا ذُوالقرنین نے اس سے کہا کہ کیونکر تم کو میرے لشکر کے آدمیوں سے خوف نہ ہُوا۔ جو تمہارے پاس آئے اس نے کہا کہ میں اس سے مناجات کر رہا تھا جس کا لشکر تجھ سے بہت زیادہ ہے اور جس کی بادشاہی تجھ سے زیادہ غالب ہے اور جس کی قوّت تجھ سے زیادہ شدید ہے۔ اگر تیری طرف اپنا رُخ کرتا اپنی حاجت اس سے نہ حاصل کر سکتا ذُوالقرنین نے کہا کیا تم راضی ہو کہ میرے ساتھ چلو تاکہ میں تم کو اپنے ملک میں مساوی اور شریک کروں اور تم سے اپنے بعض امور میں مدد حاصل کروں۔ اس نے کہا ہاں راضی ہُوں۔ اگر تم میرے لئے چار خصلتوں کے ضامن ہو جاؤ، اوّل ایسی نعمت کہ جو کبھی زائل نہ ہو دُوسرے ایسی صحت کہ جس میں بیماری نہ ہو۔ تیسرے ایسی جوانی کہ جس میں پیری نہ ہو۔ چوتھے ایسی زندگی کہ جس میں موت نہ ہو۔ ذُوالقرنین نے کہا کہ کون مخلوق ان پر قادر ہے۔ اس نے کہا کہ میں اس کے ساتھ ہوں جو ان سب پر قادر ہُوا اور یہ تمام اُمور اس

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، ذوالقرنین نے کہا کہ خرچ کا جو مقدور خدا نے مجھے بخشا ہے وہ بہت اچھا ہے۔ تم مجھے قوت (بازو) سے مدد دو۔ میں تمہارے اور ان کے درمیان ایک مضبوط اوٹ بنا دوں گا ﴿۹۵﴾ تو تم لوہے کے (بڑے بڑے) تختے لاؤ (چنانچہ کام جاری کر دیا گیا) یہاں تک کہ جب اس نے دونوں پہاڑوں کے درمیان (کا حصہ) برابر کر دیا۔ اور کہا کہ (اب اسے) دھونکو۔ یہاں تک کہ جب اس کو (دھونک دھونک) کر آگ کر دیا تو کہا کہ (اب) میرے پاس تانبہ لاؤ اس پر پگھلا کر ڈال دوں ﴿۹۶﴾

کے قبضہ میں ہیں اور تم بھی اسی کے اختیار میں ہو۔ پھر ذُوالقرنین کا گذر ایک عالم کے پاس ہوا اس نے ذُوالقرنین سے کہا مجھے آگاہ کرو ان دو چیزوں سے جو رواں ہیں اور ان دو چیزوں سے جو ہمیشہ ایک دُوسرے کے بعد آتی ہیں اور ان دو چیزوں سے جو باہم ایک دُوسرے کی دشمن ہیں۔ ذُوالقرنین نے کہا کہ وہ دو چیزیں جو قائم ہیں آسمان و زمین ہیں اور وُہ دو چیزیں جو رواں ہیں آفتاب و ماہتاب ہیں اور وہ دو چیزیں جو ایک دُوسرے کے بعد آتی ہیں۔ رات و دن ہیں اور جو دو چیزیں کہ باہم ایک دُوسرے کی دشمن ہیں وُہ موت اور زندگی ہیں۔ اس نے کہا جاؤ کہ تم دانشمند ہو۔ ایسی ایک اور روایت کے مطابق ذُوالقرنین کی ایک پیر مرد پر نظر پڑی جو مردوں کی کھوپڑیاں جمع کئے ہُوئے تھا اور اس کو گھماتا اور دیکھتا تھا۔ ذُوالقرنین اپنے لشکر کے ساتھ اس کے پاس ٹھہر گئے اور کہا اے شیخ بیان کر کہ کس لئے ان سروں کو حرکت دیتا ہے اس نے کہا اس واسطے کہ میں جانوں کہ کون شریف رہا ہے اور کون وضع دار کون مالدار تھا اور کون پریشان حال۔ بیس سال سے ان کو گردش دیتا ہوں اور ہر چند دیکھتا ہوں مگر شناخت نہیں ہو سکتی اور میں تمیز نہیں کر سکتا ذُوالقرنین اس کو چھوڑ کر آگے بڑھے اور کہا میری تبنیہہ سے اس کی غرض تھی اور کچھ نہیں۔ پھر شہروں کی سیر کرتے ہُوئے موسیٰؑ کی دانشمند قوم کے پاس پہنچے جو حق کی ہدایت اور حق کے ساتھ انصاف کرتی تھی۔ ان سے کہا کہ اپنے حالات مجھ سے بیان کرو کیونکہ میں تمام زمین کی مشرق سے مغرب تک دریا اور صحرا اور پہاڑ اور میدانوں اور روشنی اور تاریکی میں سیر کر چکا ہوں۔ لیکن تمہارے مانند کسی کو نہیں دیکھا۔ بتاؤ کہ تمہارے مرِدوں کی قبریں تمہارے مکانوں کے دروازوں پہ کیوں ہیں۔ ان لوگوں نے کہا اس لئے کہ موت کو ہم فراموش نہ کریں اور اس کی یاد ہمارے دلوں سے نہ نکلے پُوچھا کس لئے تمہارے مکانوں میں دروازے (کواڑ) نہیں ہیں۔ کہا اس لئے کہ ہم میں چور اور خیانت

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، پھر ان میں یہ قدرت نہ رہی کہ اس پر چڑھ سکیں اور نہ یہ طاقت رہی کہ اس میں نقب لگا سکیں ﴿۹۷﴾ بولا کہ یہ میرے پروردگار کی مہربانی ہے۔ جب میرے پروردگار کا وعدہ آپہنچے گا تو اس کو (ڈھا کر) ہموار کر دے گا اور میرے پروردگار کا وعدہ سچا ہے ﴿۹۸﴾

کرنے والے نہیں ہوتے جو شخص ہم میں ہے امین ہے۔ پُوچھا تم میں اُمر کیوں نہیں ہوتے کہا اس لئے کہ ہم آپس میں ایک دُوسرے پر ظلم نہیں کرتے۔ پُوچھا تمہارے درمیان حکام کیوں نہیں ہوتے جواب دیا کہ ہم آپس میں دشمنی اور لڑائی نہیں کرتے پُوچھا کیوں تم میں بادشاہ نہیں ہوتے کہا ہم زیادتی کے طالب نہیں۔ پُوچھا کیوں تمہارے حالات اور اموال میں ایک دُوسرے سے فرق نہیں ہے کہا اس لئے کہ ہم آپس میں ایک دوسرے سے مساوات رکھتے ہیں اور اپنے مال کی زیادتی کو ایک دُوسرے پر تقسیم کردیتے ہیں اور آپس میں رحم کرتے ہیں۔ پُوچھا تمہارے درمیان نزاع اور اختلاف کیوں نہیں ہے کہا اس لئے کہ ہمارے قلوب میں ایک دوسرے کی الفت ہے اور ہم میں فساد نہیں ہے کہا کیوں ایک دُوسرے کو اسیر و قتل نہیں کرتے کہا صحیح ارادہ کے ساتھ ہم اپنی طبیعتوں پر غالب ہوگئے اور اپنے نفسوں کی اصلاح حلم و بُردباری کے ساتھ کی ہے۔ پُوچھا کس سبب سے تمہاری باتیں ایک ہیں اور تمہارا طریقہ صحیح اور دُرست ہے کہا اس سبب سے کہ ہم جھوٹ نہیں بولتے اور آپس میں ایک دُوسرے کی بُرائی نہیں کرتے اور غیبت نہیں کرتے پُوچھا کس لئے تمہارے درمیان پریشان اور فقیر کوئی نہیں ہے۔ کہا اس لئے کہ اپنے مال کو ہم آپس میں برابر تقسیم کرلیتے ہیں پُوچھا کس لئے تم میں سخت مزاج اور تندخو نہیں ہوتے کہا اس لئے کہ عاجزی اور فردتنی کو ہم نے اپنا شعار بنا رکھا ہے پُوچھا کیوں تمہاری عمریں تمام لوگوں سے زیادہ ہوتی ہیں کہا اس لئے کہ ہم لوگ حقوق عباد ادا کرتے ہیں اور انصاف کے ساتھ حکم کرتے ہیں اور ظلم نہیں کرتے پُوچھا تم لوگوں میں قحط کیوں نہیں آتا کہا اس لئے کہ ہم استغفار سے غافل نہیں ہوتے۔ کہا کیوں تم لوگ محزون و غمگیں نہیں ہوتے جواب دیا کہ ہم لوگ اپنے نفس کو بلاؤں پر راضی رکھتے ہیں اور اپنی ذات کو بلاؤ مصیبت پر تسلّی دے چکے ہیں۔ پُوچھا کیوں تم پر اور تمہارے اموال پر آفتیں نہیں آتیں کہا اس لئے کہ ہم لوگ خدا کے سوا کسی پر بھروسہ نہیں کرتے اور ستاروں کو بلاؤں کا سبب نہیں سمجھتے بلکہ تمام امور کو اپنے پروردگار کی طرف سے جانتے ہیں۔ کہا اچھا بتاؤ کہ تم نے اپنے آباؤ اجداد کو بھی اسی طریقہ پر پایا ہے کہا ہاں، ہمارے بزرگ بھی

اپنے مسکینوں پر رحم کرتے تھے فقیروں کے ساتھ مساوات اور برابری رکھتے تھے اگر کوئی ان پر ظلم کرتا تو معاف کر دیتے تھے۔ اگر کوئی ان کے ساتھ بدی کرتا تو وُہ اس سے نیکی کرتے تھے، اور امانت میں خیانت نہیں کرتے تھے۔ سچ بولتے تھے اور جھوٹ نہیں بولتے تھے۔ اس سبب سے خدا نے ان کے کاموں کی اصلاح کی یہ سب معلوم کرنے کے بعد ذُوالقرنین نے ان کے پاس بود و باش اختیار کی یہاںتک کہ رحمت الٰہی سے واصل ہوئے۔ انکی عمر پانچ سو سال ہُوئی۔

حضرت یعقوب اور یوسف علیہ السّلام کے حالات

حضرت یعقوبؑ اور عیص جڑواں پیدا ہوئے تھے لیکن پہلے عیص پیدا ہوئے تھے اور بعد میں یعقوبؑ اور وہ اسحٰقؑ کے فرزند تھے اور وُہ ابراہیمؑ خلیل خدا کے بیٹے تھے، اسی سبب سے ان کا نام یعقوبؑ رکھا گیا کیونکہ عیص کے عقب میں پیدا ہوئے۔ یعقوبؑ کو اسرائیل اللہ کہتے تھے یعنی خدا کے لئے خالص یا خدا کے برگزیدہ یا صرف برگزیدہ اور اسرا کے معنی بندہ کے ہیں اور ایل خدا کا نام ہے۔ دوسری روایت کی بنا یعقوبؑ بیت المقدس کی خدمت کرتے تھے اور بیت المقدس میں جو سب سے پہلے داخل ہوتا تھا اور سب کے بعد نکلتا تھا وہ آنحضرت ہی تھے۔ وہ بیت المقدس کی قندیلیں روشن کر دیتے تھے اور جب صبح کو جا کر دیکھتے تھے تو قندیلوں کو بجھی ہوئی پاتے اس لئے ایک رات تاک میں بیٹھے ناگاہ دیکھا کہ ایک جن قندیلوں کو خاموش کر رہا ہے۔ حضرتؑ نے اس کو پکڑا اور بیت المقدس کے ایک ستون سے باندھ دیا۔ جب صبح ہوئی تو لوگوں نے دیکھا کہ یعقوبؑ نے اس جن کو قید کر رکھا ہے وہ مسجد کے ستون سے بندھا ہوا ہے اس کا نام ایل تھا اسی سبب سے ان کو اسرائیل کہنے لگے اور اسرا کے معنی قوّت یعنی قوّت خدا۔ یعقوبؑ ہر روز ایک گوسفند ذبح کر کے اس میں سے کچھ تصدّق بھی کرتے سائل کو دیتے اور بقیہ حصّہ میں سے خود کھاتے اور اپنے اہل و عیال کو کھلاتے تھے۔ ایک مرتبہ شب جمعہ افطار کے وقت ایک مسافر مومن غریب روزہ دار سائل جس کی منزلت خدا کے نزدیک بہت عظیم تھی۔ ان کے دروازہ پر آیا اور آواز دی کہ اپنے کھانے میں سے غریب مسافر بھوکے سائل کو کھانا کھلاؤ۔ یُوں ہی کئی بار سوال کیا ان لوگوں نے سُنا لیکن اس کے حق کو نہ پہچانا (علما کہتے ہیں کہ شاید یعقوبؑ کے کانوں تک اس کی آواز نہیں پہنچی اور

ترجمہ، اور ہم نے ان کو اسحاق اور یعقوب بخشے۔ (اور) سب کو ہدایت دی۔ اور پہلے نوح کو بھی ہدایت دی تھی اور ان کی اولاد میں سے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون کو بھی۔ اور ہم نیک لوگوں کو ایسا ہی بدلا دیا کرتے ہیں ﴿۸۴﴾ سورۃ الأنعام

ان کے باقی گھر والوں نے سائل کی آواز پر توجہ نہ کی ہو، ورنہ نبی کی شان سے یہ بعید ہے کہ سائل کو محروم واپس کر دے) اور اس کی بات کو باور نہ کیا آخر وہ مایوس ہُوا اور رات کی تاریکی نے اس کو گھیر لیا وہ "اناللہ و انا الیہ راجعون" کہتا اور روتا ہُوا واپس چلا گیا اور بھوکا سو گیا دُوسرے روز بھی بھوکا تھا لیکن صبر کیا اور خدا کی حمد بجالایا۔ یعقوبؑ اور ان کے اہل و عیال رات کو سیر ہو کر سوئے صبح کو ان کے پاس رات کا کھانا بچا ہوا تھا۔ حق تعالیٰ نے اس صبح کو یعقوبؑ پر وحی کی کہ تم نے میرے بندہ کو اس درجہ ذلیل کیا کہ اس کے سبب سے اپنی جانب میرے غضب کا رُخ پھیر لیا اور میرے عذاب کے سزاوار ہُوئے لہذا میری جانب سے اپنے اور اپنے اہل و عیال پر ابتلا کے منتظر رہو اے یعقوبؑ میرے نزدیک پیغمبروں میں سب سے زیادہ محبوب اور سب سے زیادہ گرامی وہ ہے جو میرے مسکین اور عاجز بندوں پر رحم کرے اور ان کو اپنے قرب میں جگہ دے ان کو کھانا کھلائے ان کی اُمید گاہ اور جائے پناہ ہو اے یعقوبؑ تم نے کیوں رحم نہ کیا میرے غریب بندہ پر جو میری عبادت میں کوشش کرنے والا اور دُنیا کی قلیل مگر حلال چیزوں پر قناعت کرنے والا ہے شب گذشتہ جس وقت کہ تمہارے دروازہ پر وہ گذرا اپنے افطار کے وقت تمہارے گھر میں آواز دی کہ راہ گیر غریب اور قانع سائل کو کھانا کھلاؤ اور تم لوگوں نے اس کو کچھ نہ دیا اس نے اپنے حال کی مجھ سے شکایت کی اور بھوکا سو رہا اور میری حمد بجالایا پھر دُوسرے روز روزہ رکھا اے یعقوبؑ تم اور تمہارے فرزند سیر ہو کر سو رہے اور صبح تمہارے پاس کھانا بچا ہوا تھا۔ اے یعقوبؑ شاید تم نہیں جانتے کہ میری عقوبت اور بلا بہ نسبت میرے دشمنوں کے میرے دوستوں کو بہت جلد پہنچتی ہے۔ اور یہ میرا لطف و احسان ہے میرے دوستوں کے لئے اور استدراج اور امتحان ہے دشمنوں کے واسطے اپنے عزت کی قسم کھاتا ہوں کہ تم پر بلا نازل کروں گا۔ اور تمہارے فرزندوں کو تیر ہائے مصائب کا نشانہ بناؤنگا۔ اور تم کو اپنی طرف سے آزار و مصیبت میں گرفتار کروں گا۔ لہٰذا میری بلاؤں کے لئے تیار رہو اور میرے حکم پر راضی رہو اور میری جانب سے مصیبتوں پر صبر کرو۔ روایت کے مطابق یعقوبؑ کے پندرہ بیٹے تھے جن میں یوسفؑ اور بنیامین ایک

ماں سے تھے اور جب بنیامین کو یوسفؑ نے قید کر لیا تھا تو یعقوبؑ نے خدا کی بارگاہ میں دعا کی اور کہا خداوندا کیا مجھ پر تو رحم نہ کرے گا۔ میری دونوں آنکھیں اور دونوں فرزند کو تو نے لے لیا۔ خدا نے ان پر وحی کی کہ اگران کو میں نے مار ڈالا ہوگا تو یقیناً زندہ کر دوں گا اور ان کو تم سے ملادوں گا۔ لیکن کیا تم کو وہ گوسفند یاد نہیں آتا ہے جس کو تم نے ذبح کر کے بریاں کیا اور کھایا اور فلاں شخص تمہارے مکان کے پہلو میں روزدار تھا تم نے اس کو کچھ نہ دیا۔ اس کے بعد یعقوبؑ ہر روز صبح کو حکم دیتے تھے کہ ایک فرسخ تک ندا کریں کہ جو شخص ناشتہ کرنا چاہے۔ آل یعقوبؑ کے پاس آئے اور ہر شام کو پکارتے تھے کہ جو شخص طعام چاہتا ہو آل یعقوبؑ کے پاس آئے۔

الغرض اسی شب کو یوسفؑ نے خواب دیکھا جس رات یعقوبؑ اور آل یعقوبؑ سیر ہو کر سوئے اور سائل بھوکا سویا اور یوسفؑ نے خواب کو اپنے پدر یعقوبؑ سے بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ گیارہ ستاروں اور آفتاب و ماہتاب نے مجھے سجدہ کیا۔ روایت کے مطابق جو ستارے انہوں نے دیکھیں تھے وہ ۱) طارق، ۲) حوبان، ۳) ذیال، ۴) ذوالکتفین، ۵) وماب، ٦) قابس، ۷) عمودان، ۸) فیلق، ۹) مصبیح، ۱۰) صوع اور ۱۱) ضروغ تھے جس کی تعبیر یہ کی گئی ہے کہ وہ بادشاہ مصر ہوں گے اور ان کے باپ ماں اور بھائی ان کے پاس جائیں گے، آفتاب سے مراد یوسفؑ کی ماں تھیں جن کا نام راحیل تھا اور ماہتاب یعقوبؑ تھے اور گیارہ ستارے ان کے بھائی تھے، جب یہ لوگ ان کے پاس پہنچے اور یوسفؑ کو زندہ دیکھا تو خدا کے لئے سجدہ شکر کیا تھا۔ جب یعقوبؑ نے یوسفؑ سے ان کا خواب سُنا جو کچھ ان کو وحی ہو چکی تھی کہ بلا پر مستعد رہنا اس بناء پر یوسفؑ سے کہا کہ اپنے اس خواب کو اپنے بھائیوں سے بیان نہ کرنا کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ تم کو مصیبت میں مبتلا کرنے لئے کوئی مکروفریب نہ

ترجمہ، اور جب ابراہیم ان لوگوں سے اور جن کی وہ خدا کے سوا پرستش کرتے تھے اُن سے الگ ہوگئے تو ہم نے ان کو اسحاق اور (اسحاق کو) یعقوب بخشے۔ اور سب کو پیغمبر بنایا (۴۹) اور ان کو اپنی رحمت سے (بہت سی چیزیں) عنایت کیں۔ اور ان کا ذکر جمیل بلند کیا (۵۰) سورۃ مریم

کریں۔ کیونکہ شیطان انسان کا دشمن ہے اور دشمنی ظاہر کرنے والا ہے۔ پھر فرمایا جیسا کہ تمنے
یہ خواب دیکھا ہے اس سے امید ہے کہ تمہارا پروردگار تم کو برگزیدہ فرمائے گا۔ اور احادیث
کی تاویل کی تعلیم یعنی خوابوں کی تعبیر یا اس سے زیادہ عام باتیں اور تمام علوم الٰہی اور اپنی نعمت
یعنی پیغمبری تم پر تمام کرے گا۔ جس طرح کہ تمہارے دو پدر ابراہیمؑ و اسحٰقؑ پر تم سے پہلے
تمام کر چکا ہے۔ یہ تحقیق کہ تمہارا پروردگار دانا اور حکیم ہے یوسفؑ حسن و جمال میں اپنے تمام
ہمعصروں سے زیادہ تھے اور یعقوبؑ اُن کو بہت دوست رکھتے تھے۔ غرض یوسفؑ نے اس
نصیحت پر عمل نہ کیا اور اپنے خواب کو اپنے بھائیوں سے بیان کر دیا۔ بس جو بلا یعقوبؑ اور آل
یعقوبؑ پر نازل ہُوئی وہ یوسفؑ کے بارے میں ان کے بھائیوں کا حسد تھا۔ اس خواب کے
سبب سے جوان لوگوں نے یوسفؑ سے سُنا تھا اور یعقوبؑ کی رقت یوسفؑ کے لئے زیادہ ہُوئی
وُہ ڈرے کہ جو وحی ان کو کی گئی ہے کہ بلا کے لئے تیار رہنا وُہ یوسفؑ کے باب میں ہوگی اور ان
کی محبت دُوسرے فرزندوں کی بہ نسبت زیادہ تھی۔ جب برادران یوسفؑ نے دیکھا کہ وہ
یوسفؑ پر ان لوگوں سے زیادہ مہربان ہیں اور ان کو زیادہ عزیز رکھتے ہیں اور ان لوگوں پر ترجیح
دیتے ہیں تو ان پر بہت گراں گذرا، اور آپس میں مشورہ کیا کہ ہمارے باپ کو یوسفؑ اور ان کا
بھائی ہم سے زیادہ محبُوب ہیں حالانکہ ہم زیادہ قوی اور تنومند ہیں اور باپ کی خدمت کرتے
ہیں اور وہ دونوں بچے ہیں وہ ان کا کوئی کام بھی نہیں کرتے۔ یقیناً اس بارے میں ہمارے باپ
کھلی ہوئی غلطی پر ہیں۔ یوسفؑ کو مار ڈالو یا ایسی زمین پر چھوڑ آؤ جو آبادی سے دُور ہوتا کہ
پدر بزرگوار کا روئے التفات ہم سب کی طرف رہے۔ یعنی ان کی شفقت ہم سے مخصوص
ہو جائے اور پھر وُہ کسی دُوسری طرف رُخ نہ کریں پھر اس کے بعد ہم سب نیک اور صالح بن
جائیں گے اور توبہ کرلیں گے یہ مشورہ کر کے وُہ لوگ اُسی وقت اپنے باپ کی خدمت میں

ترجمہ، یہ وہ لوگ ہیں جن پر خدا نے اپنے پیغمبروں میں سے فضل کیا۔ (یعنی) اولاد آدم میں سے اور
ان لوگوں میں سے جن کو نوح کے ساتھ (کشتی میں) سوار کیا اور ابراہیم اور یعقوب کی اولاد میں سے
اور ان لوگوں میں سے جن کو ہم نے ہدایت دی اور برگزیدہ کیا۔ جب ان کے سامنے ہماری آیتیں
پڑھی جاتی تھیں تو سجدے میں گر پڑتے اور روتے رہتے تھے ﴿۵۸﴾ سورۃ مریم

آئے اور کہا اے پدر کیوں ہم لوگوں کے ساتھ یوسفؑ کو نہیں بھیجتے اور اس کے بارے میں ہم کو امین کیوں نہیں سمجھتے۔ حالانکہ ہم ان کے ناصح اور خیر خواہ ہیں۔ ان کو کل ہمارے ساتھ بھیج دیجئے تاکہ وُہ (جنگل کے) میوے کھائیں اور کھیلیں یقیناً ہم لوگ اس کی حفاظت کرنے والے ہیں اس سے کہ کوئی ضرر اس کو پہنچے۔ یعقوبؑ نے فرمایا کہ بے شک اس کا میری نگاہوں سے علیحدہ ہونا میرے صدمہ کا سبب ہوتا ہے میں اس کی مفارقت کی تاب نہیں رکھتا میں ڈرتا ہوں کہ کہیں ان کو بھیڑیا نہ کھا جائے اور تم اس سے غافل رہو۔ ان لوگوں نے کہا کہ اگر بھیڑیا اس کو کھا جائے اور ہماری جماعت اس کے ہمراہ ہے تو یقیناً ہم نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہوں گے۔ غرض کہ یعقوبؑ عذر کرتے تھے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ خدا کی جانب سے وُہ بلا یوسفؑ سے متعلق ہو چونکہ اُن کو ہر ایک سے بہت زیادہ دوست رکھتے تھے آخر خدا کی قدرت اس کی قضا اور اس کا حکم جاری ہوا اور یعقوبؑ یوسفؑ اور ان کے بھائیوں کے باب میں غالب آیا اور حضرت یعقوبؑ اپنی ذات سے اور یوسفؑ سے بلا کو رد نہ کر سکے۔ غرضیکہ یوسفؑ کو ان کے بھائیوں کے حوالہ کیا باوجود کہ کراہت رکھتے تھے اور یوسفؑ کے بارے میں خدا کی جانب سے بلا کے منتظر ہُوئے۔ جب وُہ لوگ یوسفؑ کو مکان سے لے چلے۔ یعقوبؑ بیتاب ہو کر ان کے پیچھے تیزی سے دوڑتے ہُوتے پہنچے اور یوسفؑ کو ان سے لے لیا اور ان کی گردن میں باہیں ڈال کر روئے پھر ان کو دے دیا۔ اور واپس آئے ادھر وُہ لوگ روانہ ہوئے اور تیزی کے ساتھ یوسفؑ کو لے چلے تاکہ ایسا نہ ہو کہ پھر یعقوبؑ آ کر ان سے لے لیں اور واپس نہ

ترجمہ، جب یوسف نے اپنے والد سے کہا کہ ابا میں نے (خواب میں) گیارہ ستاروں اور سورج اور چاند کو دیکھا ہے۔ دیکھتا (کیا) ہوں کہ وہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں ﴿٤﴾ انہوں نے کہا کہ بیٹا اپنے خواب کا ذکر اپنے بھائیوں سے نہ کرنا نہیں تو وہ تمہارے حق میں کوئی فریب کی چال چلیں گے۔ کچھ شک نہیں کہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے ﴿٥﴾ اور اسی طرح خدا تمہیں برگزیدہ (وممتاز) کرے گا اور (خواب کی) باتوں کی تعبیر کا علم سکھائے گا۔ اور جس طرح اس نے اپنی نعمت پہلے تمہارے دادا، پردادا ابراہیم اور اسحاق پر پوری کی تھی اسی طرح تم پر اور اولاد یعقوب پر پوری کرے گا۔ بے شک تمہارا پروردگار (سب کچھ) جاننے والا (اور) حکمت والا ہے ﴿٦﴾ ہاں یوسف اور ان کے بھائیوں (کے قصے) میں پوچھنے والوں کے لیے (بہت سی) نشانیاں (بقیہ اگلے صفحے پر)

دیں۔ وُہ لوگ ان کو بہت دُور ایک جنگل میں لے گئے اور مشورہ کیا کہ یوسفؑ کو مار کر درخت کے نیچے ڈال دیں رات کو بھیڑیا کھا جائیگا۔ ان میں سب سے بڑے بھائی (لاوی) نے جوان میں موجود تھے، کہا کہ اگر یہی منظور ہے کہ یوسفؑ کو باپ سے جُدا کر دیا جائے تو میری بات اگر مانو تو اس کو قتل نہ کرو بلکہ ان کو قعر چاہ میں ڈال دو تا کہ کسی قافلہ کے لوگ نکال لے جائیں یہ مشورہ کر کے یوسفؑ کو کنوئیں پر لے گئے اور کہا کہ اپنے کپڑے اتار دو، یوسفؑ رونے لگے اور کہا اے میرے بھائیوں مجھے برہنہ نہ کرو۔ ان لوگوں میں سے ایک نے چاقو نکال لیا اور کہا اگر کپڑے نہیں اتارو گے تو تم کو مار ڈالوں گا۔ چنانچہ یُوسفؑ کا لباس اتارا اور ان کنویں میں ڈال دیا، ان کا خیال تھا کہ یوسفؑ غرق ہو جائیں گے۔ جب وُہ کنوئیں کی تہہ میں پہنچے تو اپنے پروردگار سے مناجات کی اور کہا اے ابراہیمؑ و اسحٰقؑ اور یعقوبؑ کے خدا میری کمزوری اور بے بسی اور خورو سالی پر رحم کر، پھر جبرئیلؑ کنویں میں نازل ہُوئے اور کہا کہ خدا فرماتا ہے کہ ہم تم کو جلالت کے ساتھ عزیز مصر بنائیں گے اور تمہارے بھائیوں کو تمہارا محتاج کریں گے تا کہ وہ تمہارے پاس آویں اور تم ان کو اس برتاؤ کی خبر دو جو آج تمہارے ساتھ ان لوگوں نے کیا ہے اور وہ تم کو نہ پہچانیں گے کہ تم یوسفؑ ہو۔ یوسفؑ نے اپنے بھائیوں کو آواز دی کہ اے فرزندان روبیں میرا اسلام میرے پدر کی خدمت میں پہنچا دینا جب ان کی آواز سُنی ایک نے دُوسرے سے کہا کہ اس جگہ سے حرکت نہ کرو جب تک کہ معلوم نہ ہو جائے کہ وُہ مر گیا۔ آخر وُہ وہاں شام تک ٹھہرے اور انہوں نے ایک بکری کے بچے کو ذبح کر کے ان کے

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، ہیں ﴿۷﴾ جب انہوں نے (آپس میں) تذکرہ کیا کہ یوسف اور اس کا بھائی ابا کو ہم سے زیادہ پیارے ہیں حالانکہ ہم جماعت (کی جماعت) ہیں۔ کچھ شک نہیں کہ ابا صریح غلطی پر ہیں ﴿۸﴾ تو یوسف کو (یا تو جان سے) مار ڈالو یا کسی ملک میں پھینک آؤ۔ پھر ابا کی توجہ صرف تمہاری طرف ہو جائے گی۔ اور اس کے بعد تم اچھی حالت میں ہو جاؤ گے ﴿۹﴾ ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ یوسف کو جان سے نہ مارو کسی گہرے کنویں میں ڈال دو کہ کوئی راہگیر نکال (کر اور ملک میں) لے جائے گا۔ اگر تم کو کرنا ہے (تو یوں کرو) ﴿۱۰﴾ (یہ مشورہ کر کے وہ یعقوب سے کہنے لگے کہ اباجان کیا سبب ہے کہ آپ یوسف کے بارے میں ہمارا اعتبار نہیں کرتے حالانکہ ہم اس کے خیر خواہ ہیں ﴿۱۱﴾ کل اسے ہمارے ساتھ بھیج دیجیئے کہ خوب (بقیہ اگلے صفحے پر)

کپڑے کو اس کے خون میں آلودہ کیا تو لادی نے ان سے کہا، بھائیوں ہم یعقوبؑ اسرائیل خدا بن اسحٰقؑ پیغمبر خدا پسر ابراہیمؑ خلیل خدا کے فرزند ہیں۔ کیا تم لوگ گمان کرتے ہو کہ خدا اس خبر کو ہمارے باپ سے پوشیدہ رکھے گا ان لوگوں نے کہا کہ پھر کیا تدبیر کرنا چاہیے۔ انہوں نے کہا آؤ غسل کر کے نماز جماعت ادا کریں اور خدا سے تضرع وزاری کریں کہ اس خبر کو ہمارے باپ سے پوشیدہ رکھے یقیناً خدا بخشنے والا مہربان ہے۔ پس وہ اٹھے اور غسل کیا۔ ابراہیمؑ ویعقوبؑ کی سنّت یہ تھی کہ جب تک گیارہ افراد جمع نہ ہوں نماز جماعت نہیں ہوسکتی تھی اور وہ دس ہی آدمی تھے ان لوگوں نے کہا اب کیا کریں، امام جماعت نہیں ہے، لاوی نے کہا ہم خدا کو اپنا امام قرار دیتے ہیں۔ غرضیکہ نماز ادا کی اور بارگاہ خدا میں گریہ وزاری کی کہ اس خبر کو ان کے پدر سے پوشیدہ رکھے پھر رات کو سونے کے وقت روتے ہُوئے باپ کی خدمت میں واپس آئے اور یوسفؑ کے خون آلود پیراہن کو دکھا کر کہا کہ باباجان ہم لوگ یوسفؑ کو لے کر گئے اس کو اپنے سامان کے پاس چھوڑ دیا اور خود ادھر ادھر دوڑنے اور تیراندازی کرنے لگے اتنے میں بھیڑیا آکر اس کو کھا گیا لیکن آپ کو ہماری بات کا اعتبار نہ ہوگا گو کہ ہم راست گو ہیں۔ یعقوبؑ نے فرمایا کہ تمہارے لئے تمہارے نفسوں نے کسی امر کی زینت دی ہے لٰہذا میں صبر جمیل کرتا ہوں اور خدا سے مدّد طلب کرتا ہوں کہ مجھے صبر عطا فرمائے اس پر کہ جو کچھ تم یوسفؑ کے بارے میں کہتے ہو۔ یعقوبؑ نے پُوچھا کہ اس بھیڑیئے کا غضب یوسفؑ پر کس قدر شدید تھا اور کس قدر مہربان اس کے کپڑوں پر کہ یوسفؑ کو کھالیا

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، میوے کھائے اور کھیلے کودے۔ ہم اس کے نگہبان ہیں ﴿۱۲﴾ انہوں نے کہا کہ یہ امر مجھے غمناک کئے دیتا ہے کہ تم اسے لے جاؤ (یعنی وہ مجھ سے جدا ہو جائے) اور مجھے یہ خوف بھی ہے کہ تم (کھیل میں) اس سے غافل ہو جاؤ اور اسے بھیڑیا کھا جائے ﴿۱۳﴾ وہ کہنے لگے کہ اگر ہماری موجودگی میں کہ ہم ایک طاقتور جماعت ہیں، اسے بھیڑیا کھا گیا تو ہم بڑے نقصان میں پڑ گئے ﴿۱۴﴾ غرض جب وہ اس کو لے گئے اور اس بات پر اتفاق کر لیا کہ اس کو گہرے کنویں میں ڈال دیں۔ تو ہم نے یوسف کی طرف وحی بھیجی کہ (ایک وقت ایسا آئے گا کہ) تم ان کے اس سلوک سے آگاہ کرو گے اور ان کو (اس وحی کی) کچھ خبر نہ ہوگی ﴿۱۵﴾ (یہ حرکت کرکے) وہ رات کے وقت باپ کے پاس روتے ہوئے آئے ﴿۱۶﴾ (اور) کہنے لگے کہ ابا

(بقیہ اگلے صفحے پر)

اور اس کے کپڑوں کو پھاڑا تک نہیں۔ یعقوبؑ نے کہا "انّا للّٰہ وانا الیہ راجعون" اور روئے اور سمجھ گئے کہ یہ وہی امتحان وابتلا ہے۔ جسکی خبر بذریعہ وحی خدا نے دیدی تھی کہ بلا پر تیار رہو لہٰذا صبر کیا اور مصیبت پر آمادہ ہوگئے اور ان لوگوں سے فرمایا کہ خدا کبھی یوسفؑ کا گوشت بھیڑیئے کو کھانے کے لئے نہ دے گا۔ قبل اس کے کہ میں اس سچّے خواب کی تعبیر مشاہدہ نہ کرلوں جو یوسفؑ نے دیکھا تھا۔ یعقوبؑ نے اپنے اوپر اونٹ کا گوشت حرام کرلیا تھا اسی کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ جب وہ اونٹ کا گوشت کھاتے تھے تو ان کے جسم کے نیچے کے حصّے میں زیادہ درد ہونے لگتا تھا، اس کے علاوہ فرزندان یعقوبؑ کے لئے تمام کھانے حلال تھے سوائے اس کے جو کچھ یعقوبؑ نے اپنے اوپر حرام کرلیا تھا۔

دوسرے دن جب صبح ہوئی تو بھائیوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ آؤ چل کر دیکھیں کہ یوسفؑ کس حال میں ہیں آیا مر گئے یا زندہ ہیں جب کنویں پر پہنچے تو راہگیروں کی ایک جماعت کو دیکھا جس نے اس کنویں کے قیام کیا ہوا ہے اور کنویں پر جمع ہیں۔ اس جماعت نے پہلے کسی کو پانی لانے کے لئے کنویں پر بھیجا تھا اُس نے ڈول کنوئیں میں ڈالا تو یوسفؑ اس ڈول سے لپٹ گئے اس نے ڈول اوپر نکالا اس میں ایک نہایت حسین و جمیل لڑکے کو دیکھا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو آواز دی کہ خوش خبری ہو تم کو کہ یہ طفل کنوئیں سے نکلا ہے۔ اسی وقت یوسفؑ کے بھائی پہنچ گئے اور کہنے لگے کہ یہ ہمارا غلام ہے کل اس کنویں میں گر گیا تھا

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، جان ہم تو دوڑنے اور ایک دوسرے سے آگے نکلنے میں مصروف ہوگئے اور یوسف کو اپنے اسباب کے پاس چھوڑ گئے تو اسے بھیڑیا کھا گیا۔ اور آپ ہماری بات کو گو ہم سچ ہی کہتے ہوں باور نہیں کریں گے ﴿۱۷﴾ اور ان کے کرتے پر جھوٹ موٹ کا لہو بھی لگا لائے۔ یعقوب نے کہا (کہ حقیقت حال یوں نہیں ہے) بلکہ تم اپنے دل سے (یہ) بات بنا لائے ہو۔ اچھا صبر (کہ وہی) خوب (ہے) اور جو تم بیان کرتے ہو اس کے بارے میں خدا ہی سے مدد مطلوب ہے ﴿۱۸﴾ (اب خدا کی شان دیکھو کہ اس کنویں کے قریب) ایک قافلہ آوارد ہوا اور انہوں نے (پانی کے لیے) اپنا سقا بھیجا۔ اس نے کنویں میں ڈول لٹکایا (تو یوسف اس سے لٹک گئے) وہ بولا زہے قسمت یہ تو (نہایت حسین) لڑکا ہے۔ اور اس کو قیمتی سرمایہ سمجھ کر چھپا لیا اور جو کچھ وہ (بقیہ اگلے صفحے پر)

آج ہم لوگ آئے ہیں کہ اس کو نکالیں یہ کہہ کر یوسفؑ کو ان سے لے لیا اور ایک طرف لے گئے اور کہا اگر تم ہماری غلامی کا اقرار نہ کرو گے تو ہم تم کو مار ڈالیں گے۔ یوسفؑ نے کہا کہ مجھ کو قتل نہ کرو اور جو کچھ چاہو کرو۔ پھر ان کے بھائی اُن کو قافلہ والوں کے پاس لے گئے اور کہا کہ اس غلام کو ہم سے خرید لو۔ یہ سُن کر ایک شخص جس کا نام مالک بن زعر تھا، نے بیس درہم کے عوض یوسفؑ کو خرید کیا اور اس وقت یوسفؑ کی عمر سات یا نو سال کی تھی لیکن سات سال زیادہ درست ہے۔ یوسفؑ کے بھائی یوسفؑ کے لئے راہ داروں میں سے تھے یعنی ان کی شان سے واقف نہ تھے کہ اس قدر کم قیمت پر فروخت کر دیا اور جس شخص نے ان کو خرید کیا تھا مصر لے گیا جس کا فاصلہ یعقوبؑ کے مکان سے بارہ روز کا تھا۔ جس وقت سے اس شخص نے یوسفؑ کو خریدا تھا وہ اور اس کے ساتھی آنحضرت کی برکت سے اپنے حالات میں بہتری اور اس سفر میں برکت مشاہدہ کرتے تھے۔ بس اس شخص نے یوسفؑ کو لے جا کر وہاں کے بادشاہ کے ہاتھ فروخت کیا جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس شخص نے اپنی بیوی سے کہا جس نے یوسفؑ کو خریدا تھا کہ یوسفؑ کو عزیز رکھنا شاید ہمارے کاموں میں اس سے کچھ مدّد ملے یا یہ کہ ہم اس کو فرزندی میں لے لیں گے۔ ادھر یوسفؑ کے فروخت کرنے کے بعد مالک بن زعر سے وہ برکت زائل ہو گئی اور برابر مالک کا دل یوسفؑ کی طرف مائل تھا اور وہ آثار جلالت و بزرگی ان کی جبین سے مشاہدہ کرتا تھا۔ ایک روز یُوسفؑ سے اس نے کہا کہ مجھ سے اپنا نسب بیان کرو کہا میں یعقوبؑ کا فرزند یُوسفؑ ہوں اور وُہ اسحٰقؑ بن ابراہیمؑ کے بیٹے ہیں۔ یہ سُن کر

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، کرتے تھے خدا کو سب معلوم تھا ﴿۱۹﴾ اور اس کو تھوڑی سی قیمت (یعنی) معدودے چند درہموں پر بیچ ڈالا۔ اور انہیں ان (کے بارے) میں کچھ لالچ نہ تھا ﴿۲۰﴾ اور مصر میں جس شخص نے اس کو خریدا اس نے اپنی بیوی سے (جس کا نام زلیخا تھا) کہا کہ اس کو عزت و اکرام سے رکھو عجب نہیں کہ یہ ہمیں فائدہ دے یا ہم اسے بیٹا بنالیں۔ اس طرح ہم نے یوسف کو سرزمین (مصر) میں جگہ دی اور غرض یہ تھی کہ ہم ان کو (خواب کی) باتوں کی تعبیر سکھائیں اور خدا اپنے کام پر غالب ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ﴿۲۱﴾ اور جب وہ اپنی جوانی کو پہنچے تو ہم نے ان کو دانائی اور علم بخشا۔ اور نیکوکاروں کو ہم اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں ﴿۲۲﴾ تو جس عورت کے گھر میں وہ رہتے تھے اس نے ان کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا اور دروازے (بقیہ اگلے صفحے پر)

مالک نے ان کو گود میں لے لیا اور رو کر کہا میرا کوئی فرزند پیدا نہیں ہُوا میں چاہتا ہوں کہ اپنے پروردگار سے دُعا کرو کہ مجھے لڑکے کرامت فرمائے اور سب پسر ہوں۔ حضرت یوسفؑ نے دُعا کی تو خدا نے اس کو بارہ مرتبہ فرزند عطا فرمائے اور ہر مرتبہ جوڑواں لڑکے پیدا ہُوئے۔ عزیز نے جب یوسفؑ کا حسن و جمال دیکھا عظمت و جلال کا نور ان کے جبین سے مشاہدہ کیا اور اپنی زوجہ زلیخا سے سفارش کی کہ ان کو عزّت و محبت کے ساتھ رکھیں۔ شاید ان سے ہم کو کچھ نفع حاصل ہو یا ہم ان کو اپنا فرزند قرار دیں گے کیونکہ عزیز کے کوئی فرزند نہ تھا۔ پس ان دونوں نے یوسفؑ کو گرامی رکھا اور ان کی تربیت کی جب وہ سن بلوغ کو پہنچے تو عزیز کی بیوی ان پر عاشق ہُوئی اور ہر عورت جو یوسفؑ کو دیکھتی تھی ان کے عشق سے بے تاب ہو جاتی تھی اور کوئی مرد ان کو نہیں دیکھتا تھا، مگر یہ کہ ان کی محبت میں بیقرار ہوتا تھا۔ حضرت کا روئے نورانی چودھویں کے چاند کی مانند تھا۔ زلیخا کوشش کرتی تھیں کہ یوسفؑ اپنی طرف مائل کرلیں اور ان کے ساتھ ہم بستر ہوں۔ یوسفؑ کہتے تھے کہ معاذاللہ ہم اس گھر کے رہنے والے ہیں زنا نہیں کرتے اس عورت نے ایک روز دروازوں کو بند کردیا اور کہا خوف نہ کرو اور ان کے سامنے لیٹ کر کہا کہ جلد میرے مقصد کو پُورا کرو۔ یوسفؑ نے کہا میں اس عمل قبیح سے خدا کی پناہ چاہتا ہوں جس کے لئے تو مجھ کو آمادہ کرتی ہے، تیرے شوہر عزیز نے میری تربیت کی ہے اور مجھ کو گرامی رکھتے ہیں یقیناً خدا ستم گاروں کو نجات نہیں دیتا۔ لیکن پھر بھی وُہ یوسفؑ سے لپٹ گئیں اسی حال میں یوسفؑ نے مکان کے ایک گوشہ میں

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، بند کرکے کہنے لگی (یوسف) جلدی آؤ۔ انہوں نے کہا کہ خدا پناہ میں رکھے (وہ یعنی تمہارے میاں) تو میرے آقا ہیں انہوں نے مجھے اچھی طرح سے رکھا ہے (میں ایسا ظلم نہیں کرسکتا) بے شک ظالم لوگ فلاح نہیں پائیں گے ﴿۲۳﴾ اور اس عورت نے ان کا قصد کیا اور انہوں نے اس کا قصد کیا۔ اگر وہ اپنے پروردگار کی نشانی نہ دیکھتے (تو جو ہوتا ہوتا) یوں اس لیے (کیا گیا) کہ ہم ان سے برائی اور بے حیائی کو روک دیں۔ بے شک وہ ہمارے خالص بندوں میں سے تھے ﴿۲۴﴾ اور دونوں دروازے کی طرف بھاگے (آگے یوسف اور پیچھے زلیخا) اور عورت نے ان کا کرتا پیچھے سے (پکڑ کر جو کھینچا تو) پھاڑ ڈالا اور دونوں کو دروازے کے پاس عورت کا خاوند مل گیا تو عورت بولی کہ جو شخص تمہاری بیوی کے ساتھ برا ارادہ کرے اس کی اس کے (بقیہ اگلے صفحے پر)

یعقوبؑ کی صورت دیکھی کہ اپنی انگلی کو دانت سے کاٹتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے یوسفؑ تمہارا نام آسمان میں پیغمبروں کی جماعت میں لکھا ہے ایسا فعل نہ کرو کہ زمین میں تم کو زنا کاروں میں لکھیں اور اگر کوئی پرندہ بھی زنا کرتا ہے تو اس کے پر گر جاتے ہیں۔ ایک روایت کے مطابق زلیخا نے جب یوسفؑ کا ارادہ کیا اس مکان میں ایک بُت تھا وُہ اٹھیں اور اس بُت پر پردہ ڈال دیا یوسف نے کہا یہ کیا کرتی ہو، کہا اس بُت پر پردہ ڈالتی ہوں تاکہ ہم کو اس حال سے نہ دیکھے کیونکہ میں اس سے شرم کرتی ہوں۔ یوسفؑ نے کہا کہ تو اس بُت سے شرم کرتی ہو جو نہ دیکھتا ہے اور نہ سُنتا ہے اور میں اپنے پروردگار سے شرم نہ کروں جو ہر ظاہر و پوشید پر مطلع ہے۔ الغرض یوسفؑ اپنے کو چھڑا کر دروازے کی طرف بھاگے زلیخا اُن کے پیچھے دوڑی اور ان کے پیراہن کو پیچھے سے کھینچا یہاں تک کہ ان کے گریبان کو پھاڑ ڈالا۔ یوسفؑ نے اپنے کو پھر چھڑا یا اور پھٹے ہُوئے پیراہن کے ساتھ باہر نکل گئے اسی اثنا میں بادشاہ بھی دروازہ پر آ گیا اور ان کو اس حال سے دیکھا عورت نے اپنے گناہ کو رفع تہمت کے لئے یوسفؑ سے منسوب کیا اور کہا کیا ہے اس کی سزا جو تمہارے اہل سے بدی کا ارادہ کرے سوائے اس کے کہ اس کو قید خانہ بھیج دیا جائے یا ایک دردناک عذاب اس کو پہنچایا جائے۔ بادشاہ نے ارادہ کیا کہ یوسفؑ کو سزا دے حضرت نے کہا بحق خدائے یعقوبؑ میں قسم کھاتا ہوں کہ تیرے اہل سے میں نے بدی کا ارادہ نہیں کیا بلکہ وُہ خود مجھ کو لپٹی ہوئی تھی اور معصیت پر آمادہ کرتی تھی میں اس کے پاس سے بھاگ کر آیا ہوں۔ اس وقت اس عورت کے پاس ایک شیر خوار بچّہ اسی خاندان کا

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)۔ سوا کیا سزا ہے کہ یا تو قید کیا جائے یا دکھ کا عذاب دیا جائے ﴿۲۵﴾ یوسف نے کہا اسی نے مجھ کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا تھا۔ اس کے قبیلے میں سے ایک فیصلہ کرنے والے نے فیصلہ کیا کہ اگر اس کا کرتا آگے سے پھٹا تو یہ سچی اور یوسف جھوٹا ﴿۲۶﴾ اور اگر کرتا پیچھے سے پھٹا ہو تو یہ جھوٹی اور وہ سچا ہے ﴿۲۷﴾ اور جب اس کا کرتا دیکھا (تو) پیچھے سے پھٹا تھا (تب اس نے زلیخا سے کہا) کہ یہ تمہارا ہی فریب ہے۔ اور کچھ شک نہیں کہ تم عورتوں کے فریب بڑے (بھاری) ہوتے ہیں ﴿۲۸﴾ یوسف اس بات کا خیال نہ کر۔ اور (زلیخا) تو اپنے گناہوں کی بخشش مانگ، بے شک خطا تیری ہے ﴿۲۹﴾ اور شہر میں عورتیں گفتگوئیں کرنے لگیں کہ عزیز کی بیوی اپنے غلام کو اپنی طرف مائل کرنا چاہتی ہے۔ اور اس کی محبت اس کے (بقیہ اگلے صفحے پر)

کوئی لئے ہُوئے آگیا تو خدا نے یوسفؑ کو الہام کیا تو انہوں نے عزیز سے کہا کہ اس بچہ سے پُوچھ لو کہ میں نے خیانت نہیں کی ہے۔ جب عزیز نے بچّہ سے سوال کیا تو خدا نے اس بچّہ کو گویا کیا اس نے کہا اے بادشاہ یوسفؑ کے پیرہن کو دیکھئے اگر سامنے سے پھٹا ہُوا ہو تو یوسفؑ نے اس کا قصد کیا تھا اور اگر پیچھے سے پھٹا ہُوا ہے تو زلیخا نے یوسفؑ کا قصد کیا ہے جب بادشاہ نے اس طفل سے خلاف عادت یہ بات سُنی بہت خائف ہُوا پھر پیراہن کو دیکھا تو وہ پشت کی جانب پھٹا ہوا تھا۔ عزیز نے زوجہ سے کہا یہ تمہارا مکر ہے اور تم عورتوں کے مکر سخت ہیں پھر یوسفؑ سے کہا کہ اس بات سے درگذر کرو اور اس امر کو پوشیدہ رکھنا کہ کوئی شخص تم سے نہ سُنے اور زلیخا سے کہا کہ تم اپنے گناہ سے توبہ کر کیونکہ تو خطاکاروں میں سے ہے۔ بس یہ خبر کسی طرح شہر میں مشہور ہوگئی اور شہر کی چند عورتوں نے طعنہ زنی کی کہ عزیز مصر کی زوجہ اپنے غلام سے عشق بازی کرتی ہے اور اس کو اپنی طرف مائل کرتی ہے جب اس کی اطلاع عزیز کی بیوی کو ہُوئی، ایک مجلس آراستہ کی اور سامان ضیافت کر کے ان عورتوں کو طلب کیا اور ہر ایک کے ہاتھ میں ایک نارنگی اور ایک ایک چاقو دے کر یوسفؑ کو مجلس میں طلب کیا۔ جب ان عورتوں کی نظر آنحضرت کے جمال پر پڑی ان کی زیبائی اور حُسن سے مدہوش ہو گئیں اور نارنگی کے عوض اپنے ہاتھوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور کہا کہ یہ انسان نہیں بلکہ فرشتہ مقرب ہے۔ پھر عزیز مصر کی زوجہ نے اُن سے کہا کہ تم لوگ اس کی محبت پر مجھ کو ملاقت کرتی تھیں یہ اُسی کا نیتجہ ہے۔ وہ مجھ سے گریز کرتا ہے اگر وہ میرا حکم نہ مانے گا تو ذلت کے

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، دل میں گھر کر گئی ہے۔ ہم دیکھتی ہیں کہ وہ صریح گمراہی میں ہے ﴿۳۰﴾ جب زلیخا نے ان عورتوں کی (گفتگو جو حقیقت میں دیدار یوسف کے لیے ایک) چال (تھی) سنی تو ان کے پاس (دعوت کا) پیغام بھیجا اور ان کے لیے ایک محفل مرتب کی۔ اور (پھل تراشنے کے لیے) ہر ایک کو ایک چھری دی اور (یوسف سے) کہا کہ ان کے سامنے باہر آؤ۔ جب عورتوں نے ان کو دیکھا تو ان کا رعب (حسن) ان پر (ایسا) چھا گیا کہ (پھل تراشتے تراشتے) اپنے ہاتھ کاٹ لیے اور بے ساختہ بول اٹھیں کہ سبحان اللہ (یہ حسن) یہ آدمی نہیں کوئی بزرگ فرشتہ ہے ﴿۳۱﴾ تب زلیخا نے کہا یہ وہی ہے جس کے بارے میں تم مجھے طعنے دیتی تھیں۔ اور بے شک میں نے اس کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا مگر یہ بچا رہا۔ اور اگر یہ وہ کام نہ کرے (بقیہ اگلے صفحے پر)

ساتھ اس کو قید کروں گی۔ غرض وہ عورتیں اس مجلس سے واپس گئیں پھر ہر ایک نے پوشیدہ طور سے یوسفؑ کے پاس ایک قاصد بھیجا اور ان سے التماس کیا کہ ان کی ملاقات کو آئیں حضرت پریشان ہوئے اور انکار کیا پھر مناجات کی کہ خداوندا میں زندان کو اس سے زیادہ پسند کرتا ہوں کہ وہ عورتیں مجھے بلائیں اگر تو ان کے مکر کو مجھ سے نہ دفع کرے گا تو میں ان کی طرف مائل ہو جاؤں گا اور نافہموں میں شامل ہو جاؤں گا۔ ان کی دعا مستجاب ہوئی اور خدا نے آنحضرت سے ان کے مکر کو دُور کر دیا۔ جب یوسفؑ اور زلیخا کا قصّہ شہر مصر میں مشہور ہُوا تو زلیخا نے بادشاہ سے کہا کہ یوسف کو زندان میں ڈال دے۔ بادشاہ نے باوجودیکہ اس کہ بچّہ سے سُنا تھا اور سمجھ لیا تھا کہ یوسفؑ کی کوئی خطا نہیں ہے تاہم ارادہ کیا کہ ان کو قید خانہ میں بھیجدے آخر آنحضرت کو قید خانہ میں بھیجا اور وہاں گذرا جو کچھ خدا نے قرآن میں ذکر کیا ہے کہ ان کے دلوں میں گذرا بعد ان نشانیوں کے جو ان لوگوں نے یوسفؑ کی پاکدامنی پر مشاہدہ کیں تو یوسفؑ کو ایک مدّت کے لئے زندان میں بھیجدیا۔

یوسفؑ کے ساتھ قید خانے میں بادشاہ کے غلاموں میں سے دو جوان بھی زندان میں بھیجے گئے تھے، جن میں ایک خبّاز (نان پز) تھا دوسرا ساقی۔ ایک اور روایت کے مطابق بادشاہ نے دو شخصوں کو یوسفؑ پر موکل کیا کہ اُن کی محافظت کریں۔ جب وُہ زندان میں داخل ہُوئے یوسفؑ سے پُوچھا کہ تم کیا ہنر جانتے ہو کہا میں خواب کی تعبیر کا علم جانتا ہوں تو ان میں سے ایک نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ انگور شراب کے لئے میں نے

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، گا جو میں اسے کہتی ہوں تو قید کر دیا جائے گا اور ذلیل ہوگا ﴿۳۲﴾ یوسف نے دعا کی کہ پروردگار جس کام کی طرف یہ مجھے بلاتی ہیں اس کی نسبت مجھے قید پسند ہے۔ اور اگر تو مجھ سے ان کے فریب کو نہ ہٹائے گا تو میں ان کی طرف مائل ہو جاؤں گا اور نادانوں میں داخل ہو جاؤں گا ﴿۳۳﴾ تو خدا نے ان کی دعا قبول کر لی اور ان سے عورتوں کا مکر دفع کر دیا۔ بے شک وہ سننے (اور) جاننے والا ہے ﴿۳۴﴾ پھر باوجود اس کے کہ وہ لوگ نشان دیکھ چکے تھے ان کی رائے یہی ٹھہری کہ کچھ عرصہ کے لیے ان کو قید ہی کر دیں ﴿۳۵﴾ اور ان کے ساتھ دو اور جوان بھی داخل زندان ہوئے۔ ایک نے ان میں سے کہا کہ (میں نے خواب دیکھا ہے) دیکھتا (کیا) ہوں کہ شراب (کے لیے انگور) نچوڑ رہا ہوں۔ دوسرے نے کہا کہ (میں نے (بقیہ اگلے صفحے پر)

نچوڑا۔ یوسفؑ نے کہا زندان سے رہا کئے جاؤ گے اور بادشاہ کے ساقی بنو گے اور تمہاری منزلت ان کے نزدیک بلند ہوگئی۔ پھر دوسرے نے کہا جو خبّاز تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا۔ پیالے میں چند روٹیاں تھیں جن کو میں سر پر رکھے ہُوئے تھا اور پرند اس کو کھارہے تھے۔ اس نے خواب نہیں دیکھا تھا جھوٹ بیان کیا۔ یوسفؑ نے اس سے کہا کہ بادشاہ تجھ کو قتل کرے گا اور دار پر کھینچے گا اور طائر تیرے سر کا مغز کھائیں گے۔ یہ سُن کر اس مرد نے کہا کہ میں نے تو جھوٹ کہا ہے، خواب نہیں دیکھا تھا۔ یوسفؑ نے کہا جو کچھ میں نے تم لوگوں سے کہہ دیا ہے وہ یقیناً واقع ہوگا۔ یوسفؑ ہمیشہ زندان والوں کے ساتھ نیکی کرتے تھے اور بیماروں کی خبر گیری کرتے اور محتاجوں کی مدد کرتے تھے قید خانہ میں ان لوگوں کے لئے جگہ کو وسیع رکھتے تھے۔ یوسف نے اپنے پروردگار سے زندان میں بغیر سالن کے روٹی کھانے کی شکایت کی اور روٹیاں بہت سی ان کے پاس جمع ہوگئی تھیں تو خدا نے ان کو وحی کی کہ خشک روٹیوں کو ایک برتن میں رکھ کر نمک کا پانی اس پر ڈال دو، جب ایسا کیا تو آب کامہ تیار ہوا اور اسے اپنا سالن بنایا۔ آخر بادشاہ نے اس شخص کو طلب کیا جس نے خواب میں انگور نچوڑنا دیکھا تھا تاکہ اس کو قید سے رہا کرے یوسفؑ نے اس سے کہا کہ جب بادشاہ کے پاس پہنچنا تو میرا بھی ذکر کرنا لیکن شیطان نے اس کے دل کو فراموش کردیا کہ بادشاہ کے سامنے ذکر کرتا اور اس کے بعد برسوں یوسفؑ زندان میں رہے۔ پھر جبرئیلؑ یوسفؑ کے پاس زندان میں آئے اور کہا اے یوسفؑ خداوند عالم تم کو سلام کہتا ہے۔ پھر انہوں نے زمین پر ایک ٹھوکر

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، بھی خواب دیکھا ہے) میں یہ دیکھتا ہوں کہ اپنے سر پر روٹیاں اٹھائے ہوئے ہوں اور جانور ان میں سے کھا رہے (ہیں تو) ہمیں ان کی تعبیر بتا دیجیئے کہ ہم تمہیں نیکوکار دیکھتے ہیں ﴿۳۶﴾ یوسف نے کہا کہ جو کھانا تم کو ملنے والا ہے وہ آنے نہیں پائے گا کہ میں اس سے پہلے تم کو اس کی تعبیر بتا دوں گا۔ یہ ان (باتوں) میں سے ہے جو میرے پروردگار نے مجھے سکھائی ہیں جو لوگ خدا پر ایمان نہیں لاتے اور روز آخرت سے انکار کرتے ہیں میں ان کا مذہب چھوڑے ہوئے ہوں ﴿۳۷﴾ اور اپنے باپ دادا ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کے مذہب پر چلتا ہوں۔ ہمیں شایاں نہیں ہے کہ کسی چیز کو خدا کے ساتھ شریک بنائیں۔ یہ خدا کا فضل ہے ہم پر بھی اور لوگوں پر بھی ہے لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے ﴿۳۸﴾ میرے جیل خانے کے رفیقو! (بقیہ اگلے صفحے پر)

ماری جس سے زمین کے ساتویں طبقہ تک شگاف ہو گیا، کہا اے یوسفؑ زمین کے طبقہ ہفتم پر نگاہ کرو کیا دیکھتے ہو۔ ایک چھوٹا سا پتھر بھر اُس پتھر میں شگاف کیا اور پوچھا پتھر کے اندر کیا ہے فرمایا ایک چھوٹا سا کیڑا ہے۔ جبرئیلؑ نے کہا کون اس کا روزی دینے والا ہے۔ کہا خداوند عالمین۔ جبرئیلؑ نے کہا تمہارا پروردگار فرماتا ہے کہ میں اس کیڑے کو زمین کے ساتویں طبقہ میں اس پتھر کے اندر فراموش نہیں کیا اور فرماتا ہے کہ میں نے اپنی مخلوق میں سب سے بہتر تم کو قرار دیا ہے یہ سُن کر یوسفؑ روئے اور اپنے رخساروں کو زمین پر رکھا اور کہا تو ہی میرا پالنے والا ہے، پھر جبرئیلؑ نے کہا کہ خدا فرماتا ہے کہ تم کو تمہارے پدر کے نزدیک بہ نسبت تمہارے بھائیوں کے محبوب بنایا، یوسفؑ نے اپنے رخساروں کو زمین پر رکھا اور کہا تو ہی میرا پروردگار ہے۔ جبرئیلؑ نے کہا خدا فرماتا ہے کہ میں نے تم کو کنویں سے باہر نکالا اس کے بعد جبکہ تم کنویں میں ڈال دیئے گئے تھے اور تم کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو چکا تھا یوسفؑ نے پھر رخساروں کو زمین پر رکھا فریاد کی اور کہا تو ہی میرا پالنے والا ہے جبرئیلؑ نے پھر کہا یقیناً خدا نے تمہارے لئے اس وجہ سے ایک سزا قرار دی ہے کیونکہ تم نے اس کے سوا دوسرے سے مدد طلب کی، لہٰذا اتنے سال زندان میں اور رہو۔ یوسفؑ نے خدا کے اس عتاب پر اس قدر گریہ کیا کہ در و دیوار روئے اور قیدیوں کو اذیت ہوئی اور انہوں نے فریاد کی، تو حضرتؑ نے اُن سے طے کیا کہ ایک روز روئیں گے اور ایک روز خاموش رہیں گے لیکن جس روز وُہ خاموش رہتے لیکن اُن کی حالت اس روز سے بدتر ہو جاتی جس روز کہ روتے تھے۔ جب وہ مدّت ختم ہوئی اور اُن کو اجازت دی گئی کہ دُعائے فرج پڑھیں انہوں نے اپنے رخساروں کو زمین پر

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، بھلا کئی جدا جدا آقا اچھے یا (ایک) خدائے یکتا و غالب؟ ﴿۳۹﴾ جن چیزوں کی تم خدا کے سوا پرستش کرتے ہو وہ صرف نام ہی نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لیے ہیں۔ خدا نے ان کی کوئی سند نازل نہیں کی۔ (سن رکھو کہ) خدا کے سوا کسی کی حکومت نہیں ہے۔ اس نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ﴿۴۰﴾ میرے جیل خانے کے رفیقو! تم میں سے ایک (جو پہلا خواب بیان کرنے والا ہے وہ) تو اپنے آقا کو شراب پلایا کرے گا اور جو دوسرا ہے وہ سولی دیا جائے گا اور جانور اس کا سر کھا جائیں گے۔ جو امر تم مجھ سے پوچھتے تھے وہ فیصلہ ہو چکا ہے ﴿۴۱﴾ (بقیہ اگلے صفحے پر)

رکھااور کہاخداوندا! اگر میرے گناہوں نے میرے چہرے کو تیرے نزدیک ذلیل کر دیا ہے تو بیشک میں تیری طرف متوجہ ہوتاہوں اپنے آبائے صالحین ابراہیمؑ و اسحٰقؑ و یعقوبؑ کی رو سے۔ تو اسی دوران بادشاہ نے ایک خواب دیکھا کہ سات فربہ گائیوں کو سات لاغر گائیں کھا رہی ہیں اور سات سبز بالیاں دیکھیں کہ جن پن سات خشک بالیاں لپٹی ہوئی تھیں اور ان پر غالب تھیں۔ اس نے اپنے وزیروں سے اس کی تعبیر دریافت کی وُہ لوگ کچھ نہ سمجھ سکے، اور کہا کہ یہ خواب پریشان ہے اور پریشان خوابوں کی تعبیر ہم لوگ نہیں جانتے اس وقت وہ شخص جس کے خواب کی تعبیر یوسفؑ نے بیان کی تھی اور وہ جب زندان سے رہا ہُوا تھا اور یُوسفؑ نے اس سے کہا تھا کہ بادشاہ سے ان کا ذکر کرے۔ بادشاہ کے پاس موجود تھا اس کو سات برس زندان سے رہا ہوئے گذرے تھے کہ اس کے بعد اب یوسفؑ اس کو یاد آئے اس نے بادشاہ سے کہا کہ میں آپ کو اس خواب کی تعبیر سے ابھی آگاہ کرتا ہوں۔ مجھے زندان میں بھیجئے تاکہ یوسفؑ سے دریافت کروں۔ غرض وہ یوسفؑ کے پاس آیا اور کہا اے راست گو راست کردار یوسفؑ ہم کو آگاہ کرو اُن سات فربہ گایوں کے بارے میں جن کو سات لاغر گائیں کھاتی ہیں اور گیہوں کی سات سبز و خشک بالیوں سے تاکہ میں بادشاہ اور اس کے ارکان سلطنت کو آگاہ کروں شاید کہ وہ لوگ تمہاری بزرگی اور فضیلت یا تعبیر خواب کو سمجھیں۔ یوسفؑ نے کہا چاہئے کہ سات برس تک متواتر نہایت اہتمام سے زراعت کرو اور جو کچھ اس

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، اور دونوں شخصوں میں سے جس کی نسبت (یوسف نے) خیال کیا کہ وہ رہائی پا جائے گا اس سے کہا کہ اپنے آقا سے میرا ذکر بھی کرنا لیکن شیطان نے ان کا اپنے آقا سے ذکر کرنا بھلا دیا اور یوسف کئی برس جیل خانے میں رہے ﴿۴۲﴾ اور بادشاہ نے کہا کہ میں (نے خواب دیکھا ہے) دیکھتا (کیا) ہوں کہ سات موٹی گائیں ہیں جن کو سات دبلی گائیں کھا رہی ہیں اور سات خوشے سبز ہیں اور (سات) خشک۔ اے سردارو! اگر تم خوابوں کی تعبیر دے سکتے ہو تو مجھے میرے خواب کی تعبیر بتاؤ ﴿۴۳﴾ انہوں نے کہا یہ تو پریشان سے خواب ہیں۔ اور ہمیں ایسے خوابوں کی تعبیر نہیں آتی ﴿۴۴﴾ اب وہ شخص جو دونوں قیدیوں میں سے رہائی پا گیا تھا اور جسے مدت کے بعد وہ بات یاد آ گئی بول اٹھا کہ میں آپ کو اس کی تعبیر (لا) بتاتا ہوں مجھے (جیل خانے) جانے کی اجازت دے دیجیئے ﴿۴۵﴾ (غرض وہ یوسف کے پاس آیا اور کہنے

(بقیہ اگلے صفحے پر)

مدّت میں حاصل کرو جمع کرو ان کو کاٹ کر صاف نہ کرو تا کہ اس میں کیڑے نہ پڑیں اور ضائع نہ ہو اور اس مدّت میں کم کھاؤ پھر اس کے بعد دُوسرے سات سال آئیں گے جن میں شدید قحط پڑے گا اور وہی ذخیرہ جو سات سال قبل کیا گیا ہے اس قحط کے زمانہ میں کفایت کرے گا۔ پھر اس کے بعد ایک سال آئے گا۔ جس میں بارش بہت ہو گی اور کافی پھل اور غلہ پیدا ہو گا۔ یہ سُن کر وہ شخص بادشاہ کے پاس آیا اور جو کچھ یوسفؑ نے فرمایا تھا بادشاہ سے عرض کیا۔ بادشاہ نے کہا یوسفؑ کو میرے پاس لاؤ تو اس غرض سے قاصد یوسفؑ کے پاس گیا تو یوسفؑ نے کہا کہ جا کر بادشاہ سے پہلے یہ دریافت کرو کہ ان عورتوں کا کیا حشر ہوا جن کو زلیخا نے بلایا تھا اور انہوں نے جب مجھ کو دیکھا تو اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے تھے۔ یقیناً میرا پروردگار ان کی مکاریوں سے خوب واقف ہے۔ بادشاہ سے کہو کہ ان عورتوں کو طلب کرے اور زلیخا کا اور میرا حال ان سے معلوم کرے کیونکہ وہ عورتیں اس بات سے آگاہ ہیں۔ جس کے سبب سے میں قید خانہ میں آیا کیونکہ ان کی اور زلیخا کی خواہش کو میں نے قبول نہیں کیا تھا۔ عزیز نے ان عورتوں کو طلب کیا اور پُوچھا کہ تمہارا کیا معاملہ تھا جس وقت کہ یوسفؑ کو تم لوگ اپنی طرف مائل کرتی تھیں ان عورتوں نے کہا کہ ہم خدا کی تنزیہ کرتے ہیں اور یوسفؑ سے کوئی بدی نہیں جانتے۔ زلیخا نے کہا کہ اب تو حق ظاہر ہو گیا ہے تو سچ یہ ہے کہ میں نے ان کو اپنی طرف مائل کیا تھا اور وہ راست گو ہیں۔ اس کے بعد یوسفؑ نے کہا کہ میری غرض یہ تھی کہ عزیز کو معلوم ہو جائے کہ میں نے ان کی غیبت میں ان کے ساتھ خیانت نہیں کی کیونکہ خدا خیانت

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، لگا) یوسف اے بڑے سچے (یوسف) ہمیں اس خواب کی تعبیر بتایئے کہ سات موٹی گائیوں کو سات دبلی گائیں کھا رہی ہیں۔ اور سات خوشے سبز ہیں اور سات سوکھے تاکہ میں لوگوں کے پاس واپس جا (کر تعبیر بتاؤں)۔ عجب نہیں کہ وہ (تمہاری قدر) جانیں ﴿۴۶﴾ انہوں نے کہا کہ تم لوگ سات سال متواتر کھیتی کرتے رہو گے تو جو (غلّہ) کاٹو تو تھوڑے سے غلّے کے سوا جو کھانے میں آئے اسے خوشوں میں ہی رہنے دینا ﴿۴۷﴾ پھر اس کے بعد (خشک سالی کے) سات سخت (سال) آئیں گے کہ جو (غلّہ) تم نے جمع کر رکھا ہو گا وہ اس سب کو کھا جائیں گے۔ صرف وہی تھوڑا سا رہ جائے گا جو تم احتیاط سے رکھ چھوڑو گے ﴿۴۸﴾ پھر اس کے بعد ایک سال آئے گا کہ خوب مینہ برسے گا اور لوگ اس میں رس نچوڑیں (بقیہ اگلے صفحے پر)

کرنے والوں کی ہدایت نہیں کرتا اور میں اپنے نفس کو بدی سے بری نہیں کرتا، بہ تحقیق کہ نفس بدی کی جانب بہت زیادہ حکم کرنے والا ہے۔ سوائے اس وقت کے جب کہ میرا پروردگار رحم کرے۔ بہ تحقیق کہ میرا پروردگار بخشنے والا مہربان ہے۔ عزیز نے کہا کہ یوسفؑ کو میرے پاس لاؤ میں اپنا مقرب بناؤنگا۔ غرض خدا نے ان کو نجات دی اور زندان سے رہائی بخشی اور یہ ماہ محرم کی تیسری تاریخ تھی۔ جب یوسفؑ زندان سے باہر نکلے تو اہل زندان کے لئے دُعا کی کہ خداوندا نیکوں کا دل ان پر مہربان کردے اور نیکیوں کو اُن سے پوشیدہ نہ رکھ۔ پھر زندان کے دروازہ پر لکھا کہ یہ جگہ زندہ لوگوں کی قبر ہے اور غموں کا گھر ہے اور دوستوں کی دوستی اور دشمنوں کی ملامت کے تجربہ کا ذریعہ ہے پھر غسل کیا اور زندان کی کثافت سے جسم کو پاک کیا اور پاکیزہ لباس پہنا اور بادشاہ کے دربار کی جانب روانہ ہوئے۔ یوسفؑ داخل زندان ہوئے وہ چہار شنبہ کا دن تھا اور ان کی عمر بارہ سال کی تھی۔ اٹھارہ سال تک زندہ میں رہے اور رہائی کے بعد اسی سال تک آپ زندہ رہے تو اس طرح آپ کی عمر ایک سو دس سال ہوئی۔

جب یوسفؑ بادشاہ کے پاس آئے تو اس کی نظر یوسفؑ پر پڑی تو آپ نے عبرانی زبان میں اس پر سلام کیا، بادشاہ نے پوچھا کہ یہ کون سی زبان ہے کہا میرے چچا اسمٰعیلؑ کی زبان ہے۔ پھر بادشاہ کے لئے زبان عربی میں دُعا کی۔ اُس نے پوچھا یہ کون سی زبان ہے کہا یہ میرے آباؤاجداد کی زبان ہے۔ وہ بادشاہ بھی سات زبانیں جانتا تھا۔ یوسفؑ سے جس زبان

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، گے ﴿۴۹﴾ (یہ تعبیر سن کر) بادشاہ نے حکم دیا کہ یوسف کو میرے پاس لے آؤ۔ جب قاصد ان کے پاس گیا تو انہوں نے کہا کہ اپنے آقا کے پاس واپس جاؤ اور ان سے پوچھو کہ ان عورتوں کا کیا حال ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے تھے۔ بے شک میرا پروردگار ان کے مکروں سے خوب واقف ہے ﴿۵۰﴾ بادشاہ نے عورتوں سے پوچھا کہ بھلا اس وقت کیا ہوا تھا جب تم نے یوسف کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا۔ سب بول اٹھیں کہ حاشَ لِلّٰہِ ہم نے اس میں کوئی برائی معلوم نہیں کی۔ عزیز کی عورت نے کہا اب سچی بات تو ظاہر ہو ہی گئی ہے۔ (اصل یہ ہے کہ) میں نے اس کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا تھا اور بے شک وہ سچا ہے ﴿۵۱﴾ (یوسف نے کہا کہ میں نے) یہ بات اس لیے (پوچھی ہے) کہ عزیز کو یقین ہو جائے کہ (بقیہ اگلے صفحے پر)

میں گفتگو کی اُسی میں حضرت نے جواب دیا۔ بادشاہ بہت خوش ہوا اور اُس کو یوسفؑ کی کمسنی اور اُن کے علم و کمال کی زیادتی پر تعجّب ہوا اور ان کے انوار رشد و نیکی اور صلاح و عقل و دانائی ان کے روشن جبین سے مشاہدہ کیا اور کہا بہ تحقیق کہ تم آج سے ہمارے نزدیک صاحب منزلت اور امین اور مقرب ہو اور تمہاری جو حاجت ہو مجھ سے طلب کرو۔ یوسفؑ نے کہا مجھ کو خزانوں اور مصر کی زمین کے انباروں پر امین قرار دو کہ اس کے تمام محاصل اور زراعتیں، میرے تصرّف میں رہیں۔ یقیناً میں حفاظت کرنے والا اور نگاہ رکھنے والا ہوں اور یہ سمجھتا ہُوں کہ کس طرح صرف کرنا چاہیے۔ عزیز مصر نے مصر کے تمام محاصل کو ان حضرت کے تصرف میں دے دیا اور کہا کہ یہ بادشاہی مہر اور شاہی تخت و تاج اب آپ کے حوالے ہے جو چاہیئے انتظام کیجئے اور یوسفؑ کو تخت سلطنت پر متمکن کیا۔ یوسفؑ نے دو پاکیزہ لباس پہنے اور تنہا بیابان کی طرف گئے اور دو رکعت نماز ادا کی جب فارغ ہوئے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیا اور دعا کی۔ پس جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا کیا حاجت رکھتے ہو۔ کہا مجھ کو دُنیا سے مسلمان اٹھانا اور صالحین سے ملحق کرنا کیونکہ فتنہ و فساد سے ڈرتے تھے جو آدمی کو دین سے برگشتہ کردیتا ہے یعنی جبکہ آنحضرتؑ فتنوں سے ڈرتے تھے پھر کون ان سے بے خوف ہوسکتا ہے۔ غرض یوسفؑ کے حکم سے سنگ و ساروج سے غلّہ جمع کرنے کی جگہ تیار کی گئی اور مصر کے تمام غلّے اس میں جمع کئے گئے ہر شخص کو اس کی خوراک کے مطابق دے کر باقی غلّہ کو خوشہ میں رکھا اور انباروں میں اکٹھا کیا۔ اسی طرح سات سال تک جمع کرتے رہے جب

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، میں نے اس کی پیٹھ پیچھے اس کی (امانت میں خیانت نہیں کی) اور خدا خیانت کرنے والوں کے مکروں کو روبراہ نہیں کرتا ﴿۵۲﴾ اور میں اپنے تئیں پاک صاف نہیں کہتا کیونکہ نفس امارہ (انسان کو) برائی سکھاتا رہتا ہے۔ مگر یہ کہ میرا پروردگار رحم کرے گا۔ بے شک میرا پروردگار بخشنے والا مہربان ہے ﴿۵۳﴾ بادشاہ نے حکم دیا کہ اسے میرے پاس لاؤ میں اسے اپنا مصاحب خاص بناؤں گا۔ پھر جب ان سے گفتگو کی تو کہا کہ آج سے تم ہمارے ہاں صاحب منزلت اور صاحبِ اعتبار ہو ﴿۵٤﴾ (یوسف نے) کہا مجھے اس ملک کے خزانوں پر مقرر کردیجیئے کیونکہ میں حفاظت بھی کرسکتا ہوں اور اس کام سے واقف ہوں ﴿۵۵﴾ اس طرح ہم نے یوسف کو ملک (مصر) میں جگہ دی اور وہ اس ملک میں جہاں چاہتے تھے رہتے تھے۔ ہم اپنی (بقیہ اگلے صفحے پر)

خشک سالی اور قحط کا زمانہ آیا ان بالیوں کو جو جمع کی گئی تھیں باہر نکالا ان کو وُہ جس قیمت پر چاہتے فروخت کرتے تھے اور اپنے بعض وکیلوں کو حکم دیتے کہ کل کی بہ نسبت گراں فروخت کریں اور جس روز جانتے تھے کہ نرخ زیادہ ہو گیا ہے اور زیادہ گراں فروخت کرنا چاہئے کہتے تھے کہ فلاں قیمت پر فررخت کرو اور نہیں جانتے تھے کہ لفظ گرانی اُن کی زبان پر جاری ہو۔ وکیل سے ایک بار کہا کہ فروخت کرو اور نرخ اُس کے لئے مقرر نہ کیا وکیل کچھ دور گیا اور واپس آیا اور پُوچھا کہ کس نرخ سے فروخت کروں فرمایا کہ جاؤ اور فروخت کرو اور نہیں چاہا کہ نرخ کی گرانی اُن کی زبان پر جاری ہو وکیل جب انبار کے پاس آیا۔ ایک شخص آیا اور قیمت اُس کو دی وکیل نے غلّہ ناپنا شروع کیا ابھی گذشتہ روز کے نرخ کے مطابق ایک پیمانہ باقی تھا کہ خریدار نے کہا بس میں نے اسی قدر قیمت دی تھی وکیل نے سمجھا کہ نرخ ایک پیمانہ گرا ہوا ہے پھر دوسرا خریدار آیا اور اُس کے غلّہ میں ابھی ایک پیمانہ باقی تھا کہ پہلے شخص کے غلّہ کے برابر ہو خریدار نے کہا بس اتنی ہی قیمت میں نے دی ہے وکیل نے سمجھا کہ ایک پیمانہ اور زیادہ گرا ہوا ہے یہاں تک کہ اُس روز نرخ میں نصف کا فرق ہو گیا۔ الغرض لوگ اطراف عالم سے مصر میں آتے تھے تاکہ یوسفؑ سے غلہ حاصل کریں اور پہلے سال طلا و نقرہ کے عوض فروخت کیا یہاں تک کہ مصر اور اُس کے قرب وجوار میں ایک درہم و دینار کسی کے پاس نہ بچا اور سب یوسفؑ کے خزانہ میں داخل ہو گیا اور دُوسرے سال زیور اور جواہرات کے عوض فروخت کیا یہاں تک کہ جس قدر زیور اور جواہر اُس سلطنت میں تھا اُن کے خزانہ

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، رحمت جس پر چاہتے ہیں کرتے ہیں اور نیکوکاروں کے اجر کو ضائع نہیں کرتے ﴿۵۶﴾ اور جو لوگ ایمان لائے اور ڈرتے رہے ان کے لیے آخرت کا اجر بہت بہتر ہے ﴿۵۷﴾ اور یوسف کے بھائی (کنعان سے مصر میں غلّہ خریدنے کے لیے) آئے تو یوسف کے پاس گئے تو یوسف نے ان کو پہچان لیا اور وہ ان کو نہ پہچان سکے ﴿۵۸﴾ جب یوسف نے ان کے لیے ان کا سامان تیار کر دیا تو کہا کہ (پھر آنا تو) جو باپ کی طرف سے تمہارا ایک اور بھائی ہے اسے بھی میرے پاس لیتے آنا۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ میں ناپ بھی پوری پوری دیتا ہوں اور مہمانداری بھی خوب کرتا ہوں ﴿۵۹﴾ اور اگر تم اسے میرے پاس نہ لاؤ گے تو نہ تمہیں میرے ہاں سے غلّہ ملے گا اور نہ تم میرے پاس ہی آسکو گے ﴿۶۰﴾ انہوں نے کہا کہ ہم اس کے بارے (بقیہ اگلے صفحے پر)

میں پہنچ گیا۔ تیسرے سال حیوانات اور مویشیوں کے عوض فروخت کیا اور اُن کے تمام حیوانوں کے مالک ہوگئے۔ چوتھے سال غلاموں اور کنیزوں کے عوض فروخت کیا، یہاں تک کہ ہر مملوک جو اُس ملک میں تھا سب کے مالک ہُوئے۔ پانچویں سال مکانات عمارات وغیرہ کے عوض فروخت کیا اور ہر چیز پر متصرف ہُوئے۔ چھٹے سال زمینوں اور نہروں کے عوض میں بیچا اور مصر اور اس کے اطراف کی تمام مزروعہ اور نہریں اُن کے تصرف میں آگئیں۔ ساتویں سال جبکہ لوگوں کے پاس کچھ نہیں رہ گیا تھا تو لوگوں کی خود ذاتوں کے عوض میں غلّہ دیا یہاں تک کہ مصر اور اُس کے قرب وجوار میں جس قدر انسان تھے یوسفؑ کے غلام ہوگئے۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے یوسفؑ کو مصر کی زمین میں ایسا اقتدار اور ایسی تمکین عطا کی کہ وُہ جس جگہ چاہیں استقرار حاصل کریں اور ہر طرف ان کا حکم جاری رہے گا ہم ہر اس شخص کو دنیا و آخرت کا اجر ان لوگوں کے لئے بہتر ہے جو ایمان لائے ہیں اور پرہیز گار ہیں۔ غرض یوسفؑ نے بادشاہ سے کہا کہ ان امور میں جو خدا نے مجھے عطا فرمایا ہے تم کیا مصلحت دیکھتے ہو بادشاہ نے کہا کہ رائے تو تمہاری رائے ہے جو چاہو کرو آپ مختار ہیں۔ یوسفؑ نے کہا تم کو اور خدا کو گواہ کرتا ہُوں کہ میں نے تمام اہل مصر کو آزاد کیا اور اُن کے اموال اور غلاموں کو اُنہیں واپس دیا اور تمہاری انگشتری (مہر) اور تاج و تخت تم کو واپس دیا اس شرط پر کہ جس طرح میں نے ان کے ساتھ سلوک کیا تم بھی کرو اور ان کے درمیان جس طرح میں نے حکم کیا تم بھی کرنا کیونکہ خدا نے ان کو میرے سبب سے نجات دی۔ بادشاہ نے

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، میں اس کے والد سے تذکرہ کریں گے اور ہم (یہ کام) کرکے رہیں گے ﴿۶۱﴾ (اور یوسف نے) اپنے خدام سے کہا کہ ان کا سرمایہ (یعنی غلّے کی قیمت) ان کے شلیتوں میں رکھ دو عجب نہیں کہ جب یہ اپنے اہل وعیال میں جائیں تو اسے پہچان لیں (اور) عجب نہیں کہ پھر یہاں آئیں ﴿۶۲﴾ جب وہ اپنے باپ کے پاس واپس گئے تو کہنے لگے کہ ابّا (جب تک ہم بنیامین کو ساتھ نہ لے جائیں) ہمارے لیے غلّے کی بندش کر دی گئی ہے تو ہمارے ساتھ ہمارے بھائی کو بھیج دے تاکہ ہم پھر غلّہ لائیں اور ہم اس کے نگہبان ہیں ﴿۶۳﴾ (یعقوب نے) کہا کہ میں اس کے بارے میں تمہارا اعتبار نہیں کرتا مگر ویسا ہی جیسا اس کے بھائی کے بارے میں کیا تھا۔ سو خدا ہی بہتر نگہبان ہے۔ اور وہ سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے ﴿۶۴﴾ اور جب انہوں (بقیہ اگلے صفحے پر)

کہا میرا دین اور میرے لئے فخر کا سبب یہی ہے کہ میں خدا کی وحدانیت کی گواہی دیتا ہوں اور اُس کا کوئی شریک نہیں ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ آپ اُس کے بھیجے ہُوئے پیغمبر ہیں۔ یوسفؑ کو جس نے قید کیا تھا اس کا نام قطفیر تھا اور وہ بادشاہ کا وزیز تھا۔ بادشاہ کا نام ریان ابن ولید تھا اور اسی نے خواب دیکھا تھا۔ جب یوسفؑ کو زندان سے رہا کیا تو عزیز مصر نے وزیز کو معزول کر کے منصب وزارت یوسفؑ کے سپرد کیا پھر بادشاہی ترک کر کے خانہ نشین ہو گیا اور تاج و تخت بھی یوسفؑ کے حوالہ کر دیا۔ اسی زمانے میں قطفیر کی وفات ہو گئی۔ اس کے بعد اُن حضرت سے یعقوبؑ اور اُن کے بھائیوں کی ملاقات واقع ہُوئی۔

روایت ہے کہ ایک دفعہ ایک اعرابی یوسفؑ کی خدمت میں آیا۔ حضرت نے اس کو کھانا کھلایا اور جب وہ کھانے سے فارغ ہوا تو یوسفؑ نے پُوچھا کہ تیری منزل کہاں ہے، کہا کینال موضع میں۔ فرمایا جب فلاں وادی میں پہنچنا یعقوبؑ کو پکارنا تو تیرے پاس ایک مرد عظیم صاحب جمال آئے گا۔ تو اُن سے کہنا کہ ایک شخص کو میں نے مصر میں دیکھا ہے جس نے تم کو سلام کہا ہے اور کہا ہے کہ تمہاری امانت خدا کے نزدیک ضائع نہ ہو گی جب اعرابی اُس مقام پر پہنچا اپنے غلاموں سے کہا کہ میرے اونٹوں کو دیکھتے رہنا اور یعقوبؑ کو آواز دی تو ایک بلند قامت فربہ اندام خوبصورت نابینا باہر آیا اور ہاتھ سے دیواروں کو پکڑتا ہُوا اُس کے پاس پہنچا۔ اعرابی نے پُوچھا کیا تم ہی یعقوبؑ ہو کہا ہاں۔ پھر جب یعقوبؑ کو اعرابی نے یوسفؑ کا

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، دیا اور پھر (جب وہ آبادی سے باہر نکل گئے تو) ایک پکارنے والے نے آواز دی کہ قافلے والو تم تو چور ہو ﴿۷۰﴾ وہ ان کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے تمہاری کیا چیز کھوئی گئی ہے ﴿۷۱﴾ وہ بولے کہ بادشاہ (کے پانی پینے) کا گلاس کھو یا گیا ہے اور جو شخص اس کو لے آئے اس کے لیے ایک بار شتر (انعام) اور میں اس کا ضامن ہوں ﴿۷۲﴾ وہ کہنے لگے کہ خدا کی قسم تم کو معلوم ہے کہ ہم (اس) ملک میں اس لیے نہیں آئے کہ خرابی کریں اور نہ ہم چوری کیا کرتے ہیں ﴿۷۳﴾ بولے کہ اگر تم جھوٹے نکلے (یعنی چوری ثابت ہوئی) تو اس کی سزا کیا ﴿۷۴﴾ انہوں نے کہا کہ اس کی سزا یہ ہے کہ جس کے شلیتے میں وہ دستیاب ہو وہی اس کا بدل قرار دیا جائے ہم ظالموں کو یہی سزا دیا کرتے ہیں ﴿۷۵﴾ پھر یوسف نے اپنے بھائی کے شلیتے (بقیہ اگلے صفحے پر)

پیغام سُنایا تو یعقوبؑ گرپڑے اور بیہوش ہوگئے۔ جب ہوش میں آئے کہا اے اعرابی خدا کی درگاہ میں تیری کوئی حاجت ہے کہا ہاں میں بہت مال رکھتا ہوں اور میرے چچا کی لڑکی میرے عقد میں ہے اور اس سے اولاد نہیں ہوتی چاہتا ہوں کہ خدا سے دُعا کیجئے کہ ایک فرزند مجھے کرامت فرمائے۔ یعقوبؑ نے وضو کیا اور دو رکعت نماز ادا کی اور اُس کے لئے دُعا کی تو خدا نے اُس کو چار مرتبہ جوڑواں فرزند عطا کئے۔ یعقوبؑ سمجھتے تھے کہ یوسفؑ زندہ ہیں اور حق تعالیٰ اُن کو اس غیبت کے بعد ظاہر کرے گا اور اپنے فرزندوں سے کہا میں خدا کے لطف کو جس قدر جانتا ہوں تم نہیں جانتے اور ان کے فرزندان کو دروغ اور ضعف عقل سے نسبت دیتے تھے۔ کیونکہ یعقوبؑ اور ان کے فرزند جس موضع میں مقیم تھے وہ مصر سے اٹھارہ روز کی راہ پر تھا اور وہاں گوند بہت پیدا ہوتی تھی۔ جب آل یعقوبؑ کو بھی مثل دُوسروں کے قحط سے تکلیف ہوئی یعقوبؑ نے اپنے فرزندوں کو جمع کیا اور کہا میں نے سُنا ہے کہ مصر میں غلّہ ارزان فروخت ہوتا ہے اور مالک غلّہ لوگوں کو روکتا نہیں بلکہ غلّہ دے کر جلد روانہ کردیتا ہے لہٰذا تم لوگ جاؤ اور اُس سے غلّہ خرید وانشاءاللہ وہ تمہارے ساتھ احسان کرے گا۔ فرزندان یعقوبؑ نے اپنا سامان سفر تیار کیا اور کچھ گوند لے کر مصر کی طرف جاتے تھے تاکہ وہاں سے غلّہ لائیں۔ یوسفؑ بذات خود فروخت کے لئے متوجہ ہوتے تھے اور کسی غیر کو مامور نہ کرتے تھے۔ جب ان کے بھائی اُن کے پاس آئے یوسفؑ نے ان کو پہچانا لیکن ان لوگوں نے یوسفؑ کو نہ پہچانا۔ یوسفؑ نے ان سے پُوچھا کہ تم لوگ کون ہو، انہوں نے کہا کہ ہم لوگ فرزندان

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، نے اپنا اسباب کھولا تو دیکھا کہ ان کا سرمایہ واپس کردیا گیا ہے۔ کہنے لگے ابّا ہمیں (اور) کیا چاہیئے (دیکھیے) یہ ہماری پونجی بھی ہمیں واپس کردی گئی ہے۔ اب ہم اپنے اہل وعیال کے لیے پھر غلّہ لائیں گے اور اپنے بھائی کی نگہبانی کریں گے اور ایک بار شتر زیادہ لائیں گے (کہ) یہ غلّہ جو ہم لائے ہیں تھوڑا ہے ﴿٦٥﴾ (یعقوب نے) کہا جب تک تم خدا کا عہد نہ دو کہ اس کو میرے پاس (صحیح سالم) لے آؤ گے میں اسے ہرگز تمہارے ساتھ نہیں بھیجنے کا۔ مگر یہ کہ تم گھیر لیے جاؤ (یعنی بے بس ہو جاؤ تو مجبوری ہے) جب انہوں نے ان سے عہد کرلیا تو (یعقوب نے) کہا کہ جو قول وقرار ہم کررہے ہیں اس کا خدا ضامن ہے ﴿٦٦﴾ اور ہدایت کی کہ بیٹا ایک ہی دروازے سے داخل نہ ہونا بلکہ جدا جدا دروازوں سے داخل ہونا۔ اور میں (بقیہ اگلے صفحے پر)

یعقوبؑ ہیں اور وُہ اسحٰقؑ کے بیٹے ہیں وُہ ابراہیمؑ خلیل خدا کے فرزند ہیں جن کو نمرود نے آگ میں ڈالا اور وُہ نہیں جلے اور خدا نے ان پر آگ کو سرد اور باعث سلامتی قرار دیا اور کنعان کے پہاڑ سے آئے ہیں۔ یوسفؑ نے کہا، شاید تم لوگ کسی بادشاہ کے جاسوس ہوگے اور میرے شہر میں جاسُوسی کے لئے آئے ہوگے۔ کہا اے بادشاہ ہم لوگ جاسوس نہیں ہیں اور نہ اصحاب حرب ہیں اور اگر تم کو معلوم ہو جائے کہ ہمارے باپ کون ہیں تو یقیناً تم ہم کو گرامی رکھوگے۔ وُہ پیغمبر خدا ہیں اور پیغمبر خدا کے فرزند ہیں اور بہت اندوہناک ہیں۔ یوسفؑ نے پُوچھا تو تم لوگ تین پیغمبروں کی اولاد ہو لیکن تم صاحبان علم و حلم نہیں ہو اور نہ تم میں وقار و خشوع ہے اور کس سبب سے تمہارے پدر کو اندوہ عارض ہوا ہے حالانکہ وہ پیغمبر ہیں اور پیغمبر زادہ ہیں اور ان کی جگہ بہشت ہے اور تم لوگوں کے ایسے تندرست و توانا بہت سے ان کے فرزند ہیں۔ شاید ان کا حزن تمہاری جہالت، بیوقوفی، جُھوٹ اور مکروفریب کی وجہ سے ہوگا۔ ان لوگوں نے کہا، اے بادشاہ ہم لوگ نادان واحمق نہیں ہیں اور نہ ان کا غم ہماری وجہ سے ہے لیکن ان کا ایک فرزند تھا جو سن کے لحاظ سے ہم سے بہت چھوٹا تھا اور اس کا نام یوسفؑ تھا۔ ایک روز ہمارے ساتھ شکار کے لئے نکلا اور اس کو بھیڑیا کھا گیا اسی روز سے ہمارے والد اب تک برابر محزون اور مغموم گریاں رہتے ہیں۔ یوسفؑ نے پُوچھا تم سب بھائی ایک باپ سے ہو کہا ہمارے باپ تو ایک ہیں لیکن ماں متفرق ہیں فرمایا کہ تمہارے باپ نے کیوں اپنے تمام فرزندوں کو بھیجا اور ایک کو اپنے پاس روک لیا تاکہ ان کا مونس ہو اور اس سے ان کو راحت

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، خدا کی تقدیر کو تم سے نہیں روک سکتا۔ بے شک حکم اسی کا ہے میں اسی پر بھروسہ رکھتا ہوں۔ اور اہلِ توکل کو اسی پر بھروسہ رکھنا چاہیئے ﴿۶۷﴾ اور جب وہ ان ان مقامات سے داخل ہوئے جہاں جہاں سے (داخل ہونے کے لیے) باپ نے ان سے کہا تھا تو وہ تدبیر خدا کے حکم کو ذرا بھی نہیں ٹال سکتی تھی ہاں وہ یعقوب کے دل کی خواہش تھی جو انہوں نے پوری کی تھی۔ اور بے شک وہ صاحبِ علم تھے کیونکہ ہم نے ان کو علم سکھایا تھا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ﴿۶۸﴾ اور جب وہ لوگ یوسف کے پاس پہنچے تو یوسف نے اپنے حقیقی بھائی کو اپنے پاس جگہ دی اور کہا کہ میں تمہارا بھائی ہوں تو جو سلوک یہ (ہمارے ساتھ) کرتے رہے ہیں اس پر افسوس نہ کرنا ﴿۶۹﴾ جب ان کا اسباب تیار کر دیا تو اپنے بھائی کے شلیتے میں گلاس رکھ (بقیہ اگلے صفحے پر)

ملے کہا انہوں نے ہمارے ایک بھائی کو جو ہم سب سے بہت چھوٹا تھا اپنے پاس روک لیا فرمایا
کہ کیوں اسی کو تم میں سے انہوں نے اختیار کیا کہا اس لئے کہ یوسفؑ کے بعد ہم سب ہیں اسی
کو زیادہ دوست رکھتے ہیں۔ یوسفؑ نے کہا میں تم میں سے ایک کو اپنے پاس روکے لیتا ہوں
بقیہ سب لوگ اپنے باپ کے پاس جاکر میرا اسلام پہنچاؤ اور کہو کہ اس فرزند کو جس کو تم کہتے
ہو کہ انہوں نے اپنے پاس روک لیا ہے میرے پاس بھیجدیں تاکہ وُہ مجھ سے بیان کرے کہ
ان کے غم کا کیا باعث ہُوا ہے۔ اور کیوں وہ پیری کے وقت سے پہلے ضعیف ہو گئے اور ان
کے گریہ اور نابینا ہونے کا کیا سبب ہے۔ یہ سُن کر ان لوگوں نے اپنے درمیان قرعہ ڈالا اور
قرعہ شمعون کے نام نکلا۔ یوسفؑ نے ان کو اپنے پاس روک لیا اور ان کے لئے کھانے کا انتظام
کر دیا اور کہا کہ کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ میں پیمانہ بھر کر دیتا ہوں اور اس پر اور رعایت بھی
کرتا ہوں اس شخص کے ساتھ جو میرے پاس آتا ہے۔ پس اگر اپنے اس بھائی کو نہ لاؤ گے تو
ایک پیمانہ بھی تمہارے لئے میرے پاس نہ ہو گا اور تم کو اپنے پاس تک نہ آنے دوں گا۔ ان
لوگوں نے کہا جس طرح بھی ممکن ہو گا والد کو راضی کریں گے اور اس باب میں تقصیر نہ
کریں گے۔ یوسفؑ نے اپنے ملازموں سے کہا کہ جو چیزیں وُہ لوگ قیمت غلّہ کے لئے لائے
ہیں ان کی لاعلمی میں ان کے سامان میں رکھ دو تاکہ جب وہ لوگ اپنے گھر پلٹ کر جائیں اور
اپنے بار کو کھولیں تو دیکھیں کہ ان کے متاع کو ہم نے انہیں واپس کر دیا ہے تاکہ پھر ہمارے
پاس آئیں۔ الغرض ان کے دُوسرے بھائی واپس روانہ ہو گئے۔ جب بھائیوں نے شمعون کو

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، سے پہلے ان کے شلیتوں کو دیکھنا شروع کیا پھر اپنے بھائی کے شلیتے میں
سے اس کو نکال لیا۔ اس طرح ہم نے یوسف کے لیے تدبیر کی (ورنہ) بادشاہ کے قانون کے مطابق
وہ مشیتِ خدا کے سوا اپنے بھائی کو لے نہیں سکتے تھے۔ ہم جس کے لیے چاہتے ہیں درجے بلند کرتے
ہیں۔ اور ہر علم والے سے دوسرا علم والا بڑھ کر ہے ﴿۷٦﴾ (برادران یوسف نے) کہا کہ اگر اس
نے چوری کی ہو تو (کچھ عجب نہیں کہ) اس کے ایک بھائی نے بھی پہلے چوری کی تھی یوسف نے اس
بات کو اپنے دل میں مخفی رکھا اور ان پر ظاہر نہ ہونے دیا (اور) کہا کہ تم بڑے بدقماش ہو۔ اور جو تم
بیان کرتے ہو خدا اسے خوب جانتا ہے ﴿۷۷﴾ وہ کہنے لگے کہ اے عزیز اس کے والد بہت بوڑھے
ہیں (اور اس سے بہت محبت رکھتے ہیں) تو (اس کو چھوڑ دیجیے (بقیہ اگلے صفحے پر)

رخصت کیا۔ شمعون نے کہا بھائیو! دیکھتے ہو کہ میں کس امر میں مبتلا ہوں۔ میرے پدر کو میرا اسلام کہنا جب وہ لوگ یعقوبؑ کے پاس آئے کمزور آواز سے ان کا سلام کیا۔ آپ نے پُوچھا کہ کیوں اس قدر کمزور آواز سے تم نے سلام کیا۔ اور کیوں تم میں اپنے دوست شمعون کی آواز مجھ کو نہیں سُنائی دیتی ہے کہا آپ کے پاس ہم اس کی طرف سے آئے ہیں جس کا ملک تمام بادشاہوں سے بہت زیادہ ہے اور اس کے مقابل کا ہم نے کسی کو حکمت و دانائی و خشوع و سکینہ و وقار میں نہیں پایا، بابا جان اگر کوئی آپ کا مثل ہے تو وہی ہے لیکن ہم اس گھر کے رہنے والے ہیں جو بلا کے واسطے خلق ہوئے ہیں۔ بادشاہ نے ہم کو مہتم کیا اور کہا کہ میں تمہاری باتوں کا اعتبار نہیں کرتا۔ جب تک تمہارے پدر بنیامین کو نہ بھیجیں اور ان کے ذریعہ سے پیغام بھیجیں کہ ان کے حزن اور پیری اور گریہ کرنے اور نابینا ہونے کا کیا سبب ہے۔ یعقوبؑ نے گمان کیا کہ یہ بھی فریب ہے جو ان لوگوں نے کیا ہے تا کہ بنیامین کو ان کے پاس سے جدا کر دیں۔ کہا میرے فرزند و تمہاری عادت بُری عادت ہے جس طرف جاتے ہو تم میں ایک کم ہو جاتا ہے میں اس کو تمہارے ساتھ نہ بھیجوں گا۔ جب فرزندوں نے اپنا سامان کھولا دیکھا کہ ان کے مال غلّہ میں موجود ہیں اور ان کو واپس دیدیئے گئے ہیں جس کی ان کو خبر نہ تھی۔ خوش خوش اپنے باپ کے پاس آئے اور کہا کوئی اس بادشاہ کے مثل نہیں دیکھا گیا۔ وُہ گناہ سے تمام لوگوں سے زیادہ پرہیز کرتا ہے۔ ہمارے مال جو قیمت بعام کے لئے اس کے واسطے ہم لوگ لے گئے تھے گناہ کے خوف سے ہم کو واپس کر دیا ہے۔ اسی مال کو ہم لے

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، اور) اس کی جگہ ہم میں سے کسی کو رکھ لیجیئے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ آپ احسان کرنے والے ہیں ﴿۷۸﴾ (یوسف نے) کہا کہ خدا پناہ میں رکھے کہ جس شخص کے پاس ہم نے اپنی چیز پائی ہے اس کے سوا کسی اور کو پکڑ لیں ایسا کریں تو ہم (بڑے) بے انصاف ہیں ﴿۷۹﴾ جب وہ اس سے ناامید ہو گئے تو الگ ہو کر صلاح کرنے لگے۔ سب سے بڑے نے کہا کیا تم نہیں جانتے کہ تمہارے والد نے تم سے خدا کا عہد لیا ہے اور اس سے پہلے بھی تم یوسف کے بارے میں قصور کر چکے ہو تو جب تک والد صاحب مجھے حکم نہ دیں میں تو اس جگہ سے ہلنے کا نہیں یا خدا میرے لیے کوئی اور تدبیر کرے۔ اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے ﴿۸۰﴾ تم سب والد صاحب کے پاس واپس جاؤ اور کہو کہ ابا آپ کے صاحبزادے نے (وہاں جاکر) چوری (بقیہ اگلے صفحے پر)

جائیں گے اور اپنے گھر والوں کے واسطے غلّہ لائیں گے اور کہا کہ عزیز مصر نے کہا ہے کہ اگر اپنے بھائی کو اپنے ساتھ نہ لاؤ گے تو آئندہ غلّہ نہ دیں گے۔ لہٰذا ہمارے ساتھ بھیج دیجئے تاکہ اس سے ہم غلّہ لے آئیں بے شبہ ہم اس کی محافظت کریں گے۔ یعقوبؑ نے کہا کیا میں تم کو اس پر امین بناؤں جس کے بھائی پر اس سے قبل امین بنا چکا ہوں، بے شک خدا زیادہ حفاظت کرنے والا ہے اور وہ تمام رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ جو کچھ ہم لائے ہیں وہ بہت تھوڑا سا غلّہ ہے جو ہمارے آزوقہ کے لئے کافی نہ ہوگا۔ یعقوبؑ نے کہا تم جانتے ہو کہ بنیامین تم میں مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے یوسفؑ کے بعد مجھے اس کے ساتھ اُنس ہے اور وہ تمہارے درمیان میری راحت کا باعث ہے میں اس کو تمہارے ساتھ بھیجوں گا۔ جب تک کہ تم خدا کے لئے مجھ سے عہد نہ کرو گے کہ اس کو میرے پاس واپس لاؤ گے۔ مگر یہ کہ تم کو ایسا امر درپیش ہو جس سے تمہارا اختیار نہ چلے، یہ سُن کر ان لوگوں نے قسم کھا کر ضمانت دی اور بنیامین کو اپنے ساتھ لے کر مصر کی جانب کی متوجہ ہوئے۔ یعقوبؑ نے کہا جو کچھ ہم نے کہا ہے خدا اس سے آگاہ ہے اور اس پر گواہ ہے۔ جب ان لوگوں نے چاہا کہ باہر نکلیں۔ یعقوبؑ نے ان سے کہا کہ اے میرے فرزندوں سب کے سب ایک دروازہ سے داخل نہ ہونا ایسا نہ ہو کہ تم کو لوگوں کی نظر لگ جائے مختلف دروازوں سے داخل ہونا اور میں تم سے جو کچھ خدا نے تمہارے لئے مقدر کیا ہے دفع نہیں کر سکتا۔ مگر خدا پر بھروسہ رکھتا ہوں اور توکل کرنے والوں کو چاہیئے کہ اسی پر توکل کریں۔ یعقوبؑ کے نفس میں جو خوف تھا اسے اپنے

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، کی۔ اور ہم نے اپنی دانست کے مطابق آپ سے (اس کے لے آنے کا) عہد کیا تھا مگر ہم غیب کی باتوں کو جاننے اور یاد رکھنے والے تو نہیں تھے ﴿۸۱﴾ اور جس بستی میں ہم (ٹھہرے) تھے وہاں سے (یعنی اہل مصر سے) اور جس قافلے میں آئے ہیں اس سے دریافت کر لیجئے اور ہم اس بیان میں بالکل سچے ہیں ﴿۸۲﴾ (جب انہوں نے یہ بات یعقوب سے آکر کہی تو) انہوں نے کہا کہ (حقیقت یوں نہیں ہے) بلکہ یہ بات تم نے اپنے دل سے بنالی ہے تو صبر ہی بہتر ہے۔ عجب نہیں کہ خدا ان سب کو میرے پاس لے آئے۔ بے شک وہ دانا (اور) حکمت والا ہے ﴿۸۳﴾ پھر ان کے پاس سے چلے گئے اور کہنے لگے ہائے افسوس یوسف (ہائے افسوس) اور رنج والم میں (اس قدر روئے کہ) ان کی آنکھیں سفید ہو گئیں اور ان کا دل غم (بقیہ اگلے صفحے پر)

فرزند بنیامین پر ظاہر کر دیا اور وُہ یقیناً صاحب علم و دانا تھے۔ پھر جب وہ لوگ یعقوبؑ کے پاس سے روانہ ہُوئے تو بنیامین اپنے بھائیوں کے ساتھ کوئی چیز نہ کھاتے تھے نہ ان کے ساتھ بیٹھتے اٹھتے تھے اور نہ ان سے باچیت کرتے تھے۔ جب یوسفؑ کی خدمت میں پہنچے، حضرت نے دریافت کیا آیا میرا پیغام اپنے تدر کو پہنچا دیا ان لوگوں نے کہا ہاں، اور جواب میں اپنے بھائی کو لائے ہیں جو چاہے اس سے پوچھ لیجئے۔ یوسفؑ نے سلام کیا اور یوسفؑ کی نگاہ اپنے بھائی پر پڑی تو بہت خوش ہُوئے اور جب دیکھا کہ ان لوگوں سے وہ علٰیحدہ بیٹھے ہیں کہا کہ تم ان کے بھائی ہو کہا ہاں فرمایا کیوں ان کے ساتھ نہیں بیٹھتے کہا اس لئے کہ میرا ایک حقیقی بھائی تھا یہ لوگ اس کو اپنے ساتھ لے گئے اور واپس نہ لائے اور بتایا گیا کہ بھیڑیا اس کو کھا گیا۔ اس لئے میں نے قسم کے ساتھ اپنے اوپر لازم کر لیا ہے کہ کسی امر میں ان کے ساتھ شریک نہ ہوں گا، جب تک زندہ ہوں۔ یوسفؑ پوچھا تمہارا نام کیا ہے کہا ابن یامین، یہ نام اس لئے رکھا گیا کہ جب میں پیدا ہوا میری ماں کا انتقال ہو گیا۔ یعنی میں صاحب عزا فرزند ہوں۔ پوچھا تمہاری ماں کا کیا نام تھا، کہا راحیل دختر لیان۔ پوچھا کیا تمہارے بیوی بھی ہے، کہا ہاں، پُوچھا بچّے بھی پیدا ہوئے، کہا ہاں، پُوچھا کتنے بچّے ہیں، کہا دس پسر پیدا ہوئے۔ پُوچھا اُن کے نام کیا ہیں۔ کہا اُن کے نام اپنے بھائی کے نام سے مشتق کئے ہیں جو میری ماں کے بطن سے تھے اور وُہ ہلاک ہو گئے ہیں۔ یوسفؑ نے کہا کہ اُس کا صدمہ تم کو اس قدر ہُوا کہ تم نے ایسا کیا۔ بتاؤ لڑکوں کے نام کیا ہیں کہا بالعا، اخیر، اشکل، احیا، خیر، نعمان، اور، ارس، حییم، اور یتم۔ پوچھا

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)۔ سے بھر رہا تھا ﴿۸۴﴾ بیٹے کہنے لگے کہ واللہ اگر آپ یوسف کو اسی طرح یاد ہی کرتے رہیں گے تو یا تو بیمار ہو جائیں گے یا جان ہی دے دیں گے ﴿۸۵﴾ انہوں نے کہا کہ میں اپنے غم واندوہ کا اظہار خدا سے کرتا ہوں۔ اور خدا کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ﴿۸۶﴾ بیٹا (یوں کرو کہ ایک دفعہ پھر) جاؤ اور یوسف اور اس کے بھائی کو تلاش کرو اور خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ کہ خدا کی رحمت سے بے ایمان لوگ ناامید ہوا کرتے ہیں ﴿۸۷﴾ جب وہ یوسف کے پاس گئے تو کہنے لگے کہ عزیز ہمیں اور ہمارے اہل وعیال کو بڑی تکلیف ہو رہی ہے اور ہم تھوڑا سا سرمایہ لائے ہیں آپ ہمیں (اس کے عوض) پورا غلّہ دے دیجئے اور خیرات کیجئے۔ کہ خدا خیرات کرنے والوں کو ثواب دیتا ہے ﴿۸۸﴾ (بقیہ اگلے صفحے پر)

ان کے معنی کیا ہیں۔ کہا بالعا اس لئے نام رکھا کہ زمین نے میرے بھائی کو چُھپا لیا۔ اخیر، اس لئے کہ وُہ میری ماں کے پہلے بیٹے تھے۔ اشکل، اس لئے کہ وہ میرا حقیقی بھائی تھا۔ خیر، اس لئے کہ وہ جس جگہ رہا بخیر رہا، نعمان، اس لئے کہ وہ ماں باپ کو پیارا تھا۔ اور، اس وجہ سے کہ وہ حسن و جمال میں مثل پھول کے تھے۔ ارس، اس لئے کہ وہ بدن کے مقابلہ میں سر کے مانند تھا۔ حییم، اس واسطے کہ میرے باپ نے فرمایا کہ وہ زندہ ہے۔ یتم، اس سبب سے کہ اگر میں اس کو دیکھتا تھا تو میری آنکھیں روشن ہوتی تھیں اور بے انتہا مسرّت ہوتی تھی۔ ایک اور روایت کے مطابق ان کے تین پسر تھے جن کے بھیڑیا، پیراہن اور خون رکھا۔ جب یوسفؑ نے پُوچھا ایسے نام کیوں رکھے، کہا اس لئے کہ اپنے بھائی کو بھول نہ جاؤں بلکہ جب کسی ایک کا پکاروں میرا بھائی یاد آجائے۔ پھر یوسفؑ نے پُوچھا، صاحبزادے تمہارے پدر نے کیا پیغام بھیجا ہے۔ بنیامین نے کہا مجھ کو آپ کے پاس بھیجا ہے اور سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ آپ نے میرے پاس پیغام بھیجکر میرے حزن اور قبل از وقت پیر ہونے، رونے اور نابینا ہونے کا سبب دریافت کیا ہے۔ تو جو شخص آخرت کو زیادہ یاد کرتا ہے اس کا حزن واندوہ زیادہ ہوتا ہے اور میرا بڑھاپا وقت سے پہلے روز قیامت کی یاد کے سبب سے ہے اور مجھ کو میرے حبیب یوسفؑ کے غم نے رولایا اور میری آنکھوں کو بے نور کر دیا ہے۔ اور مجھے اطلاع ہوئی ہے کہ میرے غم کے سبب سے آپ بھی محزون ہُوئے۔ اور میرے معاملہ میں اہتمام کیا ہے تو خدا آپ کو جزائے خیر اور ثواب عظیم کرامت فرمائے اور آپ کا مجھ پر اس سے زیادہ کوئی احسان

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، (یوسف نے) کہا تمہیں معلوم ہے جب تم نادانی میں پھنسے ہوئے تھے تو تم نے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا تھا ﴿۸۹﴾ وہ بولے کیا تم ہی یوسف ہو؟ انہوں نے کہا ہاں میں ہی یوسف ہوں۔ اور (بنیامین کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگے) یہ میرا بھائی ہے خدا نے ہم پر بڑا احسان کیا ہے۔ جو شخص خدا سے ڈرتا اور صبر کرتا ہے تو خدا نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا ﴿۹۰﴾ وہ بولے خدا کی قسم خدا نے تم کو ہم پر فضیلت بخشی ہے اور بے شک ہم خطاکار تھے ﴿۹۱﴾ (یوسف نے) کہا کہ آج کے دن سے تم پر کچھ عتاب (وملامت) نہیں ہے۔ خدا تم کو معاف کرے۔ اور وہ بہت رحم کرنے والا ہے ﴿۹۲﴾ یہ میرا کرتہ لے جاؤ اور اسے والد صاحب کے منہ پر ڈال دو۔ وہ بینا ہو جائیں گے۔ اور اپنے تمام اہل وعیال کو میرے پاس لے آؤ

(بقیہ اگلے صفحے پر)

نہ ہو گا کہ میرے فرزند بنیامین کو جلد میرے پاس واپس بھیج کر مجھے شاد کیجئے کیونکہ یوسفؑ کے بعد اس کو تمام فرزندوں سے بہت زیادہ دوست رکھتا ہوں۔ میں اپنی وحشت میں اس سے اُنس حاصل کروں گا۔ اور اپنی تنہائی کو اس سے دُور کروں گا۔ اور میرے لئے آزوقہ بھی جلد بھیجئے جس سے اپنے عیال کے امر میں مدّد حاصل کروں گا۔ جب یوسفؑ نے اپنے پدر کا پیغام سُنا گریہ گلوگیر ہُوا اور اصبر نہ کر سکے اُٹھے اور مکان میں داخل ہو کر بہت روئے پھر باہر آئے اور حکم دیا تو ان لوگوں کے لئے کھانا لایا گیا تو۔ یوسفؑ نے فرمایا کہ دو دو آدمی جو ایک ماں کے بطن سے ہوں ایک ایک خوان پر بیٹھیں۔ یہ سُن کر سب کے سب بیٹھ گئے مگر بنیامین کھڑے رہے یوسفؑ نے کہا کیا تمہارا کوئی حقیقی بھائی نہ تھا؟ کہا تھا، پُوچھا کیا ہُوا جواب دیا۔ کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس کو بھیڑیا کھا گیا۔ یوسفؑ نے کہا اچھا آؤ میرے خوان پر بیٹھو، برادران یوسفؑ نے کہا کہ خدا یوسفؑ اور اس کے بھائی کو ہمیشہ ہم پر فوقیت دیتا ہے یہاں تک کہ بادشاہ نے اس کو اپنے ساتھ خوان پر بٹھایا۔ پھر یوسفؑ نے اپنے دوسرے بھائیوں سے کہا کہ تم لوگ باہر جاؤ اور بنیامین کو اپنے پاس روک لیا۔ وہ لوگ باہر چلے گئے، بنیامین کو اپنے پاس طلب کیا اور کہا میں تمہارا بھائی یوسفؑ ہوں تو جو کچھ ان لوگوں نے کیا اس پر غمگیں نہ ہو میں چاہتا ہوں کہ تم کو اپنے پاس روک لوں۔ بنیامین نے کہا کہ اور سب بھائی نہیں مانیں گے کیونکہ بابا نے چلتے وقت ان سے خدا کا عہد و پیمان لیا ہے کہ وُہ مجھ کو ان کے پاس واپس لے جائیں گے۔ یوسفؑ نے کہا میں ایک تدبیر کرتا ہوں اور حیلہ تلاش کرتا ہوں۔ لیکن جو کچھ دیکھنا اس

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، ﴿۹۳﴾ اور جب قافلہ (مصر سے) روانہ ہوا تو ان کے والد کہنے لگے کہ اگر مجھ کو یہ نہ کہو کہ (بوڑھا) بہک گیا ہے تو مجھے تو یوسف کی بو آ رہی ہے ﴿۹۴﴾ وہ بولے کہ واللہ آپ اسی قدیم غلطی میں (مبتلا) ہیں ﴿۹۵﴾ جب خوشخبری دینے والا آ پہنچا تو کرتہ یعقوب کے منہ پر ڈال دیا اور وہ بینا ہو گئے (اور بیٹوں سے) کہنے لگے کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں خدا کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ﴿۹۶﴾ بیٹوں نے کہا کہ ابا ہمارے لیے ہمارے گناہ کی مغفرت مانگیئے۔ بے شک ہم خطاکار تھے ﴿۹۷﴾ انہوں نے کہا کہ میں اپنے پروردگار سے تمہارے لیے بخشش مانگوں گا۔ بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے ﴿۹۸﴾ جب یہ (سب لوگ) یوسف کے پاس پہنچے تو یوسف نے اپنے والدین کو اپنے پاس بٹھایا اور کہا مصر (بقیہ اگلے صفحے پر)

کو ظاہر نہ کرنا اور بھائیوں کو خبر نہ کرنا پھر جب یوسفؑ سے ان کو غلّہ دے دیا اور مزید احسان ان کے ساتھ عمل میں لا چکے اپنے ایک ملازم سے کہا کہ اس صاع کو نبیامین کے بار میں پوشیدہ کردو وُہ صاع سونے کا تھا جس سے غلّہ تانپتے تھے۔ غرض اس کو بنیامین کے بار میں چھپا دیا اس طرح کہ ان کے بھائیوں کو خبر نہ ہو سکی جب وُہ بار کر چکے اور واپس روانہ ہونے لگے تو یوسفؑ نے اپنے ملازم کو بھیجکر ان لوگوں کو روک لیا، پھر یوسفؑ نے اُن لوگوں میں منادی کرائی کہ اے اہل قافلہ تم لوگ چور ہو یہ سُن کر برادران یوسفؑ آئے اور پُوچھا کہ تمہاری کیا چیز گم ہُوئی ہے ملازموں نے کہا کہ بادشاہ کا صاع گم ہو گیا ہے جو شخص اس کو لائے گا۔ ہم اس کو ایک شتر مال دیں گے اور ہم ضامن ہیں کہ مال اس کو دلوادیں گے۔ برادران یوسفؑ نے کہا کہ خدا کی قسم آپ لوگ سمجھ لیں کہ ہم اس لئے نہیں آئے ہیں کہ زمین میں فساد پھیلادیں اور ہم لوگ چور بھی نہیں ہیں۔ یوسفؑ نے کہا اس کی کیا سزا ہے جس کے پاس پیمانہ نکلے۔ ان لوگوں نے کہا اس کی سزا یہ ہے کہ اسے آپ غلام بنالیں اور ہم لوگ بھی ظالموں کو یہی سزا دیتے ہیں، یعقوبؑ کی شریعت میں ایسا ہی حکم تھا۔ کہ جو شخص چوری کرتا اس کو غلام بنالیتے تھے۔ یوسفؑ نے رفع تہمت کے لئے فرمایا کہ بنیامین کے بار میں نکلا تو ان کو پکڑلیا اور قید کر دیا۔ فرزندان یعقوبؑ کے درمیان ایسا حکم تھا کہ جب کوئی شخص چوری کرتا اس کو غلامی میں لے لیتے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ایک دفعہ یوسفؑ کے بچپن کا ایک واقعہ تھا جب یوسفؑ اپنی پھوپھی کے پاس رہتے تھے اور وُہ ان کو بہت دوست رکھتی تھیں۔ اسحٰقؑ کا ایک کمر

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، میں داخل ہو جائیے خدا نے چاہا تو جمع خاطر سے رہیئے گا (۹۹) اور اپنے والدین کو تخت پر بٹھایا اور سب یوسفؑ کے آگے سجدہ میں گر پڑے اور (اس وقت) یوسف نے کہا ابا جان یہ میرے اس خواب کی تعبیر ہے جو میں نے پہلے (بچپن میں) دیکھا تھا۔ میرے پروردگار نے اسے سچ کر دکھایا اور اس نے مجھ پر (بہت سے) احسان کئے ہیں کہ مجھ کو جیل خانے سے نکالا۔ اور اس کے بعد کہ شیطان نے مجھ میں اور میرے بھائیوں میں فساد ڈال دیا تھا۔ آپ کو گاؤں سے یہاں لایا۔ بے شک میرا پروردگار جو چاہتا ہے تدبیر سے کرتا ہے۔ وہ دانا (اور) حکمت والا ہے (۱۰۰) (جب یہ سب باتیں ہولیں تو یوسف نے خدا سے دعا کی کہ) اے میرے پروردگار تو نے مجھ کو حکومت سے بہرہ دیا اور خوابوں کی تعبیر کا علم بخشا۔ اے آسمانوں اور (بقیہ اگلے صفحے پر)

بند تھا جس کو انہوں نے یعقوبؑ کو دیا تھا اور جب وہ گُم ہو جاتا تھا تو جبرئیلؑ آکر بتلاتے تھے کہ کہاں اور کس کے پاس ہے پھر اُس سے لے لیا جاتا تھا اور اُس کو غلامی میں گرفتار کر لیتے تھے۔ وہ کمربند ان کی بہن دخترِ اسحٰقؑ سارہ کے پاس تھا جو مادرِ اسحٰقؑ کی ہمنام تھی۔ سارہ یوسفؑ سے بہت محبّت کرتی تھیں اور چاہتی تھیں کہ اُن کو اپنی فرزندی میں لے لیں۔ جب یعقوبؑ نے چاہا کہ یوسفؑ کو ان کے پاس سے لے جائیں تو وہ بہت رنجیدہ ہوئیں اور کہا ابھی رہنے، میں دو دنوں میں بھیجدوں گی۔ پھر انہوں نے کمربند کو یوسفؑ کے کپڑوں کے نیچے کمر میں باندھ دیا۔ جب یوسفؑ اپنے باپ کے پاس آئے ان کی پھوپھی بھی آئیں اور کہا کہ میرے پاس سے کمربند چوری ہو گیا ہے اور تلاش کرنے لگیں۔ اُسوقت جبرئیلؑ نازل ہُوئے اور کہا کہ اے یعقوبؑ کمربند یوسفؑ کے پاس ہے اور بنا بر مصلحت الٰہی اُن پر یہ نہیں ظاہر کیا کہ سارہ نے کیا تدبیر کی ہے۔ آخر کار کمربند یوسفؑ کے کمر سے ملا تو سارہ نے کہا چونکہ یوسفؑ نے کمربند چُرایا ہے۔ لہٰذا میں زیادہ حقدار ہوں کہ ان کو غلامی میں لیجاؤں۔ یعقوبؑ نے فرمایا کہ وُہ تمہارا غلام ہے۔ بشرطیکہ اُس کو فروخت نہ کرو اور نہ کسی کو بخش دو۔ کہا میں قبول کرتی ہوں بشرطیکہ مجھ سے آپ نہ لے لیں اور میں اسی وقت اُس کو آزاد کرتی ہوں۔ پھر یوسفؑ کو آزاد کیا اور اسی حیلہ سے یوسفؑ کو اپنے پاس لے گئیں۔ بس حقیقت میں ان لوگوں نے نہ چوری کی تھی اور نہ یوسفؑ نے جھوٹ کہا کیونکہ یوسفؑ کی غرض یہ تھی کہ تم لوگوں نے یوسفؑ کو ان کے باپ سے چُرا لیا۔ برادرانِ یوسفؑ نے کہا کہ اگر بنیامین نے چوری کی تو اس کے بھائی یوسفؑ نے بھی پہلے چوری کی تھی یہ سُن کر یوسفؑ خاموش رہے اور کچھ جواب نہ دیا اور دل میں کہا کہ تم ہی لوگ بدکردار ہو جس طرح کہ یوسفؑ کو ان کے باپ سے چُرایا اور خدا

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، زمین کے پیدا کرنے والے تو ہی دنیا اور آخرت میں میرا کارساز ہے۔ تو مجھے (دنیا سے) اپنی اطاعت (کی حالت) میں اٹھائیو اور (آخرت میں) اپنے نیک بندوں میں داخل کیجیو ﴿۱۰۱﴾ (اے پیغمبر) یہ اخبار غیب میں سے ہیں جو ہم تمہاری طرف بھیجتے ہیں اور جب برادران یوسف نے اپنی بات پر اتفاق کیا تھا اور وہ فریب کر رہے تھے تو تم ان کے پاس تو نہ تھے ﴿۱۰۲﴾

بہت زیادہ جاننے والا ہے۔ جو کچھ تم کہتے ہو پھر سب بھائی جمع ہوئے اور غیظ میں ان کے بدن سے زرد خون ٹپکتا تھا۔ وہ یوسفؑ سے ان کے بھائی کے روک لئے جانے کے بارے میں تکرار کررہے تھے۔ فرزندان یعقوبؑ کی عادت یہ تھی کہ جب ان کو غصّہ آتا تھا ان کے جسم کے بال کھڑے ہو کر کپڑوں سے باہر نکل آتے تھے، اور اُن بالوں کی نوک سے زرد خون ٹپکنے لگتا تھا۔ پھر ان میں سے ایک نے یوسفؑ سے کہا کہ اے عزیز بہ تحقیق کہ بنیامین کے باپ بہت ضعیف آدمی ہیں لہٰذا ہم میں سے کسی ایک کو اس کے بجائے قید کر لیجئے کیونکہ ہم آپ کو بہت نیک سمجھتے ہیں اور اس کو رہا کر دیجئے۔ یوسفؑ نے کہا معاذاللہ خدا کی پناہ چاہتا ہوں اس سے کہ جس کے پاس سے میری چیز نکلی ہے اس کے بجائے کسی دُوسرے کو گرفتار کروں یہ نہیں کہا کہ جس نے میری چیز چُرائی ہے۔ تاکہ جھوٹ نہ ہو جائے اور کہا کہ اگر کسی دوسرے کو گرفتار کروں گا تو ظالم ٹھہروں گا۔ جب وہ لوگ بنیامین سے ناامید ہوئے اور چاہا کہ اپنے باپ کے پاس واپس ہوں۔ ان کے بڑے بھائی نے جو ایک روایت کی بناء پر لاوی تھے اور دُوسری روایت کے مطابق یہُودا تھے ان سے کہا کہ شاید تم لوگوں کو یاد نہیں ہے کہ تمہارے پدر نے تم سے پیمان خدا اس فرزند کے بارے میں لیا ہے اور اس سے پہلے تم نے یوسفؑ کے بارے میں خطا کی تم لوگ ان کے پاس واپس جاؤ۔ لیکن میں تو نہیں جاؤں گا اور زمین مصر سے اُس وقت تک باہر نہ نکلوں گا۔ جب تک کہ میرے باپ اجازت نہ دیں گے۔ یا میرے لئے خدا کا حکم نازل ہو کہ اپنے بھائی کو ان سے واپس لے لوں اور وہ بہترین حکم کرنے والوں میں سے

ترجمہ، اے یعقوب کی اولاد! میرے وہ احسان یاد کرو، جو میں نے تم پر کئے تھے اور یہ کہ میں نے تم کو جہان کے لوگوں پر فضیلت بخشی تھی ﴿۴۷﴾ اور اس دن سے ڈرو جب کوئی کسی کے کچھ کام نہ آئے اور نہ کسی کی سفارش منظور کی جائے اور نہ کسی سے کسی طرح کا بدلہ قبول کیا جائے اور نہ لوگ (کسی اور طرح) مدد حاصل کر سکیں ﴿۴۸﴾ اور (ہمارے ان احسانات کو یاد کرو) جب ہم نے تم کو قومِ فرعون سے نجات بخشی وہ (لوگ) تم کو بڑا دکھ دیتے تھے تمہارے بیٹوں کو تو قتل کر ڈالتے تھے اور بیٹیوں کو زندہ رہنے دیتے تھے اور اس میں تمہارے پروردگار کی طرف سے بڑی (سخت) آزمائش تھی ﴿۴۹﴾ اور جب ہم نے تمہارے لیے دریا کو پھاڑ دیا تم کو نجات دی اور فرعون کی قوم کو غرق کر دیا اور تم دیکھ ہی تو رہے تھے ﴿۵۰﴾ سورۃ البقرۃ

ہے۔ پھر اُن سے کہا کہ تم لوگ واپس جاؤاور کہو کہ بابا تمہارے لڑکے نے چوری کی اور ہم گواہی نہیں دیتے ہیں۔ مگر جو کچھ جانتے ہیں اور ہم غیب کے امور سے واقف نہیں ہیں آپ ان شہر والوں سے اور اہل قافلہ سے جن کے ساتھ ہم لوگ تھے دریافت کرلیجئے۔ یقیناً ہم لوگ راست گو ہیں۔ چنانچہ برادران یوسفؑ باپ کی طرف واپس ہوئے اور لاوی مصر میں ٹھہر گئے اور یوسفؑ کی مجلس میں حاضر ہُوئے اور بنیامین کے بارے میں بہت بحث کی، یہاں تک کہ آوازین بلند ہوئیں اور لاوی کو غصّہ آگیا۔ ان کے نشانہ پر ایک بال تھا۔ جب کو غصّہ آتا تھا تو وہ بال کھڑا ہو جاتا تھا اور اس سے خون بہنے لگتا تھا اور جب تک فرزندان یعقوبؑ میں سے کسی کا ہاتھ نہیں لگتا تھا سکوں نہیں ہوتا تھا۔ جب حضرت یوسفؑ نے دیکھا کہ خون ان کے بال سے جاری ہے تو یوسفؑ کے سامنے ان کے فرزندوں میں سے ایک فرزند تھا اس کے ہاتھ میں سونے کا ایک انار تھا جس سے وہ کھیل رہا تھا۔ یوسفؑ نے اس سے انار لے کو لاوی کی طرف پھینک دیا۔ وُہ لڑکا انار کے پیچھے دوڑا اور چاہا کہ اس کو پکڑے اس کا ہاتھ لاوی سے مس ہُوا اور ان کا غصّہ فرد ہو گیا۔ لاوی کو شک ہوا اور لڑکے نے انار کو لے لیا اور یوسفؑ کے پاس واپس آیا پھر یوسفؑ اور لاوی کے درمیان بات بڑھی یہاں تک کہ لاوی کو غصّہ آیا اور ان کے شانہ کا بال بلند ہوا اور خون اس سے جاری ہوا تو پھر یوسفؑ نے انار کو لے کر ان کی طرف پھینکا اور وہ طفل اس کے پیچھے گیا اور اس کا ہاتھ لاوی سے مس ہوا اور ان کا غصّہ ساکن ہو گیا اسی طرح تین مرتبہ ہوا تو لاوی نے کہا کہ شاید اس گھر میں فرزندان یعقوبؑ میں سے کوئی ہے۔ جب برادران یوسفؑ یعقوبؑ کے پاس پہنچے اور بنیامین کے قصّہ کو بیان کیا۔ فرمایا کہ تمہارے نفسوں نے کسی امر کو زنیت دی ہے اور وہ تمہارے فعل سے قیدا ہوا ہے ورنہ عزیز کیا جانیں کہ چور کو چوری کے سبب سے غلامی میں لے لینا چاہیئے میں صبر و جمیل کرتا ہوں شاید کہ حق

ترجمہ، اے یعقوب کی اولاد! میرے وہ احسان یاد کرو جو میں نے تم پر کئے تھے اور اس اقرار کو پورا کرو جو تم نے مجھ سے کیا تھا۔ میں اس اقرار کو پورا کروں گا جو میں نے تم سے کیا تھا اور مجھی سے ڈرتے رہو (۴۰) سورۃ البقرۃ

تعالیٰ سب کو میرے پاس پہنچادے یقیناً وہ دانا اور حکیم ہے پھر انکی جانب سے منھ پھیر لیا اور کہا کس قدر افسوس ہے یوسفؑ پر۔ ان کی آنکھیں یوسفؑ کے غم میں رونے اور محزوں رہنے کے سبب سے سفید ہو گئی تھیں اور وہ نابینا ہو گئے تھے۔ ان کے بھائیوں کی طرف سے ان کو بہت غصّہ تھا لیکن وہ ان لوگوں پر ظاہر نہیں کرتے تھے۔ منقول ہے کہ یوسفؑ کے لئے یعقوبؑ کا صدمہ ستر عورتوں کے غم کے برابر جن کے فرزند مر گئے ہوں اور ان کو صدمہ ہو، بس یعقوبؑ نے یوسف کے لئے اس قدر گریہ کیا کہ ان کی آنکھیں ضائی ہو گئیں، یہاں تک کہ ان سے ان کے فرزندوں نے کہا کہ ہمیشہ یوسفؑ کو آپ یاد کرتے ہیں نتیجہ یہ ہو گا کہ بیمار ہو جائیں گے یا ہلاکت کے قریب پہنچیں گے۔ اسی طرح یوسفؑ نے یعقوبؑ کی مفارقت پر اس قدر گریہ کیا کہ اہل زندان کو اذیت ہونے لگی اور ان لوگوں نے کہا یا تو آپؑ رات کو گریہ کیجئے اور دن میں خاموش رہیے اور یا دن کو رویا کیجئے اور رات کو چت رہیئے۔ روایت یہ بھی ہے کہ لوگوں نے تین خصلتوں کو تین شخصوں سے اخذ کیا ہے صبر کو ایّوبؑ سے شکر کو نوحؑ سے اور حسد کو فرزندان یعقوبؑ سے۔ یعقوبؑ کلمہ "اناللہ وانا الیہ راجعون" نہیں جانتے تھے اسی لئے "واسفا علی یوسف" کہتے تھے۔ ان کے بھائی کہتے تھے کہ خدا کی قسم آپ یوسفؑ کو یاد کرنا ترک نہیں کریں گے یہاں تک کہ ہلاکت کے قریب پہنچ جائیں گے یا ہلاک ہو جائیں گے۔ یعقوبؑ نے کہا میں اپنے غم اور اندوہ عظیم کی شکایت نہیں کرتا مگر خدا سے اور اس کے کرم اور اس کی رحمت کو جس قدر جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ اے فرزند جاؤ اور یوسفؑ اور اس کے بھائی کی تلاش کرو اور خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہو اس لئے کہ کافروں کے سوا اس کی رحمت سے کوئی ناامید نہیں ہوتا۔ حالانکہ بیس سال ان کی مفارقت کر ہو چکے تھے اور ان کی آنکھیں ان پر بہت رونے سے نابینا ہو چکی تھیں لیکن پھر بھی یعقوبؑ

ترجمہ، (اے یہود و نصاریٰ) کیا تم اس بات کے قائل ہو کہ ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ان کی اولاد یہودی یا عیسائی تھے۔ (اے محمد ﷺ ان سے) کہو کہ بھلا تم زیادہ جانتے ہو یا خدا؟ اور اس سے بڑھ کر ظالم کون، جو خدا کی شہادت کو، جو اس کے پاس (کتاب میں موجود) ہے چھپائے۔ اور جو کچھ تم کر رہے ہو، خدا اس سے غافل نہیں ﴿۱۴۰﴾

جانتے تھے کہ یوسفؑ زندہ ہیں کیونکہ اپنے پروردگار سے سحر کو دُعا کی تھی کہ ملک الموت کو ان کے پاس بھیجدے۔ لہٰذا ملک الموت نہایت حسین شکل اور پاکیزہ خوشبو میں ان پر نازل ہوئے۔ یعقوبؑ نے پُوچھا کہ تم کون ہو کہا میں ملک الموت ہوں تم نے خدا سے سوال کیا تھا کہ مجھ کو تمہارے پاس بھیجدے مجھ سے کیا حاجت ہے۔ یعقوبؑ نے کہا مجھ کو بتلاؤ کہ روحوں کو کہاں سے لیتے ہو اپنے اعوان سے یا متفرق طور پر۔ کہا متفرق طور پر لیتا ہوں۔ یعقوبؑ نے کہا کہ میں تم کو خدائے ابراہیمؑ و اسحٰقؑ و یعقوبؑ کی قسم دیتا ہوں کہ مجھ سے بیان کرو کہ کیا، یوسفؑ کی رُوح بھی تمہارے پاس پہنچی ہے۔ جواب دیا نہیں اس وقت سے ان کو معلوم تھا کہ یوسفؑ زندہ ہیں اور اپنے فرزندوں سے کہا کہ جاؤ یوسفؑ اور اس کے بھائی کو تلاش کرو اور خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہو اس لئے کہ کافروں کے گروہ کے سوا کوئی اس کی رحمت سے ناامید نہیں ہوتا۔ ایک روایت کے مطابق کہ صبر جمیل یہ ہے کہ لوگوں سے کسی طرح کوئی شکایت نہ کی جائے۔ بہ تحقیق کہ حق تعالیٰ نے یعقوبؑ کو ایک رسالت کے ساتھ ایک راہب و عابد کے پاس بھیجا۔ جب راہب کی نظر اُن حضرت پر پڑی سمجھا کہ ابراہیمؑ ہیں جلدی سے کھڑا ہو گیا اور ہاتھ حضرت کی گردن میں ڈال کر کہا کہ خلیل خدا مرحبا۔ یعقوبؑ نے کہا میں ابراہیمؑ نہیں ہوں بلکہ اسحٰقؑ کا فرزند ابراہیمؑ کا پوتا یعقوبؑ ہوں۔ راہب نے کہا کیوں اس قدر بڑھے ہو گئے ہو کہا غم واندوہ نے مجھ کو ضعیف کر دیا۔ جب واپس ہوئے اور راہب کے دروازہ سے ابھی باہر نہ ہوئے تھے کہ وحی خدا اُن کو پہنچی کہ اے یعقوبؑ میرے بندوں سے میری شکایت کرتے ہو۔ حضرت اُسی چوکھٹ کے قریب سجدہ میں گر پڑے اور عرض کی پروردگارا پھر ایسے فعل کا ارتکاب نہ کرونگا۔ خدا نے وحی فرمائی کہ میں نے تم کو معاف کیا لیکن آئندہ ایسا عمل نہ کرنا پھر حضرت نے کسی سے شکایت نہ کی اس کے بعد جو کچھ حضرت پر دُنیا کی مصیبتیں گذریں سوائے اس کے کہ ایک روز کہا کہ میں اپنے حزن واندوہ کی شکایت

ترجمہ، اے آل یعقوب ہم نے تم کو تمہارے دشمن سے نجات دی اور تورات دینے کے لئے تم سے کوہ طور کی داہنی طرف مقرر کی اور تم پر من اور سلویٰ نازل کیا (۸۰) سورۃ طٰہٰ

کرتاہوں مگر خدا سے اور خدا کا کرم جس قدر میں جانتا ہوں اے فرزند و تم نہیں جانتے۔

ایک روایت کے مطابق عزیزِ مصر نے ایک قاصد کو بھی یعقوبؑ کے پاس بنیامین کے سلسلے میں بھیجا جس نے بنیامین کے سامان میں عزیزِ مصر کی چیز نکلنے کا واقعہ یعقوبؑ کو بتایا اور کہا کہ اس سبب سے میں نے بنیامین کو غلامی میں لے لیا ہے۔ پس کوئی امر یعقوبؑ پر اس نامہ سے زیادہ دشوار نہیں گذرا۔ قاصد سے کہا کہ ٹھہرو تاکہ میں جواب لکھوں اور تحریر فرمایا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، یہ خط یعقوبؑ اسرائیل خدا ابراہیم خلیلؑ الرحمٰن کے فرزند اسحٰقؑ ذبیح خدا کے بیٹے کا ہے، امابعد میں نے تمہارے خط کا مضمون سمجھا جو تم نے ذکر کیا ہے کہ میرے فرزند کو تم نے غلامی میں لیا ہے۔ بہ تحقیق کہ میرے جدّ ابراہیمؑ کو نمرود ملعون نے جو روئے زمین کا بادشاہ تھا آگ میں ڈالا اور وُہ نہ جلے۔ خدا نے اُن پر آگ کو سرد اور سلامت کر دیا اور میرے پدر اسحٰقؑ کے بارے میں میرے جدّ ابراہیمؑ کو خدا نے حکم دیا کہ اُن کو اپنے ہاتھ سے ذبح کریں جب انہوں نے چاہا کہ ذبح کریں خدا نے ایک بڑے گوسفند کو ان کا فدیہ قرار دیا۔ بہ تحقیق کہ میں ایک فرزند رکھتا تھا کہ اس سے زیادہ کوئی دنیا میں مجھے محبوب نہیں تھا۔ وُہ میری آنکھ کی روشنی اور میوۂ دل تھا اس کے بھائی اس کو لے گئے اور واپس آکر کہا کہ اس کو بھیڑیے نے کھا لیا ہے اس غم سے میری کمر خم ہو گئی اور اس پر ایک بھائی تھا مجھے اس سے بھی انس تھا وُہ اپنے دُوسرے بھائیوں کے ساتھ تمہارے پاس گیا تاکہ وُہ سب ہمارے واسطے غلّہ لائیں۔ وُہ لوگ میرے پاس آئے اور کہا کہ اُس نے بادشاہ کا پیمانہ چرایا اور تم نے اس کو قید کر لیا ہے۔ ہم ایسے خاندان کے لوگ نہیں ہیں کہ سرقد اور گناہ کبیرہ ہمارے لئے زیبا ہو۔ میں تم سے سوال کرتا ہُوں اور خدائے ابراہیمؑ و اسحٰقؑ و یعقوبؑ کی قسم دیتا ہوں کہ مجھ پر احسان کرو اور خدا کا تقرب حاصل کرو اور اس کو مجھے واپس دے دو۔ جب عزیز کے قاصد نے نامہ کو یعقوبؑ سے لیا اور روانہ ہوا تو یعقوبؑ نے آسمان کی جانب ہاتھ بلند کیا اور دُعا کی۔

ترجمہ، اور ہم نے ابراہیم کو اسحٰق عطا کئے۔ اور مستزاد برآں یعقوب۔ اور سب کو نیک بخت کیا

سورۃ الأنبياء ﴿۷۲﴾

قاصد یعقوبؑ کے خط کو لے کر مصر گیا تو یوسفؑ نے خط کو پڑھا اس کو بوسہ دیا اور آنکھوں سے لگایا اور بہت روئے اور دُوسری روایت میں ہے کہ جب نامہ کو کھولا گریہ ضبط نہ ہو سکا۔ اُٹھے اور گھر گئے خط کو پڑھا اور بہت روئے پھر اپنے مُنہ کو دھویا اور دربار میں آئے۔ پھر ان پر گریہ غالب ہُوا اور گھر میں واپس گئے روئے اور پھر مُنہ کو دھویا اور باہر آئے۔ جب باہر آئے بھائیوں نے کہا اے عزیز مصر ہم کو تمہاری مہربانی اور مروّت معلوم ہو چکی ہے اور ہم قحط و گرسنگی میں گرفتار ہیں اور ہمارے پاس سرمایہ کم ہے لہٰذا ہمارے سرمایہ کا خیال کیجئے اور ہم کو پورا پیمانہ دیجئے اور کافی غلّہ دینے سے قبل ہمیں ہمارے بھائی کو بھیک میں دیجئے یقیناً خدا تصّدق کرنے والوں کو اچھی جزا دیتا ہے یوسفؑ نے کہا آیا جانتے ہو کہ تم نے یوسفؑ اور انکے بھائی کے ساتھ کیا کیا؟ جس وقت کہ جاہل اور نادان تھے۔ ان لوگوں نے کہا شاید تم یوسفؑ ہو فرمایا، ہاں میں یوسفؑ ہوں اور یہ میرا بھائی ہے بیشک خدا نے ہم پر احسان و انعام کیا بہ تحقیق جو شخص کہ پرہیزگاری کرتا ہے اور بلاؤں پر صبر کرتا ہے تو یقیناً خدا نیکوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔ بھائیوں نے کہا کہ یقیناً خدا نے ہم لوگوں پر تم کو صورت و سیرت میں فضیلت دی ہے۔ بیشک ہم لوگ خطاکار تھے، جو کچھ تمہارے ساتھ کیا۔ یوسفؑ نے کہا کہ آج تم پر کوئی الزام نہیں ہے خدا تم کو بخش دے اور وہ ارحم الراحمین ہے۔ پھر یوسفؑ نے کہا کہ وُہ لوگ یعقوبؑ کے پاس واپس جائیں اور فرمایا کہ میرا پیراہن لے جاؤ اور میرے پدر کے چہرے پر رکھ دو تاکہ وہ بینا ہو جائیں اور سب لوگ بمعہ اہل و عیال کے میرے پاس آؤ۔ یہ پیراہن وہی تھا جو یعقوبؑ نے اُن کے گلے میں لٹکایا تھا۔ یہ پیراہن جب ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا گیا تھا تو جبرئیلؑ ان کے لئے ایک جامئہ بہشت لائے اور ان کو پہنایا کہ اس پر گرمی اور سردی کا اثر نہیں ہوتا تھا اور جب کوئی شخص اس کو پہنتا تھا بہت کشادہ ہوتا تھا۔ جب ابراہیمؑ کی وفات کا زمانہ قریب آیا

ترجمہ، اور ہم نے اُن کو اسحٰق اور یعقوب بخشے اور اُن کی اولاد میں پیغمبری اور کتاب (مقرر) کر دی اور ان کو دنیا میں بھی اُن کا صلہ عنایت کیا اور وہ آخرت میں بھی نیک لوگوں میں ہوں گے ﴿۲۷﴾

سورۃ العنکبوت

جو بازو بند اُن کے پاس تھا اسحٰقؑ کو باندھ دیا اور اسحٰقؑ نے یعقوبؑ کو باندھا جب یوسفؑ پیدا ہوئے یعقوبؑ نے اُن کو دیا اور وہ اس کو ہر وقت اپنے پاس رکھتے تھے۔ یوسفؑ نے اسے پیراہن دیا اور کہا کہ میرا یہ پیراہن لے جاؤ اور میرے باپ کی آنکھوں پر رکھو، تاکہ وُہ بینا ہو جائیں اور تم لوگ مع پدر بزرگوار اور اپنے زن و فرزند کے ہمراہ میرے پاس آؤ۔ جب قافلہ مصر سے روانہ ہُوا تو یعقوبؑ نے فلسطین سے شام میں اس کی بُو سونگھی۔ یعقوبؑ نے کہا، بہ تحقیق کہ میں یوسفؑ کی بُو سونگھ رہا ہوں اگر تم لوگ یہ نہ کہو کہ زیادہ بڑھے ہوگئے ہیں اور ان کی عقل زائل ہوگئی ہے۔ اُن لوگوں نے جو یعقوبؑ کے پاس حاضر تھے، کہا خدا کی قسم آپ اپنی قدیم غلطی پر یوسفؑ کے انتظار میں ہیں۔ اس وقت جبرئیلؑ یعقوبؑ کے پاس آئے اور کہا، چاہتے ہو کہ تم کو کوئی دُعا تعلیم کروں کہ اسے جس وقت پڑھوگے تمہاری دونوں آنکھیں تم کو واپس مل جائیں گی، کہا ہاں، جبرئیلؑ نے کہا وہی پڑھو جو تمہارے باپ آدمؑ نے پڑھا تھا اور خدا نے ان کی توبہ قبول کی تھی، اور جو کچھ نوحؑ نے کہا تھا جس کے سبب سے ان کی کشتی جُودی پر ٹھہری تھی اور انہوں نے غرق ہونے سے نجات پائی اور جو کچھ تمہارے پدر ابراہیمؑ نے کہا تھا جس وقت کہ ان کو آگ میں ڈالا گیا اور ان کلمات کے ذریعہ سے خدا نے آگ کو ان پر سرد اور سلامت کیا۔ یعقوبؑ نے کہا، اے جبرئیلؑ بتاؤ وہ کلمات کیا ہیں؟ جبرئیلؑ نے کہا، کہو اے پروردگار امیں تجھ سے بحق محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ سوال کرتا ہوں کہ یوسفؑ و بنیامین دونوں کو مجھ سے ملادے اور میری آنکھیں مجھے عطا فرما۔ یعقوبؑ نے ابھی یہ دُعا تمام نہیں کی تھی کہ خوشخبری دینے والا آیا اور پیراہن یوسفؑ کو ان کے چہرہ پر رکھا اور وُہ بینا ہوگئے۔ اس وقت حضرت نے کہا کہ میں تم سے نہ کہتا تھا کہ میں رحمت خدا کو جس قدر جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ بھائیوں نے کہا کہ بابا جان ہمارے لئے استغفار کیجئے یقیناً ہم لوگ خطاکار تھے کہا اس کے بعد اپنے پروردگار سے تمہارے لئے استغفار کروں گا بہ تحقیق کہ وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

ترجمہ، اور ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کو یاد کرو جو ہاتھوں والے اور آنکھوں والے تھے ﴿۴۵﴾ ہم نے ان کو ایک (صفت) خاص (آخرت کے) گھر کی یاد سے ممتاز کیا تھا ﴿۴۶﴾ اور ہمارے نزدیک منتخب اور نیک لوگوں میں سے تھے ﴿۴۷﴾ سورۃ ص

بس فرزندان یعقوبؑ نے اپنے اعمال کی بدی کا اقرار کیا اور توبہ کر کے دنیا سے سعادت مند گئے۔

بس یعقوبؑ نے کہا کہ آج ہی انتظام کرو اور روانہ ہو جاؤ، غرض بسرعت تمام یعقوبؑ اور یامیل یوسفؑ کی خالہ مصر کی جانب روانہ ہُوئے اور نوروز میں منازل طے کر کے مصر میں داخل ہوئے تو یوسفؑ اپنے لشکر کے ساتھ سوار ہو کر اُن حضرت کے استقبال کو چلے اور جب وہ لوگ دربار میں پہنچے وہ پھر باپ کے گلے میں باہیں ڈالکر روئے اور چہرہ کو بوسہ دیا اور یعقوبؑ کو مع اپنی خالہ کے تخت بادشاہی پر بٹھایا اور خود اپنے مکان میں داخل ہوئے اور اپنے جسم پر خوشبودار تیل ملا اور سُرمہ لگایا اور شاہانہ لباس پہنا پھر اُن کے پاس آئے جب اُن لوگوں نے دیکھا سب اُن کی تعظیم اور سب کے سب سجدہ میں گر پڑے۔ ان لوگوں نے یوسفؑ کو سجدہ نہیں کیا بلکہ ان کو سجدہ طاعت خدا اور تحیّت یوسفؑ تھا جس طرح کہ ملائکہ کا سجدہ آدمؑ کے لئے اطاعت خدا تھا۔ پھر یعقوبؑ ان کے فرزندوں نے مع یوسفؑ کے سجدہ شکر کیا خدا کے شکریہ کے لئے کہ ان لوگوں کو ایک دُوسرے سے اس نے ملا دیا کیا اور اس وقت یوسفؑ نے کہا اے پدر یہ تھی اس خواب کی تعبیر جو میں نے پہلے دیکھا تھا۔ خدا نے میرے خواب کو سچ کر دکھایا اور مجھ پر احسان کیا کہ قید خانہ سے نجات بخشی اور آپ لوگوں کر قریہ سے میرے پاس تک پہنچا دیا۔ بہ تحقیق کہ میرا پروردگار صاحب لطف واحسان ہے اور جو کچھ وہ چاہتا ہے لطف وتدبیر کے ساتھ عمل میں لاتا ہے اور یقیناً وہ دانا اور حکیم ہے۔ پھر یعقوبؑ نے یوسفؑ سے کہا کہ اے پسر مجھ سے بیان کرو کہ تمہارے ساتھ بھائیوں نے کیا کیا جس وقت کہ تم کو میرے پاس سے لائے یوسفؑ نے کہا بابا جان مجھ کو اس امر سے معاف رکھیئے کہا

ترجمہ، کہو کہ ہم خدا پر ایمان لائے اور جو کتاب ہم پر نازل ہوئی اور جو صحیفے ابراہیم اور اسماعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور ان کی اولاد پر اترے اور جو کتابیں موسیٰ اور عیسیٰ اور دوسرے انبیاء کو پروردگار کی طرف سے ملیں سب پر ایمان لائے ہم ان پیغمبروں میں سے کسی میں کچھ فرق نہیں کرتے اور ہم اسی (خدائے واحد) کے فرماں بردار ہیں ﴿۸٤﴾ سورۃ آل عمران

اچھا تمام باتیں نہیں کہنا چاہتے ہو کچھ تو بیان کرو۔ کہا جس وقت مجھ کو کنویں کے پاس لے گئے اور کہا پیراہن کو اتارو۔ میں نے کہا بھائیو، خدا سے ڈرو اور مجھ کو برہنہ نہ کرو تو چاقو میرے سامنے کھینچ کر کہا کہ اگر کپڑے نہ اُتارو گے تو تم کو مار ڈالیں گے پس مجبوراً میں نے کپڑے اُتارے اور ان لوگوں نے مجھ کو عُریاں کنویں میں ڈال دیا۔ جب یعقوبؑ نے یہ سُنا ایک نعرہ کیا اور بیہوش ہو گئے۔ پھر جب ہوش میں آئے کہا اے فرزند بیان کرو پھر کیا ہُوا کہا، بابا جان میں آپؑ کو ابراہیمؑ و اسحٰقؑ و یعقوبؑ کے خدا کی قسم دیتا ہوں کہ آپ مجھے اس امر سے مُعاف رکھیئے تو یعقوبؑ خاموش ہو گئے۔ ایک روایت کے مطابق جب یعقوبؑ اور باہم ملاقات ہوئی تو یعقوبؑ پیادہ ہو گئے لیکن یوسفؑ کو شوکت شاہی مانع ہوئی اور وہ پیادہ نہ ہوئے، ابھی گلے مل کر فارغ نہ ہوئے تھے کہ جبرئیلؑ، یوسفؑ پر نازل ہُوئے اور رب کی جانب سے عتاب آمیز خطاب لائے کہ اے یوسفؑ تمام جہاں کا مالک فرماتا ہے کہ ملک و بادشاہی تم کو میرے شائشتہ صدیق بندہ کے لئے پیادہ ہونے سے مانع ہوئی اپنا ہاتھ کھولو جب ہاتھ بڑھایا اُن کے ہاتھ کی ہتھیلی سے اور ایک روایت کی بناء پر اُن کی انگلیوں کے درمیان سے ایک نور نکل گیا۔ یوسفؑ نے جبرئیلؑ سے پوچھا کہ یہ نور کیسا تھا۔ کہا یہ پیغمبری تھی خدا نے تمہارے صلب سے باہر کر دی اس سبب سے کہ تم اپنے باپ کی تعظیم کو نہیں اٹھے تو خدا نے نور پیغمبری کو یوسفؑ سے نکال لیا تھا۔ تاکہ ان کے فرزند پیغمبر نہ ہوں اور ان کے بھائی لادی کے فرزندوں میں پیغمبری قرار دی کیونکہ جب ان کے بھائیوں نے چاہا کہ یوسفؑ کو مار ڈالیں تو لاوی نے کہا کہ مارو نہیں بلکہ کنویں میں ڈال دو۔ اس کی جزا میں کہ یوسفؑ کے قتل میں مانع ہُوئے پیغمبری کو ان کے صلب میں قرار دیا اور اسی طرح جب برادران یوسفؑ بنیامین کے قید ہونے کے بعد چاہا کہ خدمت پدر میں واپس آئیں تو لاوی نے کہا کہ زمین مصر سے حرکت نہ کروں گا جب تک کہ

ترجمہ، بنی اسرائیل کے لیے (تورات کے نازل ہونے سے) پہلے کھانے کی تمام چیزیں حلال تھیں بجز ان کے جو یعقوب نے خود اپنے اوپر حرام کر لی تھیں کہہ دو کہ اگر سچے ہو تو تورات لاؤ اور اسے پڑھو (یعنی دلیل پیش کرو) ﴿۹۳﴾ سورۃ آل عمران

میرے باپ اجازت نہ دیں یا خدا کوئی حکم میرے لئے فرمائے اور سب سے بہتر حکم کرنے والا وہی ہے خدا نے ان کی یہ بات بھی پسند کی اور اس کے بعد پیغمبری ان کی اولاد میں پھر دی اس لئے پیغمبران بنی اسرائیل سب کے سب لادی کے فرزندوں میں سے تھے۔ موسیٰؑ بھی ان ہی کے فرزندوں میں سے تھے یعنی موسیٰؑ پسر عمران پسر یصہر پسر فاہث پسر لادی ہے۔(بعضوں نے ان احادیث کو تقیہ پر محمول کیا ہے چونکہ یہ عامہ کے طریقہ سے منقول ہیں اور ممکن ہے کہ آنحضرت کا پیادہ نہ ہونا نخوت اور تکبر کی راہ سے نہ رہا ہو بلکہ تدبیر و مصلحت ملک کے لئے ہو اور چونکہ یعقوبؑ کے حق کی رعایت کرنا مصلحت ملک و بادشاہی کی رعایت سے اولیٰ تھا پس ترک اولیٰ اور مکروہ فعل آنحضرت سے صادر ہو، اس سبب سے عتاب کے سزاوار ہوئے)۔ الغرض یعقوبؑ یوسفؑ کے پاس مصر پہنچنے کے بعد دو سال زندہ رہے اور جب یعقوبؑ عالم قدس کی جانب رحلت کر گئے یوسفؑ اُن کے جسد مبارک کو ایک تابوت میں رکھ کر شام لے گئے اور بیت المقدس میں دفن کیا۔ پھر یعقوبؑ کے بعد یوسفؑ حجت خدا ہوئے۔ یوسفؑ رسول اور پیغمبر تھے جیسا کہ خدا نے قرآن میں فرمایا ہے کہ مومن آل فرعون نے کہا یوسفؑ تمہارے پاس روشن دلیلوں اور معجزات کے ساتھ آئے اور تم برابر اُن کی پیغمبری میں شک کرتے رہے یہاں تک کہ جب اُن کی وفات ہوئی تم لوگوں نے کہا کہ اُن کے بعد خدا کوئی رسول نہ بھیجے گا۔

روایت ہے کہ قحط کے زمانہ میں عزیز مصر کا انتقال ہو گیا اور زلیخا محتاج ہو گئیں اس حد تک کہ لوگوں سے سوال کرتی تھیں۔ جب یوسفؑ بادشاہ ہوئے اور ان کو لوگ عزیز مصر کہتے تھے۔ ایک بار لوگوں نے زلیخا سے کہا کہ عزیز کے راستہ پر بیٹھ جاؤ یا یوسفؑ کے پاس جاؤ

ترجمہ، اور پہلے یوسف بھی تمہارے پاس نشانیاں لے کر آئے تھے تو جو وہ لائے تھے اس سے تم ہمیشہ شک ہی میں رہے۔ یہاں تک کہ جب وہ فوت ہو گئے تو تم کہنے لگے کہ خدا اس کے بعد کبھی کوئی پیغمبر نہیں بھیجے گا۔ اسی طرح خدا اس شخص کو گمراہ کر دیتا ہے جو حد سے نکل جانے والا اور شک کرنے والا ہو ﴿۳۴﴾ سورۃ مومن

کیونکہ اب وہ عزیز مصر ہیں اور شاید وہ تم پر رحم کریں کہا میں ان سے خجل ہوں، لیکن بعض لوگوں نے کہا کہ ان کے پاس جاؤ گی تو خوف ہے کہ وہ تم کو تکلیف پہنچائیں جو ان تکالیف کے عوض میں ہو تم نے اُن کو پہنچائی ہیں۔ زلیخا نے کہا میں اس شخص سے نہیں ڈرتی جو خدا سے ڈرتا ہے پھر جب لوگوں نے اصرار کیا تو وُہ یوسفؑ کے راستہ پر بیٹھیں جب آنحضرت کو کنبہ شاہی کے ساتھ ادھر سے گذرے تو دیکھا کہ وہ ایک کھنڈر پر بیٹھی تھیں۔ جب زلیخا نے اسباب سلطنت اور آنحضرت کی شوکت مشاہدہ کی تو اٹھیں اور کہا، حمد و پاک اس خدا کے لئے زیبا ہے جو بادشاہوں کو ان کے گناہوں کے سبب سے غلام بنا دیتا ہے اور غلاموں کو اپنی اطاعت کی وجہ سے بادشاہ بنا دیتا ہے۔ میں محتاج ہو گئی مجھے کچھ صدقہ دیجئے۔ یوسفؑ نے کہا خدا کی نعمت کو حقیر سمجھنا اور اس کا کفران کرنا اس کیلئے ہمیشہ کی رکاوٹ پیدا کر دیتا ہے۔ لہٰذا خدا کی جانب بازگشت کرو تاکہ تمہارے گناہ کے دھبّہ کو آب توبہ سے دھو دے، بہ تحقیق دُعا کی مقبولیّت کا محل اور اس کے لئے دلوں کی پاکیزگی اور اعمال کی نیکی اور صفائی کی شرط ہے۔ زلیخا نے کہا ابھی توبہ و انابت اور گذشتہ غلطیوں کے تدارک سے فراغت نہیں پائی ہے اور خدا سے شرم کرتی ہوں کہ عفو کے مقام میں آؤں اور اس ذات مقدس سے طلب رحمت کروں حالانکہ ابھی آنسو نہیں بہے ہیں۔ اور دل سے اپنی ندامت کے حق کی ادائیگی نہیں ہُوئی ہے اور اطاعت کے ظرف میں نرم نہیں آئی ہے۔ یوسفؑ نے کہا، توبہ کرو اور اس کے شرائط میں پھر کوشش اور اہتمام کرو۔ کیونکہ راہ عمل کھلی ہوئی ہے اور دُعا کا تیر قبولیت کے نشانہ پر پہنچتا ہے قبل اس کے کہ عمر کے ایّام اور گھڑیاں ختم ہوں اور حیات کی مُدت تمام ہو۔ زلیخا نے کہا میرا بھی یہی عقیدہ ہے۔ پھر یوسفؑ نے فرمایا کہ گائے کی کھال سونے سے بھر کر ان کو دے دی جائے۔ زلیخا نے کہا کہ روزی یقیناً خدا کی جانب سے مقرر ہے اور پہنچتی ہے میں روزی کی زیادتی اور راحت و عیش زندگانی کو نہیں چاہتی۔ جب تک کہ خدا کے غضب میں گرفتار

ترجمہ، جو میری اور اولاد یعقوب کی میراث کا مالک ہو۔ اور (اے) میرے پروردگار اس کو خوش اطوار بنائیو ﴿٦﴾ سورۃ مریم

ہوں۔اس وقت زلیخا بہت ضعیف ہوگئی تھیں اور یوسفؑ نے پوچھا کہ کیا تم زلیخا ہو؟ یوسفؑ کے بعض فرزندوں نے کہا کہ یہ عورت کون ہے جس کے لئے ہمارا جگر پارہ پارہ ہو گیا اور دل نرم ہو گیا، فرمایا کہ یہ راحت و شادمانی کی دایہ ہے جواب دام انتقام الٰہی میں گرفتار ہے۔ پھر حکم دیا واپس چلو کہ میں تم کو غنی کردوں گا اور ایک لاکھ درہم ان کے لئے بھیجا۔ پھر لوگ ان کو حضرت کے دولت کدہ پر لے گئے تو یوسفؑ نے ان سے کہا کہ کیا تم نے میرے ساتھ ایسا نہیں کیا، کہا اے پیغمبر خدا مجھ کو ملامت نہ کیجئے کیونکہ میں تین بلاؤں میں مبتلا تھی جن میں کوئی شخص مبتلا نہیں ہوا تھا۔ پوچھا وہ کیا، کہا تمہاری محبت میں مبتلا تھی اور خدا نے دُنیا میں تمہاری نظیر نہیں خلق کی ہے اور حُسن و جمال میں مبتلا تھی ایسی کہ مصر میں مجھ سے زیادہ کوئی مقبول عورت نہ تھی اور کسی کے پاس مجھ سے زیادہ دولت نہ تھی اور میرا شوہر نامرد تھا۔ پھر یوسفؑ نے ان سے کہا کہ کیا حاجت رکھتی ہو کہا چاہتی ہوں کہ آپ دُعا کیجئے کہ خدا میری جوانی واپس کر دے۔ یوسفؑ نے دُعا کی اور خدا نے ان کو جوان کر دیا۔ یوسفؑ نے ان سے عقد کیا اور جب ان سے ہم بستر ہوئے ان کو باکرہ پایا پوچھا تم باکرہ کیونکہ رہ گئیں حالانکہ مدتوں شوہر کے ساتھ بسر کی، اور کیا یہ اُس سے بہتر اور مستحسن نہیں ہے جو تم حرام کے طور پر چاہتی تھیں۔ زلیخا نے کہا میں آپ کے بارے میں چار باتوں میں مبتلا تھی، اوّل، میں اپنے ہمعصروں میں سب سے زیادہ حسین تھی۔ دوم، آپؑ اپنے زمانہ کے لوگوں میں سب سے زیادہ خوبصورت تھے۔ سوئم، میں باکرہ تھی اور چار، میرا شوہر نامرد تھا۔ یوسفؑ نے کہا تمہارا کیا حال ہوتا اگر اُس پیغمبر کو دیکھتیں جو آخر زمانے میں مبعوث ہوگا، جن کا اسم مبارک محمدؐ ہے اور وہ مجھ سے بہت زیادہ خوبصورت، بہت زیادہ خوشخو اور بہت زیادہ سخی ہوں گے زلیخا نے کہا تم سچ کہتے ہو۔ یوسفؑ نے کہا کیونکر معلوم ہُوا کہ میں سچ کہتا ہوں کہا اس لئے کہ جب تم نے اُن کا نام لیا تو ان کی محبت میرے دل میں قائم ہوگئی۔ اُس وقت خدا نے یوسفؑ کو وحی کی زلیخا

ترجمہ، اور کہنے لگے کہ اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑنا اور ود اور سواع اور یغوث اور یعقوب اور نسر کو کبھی ترک نہ کرنا ﴿۲۳﴾ (پروردگار) انہوں نے بہت لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے۔ تو تُو ان کو اور گمراہ کر دے ﴿۲٤﴾

سورۃ نوح

سچ کہتی ہے میں بھی اب اُس کو دوست رکھتا ہوں اُس سبب سے کہ اُس نے میرے حبیب محمدؐ کو دوست رکھا اور یوسفؑ کو حکم دیا کہ اُن سے عقد کریں۔ ایک روایت کے مطابق یوسفؑ نے اپنے زمانہ کی ایک بہت حسین عورت کی خواستگاری کی تو اُس نے انکار کیا اور کہا میرے بادشاہ کا غلام مجھ سے عقد کرنا چاہتا ہے۔ حضرتؑ نے اُس کے باپ سے خواستگاری کی اُس نے کہا کہ اُسی کو اختیار ہے۔ پس حضرتؑ نے درگاہ باری میں دُعا کی اور گریہ فرما کر اُس کو طلب کیا۔ خدا نے وحی فرمائی کہ میں نے اُس کو تم سے تجویز کیا۔ پھر یوسفؑ نے اُن لوگوں کے پاس قاصد بھیجا اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ تمہاری ملاقات کو آؤں اُن لوگوں نے کہا کہ آؤ۔ جب یوسفؑ اُس عورت کے مکان میں داخل ہُوئے آپ کے آفتاب جمال کے نور سے وُہ مکان روشن ہو گیا۔ اُس عورت نے کہا یہ انسان نہیں بلکہ فرشتہ گرامی ہے۔ یوسفؑ نے پانی طلب کیا اُس عورت نے سبقت کی اور پانی کا کلاس لائی جب حضرتؑ نے پانی پی لیا اُس نے گلاس لے کر انتہائی شوق کے ساتھ اپنے مُنہ سے لگالیا۔ یوسفؑ نے کہا صبر کر اور بیتاب نہ ہو کہ تیرا مطلب حاصل ہوتا ہے پھر اُس کے ساتھ عقد کیا۔ بادشاہ نے بھی ایک راحیل نامی عورت سے یوسفؑ کا عقد کروایا تھا جس سے افرائیم اور یشائیم پیدا ہوئے۔

منقول ہے کہ ایک شخص قوم عاد سے فرعون کے زمانہ تک زندہ رہا، (مصر میں بادشاہوں کو فرعون کہا جاتا تھا)۔ یوسفؑ کے زمانہ میں لوگ اُس کو بہت تکلیف پہنچاتے تھے اور اس کو پتھر مارتے تھے وہ فرعون کے پاس آیا اور کہا کہ مجھ کو لوگوں کے شر سے امان دے تو میں تعجب خیز خبریں جو دُنیا میں نے مشاہدہ کی ہیں تجھ سے بیان کروں اور سچ کہوں گا۔

ترجمہ، اور ابرہیم نے اپنے بیٹوں کو اسی بات کی وصیت کی اور یعقوب نے بھی (اپنے فرزندوں سے یہی کہا) کہ بیٹا خدا نے تمہارے لیے یہی دین پسند فرمایا ہے تو مرنا ہے تو مسلمان ہی مرنا ﴿۱۳۲﴾ بھلا جس وقت یعقوب وفات پانے لگے تو تم اس وقت موجود تھے، جب انہوں نے اپنے بیٹوں سے پوچھا کہ میرے بعد تم کس کی عبادت کروگے، تو انہوں نے کہا کہ آپ کے معبود اور آپ کے باپ دادا ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق کے معبود کی عبادت کریں گے جو معبود یکتا ہے اور ہم اُسی کے حکم بردار ہیں ﴿۱۳۳﴾ سورۃ البقرۃ

فرعون نے اُس کو امان دی اور اپنا مقرب بنایا۔ وہ اُس کے دربار میں گذشتہ واقعات بیان کیا کرتا تھا۔ فرعون کو اُس کی صداقت پر بہت اطمینان ہو گیا۔ اُس نے یوسفؑ سے بھی کوئی جھوٹ نہیں سُنا اور نہ اُس عادی مرد کی کوئی جھوٹی بات معلوم ہوئی۔ ایک روز فرعون نے یوسفؑ سے کہا کہ آیا کسی شخص کو جانتے ہو جو تم سے بہتر ہو فرمایا ہاں میرے پدر یعقوبؑ مجھ سے بہتر ہیں پھر جب یعقوبؑ فرعون کے دربار میں داخل ہوئے اور اس کو شاہی آداب کے ساتھ سلام کیا تو فرعون نے اُن کی بڑی عزّت کی اور اپنے پاس طلب کیا اُن کو یوسفؑ سے بھی زیادہ معزز کیا۔ پھر یعقوبؑ سے دریافت کیا کہ آپ کی کیا عمر ہے۔ فرمایا ایک سو بیس سال، عادی نے کہا غلط کہتے ہیں یعقوبؑ خاموش رہے لیکن فرعون کو اُس کی یہ بات سخت ناگوار گذری پھر اُس نے یعقوبؑ سے پُوچھا اے شیخ آپ کی کتنی عمر ہُوئی فرمایا کہ ایک سو بیس سال عادی نے کہا جھوٹ کہتے ہیں۔ یعقوبؑ نے فرمایا خداوندا اگر یہ شخص جھوٹ کہتا ہے تو اس کی داڑھی اُس کے سینہ پر گر جائے اُسی وقت عادی کی تمام ریش اُس کے سینہ پر گر گئی۔ فرعون کو سخت خوف ہوا اُس نے یعقوبؑ سے کہا کہ میں نے جس شخص کو امان دی ہے اُس پر آپ نے نفرین کی۔ چاہتا ہوں کہ دُعا کیجئے کہ آپ کا خدا اُس کی ریش اُسے پھر عطا فرمایئے۔ یعقوبؑ نے دُعا کی اور اُس کی داڑھی پھر بدستور ہو گئی۔ عادی نے کہا کہ میں نے اس مرد کو ابراہیمؑ خلیل الرّحمٰن کے ساتھ فلاں زمانہ میں دیکھا تھا جسے ایک سو بیس سال سے زیادہ عرصہ ہُوا۔ یعقوبؑ نے فرمایا کہ جس کو تو نے دیکھا تھا وُہ میں نہ تھا بلکہ اسحٰقؑ تھے اُس نے کہا تم کون ہو فرمایا میں یعقوبؑ پسر اسحٰقؑ پسر ابراہیمؑ ہوں عادی نے کہا سچ کہتے ہو میں نے اسحٰقؑ کو دیکھا تھا۔ فرعون نے کہا تم دونوں سچ کہتے ہو۔

حضرت ایّوب علیہ السّلام کے حالات

ارباب تفسیر و تاریخ کے درمیان یہ مشہور ہے کہ ایّوبؑ، اموص کے بیٹے تھے، اموص، عیص کے بیٹے، عیص، اسحٰقؑ کے بیٹے اور اسحٰقؑ، ابراہیمؑ کے بیٹے تھے اور آپ کی مادر گرامی لوطؑ کی اولاد سے تھیں۔ بعض نے کہا ہے کہ ایوبؑ، عیص کے بیٹے تھے اور آپ کی زوجہ مطہرہ رحمت افرائیم بن یوسفؑ کی دختر تھیں۔ یاماحیر دختر میشا پسر یوسفؑ تھیں یا لیادختر یعقوبؑ علی الخلاف لیکن پہلی یعنی (رحمت) سب سے زیادہ مشہور ہیں۔ ایک اور روایت کے مطابق ایّوبؑ یعقوبؑ کے زمانے میں تھے اور اُن کے داماد تھے۔ الیا، یعقوبؑ کی بیٹی تھیں۔ ایّوبؑ کے باپ اُن لوگوں میں سے تھے جو ابراہیمؑ پر ایمان لائے تھے اور ان کی ماں لوطؑ کی بیٹی تھیں۔ جب ایّوبؑ پر بلائیں ہر طرح سے مستحکم ہوگئیں آپ کی زوجہ نے صبر کیا اور آپ کی خدمت ترک نہ کی۔ شیطان نے زن ایّوبؑ پر اُن کی ملازمت اور خدمت کی وجہ سے حسد کیا۔ اُن کے پاس آکر کہا کیا تم یوسفؑ صدیق کی بہن نہیں ہو، کہا ہاں۔ اُس نے کہا یہ کیا تکلیف اور مصیبت ہے جس میں تم کو دیکھتا ہوں اُس صابرہ نے جو جواب دیا کہ خدا نے ایسا انتظام فرمایا جس میں ہم کو اپنے فضل سے ثواب عطا فرمائے اور جب اُس نے عطا کیا اپنے فضل سے عطا کیا پھر اُس نے ہم کو مبتلا کیا تاکہ امتحان لے اور ثواب بخشے۔ کیا تو نے اُس سے بہتر انعام دینے والا دیکھا ہے لہٰذا ہم اُس کی بخشش پر شکر کرتے ہیں اور اُس کی آزمائش پر اُس کی حمد کرتے ہیں۔ اُس نے ہمارے لئے باہم دو فضیلت کو جمع کردیا ہے تاکہ صبر کریں اور ہم کو صبر کی قوت نہیں ہے مگر اُسی کی توفیق اور مدد سے، لہٰذا اُسی کے لئے ہماری نعمتوں اور بلاؤں پر حمد سزاوار ہے۔ شیطان نے کہا تم نے سخت غلطی کی ہے تمہاری بلائیں اس لئے نہیں ہیں پھر چند

ترجمہ اور ہم نے ان کو اسحاق اور یعقوب بخشے۔ (اور) سب کو ہدایت دی۔ اور پہلے نوح کو بھی ہدایت دی تھی اور ان کی اولاد میں سے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون کو بھی۔ اور ہم نیک لوگوں کو ایسا ہی بدلا دیا کرتے ہیں ﴿۸۴﴾ سورۃ الأنعام

شکوک پیدا کئے۔ زوجہ ایّوبؑ نے ہر ایک شک کو دفع کیا اور فوراً ایّوبؑ کے پاس آئیں اور تمام قصّہ اُن سے بیان کیا۔ ایّوبؑ نے کہا وہ شیطان ہے وُہ ہماری ہلاکت چاہتا ہے۔ خدا کی قسم اگر خدا نے مجھ کو شفا بخشی تو تجھ کو سو بید ماروں گا۔ اس لئے کہ تو نے شیطان کی باتوں کی جانب توجہ کی اور سُنا۔ اور جب شفا پائی اُس درخت کی باریک ٹہنیوں کا ایک دستہ لیا جس کو اثمام کہتے تھے۔ ایک مرتبہ اُن سب سے زوجہ کو مارا تاکہ قسم کی مخالفت نہ ہو۔

ایّوبؑ کی بلاؤں کا سبب نعمتوں کی زیادتی تھا جو حق تعالٰی نے اُن کو عطا فرمائی تھیں اور آنحضرتؑ اُن نعمتوں کا شکر جیسا کہ چاہیے ادا کرتے تھے اُس وقت شیطان کی آسمانوں پر جانے سے ممانعت نہ تھی۔ وہ عرش تک جایا کرتا تھا۔ ایک روز شیطان آسمان پر گیا اور نعمتوں پر ایّوبؑ کا شکر جو الواح سماویہ پر بہت کثرت سے ثبت کیا گیا تھا دیکھا یا یہ دیکھا کہ اُن کے شکر کو نہایت عظمت کے ساتھ اوپر لے جاتے ہیں۔ یہ بھی منقول ہے کہ حق تعالٰی نے ایک روز ایّوبؑ کی ثنا کی کہ میں نے کوئی نعمت اُس کو نہیں عطا کی، مگر یہ کہ اُس کا شکر زیادہ ہوتا رہا۔ تو اُس ملعون کے دل میں حسد کی آگ مشتعل ہوئی کہا پروردگارا، ایّوبؑ تیرا شکر اس لئے کرتے ہیں کہ کافی نعمت تو نے اُن کو عطا کی ہے جو کچھ تو نے دُنیا میں اُن کو بخشا ہے اگر اُن سے لے لے تو ہرگز تیری کسی نعمت کا شکر نہ ادا کریں لہٰذا مجھ کو اُن کی دُنیا پر مسلّط کر دے تب تجھ کو معلوم ہوگا کہ تیری کسی نعمت کا ہرگز شکر نہ کریں گے۔ خدا نے شیطان کو اُن کے مال، اونٹوں، غلاموں اور فرزندوں پر مسلّط کیا تو شیطان بہت خوش ہوا اور تیزی سے زمین پر آیا اور جو کچھ اموال و فرزندان ایّوبؑ تھے سب کو ضائع اور ہلاک کر دیا سوائے ایک غلام کے جس نے آکر ایّوبؑ کو اطلاع دی کہ آپ کے غلام و اونٹ سب مر گئے۔ فرمایا میں خدا کی حمد کرتا ہوں جس نے اُن سب کو لے لیا۔ جیسے جیسے وہ ہر ایک کو ہلاک کرتا تھا ایّوبؑ کا شکر و حمد

ترجمہ (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم نے تمہاری طرف اسی طرح وحی بھیجی ہے جس طرح نوح اور ان سے پچھلے پیغمبروں کی طرف بھیجی تھی۔ اور ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اولاد یعقوب اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان کی طرف بھی ہم نے وحی بھیجی تھی اور داؤد کو ہم نے زبور بھی عنایت کی تھی (۱۶۳)

زیادہ ہوتا تھا پھر شیطان نے التجا کی کہ مجھ کو اُن کی زراعتوں پر مسلّط کر حق تعالیٰ نے فرمایا کہ جا اختیار دیا۔ یہ سُن کر وہ اپنے فرمانبرداروں کو لے کر آیا اور ایّوبؑ کی زراعتوں میں (سم آلود ہوا) پھونک دی جس سے تمام زراعت جل گئی۔ حضرت کا حمد و شکر اور زیادہ ہوا پھر اُس نے کہا خداوندا مجھ کو اُن کے گوسفندوں پر مسلّط فرما۔ جب اجازت ملی تمام گوسفندوں کو ہلاک کر دیا۔ حضرت نے حمد و شکر اور زیادہ کیا۔ اُس نے کہا۔ خداوندا ایّوبؑ جانتے ہیں کہ جو کچھ تو نے اُن کی نعمتیں لے لی ہیں۔ عنقریب پھر عطا فرمائے گا لہٰذا مجھ کو اُن کے جسم پر اختیار دے پھر خطاب الٰہی اُس کو پہنچا کہ تجھ کو اُن کے تمام جسم پر سوائے عقل اور آنکھ کے اور دوسری روایت کے موافق سوائے دل آنکھ زبان اور کان کے تمام اعضا پر اختیار دیا۔ خداوند عالم مومن کو ہر بلا میں مبتلا کرتا اور ہر قسم کی موت سے مارتا ہے لیکن اُس کو عقل کے زائل ہونے میں مبتلا نہیں کرتا۔ حق تعالیٰ نے کس طرح شیطان کو ایّوبؑ کے مال، اولاد، گھر والوں اور تمام چیزوں پر مسلّط فرمایا مگر عقل پر مسلّط نہیں کیا۔ عقل کو اُن کے لئے باقی رکھا تاکہ خدا کی وحدانیت کا اعتقاد رکھیں اور اُس کی یکتائی کے ساتھ عبادت کریں۔ منقول ہے کہ ایّوبؑ مال اور فرزندوں کے تلف ہونے میں چہار شنبہ کے آخر دن میں مبتلا ہُوئے۔ الغرض جب اُس ملعون کو یہ اجازت مل گئی بہت تیزی سے نیچے آیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ رحمت الٰہی اُن کو گھیر لے اور اس ملعون کے ارادہ میں حائل ہو جائے پھر اُس خطرناک آگ کو جس سے وُہ پیدا ہوا تھا۔ اُن کے ناک میں پھونکا جس کی وجہ سے حضرت کے سر سے پیر تک تمام جسم میں زخموں اور دنبلوں کی زیادتی سے ایک زخم ہو گیا۔ حضرت کافی مدّت تک اسی تکلیف اور مصیبت میں مبتلا رہے اور حمد و شکر الٰہی میں کمی نہ فرماتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت کے بدن

ترجمہ، اور ہمارے بندے ایوب کو یاد کرو جب انہوں نے اپنے رب کو پکارا کہ (بار الہا) شیطان نے مجھ کو ایذا اور تکلیف دے رکھی ہے ﴿۴۱﴾ (ہم نے کہا کہ زمین پر) لات مارو (دیکھو) یہ (چشمہ نکل آیا) نہانے کو ٹھنڈا اور پینے کو (شیریں) ﴿۴۲﴾ اور ہم نے ان کو اہل و عیال اور ان کے ساتھ ان کے برابر اور بخشے۔ (یہ) ہماری طرف سے رحمت اور عقل والوں کے لئے نصیحت تھی ﴿۴۳﴾ اور اپنے ہاتھ میں جھاڑو لو اور اس سے مارو اور قسم نہ توڑو۔ بے شک ہم نے ان کو ثابت قدم پایا۔ بہت خوب بندے تھے بے شک وہ رجوع کرنے والے تھے ﴿۴۴﴾ سورۃ ص

مُبارک میں کیڑے پیدا ہو گئے اور حضرت صبر کے اس درجہ میں تھے کہ کوئی کیڑا جب آپ کے جسم ممتحن سے گر پڑتا تھا اُسے پکڑ کر اپنے جسم میں رکھ لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ اُسی جگہ واپس جا، جہاں خدا نے تجھ کو خلق کیا ہے اور حضرت کے جسم اقدس سے اس قدر تعفن ظاہر ہونے لگی کہ شہر والوں نے اُن کو شہر سے باہر ایک کثیف مقام پر ڈال دیا اور رحمت اُن کی زوجہ دختر یوسفؑ جاتی تھیں اور اُن کے لئے گھوم پھر کر بھیک مانگ لاتی تھیں، جب آنحضرتؑ پر بلاؤں کو ایک مدّت گذر گئی اور شیطان نے دیکھا کہ جس قدر بلا زیادہ ہوتی ہے اُن کا شکر اُس سے زیادہ ہوتا ہے تو اصحاب ایّوبؑ کی ایک جماعت کے پاس گیا جن لوگوں نے رہبانیت اختیار کرلی تھی اور پہاڑوں میں رہتے تھے کہا آؤ اُس بندۂ مبتلا شدہ کے پاس چلیں اور اُس سے دریافت کریں کہ کس سبب سے اس بلائے عظیم میں مبتلا ہُوئے۔ وہ لوگ اشہب گھوڑوں پر سوار ہو کر آنحضرت کی جانب چلے جب اُن کے قریب پہنچے حضرت کے جسم کی بدبُو سے اُن کے گھوڑے دُور بھاگنے لگے۔ وُہ لوگ اُترے اور گھوڑوں کو الگ باندھ کر پیدل حضرت کے پاس آئے اُن کے درمیان ایک کم عمر جوان بھی تھا جب وہ لوگ بیٹھے تو کہا کاش اپنے گناہ سے آپ ہم کو بھی مطلع کرتے ہم کو جرات نہیں کہ آپ کے گناہوں کی معافی کے لئے خدا سے التجا کریں۔ ایسا نہ ہو کہ ہم بھی ہلاک ہو جائیں۔ ہم کو گمان بھی نہ تھا کہ آپ ایسی بلا میں مبتلا ہوں گے جس میں کوئی شخص نہیں ہوا۔ لیکن کسی ایسے گناہ کے سبب سے جس کو آپ نے ہم سے پوشیدہ رکھا ہے۔ ایّوبؑ نے کہا اپنے پروردگار کی عزت کی قسم کھاتا ہوں اور وہی گواہ ہے کہ کبھی میں نے کوئی بعام نہیں کھایا مگر یہ کہ غریبوں اور یتیموں کو اپنے ساتھ شریک کرلیا اور کبھی مجھ کو دو عبادتیں درپیش نہیں ہوئیں۔ لیکن میں نے اُس کو اختیار کیا جو ان میں زیادہ دشوار تھی۔ یہ سُن کر اُس جوان نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تمہارا حال خراب

ترجمہ، اور ایوب کو (یاد کرو) جب انہوں نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ مجھے ایذا ہو رہی ہے اور تو سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے ﴿۸۳﴾ تو ہم نے ان کی دعا قبول کرلی اور جوان کو تکلیف تھی وہ دور کردی اور ان کو بال بچے بھی عطا فرمائے اور اپنی مہربانی کے ساتھ اتنے ہی اور (بخشے) اور عبادت کرنے والوں کے لئے (یہ) نصیحت ہے ﴿۸٤﴾ سورة الأنبياء

ہو پیغمبر خدا کے پاس تم لوگوں نے آکر اُس کو سرزنش کی یہاں تک کہ اُس نے اپنے معبود کی جو اُس نے پوشیدہ عبادت کی تھی ظاہر کی جب وہ لوگ واپس گئے ایّوبؑ نے اپنے پروردگار سے مناجات کی اور کہا کہ پروردگارا اگر مجھ کو بات کرنے اور عرض حال کی اجازت ہو تو کچھ عرض کروں۔ خدا نے اُن کے سر کے قریب ایک ابر بھیجا۔ جس سے آواز آئی کہ تم کو اجازت دی گئی جو حجت تمہاری ہو بیان کرو کیونکہ میں تم سے ہر وقت قریب ہوں۔ ایّوبؑ نے کمر باندھی اور دوزانو ہو کر بیٹھے اور عرض کی پروردگارا تیری عزت کی قسم کھاتا ہوں مجھ کو تو نے کسی بلا میں مبتلا نہیں کیا لیکن مجھ کو جب کبھی عبادت سے متعلق دو امور درپیش ہوئے۔ میں نے اُن میں سے اُس امر کو اختیار کیا جو میرے جسم پر زیادہ دشوار تھا اور میں نے کبھی کھانا نہیں کھایا مگر یہ کہ اپنے ساتھ کسی یتیم کو شریک کیا۔ کیا میں نے تیری حمد نہیں کی، تیرا شکر ادا نہیں کیا، تیری تسبیح و تنزیہ نہیں کی، پس ابر کی دس ہزار زبانوں سے آواز آئی کہ اے ایّوبؑ کس نے تم کو ایسا بنایا کہ تم نے اُس وقت عبادت کی جبکہ دُنیا بے خبر تھی اور کس نے عبادت کو تمہارے لئے محبُوب کیا۔ کیا تم خدا پر احسان رکھتے ہو اس مُعاملہ میں جس میں خدا کا احسان تم پر ہے یہ سُن کر ایّوبؑ نے ایک مٹھی خاک لے کر اپنے مُنہ میں ڈالی اور کہا میں نے غلط کہا اور توبہ کرتا ہوں اور تمام نعمتیں اور عبادتیں تیری ہی طرف سے ہیں اس وقت حق تعالٰی نے ایک فرشتہ کو بھیجا جس نے زمین پر ٹھوکر ماری اسی وقت ایک چشمہ جاری ہُوا اُس میں آپ نے غسل کیا اور تمام زخم و درد اور تکلیفیں زائل ہو گیئں اور اُس سے بہتر تازگی اور حسن و جمال پیدا ہو گیا جو پہلے تھا پھر اُن کے چاروں طرف خدا نے سبز باغ پیدا کر دیا اور اُن کے اموال، اہل و عیال اور زواعتیں سب عطا فرمائیں۔ منقول ہے کہ حضرت نے بنی اسرائیل کی زواعتوں کر دیکھا پھر آسمان کی جانب دیکھا اور کہا اے میرے خدا اور میرے مالک اپنے بندہ ایّوب مبتُلا کو تو نے عافیت بخشی اُس نے زراعت نہیں کی حالانکہ نبی اسرائیل نے زراعت کی ہے۔ حق تعالٰی نے وحی فرمائی کہ ایک مٹھی اپنے تھیلے سے لے کر زمین پر پھیلا دیں اس کے بعد مسور یا چنا پیدا ہوا۔ حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ دانہ پہلے نہ تھا اُن حضرت کی برکت سے پیدا ہوا۔ الغرض وُہ فرشتہ حضرت کے پاس بیٹھا ہوا گفتگو کر رہا تھا کہ آپ کی زوجہ آئیں

اُن کے ہاتھ میں روٹی کا ایک خشک ٹکڑا تھا جب وہاں پہنچیں کھنڈر کے بجائے باغ و دبستان دیکھا اور ایّوبؑ کی جگہ دو جوان نظر آئے جو بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔ وُہ رونے اور فریاد واویلا کرنے لگیں کہ اے ایّوبؑ تم پر کیا گذری۔ ایّوبؑ نے اُن کو آواز دی جب وُہ قریب آئیں تو ایّوبؑ نے دیکھا کہ جب وہ روٹیاں مانگنے روانہ ہوئی تھیں اُن کے خوبصورت گیسو موجود تھے۔ جب ایّوبؑ نے اُن کے گیسو کٹے ہُوئے دیکھے غضبناک ہُوئے اور قسم کھائی کہ سو بید اُن کو ماریں گے۔ چونکہ ایک گروہ کے پاس جا کر ایّوبؑ کے لئے بعام طلب کیا تھا اُن لوگوں نے کہا کہ اگر اپنے گیسو ہمارے ہاتھ فروخت کرو تو کھانا دیں۔ اُن معظمہ نے اپنے گیسو کاٹ کر دے دیئے اور ایّوبؑ کے لئے کھانا لائی تھیں۔ جب ایّوبؑ سے گیسوؤں کے کاٹے جانے کا سبب بیان کیا تو ایّوبؑ غمگیں اور اپنی قسم پر پشیمان ہُوئے خداوند عالم نے اُن کو وحی فرمائی کہ خرما کے خوشوں کا ایک دستہ لو جن میں سو خوشے ہوں اور ایک بار اُن کے جسم پر مارو جس سے تمہاری قسم پوری ہو جائے۔ پھر خداوند عالم نے آپ کے اُن فرزندوں کو بھی زندہ کر دیا جو ان بلاؤں سے پہلے فوت ہوئے تھے اور اُن فرزندوں کو بھی جو اس بلا میں مرے تھے تاکہ اُن حضرت کے ساتھ زندگانی بسر کریں، پھر خداوند عالم نے اُن کے مکان پر سونے کے ٹکڑوں کی بارش کی حضرت جمع کرتے تھے اور ہوا سے جو ٹکڑا کسی اور طرف چلا جاتا تھا حضرت اُس کے پیچھے دوڑتے تھے اور اُس کو واپس لاتے تھے۔ جبرئیلؑ نے کہا اے ایّوبؑ آپ سیر نہیں ہوتے۔ فرمایا پروردگار کے فضل سے کون سیر ہو سکتا ہے۔ (مولف فرماتے ہیں کہ سونے کے ٹکڑوں کا جمع کرنا دُنیا کے حرص کے سبب سے نہ تھا بلکہ حق تعالیٰ کی نعمت کی قدر و عزت کے سبب سے تھا جیسا کہ حضرت نے فرمایا کہ اس سبب سے اس کو پسند کرتا ہوں کہ اُس کی جانب سے عطا ہوتا ہے اور اُس کے لطف و احسان پر دلالت کرتا ہے)۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "یاد کرو ایّوبؑ کو جس وقت کہ اُس نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ میرا حال ظاہر ہے اور میری تکلیف انتہا کو پہنچی ہے اور تو سب رحم کرنے والوں سے بہت زیادہ رحم کرنے والا ہے تو ہم نے اُس کی دُعا کو مستجاب کیا اور اُس کی تمام تکلیفوں کو دُور کر دیا اور اُس کے اہل و عیال کو اپنی رحمت سے اُس کو پھر عطا فرمایا تاکہ عبادت کرنیوالوں کے لئے باعث

نصیحت ہو"۔ اسی طرح دوسرے مقام پر فرمایا کہ "ہمارے بندہ ایّوبؑ کو یاد کرو جس وقت کہ اُس نے اپنے پروردگار سے فریاد کی کہ مجھ کو شیطان نے مس کیا اور سخت اذیت و تکلیف میں گرفتار کیا ہے پس ہم نے اُس سے کہا کہ اپنا پیر زمین پر مارو جس سے سرد پانی جاری ہوگا۔ جس میں غسل کرو اور اسے پی لو تاکہ تکلیف اور درد سے نجات پاؤ اور اپنی رحمت سے اُس کے اہل و عیال اور مثل اُن کے تمام چیزوں کو اُسے عطا کیا اور اس قصہ کو صاحبان عقل کے لئے بیان کرو۔ پھر ہم نے ایّوبؑ سے کہا کہ ایک لکڑی کے دستہ کو لیکر اُس سے اپنی زوجہ کو مارو تاکہ تمہاری قسم کی مخالفت نہ ہو۔ یقیناً ہم نے اُس کو نیک بندہ پایا اور وہ یقیناً ہماری طرف بہت رجوع کرنے والا تھا"۔ جب لوگوں نے ایّوبؑ سے پُوچھا کہ اُن بلاؤں میں جو آپؑ پر نازل ہوئیں کون سی بلا زیادہ سخت تھی۔ فرمایا کہ دشمنوں کی شماتت۔ ایّوبؑ کی عمر جس وقت کہ وُہ بلاؤں میں مبتلا ہُوئے تھے تہتر سال تھی۔ پھر حق تعالیٰ نے تہتر سال اُن کی عمر اور بڑھا دی۔

اس قصہ میں چند دُوسری حدیثیں وار ہوئی ہیں۔ "مثل اُن کے اہل کے بارے میں" جو خدا نے فرمایا ہے اس سے یہ مراد ہے کہ مثل ان فرزندوں کے جو اس بلا میں ہلاک ہُوئے ہیں۔ دُوسری، فرزند جو پہلے فوت ہوئے تھے اُن کی زوجہ سے اُن کو عطا فرمایا اور شیطان کو آنحضرت کے جسم اور مال پر مسلّط کرنے کے بارے میں بعض متکلمین شیعہ نے انکار کیا ہے اور بہت بعید سمجھا ہے کہ حق تعالیٰ شیطان کو پیغمبروں پر مسلّط کرے۔ صرف ان کے انکار کی وجہ سے بہت احادیث معتبرہ سے کنارہ کرنا مشکل ہے۔ جبکہ حق تعالیٰ شقی انسانوں کو ان کے اختیار پر چھوڑ دیتا ہے جو پیغمبروں اور اُن کے وصیّوں کو شہید کرتے ہیں اور ان کو طرح طرح کی اذیتیں پہنچاتے ہیں اور یہ زیادہ تر شیطان کی تحریک اور ترغیب سے واقع ہوتا ہے تو اس میں کیا مشکل ہے کہ وہ شیطان کو اُس کے اختیار پر کسی مصلحت کی بنا پر چھوڑ دے تاکہ وہ اُن کے جسم کو تکلیف پہنچائے جو اُن کے اجر و ثواب میں زیادتی کا سبب ہو لیکن چاہیئے کہ شیطان کو اُن کے دین اور عقل پر اختیار نہ دے۔ اور ان روایتوں میں جو یہ وارد ہُوا ہے کہ آپ کے جسم مبتلا میں کیڑے پیدا ہو گئے تھے اور وُہ نقص ظاہر ہو گیا جو خلائق کی نفرت کا سبب ہوا تو اکثر متکلمین شعیہ نے اس سے انکار کیا ہے اُس اصل کی بناء پر جو ان لوگوں نے ثابت کیا ہے کہ

پیغمبروں کواُن امور سے پاک رہنا چاہیئے جولوگوں کی نفرت کا سبب ہو کیونکہ یہ اُن کی بعثت کی غرض کے منافی ہے لٰہذا ممکن ہے کہ یہ حدیثیں عامہ کے اقوال وروایات کے موافق ہوں اور تقیہ کی بناءپر وارد ہوئی ہوں۔ اگرچہ دلیل کے لحاظ سے امراض متنفرہ کے اس قسم کا استحالہ ثابت کرنا مشکل ہے جو ثبُوت نبوّت اور تبلیغ رسالت سے فراغت کے بعد ہو۔ خصوصاً اُس کے بعد اس کے دفع کرنے میں ایسے معجزات ظاہر ہوں جو امر نبوّت کو زیادہ مستحکم کرنے کا سبب ہوں لیکن بعض روایت ان کے قول کے موافق بھی وارد ہوئی ہے۔ چنانچہ ایک روایت کے مطابق ایّوبؑ سات سال تک مبتلا رہے بغیر کسی گناہ کے اُن سے صادر ہُوا ہو کیونکہ پیغمبران خدا معصوم و مطہر ہیں۔ گناہ نہیں کرتے اور نہ باطل کی جانب رغبت کرتے ہیں اور وہ صغیرہ اور کبیرہ کسی گناہ کے مرتکب نہیں ہوتے پھر فرمایا کہ ایّوبؑ کو اُس بلائے عظیم میں جس میں کہ وہ مبتُلا ہوئے بدبُو پیدا نہیں ہوئی تھی اور نہ اُن کی صورت میں کوئی عیب پیدا ہوا تھا اور نہ پیپ وخون اُن کے جسم سے ظاہر ہوا تھا اور ایسا بھی نہ تھا کہ کوئی اُن کی صورت دیکھ کر نفرت کرے یا کسی کو اُن کو دیکھنے سے وحشت ہو اور نہ اُن کے جسم میں کیڑے پڑے اور پیغمبروں اور اپنے دوستوں میں سے جس شخص کو خدا مبتلا کرتا ہے اُس کے ساتھ ایسا ہی کرتا ہے۔ اور ایّوبؑ سے لوگ جو پرہیز کرتے تھے تو خود اُنکی بے خبری اور پریشانی کے سبب تھا اور اس لئے بھی کہ وہ حضرت ان کی نگاہوں میں بے قدر ہو گئے تھے اور یہ بھی سبب تھا کہ وہ لوگ جاہل تھے اُس قدر و منزلت سے جو حضرت کو پیش خدا حاصل تھی لیکن لوگ گمان کرتے تھے کہ اُن کی بلاؤں کا طول پکڑنا خدا کے نزدیک اُن کی بے قدری کے سبب سے ہے حالانکہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ تمام لوگوں سے پیغمبروں کی بلائیں بہت زیادہ ہوتی ہیں اُن کے بعد جو زیادہ نیک ہوتا ہے اُس پر بلا زیادہ نازل ہوتی ہے اور اُن کو خدا ایسی بلاؤں میں مبتُلا کرتا ہے جو لوگوں کی نگاہوں میں سہل معلوم ہوتی ہیں تاکہ اُن کے لئے خدائی کا دعویٰ نہ کریں اور خدا اُن کو بزرگ نعمتیں کرامت فرماتا اس واسطے کہ اُس کے ساتھ اس پر استدلال کریں کہ خدا کا ثواب دو قسم کا ہوتا ہے۔ عمل کے ساتھ استحقاق کے روسے اور بلا کے ساتھ اختصاص کے روسے اور اس لئے کہ لوگ ضعیف کو اُس کے ضعف کے سبب سے اور فقیر کو

اُس کی فقیری کے سبب سے اور بیمار کو اُس کی بیماری کے سبب سے حقیر نہ سمجھیں اور سمجھیں کہ خدا جس کو چاہتا ہے بیمار کرتا ہے جس کو چاہتا ہے شفا دیتا ہے ہر وقت جبکہ چاہتا ہے اور جس طرح کہ ارادہ کرتا ہے اور اس امور کو جس کے لئے چاہتا ہے عبرت اور جس کے لئے چاہتا ہے وشقاوت اور جس کے لئے چاہتا ہے سعادت قرار دیتا ہے اور تمام امور میں اپنے حکم کے ساتھ عادل ہے اور اپنے افعال میں حکیم ہے اور اپنے بندوں کے لئے وہی کرتا ہے جس میں اُن کے لئے مصلحت دیکھتا ہے اور بندوں کی قوت اُسی سے ہے۔

روایت کے مطابق ایک حسین و جمیل عورت کو قیامت میں لائیں گے جو گناہگار ہو گی۔ وُہ کہے گی کہ پالنے والے تو نے میری خلقت بہتر اور حسین قرار دی۔ اُس سبب سے گناہ میں مبتلا ہوئی۔ حق تعالیٰ حکم دیگا کہ مریم کو لاؤ پھر اس سے فرمائے گا کہ تو زیادہ خوبصورت ہے یا مریم، اس کو ہم نے ایسا حسن عطا فرمایا تھا تاہم اُس نے اپنے حسن سے فریب نہ کھایا پھر ایک حسین مرد کو لائیں گے جس نے اپنے حسن کے سبب سے گناہ کیا ہو گا۔ وہ کہے گا خداوندا تو نے مجھ کو حسین بنایا تھا عورتیں مجھ پر مائل ہوئیں اور مجھ کو زنا میں مبتلا کیا اُس وقت یوسفؑ بلائے جائیں گے اور اُس شخص سے کہا جائے گا کہ تو زیادہ حوبصورت تھا یا وہ، ہم نے اس کو سب سے زیادہ حسین بنایا لیکن اُس نے عورتوں سے فریب نہ کھایا پھر ایک صاحب مصیبت و بلا کو لائیں گے جس نے اپنی بلاؤں کے سبب سے گناہ کیا ہو گا۔ وُہ کہے گا خداوندا تو نے مجھ پر بلاؤں کو سخت کیا یہاں تک کہ میں نے گناہ کیا اُس وقت ایّوبؑ کو طلب کریں گے اور کہیں گے کہ اے شخص تیری بلائیں زیادہ سخت تھیں یا ایّوبؑ کی ہم نے اُس کو ایسی بلاؤں میں مبتلا کیا اور وُہ گناہ کا مرتکب نہ ہُوا۔

حضرت شعیب علیہ السّلام کے حالات

آنحضرتؑ کے نسب کے بارے میں اختلاف ہے بعض نے کہا ہے کہ آپؑ نوبہ کے بیٹے اور نوبہ، مدین بن ابراہیمؑ کے فرزند تھے۔ بعض نے کہا ہے کہ آپؑ کے پدر کا نام بویب تھا۔ بعض نے کہا ہے کہ آپؑ میکیل کے فرزند تھے، میکیل، نسیجب بن ابراہیمؑ کے فرزند تھے اور میکیل کی ماں لوطؑ کی دختر تھیں۔ بعض نے کہا ہے کہ آنحضرتؑ کا نام شیروں تھا اور وُہ صیقون کے بیٹے تھے وُہ عنقا کے بیٹے اور وُہ ثابت کے فرزند اور وہ مدین پسر ابراہیمؑ کے بیٹے تھے۔ بعض نے کہا ہے وُہ حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں سے نہ تھے بلکہ کسی اور کی اولاد میں سے تھے جو ابراہیمؑ پر ایمان لائے تھے۔ ایک اور روایت کے مطابق شعیبؑ و ایّوبؑ اور بلعم بن باعور اُس گروہ کی اولاد میں سے تھے جو ابراہیمؑ پر اس روز ایمان لائے جبکہ حضرتؑ نے آتش نمرود سے نجات پائی وُہ لوگ بھی اُن حضرتؑ کے ساتھ شام کی جانب ہجرت کر کے آئے تھے۔ حضرت ابراہیمؑ نے ان لوگوں سے دختران لوطؑ کو تزویج کیا لہٰذا وہ تمام پیغمبر جو ابراہیمؑ کے بعد اور فرزندان یعقوبؑ سے پہلے گذرے اسی جماعت کی اولاد سے تھے جن میں سے حق تعالیٰ نے شعیبؑ کو مدین کے باشندوں پر پیغمبر بنا کر بھیجا۔ وہ لوگ شعیبؑ کے قبیلہ سے نہ تھے اُن پر ایک جبار بادشاہ حاکم تھا کہ اُس سے کسی ہمعصر بادشاہ کو مقابلہ کی تاب نہ تھی۔ وہ قوم خدا کے ساتھ کفر اور پیغمبروں کی تکذیب کرتی تھی اور دوسروں کے لئے ناپ تول کم کرتی تھی۔ وہ لوگ جب اپنے واسطے ناپتے اور تولتے تو پورا پورا لیتے تھے اور بادشاہ اُن کو غلہ روک رکھنے اور کم تولنے ناپنے کا حکم کرتا تھا۔ شعیبؑ نے اُن کو ہر چند نصیحت کی یہاں تک کہ پیر ہوگئے اور اُن کی ہڈیاں باریک ہوگئیں مگر کوئی فائدہ نہ ہوا یہاں تک کہ بادشاہ نے شعیبؑ کو اور اُن لوگوں کو جو آپ پر ایمان لائے تھے اپنے شہر سے نکال دیا۔ آپؑ ایک مدّت

ترجمہ، اور بَن کے رہنے والے (یعنی قوم شعیب کے لوگ) بھی گنہگار تھے ﴿۷۸﴾ تو ہم نے ان سے بھی بدلہ لیا۔ اور یہ دونوں شہر کھلے رستے پر (موجود) ہیں ﴿۷۹﴾ سورۃ الحجر

تک اُن سے غائب رہے اور خدا کی محبت میں اس قدر روئے کہ نابینا ہو گئے۔ خدا نے اُن کو بصارت واپس عطا فرمائی پھر اس قدر روئے کے نابینا ہو گئے۔ پھر خدا نے اُن کو بینا کر دیا۔ تین بار اسی طرح ہوا۔ چوتھی مرتبہ حق تعالیٰ نے اُن کو وحی کی کہ اے شعیبؑ کب تک گریہ کرو گے اگر جہنم کے خوف سے گریہ کرتے ہو تو میں نے تم کو اُس سے امان دی اور اگر بہشت کے اشتیاق میں روتے ہو تو میں نے اُس کو تمہارے لئے مباح کیا۔ شعیبؑ نے کہا اے میرے مولا اور میرے مالک تو جانتا ہے کہ میرا گریہ نہ جہنم کے خوف سے ہے اور نہ بہشت کے شوق میں بلکہ تیری محبت نے میرے دل میں جگہ کر لی ہے۔ تیرے شوق ملاقات میں گریہ کرتا ہوں۔ اُس وقت اُن کو وحی ہوئی کہ میں اس سبب سے اپنے کلیم موسیٰؑ بن عمران کو تمہارے پاس بھیجتا ہوں تاکہ وہ تمہاری خدمت کرے۔ پھر خدا کی قدرت سے جوان ہو کر اُن کے پاس واپس آئے اور اُن کو خدا کی طرف دعوت دی۔ اُن لوگوں نے کہا جس وقت کہ تم بڈھے تھے تمہاری بات کا ہم نے اعتبار نہ کیا تو اب کیونکر باور کر سکتے ہیں جبکہ تم جوان ہو۔ آخر خدا نے حضرت شعیبؑ کو وحی کی کہ میں تمہاری قوم میں سے چالیس ہزار افراد پر جو سرکش ہیں اور ساٹھ ہزار نیک لوگوں پر عذاب کروں گا۔ شعیبؑ نے کہا پروردگارا نیک لوگوں پر تو کیوں عذاب کریگا۔ حق تعالیٰ نے وحی کی اس لئے کہ اُن لوگوں نے اہل معاصی کی رعایت کی اور اُن کو بدی کی ممانعت نہ کی اور میرے غضب کے لئے اُن پر غضبناک نہ ہُوئے۔ آخر کار حق تعالیٰ نے اُن پر گرمی اور جلانے والے ابر کو بھیجا جس نے اُن کو بُھون ڈالا وُہ سب نوروز تک اسی عذاب میں گرفتار رہے اور پانی اُن کے لئے اس قدر گرم ہو گیا تھا کہ وہ پی نہ سکتے تھے پھر وُہ لوگ اُس بیشہ کی جانب چلے گئے جو اُن کے نزدیک تھا اُس وقت خدا نے ایک ابر سیاہ اُن پر بلند کیا جب سب کے سب اُس ابر کے سایہ میں جمع ہو گئے خدا نے اُس ابر

ترجمہ، اور مدین کی طرف اُن کے بھائی شعیب کو (بھیجا) تو اُنہوں نے کہا (اے قوم) خدا کی عبادت کرو اور پچھلے دن کے آنے کی اُمید رکھو اور ملک میں فساد نہ مچاؤ ﴿۳٦﴾ مگر اُنہوں نے اُن کو جھوٹا سمجھا سو اُن کو زلزلے (کے عذاب) نے آپکڑا اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے ﴿۳۷﴾

سورۃ العنکبوت

سے آگ برسائی جس نے سب کو جلادیا۔ اُن میں سے ایک بھی نہ بچا۔ جب حضرت رسولؐ خدا کے سامنے شعیبؑ کا ذکر ہوتا فرماتے تھے کہ وُہ قیامت میں خطیب پیغمبران ہونگے۔ جب شعیبؑ کی قوم ہلاک ہوگئی۔ حضرت مع اُس جماعت کے جو آپ پر ایمان لائی تھی کہ تشریف لے گئے اور اُسی جگہ مقیم رہے یہاں تک کہ رحمت الٰہی سے واصل ہوئے۔ اور دوسری روایت میں ہے جو زیادہ صحیح ہے کہ شعیبؑ مکہ سے مدین واپس گئے وہیں قیام کیا۔ یہاں تک کہ موسیٰؑ اُن کے پاس گئے اور ابن عباس نے روایت کی ہے کہ شعیبؑ کی عمر دو سو بیالیس سال ہوئی۔ حق تعالیٰ نے پانچ پیغمبروں ہودؑ و صالحؑ و اسمٰعیلؑ و شعیبؑ اور محمدؐ کے سوا عرب سے کسی کو مبعوث نہ کیا۔

سورۂ اعراف میں فرماتا ہے کہ ہم نے شہر مدین کے باشندوں کی جانب اُن کے بھائی شعیبؑ کو مبعوث کیا۔ وہ کہتے تھے کہ لوگو خدا کی عبادت کرو۔ اُس کے سوا تمہارا کوئی

ترجمہ، اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا۔ (تو) انہوں نے کہا کہ قوم! خدا ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے نشانی آچکی ہے تو تم ناپ تول پوری کیا کرو اور لوگوں کو چیزیں کم نہ دیا کرو۔ اور زمین میں اصلاح کے بعد خرابی نہ کرو۔ اگر تم صاحب ایمان ہو تو سمجھ لو کہ یہ بات تمہارے حق میں بہتر ہے ﴿۸۵﴾ اور ہر رستے پر مت بیٹھا کرو کہ جو شخص خدا پر ایمان نہیں لاتا ہے اسے تم ڈراتے اور راہ خدا سے روکتے اور اس میں کجی ڈھونڈتے ہو اور (اس وقت کو) یاد کرو جب تم تھوڑے سے تھے تو خدا نے تم کو جماعت کثیر کر دیا اور دیکھ لو کہ خرابی کرنے والوں کا انجام کیسا ہوا ﴿۸۶﴾ اور اگر تم میں سے ایک جماعت میری رسالت پر ایمان لے آئی ہے اور ایک جماعت ایمان نہیں لائی ہے۔ اور ایک جماعت ایمان نہیں لائی۔ تو صبر کیے رہو یہاں تک کہ خدا ہمارے تمہارے درمیان فیصلہ کردے اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے ﴿۸۷﴾ (تو) ان کی قوم میں جو لوگ سردار اور بڑے آدمی تھے، وہ کہنے لگے کہ شعیب! (یا تو) ہم تم کو اور جو لوگ تمہارے ساتھ ایمان لائے ہیں، ان کو اپنے شہر سے نکال دیں گے۔ یا تم ہمارے مذہب میں آجاؤ۔ انہوں نے کہا خواہ ہم (تمہارے دین سے) بیزار ہی ہوں (تو بھی؟) ﴿۸۸﴾ اگر ہم اس کے بعد کہ خدا ہمیں اس سے نجات بخش چکا ہے تمہارے مذہب میں لوٹ جائیں تو بے شک ہم نے خدا پر جھوٹ افتراء باندھا۔ اور ہمیں شایاں نہیں کہ ہم اس میں لوٹ جائیں ہاں خدا جو ہمارا پروردگار ہے وہ چاہے تو (ہم مجبور ہیں)۔ ہمارے (بقیہ اگلے صفحے پر)

معبود نہیں ہے۔ بہ تحقیق کہ واضح حجت تمہاری طرف تمہارے پروردگار کی جانب سے آچکی
ہے۔ لہٰذا پیمانہ اور ترازو سے پُورا پُورا تولو اور لوگوں کی چیزیں کم نہ کرو اور زمین میں اُس کے
بعد فساد نہ پھیلاؤ جب کہ خدا نے اُس کی اصلاح فرمائی ہے یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر ایمان و
اعتقاد رکھتے ہو اور خدا کی راہ پر بیٹھ کر ایمان داروں کو اُس کے راستہ سے نہ روکو اور راہ خدا
کو لوگوں کی نگاہوں میں باطل نہ کرو اور اُس وقت کو یاد کرو جب کہ تم تھوڑے سے تھے تو
خدا نے تم کو کثرت عطا کی اور دیکھو کہ فساد کرنے والوں کا انجام کیا ہوا۔ اور اگر ایسا ہو کہ ایک
گروہ تم میں سے اُس پر ایمان لائے جس کے ساتھ میں مبعوث کیا گیا ہوں اور ایک گروہ اس
پر ایمان نہ لائے تو صبر کرو تاکہ خدا ہمارے درمیان کوئی حکم کرے اور وہ بہترین حکم کرنے
والا ہے۔ اُن کی قوم کے سرداروں اور بزرگوں میں سے جو قبول حق سے انکار کرتے تھے کہا
کہ اے شعیبؑ یقیناً ہم تم کو اور ان لوگوں کو جو تم پر ایمان لائے ہیں اپنے قریہ سے نکال دیں

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، پروردگار کا علم ہر چیز پر احاطہ کیے ہوئے ہے۔ ہمارا خدا ہی پر بھروسہ ہے۔
اے پروردگار ہم میں اور ہماری قوم میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کردے اور تو سب سے بہتر فیصلہ
کرنے والا ہے ﴿۸۹﴾ اور ان کی قوم میں سے سردار لوگ جو کافر تھے، کہنے لگے (بھائیو) اگر تم نے
شعیب کی پیروی کی تو بے شک تم خسارے میں پڑ گئے ﴿۹۰﴾ تو ان کو بھونچال نے آپکڑا اور وہ اپنے
گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے ﴿۹۱﴾ (یہ لوگ) جنہوں نے شعیب کی تکذیب کی تھی ایسے برباد
ہوئے تھے کہ گویا وہ ان میں کبھی آباد ہی نہیں ہوئے تھے (غرض) جنہوں نے شعیب کو جھٹلایا وہ
خسارے میں پڑ گئے ﴿۹۲﴾ تو شعیب ان میں سے نکل آئے اور کہا کہ بھائیو میں نے تم کو اپنے
پروردگار کے پیغام پہنچا دیئے ہیں اور تمہاری خیر خواہی کی تھی۔ تو میں کافروں پر (عذاب نازل ہونے
سے) رنج و غم کیوں کروں ﴿۹۳﴾ اور ہم نے کسی شہر میں کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر وہاں کے رہنے
والوں کو (جو ایمان نہ لائے) دکھوں اور مصیبتوں میں مبتلا کیا تاکہ وہ عاجزی اور زاری کریں ﴿۹۴﴾
پھر ہم نے تکلیف کو آسودگی سے بدل دیا یہاں تک کہ (مال و اولاد میں) زیادہ ہو گئے تو کہنے لگے کہ
اس طرح کا رنج و راحت ہمارے بڑوں کو بھی پہنچتا رہا ہے تو ہم نے ان کو ناگہاں پکڑ لیا اور وہ (اپنے
حال میں) بے خبر تھے ﴿۹۵﴾ اگر ان بستیوں کے لوگ ایمان لے آتے اور پرہیزگار ہو جاتے۔ تو ہم
ان پر آسمان اور زمین کی برکات (کے دروازے) کھول دیتے مگر انہوں نے تو تکذیب کی۔ سو ان کے
اعمال کی سزا میں ہم نے ان کو پکڑ لیا ﴿۹۶﴾

گے یا یہ کہ تم لوگ ہمارے دین میں واپس آجاؤ۔ شعیبؑ نے کہا اگرچہ ہم تمہارے مذہب سے نفرت ہی رکھتے ہوں، تب بھی تمہارے مذہب میں آئیں۔ اگر ہم تمہارے دین میں داخل ہو جائیں گے تو خدا پر غلط بہتان قائم کریں گے اُس کے بعد کہ خدا نے ہم کو اُس سے نجات دے دی ہے اور ہم کو مناسب نہیں ہے کہ بغیر حکم خدا کے ہم دین باطل کی طرف لوٹیں اور ہمارے پروردگار کا علم ہر شے کو احاطہ کئے ہوئے ہے۔ ہم نے خدا پر بھروسہ کیا۔ خداوندا ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کے ساتھ حکم فرما اور تو بہترین حکم کرنے والا ہے۔ اُس گروہ نے کہا جو کافر تھا کہ اگر تم لوگ شعیبؑ کی متابعت کروگے تو نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگے لہٰذا اُن کو زلزلہ نے لے ڈالا اور اُن لوگوں کی صبح اپنے گھروں میں اس حال میں ہوئی کہ وہ مردہ تھے جن لوگوں نے شعیبؑ کی تکذیب کی تھی گویا کبھی اُن مکانوں میں نہ تھے اور وہی لوگ نقصان اٹھانے والے تھے۔ غرضکہ جبّاروں اور مغروروں کا یہ کلام سُن کر شعیبؑ نے اُن کی جانب سے مُنہ پھیر لیا اور کہا اے قوم میں نے تم کو اپنے پروردگار کی رسالت پہنچادی اور تم کو بخوبی نصیحت کی لہٰذا کیوں کافر گروہ کے لئے میں افسوس کروں اور غمگیں رہوں۔

سورۂ ہودؑ میں فرمایا ہے کہ مدین کی جانب اُن کے بھائی شعیبؑ کو ہم نے بھیجا۔ اس نے قوم سے کہا کہ خدا سے ڈرو۔ اُس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے اور ترازو اور پیمانہ کو کم نہ کرو یقیناً میں نعمت و فراوانی میں تم کو دیکھتا ہوں اور بلا شبہ میں تمہارے لئے اُس روز کے عذاب سے ڈرتا ہوں جو تم کو گھیرے گا۔ اے میری قوم والو پیمانہ اور تول میں انصاف اور

ترجمہ، اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو (بھیجا) تو اُنہوں نے کہا کہ اے قوم! خدا ہی کی عبادت کرو کہ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ اور ناپ تول میں کمی نہ کیا کرو۔ میں تو تم کو آسودہ حال دیکھتا ہوں اور (اگر تم ایمان نہ لاؤ گے تو) مجھے تمہارے بارے میں ایک ایسے دن کے عذاب کا خوف ہے جو تم کو گھیر کر رہے گا ﴿۸۴﴾ اور قوم! ماپ اور تول انصاف کے ساتھ پوری پوری کیا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دیا کرو اور زمین میں خرابی کرتے نہ پھرو ﴿۸۵﴾ اگر تم کو (میرے کہنے کا) یقین ہو تو خدا کا دیا ہوا نفع ہی تمہارے لیے بہتر ہے اور میں (بقیہ اگلے صفحے پر)

سچائی کے ساتھ لوگوں کے حقوق ادا کرو ان کے حقوق میں کمی نہ کرو اور زمین میں فساد کی کوشش نہ کرو۔ مال حلال کا بقیہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو اور میں تمہارا پاسباں نہیں ہوں۔ میرا فرض تو صرف رسالت کا فقط پہنچا دینا ہے۔ اُن لوگوں نے جواب دیا کہ اے شعیبؑ کیا تمہاری نماز تم کو حکم دیتی ہے کہ ہم لوگوں سے اُن کی پرستش ترک کرادو جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے۔ باوجود اس کے کہ ہم اپنے مال میں جو چاہتے ہیں تصرف کرتے ہیں اور تم تو بردبار اور نیک ہو۔ شعیبؑ نے فرمایا مجھے بتلاؤ کہ اگر میں اپنے پروردگار کی روشن دلیل یعنی علم و پیغمبری و کمالات پر ہوں اور اس نے مجھے اپنے فضل سے روزی دی ہو تو کیا سزاوار ہے کہ میں اُس کی وحی میں خیانت کروں اور اُس کا پیغام تم لوگوں تک نہ پہنچاؤں اور میں جو تم کو ممانعت کرتا ہوں تو اس سے میری غرض تمہاری مخالفت کرنا نہیں ہے اور کوئی دوسری غرض بھی نہیں ہے سوائے اس کے کہ جس قدر مجھ سے ممکن ہو تمہارے حال کی اصلاح کروں اور توفیق خدا کی جانب سے ہے اُسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور اُسی کے سبب سے تم کو وہ پہنچے جو قوم نوحؑ یا قوم ہودؑ یا قوم صالحؑ یا قوم لوطؑ کو پہنچا ہے۔ اُن قوموں کے حالات سے تمہارے حالات دور نہیں ہیں، نصیحت حاصل کرو اور خدا سے آمرزش طلب کرو اور اُس سے توبہ کرو۔ یقیناً میرا پروردگار بڑا رحم کرنے والا اور مہربان ہے۔ اُن لوگوں نے کہا اے شعیبؑ ہم بلکل نہیں سمجھتے جو تم کہتے ہو اور ہم تم کو اپنے درمیان یقیناً کمزور دیکھتے ہیں اور تمہارے قبیلہ کی رعایت مد نظر نہ ہوتی تو ہم تم کو سنگسار کر دیتے حالانکہ تم ہم لوگوں پر غالب نہیں ہو سکتے۔ شعیبؑ نے فرمایا کیا میرا قبیلہ تمہارے نزدیک خدا سے زیادہ غلبہ

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، تمہارا نگہبان نہیں ہوں ﴿۸۶﴾ انہوں نے کہا شعیب کیا تمہاری نماز تمہیں یہ سکھاتی ہے کہ جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے آئے ہیں ہم ان کو ترک کر دیں یا اپنے مال میں تصرف کرنا چاہیں تو نہ کریں۔ تم تو بڑے نرم دل اور راست باز ہو ﴿۸۷﴾ انہوں نے کہا کہ اے قوم! دیکھو تو اگر میں اپنے پروردگار کی طرف سے دلیل روشن پر ہوں اور اس نے اپنے ہاں سے مجھے نیک روزی دی ہو (تو کیا میں ان کے خلاف کروں گا؟) اور میں نہیں چاہتا کہ جس امر سے میں تمہیں منع کروں خود اس کو کرنے لگوں۔ میں تو جہاں تک مجھ سے ہو سکے (بقیہ اگلے صفحے پر)

والا ہے تم لوگوں نے خدا کو پس پشت ڈال دیا ہے اور اُس سے خوف و اندیشہ نہیں کرتے۔ جو کچھ تم کرتے ہو۔ یقیناً خدا کا علم اُن پر محیط ہے۔ اے لوگوں یہ حال جو تمہارا ہے اس پر جو کچھ چاہتے ہو مت کرو بدستور کہ میں وہی کرتا ہوں جس پر خدا کی جانب سے مامور ہُوا ہوں۔ بہت جلد تم کو معلوم ہو جائے گا کہ کس کی جانب خواری اور ذلت ابدی میں ڈالنے والا عذاب آتا ہے اور کون جھوٹ کہنے والا ہے۔ تم بھی انتظار کرو میں بھی انتظار کرتا ہو اور جب ہمارا حکم اُن کے عذاب کے بارے میں آپہنچا تو ہم نے شعیبؑ کو اور اُن لوگوں کو جو اُن پر ایمان لائے تھے۔ اپنی رحمت سے نجات دی اور اُن ستمگاروں کو ایک صدائے مہیب نے لے ڈالا تو وہ اپنے مکانوں میں مردہ ہوگئے۔ گویا کبھی اُس میں تھے ہی نہیں اور سورۂ شعرا میں فرمایا ہے کہ جنگل کے رہنے والوں نے پیغمبروں کے تکذیب کی جو بیشہ اور درختوں کے جھنڈ میں آباد تھے جس وقت کہ شعیبؑ نے اُن سے کہا کیا عذاب خدا سے نہیں ڈرتے ہو بہ تحقیق کہ میں

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، (تمہارے معاملات کی) اصلاح چاہتا ہوں اور (اس بارے میں) مجھے توفیق کا ملنا خدا ہی (کے فضل) سے ہے۔ میں اسی پر بھروسہ رکھتا ہوں اور اس کی طرف رجوع کرتا ہوں ﴿۸۸﴾ اور اے قوم! میری مخالفت تم سے کوئی ایسا کام نہ کرادے کہ جیسی مصیبت نوح کی قوم یا ہود کی قوم یا صالح کی قوم پر واقع ہوئی تھی ویسی ہی مصیبت تم پر واقع ہو۔ اور لوط کی قوم (کا زمانہ تو) تم سے کچھ دور نہیں ﴿۸۹﴾ اور اپنے پروردگار سے بخشش مانگو اور اس کے آگے توبہ کرو۔ بے شک میرا پروردگار رحم والا (اور) محبت والا ہے ﴿۹۰﴾ اُنہوں نے کہا کہ شعیب تمہاری بہت سی باتیں ہماری سمجھ میں نہیں آتیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ تم ہم میں کمزور بھی ہو اور اگر تمہارے بھائی نہ ہوتے تو ہم تم کو سنگسار کر دیتے اور تم ہم پر (کسی طرح بھی) غالب نہیں ہو ﴿۹۱﴾ انہوں نے کہا کہ قوم! کیا میرے بھائی بندوں کا دباؤ تم پر خدا سے زیادہ ہے۔ اور اس کو تم نے پیٹھ پیچھے ڈال رکھا ہے۔ میرا پروردگار تو تمہارے سب اعمال پر احاطہ کیے ہوئے ہے ﴿۹۲﴾ اور برادران ملت! تم اپنی جگہ کام کیے جاؤ میں (اپنی جگہ) کام کیے جاتا ہوں۔ تم کو عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ رسوا کرنے والا عذاب کس پر آتا ہے اور جھوٹا کون ہے اور تم بھی انتظار کرو، میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں ﴿۹۳﴾ اور جب ہمارا حکم آپہنچا تو ہم نے شعیب کو اور جو لوگ ان کے ساتھ ایمان لائے تھے ان کو تو اپنی رحمت سے بچالیا۔ اور جو لوگ ظالم تھے، ان کو چنگھاڑ نے آدبوچا تو وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے ﴿۹۴﴾ گویا ان میں کبھی بسے ہی نہ تھے۔ سن رکھو کہ مدین پر (ویسی ہی) پھٹکار ہے جیسی ثمود پر پھٹکار تھی ﴿۹۵﴾

تمہارے لئے امین رسول ہوں، لہٰذا خدا سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اور تم سے میں اپنی رسالت کا اجر کچھ نہیں طلب کرتا۔ میرا اجر تو عالموں کے پروردگار کے ذمہ ہے۔ پیمانہ پورا ناپ کردو اور کم کرنے والوں میں سے نہ ہو اور درست ترازو سے وزن کرو اور لوگوں کی چیزوں کو کم نہ کرو اور زمین میں فساد کی کوشش نہ کرو اور اُس خدا سے ڈرو جس نے تم کو اور تمام خلائق کو پیدا کیا ہے۔ آپ کی قوم نے کہا کہ تم اُن لوگوں میں سے ہو جو جادو سے دیوانہ ہوئے ہیں اور تم ہماری طرح سوائے ایک انسان کے اور کچھ نہیں ہو اور ہم تم کو جھوٹ کہنے والوں میں سے شمار کرتے ہیں۔ اگر تم اپنے دعویٰ رسالت میں سچے ہو تو ہمارے لئے آسمان کے چند ٹکڑے لا دو۔ شعیبؑ نے کہا جو کچھ تم کہتے ہو میرا پروردگار خوب واقف ہے۔ غرض اُن لوگوں نے اُن حضرتؑ کی تکذیب کی تو اُن کو ابر والے دن کے عذاب نے گرفتار کیا بہ تحقیق کہ وہ سخت دن کا عذاب تھا۔ منقول ہے کہ سب سے پہلے شعیبؑ پیغمبر نے باٹ اور ترازو تیار کیا۔ آپؑ کی قوم تولتی تھی اور لوگوں کے حق کو پُورا پُورا دیتی تھی۔ اُس کے بعد لوگوں نے ناپ تول میں کم کرنا اور چرانا شروع کیا تو اُن کو زلزلہ نے لے ڈالا اور اسی میں معذب اور ہلاک ہوئے۔ مشہور ہے کہ جب شعیبؑ کی تکذیب اُن کی قوم نے انتہا کو پہنچا دی

ترجمہ، اور بن کے رہنے والوں نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا ﴿۱۷۶﴾ جب ان سے شعیب نے کہا کہ تم ڈرتے کیوں نہیں؟ ﴿۱۷۷﴾ میں تو تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں ﴿۱۷۸﴾ تو خدا سے ڈرو اور میرا کہا مانو ﴿۱۷۹﴾ اور میں اس کام کا تم سے کچھ بدلہ نہیں مانگتا میرا بدلہ تو خدائے رب العالمین کے ذمے ہے ﴿۱۸۰﴾ (دیکھو) پیمانہ پورا بھرا کرو اور نقصان نہ کیا کرو ﴿۱۸۱﴾ اور ترازو سیدھی رکھ کر تولا کرو ﴿۱۸۲﴾ اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دیا کرو اور ملک میں فساد نہ کرتے پھرو ﴿۱۸۳﴾ اور اس سے ڈرو جس نے تم کو اور پہلی خلقت کو پیدا کیا ﴿۱۸۴﴾ وہ کہنے لگے کہ تم جادو زدہ ہو ﴿۱۸۵﴾ اور تم اور کچھ نہیں ہم ہی جیسے آدمی ہو۔ اور ہمارا خیال ہے کہ تم جھوٹے ہو ﴿۱۸۶﴾ اور اگر سچے ہو تو ہم پر آسمان سے ایک ٹکڑا لا کر گراؤ ﴿۱۸۷﴾ شعیب نے کہا کہ جو کام تم کرتے ہو میرا پروردگار اس سے خوب واقف ہے ﴿۱۸۸﴾ تو ان لوگوں نے ان کو جھٹلایا، پس سائبان کے عذاب نے ان کو آ پکڑا۔ بے شک وہ بڑے (سخت) دن کا عذاب تھا ﴿۱۸۹﴾ اس میں یقیناً نشانی ہے۔ اور ان میں اکثر ایمان لانے والے نہیں تھے ﴿۱۹۰﴾ سورۃ الشعراء

حق تعالیٰ نے اُن لوگوں پر ایک شدید گرمی نازل کی جس نے اُن کے نفسوں پر اثر کیا اور جب وہ اپنے مکانوں میں داخل ہوئے وُہ گرمی بھی داخل ہوئی نہ اُن کو سایہ میں چین ملتا تھا نہ پانی سے۔ گرمی سے بُھنے جاتے تھے۔ پھر حق تعالیٰ نے ایک ابر اُن کی جانب بھیجا تو سب نے گرمی کی شدّت سے اُس ابر کی جانب پناہ لی۔ جب وہ تمام لوگ اُس ابر کے نیچے پہنچ گئے تو اُس سے آگ کی بارش ہوئی اور زمین کو زلزلہ ہُوا یہاں تک کہ وہ لوگ جل کر راکھ ہو گئے اور مفسرین کے ایک گروہ نے بیان کیا ہے کہ شعیبؑ دو گروہ پر مبعوث ہوئے ایک بار اہل مدین پر جو صدائے مہیب سے ہلاک ہوئے جس سے زمین کو زلزلہ ہوا۔ اُس کے بعد حضرتؑ اہل بیشہ پر مبعوث ہُوئے اور وُہ لوگ بجلی گرانے والے ابر کے ذریعہ سے ہلاک ہو گئے۔ سہل بن سعید سے منقول ہے کہ اُس نے کہا کہ مجھ کو ہشام بن عبدالملک نے رصافہ میں بھیجا کہ ایک کنواں کھودوں۔ جب دو سو قامت کھود چکا تو انسان کا ایک سر ظاہر ہوا۔ اُس کے ارد گرد کی مٹی ہٹائی تو میں نے دیکھا کہ ایک مرد سفید کپڑے پہنے ہُوئے ایک پتھر پر کھڑا ہے اور اپنے داہنے ہاتھ کو اپنے سر پر رکھے ہُوئے ہے۔ اُس ضربت کے سبب سے جو سر پر لگائی گئی تھی جب ہاتھ کو اُس جگہ سے ہٹا دیا جاتا تھا تو خون جاری ہو جاتا تھا۔ جب ہاتھ چھوڑ دیا جاتا تھا۔ وُہ پھر زخم پر رکھ لیتا تھا اور خون بند ہو جاتا تھا۔ اُس کے لباس پر لکھا ہُوا تھا کہ میں شعیبؑ بن صالحؑ پیغمبر ہوں کہ خدا نے مجھ کو ایک قوم کی جانب رسول بنا کر بھیجا تھا اُس قوم نے ایک ضربت لگائی اور مجھ کو اس کنویں میں ڈال دیا اور اس کو مٹی سے بھر دیا۔ میں نے یہ قصّہ ہشام کو لکھا اُس نے جواب میں لکھا کہ اُس کنویں کو جس طرح پہلے تھا بند کر دو اور دُوسری جگہ کنواں کھودو۔

حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے حالات

مورّخوں کی ایک جماعت نے ذکر کیا ہے کہ موسیٰؑ عمران کے فرزند وہ یصہر کے بیٹے وہ فاہت کے وہ لاوی بن یعقوبؑ کے بیٹے تھے۔ منقول ہے کہ حضرت یوسفؑ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے اپنے اہلبیت آل یعقوبؑ اور شیعوں کو جمع کیا وہ اُس وقت اسی (۸۰) اشخاص تھے۔ یوسفؑ نے خدا کی حمد و ثنا کی پھر اُن کو اُن سختیوں کی خبر دی جو پہنچے والی تھی کہ مرد مار ڈالے جائیں گے اور حاملہ عورتوں کے شکم کو چاک کر کے بچے ذبح کئے جائیں گے اور فرمایا کہ قبطی تم پر غالب ہوں گے اور تم کو سخت تکلیفیں پہنچائیں گے تم کو اُن سے نجات ایک مرد کے ذریعہ سے ہوگی جو فرزندان لاوی پسر یعقوبؑ میں سے ہوگا اور اُس کا نام موسیٰؑ پسر عمران ہوگا۔ پھر اُن کے صفات اُن سے بیان کئے کہ وُہ ایک گندمی رنگ بلند قامت انسان ہوں گے۔ اُس وقت سے بنی اسرائیل اپنے بعض فرزند کا نام عمران اور عمران اپنے فرزند کا نام موسیٰؑ رکھتے تھے کہ شاید وہی موسیٰؑ ہو جس کی خبر یوسفؑ نے دی ہے۔ روایت کے مطابق موسیٰؑ نے خروج نہیں کیا یہاں تک کہ اُن سے پہلے چالیس کذّاب بنی اسرائیل میں ہوئے اور ہر ایک نے دعویٰ کیا کہ میں وہی موسیٰؑ بن عمران ہُوں جس کی یوسفؑ نے خبر دی ہے۔ بنی اسرائیل اس وصیّت پر متمسک ہوئے۔ اس کے بعد مصیبتیں ان پر ظاہر ہوئیں اور ان میں سے انبیاء اور اوصیاء غائب ہوگئے اور چار سو سال تک وہ لوگ قائم کے قیام کا انتظار کرتے رہے۔ فرعون کو بھی یہ خبر پہنچی کہ بنی اسرائیل ایک ایسے شخص کا چرچا کرتے ہیں جس کے ذریعہ سے تیرے ملک کی بربادی ہوگی اور وُہ اُس کی تلاش میں ہیں۔ فرعون کے کاہنوں اور ساحروں نے کہا کہ تیرے دین اور قوم کی ہلاکت اُس لڑکے کے ہاتھ سے ہوگی جو امسال بنی

ترجمہ، اور ہم نے ان کو اسحاق اور یعقوب بخشے۔ (اور) سب کو ہدایت دی۔ اور پہلے نوح کو بھی ہدایت دی تھی اور ان کی اولاد میں سے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون کو بھی۔ اور ہم نیک لوگوں کو ایسا ہی بدلا دیا کرتے ہیں (۸۴) سورۃ الأنعام

اسرائیل میں پیدا ہو گا۔ یہ سُن کر فرعون نے بنی اسرائیل کی عورتوں پر قابلہ عورتوں کو مقرر تھی اور حاملہ عورتوں کے شکم کو چاک کر کے بچوں کو نکالتا اور مار ڈالتا۔ یہاں تک کہ موسیٰؑ کی تلاش میں بیس ہزار سے زیادہ بنی اسرائیل کے بچوں کو مار ڈالا۔ جب بنی اسرائیل نے دیکھا کہ لڑکے مار ڈالے جاتے ہیں اور لڑکیاں زندہ چھوڑ دی جاتی ہیں تو کہا ہم سب ہلاک ہو جائیں گے اور ہماری نسل منقطع ہو جائے گی۔ لہٰذا عورتوں سے مقاربت نہ کرنا چاہیئے۔ عمران پدر موسیٰؑ نے اُن سے کہا بلکہ اپنی عورتوں سے مقاربت ضرور کرو کیونکہ خدا کا حکم ظاہر ہو گا اور وہ فرزند موعود ضرور پیدا ہو گا۔ ہر چند مشرکین نہ چاہیں پھر کہا جو چاہے عورتوں سے اپنے اوپر جماع حرام کرے۔ لیکن میں تو حرام نہیں کروں گا اور جو چاہے ترک کر دے میں تو ترک نہ کروں گا اور موسیٰؑ کی ماں سے جماع کیا اور وہ حاملہ ہُوئیں۔ تو اُن پر بھی قابلہ موکل کی گئی کہ اُن کی نگہبانی کرے۔ جب مادر موسیٰؑ اُٹھتی تھیں وہ بھی اُٹھتی تھی اور جب وہ بیٹھتی تھیں وہ بھی بیٹھتی تھی اور جب وُہ موسیٰؑ سے حاملہ ہوئیں اُن کی محبّت دلوں میں پیدا ہو گئی اور اسی طرح تمام حجتہائے خدا خلق پر ہوتے ہیں۔ قابلہ نے کہا کہ تم کو کیا ہو گیا ہے کہ اس طرح زرد ہوتی جاتی اور پگھلی جاتی ہو کہا مجھ کو اس حال پر ملامت نہ کرو کیونکہ ایسا نہ ہو حالانکہ جب میرا فرزند پیدا ہو گا وہ بھی مار ڈالا جائے گا۔ قابلہ نے کہا غمگین نہ ہو کہ میں تمہارے فرزند کو اُن سے پوشیدہ رکھوں گی۔ مادر موسیٰؑ کو یقین نہ آیا۔ جب موسیٰؑ پیدا ہوئے آپ کی ماں بیچین ہونے لگیں اور خوف ہوا کہ فرعون کے چوہدار گھر میں آ کر موسیٰؑ کو دیکھیں گے۔ قابلہ نے کہا میں نے تم سے نہیں کہا ہے کہ تمہارے فرزند کو چُھپا لوں گی۔ پھر اُس نے موسیٰؑ کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر تہہ خانے میں چُھپا دیا اور دوسری روایت کے مطابق ایک تنور میں جو گرم تھا ڈال دیا اور فرعون کے پاسبانوں کے پاس آئی۔ جو دروازہ پر جمع تھے اور کہا جاؤ کہ اُس کے شکم سے ایک

ترجمہ، اور ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر بھیجا کہ اپنی قوم کو تاریکی سے نکال کر روشنی میں لے جاؤ۔ اور ان کو خدا کے دن یاد دلاؤ اس میں ان لوگوں کے لیے جو صابر و شاکر ہیں (قدرت خدا کی) نشانیاں ہیں ﴿۵﴾ سورۃ ابراھیم

ٹکڑا خون کا پیدا ہُوا اُس کے پیٹ میں لڑکا نہ تھا۔ اور کچھ عرصہ کے بعد تنور کے پاس گئیں تو دیکھا کہ موسیٰؑ آگ سے کھیل رہے ہیں۔ پھر مادر موسیٰؑ نے اُن کو دُودھ پلایا لیکن خائف تھیں کہ ایسا نہ ہو کہ موسیٰؑ کی آواز بلند ہو اور فرعون کی قوم آگاہ ہو جائے۔ حق تعالیٰ نے اُن کو وحی کی کہ ایک صندوق بنائیں، دوسری روایت کے مطابق موسیٰؑ نے اُسی وقت گفتگو کی اور اپنی ماں سے بولے کہ مجھے ایک صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈال دو۔ آپ کی ماں یہ عجیب حال دیکھ کر ڈریں اور کہا اے فرزند ڈرتی ہوں کہ تو غرق نہ ہو جائے۔ موسیٰؑ نے کہا خوف نہ کرو خداوند عالم مجھ کو تمہارے پاس جلد پہنچادے گا۔ اُن کی ماں اس معاملہ میں متعجّب اور حیران تھیں یہاں تک کہ موسیٰؑ نے دوبارہ پھر کہا کہ مجھ کو ایک صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈال دو۔ تب آپ کی ماں نے آپ کو اُس میں رکھ کر بند کر دیا اور رات کو دریائے نیل میں لے جا کر ڈال دیا۔ جب صندوق کو پانی میں ڈالا وُہ اُن کی طرف واپس آگیا۔ ہر چند ہاتھ سے اُس کو دھکیلتی اور دُور کرتی تھیں وُہ صندوق واپس آجاتا تھا۔ یہاں تک کہ روانی آب میں وُہ صندوق پہنچ گیا اور ہوا اُس کو لے چلی۔ یہ دیکھ کر وُہ بیتاب ہوئیں اور چاہا کہ فریاد کریں۔ حق تعالیٰ نے اُن کو صبر عطا کیا اور وُہ خاموش ہو گئیں۔ موسیٰؑ ایک مدّت تک صندوق میں رہے اور نہ کچھ کھایا اور نہ کچھ پیا، یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے اُن کو کنارہ پر پہنچا دیا۔ اُدھر آسیہ زن فرعون نے جو تمام بنی اسرائیل کی عورتوں میں نیک تھیں۔ فرعون سے کہا کہ بہار کا زمانہ ہے مجھ کو باہر لے چلو اور حکم دو کہ میرے لئے رود نیل کے کنارے ایک خیمہ نصب کریں تاکہ میں ان ایّام میں بہار کی سیر کروں۔ اُس نے حکم دیا اور ایک خیمہ اُن کے لئے رود نیل کے کنارے

ترجمہ، اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ خدا نے جو تم پر مہربانیاں کی ہیں ان کو یاد کرو جب کہ تم کو فرعون کی قوم (کے ہاتھ) سے مخلصی دی وہ لوگ تمہیں بُرے عذاب دیتے تھے اور تمہارے بیٹوں کو مار ڈالتے تھے اور عورت ذات یعنی تمہاری لڑکیوں کو زندہ رہنے دیتے تھے اور اس میں تمہارے پروردگار کی طرف سے بڑی (سخت) آزمائش تھی ﴿۶﴾ اور جب تمہارے پروردگار نے (تم کو) آگاہ کیا کہ اگر شکر کرو گے تو میں تمہیں زیادہ دوں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو (یاد رکھو کہ) میرا عذاب بھی سخت ہے ﴿۷﴾ اور موسیٰ نے (صاف صاف) کہہ دیا کہ اگر تم اور جتنے اور لوگ زمین میں ہیں سب کے سب ناشکری کرو تو خدا بھی بے نیاز (اور) قابل تعریف ہے ﴿۸﴾ سورۃ ابراھیم

نصب ہوا۔ ایک روز وُہ اُس خیمہ میں بیٹھی تھیں ناگاہ دیکھا کہ ایک صندوق اُن کی طرف بہتا ہُوا آرہا ہے اپنی کنیزوں سے کہا کیا تم لوگ نہیں دیکھتی ہو جو میں پانی میں دیکھ رہی ہوں۔ سب نے کہا ہاں خدا کی قسم اے ہماری خاتوں اور سردار ہم ایک چیز دیکھ رہے ہیں۔ جب صندوق اُن کے پاس پہنچا وہ جلدی سے اُٹھیں اور پانی کے کنارے پہنچیں اور اُس کی طرف ہاتھ بڑھایا پھر اُس کے اور قریب ہو گئیں یہاں تک کہ پانی میں پہنچ گیئں اور بے قابو ہو گیئں تو فریاد کی اُن کی کنیزیں دوڑیں اور جس طرح ممکن ہوا اُن کو پانی سے نکالا اور کنارہ پر پہنچایا پھر اُس صندوق کو کھولا۔ اس میں ایک نہایت حسین و جمیل بچہ تھا۔ اس کو دیکھتے ہی بے اختیار ہو گئیں اور اُس کی محبت اُن کے دل میں جا گزیں ہو گئی۔ بچے کو گود میں لیا اور کہا میں اس کو اپنا لڑکا بناؤں گی۔ اُن کی کنیزوں نے کہا ہاں خدا کی قسم اے خاتوں آپ کے کوئی فرزند نہیں ہے اور نہ بادشاہ کے کوئی لڑکا ہے۔ اس خوش جمال فرزند کو اپنی فرزندی میں لے لیجئے۔ یہ سُن کر آسیہ اُٹھیں اور فرعون کے پاس جا کر بولیں۔ میں نے ایک لڑکا نہایت پاکیزہ اور خوش اندام پایا ہے۔ چاہتی ہوں کہ اس کو فرزندی میں لے لوں جو میری اور تمہاری آنکھوں کی روشنی کا سبب ہو۔ اُس کو قتل نہ کرنا۔ اُس نے پوچھا کہاں سے ملا۔ کہا یہ تو نہیں معلوم کہ کس کا لڑکا ہے۔ دریا میں بہتا ہُوا جا رہا تھا وہیں سے نکالا ہے۔ پھر اس قدر اصرار و التماس کیا کہ فرعون راضی ہو گیا۔

حضرت موسیٰؑ کی فرعون کے گھر میں پرورش:

جب لوگوں نے سُنا کہ فرعون نے ایک لڑکے کو فرزندی میں لیا ہے۔ امراؤ اراکین نے اپنی عورتوں کو بھیجا کہ موسیٰؑ کو دُودھ پلائیں اور پرورش کریں موسیٰؑ نے کسی کا دودھ منہ نہ لگایا تو زوجۂ فرعون نے کہا کہ ایک دایہ میرے بچے کے لئے تلاش کرو۔ کسی کو حقیر نہ سمجھو بلکہ جو ملے اُس کو لاؤ۔ جو عورت آتی تھی موسیٰؑ اُس کا دودھ قبول نہ کرتے تھے۔ موسیٰؑ کی ماں نے بھی سُنا۔ بیٹی سے کہا کہ جاؤ اور تحقیق کرو شاید موسیٰؑ کا پتہ چلے۔ موسیٰؑ کی

بہن فرعون کے دروازے تک آئیں اور کہا میں نے سُنا ہے کہ تمہارے فرزند کو دُودھ پلائے گی اور اس کی اچھی طرح حفاظت اور پرورش کرے گی۔ یہ سُن کر زن فرعون کو لوگوں نے اطلاع دی کہا اُس کو حاضر کرو۔ موسیٰؑ کی بہن آسیہ کے پاس آئیں۔ پُوچھا کس گروہ کی لڑکی ہے۔ کہا بنی اسرائیل کی جماعت سے ہوں کہا لڑکی تو چلی جا مجھے تجھ سے کوئی کام نہیں ہے۔ عورتوں نے اُس سے کہا بی بی خدا آپ کو عافیت دے اُس کو بلا کر دیکھئے تو کہ بچّہ اس کی پستان قبول کرتا ہے یا نہیں۔ آسیہ نے کہا اگر بچّہ قبول کر لے گا تو کیا فرعون بھی راضی ہو جائے گا کہ لڑکا بنی اسرائیل کا اور دایہ بھی بنی اسرائیل کی ہو۔ وُہ ہرگز راضی نہ ہوگا۔ عورتوں نے کہا کیا حرج ہے اگر ہم اُس کا امتحان کر لیں کہ آیا اُس کا دُودھ پیتا ہے یا نہیں۔ آسیہ نے کہا اچھا جا اور اُس عورت کو بُلا لا۔ موسیٰؑ کی بہن اپنی ماں کے پاس آئیں اور کہا چلو کہ بادشاہ کی بیوی نے تم کو بُلایا ہے۔ وُہ آسیہ کے پاس آئیں اور جب موسیٰؑ کو گود میں لے کر دُودھ پلایا وُہ خوش ہو کر پینے لگے۔ موسیٰؑ اپنی ماں سے صرف تین روز تک جدا رہے تھے اور پھر خدا نے ان کو ملوا دیا۔ آسیہ یہ دیکھ کر فرعون کے پاس خوش خوش دوڑی گئیں اور کہا اپنے فرزند کے لئے مجھے دایہ مل گئی بچّہ دودھ اُس کا پینے لگا اس نے پُوچھا دایہ کس جماعت کی ہے۔ کہا بنی اسرائیل کی۔ فرعون نے کہا یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ بچّہ بھی بنی اسرائیل کا اور دایہ بھی۔ آسیہ نے کہا اس بچّہ سے تم کو کیا خوف ہے۔ اس لئے کہ یہ تو اب تمہارا پسر ہے تمہاری گود میں بڑا ہوگا اور اسی طرح کی بہت سے وجوہ بیان کئے اور کوشش کر کے فرعون کو اُس کی رائے سے پھیر دیا اور راضی کر لیا۔ غرض موسیٰؑ کی آل فرعون میں نشوونما ہوئی اُن کی ماں بہن اور قابلہ نے اُن کے

ترجمہ، جب ہم نے تمہاری والدہ کو الہام کیا تھا جو تمہیں بتایا جاتا ہے ﴿۳۸﴾ (وہ یہ تھا) کہ اسے (یعنی موسیٰ کو) صندوق میں رکھو پھر اس (صندوق) کو دریا میں ڈال دو تو دریا اسے کنارے پر ڈال دے گا (اور) میرا اور اس کا دشمن اسے اٹھا لے گا۔ اور (موسیٰ) میں نے تم پر اپنی طرف سے محبت ڈال دی ہے (اس لئے کہ تم پر مہربانی کی جائے) اور اس لئے کہ تم میرے سامنے پرورش پاؤ ﴿۳۹﴾ جب تمہاری بہن (فرعون کے ہاں) گئی اور کہنے لگی کہ میں تمہیں ایسا شخص بتاؤں جو اس کو پالے۔ تو (اس طریق سے) ہم نے تم کو تمہاری ماں کے پاس پہنچا دیا تاکہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور وہ رنج نہ کریں۔

معاملہ کو پوشیدہ رکھا یہاں تک کہ اُن کی ماں اور قابلہ کی وفات ہو گئی۔ بنی اسرائیل کو موسیٰؑ کی خبر نہ تھی وُہ لوگ اُن کی تلاش میں تھے اور لوگوں سے پوچھتے تھے اور حقیقت حال اُن سے پوشیدہ تھی جب فرعون کو معلوم ہوا کہ وہ لوگ اُس فرزند کی تلاش و جستجو میں ہیں تو اُن پر تکلیفیں اور سختیاں زیادہ کر دیں۔ فرعون جب کسی کو سزا دینے کا اردہ کرتا حکم دیتا تو اُس کو منھ کے بل زمین پر یا تختہ پر لٹاتے اور اُس کے چاروں ہاتھ پیروں پر میخ ٹھونک کر اسی حال میں اُس کو چھوڑ دیتے تھے یہاں تک کہ وہ مر جاتا تھا اسی لئے اُس کو ذی الاوتاد یعنی میخوں والا کہتے تھے۔ اور کبھی نبی اسرائیل لکڑی اور پتھر کے بار رکھتا، یا پھر اُن کے درمیان جُدائی ڈلوادی اور فرزندان بنی اسرائیل جو پیدا ہوتا تو فرعون ان کو مار ڈالتا تھا لیکن موسیٰؑ کی تربیت کر رہا تھا اور ان کو عزیز رکھتا تھا اور نہیں جانتا تھا کہ اُس پر اُن ہی کے ہاتھ سے بلا آئے گی۔ ایک روز وہ فرعون کے پاس تھے کہ فرعون کو چھینک آئی۔ موسیٰؑ نے کہا الحمد اللہ ربّ العالمین۔ فرعون نے اس کلام کو اُن پر رد کیا اور اُن کے مُنہ پر طمانچہ مارا اور کہا یہ کیا ہے جو تو کہتا ہے۔ موسیٰؑ کود کر اُس کی داڑھی سے لپٹ گئے اور چند بال توڑ ڈالے۔ فرعون کی داڑھی لمبی تھی۔ یہ دیکھ کر فرعون نے اُن کے مار ڈالنے کا ارادہ کیا۔ آسیہ نے کہا کمسن بچہ ہے کیا جانے کہ کیا کہتا ہے اور کیا کرتا ہے۔ اُس نے کہا نہیں بلکہ دانستہ کہتا اور کرتا ہے۔ آسیہ نے کہا امتحان کر لو۔ ایک طبق میں خرمے اور ایک طبق میں آگ بھر کر اس کے سامنے رکھوا گر آگ اور خرمے میں تمیز کر لے تو تمہارا خیال درست ہے۔ جب اُن کے پاس دونوں چیزیں لائی گیئں موسیٰؑ نے چاہا کہ خرما کی جانب ہاتھ بڑھائیں۔ جبرئیلؑ نازل ہوئے اور اُن کا ہاتھ آگ کی جانب کر دیا۔ وُہ ایک انگارہ اُٹھا کر منہ میں لے گئے اور اُن کی زبان جل گئی۔ وُہ چلّا اُٹھے اور رونے لگے۔ اُس وقت

ترجمہ، ہم تمہیں موسیٰ اور فرعون کے کچھ حالات مومن لوگوں کو سنانے کے لئے صحیح صحیح سناتے ہیں ﴿۳﴾ کہ فرعون نے ملک میں سر اُٹھا رکھا تھا اور وہاں کے باشندوں کو گروہ گروہ بنا رکھا تھا اُن میں سے ایک گروہ کو (یہاں تک) کمزور کر دیا تھا کہ اُن کے بیٹوں کو ذبح کر ڈالتا اور اُن کی لڑکیوں کو زندہ رہنے دیتا۔ بیشک وہ مفسدوں میں تھا ﴿۴﴾ اور ہم چاہتے تھے کہ جو لوگ ملک میں کمزور کر دیئے گئے ہیں اُن پر احسان کریں اور اُن کو پیشوا بنائیں اور انہیں (ملک کا) وارث کریں ﴿۵﴾ سورۃ القصص

آسیہ نے فرعون سے کہا کہ میں نہ کہتی تھی کہ وُہ نادان ہے۔ یہ دیکھ کر فرعون نے معاف کیا۔ موسیٰؑ نہایت حرمت و عزّت کے ساتھ فرعون کے پاس رہے یہاں تک کہ بڑے ہو کر مردوں کی حد میں پہنچے۔ وہ فرعون سے توحید کے بارے میں جو کچھ گفتگو کرتے تھے فرعون اُس سے انکار کرتا تھا یہاں تک کہ اُن کے مار ڈالنے کا ارادہ کیا۔

ترجمہ، اور ملک میں ان کو قدرت دیں اور فرعون اور ہامان اور اُن کے لشکر کو وہ چیزیں دکھادیں جس سے وہ ڈرتے تھے ﴿٦﴾ اور ہم نے موسیٰ کی ماں کی طرف وحی بھیجی کہ اس کو دودھ پلاؤ جب تم کو اس کے بارے میں کچھ خوف پیدا ہو تو اسے دریا میں ڈال دینا اور نہ تو خوف کرنا اور نہ رنج کرنا۔ ہم اس کو تمہارے پاس واپس پہنچا دیں گے اور (پھر) اُسے پیغمبر بنا دیں گے ﴿٧﴾ تو فرعون کے لوگوں نے اس کو اُٹھا لیا اس لئے کہ (نتیجہ یہ ہونا تھا کہ) وہ اُن کا دشمن اور (ان کے لئے موجب) غم ہو۔ بیشک فرعون اور ہامان اور اُن کے لشکر چوک گئے ﴿٨﴾ اور فرعون کی بیوی نے کہا کہ (یہ) میری اور تمہاری (دونوں کی) آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اس کو قتل نہ کرنا۔ شاید یہ ہمیں فائدہ پہنچائے یا ہم اُسے بیٹا بنالیں اور وہ انجام سے بے خبر تھے ﴿٩﴾ اور موسیٰ کی ماں کا دل بے صبر ہو گیا اگر ہم اُن کے دل مضبوط نہ کر دیتے تو قریب تھا کہ وہ اس (قصّے) کو ظاہر کر دیں۔ غرض یہ تھی کہ وہ مومنوں میں رہیں ﴿١٠﴾ اور اس کی بہن سے کہا کہ اس کے پیچھے پیچھے چلی جا تو وہ اُسے دور سے دیکھتی رہی اور ان (لوگوں) کو کچھ خبر نہ تھی ﴿١١﴾ اور ہم نے پہلے ہی سے اس پر (دائیوں) کے دودھ حرام کر دیئے تھے۔ تو موسیٰ کی بہن نے کہا کہ میں تمہیں ایسے گھر والے بتاؤں کہ تمہارے لئے اس (بچے) کو پالیں اور اس کی خیر خواہی (سے پرورش) کریں ﴿١٢﴾ تو ہم نے (اس طریق سے) اُن کو ان کی ماں کے پاس واپس پہنچا دیا تاکہ اُن کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور وہ غم نہ کھائیں اور معلوم کریں کہ خدا کا وعدہ سچا ہے لیکن یہ اکثر نہیں جانتے ﴿١٣﴾ سورۃ القصص

حضرت موسیٰؑ کی جوانی کے حالات:

غرضکہ ایک بار بنی اسرائیل چاندنی رات میں نکلے اور اپنے ایک بوڑھے عالم کو تلاش کا جس کی باتوں سے وہ مطمئن ہوتے تھے اور اُس کی خبروں سے راحت پاتے تھے وہ اُن سے پوشیدہ ہو گیا تھا تو اُس کے پاس مراسلے روانہ کئے کہ ہم نے ان تکلیفوں سے تمہاری باتوں کے سبب سے راحت پائی تو اُس نے اُن لوگوں سے کسی صحرا میں ملنے کا وعدہ کیا۔ وہ لوگ وہاں گئے اور اُس سے ملے اور اُس سے کہا کہ ان شدتوں اور بلاؤں میں ہم کو جو کچھ ملا وُہ صرف خبریں اور وعدے تھے کب تک اور کس حد تک ہم اس بلا میں گرفتار رہیں گے اُس نے کہا خدا کی قسم اُس وقت تک اس بلا میں مبتلا رہو گے جب تک کہ خدا فرزندان لاوی بن یعقوبؑ میں سے ایک فرزند کو نہ بھیجے جس کا نام موسیٰؑ بن عمران ہو گا وہ بلند قامت اور پیچیدہ بال والے ہوں گے پھر اُس نے حدیث قائم اُن سے بیان کی اور اُن کے صفات بتلائے اور اُن لوگوں کو خوشخبری دی کہ اُس کا خروج نزدیک ہے اور مُلاقات شب ماہ میں ہو گی۔ اسی گفتگو میں مشغول تھے کہ اسی اثناء میں موسیٰؑ ایک اونٹ پر سوار مثل آفتاب کے اُن کے پاس آکر کھڑے ہوئے۔ اُس وقت آنحضرت کی جوانی کا آغاز تھا اور فرعون کے گھر سے سیر و تفریح کے بہانہ سے نکلے تھے اور اپنے لشکر اور غلاموں سے علیحدہ ہو کر تنہا اُن کے پاس آئے تھے وُہ ایک خچر پر سوار تھے اور ریشمی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ اُس مرد پیر نے آنحضرت کو دیکھا اور ان میں وہ علامتیں مشاہدہ کیں جن کو سُنا اور کتابوں میں دیکھا تھا۔ اُن حضرت کو پہچانا اور اُن سے پُوچھا کہ تمہارا کیا نام ہے۔ خدا تم پر رحم کرے۔ فرمایا موسیٰؑ پُوچھا کس کے بیٹے ہو، کہا عمران کے۔ یہ سُن کر وُہ مرد پیر جست کر کے اُٹھا اور حضرت کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور آپ کے قدموں پر گر پڑا اور بوسہ دیا اور کہا اُس خدا کی حمد کرتا ہوں جس نے مجھ کو موت نہیں دی اور آپ کی زیادت کرا دی۔ بنی اسرائیل نے اُن کے چاروں طرف ہجوم کیا اور سمجھے گئے کہ

ترجمہ، اور جب موسیٰ جوانی کو پہنچے اور بھرپور (جوان) ہو گئے تو ہم نے اُن کو حکمت اور علم عنایت کیا۔ اور ہم نیکوکاروں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں (۱۴) سورۃ القصص

ان کے قائم موعود وہی ہیں تو سب زمین پر گر پڑے اور سجدہ شکر الٰہی بجالائے اور اُن کے پیروں کو بوسہ دیا۔ موسیٰؑ نے اُن لوگوں کو پہچانا اور اُن لوگوں نے موسیٰؑ کو پہچانا۔ حضرت نے اُن لوگوں کو اپنا شیعہ بنایا اور ان سے صرف اتنی بات کی کہ میں امیدوار ہوں کہ خدا تمہاری آسائش کا سامان جلد کرے گا اور ان کی نگاہوں سے غائب ہو گئے۔ تو موسیٰؑ فرعون کے پاس سے چلے گئے اور پھر ایک مدّت کے بعد ایک روز موسیٰؑ روانہ ہُوئے اور فرعون کے ایک شہر سے گذر ہوا جس وقت کہ اس شہر کے رہنے والے نماز شام اور نماز شب کے وقت سے غافل تھے۔ ناگاہ دیکھا کہ اُن کے ایک شیعہ اور ایک قبطی میں جنگ ہو رہی ہے جو آل فرعون میں سے ہے۔ آپ کے شیعہ نے استغاثہ کیا اور اُس قبطی سے جنگ کے لئے جو موسیٰؑ کا دشمن تھا امداد طلب کی۔ موسیٰؑ نے اُس قبطی کے سینہ پر ایک ہاتھ مارا تاکہ اُس کو دُور کریں، قبطی گر پڑا اور مر گیا۔ موسیٰؑ نے کہا کہ یہ شیطانی فعل تھا اور ان دونوں کی جنگ شیطان کا کام تھا نہ کہ موسیٰؑ کا اس لئے کہ شیطان گمراہ کرنے والا اور دشمنی ظاہر کرنیوالا دشمن ہے۔ پھر فرمایا کہ ظلم وضع شے ہے اپنے غیر مقام میں یعنی اپنے نفس کو اُس مقام سے میں نے ہٹا کر قائم کیا کہ اس شہر میں داخل ہُوا لہٰذا مجھے میرے دشمنوں سے پوشیدہ رکھ کہ وُہ مجھ پر قابو نہ پائیں تو خدا نے ان کو پوشیدہ رکھا اور وہ یقیناً چھپانے والا اور رحیم ہے۔ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ کو جسم میں کشادگی اور عظیم ہیبت اور قوت عطا کی تھی۔ موسیٰؑ نے کہا خداوندا تو نے جو قوت مجھ کو عطا فرمائی جس سے میں نے ایک ہاتھ میں اُس شخص کو مار ڈالا تو میں کافرو مجرموں کا اُس کے ذریعہ سے معین و مددگار نہ ہوں گا۔ بلکہ ہمیشہ اُس قوت سے تیری رضا کے لئے تیرے دشمنوں سے جہاد کروں گا تاکہ تو مجھ سے راضی ہو۔ لوگوں نے آپس میں اس بات کا تذکرہ کیا اور یہ خبر مشہور ہو گئی کہ موسیٰؑ نے آل فرعون کے ایک مرد کو مار ڈالا۔ غرضیکہ موسیٰؑ کو اس شہر میں صبح ہوئی اس حال میں کہ خوفزدہ اور ہراساں تھے کہ دشمن اُن کو گرفتار نہ کر لیں۔ ناگاہ اُسی شخص نے جس نے

ترجمہ، اور تم نے ایک شخص کو مار ڈالا تو ہم نے تم کو غم سے مخلصی دی اور ہم نے تمہاری (کئی بار) آزمائش کی۔ پھر تم کئی سال اہل مدین میں ٹھہرے رہے۔ سورۃ طٰہٰ

موسیٰؑ سے مدد طلب کی تھی پھر دُوسرے کے بارے میں امداد چاہی۔ موسیٰؑ نے نصیحت کے طور پر اُس سے کہا یقیناً تو گمراہی کا ظاہر کرنے والا ہے کل ایک شخص سے منازعت کی اور آج پھر ایک شخص سے جنگ پر آمادہ ہے۔ میں تیری تادیب کروں گا تاکہ پھر ایسا نہ کرے اور جب اس کی تادیب پر آمادہ ہوئے اور ارادہ کیا کہ ہیبت اور غضب کا اظہار کریں اُس شخص پر جو دونوں کا دشمن تھا۔ اُس نے کہا اے موسیٰؑ تم چاہتے ہو کہ مجھ کو مار ڈالو جس طرح کل ایک شخص کو مار ڈالا تم زمین میں جبار ہونے کا ارادہ رکھتے ہو اور اصلاح کرنے والے نہیں ہونا چاہتے۔ فرعون کا خزانچی بھی موسیٰؑ پر ایمان کو چھپائے ہوئے تھا جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ آلِ فرعون میں سے ایک مومن نے کہا جو اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے تھا کہ کیا ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا پروردگار وہ ہے جو تمام عالم کا پالنے والا ہے۔ جب فرعون کو اس کی اطلاع ہوئی کہ موسیٰؑ نے ایک شخص کو مار ڈالا تو موسیٰؑ کی تلاش و فکر میں ہوا کہ اُن کو قتل کرے۔ مومن آلِ فرعون نے موسیٰؑ کے پاس کہلا بھیجا کہ قوم فرعون کے رؤسا تمہارے مار ڈالنے کا مشورہ کر رہے ہیں لہٰذا یہاں سے باہر چلے جاؤ اور میں تو یقیناً تمہارا خیر خواہ ہوں۔ یہ معلوم کر کے وہ شہر سے باہر چلے گئے۔ جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے کہ "خوفزدہ موسیٰؑ اس کے منتظر تھے کہ اب فرعون کے آدمی اُن کی گرفتار کے لئے اُن کے پاس پہنچے ہیں اور وُہ داہنے اور بائیں دیکھتے تھے اور کہتے تھے کہ پالنے والے مجھے ظالموں سے نجات دے"۔

ترجمہ، اور وہ ایسے وقت شہر میں داخل ہوئے کہ وہاں کے باشندے بے خبر ہو رہے تھے تو دیکھا کہ وہاں دو شخص لڑ رہے تھے ایک تو موسیٰ کی قوم کا ہے اور دوسرا اُن کے دشمنوں میں سے تو جو شخص اُن کی قوم میں سے تھا اس نے دوسرے شخص کے مقابلے میں جو موسیٰ کے دشمنوں میں سے تھا مدد طلب کی تو اُنہوں نے اس کو مکا مارا اور اس کا کام تمام کر دیا کہنے لگے کہ یہ کام تو شیطان سے ہوا بیشک وہ (انسان کا) دشمن اور صریح بہکانے والا ہے ﴿۱۵﴾ بولے کہ اے پروردگار میں نے اپنے آپ پر ظلم کیا تو مجھے بخش دے تو خدا نے اُن کو بخش دیا۔ بیشک وہ بخشنے والا مہربان ہے ﴿۱۶﴾ کہنے لگے کہ اے پروردگار تو نے جو مجھ پر مہربانی فرمائی ہے میں کبھی گنہگاروں کا مددگار نہ بنوں ﴿۱۷﴾ سورۃ القصص

حضرت موسیٰؑ کا مدین شہر کی طرف روانہ ہونا:

ایک شخص شہر کے کنارے سے دوڑتا ہوا آیا اور کہا اے موسیٰؑ سرداران آل فرعون آپس میں مشورہ کر رہے ہیں کہ تم کو مار ڈالیں لہٰذا شہر سے باہر چلے جاؤ میں تو یقیناً تمہارا خیر خواہ ہوں۔ یہ سُن کر موسیٰؑ شہر مصر سے بغیر کسی پشت پناہ اور سواری اور خادم کے نکلے جنگوں اور بیابانوں کو طے کرتے ہوئے شہر مدین میں پہنچے اور ایک درخت کے نیچے ٹھہرے اور تین روز سے کچھ نہ کھایا تھا۔ وہاں ایک کنواں تھا جس کے گرد آدمیوں کا ایک ہجوم تھا جو پانی کھینچ رہے تھے۔ ناگاہ دیکھا کہ دو لڑکیاں چند گوسفند کو لئے ہوئے آئیں تاکہ اُن کو پانی پلائیں اور دُور کھڑی ہو گئیں۔ موسیٰؑ نے پوچھا تم کس کام کے لئے آئی ہو کہا ہمارے باپ ایک بوڑھے آدمی ہیں اور ہم دو کمزور لڑکیاں ہیں اور مردوں سے مزاحمت کی قوت نہیں رکھتے۔ اسی لئے انتظار کرتے ہیں کہ جب لوگ پانی کھینچنے سے فارغ ہو جائیں اس کے بعد ہم اپنے گوشفندوں کو پانی پلائیں۔ موسیٰؑ کو اُن پر رحم آگیا اُن کی ڈول لے لی اور کہا اپنے گوسفندوں کو قریب لاؤ۔ پھر وہ کنویں کے قریب گئے اور اس شخص سے کہا جو کنویں پر استادہ تھا کہ مجھے اجازت دو کہ میں بھی پانی لے لوں۔ ایک ڈول تمہارے لئے کھینچوں گا اور ایک

ترجمہ، الغرض صبح کے وقت شہر میں ڈرتے ڈرتے داخل ہوئے کہ دیکھیں (کیا ہوتا ہے) تو ناگہاں وہی شخص جس نے کل اُن سے مدد مانگی تھی پھر اُن کو پکار رہا ہے۔ موسیٰ نے اس سے کہا کہ تُو تو صریح گمراہ ہے ﴿۱۸﴾ جب موسیٰ نے ارادہ کیا کہ اس شخص کو جو ان دونوں کا دشمن تھا پکڑ لیں تو وہ (یعنی موسیٰ کی قوم کا آدمی) بول اُٹھا کہ جس طرح تم نے کل ایک شخص کو مار ڈالا تھا اسی طرح چاہتے ہو کہ مجھے بھی مار ڈالو۔ تم تو یہی چاہتے ہو کہ ملک میں ظلم و ستم کرتے پھرو اور یہ نہیں چاہتے ہو کہ نیکو کاروں میں ہو ﴿۱۹﴾ اور ایک شخص شہر کی پرلی طرف سے دوڑتا ہوا آیا (اور) بولا کہ موسیٰ (شہر کے) رئیس تمہارے بارے میں صلاحیں کرتے ہیں کہ تم کو مار ڈالیں سو تم یہاں سے نکل جاؤ۔ میں تمہارا خیر خواہ ہوں ﴿۲۰﴾ موسیٰ وہاں سے ڈرتے ڈرتے نکل کھڑے ہوئے کہ دیکھیں (کیا ہوتا ہے) اور دعا کرنے لگے کہ اے پروردگار مجھے ظالم لوگوں سے نجات دے۔ ﴿۲۱﴾ اور جب مدین کی طرف رخ کیا تو کہنے لگے اُمید ہے کہ میرا پروردگار مجھے سیدھا رستہ بتائے ﴿۲۲﴾ سورۃ القصص

اپنے واسطے۔ اُن کے ڈول کو دس آدمی مل کر کھینچتے تھے موسیٰؑ نے تنہا ایک ڈول اُس کے لئے اور ایک ڈول دختران شعیبؑ کے لئے کھینچا اور اُن کے گوسفندوں کو پانی پلایا پھر جا کر سایہ میں بیٹھے اور کہا "رب انی لما انزلت الی من خیر فقیر" یعنی خداوندا میرے لئے جو نیکی بھی تو بھیجے میں اُس کے لئے محتاج اور فقیر ہوں۔ روایت میں ہے کہ جس وقت آپ نے یہ دُعا کی نصف دانہ خرما کے لئے محتاج تھے اور آپ نے ایک روٹی کے علاوہ سوال نہ کیا کیونکہ اس مدت میں حضرت زمین کی گھاس کھاتے تھے اور اس کی سبزی ان کے شکم کی کھال سے دکھائی دیتی تھی کیونکہ وہ بہت لاغر ہو گئے تھے۔ جب وہ لڑکیاں اپنے باپ شعیبؑ کے پاس پہنچیں تو حضرت نے پوچھا کہ کیا باعث ہوا کہ تم اس قدر جلد واپس آ گئیں۔ اُن دونوں نے کہا ایک نیک رحیم اور مہربان مرد وہاں تھا جس نے ہمارے لئے پانی کھینچ دیا۔ شعیبؑ نے ایک دختر سے کہا کہ جاؤ اور اُس مرد کو ہمارے پاس بُلا لاؤ تا کہ ہم اس کو پانی کھینچنے کی اجرت دیں۔ یہ سُن کر ایک لڑکی نہایت شرم و حیا کے ساتھ موسیٰؑ کے پاس آئی اور کہا میرے پدر بزرگوار آپ کو بُلاتے ہیں تا کہ پانی کھینچنے کا عوض آپ کو دیں۔ موسیٰؑ اُٹھے اور اس لڑکی کے ساتھ خانہ شعیبؑ کی جانب روانہ ہوئے چونکہ ہوا سے اُس لڑکی کے کپڑے اُڑنے لگے اور جسم دکھائی دیا تو موسیٰؑ نے اُس سے کہا کہ مجھ کو راستہ بتاؤ اور میرے پیچھے چلو کیونکہ ہم فرزندان یعقوبؑ عورتوں کے پیچھے نظر نہیں کرتے۔ غرض موسیٰؑ شعیبؑ کے پاس آئے اور اپنے حالات اُن سے بیان کئے۔ فرمایا خوف نہ کرو تم نے ظالموں سے نجات پائی۔ حضرت کی ایک لڑکی نے کہا اے پدر ان کو اجرت پر روک لیجئے کیونکہ یہ کسی دُوسرے شخص سے زیادہ قوی اور امین ہوں گے جس کو

ترجمہ، اور جب مدین کے پانی (کے مقام) پر پہنچے تو دیکھا کہ وہاں لوگ جمع ہو رہے (اور اپنے چارپایوں کو) پانی پلا رہے ہیں اور ان کے ایک طرف دو عورتیں (اپنی بکریوں کو) روکے کھڑی ہیں۔ موسیٰ نے (اُن سے) کہا تمہارا کیا کام ہے۔ وہ بولیں کہ جب تک چرواہے (اپنے چارپایوں کو) لے نہ جائیں ہم پانی نہیں پلا سکتے اور ہمارے والد بڑی عمر کے بوڑھے ہیں ﴿۲۳﴾ تو موسیٰ نے اُن کے لئے (بکریوں کو) پانی پلا دیا پھر سائے کی طرف چلے گئے۔ اور کہنے لگے کہ پروردگار میں اس کا محتاج ہوں کہ تو مجھ پر اپنی نعمت نازل فرمائے ﴿۲۴﴾

آپ اُجرت پر بُلائیں گے۔ توانائی اُس کی تو پانی کھینچنے سے ظاہر ہوئی اور امانت اس لئے کہ وہ راضی نہیں ہوئے کہ میں ان کے آگے چلوں تاکہ ایسا نہ ہو کہ اُس کی نظر میری پشت کے کسی حصّہ پر پڑے۔ پھر شعیبؑ نے موسیٰؑ سے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ ان لڑکیوں میں سے ایک کا تمہارے ساتھ نکاح کر دوں۔ اس شرط پر کہ تم آٹھ سال کے لئے اجیر بنی جاؤ اور اگر دس سال پورے کر دو تو پھر یہ تمہاری ہے اور تم کو اختیار ہے اور میں تم پر دشواری ڈالنا نہیں چاہتا اور خدا نے چاہا تو تم مجھ کو شائستہ لوگوں میں سے پاؤ گے۔ موسیٰؑ نے کہا کہ میرے اور آپ کے مابین یہ شرط ہے کہ دو وعدوں میں سے کسی ایک کو پورا کروں تو میرے لئے کوئی رکاوٹ نہ ہو گی۔ اگر میں چاہوں دس سال کی مدّت کو تمام کروں یا چاہوں آٹھ سال کی اور جو کچھ میں کہتا ہوں خدا اس پر وکیل اور گواہ ہے۔ روایت میں ہے کہ موسیٰؑ نے دس سال پورے خدمت میں گذارے اس لئے کہ پیغمبران خدا اختیار نہیں کرتے مگر وہ امر جو بہتر اور مکملہوتا ہے اور وعدہ کی مدّت ختم ہونے سے پہلے زفاف واقع ہوا۔ الغرض شعیبؑ نے اُسی لڑکی سے ان کا نکاح کیا جو اُن کو بُلا کر لائی تھی اور باپ سے ان کو اُجرت پر مقرر کروایا تھا۔

ترجمہ، (تھوڑی دیر کے بعد) ان میں سے ایک عورت جو شرماتی اور لجاتی چلی آتی تھی۔ موسیٰ کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ تم کو میرے والد بلاتے ہیں کہ تم نے جو ہمارے لئے پانی پلایا تھا اس کی تم کو اُجرت دیں۔ جب وہ اُن کے پاس آئے اور اُن سے اپنا ماجرا بیان کیا تو اُنہوں نے کہا کہ کچھ خوف نہ کرو۔ تم ظالم لوگوں سے بچ آئے ہو ﴿۲۵﴾ ایک لڑکی بولی کہ ابّا ان کو نوکر رکھ لیجئے کیونکہ بہتر نوکر جو آپ رکھیں وہ ہے (جو) توانا اور امانت دار (ہو) ﴿۲۶﴾ اُنہوں نے (موسیٰ سے) کہا کہ میں چاہتا ہوں اپنی دو بیٹیوں میں سے ایک کو تم سے بیاہ دوں اس عہد پر کہ تم آٹھ برس میری خدمت کرو اور اگر دس سال پورے کر دو تو تمہاری طرف سے (احسان) ہے اور میں تم پر تکلیف ڈالنی نہیں چاہتا۔ مجھے انشاءاللہ نیک لوگوں میں پاؤ گے ﴿۲۷﴾ موسیٰ نے کہا کہ مجھ میں اور آپ میں یہ (عہد پختہ ہوا) میں جونسی مدت (چاہوں) پوری کر دوں پھر مجھ پر کوئی زیادتی نہ ہو۔ اور ہم جو معاہدہ کرتے ہیں خدا اس کا گواہ ہے ﴿۲۸﴾ سورۃ القصص

حضرت موسیٰؑ کا مدین سے واپسی:

جب موسیٰؑ نے وعدہ کو پُورا کر دیا تو شعیبؑ سے کہا کہ اب میں اپنی ماں اور رشتہ داروں کے پاس وطن جانا چاہتا ہوں، آپ مجھے کیا دینا چاہتے ہیں۔ شعیبؑ نے کہا ہر ابلق گوسفند جو اس سال میرے گوسفندوں سے پیدا ہوں گے وہ تمہارے ہیں۔ تو موسیٰؑ نے نر و مادہ گوسفندوں سے جوڑا لگایا اور اپنے عصا کو ابلق کر دیا۔ یعنی اُس کی کھال بعض مقامات سے چھیل دی اور بعض جگہ چھوڑ دی اور گوسفندوں کے درمیان نصب کر دیا اور ایک ابلق عبا اُس پر ڈال دی۔ اُس کے بعد نر و مادہ نے جوڑا کھایا تو اُس سال جتنے گوسفند کے بچے ہوئے سب ابلق تھے۔ جب سال ختم ہو گیا موسیٰؑ نے گوسفندوں کو لیا اور اپنی زوجہ کے ہمراہ شہر سے نکلے۔ شعیبؑ نے توشئہ سفر ساتھ کیا۔ روانگی کے وقت موسیٰؑ نے شعیبؑ سے کہا کہ وہ عصا جو آپ کے پاس ہے میں چاہتا ہوں کہ میرے پاس رہے۔ شعیبؑ کو میراث میں پیغمبروں کے عصا ملے تھے اور گھر میں ایک جگہ رکھے ہُوئے تھے۔ شعیبؑ نے کہا جا کر ایک عصا لے آؤ۔ موسیٰؑ مکان میں گئے تو عصائے نوحؑ و ابراہیمؑ نے حرکت کی اور اُن کے ہاتھ میں آ گیا۔ اُسے لے کر شعیبؑ کے پاس آئے۔ آپ نے فرمایا اس کو واپس لے جاؤ اور دُوسرا عصا لاؤ۔ موسیٰؑ اُس کو واپس لے گئے اور تمام عصاؤں میں ملا کر رکھ دیا اور چاہا کہ کوئی دوسرا عصا لائیں لیکن پھر اُس میں حرکت ہوئی اور وہی اُن کے ہاتھ میں آیا۔ یہاں تک کہ تین مرتبہ ایسا ہی ہوا تو شعیبؑ نے یہ مشاہدہ کر کے فرمایا کہ اسی کو لے جاؤ کیوں کہ خدا نے اس کو تم سے مخصوص کیا ہے۔ روایت کے مطابق وہ عصا جو شعیبؑ سے موسیٰؑ کے پاس آیا وہ آدمؑ کا تھا جو آپ بہشت سے ہمراہ لائے تھے۔ وہ بہشت کے درخت عوسج یا درخت مورو کا تھا اور اس میں دو شاخیں اوپر تھیں اور نیچے دو ٹیڑھی شاخیں۔ وہ اسی طرح سبز تھا جیسا کہ اس روز تھا جبکہ درخت سے علیٰحدہ کیا گیا تھا۔ موسیٰؑ کسی بیابان میں اس وقت جاتے تھے جبکہ سورج نکلا نہ ہوتا تو دونوں شاخوں سے ایک نور ساطع ہوتا اور جہاں تک نظر کام کرتی اُس کی روشنی معلوم

ہوتی۔ جب اُن کو پانی کی ضرورت ہوتی تو عصا کو کنویں میں داخل کرتے تھے۔ پانی کنویں کے اوپر کھنچ آتا تھا۔ اس کے سرے پر ایک ڈول پیدا ہو جاتا اور پانی نکل آتا۔ جب کھانے کی ضرورت ہوتی تو عصا کو زمین پر مارتے تو زمین سے اُس روز کی خوراک کے موافق کھانا باہر آجاتا۔ اگر میوے کی خواہش ہوتی تو زمین میں اُس کو گاڑ دیتے اُسی وقت وہ ایک درخت ہو جاتا اور اس سے میوہ حاصل ہوتا۔ جب دشمن سے جنگ کی نوبت آتی اُس کی دونوں شاخیں دو بڑے بڑے سانپ بن جاتے جو موسیٰؑ سے دشمن کو دفع کر دیتے۔ جب اُن کے راستہ میں کوئی پہاڑ یا جنگل پڑتا تو عصا کو مارتے اور راستہ اُن کے لئے کھل جاتا تھا۔ جب چاہتے تھے کہ کسی بڑی نہر کو عبور کریں تو عصا کو مارتے اور نہر ان کے واسطے پھٹ جاتی کبھی دوسری شاخ سے شہد جوش مارتا۔ جب راستہ چلنے سے عاجز ہوتے اُس پر سوار ہوتے اور جس جگہ وُہ چاہتے وُہ ان کے لے جاتا ہو اور اُن کی رہنمائی کرتا۔ اُن کے دشمنوں سے جنگ کرتا اُس میں سے ایسی خوشبو پیدا ہوتی کہ پھر دوسری خوشبو کی ضرورت نہ رہتی۔ جب اس کو معجزہ کے لئے زمین پر ڈال دیتے ایک اژدھا ہو جاتا کہ اُس سے زیادہ بڑا ہو نہیں سکتا۔ اُس کا رنگ نہایت سیاہ ہوتا اور چار پیر اُس کے لئے پیدا ہو جاتے اور دونوں شاخوں کے بجائے ایک بڑا سا دہن ہو جاتا جو چالیس ہاتھ کے برابر کھلتا۔ بارہ ڈنک اور بہت سے دانت اُس میں نکل آتے اور اُس کے دانتوں سے ایک ڈراؤنی آواز آتی اور اُس کے دہن سے آگ کی زبان باہر نکل آتی اور اس کجی کے بجائے، پر نکل آتے جس کے ہر بال مثل شہاب کے چمکنے لگتے اور اُس کی آنکھیں مثل برق کے چمکتیں اور اُس سے ایک ہوا مانند باد سموم کے نکلتی کہ جس کو لگتی اُس کو جلا دیتی جب کسی اتنے بڑے پتھر کے پاس پہنچتا جو اونٹ کے برابر ہوتا اُس کو بھی نگل جاتا اور اُس کے پیٹ میں پتھروں کی آواز معلوم ہوتی۔ بڑے بڑے درختوں کو جڑ سے اکھاڑتا اور کھالیتا۔ یہ عطا قائم آل محمدؐ کے لئے باقی رکھا گیا ہے اور وہ اس سے وہی کام لیں گے جو موسیٰؑ لیا کرتے تھے کہ جب چاہتے وہ حرکت کرتا اور جس چیز کے کھانے کو کہتے کھالیتا۔

حضرت موسیٰؑ کو آگ کا نظر آنا اور اللہ سے ہمکلام ہونا:

الغرض موسیٰؑ نے اپنی بیوی کو لے کر بیت المقدس کی جانب روانہ ہُوئے تو شب تاریک میں راہ بھُول گئے۔ اسی اثنا میں دُور سے ایک آگ نظر آئی۔ اپنی زوجہ سے کہا اسی جگہ انتظار کرو میں نے آگ دیکھا ہے شاید تمہارے لئے اُس میں سے کچھ لے آؤں یا راستہ کا پتہ معلوم ہو۔ جب آگ کے نزدیک پہنچے ایک ہرے درخت کو دیکھا جس کے نیچے سے اُوپر تک آگ ظاہر ہے جب اُس کے پاس پہنچے درخت اُن سے اور دُور ہو گیا تو موسیٰؑ واپس ہوئے اور اپنے نفس میں ایک قسم کا خوف محسُوس کیا۔ پھر درخت اُن کے قریب ہو گیا اور اس درخت کے بقعہ مبارکہ میں داہنی جانب کی وادی سے آواز آئی کہ اے موسیٰؑ بہ تحقیق کہ میں وہ خدا ہوں جو تمام عالموں کا پالنے والا ہے۔ موسیٰؑ نے کہا اس کی دلیل کیا ہے حق تعالیٰ نے فرمایا اپنے عصا کو زمین پر ڈال دو۔ موسیٰؑ نے یہ سُن کر اپنا عصا زمین پر ڈال دیا تو وہ ایک اژدھا بن گیا اور جست کرنے لگا پھر وہ خرمے کے ایک درخت کے برابر بن گیا۔ اُس کے دہن سے ایک میب آواز نکل رہی تھی اور آگ کی ایک زبان سے شعلہ نکل رہا تھا۔ موسیٰؑ نے یہ حال مشاہدہ کیا تو پیٹھ پھیر کر بھاگے اُن کو آواز آئی کہ واپس آؤ یہ سُن کر وہ واپس تو آئے مگر اُن کا تمام جسم کانپ رہا تھا اور زانو ایک دُوسرے سے ٹکرا رہے تھے۔ عرض کی پروردگارا یہ آواز جو میں سُنتا ہوں کیا تیری آواز ہے۔ فرمایا ہاں میری آواز ہے لہٰذا ڈرو نہیں تم محفوظ ہو اور اپنے ہاتھ کو اپنے گریبان میں ڈالو جب نکالو گے تو سفید اور نوارنی ہو گا بغیر کسی بیماری اور مرض کے کیونکہ

ترجمہ، جب موسیٰ نے مدت پوری کر دی اور اپنے گھر کے لوگوں کو لے کر چلے تو طور کی طرف سے آگ دکھائی دی تو اپنے گھر والوں سے کہنے لگے کہ تم یہاں ٹھیرو۔ مجھے آگ نظر آئی ہے شاید میں وہاں سے (رستے کا) کچھ پتہ لاؤں یا آگ کا انگارہ لے آؤں تاکہ تم تاپو ﴿۲۹﴾ جب اس کے پاس پہنچے تو میدان کے دائیں کنارے سے ایک مبارک جگہ میں ایک درخت میں سے آواز آئی کہ موسیٰ میں تو خدائے رب العالمین ہوں ﴿۳۰﴾ اور یہ کہ اپنی لاٹھی ڈالدو۔ جب دیکھا کہ وہ حرکت کر رہی ہے گویا سانپ ہے، تو پیٹھ پھیر کر چل دیئے اور پیچھے پھر کر بھی نہ دیکھا۔ (ہم نے کہا کہ) وسیٰ آگے آؤ اور ڈرو مت تم امن پانے والوں میں ہو ﴿۳۱﴾ سورۃ القصص

موسیٰؑ سیاہ رنگ تھے جب ہاتھ گریبان سے نکالتے تھے اُس کی روشنی سے عالم منوّر ہو جاتا تھا۔ خدا نے فرمایا کہ یہ دو معجزے تمہاری حقیقت کی دلیل ہیں۔ جب یہ خطاب اُن کو پہنچا واپس ہوئے اور پیر کو اژدھے کے دُم پر رکھا اور ہاتھ اُس کے دہن میں ڈالا وہ پھر اپنی شکل میں واپس ہو کر عصا بن گیا جیسے کہ پہلے تھا۔ پھر خدا نے اُن کو نعلین اُتار دینے کا حکم دیا جیسی کی اوّل وجہ یہ تھی کہ کہ وہ گدھے کے چمڑے کی تھی۔ دوّم، دوسری روایت کے مطابق یہ گائے کے پاک کئے ہوئے چمڑہ کی تھی اور اس کے اُتارنے کا حکم دیا کہ آپکا پر وادی مقدس سے مس ہو۔ سوئم، یہ کہ تواضع اور عاجزی پاؤں کو برہنہ کرنے میں ہے اس لئے حکم دیا کہ پاؤں کو برہنہ کریں۔ چہارم، یہ کہ موسیٰؑ نے نعلین کو نجاسات سے بچنے اور اذیت دینے والے جانوروں سے محفوظ رہنے کے لئے پہنا تھا جبکہ خدا نے اُن کو حشرات الارض سے بے خوف کر دیا تھا اور اُس وادی کی طہارت سے آپ کو مطلع کر دیا تھا یعنی یہ کہ اس وادی مقدس میں نعلین اور کفش پہننے کی ضرورت نہیں ہے۔ پنجم، یہ کہ نعلین دنیا و آخرت سے کنایہ ہے، یعنی جب وادی میں تم میرے پاس پہنچ گئے تو دل کو دُنیا و عقبیٰ کی محبت سے اٹھا لو اور مخصوص ہماری محبت میں لگاؤ۔ ششم، یہ کو نعلین کنایہ ہے مال اور اہل کی محبت سے یا محبت اہل و عیال سے چونکہ موسیٰؑ اپنی زوجہ کے لئے آگ لینے آئے تھے اور آپ کا دل اُن کی جانب لگا ہوا تھا۔ لہٰذا ان کو وحی پہنچی کہ اُن کی محبت کو دلی سے نکال دو اور ہماری یاد کے سوا خانہ دل میں جو ہماری محبت کا حرم سرا اور ہمارے ذکر کا خلوت خانہ ہے۔ دوسرے کی یاد کو راہ نہ دو کیونکہ جب موسیٰؑ وادی مقدس میں پہنچے تو کہا خداوندا میں نے اپنی محبت کو تیرے لئے خالص کیا ہے اور اپنے دل کو تیرے غیر کی خواہش کے داغ سے دھو رکھا ہے حالانکہ ابھی اُن کے دل میں زوجہ کی محبت تھی۔ خدا نے فرمایا کہ اپنی نعلین کو اُتار دو یعنی اپنے دل سے اپنی بیوی کی محبّت دور کر دو اور نکال دو۔ اگر تم سچ کہتے ہو کہ تمہاری محبت میرے لئے خالص ہے اور تمہارا دل میرے سوا

ترجمہ، اپنا ہاتھ گریبان میں ڈالو تو بغیر کسی عیب کے سفید نکل آئے گا اور خوف دور ہونے (کی وجہ) سے اپنے بازو کو اپنی طرف سکیڑ لو۔ یہ دو دلیلیں تمہارے پروردگار کی طرف سے ہیں (ان کے ساتھ) فرعون اور اس کے درباریوں کے پاس جاؤ کہ وہ نافرمان لوگ ہیں ﴿۳۲﴾ سورۃ القصص

کسی طرف مشغول نہیں ہے۔ایک اور روایت میں ہے کہ نعلین سے مراد دو خوف تھے جو اُن
کے دل میں تھے ایک اپنی زوجہ کے ضائع ہونے کا تھا کیونکہ وہ ان کو زائیدگی کے درد میں
چھوڑ گئے تھے اور آگ لینے آئے تھے۔ اور دوسرا خوف فرعون کا تھا یعنی وادی ایمن میں تم
محفوظ ہو تو چاہئے کہ دُنیا کے خوف سے مطمئن ہو۔ غرض خدا نے اُن کو فرعون اور اُس قوم
کے رئیسوں کی طرف دو نشانیوں دے کر ان کی طرف جانے کا حکم دیا۔ایک نشانی ید بیضا
تھی اور دُوسری عصا۔ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ کو پیغمبری پر مبعوث کیا وہ ایک پیراہن پہنے ہوئے
تھے جس میں بند کی جگہ پر ایک خلال لگائے ہوئے تھے اور اُن کا جبہ اور جامہ اُون کا تھا۔ جب
حق تعالیٰ اُن سے ہمکلام تھا اور کہتا تھا کہ میری رسالت کے ساتھ فرعون اور اس کی قوم کی
جانب جاؤ کیونکہ وہ یقیناً فاسقوں کے گروہ ہیں۔ موسیٰؑ نے کہا، پالنے والے میں نے اُن کے
ایک آدمی کو مار ڈالا ہے۔ڈرتا ہوں کہ وہ لوگ مجھے نہ ماڈالیں۔ حق تعالیٰؑ نے وحی فرمائی کہ

ترجمہ،اور کیا تمہیں موسیٰ (کے حال) کی خبر ملی ہے ﴿۹﴾ جب انہوں نے آگ دیکھی تو اپنے گھر
والوں سے کہا کہ تم (یہاں) ٹھہرو میں نے آگ دیکھی ہے (میں وہاں جاتا ہوں) شاید اس میں سے
میں تمہارے پاس انگاری لاؤں یا آگ (کے مقام) کا رستہ معلوم کر سکوں ﴿۱۰﴾ جب وہاں پہنچے تو
آواز آئی کہ موسیٰ ﴿۱۱﴾ میں تو تمہارا پروردگار ہوں تو اپنی جوتیاں اتار دو۔ تم (یہاں) پاک میدان
(یعنی) طویٰ میں ہو ﴿۱۲﴾ اور میں نے تم کو انتخاب کر لیا ہے تو جو حکم دیا جائے اسے سنو ﴿۱۳﴾
بے شک میں ہی خدا ہوں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری عبادت کرو اور میری یاد کے لئے نماز
پڑھا کرو ﴿۱۴﴾ قیامت یقیناً آنے والی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس (کے وقت) کو پوشیدہ رکھوں تاکہ
ہر شخص جو کوشش کرے اس کا بدلا پائے ﴿۱۵﴾ تو جو شخص اس پر ایمان نہیں رکھتا اور اپنی خواہش
کے پیچھے چلتا ہے (کہیں) تم کو اس (کے یقین) سے روک نہ دے تو (اس صورت میں) تم ہلاک
ہو جاؤ ﴿۱۶﴾ اور موسیٰ یہ تمہارے داہنے ہاتھ میں کیا ہے ﴿۱۷﴾ انہوں نے کہا یہ میری لاٹھی ہے۔
اس پر میں سہارا لگاتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں کے لئے پتے جھاڑتا ہوں اور اس میں میرے لئے
اور بھی کئی فائدے ہیں ﴿۱۸﴾ فرمایا کہ موسیٰ اسے ڈال دو ﴿۱۹﴾ تو انہوں نے اس کو ڈال دیا اور وہ
ناگہاں سانپ بن کر دوڑنے لگا ﴿۲۰﴾ خدا نے فرمایا کہ اسے پکڑ لو اور ڈرنا مت۔ ہم اس کو ابھی اس کی
پہلی حالت پر لوٹا دیں گے ﴿۲۱﴾ اور اپنا ہاتھ اپنی بغل سے لگا لو وہ کسی عیب (وبیماری) کے بغیر سفید
(چمکتا دمکتا) نکلے گا۔ (یہ) دوسری نشانی (ہے) ﴿۲۲﴾ تاکہ ہم تمہیں اپنے نشانات عظیم دکھائیں
﴿۲۳﴾ سورۃ طٰہٰ

اے موسیٰؑ اپنی عزّت کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر وہ شخص جس کو تم نے مار ڈالا۔ ایک چشم زون کے لئے بھی یہ اقرار کئے ہوتا کہ میں اُس کا پیدا کرنے والا اور روزی دینے والا ہوں تو یقیناً اپنے عذاب کا مزہ میں تم کو چکھاتا لیکن اس لئے تم کو معاف کیا کہ اُس نے اقرار نہیں کیا تھا کہ میں اُس کا خالق اور رازق ہوں۔ اور میں تم کو دیکھتا ہوں اور تمہارے احوال سے مطلع ہوں میری قوت اور مدد تمہارے ساتھ ہے میں تم کو اپنی ضعیف مخلوق کی جانب بھیجتا ہوں جو میری نعمتوں کی زیادتی کے سبب مغرور اور میرے عذاب سے بیخوف ہوگئی ہے۔ دُنیا نے اُس کو مغرور بنادیا ہے اس درجہ کہ میرے حق اور ربوبّیت سے انکار کرتی ہے اور گمان کرتی ہے کہ مجھ کو نہیں پہنچانتی۔ اپنے عزت و جلال کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر ایسا نہ چاہتا کہ اپنی مخلوق پر اپنی حجت کو تمام کروں یقیناً اُس پر غضب ناک ہوتا ایسے جبّار کے غضب کی طرح جس کے غضب کے سبب سے زمین و آسمان، پہاڑ و دریا، درخت و چارپائے غضبناک ہوتے ہیں اگر آسمان کو اجازت دیتا اُس پر پتھروں کی بارش کرتا اگر زمین کو اجازت دیتا اُس کو نگل جاتی اگر پہاڑوں کو اجازت دیتا اُس کو پیس ڈالتے اگر دریاؤں کو حکم دیتا اُس کو غرق کرتے لیکن چونکہ میری عظمت و جلال کے مقابلہ میں حقیر و ذلیل ہے اس لئے اُس کو مہلت دی۔ میرا علم اُس کے شامل حال ہُوا اور میں تو اُس سے بلکہ تمام خلق سے بے نیاز ہوں اور میں ہی غنی و فقیر کا خلق کرنے والا ہوں۔ دُنیا میں کوئی غنی نہیں ہے سوائے اُس کے جس کو میں بے نیاز کردوں اور کوئی فقیر نہیں ہے مگر یہ کہ میں اُس کو فقیر بنادوں۔ لہٰذا میری رسالت اُس کو پہنچاؤ اور اس کو میری عبادت اور یکتائی کی جانب دعوت دو اور میرے عذاب و عقاب سے ڈراؤ اور قیامت کو یاد دلاؤ اور اُس کو بتادو کہ میرے غضب کی تاب کسی چیز کو نہیں لیکن نرمی سے گفتگو کرنا سختی نہ کرنا شاید اُس کی سمجھ میں آجائے یا اُس کو خوف ہوجائے اور اُس کو تعظیم کے ساتھ اس کی کنّیت سے خطاب کرنا۔ میں نے جو لباس دُنیا اس کو عطا کیا ہے اُس سے مرعوب نہ

ترجمہ، تم فرعون کے پاس جاؤ (کہ) وہ سرکش ہو رہا ہے ﴿۲۴﴾ کہا میرے پروردگار (اس کام کے لئے) میرا سینہ کھول دے ﴿۲۵﴾ اور میرا کام آسان کردے ﴿۲۶﴾ اور میری زبان کی گرہ کھول دے ﴿۲۷﴾ تاکہ وہ بات سمجھ لیں ﴿۲۸﴾ سورۃ طٰہٰ

ہونا۔ یقیناً وہ میری قدرت کے اندر ہے اور اُس کی پیشانی میرے ہاتھ میں ہے اُس کی پلک نہیں جھپکتی اور نہ وُہ بات کرتا ہے نہ سانس لیتا ہے مگر میرے علم اور تقدیر کے ساتھ اُس کو آگاہ کرو کہ میں غضب و عقوبت کرنے سے عفوو مغفرت کے ساتھ زیادہ نزدیک ہوں اور اُس سے کہو کہ اپنے پروردگار کی اجابت کرے کہ اُس کی بخشش گنہگاروں کے لئے کھلی ہوئی ہے اور تجھ کو اس مدّت میں مہلت دے دی ہے باوجودیکہ تو نے خدائی کا دعویٰ کیا اور لوگوں کو اُس کی پرستش سے باز رکھا۔ پھر بھی اس مدّت میں اس نے تجھ پر بارش کی اور تیرے لئے زمین سے گھاس اگائی اور تجھ کو عافیت کا لباس پہنایا۔ اگر وہ چاہتا تو تجھ کو بہت جلد اپنی سزا میں گرفتار کرتا اور جو کچھ تجھ کو عطا کیا ہے تجھ سے سلب کر لیتا لیکن وہ صاحب حلم عظیم ہے۔ پھر موسیٰؑ نے فرمایا کہ میرے بھائی ہارونؑ کی زبان مجھ سے زیادہ فصیح ہے لہٰذا اُن کو میرے ساتھ بھیجدے تاکہ وُہ رسالت کی تبلیغ میں میرے معین دیاور ہوں اور میری تصدیق کریں۔ کیونکہ مجھے خوف ہے کہ وہ لوگ میری تکذیب کریں گے۔

حق تعالیٰ نے فرمایا کہ عنقریب تمہارے بازو کو تمہارے بھائی ہارونؑ سے مضبوط کروں گا اور تمہارے لئے سلطنت قوت اور برہان قرار دوں گا۔ فرعون تم کو کوئی ضرر نہ پہنچا سکے گا۔ اُن معجزات اور نشانیوں کے سبب سے جو میں نے تم کو عطا کی ہیں اور جو تمہاری متابعت کرے گا غالب ہو گا۔ منقول ہے کہ زمین کے ٹکڑوں نے آپس میں ایک دوسرے پر فخر کیا ہے اور کعبہ نے زمین کربلا پر فخر کیا۔ حق تعالیٰ نے اس پر وحی کی کہ خاموش ہو اور کربلا پر فخر نہ کر کیونکہ وہ ایک ایسا مُبارک ٹکڑا ہے جہاں میں نے درخت کے ذریعہ سے موسیٰؑ کو ندا

ترجمہ، موسیٰ نے کہا اے پروردگار اُن میں کا ایک شخص میرے ہاتھ سے قتل ہو چکا ہے سو مجھے خوف ہے کہ وہ (کہیں) مجھ کو مار نہ ڈالیں ﴿۳۳﴾ اور ہارون (جو) میرا بھائی (ہے) اس کی زبان مجھ سے زیادہ فصیح ہے تو اس کو میرے ساتھ مددگار بنا کر بھیج کہ میری تصدیق کرے مجھے خوف ہے کہ وہ میری لوگ تکذیب کریں گے ﴿۳۴﴾ (خدا نے) فرمایا ہم تمہارے بھائی سے تمہارے بازو مضبوط کریں گے اور تم دونوں کو غلبہ دیں گے تو ہماری نشانیوں کے سبب وہ تم تک پہنچ نہ سکیں گے (اور) تم اور جنھوں نے تمہاری پیروی کی غالب رہو گے ﴿۳۵﴾ سورۃ القصص

کی۔ دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ وادی ایمن کی ایک نہر ہے جس کو خدا نے قرآن میں ذکر فرمایا ہے۔ وہ نہر فرات ہے اور وہ زمین کربلا کا ایک مُبارک ٹکڑا ہے اور وہ روشن درخت جس کو موسیٰؑ نے دیکھا تھا محمدؐ اور اُن کی آل کا نور تھا جو اُس وادی میں اُن پر ظاہر ہوا۔ ایک روایت کے مطابق اس وادی کو اس واسطے مقدس کہتے ہیں کہ روحوں کو اُس جگہ پاک کیا اور ملائکہ اُسی جگہ بر گزیدہ کئے گئے اور خدا نے اُس جگہ موسیٰؑ سے کلام کیا۔

حضرت موسیٰؑ اور ہارونؑ کا فرعون کی طرف جانا:

الغرض جب آپ فرعون کے پاس آئے اور چاہا کہ تبلیغ رسالت کریں تو اُس نے کہا۔۔۔۔(فرعون نے موسیٰؑ سے کیا کہا یہ حصّہ روایت میں نہیں ملتا اس لئے آگئے کا حصّہ بیان کیا جارہا ہے)۔ موسیٰؑ نے فرمایا، میں نے یہ فعل اُس وقت کیا جبکہ میں راستہ بُھول گیا تھا اور تیرے ایک شہر میں جا پہنچا تھا۔ پھر میں نے تم لوگوں سے گریز کی۔ جبکہ مجھے تم سے خوف ہوا پھر میرے پروردگار نے مجھے حکم عطا کیا اور پیغمبر مرسل قرار دیا۔ (موسیٰؑ کی اپنی قوم میں دو دفعہ غائب رہے ایک وہ غیبت جب وہ فرعون کے ساتھ تھے اور ان کی قوم کو معلوم نہ تھا اور دوسری وہ جب شعیبؑ کے پاس گئے)۔ بنی اسرائیل کے لئے دوسری غیبت پہلی غیبت سے زیادہ شدید تھی اور وہ پچاس سے چند سال زیادہ مقدر ہوئی تھی اور بنی اسرائیل پر بلائیں زیادہ سخت ہوئیں کہ فرعون ان لوگوں سے عمارات اور تعمیرات میں کام لیتا اور اس خوف سے

ترجمہ، تو دونوں فرعون کے پاس جاؤ اور کہو کہ ہم تمام جہان کے مالک کے بھیجے ہوئے ہیں ﴿۱۶﴾ (اور اس لئے آئے ہیں) کہ آپ بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ جانے کی اجازت دیں ﴿۱۷﴾ (فرعون نے موسیٰ سے کہا) کیا ہم نے تم کو کہ ابھی بچّے تھے پرورش نہیں کیا اور تم نے برسوں ہمارے ہاں عمر بسر (نہیں) کی ﴿۱۸﴾ اور تم نے وہ کام کیا تھا جو کیا اور تم ناشکرے معلوم ہوتے ہو ﴿۱۹﴾ (موسیٰ نے کہاں (ہاں) وہ حرکت مجھ سے ناگہاں سرزد ہوئی تھی اور میں خطاکاروں میں تھا ﴿۲۰﴾ تو جب مجھے تم سے ڈر لگا تو تم میں سے بھاگ گیا۔ پھر خدا نے مجھ کو نبوت و علم بخشا اور مجھے پیغمبروں میں سے کیا ﴿۲۱﴾ اور (کیا) یہی احسان ہے جو آپ مجھ پر رکھتے ہیں کہ آپ نے بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا ہے ﴿۲۲﴾ سورۃ الشعراء

کہ کام چھوڑ کر بھاگ نہ جائیں اُن کے پائیں اُن کے پیروں میں زنجیریں ڈلوادی تھیں۔اور وہ زنجیر وطوق پہنے ہُوئے سیڑھیوں سے بالا خانوں پر جاتے تھے بہت دفعہ ایسا ہوتا کہ اُن میں سے کوئی سیڑھی پرسے گر پڑتا مر جاتا یاہاتھ پیروں سے بیکار ہو جاتا تواُس کی کوئی پرواہ نہیں کی جاتی تھی۔وہ عالم بھی ان سے پوشیدہ ہوگیا(جوان کو صبر کی تعلیم دیتا تھا)۔ان لوگوں نے اس کے پاس کسی کو بھیجا کہ ہم کو آپ کے پوشیدہ ہونے سے صبر نہیں ہوتا۔وہ عالم کسی صحرا میں ظاہر ہوااور اُن کو طب کیااور اُن کو تسلّی دے کر مسرور کیااور بیان کیا کہ تم کو چالیس سال میں تکالیف سے نجات دے گا۔سب نے کہا الحمد اللہ، توحق تعالیٰ نے ان کے الحمد اللہ کہنے سے اُن کی مدّت کم کرکے تیس سال کر دی۔یہ بات عالم سے سُن کر سب نے کہا کہ تمام نعمتیں خدا کی جانب سے ہیں۔پھر خدانے بیس سال کی مدّت کر دی سب نے کہا کہ نیکی خدا کے سوا کسی کی جانب سے نہیں۔خدانے اب دس سال کی مدّت کر دی سب نے کہا خدا کے سوا کوئی بدی کو دور نہیں کرتا اُس وقت خدانے ان کی اپنی جگہ سے حرکت نہ کریں کیونکہ میں نے اُن کے لئے بلاؤں سے نجات کی اجازت دے دی۔ناگاہ خورشید جمال موسیٰؑ غیبت افق سے اُن پر طالع ہوا۔اُن کے قریب آئے اور کھڑے ہوگئے اور سلام کیا۔وہ ایک دراز گوش پر سوار تھے۔اُس عالم نے چاہا کہ اُن لوگوں کو چند باتیں بتائے جو موسیٰؑ کے معاملہ میں اُن کے لئے بصارت اور بصیرت کا سبب ہو۔حق تعالیٰ نے موسیٰؑ پر وحی کی کہ ان لوگوں سے کہو کہ ہر کام کے شروع کرنے سے پہلے محمدؐ وآل محمدؐ پر صلوات بھیجیں تاکہ اُن کی مصیبتیں کم ہوں۔اُن لوگوں نے یہ عمل کیا تواُن پر بلائیں آسان اور سبک ہوتی جاتی تھیں۔اُن کو یہ بھی بتادیا کہ جو شخص صلوات بھول جائے اور سیڑھی پر سے گر کر بیکار ہو جائے تو محمدؐ وآل محمدؐ پر صلوات بھیجے اگر اُس سے ممکن نہ ہو تو کوئی دُوسرا اُس پر صلوات پڑھے تو اسی وقت صحت پائے گا۔پھر جب

ترجمہ،اور جب موسیٰ اُن کے پاس ہماری کھلی نشانیاں لے کر آئے تو وہ کہنے لگے کہ یہ جادو ہے جو اُس نے بنا کھڑا کیا ہے دیکھا اور یہ باتیں ہم نے اپنے اگلے باپ دادا میں تو (کبھی) سنی نہیں ﴿۳۶﴾ اور موسیٰ نے کہا کہ میرا پروردگار اس شخص کو خوب جانتا ہے جو اس کی طرف سے حق لے کر آیا ہے اور جس کے لئے عاقبت کا گھر (یعنی بہشت) ہے۔بیشک ظالم نجات نہیں پائیں گے ﴿۳۷﴾ سورۃ القصص

بنی اسرائیل کی عورتیں سے کوئی بچہ پیدا ہوتا تو اُس کو کسی صحرا یا غار وغیرہ میں ڈال دیتیں اور اُس پر دس مرتبہ صلوات پڑھتیں تو حق تعالیٰ ایک فرشتہ کو مقرر کرتا کہ اُس کی تربیت کرے اور بچہ کے ایک انگلی سے دُودھ جاری ہوتا جس کو وہ پیتا تھا اور دوسری انگلی سے نرم و ہلکی غذا پیدا ہوتی جسے وہ کھاتا تھا اسی طرح بنی اسرائیل کی نشوونما ہوئی اور جو بچے ان کے بچ گئے وہ ان سے بہت زیادہ تھے جو مار ڈالے گئے۔ فرعون بنی اسرائیل کی عورتوں کو زندہ چھوڑ دیتے تھے اور کنیزی میں لیتے تھے۔ موسیٰؑ سے اُن لوگوں نے فریاد کی کہ ہماری بہنوں اور بیٹیوں کو کنیز بنا لیتے ہیں اور اُن کی بکارت زائل کرتے ہیں۔ خدا نے وحی فرمائی کہ ان عورتوں سے کہو کہ جب لوگ اُن کے ساتھ ایسا ارادہ کریں تو محمدؐ اور ان کی آل طاہرہ پر صلوات بھیجیں۔ جب اُن عورتوں نے ایسا کیا تو قوم فرعون کے مظالم ان سے خدا نے دفع فرمایا۔ لہٰذا جب فرعونی ایسا ارادہ کرتے تو یا کسی دوسرے کام میں مشغول ہو جاتے یا بیمار ہو جاتے یا کسی سخت مرض میں گرفتار ہو جاتے تھے۔ خدا کے لطف و کرم سے کی ایک بنی اسرائیل کی عورت کی بے عزتی پر قادر نہ ہو سکتے تھے۔ بلکہ حق تعالیٰ نے محمدؐ و آل محمدؐ پر صلوات کی برکت سے اُن سے یہ بلائیں دفع کر دیتا تھا۔ قرآن میں خدا نے فرمایا کہ اے بنی اسرائیل یاد کرو اور سوچو کہ خدا نے جب تمہارے آباؤ اجداد سے محمدؐ و آل محمدؐ پر صلوات بھیجنے کے سبب سے بلاؤں کو دفع کر دیا تو جب آنحضرتؐ کو دیکھو گے اور ان پر ایمان لاؤ گے تو تم پر خدا کا کس قدر فضل و کرم ہو گا اور اس کی نعمتیں تمام ہوں گی۔

ترجمہ، اور ہم نے پہلی اُمتوں کے ہلاک کرنے کے بعد موسیٰ کو کتاب دی جو لوگوں کے لئے بصیرت اور ہدایت اور رحمت ہے تاکہ وہ نصیحت پکڑیں ﴿۴۳﴾ اور جب ہم نے موسیٰ کی طرف حکم بھیجا تو تم (طور کی) غرب کی طرف نہیں تھے اور نہ اس واقعے کے دیکھنے والوں میں تھے ﴿۴۴﴾ لیکن ہم نے (موسیٰ کے بعد) کئی اُمتوں کو پیدا کیا پھر ان پر مدت طویل گذر گئی اور نہ تم مدین والوں میں رہنے والے تھے کہ ان کو ہماری آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے تھے۔ ہاں ہم ہی تو پیغمبر بھیجنے والے تھے ﴿۴۵﴾ اور نہ تم اس وقت جب کہ ہم نے (موسیٰ کو) آواز دی طور کے کنارے تھے بلکہ (تمہارا بھیجا جانا) تمہارے پروردگار کی رحمت ہے تاکہ تم اُن لوگوں کو جن کے پاس تم سے پہلے کوئی ہدایت کرنے والا نہیں آیا ہدایت کرو تاکہ وہ نصیحت پکڑیں ﴿۴۶﴾

یہاں پر ایک روایت حضرت صادقؑ سے ہے کہ آپ نے اپنے بعض اصحاب سے کہا انتظار کرو جس کی امید تم کو نہ ہو بہ نسبت اُس کے جس کی امید رکھتے ہو بہ تحقیق کہ موسیٰؑ اپنے اہل کے لئے آگ لینے کے واسطے گئے اور جب واپس ہوئے تو پیغمبر مرسل تھے اور خدا نے اُن کی پیغمبری کے معاملہ کو ایک رات میں درست کر دیا اور اسی طرح جس وقت خدا قائم آل محمدؐ کو ظاہر کرنا چاہے گا ایک شب میں اُن کے امر کی اصلاح فرمادے گا اور غیبت اور حیرت سے اُن کو ظاہر فرمائے گا۔ روایت کے مطابق موسیٰؑ کی انگوٹھی پر دو کلمہ نقش تھا جسے توریت سے اشتقاق کیا تھا۔ "اصبر تو جر اصدق تنج" یعنی صبر کرو تاکہ اجر ملے اور سچ بولو تاکہ نجات پاؤ۔ حق تعالیٰ نے پیغمبر کو شمشیر اور جہاد کے لئے اختیار کیا۔ ابراہیمؑ و داؤدؑ و موسیٰؑ و محمدؐ اور خاندانوں میں سے چار خاندانوں کو اختیار کیا جیسا کہ قرآن میں فرمایا ہے کہ خدا نے آدمؑ، نوحؑ، آل ابراہیمؑ اور آل عمران کو تمام عالم پر برگزیدہ کیا۔ ایک قول کے مطابق " جس روز کہ مرد اپنے بھائی، ماں، باپ اور زن و فرزند سے گریز کریگا" کی تفسیر میں منقول ہے کہ جو شخص اپنی ماں سے گریز کرے گا وہ موسیٰؑ ہیں اور وہ اپنی ماں سے اس خوف سے گریز کریں گے کہ ایسا نہ ہو کہ اُن کی کوئی خطا کی ہو۔ ممکن ہے کہ مجازی ماں مراد ہوں یعنی اُن عورتوں میں سے کوئی عورت جس نے خانۂ فرعون میں اُن کی تربیت کی تھی۔ حق تعالیٰ نے اُن پر شکم مادر میں تین سو ساٹھ برکتیں نازل کیں اور فرعون نے اُس صندوق کو جس میں موسیٰؑ تھے پانی اور درخت کے درمیان پایا تھا۔ اسی سبب سے اُن کا نام موسیٰؑ رکھا اس لئے کہ قبطی زبان میں پانی کو مو اور شجر کو سیٰ کہتے ہیں۔ معتبر سند سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ وحی الٰہی تیس یا چالیس روز تک جناب موسیٰؑ پر نازل نہیں ہوئی۔ تو موسیٰؑ شام کے ایک پہاڑ پر گئے جس کو اریحا کہتے تھے اور عرض کی خداوندا اگر تو نے بنی اسرائیل کے گناہوں کے سبب سے

ترجمہ، اور موسیٰ (کے حال) میں (بھی نشانی ہے) جب ہم نے ان کو فرعون کی طرف کھلا ہوا معجزہ دے کر بھیجا (۳۸) تو اس نے اپنی جماعت (کے گھمنڈ) پر منہ موڑ لیا اور کہنے لگا یہ تو جادو گر ہے یا دیوانہ (۳۹) تو ہم نے اس کو اور اس کے لشکروں کو پکڑ لیا اور ان کو دریا میں پھینک دیا اور وہ کام ہی قابل ملامت کرتا تھا (۴۰)

مجھ سے اپنی گفتگو اور وحی بند کردی ہے تو میں تیری قدیم آمرزش تجھ سے طلب کرتاہوں۔ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ کو وحی کی کہ آیااے موسیٰؑ تم جانتے ہو کہ میں نے تم کو اپنی مخلوق میں سے کیوں اختیار کیااور اپنے کلام کے لئے بر گزیدہ کیا۔ کہا پالنے والے میں نہیں جانتا۔ خدانے اُن کو وحی کی کہ میں اہل زمین پر اُن کے ظاہر و باطن سے مطلع ہُوااور اُن میں کسی کو ایسانہ پایا جس کا نفس میرے لئے ذلیل اور اُس کی تواضع میرے لئے تم سے زیادہ ہو۔ اے موسیٰؑ میرے لئے جب نماز پڑھو اپنے دونوں رخساروں کو خاک پر رکھو۔ اور دُوسری روایت میں یہ ہے کہ جب یہ وحی موسیٰؑ کو پہنچی سجدہ میں گر پڑے اور اپنے چہرے کے دونوں پہلوؤں کو اپنے پروردگار کے لئے تذلل وانکساری کے ساتھ خاک پر رکھے۔ اُس وقت خدانے اُن کو وحی کی کہ اے موسیٰؑ اپنے سر کو اُٹھاؤ اور اپنا ہاتھ اپنے چہرے پر اور سجدوں کے نشانات اور تمام بدن پر جہاں تک تمہارا ہاتھ پہنچ سکے ملو۔ اس عمل سے تم کو ہر درد، بیماری اور آفت وغیرہ سے امان ملے گی۔ موسیٰؑ نے رملۂ بصرہ سے احرام باندھکر ستر پیغمبروں کے ساتھ روحاکے دڑوں سے گذرے وہ ایک سرخ اونٹ پر سوار تھے جس کی مہار لیف خرما کی تھی اور وہ سب کے سب قطرانی یعنی کوفی عبائیں اوڑھے ہوئے تھے اور "لبّیک وعبدک وابن عبدک لبّیک" کہتے تھے۔ موسیٰؑ نے خدا کی درگارہ میں ہاتھ بلند کیااور کہا پروردگارا جس جگہ جاتاہوں تکلیف اُٹھاتاہوں۔ وحی آئی کہ اے موسیٰؑ تیرے لشکر میں ایک غمّاز ہے۔ عرض کی خداوندا مجھے اُس کو پہنچوادے، فرمایا میں غماز کو دشمن رکھتاہوں میں خود کیونکر غمازی کروں، دُوسری روایت میں کہ موسیٰؑ نے مناجات کی۔ پروردگارا ایسا انتظام کر کہ لوگ مجھ کو بُرا نہ کہیں۔ حق تعالیٰ نے اُن کو وحی کی کہ اے موسیٰؑ میں نے یہ تو اپنے لئے نہیں کیا تیرے لئے کیوں کر کروں۔ ایک روایت میں منقول ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا کہ جب شب معراج مجھ کو آسمان پنجم پر لے گئے تو میں نے ایک مرد کو سن کہولت میں نہایت عظمت کی حالت میں دیکھا

ترجمہ، اور جب ہم نے پیغمبروں سے عہد لیااور تم سے نوح سے اور ابراہیم سے اور موسیٰ سے اور مریم کے بیٹے عیسیٰ سے۔ اور عہد بھی اُن سے پکا لیا (۷) سورۃ الاحزاب

جو نہ جوان تھا نہ بالکل بڈھا۔ اُس کی آنکھیں بڑی تھیں اور اس کے گرد اُس کی اُمّت کے بہت سے گروہ جمع تھے۔ میں نے جبرئیلؑ سے پُوچھا کہ یہ کون ہے کہا وُہ ہیں جو اپنی قوم میں محبوب تھے۔ یعنی ہارونؑ پسر عمران۔ یہ سُن کر میں نے اُن پر سلام کیا اُنہوں نے بھی مجھ پر سلام کیا۔ میں نے اُن کے لئے استغفار کیا اُنہوں نے میرے لئے بھی استغفار کیا۔ پھر میں اوپر آسمان ششم پر گیا۔ اُس جگہ ایک بلند قامت گندمی رنگ انسان کو دیکھا کہ اگر وہ دو پیراہن پہنتا تو دونوں سے اُس کے جسم کے بال باہر آجاتے وُہ کہہ رہا تھا کہ بنی اسرائیل گمان کرتے ہیں کہ میں خدا کے نزدیک گرامی ترین فرزند آدمؑ ہوں حالانکہ گرامی تر خدا کے نزدیک یہ مرد (محمدؐ) ہے میں نے جبرئیلؑ سے دریافت کیا کہ یہ کون شخص ہے کہا تمہارے بھائی موسیٰؑ بن عمران ہیں میں نے اُن پر سلام کیا۔ اُنہوں نے مجھ پر اور میں نے اُن کے لئے استغفار کی اُنہوں نے میرے لئے۔

فرعون کے دربار کا قصّہ:

منقول ہے کہ فرعون نے سات شہر اور سات قلعے تعمیر کئے تھے وہ اُن ہی میں موسیٰؑ کے خوف سے محصور تھا۔ ایک قلعہ سے دوسرے قلعہ تک جنگل بنوائے تھے۔ اُن میں درندہ شیروں کو چھوڑ رکھا تھا تاکہ جو شخص بغیر اس کی اجازت کے داخل ہو وہ اُس کو ہلاک کر ڈالیں۔ جب حق تعالیٰ نے موسیٰؑ کو رسالت کے ساتھ اُس کی طرف بھیجا وہ دروازہ اوّل پر پہنچے اور اس پر عصا کو مارا وہ کھل گیا وہ اُس میں داخل ہوئے شیروں کی نظر اُن پر پڑی تو سب بھاگ

ترجمہ، اور میرے گھر والوں میں سے (ایک کو) میرا وزیر (یعنی مددگار) مقرر فرما ﴿۲۹﴾ (یعنی) میرے بھائی ہارون کو ﴿۳۰﴾ اس سے میری قوت کو مضبوط فرما ﴿۳۱﴾ اور اسے میرے کام میں شریک کر ﴿۳۲﴾ تاکہ ہم تیری بہت سی تسبیح کریں ﴿۳۳﴾ اور تجھے کثرت سے یاد کریں ﴿۳۴﴾ تو ہم کو (ہر حال میں) دیکھ رہا ہے ﴿۳۵﴾ فرمایا موسیٰ تمہاری دعا قبول کی گئی ﴿۳۶﴾ اور ہم نے تم پر ایک بار اور بھی احسان کیا تھا ﴿۳۷﴾، پھر اے موسیٰ تم (قابلیت رسالت کے) اندازے پر آپہنچے ﴿۴۰﴾ اور میں نے تم کو اپنے (کام کے) لئے بنایا ہے ﴿۴۱﴾ سورۃ طٰہ

گئے۔ اسی طرح جس دروازہ پر پہنچے تھے وہ کھل جاتا تھا اور تمام شیر ذلیل ہو کر بھاگ جاتے تھے اور عصا ہاتھ میں تھا۔ جب فرعون کا جوبدار جو لوگوں کے لئے اجازت طلب کرتا تھا باہر آیا۔ موسیٰؑ نے اُس سے کہا کہ میرے لئے مجلس فرعون میں آنے کی اجازت طلب کر۔ اُس نے توجہ نہ کی اور اجازت نہ دی۔ پھر اُس سے کہا اُس نے جواب دیا کہ پروردگار عالم کو کوئی اور نہ ملا جو اُس نے تم کو پیغمبری کے لئے بھیجا۔ موسیٰؑ کو غصّہ آیا اور عصا کو دروازہ پر مارا تو جتنے دروازے اُن کے اور فرعون کے درمیان تھے سب کھل گئے۔ فرعون نے موسیٰؑ کو دیکھا تو ان کو بلوایا۔ موسیٰؑ اُس کی مجلس میں آئے۔ وہ سب سے بلند درجہ پر بیٹھا ہوا تھا جو اسی (۸۰) ہاتھ اونچا تھا۔ موسیٰؑ و ہارونؑ فرعون کے پاس دو اُونی لباس پہنے ہوئے آئے اور کمر میں لیف خرما کا پٹکا باندھے ہوئے اور گدھے کے چمڑہ کی نعلین پہنے ہوئے تھے۔ عصا اُن دونوں حضرات کے ہاتھ میں تھے اور انہوں نے ہاتھ بلند کئے ہوئے تھے۔ اُن کے جسم پر بہت بال تھے اور حضرت گندمی رنگ کے تھے۔ فرعون نے اپنے امراء سے کہا کیا ان دونوں کی حالت انتہائی تعجب کے قابل نہیں کہ میرے لئے دوام عزّت اور بقائے ملک کی شرط کرتے ہیں اور خود ایسی فقرہ مذلت کی حالت میں ہیں کیوں ان کو سونے کے خزانے نہیں مل گئے۔ اُس کے نزدیک مال و زر جمع کر لینا ہی بہت دقیع تھا اور وہ بال کے بُنے ہوئے کپڑے پہننا بہت حقیر سمجھتا تھا۔ موسیٰؑ نے کہا میں عالموں کے پروردگار کا تیری طرف رسول ہوں اور یہ شرط

ترجمہ، تو تم اور تمہارا بھائی دونوں ہماری نشانیاں لے کر جاؤ اور میری یاد میں سستی نہ کرنا ﴿۴۲﴾ دونوں فرعون کے پاس جاؤ وہ سرکش ہو رہا ہے ﴿۴۳﴾ اور اس سے نرمی سے بات کرنا شاید وہ غور کرے یا ڈر جائے ﴿۴۴﴾ دونوں کہنے لگے کہ ہمارے پروردگار ہمیں خوف ہے کہ ہم پر تعدی کرنے لگے یا زیادہ سرکش ہو جائے ﴿۴۵﴾ خدا نے فرمایا کہ ڈرو مت میں تمہارے ساتھ ہوں (اور) سنتا اور دیکھتا ہوں ﴿۴۶﴾ (اچھا) تو اس کے پاس جاؤ اور کہو کہ ہم آپ کے پروردگار کے بھیجے ہوئے ہیں تو بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ جانے کی اجازت دیجیئے۔ اور انہیں عذاب نہ کیجیئے۔ ہم آپ کے پاس آپ کے پروردگار کی طرف سے نشانی لے کر آئے ہیں۔ اور جو ہدایت کی بات مانے اس کو سلامتی ہو ﴿۴۷﴾ ہماری طرف یہ وحی آئی ہے کہ جو جھٹلائے اور منہ پھیرے اس کے لئے عذاب (تیار) ہے ﴿۴۸﴾ سورۃ طٰہٰ

کرکے آئے ہیں کہ اگر تو مسلمان ہو جائے گا تو تمہاری بادشاہی قائم اور عزّت باقی رہے گی۔ موسیٰؑ نے کہا کہ بنی اسرائیل کو میرے حوالے کردے میں ان کو اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔ فرعون نے جب یہ حال دیکھا اپنے اہل دربار سے کہا کیا تم لوگوں نے کبھی ایسی کیفیت دیکھی تھی اور کہا کہ وہ تمہارے دین کو خراب کردے گا۔ فرعون نے اپنے اصحاب میں کسی سے کہا کہ اُٹھ کر موسیٰؑ کے ہاتھوں کو پکڑلے۔ اس غرض سے جو شخص بھی موسیٰؑ کے پاس آیا جبرئیلؑ نے اُس کو تلوار سے ہلاک کردیا۔ یہاں تک کہ چھ اشخاص قتل ہوئے۔ فرعون نے یہ دیکھ کر کہا کہ موسیٰؑ کو چھوڑدو۔ پھر فرعون نے کہا، کیا میں نے تمہاری تربیت نہیں کی جب تم بچّے تھے اور تم نے وہ کام کیا یعنی اس مرد کو مار ڈالا اور کافروں میں ہوگئے اور میری نعمتوں کو بھول گئے۔ موسیٰؑ نے کہا کہ ہاں میں نے کیا میں راستہ بھول گیا تھا پھر میں نے تم لوگوں سے گریز کی چونکہ مجھے خوف تھا پھر میرے پروردگار نے مجھے علم و حکمت عطا کی اور اپنا پیغمبر بنایا اور وہ نعمت جس کا تو مجھ پر احسان رکھتا ہے کہ میری تربیت کی وہ اس سبب سے تھی کہ بنی اسرائیل کو تو نے غلام بنالیا تھا اور اُن کے فرزندوں کو ہلاک کرتا تھا۔ لٰہذا وہ تیری نعمت اُس بلا کے سبب سے تھی جس کا باعث تو خود تھا۔ فرعون نے پُوچھا پروردگار عالم کیا ہے اور کیا حقیقت رکھتا ہے؟ اُس کا مطلب خدا کی کیفیت معلوم کرنا تھا چونکہ وہ آثار سے پہنچانا جاتا ہے اس کی کنہ حقیقت کو کوئی نہیں سمجھ سکتا اس لئے اس کے بارے میں کیونکر اور کیسے کا سوال غلط ہے، لٰہذا موسیٰؑ نے کہا کہ وہ آسمانوں اور زمینوں کا خالق ہے اور جو کچھ اُن کے درمیان میں ہے سب کا پالنے والا ہے اگر تم کو یقین آئے۔ فرعون نے تعجب کے ساتھ اپنے ساتھیوں سے کہا کہ کیا نہیں سُنتے ہو میں کیفیت کے بارے میں پُوچھتا ہوں اور وہ خلق کے بارے میں

ترجمہ، اور موسیٰ نے کہا اے ہمارے پروردگار تو نے فرعون اور اس کے سرداروں کو دنیا کی زندگی میں (بہت سا) سازوبرگ اور مال وزر دے رکھا ہے۔ اے پروردگار ان کا مال یہ ہے کہ تیرے رستے سے گمراہ کردیں۔ اے پروردگار ان کے مال کو برباد کردے اور ان کے دلوں کو سخت کردے کہ ایمان نہ لائیں جب تک عذاب الیم نہ دیکھ لیں ﴿۸۸﴾ خدا نے فرمایا کہ تمہاری دعا قبول کرلی گئی تو تم ثابت قدم رہنا اور بے عقلوں کے رستے نہ چلنا ﴿۸۹﴾

جواب دیتا ہے۔ پھر موسیٰؑ سے کہا کہ اگر میرے سوا کسی اور خدا کے قائل ہوگے تو میں تم کو زندان میں بھیج دوں گا۔ موسیٰؑ نے کہا اگر ظاہری معجزہ لاؤں پھر بھی تو اعتقاد نہ کرے گا۔ فرعون نے کہا اگر سچے ہو تو کوئی علامت اور معجزہ دکھاؤ۔ یہ سُنکر موسیٰؑ نے عصا کو زمین پر ڈال دیا۔ اُس کی دو شاخیں تھیں۔ وہ فوراً ایک زبردست اژدھا بن گیا اور اپنے منہ کو کھولا جس کا ایک حصّہ کو قصر کے اُوپر اور دوسرے کو قصر کے نیچے رکھا۔ اُس کے شکم سے آگ کے شعلے نکلتے ہیں اور اُس نے فرعون کی جانب رُخ کیا۔ فرعون کا اُس کے خوف سے پیشاب خطا ہو گیا۔ چلایا اور فریاد کی کہ اے موسیٰؑ تم کو قسم دیتا ہوں اس دودھ کے حق کی جو تم نے ہمارے پاس رہ کر پیا ہے کہ اس کو پکڑلو۔ جو لوگ اُس کی مجلس میں حاضر تھے سب کے سب بھاگ گئے۔ موسیٰؑ نے عصا کو اُٹھالیا اور اپنا ہاتھ گریبان سے نکالا جو آفتاب کے مانند روشن تھا جس کے نور کی روشنی سے آنکھیں خیرہ ہو گئیں۔ جب فرعون حیرت و وحشت سے ہوش میں آیا اُس نے چاہا کہ موسیٰؑ کی تصدیق کرے اور اُن پر ایمان لائے۔ اُس کے وزیر ہامان نے کھڑے ہو کر کہا اے اپنے وقت کے خدا تو نے خدائی کی اور لوگوں نے تیری پرستش کی اب چاہتا ہے کہ ایک بندہ کا فرمانبردار ہونا چاہتا ہے۔ اُس کے اُمراء ورؤسا اُس کے پاس جمع ہوئے اور کہنے لگے۔ کہ یہ مرد ساحر اور بڑا چالاک ہے۔ تم کو زمین مصر سے جادو کے ذریعہ سے نکالنا چاہتا ہے لہٰذا اس کے بارے میں تم کیا حکم دیتے ہو اور تمہاری کیا رائے ہے۔ اُن لوگوں نے کہا کہ موسیٰؑ اور اُن کے بھائی ہارونؑ کے معاملہ میں تامل کرو اور لوگوں کو مصر کے شہروں میں بھیجو کہ تمہارے پاس جادو گروں کو تلاش کرکے حاضر کریں اور ایک روز مقابلہ کے واسطے

ترجمہ، پس انہوں نے اپنی لاٹھی ڈالی تو وہ اسی وقت صریح اژدہا بن گئی ﴿۳۲﴾ اور اپنا ہاتھ نکالا تو اسی دم دیکھنے والوں کے لئے سفید (براق نظر آنے لگا) ﴿۳۳﴾ فرعون نے اپنے گرد کے سرداروں سے کہا کہ یہ تو کامل فن جادو گر ہے ﴿۳٤﴾ چاہتا ہے کہ تم کو اپنے جادو (کے زور) سے تمہارے ملک سے نکال دے تو تمہاری کیا رائے ہے؟ ﴿۳۵﴾ انہوں نے کہا کہ اسے اور اس کے بھائی (کے بارے) میں کچھ توقف کیجیئے اور شہروں میں ہرکارے بھیج دیجیئے ﴿۳٦﴾ کہ سب ماہر جادو گروں کو (جمع کرکے) آپ کے پاس لے آئیں ﴿۳۷﴾ سورۃ الشعراء

مقرر کیااور ساحروں کو جمع کیا کہ موسیٰؑ سے مقابلہ کریں۔ فرعون وہامان خود بھی جادو جانتے تھے اور لوگوں پر سحر میں غالب ہوچکے تھے بلکہ فرعون تو جادو کے ذریعہ سے خدائی کا دعویٰ کرتا تھا۔ روایت کے مطابق جب موسیٰؑ اور ہارونؑ فرعون کی مجلس میں داخل ہوئے تھے تو اُس کے حاضرین دربار حلال زادہ تھے اُن میں کوئی بھی ولدالزنا نہیں تھا، کیونکہ اگر اُن میں کوئی شخص زنازادہ ہوتا تو موسیٰؑ کے مار ڈالنے کا مشورہ دیتا یہی سبب تھا کہ جس وقت فرعون نے موسیٰؑ کے بارے میں اُن لوگوں سے مشورہ کیا کسی ایک نے بھی نہ کہا کہ اُن کو مار ڈالو بلکہ اُن کے بارے میں تاخیر غور وخوض اور دوسری تدبیروں کا مشورہ دیا۔ (کسی نبی اور امام کو وہی قتل کرتا ہے جو ولدالزنا ہوتا ہے)۔ غرض مصر کے شہروں سے ہزار ساحروں کو جمع کیا۔ ہزار میں سے ایک سو اور سو میں سے اسی افراد کو انتخاب کیا جو سب سے زیادہ ماہر اور جاننے والے تھے۔ اُن جادو گروں نے فرعون سے کہا کہ ہم سحر میں کمال رکھتے ہیں دُنیا میں ہم سے زیادہ جادو جاننے والا کوئی نہیں ہے اگر موسیٰؑ پر ہم غالب ہوں گے تو ہمیں کیا انعام ملے گا کہا اگر تم اُس پر غالب ہوجاؤ گے تو یقیناً میرے مقرب ہوجاؤ گے اور تم کو اپنی بادشاہی میں شریک کروگا۔ ساحروں نے کہا اگر موسیٰؑ ہم لوگوں کا سحر کو باطل کردیا تو ہم سمجھ لیں گے کہ جو کچھ وہ لائے ہیں سحر کے قسم سے نہیں ہے نہ مکر وحیلہ ہے۔ ہم لوگ اُن پر ایمان لائیں گے اور اُن کی تصدیق کریں گے۔ فرعون نے کہا اگر موسیٰؑ تم پر غالب ہوں گے تو میں بھی اُن کی تصدیق کروں گا۔ لیکن اپنی تدبیر و کوشش کرو۔ غرضکہ ان لوگوں نے وعدہ کیا کہ عید کے روز جو اُن میں مقرر تھا موسیٰؑ میدان میں آئیں جب وہ دن آیا اور آفتاب بلند ہوا۔ فرعون کے تمام ساحر اور اُس کی تمام رعایا جمع ہوئی اور فرعون کے لئے ایک قبّہ بنایا گیا جس کی بلندی اسی گز تھی۔ اُس قبہ کو فولاد سے مڑدیا گیا۔ اُس فولاد پر صیقل کیا گیا کہ جب آفتاب اُس پر چمکیتا اُس فولاد

ترجمہ، کہنے لگا کہ موسیٰ تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ اپنے جادو (کے زور) سے ہمیں ہمارے ملک سے نکال دو ﴿۵۷﴾ تو ہم بھی تمہارے مقابل ایسا ہی جادو لائیں گے تو ہمارے اور اپنے ایک وقت مقرر کرلو کہ نہ تو ہم اس کے خلاف کریں اور نہ تم (اور یہ مقابلہ) ایک ہموار میدان میں (ہوگا) ﴿۵۸﴾

کی چمک سے کسی کو اُس کی طرف نظر کرنے کی تاب نہ تھی۔ فرعون وہامان آکر اُس فولاد کی چمک سے کسی کو اُس کی طرف نظر کرنے کی تاب نہ تھی۔ فرعون وہامان آکر اُس قصر میں بیٹھے تاکہ موسیٰؑ اور ساحروں کی جنگ دیکھیں۔ موسیٰؑ آسمان کی جانب دیکھتے تھے اور اپنے پروردگار کی وحی کے منتظر تھے۔ ساحروں نے موسیٰؑ کا یہ حال مشاہدہ کرکے فرعون سے کہا کہ ہم اس شخص کو آسمان کی جانب متوجہ دیکھتے ہیں اور ہمارا سحر آسمان پر نہیں پہنچ سکتا ہم تو تمہارے لئے اہل زمین کے سحر کے دفع کرنے کے ضامن ہوئے ہیں۔ ہم آسمانی معجزہ کا کوئی علاج نہیں کرسکتے۔ پھر ساحروں نے موسیٰؑ سے کہا کہ ابتداء تم کروگے یا ہم کریں۔ موسیٰؑ نے کہا کہ جو کچھ تم کو کرنا ہو کرو۔ یہ سُنکر ساحروں نے رسیوں اور لکڑیوں کو پھنکا اور کہا کہ فرعون کی عزّت کی قسم ہم لوگ غالب ہوں گے۔ وہ سب کے سب جادو کے ذریعہ سے حرکت میں آئے تو لوگ ڈرے اور موسیٰؑ کے دل میں بھی خوف پیدا ہوا۔ اُن کو ربّ اعلیٰ کی جانب سے آواز آئی کہ مت ڈرو کیونکہ تم بلند تر ہو اور غالب آؤگے۔ (موتف فرماتے ہیں کہ ساحروں کے جادو سے موسیٰؑ کے ڈرنے کے سبب میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ وہ حضرت اس لئے ڈرے کہ مبادا معجزہ اور جادو کا معاملہ جاہلوں میں مشتبہ نہ ہو جائے اور وہ گمان کریں کہ جو کچھ موسیٰؑ کرتے ہیں وہ بھی اُن ہی ساحروں کے فعل کی طرح ہے)۔ خدا نے موسیٰؑ کو حکم دیا کہ اپنے عصا کو زمین پر ڈال دو تاکہ جو کچھ ان ساحروں نے بنایا ہے سب کو وہ اُچک لے اور کھا جائے کیونکہ اُن کا بنایا ہوا جادو ہے اور تمہارا فعل معجزۂ خداوند عالم ہے۔ تو پھر موسیٰؑ نے بھی اپنے عصا کو زمین پر ڈال دیا وہ قلعہ کے مانند بلند ہوا اور ایک بہت بڑا اژدھا ہو گیا اور زمین سے سر اُٹھایا اور اپنے دہن کو کھولا اور اپنے منہ کے اوپر کا سرا قصر فرعون کے اُوپر لے گیا اور نیچے کا سرا قصر کے نیچے رکھا۔ پھر واپس ہوا اور ساحروں کے تمام عصا اور رسیّوں کو کھا گیا۔ لوگ اُس کے خوف سے منہزم ہوئے۔ اُن کے بھاگنے میں دس ہزار مرد اور عورتیں اور بچےّ

ترجمہ، موسیٰ نے کہا آپ کے لئے (مقابلے کا) دن نوروز (مقرر کیا جاتا ہے) اور یہ کہ لوگ اس دن چاشت کے وقت اکٹھے ہو جائیں ﴿۵۹﴾ تو فرعون لوٹ گیا اور اپنے سامان جمع کرکے پھر آیا ﴿۶۰﴾

سورۃ طٰہٰ

پائمال ہوگئے۔ اُدھر سے واپس آکر اُس نے پھر فرعون اور ہامان کے قصر کا رُخ کیا۔ اُس کی دہشت سے ان دونوں کے پیشاب و پائخانے خطا ہوگئے کہ اُن کے کپڑے نجس ہوگئے اور سر کے بال سفید ہوگئے۔ موسیٰؑ بھی لوگوں کے ساتھ بھاگے تو خدا نے ان کو ندا کی کہ عصا کو اُٹھالو اور خوف نہ کرو کیونکہ میں اُس کو حالت اوّل میں پھیر دوں گا۔ حضرت نے اپنی چادر اپنے ہاتھ میں لپیٹ کر اُس کے دہن میں ڈالا اور اُس کی زبان کو پکڑا تو وہی عصا ہوگیا جو پہلے تھا۔ جب ساحروں نے اس ظاہر اور کھلے ہوئے معجزہ کو دیکھا تو سب کے سب سجدہ میں گر پڑے اور کہا ہم موسیٰؑ و ہارونؑ کے خدا پر ایمان لائے اور فرعون سے کہا کہ موسیٰؑ کا کام جادو نہیں ہے اگر جادو ہوتا تو چاہیئے تھا کہ ہماری رسیاں اور لکڑیاں باقی رہتیں۔ فرعون نے کہا جو لوگ اُس پر ایمان لائے ہیں اُن کے لڑکوں کو مار ڈالو اور لڑکیوں کو زندہ چھوڑ دو اور کافروں کی تدبیر تو گمراہی کی ہے۔ قوم فرعون میں سے ایک مومن نے جو اپنا ایمان پوشیدہ رکھتا تھا اس نے کہا کہ کیا تم لوگ ایسے شخص کو مار ڈالنا چاہتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا پروردگار عالموں کا خدا ہے حالانکہ

ترجمہ، تو جادوگر ایک مقررہ دن کی میعاد پر جمع ہوگئے ﴿۳۸﴾ اور لوگوں سے کہہ دیا گیا کہ تم (سب) کو اکٹھے ہو کر جانا چاہیئے ﴿۳۹﴾ تاکہ اگر جادوگر غالب رہیں تو ہم ان کے پیرو ہو جائیں ﴿۴۰﴾ جب جادوگر آگئے تو فرعون سے کہنے لگے اگر ہم غالب رہے تو ہمیں صلہ بھی عطا ہوگا؟ ﴿۴۱﴾ فرعون نے کہا ہاں اور تم مقربوں میں بھی داخل کر لئے جاؤ گے ﴿۴۲﴾ موسیٰ نے ان سے کہا کہ جو چیز ڈالنی چاہتے ہو، ڈالو ﴿۴۳﴾ تو انہوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈالیں اور کہنے لگے کہ فرعون کے اقبال کی قسم ہم ضرور غالب رہیں گے ﴿۴۴﴾ پھر موسیٰ نے اپنی لاٹھی ڈالی تو وہ ان چیزوں کو جو جادوگروں نے بنائی تھیں یکایک نگلنے لگی ﴿۴۵﴾ تب جادوگر سجدے میں گر پڑے ﴿۴۶﴾ (اور) کہنے لگے کہ ہم تمام جہان کے مالک پر ایمان لے آئے ﴿۴۷﴾ جو موسیٰ اور ہارون کا مالک ہے ﴿۴۸﴾ فرعون نے کہا کیا اس سے پہلے کہ میں تم کو اجازت دوں تم اس پر ایمان لے آئے، بے شک یہ تمہارا بڑا ہے جس نے تم کو جادو سکھایا ہے۔ سو عنقریب تم (اس کا انجام) معلوم کر لو گے کہ میں تمہارے ہاتھ اور پاؤں اطراف مخالف سے کٹوا دوں گا اور تم سب کو سولی پر چڑھوا دوں گا ﴿۴۹﴾ انہوں نے کہا کہ کچھ نقصان (کی بات) نہیں ہم اپنے پروردگار کی طرف لوٹ جانے والے ہیں ﴿۵۰﴾ ہمیں امید ہے کہ ہمارا پروردگار ہمارے گناہ بخش دے گا۔ اس لئے کہ ہم اول ایمان لانے والوں میں ہیں ﴿۵۱﴾

سورۃ الشعراء

وہ تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی جانب سے ظاہر معجزات لے کر آیا ہے۔ اگر وہ جھوٹ کہتا ہے تو اُس کا ضرر خود اُس پر عائد ہو گا اور اگر سچ کہتا ہے تو اُن نیکیوں میں سے جس کا وُہ تم سے وعدہ کرتا ہے کچھ تم کو ضرور پہنچے گی۔ اس لئے کہ خدا اُس کی ہدایت نہیں کرتا جو گناہ میں زیادتی کرنے والا اور بہت جھوٹ بولنے والا ہوتا ہے۔ اے میری قوم کے لوگو آج تم کو ملک اور بادشاہی حاصل ہے اور تم زمین مصر میں سب پر غالب ہو (لیکن یہ تو بتلاؤ) اگر خدا کا عذاب ہماری جانب آئے تو کون ہماری مدد کرے گا۔ فرعون نے کہا میں تم کو وہی سمجھاتا ہوں جو خود سمجھے ہوئے ہوں اور تمہاری ہدایت نیکی اور صلاح کی طرف ہی کرتا ہوں۔

حزبیل مومن اور بی بی آسیہ کا ایمان لانا:

روایت کے مطابق وہ شخص حزبیل مومن تھے جو فرعون کے خزانچی تھے اور در پردہ ایمان لا چکا تھا اور سو سال تک اپنا ایمان پوشیدہ رکھا۔ وہ ایک مرض میں مبتلا تھے جس سے

ترجمہ، موسیٰ نے ان (جادو گروں) سے کہا کہ ہائے تمہاری کمبختی۔ خدا پر جھوٹ افتراء نہ کرو کہ وہ تمہیں عذاب سے فنا کر دے گا اور جس نے افتراء کیا وہ نامراد رہا ﴿٦١﴾ تو وہ باہم اپنے معاملے میں جھگڑانے اور چپکے چپکے سرگوشی لگے ﴿٦٢﴾ کہنے لگے یہ دونوں جادوگر ہیں چاہتے ہیں کہ اپنے جادو (کے زور) سے تم کو تمہارے ملک سے نکل دیں اور تمہارے شائستہ مذہب کو نابود کر دیں ﴿٦٣﴾ تو تم (جادو کا) سامان اکھٹا کر لو اور پھر قطار باندھ کر آؤ۔ آج جو غالب رہا وہی کامیاب ہوا ﴿٦٤﴾ بولے کہ موسیٰ یا تم (اپنی چیز) ڈالو یا ہم (اپنی چیزیں) پہلے ڈالتے ہیں ﴿٦٥﴾ موسیٰ نے کہا نہیں تم ہی ڈالو۔ (جب انہوں نے چیزیں ڈالیں) تو ناگہاں ان کی رسیاں اور لاٹھیاں موسی کے خیال میں ایسی آنے لگیں کہ وہ (میدان) میں ادھر اُدھر دوڑ رہی ہیں ﴿٦٦﴾ (اُس وقت) موسیٰ نے اپنے دل میں خوف معلوم کیا ﴿٦٧﴾ ہم نے کہا خوف نہ کرو بلاشبہ تم ہی غالب ہو ﴿٦٨﴾ اور جو چیز (یعنی لاٹھی) تمہارے داہنے ہاتھ میں ہے اسے ڈال دو کہ جو کچھ انہوں نے بنایا ہے اس کو نگل جائے گی۔ جو کچھ انہوں نے بنایا ہے (یہ تو) جادو گروں کے ہتھکنڈے ہیں اور جادوگر جہاں جائے فلاح نہیں پائے گا ﴿٦٩﴾ (القصہ یوں ہی ہوا) تو جادوگر سجدے گر پڑے (اور) کہنے لگے کہ ہم موسیٰ اور ہارون کے پروردگار پر ایمان لائے ﴿٧٠﴾ سورۃ طٰہ

ان کی انگلیاں کر گئی تھیں اور اُن ہی ہاتھوں سے اُن کی طرف اشارہ کرتے تھے اور کہتے تھے
اے قوم میری اطاعت کرو تاکہ میں راہ حق کی ہدایت کروں تو خدا نے اُن کے مکر سے اُن کو
محفوظ رکھا۔ اے میری قوم والو یقیناً میں تمہارے لئے بھی روز بد سے دوسری جماعت کی
طرح ڈرتا ہوں جس نے اگلے زمانہ میں پیغمبروں کی تکذیب کی اور اُن پر قوم نوح وعاد ثمود کی
طرح عذاب نازل ہوا تھا۔ اور اُس جماعت کی طرح جو اُن کے بعد ہوئی اور خدا اپنے بندوں پر
ظلم کرنا نہیں چاہتا۔ اے میری قوم والو میں تمہارے لئے قیامت کے روز سے ڈرتا ہوں جس
روز کہ جہنم کی طرف جاؤ گے اور کوئی تم کو عذاب خدا سے بچانے والا نہ ہوگا اور جس کو خدا
چھوڑ دے اُس کی کون ہدایت کرنے والا ہے اور بیشک تمہارے پاس پہلے معجزات اور واضح
حجتوں کے ساتھ یوسفؑ آئے اور تم برابر ان کی رسالت میں شک کرتے رہے۔ یہاں تک کہ
وُہ دنیا سے چلے گئے اور تم نے کہا کہ خدا اُن کے بعد ہرگز کوئی پیغمبر نہ بھیجے گا۔ اسی طرح خدا
اس کو گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے جو بہت زیادہ گناہ کرنے والا اور شک کرنے والا ہے۔ پھر اُس
نے کہا جو ایمان لایا تھا کہ اے میری قوم کے لوگو میری پیروی کرو تاکہ میں تمہاری ہدایت
خیر وصلاح کی راہ تر کروں اے قوم والو اس دُنیا کی زندگی میں بہت تھوڑا نفع ہے لیکن آخرت

ترجمہ، (فرعون) بولا کہ پیشتر اس کے میں تمہیں اجازت دوں تم پر ایمان لے آئے۔ بے شک وہ
تمہارا بڑا (یعنی استاد) ہے جس نے تم کو جادو سکھایا ہے۔ سو میں تمہارے ہاتھ اور پاؤں (جانب)
خلاف سے کٹوادوں گا اور کھجور کے تنوں پر سولی چڑھوادوں گا (اس وقت) تم کو معلوم ہوگا کہ ہم میں
سے کس کا عذاب زیادہ سخت اور دیر تک رہنے والا ہے ﴿۷۱﴾ انہوں نے کہا جو دلائل ہمارے پاس
آگئے ہیں ان پر اور جس نے ہم کو پیدا ہے اس پر ہم آپ کو ہرگز ترجیح نہیں دیں گے تو آپ کو جو حکم
دینا ہو دے دیجیئے۔ اور آپ (جو) حکم دے سکتے ہیں وہ صرف اسی دنیا کی زندگی میں (دے سکتے ہیں)
﴿۷۲﴾ ہم اپنے پروردگار پر ایمان لے آئے تاکہ وہ ہمارے گناہوں کو معاف کرے اور (اسے بھی)
جو آپ نے ہم سے زبردستی جادو کرایا۔ اور خدا بہتر اور باقی رہنے والا ہے ﴿۷۳﴾ جو شخص اپنے
پروردگار کے پاس گنہگار ہو کر آئے گا تو اس کے لئے جہنم ہے۔ جس میں نہ مرے گا نہ جیئے گا ﴿۷۴﴾
اور جو اس کے روبرو ایماندار ہو کر آئے گا اور عمل بھی نیک کئے ہوں گے تو ایسے لوگوں کے لئے
اونچے اونچے درجے ہیں ﴿۷۵﴾ (یعنی) ہمیشہ رہنے کے باغ جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ ہمیشہ
ان میں رہیں گے۔ اور یہ اس شخص کا بدلہ ہے جو پاک ہوا ﴿۷۶﴾

ہمیشہ کا مستقر اور مقام ہے۔ اے قوم والو میں تم کو نجات کے راستہ پر بلاتا ہوں اور تم مجھ کو جہنم کی دعوت دیتے ہو اور چاہتے ہو کہ میں کافر ہو جاؤں اور خدا کا اُس چیز کو شریک قرار دوں جس کا مجھے کوئی علم نہیں اور میں تم کو غالب اور بخشنے والے خدا کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھ کو جن کی طرف بلاتے ہو اُن کی طرف دعوت کا کوئی حق نہیں ہے اس لئے کہ ہماری بازگشت خدا کی طرف ہے اور یقیناً زیادہ نافرمانی کرنے والے اصحاب جہنم ہیں اور بہت جلد میری باتوں کو یاد کرو گے اور میں تو اپنے کام خدا کو سپرد کرتا ہوں اور اُس پر چھوڑتا ہوں۔ یقیناً وہ بندوں کے حالات سے بخوبی واقف ہے تو خدا نے اُس کو بدی کے نقصانات سے جو اُس کے لئے وہ لوگ کرتے تھے محفوظ رکھا۔ حزبیل آل فرعون اور قوم فرعون کو خدا کی یگانہ پرستی اور موسیٰؑ کی پیغمبری کی طرف دعوت دیتے تھے اور فرعون کی خدائی سے بیزار رہنے کی تبلیغ کرتے تھے۔ چغلخوروں نے فرعون سے جا کر کہا کہ حزبیل لوگوں کو تیری مخالفت پر آمادہ کرتے ہیں اور تیرے دشمنوں کی تیری دشمنی میں امداد کرتے ہیں۔ فرعون نے کہا کہ وُہ میرے چچا کا لڑکا ہے۔ میری مملکت پر میرا خلیفہ اور میرا ولی عہد ہے۔ اگر جیسا کہ تم لوگ کہتے ہو اُس نے کیا ہو گا تو میرے عذاب مستحق ہو گا۔ اس لئے کہ پھر اُس نے میری نعمتوں کو ضائع کیا اور اگر تم لوگوں نے جھوٹ کہا ہے تو میرے بدترین عذاب کے مستحق ہوئے ہو کیونکہ تم نے اُس پر افترا کیا۔ پھر حکم دیا کہ اُن لوگوں کے ساتھ حزبیل کو حاضر کیا اور دو شخصوں کو حزبیل کو

ترجمہ، اور فرعون کے لوگوں میں سے ایک مومن شخص جو اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھتا تھا کہنے لگا کیا تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا پروردگار خدا ہے اور وہ تمہارے پروردگار (کی طرف) سے نشانیاں بھی لے کر آیا ہے۔ اور اگر وہ جھوٹا ہو گا تو اس کے جھوٹ کا ضرر اسی کو ہو گا۔ اور اگر سچا ہو گا تو کوئی سا عذاب جس کا وہ تم سے وعدہ کرتا ہے تم پر واقع ہو کر رہے گا۔ بے شک خدا اس شخص کو ہدایت نہیں دیتا جو بے لحاظ جھوٹا ہے ﴿۲۸﴾ اے قوم آج تمہاری ہی بادشاہت ہے اور تم ہی ملک میں غالب ہو۔ (لیکن) اگر ہم پر خدا کا عذاب آ گیا تو (اس کے دور کرنے کے لئے) ہماری مدد کون کرے گا۔ فرعون نے کہا کہ میں تمہیں وہی بات سُجھاتا ہوں جو مجھے سوجھی ہے اور وہی راہ بتاتا ہوں جس میں بھلائی ہے ﴿۲۹﴾ تو جو مومن تھا وہ کہنے لگا کہ اے قوم مجھے تمہاری نسبت خوف ہے کہ (مبادا) تم پر اور اُمتوں کی طرح کے دن کا عذاب آ جائے ﴿۳۰﴾ سورۃ مومن

بلانے کے لئے بھیجا۔ اُن دونوں نے حزبیل کو پہاڑوں میں پایااور وہ نماز میں مشغول تھے اور صحرا کے جانوران کے گرد جمع تھے۔ جب اُن دونوں نے ارادہ کیا کہ اثنائے نماز میں اُن کو گرفتار کریں حق تعالیٰ نے ایک جانور کو حکم دیا جو اونٹ کے مانند بڑا تھاوہ حزبیل اور اُن دونوں کے درمیان حائل ہو گیااور اُن دونوں کو دفع کیا یہاں تک کہ حزبیل نماز سے فارغ ہوئے۔ اُن کی نظر اُن دونوں پر پڑی۔ ڈرے اور کہا خداوندا مجھ کو فرعون کے شر سے پناہ دے اس لئے کہ تو میرا خدا ہے اور تجھ پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور تجھ پر ایمان لایا ہوں اور تیری ہی طرف میری بازگشت ہے اے میرے مالک میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ اگر یہ دونوں میرے ساتھ بدی کا ارادہ کریں تو ان پر جلد فرعون کو مسلط کر اور نیک ارادہ رکھتے ہوں تو ان کی ہدایت کر۔ اُن کو دیکھ کر وہ دونوں واپس ہوئے اثنائے راہ میں ایک نے دوسرے سے کہا کہ میں تو فرعون سے اُس کا حال پوشیدہ رکھوں گا۔ اگر وہ مارا جائے تو ہم کو کیا فائدہ ہوگا۔ دوسرے نے کہا کہ فرعون کی عزّت کی قسم میں تو ضرور کہوں گا۔ جب دربار میں آیا لوگوں کے سامنے جو کچھ دیکھا تھا بیان کیااور دوسرے نے پوشیدہ کیا۔ جب حزبیل فرعون کے پاس آئے تو اُس نے حزبیل کے روبرو کہا کہ تو فرعون کی خدائی سے انکار اور اس کی نعمتوں کو پامال کرتا ہے۔ حزبیل نے کہا اے بادشاہ کیا آپ نے کبھی مجھ سے جھوٹ سُنا ہے۔ اُس نے کہا نہیں، انہوں نے کہا تو ان لوگوں سے دریافت کیجئے کہ اُن کا خدا کون ہے کہا فرعون ہمارا پروردگار ہے کہا ان سے پوچھئے کہ کس نے ان کو پیدا کیا ہے۔ اُن لوگوں نے کہا فرعون نے۔ کہا ان سے پوچھئے کہ کون ان کا روزی دینے والا اور ان کی ضروریات کا کفالت کرنے والا ہے اور کون برائیوں کو ان سے دفع کرتا ہے۔ اُن لوگوں نے کہا فرعون۔ حزبیل نے کہا اے بادشاہ میں آپ کو اور تمام حاضرین کو گواہ کرتا ہوں کہ ان کا پروردگار میرا پروردگار ہے ان کا

ترجمہ، (غرض موسیٰ اور ہارون فرعون کے پاس گئے) اس نے کہا کہ موسیٰ تمہارا پروردگار کون ہے؟ ﴿۴۹﴾ کہا کہ ہمارا پروردگار وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کی شکل وصورت بخشی پھر راہ دکھائی ﴿۵۰﴾ کہا تو پہلی جماعتوں کا کیا حال؟ ﴿۵۱﴾ کہا کہ ان کا علم میرے پروردگار کو ہے (جو) کتاب میں (لکھا ہوا ہے)۔ میرا پروردگار نہ چوکتا ہے نہ بھولتا ہے ﴿۵۲﴾

خالق میرا خالق ہے ان کا رازق میرا رازق ہے۔ ان کی معیشت کی اصلاح کرنے والا میری معیشت کی بھی اصلاح کرنے والا ہے اور میرا پالنے والا، پیدا کرنے والا اور روزی دینے والا ان کے پروردگار، خالق اور روزی دینے والے کے سوا اور کوئی دوسرا نہیں ہے اور اے بادشاہ تجھ کو اور کل حاضرین کو میں گواہ کرتا ہوں کہ ہر پروردگار، خالق اور رازق جو ان لوگوں کے پروردگار خالق اور رازق کے علاوہ ہے میں اُس سے بیزار ہوں اور اُس کی پروردگاری سے بھی اور اُس کی خدائی سے انکار کرتا ہوں۔ حزبیل کی غرض اُن کے واقعی خالق ورازق اور پروردگار سے تھی جو تمام جہانوں کا خدا ہے۔ اس لئے یہ نہیں کہا کہ وہ پروردگار جس کی یہ لوگ کہتے ہیں بلکہ یہ کہا کہ ان کا پروردگار۔ یہ مفہوم فرعون اور اس کے دربار کے حاضرین پر پوشیدہ تھا۔ اُن لوگوں نے سمجھا کہ وہ کہتے ہیں کہ فرعون میرا پروردگار، خالق و رازق ہے۔ غرض کہ فرعون نے اُس جماعت پر عتاب کیا اور کہا اے بدکرداروں میرے اور میرے ابن عم اور میرے یاور کے درمیان فساد کرنے والو تم لوگ میرے عذاب کے مستحق ہوئے۔ کیونکہ تم لوگ چاہتے ہو کہ میرے معاملہ کو خراب کرو اور میرے ابن عم کو ہلاک کرو اور میری بادشاہی میں رخنہ ڈالو پھر حکم دیا کہ ان لوگوں کو لٹا کے اُن کے زانوؤں کو سینہ پر رکھ کے کیلیں ٹھونک دیں اور آرے چلانے والوں کو بلا کر حکم دیا تو ان لوگوں نے ان کے گوشت کو آرے سے ہڈی سے جدا کیا۔ یہ ہے جو خدا فرماتا ہے کہ حق تعالیٰ نے اُس کو اُن کے بُرے فریبوں سے محفوظ رکھا جبکہ اُس کی بُرائی فرعون سے لوگوں نے بیان کی تاکہ وہ اُس کو ہلاک کرے لیکن بجائے اُس کے آلِ فرعون پر بدترین عذاب نازل ہوا یعنی اُس جماعت کو جس نے

ترجمہ، وہ (وہی تو ہے) جس نے تم لوگوں کے لئے زمین کو فرش بنایا اور اس میں تمہارے لئے رستے جاری کئے اور آسمان سے پانی برسایا۔ پھر اس سے انواع واقسام کی مختلف روئیدگیاں پیدا کیں ﴿۵۳﴾ کہ (خود بھی) کھاؤ اور اپنے چارپایوں کو بھی چراؤ۔ بے شک ان (باتوں) میں عقل والوں کے لئے (بہت سی) نشانیاں ہیں ﴿۵۴﴾ اسی (زمین) سے ہم تم کو پیدا کیا اور اسی میں تمہیں لوٹائیں گے اور اسی سے دوسری دفعہ نکالیں گے ﴿۵۵﴾ اور ہم نے فرعون کو اپنی سب نشانیاں دکھائیں مگر وہ تکذیب و انکار ہی کرتا رہا ﴿۵۶﴾

سورة طه

فرعون سے اُس کی بُرائی بیان کی زمین پر میخوں سے سی دیا اور ان کے گوشت کو آرے سے ٹکڑے ٹکڑے کیا۔ بس آل فرعون نے اُس مومن پر غلبہ کیا اور اُس کو پارہ پارہ کیا لیکن خدا نے اُس کو محفوظ رکھا اس سے کہ وہ دین حق سے برگشتہ ہو۔ بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں کہ پیغمبروں کی بخوبی تصدیق کرنے والے صدیق تین ہیں، مومن آل فرعون، مومن آل یاسین اور اُن میں سب سے افضل علیؑ بن ابیطاب صلوات اللہ علیہ ہیں۔ منقول ہے کہ بہترین زنان بہشت چار عورتیں ہیں جن کے نام خدیجہؑ بنت خویلد، فاطمہٴ زہراؑ بنت محمدؐ، مریمؑ بنت عمران اور آسیہ بنت مزاحم زن فرعون۔ ایک روایت کے مطابق حزبیل جو مومن تھے اور فرعون کے خزانچی تھے۔ انہوں نے ہی مادر موسیٰؑ کے لئے تابوت بنایا تھا۔ انہوں نے اپنے ایمان کو سو سال تک پوشیدہ رکھا۔ یہاں تک کہ جس روز موسیٰؑ ساحروں پر غالب ہوئے اس روز اپنا ایمان ظاہر کیا اور ساحروں کے ساتھ قتل کئے گئے۔ حزبیل کی زوجہ فرعون کی لڑکیوں کی مشاطہ تھی اور مومنہ تھی۔ ایک روز کنگھی اُس کے ہاتھ سے گر پڑی کہا بسم اللہ۔ فرعون کی دختر نے کہا کیا میرے باپ کے لئے کہا نہیں بلکہ اس کے بارے میں کہتی ہوں جو میرا اور تیرا اور تیرے باپ کا پروردگار ہے اُس نے کہا میں اپنے باپ سے بیان کروں گی اُس نے کہہ دینا۔ لڑکی نے وہ قصہ فرعون سے بیان کیا۔ اُس نے اُس مومنہ کو مع اُس کے بچوں کے طلب کیا اور پوچھا تیرا پروردگار کون ہے۔ جواب دیا میرا پروردگار اور تیرا وہی ہے جو تمام جہانوں کا خدا ہے تو اُس نے ایک تانبے کا تنور منگایا اور اُس میں آگ روشن کر کے اُس مومنہ کو

ترجمہ، اور ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں اور دلیل روشن دے کر بھیجا ﴿۲۳﴾ (یعنی) فرعون اور ہامان اور قارون کی طرف تو انہوں نے کہا کہ یہ تو جادوگر ہے جھوٹا ﴿۲۴﴾ غرض جب وہ ان کے پاس ہماری طرف سے حق لے کر پہنچے تو کہنے لگے کہ جو اس کے ساتھ (خدا پر) ایمان لائے ہیں ان کے بیٹوں کو قتل کر دو اور بیٹیوں کو زندہ رہنے دو۔ اور کافروں کی تدبیریں بے ٹھکانے ہوتی ہیں ﴿۲۵﴾ اور فرعون بولا کہ مجھے چھوڑو کہ موسیٰ کو قتل کر دوں اور وہ اپنے پروردگار کو بلالے۔ مجھے ڈر ہے کہ وہ (کہیں) تمہارے دین کو نہ بدل دے یا ملک میں فساد (نہ) پیدا کر دے ﴿۲۶﴾ موسیٰ نے کہا کہ میں ہر متکبر سے جو حساب کے دن (یعنی قیامت) پر ایمان نہیں لاتا۔ اپنے اور تمہارے پروردگار کی پناہ لے چکا ہوں ﴿۲۷﴾

مع اُس کے بچّوں کے طلب کیا۔ اُس عورت نے کہا میری خواہش ہے کہ میری اور میرے
بچوں کی ہڈیاں جمع کر کے زمین میں دفن کرا دینا۔ اُس نے کہا چونکہ ہم پر تیرا حق ہے لہٰذا ایسا
ہی کروں گا پھر حکم دیا تو اُس کے ایک ایک فرزند کو آگ میں ڈالا۔ جب آخری بچّہ کو جو
شیر خوار تھا۔ آگ میں ڈالا وہ بحکم خدا گویا ہوا کہ اے مادر مہربان صبر کیجئے کیونکہ آپ حق پر
ہیں پھر اُس مومنہ کو بھی تنور میں ڈال دیا۔ آسیہ کے بارے میں یہ ہے کہ وہ بنی اسرائیل سے
تھیں اور مومنہ مخلصہ تھیں۔ فرعون کے محل میں پوشیدہ طور پر خدا کی عبادت کرتی تھیں۔
یہاں تک کہ فرعون نے زن حزبیل کو قتل کیا۔ اُس وقت آسیہ نے دیکھا کہ اُس مومنہ کی
روح فرشتے آسمان پر لے جاتے ہیں اُن کا یقین اور بھی زیادہ ہو گیا اسی اثنا میں فرعون اُن کے

ترجمہ، کہ تمام ماہر جادو گروں کو آپ کے پاس لے آئیں ﴿۱۱۲﴾ (چنانچہ ایسا ہی کیا گیا) اور جادو گر
فرعون کے پاس آ پہنچے اور کہنے لگے کہ اگر ہم جیت گئے تو ہمیں صلہ عطا کیا جائے ﴿۱۱۳﴾ (فرعون
نے) کہا ہاں (ضرور) اور (اس کے علاوہ) تم مقربوں میں داخل کر لیے جاؤ گے ﴿۱۱۴﴾ (جب
فریقین روزِ مقررہ پر جمع ہوئے تو) جادو گروں نے کہا کہ موسیٰ یا تو تم (جادو کی چیز) ڈالو یا ہم ڈالتے
ہیں ﴿۱۱۵﴾ (موسیٰ نے) کہا تم ہی ڈالو۔ جب انہوں نے (جادو کی چیزیں) ڈالیں تو لوگوں کی آنکھوں
پر جادو کر دیا (یعنی نظربندی کر دی) اور (لاٹھیوں اور رسیوں کے سانپ بنا بنا کر) انہیں ڈرا دیا اور
بہت بڑا جادو دکھایا ﴿۱۱۶﴾ (اس وقت) ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ تم بھی اپنی لاٹھی ڈال
دو۔ وہ فوراً (سانپ بن کر) جادو گروں کے بنائے ہوئے سانپوں کو (ایک ایک کر کے) نگل جائے گی
﴿۱۱۷﴾ تو حق ثابت ہو گیا اور جو کچھ فرعونی کرتے تھے، باطل ہو گیا ﴿۱۱۸﴾ اور وہ مغلوب ہو گئے اور
ذلیل ہو کر رہ گئے ﴿۱۱۹﴾ (یہ کیفیت دیکھ کر) جادو گر سجدے میں گر پڑے ﴿۱۲۰﴾ اور کہنے لگے کہ
ہم جہان کے پروردگار پر ایمان لائے ﴿۱۲۱﴾ یعنی موسیٰ اور ہارون کے پروردگار پر ﴿۱۲۲﴾ فرعون نے
کہا کہ پیشتر اس کے کہ میں تمہیں اجازت دوں تم اس پر ایمان لے آئے؟ بے شک یہ فریب ہے جو
تم نے مل کر شہر میں کیا ہے تاکہ اہلِ شہر کو یہاں سے نکال دو۔ سو عنقریب (اس کا نتیجہ) معلوم کر لو
گے ﴿۱۲۳﴾ میں (پہلے تو) تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کٹوا دوں گا پھر
تم سب کو سولی چڑھوا دوں گا ﴿۱۲۴﴾ وہ بولے کہ ہم تو اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانے والے
ہیں ﴿۱۲۵﴾ اور اس کے سوا تجھ کو ہماری کون سی بات بری لگی ہے کہ جب ہمارے پروردگار کی
نشانیاں ہمارے پاس آ گئیں تو ہم ان پر ایمان لے آئے۔ اے پروردگار ہم پر صبر و استقامت کے
دہانے کھول دے اور ہمیں (ماریو تو) مسلمان ہی ماریو ﴿۱۲۶﴾

پاس آیااور اس مومنہ کا قصہ آسیہ سے بیان کیا۔ آسیہ نے کہااے فرعون تجھ پر وائے ہو یہ کیا جرات ہے جو خدا کے مقابلہ میں تو کر رہا ہے۔ فرعون نے کہاتو بھی اُسی عورت کی طرح دیوانی ہو گئی ہے۔ آسیہ نے کہا نہیں بلکہ میں اُس خدا پر ایمان لائی ہویں جو میرا اور تیرا اور تمام عالم کا پروردگار ہے۔ یہ سُن کر فرعون نے مادر آسیہ کو طلب کیااور کہا کہ تیری لڑکی دیوانی ہو گئی ہے اُس سے کہہ دے کہ موسیٰؑ کے خدا سے انکار کرے ورنہ موت کا مزہ اُس کو بھی چکھاتا ہوں۔ ماں نے ہر چند سمجھایا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا تو فرعون کے حکم سے اُن کو جلادوں نے دھوپ میں عذاب کیااور چار میخوں پر کھینچا۔ حق تعالیٰ نے فرشتوں کو بھیجا انہوں نے اُن پر سایہ کیا۔ جس وقت اُن پر عذاب کیا جا رہا تھا ان کے پاس حضرت موسیٰؑ کا گذر ہوا آپ نے دُعا کی تو خدا نے سزا کی تکلیف اُن سے زائل کر دی۔ یعنی فرعون کے عذاب کی اُن کو کوئی تکلیف نہیں پہنچی۔ اُس حال میں آسیہ نے کہا خدایا میرے لئے بہشت میں ایک مکان بنا تو خطاب ہوا کہ اُوپر نگاہ کرو۔ جب دیکھا اپنی جگہ بہشت میں نظر آئی تو خنداں ہوئیں۔ فرعون نے کہا دیکھو اس کے جنون کو کہ میں اُسی کو عذاب کرتا ہوں اور وہ ہنستی ہے۔ غرضکہ وہ رحمت الٰہی سے واصل ہوئیں۔ خدا نے سورۃ تحریم میں فرمایا ہے کہ خدا نے ان عورتوں کی مثال جو ایمان لائی ہیں زن فرعون سے دی ہے جس وقت کہ اُس نے دُعا کی کہ پروردگارا میرے لئے اپنے نزدیک بہشت میں ایک مکان بنا اور فرعون اور اُس کے عمل سے نجات دے اور ظالموں کے گروہ سے مجھ کو محفوظ رکھ۔

بنی اسرائیل کا موسیٰؑ پر ایمان لانا:

روایت کے مطابق ساٹھ ہزار بنی اسرائیل موسیٰؑ پر ایمان لائے اور ان کے مطیع ہوئے۔ فرعون اُن پر غضبناک ہوا کہ اس پر ایمان لاتے ہو قبل اس کے میں اجازت دوں۔ کیا موسیٰؑ تمہارا بزرگ ہے اُس نے تم کو جادو سکھایا ہے تم کو جلد معلوم ہو جائے گا کہ تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کروں گا۔ یقیناً تمہارے ہاتھ پیروں کو ایک دوسرے کے مخالف جانب سے

قطع کروں گا اور سب کو خرمے کے درختوں پر سولی دُوں گا۔ ان لوگوں نے کہا کہ تیری کوشش سے ہم کو کوئی ضرر نہیں پہنچ سکتا۔ اس لئے کہ ہم اپنے پروردگار کی جانب واپس ہوئے ہیں اور ہم کو اُمید ہے کہ وہ ہمارے گناہوں کو بخش دے گا۔ اس سبب سے کہ ہم پہلے گروہ ہیں جو اُس کے پیغمبر پر ایمان لائے ہیں۔ جس وقت بنی اسرائیل موسیٰؑ پر ایمان لائے فرعون کی قوم کے رؤسا نے اس سے کہا تو موسیٰؑ اور اس کی قوم کو چھوڑے دیتا ہے تاکہ زمین میں فساد پھیلائیں اور تجھ کو اور تیرے خداؤں کو ترک کردیں۔ (کیونکہ فرعون پہلے بتوں کی پرستش کرتا تھا اور بعد میں خدائی کا دعویٰ کرنے لگا)۔ یہ سُن کر فرعون نے کہا کہ عنقریب اُن کے لڑکوں کو قتل کردوں گا اور اُن کی لڑکیوں کو قید کروں گا اور ہم لوگ تو اُن پر مسلط ہیں۔ فرعون نے بنی اسرائیل سے بدلہ لینے کے لئے ایک تدبیر یہ کی کہ بنی اسرائیل کے طعام میں زہر ملوا دیتا تھا اور ان کو ہلاک کرتا تھا۔ اُس نے ایک مرتبہ یکشنبہ کے دن جو فرعون کی عید کا دن تھا۔ بنی اسرائیل کو ضیافت کے لئے طلب کیا اور دستر خوان بچھوایا۔ اُس کے حکم سے تمام کھانوں میں زہر ملا دیا گیا۔ اس وقت موسیٰؑ کو خدا نے وحی کی کہ فلاں دوا ان لوگوں کو کھلا دو تاکہ فرعون کا زہر اُن پر اثر نہ کرے موسیٰؑ چھ سو بنی اسرائیل کے ساتھ فرعون کے ضیافت خانہ میں تشریف لائے۔ عورتوں اور بچوں کو واپس کردیا اور بنی اسرائیل کو تاکید کردی کہ جب تک فرعون خود اجازت نہ دے ہاتھ کھانے کی طرف نہ بڑھانا اور اُس دوا کو تمام لوگوں کو کھلا دیا اُس کی خوراک اسی قدر تھی جتنی کہ سوئی کے ناکہ میں آسکتی ہے۔ جب بنی اسرائیل نے کھانے کے خوانوں کو دیکھا اُن پر جمع ہوگئے اور جس قدر ممکن ہوا کھایا۔ فرعون نے

ترجمہ، اور فرعون نے حکم دیا کہ سب کامل فن جادوگروں کو ہمارے پاس لے آؤ ﴿۷۹﴾ جب جادوگر آئے تو موسیٰ نے ان سے کہا تم کو جو ڈالنا ہے ڈالو ﴿۸۰﴾ جب انہوں نے (اپنی رسیوں اور لاٹھیوں کو) ڈالا تو موسیٰ نے کہا کہ جو چیزیں تم (بنا کر) لائے ہو جادو ہے خدا اس کو ابھی نیست و نابود کردے گا۔ خدا شریروں کے کام سنوارا نہیں کرتا ﴿۸۱﴾ اور خدا اپنے حکم سے سچ کو سچ ہی کردے گا اگرچہ گنہگار برا ہی مانیں ﴿۸۲﴾ تو موسیٰ پر کوئی ایمان نہ لایا۔ مگر اس کی قوم میں سے چند لڑکے (اور وہ بھی) فرعون اور اس کے اہل دربار سے ڈرتے ڈرتے کہ کہیں وہ ان کو آفت میں نہ پھنسا دے۔ اور فرعون ملک میں متکبر و متغلب اور (کبر و کفر) میں حد سے بڑھا ہوا تھا ﴿۸۳﴾ سورۃ یونس

مخصوص طعام موسیؑ وہارونؑ اور یوشعؑ بن نون اور تمام نیک لوگوں کے لئے ایک خاص مقام پر ترتیب دیا تھا۔ اُن میں زیادہ زہر ملایا تھا۔ جب اُن لوگوں کو بُلایا کہامیں نے قسم کھائی ہے کہ سوااپنے اور اپنے بڑے بڑے امراء کے کسی کو تم لوگوں کی خدمت کی اجازت نہ دوں گا۔ پھر خود کھلانے پر آمادہ ہوا اور ہر لحظہ کھانے میں تازہ زہر ملایا جاتا تھا۔ جب وُہ لوگ کھانے سے فارغ ہوئے۔ موسیؑ نے کہا ہم بنی اسرائیل کی عورتوں اور اُن کے بچوں کو اپنے ساتھ نہیں لائے۔ اُس نے کہا ہم اُن لوگوں کے لئے بھی کھانا دیتے ہیں جب وہ لوگ بھی کھانے سے فارغ ہوگئے۔ موسیؑ اپنی قوم کے ساتھ اپنے لشکر گاہ کو واپس گئے۔ فرعون نے اپنے لشکر والوں کے لئے بغیر زہر کا کھانا تیار کرایا تھا۔ لیکن جس نے بھی وُہ کھانا کھایا اُسی وقت آہ کی اور مر گیا۔ غرضکہ اس سبب سے ستر ہزار مرد اور ایک لاکھ ساٹھ ہزار عورتیں قوم فرعون کی ہلاک ہوئیں۔ علاوہ چوپایوں اور حیوانات کے۔ لیکن موسیؑ کی قوم کا ایک آدمی بھی ہلاک نہ ہوا۔ یہ واقعہ فرعون اور اُس کے اصحاب کے انتہائی تعجب کا سبب ہوا لیکن پھر بھی وہ لوگ ایمان نہ لائے۔ ہامان نے فرعون سے کہا کہ جو لوگ موسیؑ پر ایمان لائے ہیں اُن کی جستجو کر اور جو تجھ کو مل جائے اُس کو قید کردے۔ یہ سُن کر فرعون نے اُن لوگوں کو قید کر دیا۔ بنی اسرائیل نے موسیؑ سے عرض کی کہ آپ کے آنے سے قبل ہمارے لڑکوں کے قتل سے ہم کو اذیت پہنچتی تھی اور آپ کے آنے کے بعد ہم کو یہ آزار پہنچتا ہے کہ ہم قید کئے جاتے ہیں۔ موسیؑ نے کہا کہ نزدیک ہے کہ خدا تمہارے دشمن کو ہلاک کریگا اور تم کو زمین میں اُس کا جانشین قرار دے گا۔ لہٰذا غور کرو کہ اُس کا شکر کیونکر ادا کروگے۔ پھر حق تعالیٰ نے قوم

ترجمہ، پھر ان کے بعد ہم نے موسیٰ اور ہارون کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس بھیجا تو انہوں نے تکبر کیا اور وہ گنہگار لوگ تھے ﴿۷۵﴾ تو جب ان کے پاس ہمارے ہاں سے حق آیا تو کہنے لگے کہ یہ تو صریح جادو ہے ﴿۷۶﴾ موسیٰ نے کہا کیا تم حق کے بارے میں جب وہ تمہارے پاس آیا یہ کہتے ہو کہ یہ جادو ہے۔ حالانکہ جادوگر فلاح نہیں پانے کے ﴿۷۷﴾ وہ بولے کیا تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ جس (راہ) پر ہم اپنے باپ دادا کو پاتے رہے ہیں اس سے ہم کو پھیر دو۔ اور (اس) ملک میں تم دونوں کی ہی سرداری ہو جائے اور ہم تم پر ایمان لانے والے نہیں ہیں ﴿۷۸﴾

فرعون پر طوفان ٹڈی جوں اور مینڈک اور خون مسلّط کیا اور متواتر علامتیں اس پر ظاہر ہوئیں۔ اور جب کوئی نعمت اُن کو ملتی تو کہتے تھے کہ ہماری برکت کے سبب سے ہے اور جب کوئی بلا اُس پر نازل ہوتی تو کہتے کہ یہ موسیٰؑ اور اُس کی قوم کی نحوست کے سبب سے ہے۔ غرض جب قحط اور میوؤں کیکمی اور طرح طرح کی بلاؤں میں گرفتار ہوئے پھر بھی بنی اسرائیل کی تکلیف سے باز نہیں آئے۔ موسیٰؑ نے فرعون کے پاس جاکر کہا کہ بنی اسرائیل سے دست بردار ہوجا، مگر اس نے قبول نہ کیا تو موسیٰؑ نے ان لوگوں پر نفرین کی۔ حق تعالیٰ نے طوفان آب اُن پر بھیجا۔ جس نے قبطیوں کے تمام مکانات و عمارات کو برباد کردیا اور سب نے جنگلوں میں جاکر خیمے نصب کئے۔ قبطیوں کے مکانات برباد ہوگئے لیکن ایک قطرہ پانی بنی اسرائیل کے مکانوں میں داخل نہ ہوا۔ پانی ان کی زمینوں میں جمع ہوگیا کہ زراعت بھی وہ نہ کر سکتے تھے تو فرعون نے موسیٰؑ سے کہا کہ اپنے پروردگار سے دُعا کرو کہ اس طوفان کو ہم سے دفع کردے تو ہم تم پر ایمان لائیں گے اور بنی اسرائیل کو تمہارے ساتھ بھیج دیں گے۔ حضرت نے دُعا کی اور اُن سے طوفان دُور ہوگیا لیکن وہ لوگ ایمان نہ لائے۔ حق تعالیٰ نے اُس سال اُن کو کافی غلہ اور بیحد میوے عطا کئے ان لوگوں نے کہا کہ یہ طوفان ہمارے لئے ایک نعمت تھا۔ پھر اُن کی سرکشی میں اور زیادتی ہوگئی۔ روایت کے مطابق دوسرے مہینے یا دوسرے سال حق تعالیٰ نے موسیٰؑ پر وحی کی تو آپ نے عصا سے مشرق و مغرب کی جانب اشارہ کیا۔ دونوں طرف سے ٹڈیاں ابر سیاہ کے مانند ان لوگوں کی جانب آئیں اور اُن کی تمام زراعتوں، پھلوں اور درختوں کو کھا گئیں۔ اُس کے بعد اُن کے کپڑے، سامان، دروازوں،

ترجمہ، اور ان سے پہلے ہم نے قوم فرعون کی آزمائش کی اور ان کے پاس ایک عالی قدر پیغمبر آئے ﴿۱۷﴾ (جنہوں نے) یہ (کہا) کہ خدا کے بندوں (یعنی بنی اسرائیل) کو میرے حوالے کردو میں تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں ﴿۱۸﴾ اور خدا کے سامنے سرکشی نہ کرو۔ میں تمہارے پاس کھلی دلیل لے کر آیا ہوں ﴿۱۹﴾ اور اس (بات) سے کہ تم مجھے سنگسار کرو اپنے اور تمہارے پروردگار کی پناہ مانگتا ہوں ﴿۲۰﴾ اور اگر تم مجھ پر ایمان نہیں لاتے تو مجھ سے الگ ہو جاؤ ﴿۲۱﴾ تب موسیٰ نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ یہ نافرمان لوگ ہیں ﴿۲۲﴾ سورۃ الدخان

جالیوں، لکڑیوں اور آہنی میخوں کو کھایا، پھر اُن کے جسموں پر حملہ آور ہوئیں اور اُن کی داڑھی اور سروں کے بال کھا گیئں لیکن بنی اسرائیل اور راحیل کے مکانوں میں داخل نہ ہوئیں اور اُن کے اموال کو کوئی نقصان نہ پہنچایا۔ پس فرعون کی قوم اُس کے پاس فریاد کے لئے آئی۔ اُس نے موسیٰؑ کے پاس سب کو بھیج دیا کہ اس بلا کو ہم سے دُور کر دو ہم تم پر ایمان لائیں اور بنی اسرائیل کو قید سے رہا کر دیں۔ موسیٰؑ صحرا کی جانب گئے اور آپ نے اپنے عصا سے مشرق کی جانب اشارہ کیا اُسی وقت وہ ٹڈیاں جس طرف سے آئی تھیں واپس چلی گئیں اور ایک بھی باقی نہ رہی۔ پھر ہامان نے فرعون کو بہکایا اور بنی اسرائیل کی رہائی سے باز رکھا پھر تیسرے مہینے یا تیسرے سال قمل کو اُن پر مسلط کیا، بعض قمل کو بڑی جوئیں کہتے ہیں اور بعض چھوٹی ٹڈیاں بتلاتے ہیں جن کے پر نہ تھے وہ اُن کی زراعتوں پر مسلط ہوئیں اور جڑ سے اُکھاڑ ڈالا۔ اور بعض روایتوں میں یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ کو حکم دیا تو وہ مصر کے ایک شہر کے ایک سفید ٹیلہ پر گئے جس کو عین الشمس کہتے تھے اور اپنے عصا کو زمین پر مارا۔ خدا کے حکم سے زمین سے اس قدر جوئیں نکلیں کہ فرعونیوں کے تمام کپڑوں اور ظروف میں بھر گئیں اور اُن کے کھانوں میں داخل ہوئیں جو چیز بھی وہ لوگ کھاتے تھے۔ اُس میں وہ جوئیں مخلوط تھیں ان کے جسموں کو مجروح کرتی تھیں۔ دُوسروں کی روایت کی بناء پر وہ چھوٹے کیڑے تھے جو گیہوں اور تمام غلہ میں پڑ جاتے تھے اور اُن کو خراب کرتے تھے۔ لہٰذا دس جریب گیہوں اگر چکی میں پیسے جاتے تو تین قفیر واپس نہ نکلتے (ایک قفیر بارہ صاع اور ایک صاع چار سیر کے برابر ہوتا ہے)۔ بہر حال اُن کے لئے کوئی بلا اس سے زیادہ سخت نہ تھی۔ وُہ ان کی داڑھی سر کے بال ابرو اور پلک کے بال تک کھا گیئں۔ اُن کے جسم آبلوں سے بھر گئے۔ اُن کے لئے نیند حرام ہو گئی اور بنی اسرائیل کو کوئی گزند نہ پہنچا۔ قبطیوں نے فرعون سے فریاد کی۔

ترجمہ، اور قومِ فرعون میں جو سردار تھے کہنے لگے کہ کیا آپ موسیٰ اور اس کی قوم کو چھوڑ دیجیے گا کہ ملک میں خرابی کریں اور آپ سے اور آپ کے معبودوں سے دست کش ہو جائیں۔ وہ بولے کہ ہم ان کے لڑکوں کو قتل کر ڈالیں گے اور لڑکیوں کو زندہ رہنے دیں گے اور بے شک ہم ان پر غالب ہیں

۱۲۷ سورۃ الأعراف

اُس نے پھر موسیٰؑ سے استدعا کی کہ اگر یہ بلا ہم نے برطرف ہوجائے تو بنی اسرائیل کو رہا کردوں گا۔ موسیٰؑ نے دُعا کی اور وہ بلا بھی اُن سے دُور ہوگئی اُس کے بعد ایک ہفتہ تک موسیٰؑ اُن کے پاس رہے اور وہ لوگ ایمان نہ لائے اور نہ بنی اسرائیل کو رہا کیا۔ پھر چوتھے مہینے یا چوتھے سال موسیٰؑ دریائے نیل کے کنارے آئے اور خدا کے حکم سے دریا کی جانب اشارہ کیا۔ ناگاہ بہت سے مینڈک دریا سے نکلے اور قبطیوں کے مکانوں کی جانب متوجہ ہوئے اور اُن کے کھانے پینے کی چیزوں میں داخل ہوگئے۔ تمام مکانوں میں بھر گئے۔ اس طرح کہ جس کپڑے کو اُٹھاتے اور جس برتن کو دیکھتے اُس میں مینڈک بھرے ہوئے تھے۔ اُن کے دیگوں میں داخل ہوتے اور کھانے کو خراب کرتے۔ یہاں تک کہ ہر شخص اپنی ٹھڈی تک مینڈکوں میں ڈوبا رہتا جب وہ گفتگو کا ارادہ کرتے مینڈک اُن کے منہ کے اندر داخل ہوجاتے اور کھانا کھانے کا قصد کرتے تو لقمہ سے پہلے دہن میں پہنچ جاتے تھے۔ آخر وہ روتے ہوئے موسیٰؑ کی خدمت میں آئے اور اس بلا کے دور کرنے کی استدعا کی اور عہد و پیمان کئے کہ جب یہ بلا اُن سے دُور ہوجائے گی۔ موسیٰؑ پر ایمان لائیں گے اور بنی اسرائیل کو رہا کردیں گے۔ لہٰذا موسیٰؑ اس بلا کے سات روز بعد نیل کے کنارے گئے اور اپنے عصا سے اشارہ کیا تو وہ تمام مینڈک ایک ہی دفعہ دریا کے اندر چلے گئے۔ ان لوگوں نے پھر اپنی انتہائی شقاوت کی وجہ سے اپنے عہد پر وفا نہ کی۔ پھر پانچویں مہینے یا پانچویں سال موسیٰؑ نیل کے کنارے آئے اور بحکم خدا اپنے عصا کو پانی پر مارا۔ اُسی وقت وہ تمام دریا اور نہریں قبطیوں کے لئے خون کے رنگ کی ہوگئیں یعنی اُن کو خون دکھائی دیتا تھا اور بنی اسرائیل کو پانی نظر آتا تھا۔ جب بنی اسرائیل پیتے تھے پانی ہوتا تھا اور جب قبطی پیتے تھے خون ہوتا تھا۔ قبطیوں نے بنی اسرائیل سے کہا کہ پانی اپنے منہ

ترجمہ، موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ خدا سے مدد مانگو اور ثابت قدم رہو۔ زمین تو خدا کی ہے۔ وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس کا مالک بناتا ہے۔ اور آخر بھلا تو ڈرنے کا ہے ﴿۱۲۸﴾ وہ بولے کہ تمہارے آنے سے پہلے بھی ہم کو اذیتیں پہنچتی رہیں اور آنے کے بعد بھی۔ موسیٰ نے کہا کہ قریب ہے کہ تمہارا پروردگار تمہارے دشمن کو ہلاک کردے اور اس کی جگہ تمہیں زمین میں خلیفہ بنائے پھر دیکھے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو ﴿۱۲۹﴾

سے ہمارے منہ میں ڈال دیا کرو۔ اُن لوگوں نے ایسا ہی کیا لیکن جب تک بنی اسرائیل کے
دہن میں رہتا پانی ہوتا تھا اور جب وہ پانی قبطیوں کے دہن میں داخل ہوتا تو خون ہو جاتا۔
فرعون پیاس سے اس درجہ بیقرار تھا کہ درختوں کی سبز پتیاں پانی کے عوض چوستا تھا اور اُن
پتیوں کا عرق اُس کے منہ میں جمع ہو کر خون ہو جاتا اور قطب راوندی کی۔ دُوسری روایت
کے موافق آب شور ہو جاتا تھا۔ روایت کے مطابق سات روز یا چالیس روز اسی حال پر
گذرے کہ اُن کا کھانا اور پینا سب خون تھا۔ آخر موسیٰؑ سے شکایت کی اور یہ بلا بھی اُن سے
زائل ہو گئی لیکن اُن کا کفر و غرور زیادہ ہی ہوتا گیا۔ اس کے بعد حق تعالیٰ نے رجز یعنی سرخ
برف ان پر برسائی جس کو کبھی اُن لوگوں نے نہ دیکھا تھا اور اُن کی کثیر جماعت اس سے
ہلاک ہوئی۔ پھر اُن لوگوں نے فریاد کی اور موسیٰؑ سے کہا کہ اپنے پروردگار سے ہمارے لئے
دُعا کرو اُس بارہ میں جو اُس نے تم سے عہد کیا ہے کہ ہم قسم کھاتے ہیں کہ اگر رجز کو ہم سے
برطرف کردو گے تو یقیناً ہم تم پر ایمان لائیں گے اور بنی اسرائیل کو تمہارے ساتھ بھیج دیں
گے۔ پھر موسیٰؑ نے دُعا کی تو حق تعالیٰ نے اُس برف کو اُن سے برطرف کر دیا۔ اُن کی سرکشی
میں اور اضافہ ہوا حضرت موسیٰؑ نے درگاہ خدا میں مناجات کی کہ خداوند تو نے فرعون اور اُسکی
قوم کے رئیسوں کو مال و دولت دُنیاوی زندگی کے لئے عطا کی ہے جس کے سبب سے وہ
لوگوں کو گمراہی کرتے ہیں۔ خداوندا اُن کے مالوں کو زائل و متغیر کردے۔ حق تعالیٰ نے اُن
کے تمام اموال کو پتھر بنا دیا حتیٰ کہ گندم و جو اور تمام غلّہ اور کپڑے اور اسلحے جو کچھ بھی اُن کے
پاس تھا سب پتھر ہو گیا جس کی وجہ سے کسی چیز کو کام میں نہ لا سکتے تھے جب اس تنبیہہ سے

ترجمہ، اور ہم نے فرعونیوں کو قحطوں اور میووں کے نقصان میں پکڑا تاکہ نصیحت حاصل کریں
﴿۱۳۰﴾ تو جب ان کو آسائش حاصل ہوتی تو کہتے کہ ہم اس کے مستحق ہیں۔ اور اگر سختی پہنچتی تو
موسیٰ اور ان کے رفیقوں کی بدشگونی بتاتے۔ دیکھو ان کی بدشگونی خدا کے ہاں مقرر ہے لیکن ان میں
اکثر نہیں جانتے ﴿۱۳۱﴾ اور کہنے لگے کہ تم ہمارے پاس (خواہ) کوئی ہی نشانی لاؤ تاکہ اس سے ہم پر
جادو کرو۔ مگر ہم تم پر ایمان لانے والے نہیں ہیں ﴿۱۳۲﴾ تو ہم نے ان پر طوفان اور ٹڈیاں اور
جوئیں اور مینڈک اور خون کتنی کھلی ہوئی نشانیاں بھیجیں۔ مگر وہ تکبر ہی کرتے رہے اور وہ لوگ تھے
ہی گنہگار ﴿۱۳۳﴾

بھی متنبہ نہ ہوئے خدانے موسیٰؑ کو وحی کی کہ آج رات آلِ فرعون کی باکرہ لڑکیوں پر طاعون بھیجتا ہوں بلکہ ہر مادہ جو اُن میں ہوں گی خواہ انسان ہوں یا حیوان سب ہلاک ہو جائیں گی۔ جب موسیٰؑ نے یہ خوشخبری اپنی قوم کو دی فرعون کے جاسوسوں نے یہ خبر فرعون کو بھی پہنچادی۔ اُس نے کہا کہ بنی اسرائیل کی عورتوں کو لاؤ اُن میں سے ہر ایک کو ہم اپنی عورتوں کے ساتھ قید کر دیں تاکہ جب رات کو موت آئے بنی اسرائیل کی عورتوں کو تمہاری عورتوں سے نہ پہچان سکے اس تدبیر سے تمہاری کی عورتیں بچ جائیں۔ غرض جب رات آئی حق تعالیٰ نے اُن پر طاعون بھیجا تو اُن کی عورتیں اور مادہ حیوانات سب ہلاک ہو گئیں۔ صبح کو آلِ فرعون کی عورتیں تمام مردوں اور متعفن تھیں اور بنی اسرائیل کی عورتیں صحیح و سالم تھیں۔ اُس رات علاوہ چوپایوں کے اسی (۸۰) ہزار جانیں ضائع ہوئیں تو فرعون نے اُن کو رہا کیا اور کہا کہ میری قوم کے سردار میں تمہارے لئے بجز اپنے کوئی خدا نہیں جانتا۔ حقیقت یہ ہے کہ جب تک کسی کی عقل اس درجہ خراب نہیں ہو جاتی وہ جناب مقدس الٰہی کے مقابلہ میں خدائی کا دعویٰ نہیں کرتا۔ فرعون اور اس کی قوم کی عورتوں کے پاس مالِ دُنیا زر و جواہرات وغیرہ اس قدر زیادہ تھے کہ بغیر خدا کے کوئی احصا نہیں کر سکتا تھا۔ پھر حق تعالیٰ نے موسیٰؑ کو وحی کی کہ میں چاہتا ہوں کہ آلِ فرعون کے اموال بنی اسرائیل کو میراث میں دوں۔ بنی اسرائیل سے

ترجمہ، اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا کے پار اتارا تو وہ ایسے لوگوں کے پاس جا پہنچے جو اپنے بتوں (کی عبادت) کے لیے بیٹھے رہتے تھے۔ (بنی اسرائیل) کہنے لگے کہ موسیٰ جیسے ان لوگوں کے معبود ہیں۔ ہمارے لیے بھی ایک معبود بنا دو۔ موسیٰ نے کہا کہ تم بڑے ہی جاہل لوگ ہو ﴿۱۳۸﴾ یہ لوگ جس (شغل) میں (پھنسے ہوئے) ہیں وہ برباد ہونے والا ہے اور جو کام یہ کرتے ہیں سب بیہودہ ہیں ﴿۱۳۹﴾ (اور یہ بھی) کہا کہ بھلا میں کے سوا تمہارے لیے کوئی اور معبود تلاش کروں حالانکہ اس نے تم کو تمام اہلِ عالم پر فضیلت بخشی ہے ﴿۱٤۰﴾ (اور ہمارے ان احسانوں کو یاد کرو) جب ہم نے تم کو فرعونیوں (کے ہاتھ) سے نجات بخشی وہ لوگ تم کو بڑا دکھ دیتے تھے۔ تمہارے بیٹوں کو قتل کر ڈالتے تھے اور بیٹیوں کو زندہ رہنے دیتے تھے۔ اور اس میں تمہارے پروردگار کی طرف سے سخت آزمائش تھی ﴿۱٤۱﴾ اور ہم نے موسیٰ سے تیس رات کی میعاد مقرر کی۔ اور اس دس (راتیں) اور ملا کر اسے پورا (چلہ) کر دیا تو اس کے پروردگار کی چالیس رات کی میعاد پوری ہو گئی سورۃ الاعراف

کہو کہ اُن کے زیورات اور زینت کی چیزیں عاریت طلب کریں کیونکہ وہ لوگ بلاؤں کے خوف سے اور جو کچھ عذاب ان پر نازل ہو چکا ہے اُس کے سبب سے دینے میں مضائقہ نہ کریں گے جب اُن کے تمام مال عریتہً لے چکے تو حق تعالیٰ نے موسیٰؑ کو حکم دیا کہ بنی اسرائیل کو مصر سے باہر نکال لے جائیں۔

خدا کا پتہ لگانے کے لئے فرعون کا آسمان کی طرف جانا:

فرعون نے کہا، اے ہامان مٹی سے اینٹ بنا کر آگ میں پختہ کرو اور میرے لئے ایک قصر بلند تیار کرو شاید اُس پر جا کر موسیٰؑ کے خدا کا پتہ لگاؤ اور میں تو اُس کو دروغ گو سمجھتا ہوں۔ بیان کیا گیا ہے کہ ہامان نے ایک قصر اس قدر بلند تیار کیا کہ اُس پر کوئی ہوا کی زیادتی کے سبب ٹھہر نہیں سکتا تھا۔ اُس نے فرعون سے کہا کہ اس سے زیادہ بلند قصر نہیں بنایا جا سکتا۔ وہ قصر تیار ہوا تو خدا نے ایک ہوا بھیجی جس نے قصر کو جڑ سے اُکھیڑ پھینکا تو فرعون نے ایک صندوق بنوایا اور چار گدھ کے چوزے لے کر اُن کی تربیت کی جب وُہ بڑے ہو گئے صندوق کے ہر طرف لکڑیاں جوڑی گیئں۔ ہر لکڑی کے سرے پر گوشت کے ٹکڑے باندھے گئے اور گدھوں کو بہت بھوکا رکھا پھر ہر گدھ کے پیر کو اُن لکڑیاں سے باندھا اور فرعون اور ہامان اُس صندوق میں بیٹھے۔ وہ گدھ اُس گوشت کی خواہش میں اُڑے اور ہوا میں بلند ہوئے۔ تمام دن اُڑتے رہے۔ فرعون نے ہامان سے کہا کہ آسمان کی جانب نظر کرو اور دیکھو کہ ہم آسمان پر پہنچ گئے۔ ہامان نے دیکھا اور کہا کہ آسمان کو اتنی ہی دور دیکھتا ہوں جتنا کہ

ترجمہ، اور جب ان پر عذاب واقع ہوتا تو کہتے کہ موسیٰ ہمارے لیے اپنے پروردگار سے دعا کرو۔ جیسا اس نے تم سے عہد کر رکھا ہے۔ اگر تم ہم سے عذاب کو ٹال دو گے تو ہم تم پر ایمان بھی لے آئیں گے اور اسرائیل کو بھی تمہارے ساتھ جانے (کی اجازت) دیں گے ﴿۱۳۴﴾ پھر جب ہم ایک مدت کے لیے جس تک ان کو پہنچنا تھا ان سے عذاب دور کر دیتے تو وہ عہد کو توڑ ڈالتے ﴿۱۳۵﴾ تو ہم نے ان سے بدلہ لے کر ہی چھوڑا کہ ان کو دریا میں ڈبو دیا اس لیے کہ وہ ہماری آیتوں کو جھٹلاتے اور ان سے بے پروائی کرتے تھے ﴿۱۳۶﴾ سورۃ الاعراف

زمین سے دیکھتا تھا۔ کہا اچھا زمین کی جانب نظر کرو اُس نے دیکھا اور کہا زمین تو نہیں مگر دریا اور پانی دکھائی دیتا ہے۔ پھر اس قدر پرواز کی کہ آفتاب غروب ہو گیا اور دریا بھی نگاہوں سے اوجھل ہو گئے۔ جب آسمان کو دیکھا اتنی ہی دُور نظر آیا جتنا کہ پہلے دکھائی دیتا تھا۔ جب رات ہو گئی۔ ہامان نے آسمان کو دیکھا۔ فرعون نے پوچھا کیا ہم آسمان پر پہنچ گئے۔ اُس نے کہا ستاروں کو اُسی دُوری پر دیکھتا ہوں جیسے کہ زمین سے دیکھتا تھا اور زمین پر سیاہی اور تاریکی کے سوا کچھ نہیں دکھائی دیتا پھر وہ واپس ہو کر نیچے زمین پر آئے۔ فرعون کی سرکشی اور گمراہی پہلے سے بھی زیادہ ہو گئی اور جب فرعون اور اس کی قوم کے لوگوں نے ارادہ کیا کہ موسیٰؑ کے ساتھ مکر و حیلہ کریں اور اذیت پہنچائیں سب سے پہلے فرعون نے یہ تدبیر کی کہ ایک بلند عمارت تیار کرنے کا حکم دیا تاکہ عوام کو دکھائے کہ میں آسمان پر جا کر موسیٰؑ کے خدا سے جنگ کرنا چاہتا ہوں لہٰذا ہامان کو قصر تیار کرنے کا حکم دیا یہاں تک کہ پچاس ہزار کاریگرون کو اُس نے جمع کیا علاوہ ان لوگوں کے جنھوں نے اینٹیں بنائیں اور لکڑیاں تراشیں اور دروازے بنائے اور میخیں تیار کیں اور اتنی بلند عمارت بنائی کہ ابتدائے دُنیا سے اُس وقت تک کوئی عمارت اُس کے برابر بلند نہیں بنائی گئی تھی۔ اُس عمارت کی بنیاد ایک پہاڑ پر رکھی گئی تھی۔ جب وہ تیار ہو گئی تو حق تعالیٰ نے پہاڑ میں زلزلہ پیدا کیا اور وُہ عمارت بنانے والوں اور کام کرنے والوں اور تمام موجود لوگوں پر منہدم ہو گئی اور سب ہلاک ہو گئے۔ اس وقت فرعون

ترجمہ، اور ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر بھیجا کہ اپنی قوم کو تاریکی سے نکال کر روشنی میں لے جاؤ۔ اور ان کو خدا کے دن یاد دلاؤ اس میں ان لوگوں کے لیے جو صابر و شاکر ہیں (قدرت خدا کی) نشانیاں ہیں ﴿۵﴾ اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ خدا نے جو تم پر مہربانیاں کی ہیں ان کو یاد کرو جب کہ تم کو فرعون کی قوم (کے ہاتھ) سے مخلصی دی وہ لوگ تمہیں بُرے عذاب دیتے تھے اور تمہارے بیٹوں کو مار ڈالتے تھے اور عورت ذات یعنی تمہاری لڑکیوں کو زندہ رہنے دیتے تھے اور اس میں تمہارے پروردگار کی طرف سے بڑی (سخت) آزمائش تھی ﴿۶﴾ اور جب تمہارے پروردگار نے آگاہ کیا کہ اگر شکر کرو گے تو میں تمہیں زیادہ دوں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو (یاد رکھو کہ) میرا عذاب بھی سخت ہے ﴿۷﴾ اور موسیٰ نے (صاف صاف) کہہ دیا کہ اگر تم اور جتنے اور لوگ زمین میں ہیں سب کے سب ناشکری کرو تو خدا بھی بے نیاز (اور) قابل تعریف ہے ﴿۸﴾ سورۃ ابراھیم

نے موسیٰؑ سے کہا کہ تم کہتے ہو کہ تمہارا پروردگار عادل ہے اور ظلم نہیں کرتا۔ یہ اُس کی عدالت تھی کہ اتنے لوگوں کو ہلاک کر دیا۔ بس ہمارے پاس سے دُور ہو اپنے ساتھیوں کو لے جاؤ اور اپنے پروردگار کی رسالت انہیں کو پہنچاؤ۔

بنی اسرائیل کا فرعون سے علیٰحدہ ہونا:

حق تعالیٰ نے موسیٰؑ کو وحی کی کہ اُس سے علیٰحدہ ہو جاؤ اور اُس کو اُس کے حال پر چھوڑ دو۔ کیونکہ وہ تمہارے واسطے لشکر جمع کرنا چاہتا ہے تاکہ تم سے جنگ کرے۔ لہٰذا اُس سے ایک مدّت طے کر لو اور اپنے لشکر کو اُس سے الگ کر لو کہ تمہاری امان میں رہیں اور عمارتیں بناؤ اور اپنے مکانات ایک دُوسرے کے پاس تیار کرو یا قبیلہ کے موافق بناؤ۔ خدا نے ہر ایک کو حکم دیا کہ اپنے مکانوں میں نمازیں پڑھیں۔ موسیٰؑ نے فرعون سے چالیس روز کی مدّت طے کی۔ خدا نے وحی فرمائی کہ فرعون تمہارے لئے لشکر جمع کرتا ہے مگر تم خوف نہ کرو۔ میں اُس کا مکر و ضرر تم سے دفع کر دوں گا۔ پھر موسیٰؑ فرعون کے دربار سے نکلے۔ اُس وقت تک عصا اُسی طرح ایک خوفناک اژدہا بنا ہوا تھا۔ موسیٰؑ اس کے پیچھے دوڑتے اور چلاتے

ترجمہ، پھر ان (پیغمبروں) کے بعد ہم نے موسیٰ کو نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے اعیانِ سلطنت کے پاس بھیجا تو انہوں نے ان کے ساتھ کفر کیا۔ سو دیکھ لو کہ خرابی کرنے والوں کا انجام کیا ہوا ﴿۱۰۳﴾ اور موسیٰ نے کہا کہ اے فرعون میں رب العالمین کا پیغمبر ہوں ﴿۱۰۴﴾ مجھ پر واجب ہے کہ خدا کی طرف سے جو کچھ کہوں سچ ہی کہوں۔ میں تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے نشانی لے کر آیا ہوں۔ سو بنی اسرائیل کو میرے ساتھ جانے کی رخصت دے دیجیے ﴿۱۰۵﴾ فرعون نے کہا اگر تم نشانی لے کر آئے ہو تو اگر سچے ہو تو لاؤ (دکھاؤ) ﴿۱۰۶﴾ موسیٰ نے اپنی لاٹھی (زمین پر) ڈال دی تو وہ اسی وقت صریح اژدھا (ہو گیا) ﴿۱۰۷﴾ اور اپنا ہاتھ باہر نکالا تو اسی دم دیکھنے والوں کی نگاہوں میں سفید براق (تھا) ﴿۱۰۸﴾ تو قوم فرعون میں جو سردار تھے وہ کہنے لگے کہ یہ بڑا علامہ جادو گر ہے ﴿۱۰۹﴾ اس کا ارادہ یہ ہے کہ تم کو تمہارے ملک سے نکال دے۔ بھلا تمہاری کیا صلاح ہے؟ ﴿۱۱۰﴾ انہوں نے (فرعون سے) کہا کہ فی الحال موسیٰ اور اس کے بھائی کے معاملے کو معاف رکھیے اور شہروں میں نقیب روانہ کر دیجیے ﴿۱۱۱﴾ سورۃ الاَعراف

اور اُس سے بھاگتے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے لشکر میں داخل ہوئے اور عصا کو اُٹھالیا۔ وہ اپنی اصلی صورت میں ہو گیا۔ حضرت نے اپنی قوم کو جمع کیا اور ایک مسجد بنائی۔ جب چالیس روز کی مہلت ختم ہو گئی حق تعالیٰ نے موسیٰؑ کو وحی کی رات کو میرے بندوں کو لے کر مصر سے نکل جاؤ اور حضرت یوسفؑ کے جسد مبارک کو مصر سے نکال لے جائیں تاکہ فرعون پر عذاب نازل ہو۔ فرعون اور اس کے لشکر والے تمہارے پیچھے آئیں گے۔ اس روز چاند نکلنے میں تاخیر ہوئی تو موسیٰؑ نے سمجھا کہ چونکہ یوسفؑ کے جسد مبارک کر مصر سے باہر نہیں کیا گیا اس لئے عذاب میں دیر ہو رہی ہے۔ اُن کا جسد کس مقام پر مدفون ہے لوگوں نے کہا ایک ضعیفہ جانتی ہے۔ اُس کو حاضر کیا گیا وُہ ایک نہایت بوڑھی نابینا اور کمزور عورت تھی۔ موسیٰؑ نے اُس سے پوچھا کہ یوسفؑ کے قبر کی جگہ تو جانتی ہے۔ اُس نے کہا ہاں مگر بتاؤں گی نہیں۔ جب تک کہ چار چیزیں آپ مجھے نہ دیں گے اور دوسری روایت کے بموجب اُس نے کہا کہ اپنے درجہ میں بہشت میں مجھے جگہ دیجئے۔ اُن حضرت پر اُس کے سوالات دشوار معلوم ہوئے۔ حق تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ اے موسیٰؑ جو وہ چاہتی ہے اُس کو عطا کرو جو کچھ تم دے دو گے میں اُس کو مرحمت کروں گا۔ حضرت نے اُس وقت دُعا کی اور اُس کی حاجتیں پُوری ہوئیں تو اُس نے دریائے نیل کے کنارے یوسفؑ کی قبر کی جگہ بتائی۔ اُن حضرت کا جسد مبارک سنگ مرمر کے ایک صندوق میں تھا۔ اُس کو نکال لیا تو اُسی وقت چاند طلوع ہوا۔ پھر یوسفؑ کے جسم اقدس کو شام کی جانب لے گئے اور اُسی جگہ دفن کیا۔ اسی سبب سے اہل کتاب اپنے مردوں کو

ترجمہ، اور فرعون نے کہا کہ اے اہلِ دربار میں تمہارا اپنے سوا کسی کو خدا نہیں جانتا تو ہامان میرے لئے گارے کو آگ لگوا (کر اینٹیں پکوا) دو پھر ایک (اُونچا) محل بنادو تاکہ میں موسیٰ کے خدا کی طرف چڑھ جاؤں اور میں تو اُسے جھوٹا سمجھتا ہوں ﴿۳۸﴾ اور وہ اور اس کے لشکر ملک میں ناحق مغرور ہو رہے تھے اور خیال کرتے تھے کہ وہ ہماری طرف لوٹ کر نہیں آئیں گے ﴿۳۹﴾ تو ہم نے اُن کو اور اُن کے لشکروں کو پکڑ لیا اور دریا میں ڈال دیا۔ سو دیکھ لو ظالموں کا کیسا انجام ہوا ﴿۴۰﴾ اور ہم نے ان کو پیشوا بنایا تھا وہ (لوگوں) کو دوزخ کی طرف بلاتے تھے اور قیامت کے دن اُن کی مدد نہیں کی جائے گی ﴿۴۱﴾ اور اس دنیا سے ہم نے اُن کے پیچھے لعنت لگادی اور وہ قیامت کے روز بھی بدحالوں میں ہوں گے ﴿۴۲﴾ سورۃ القصص

شام میں منتقل کرتے ہیں۔ آخر کار موسیٰؑ بنی اسرائیل کو لے کر مصر سے روانہ ہوئے اور بنی اسرائیل کو لے کر دریائے نیل کے کنارے آئے تاکہ دریا سے گذریں۔ موسیٰؑ نے کہا خداوندا دریا ان کے درمیان حائل ہے کیونکہ دریا کو عبور کریں گے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میں دریا کو حکم دیتا ہوں وہ تمہارا مطیع ہو جائے گا اور تمہارے لئے شگافت ہو گا۔ موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کو جمع کیا اور رات ہی میں ساحل کو روانہ ہو گئے۔ جب اُن کے چلے جانے کی خبر فرعون کو ہوئی۔ اُس نے اپنا لشکر جمع کیا اور اُن کے تعاقب میں روانہ ہوا اور جب وہ لوگ دریا کے کنارے پہنچے۔ ایک مقدمہ لشکر بنا کر آگے بھیجا اور خود ایک لاکھ سواروں کے ساتھ روانہ ہوا جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے اُن لوگوں کو باغوں، چشموں اور خزانوں اور عمدہ منزلوں سے نکالا اور ان چیزوں کو بنی اسرائیل کو عطا کیا۔ وہ لوگ طلوع آفتاب کے وقت موسیٰؑ کے تعاقب میں روانہ ہوئے جب موسیٰؑ دریا کے کنارے پہنچے اور فرعون اُن کے نزدیک ہوا۔ اصحاب موسیٰؑ نے کہا کہ یہ لوگ ہمارے قریب آ گئے۔ موسیٰؑ نے کہا اُن کو ہم پر قابو نہیں ہو سکتا ہمارا خدا ہمارے ساتھ ہے۔ وہ ہم کو دشمنوں کے شر سے نجات دے گا۔ پھر موسیٰؑ نے دریا سے خطاب کیا کہ شگافتہ ہو جا دریا سے آواز آئی کہ اے موسیٰؑ تکبّر کرتے ہو کہ مجھ کو حکم دیتے ہو کہ تمہارے لئے شگافتہ ہو جاؤں حالانکہ میں نے یک چشم زون کے لئے کبھی خدا کی معصیت نہیں کی ہے اور تمہارے پاس بہت سے ایسے لوگ ہیں جنھوں نے بہت معصیت کی ہے موسیٰؑ نے کہا اے دریا خدا کی نافرمانی سے پرہیز کر اور تو جانتا ہے کہ آدمؑ

ترجمہ، فرعون نے کہا کہ تمام جہان مالک کیا (۲۳) کہا کہ آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان دونوں میں ہے سب کا مالک۔ بشرطیکہ تم لوگوں کو یقین ہو (۲۴) فرعون نے اپنے اہالی موالی سے کہا کہ کیا تم سنتے نہیں (۲۵) (موسیٰ نے) کہا کہ تمہارا اور تمہارے پہلے باپ دادا کا مالک (۲۶) (فرعون نے) کہا کہ (یہ) پیغمبر جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے باؤلا ہے (۲۷) موسیٰ نے کہا کہ مشرق اور مغرب اور جو کچھ ان دونوں میں ہے سب کا مالک، بشرطیکہ تم کو سمجھ ہو (۲۸) (فرعون نے) کہا کہ اگر تم نے میرے سوا کسی اور کو معبود بنایا تو میں تمہیں قید کر دوں گا (۲۹) (موسیٰ نے) کہا خواہ میں آپ کے پاس روشن چیز لاؤں (یعنی معجزہ) (۳۰) فرعون نے کہا اگر سچے ہو تو اسے لاؤ (دکھاؤ) (۳۱) الشعراء

نافرمانی کی وجہ سے بہشت سے نکالے گئے اور شیطان خدا کی معصیت کے سبب ملعون ہوا۔ دریا نے کہا میرا پروردگار بہت بلند ہے اور اُس کا حکم قابل اطاعت ہے اور کسی چیز کو مناسب نہیں ہے کہ اس کی نافرمانی کرے اگر وہ فرمائے تو میں اطاعت کروں۔ اسی اثنا میں فرعون کے لشکر کا طلیعہ نمودار ہوا جو کے مقدمۂ لشکر میں چھ لاکھ اور ساقۂ لشکر میں ایک لاکھ سپاہی تھے۔ بنی اسرائیل نے موسیٰؑ سے کہا کہ تم نے ہم کو فریب دیا اور ہلاک کیا۔ اگر چھوڑ دیتے تو آل فرعون ہم کو صرف غلام بناتے وہ بہتر تھا اس سے کہ اب ہم اُن کے ہاتھ سے مارے جائیں گے۔ موسیٰؑ نے کہا ایسا نہیں ہے۔ یقیناً میرا پروردگار میرے ساتھ ہے اور نجات کے راستہ پر میری رہبری کرتا ہے۔ موسیٰؑ کو قوم کی بیوقوفی ناگوار معلوم ہوئی۔ وہ لوگ کہتے تھے کہ اے موسیٰؑ تم نے ہم سے وعدہ کیا تھا کہ دریا ہمارے لئے شگافتہ ہو جائے گا۔ اب فرعون اور اس کے لشکر والے ہمارے پاس آن پہنچے اور قریب ہو گئے۔ پھر موسیٰؑ نے دُعا کی تو حق تعالیٰ نے اُن کو وحی فرمائی کہ میری توحید کے اقرار کی تجدید کریں اور اپنے دلوں میں محمدؐ کو یاد کریں جو میرے تمام بندوں میں سب سے زیادہ بہتر ہیں اور برادر محمدؐ و آل محمدؐ کی جو قدر و منزلت تیرے نزدیک ہے۔ موسیٰؑ نے کہا کہ ہم اُسی کی تجھ کو قسم دیتے ہیں کہ ہم کو پانی سے گذار دے۔ اس کے بعد موسیٰؑ نے اپنی قوم سے یہ کہا کہ اگر ایسا کہدو گے تو خداوند عالم تمہارے لئے پانی کو زمین کے مانند سخت کر دیگا تاکہ اُس پر سے تم لوگ گذر جاؤ۔ بنی اسرائیل نے کہا کہ ہمیشہ تم ہم لوگوں پر چند چیزیں وارد کرتے ہو جسے ہم نہیں پسند کرتے۔ ہم فرعون کے خوف سے بھاگے اور تم کہتے ہو کہ یہ کلمات کہو اور بے پایاں دریا میں پیر رکھو اور چلو حالانکہ ہم نہیں جانتے کہ اگر ایسا کریں تو ہمارے سر پر کیا گذرے گی۔ اُس وقت قالب بن یوقنا موسیٰؑ کے

ترجمہ،اور ہم نے موسیٰؑ کی طرف وحی بھیجی کہ ہمارے بندوں کو راتوں رات نکال لے جاؤ پھر ان کے لئے دریا میں (لاٹھی مار کر) خشک رستہ بنا دو پھر تم کو نہ تو (فرعون کے) آ پکڑنے کا خوف ہو گا اور نہ (غرق ہونے کا) ڈر ﴿۷۷﴾ پھر فرعون نے اپنے لشکر کے ساتھ ان کا تعاقب کیا تو دریا (کی موجوں) نے ان پر چڑھ کر انہیں ڈھانک لیا (یعنی ڈبو دیا) ﴿۷۸﴾ اور فرعون نے اپنی قوم کو گمراہ کر دیا اور سیدھے رستے پر نہ ڈالا ﴿۷۹﴾

سورۃ طٰہٰ

پاس ایک گھوڑے پر سوار ہو کر آئے۔اُس نے کہااے پیغمبر خدا کیا آپ کو خدا نے یہ حکم دیا
ہے کہ ہم لوگ ان کلمات کو زبان پر جاری کریں اور دریا میں داخل ہوں۔ موسیٰؑ نے کہاہاں،
اُس نے کہا کیا آپ حکم دیتے ہیں کہ ہم ایسا کریں فرمایاہاں۔ یہ سُن کر وہ کھڑا ہوا اور توحید کا
اقرار کیا اور محمدؐ کی پیغمبری اور علیؑ اور اُن کی آل طاہرہ کی ولایت کا دل میں اعادہ کیا جس طرح
کہ مامور ہوا تھا اور کہا خداوندا اُن کے مرتبہ کی تجھ کو قسم دیتا ہوں کہ مجھ کو اس پانی سے عبور
کرادے پھر اپنے گھوڑے کو پانی میں ڈالا تو پانی گھوڑے کے پیروں تلے نرم زمین کی طرح
ہو گیا اور آخر خلیج تک پہنچا جو کہ وہاں سے چار فرسخ تھی اور پھر وہاں سے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا
واپس آیا اور بنی اسرائیل کی جانب رُخ کر کے بولا کہ موسیٰؑ کی اطاعت کرو یہ دُعا نہیں ہے بلکہ
بہشت کے دروازوں کی کنجی اور جہنم کے دروازوں کا قفل ہے اور روزیوں کے نازل ہونے کا
سبب اور خدا کے بندوں اور کنیزوں کے لئے رضائے الٰہی حاصل کرنے کی ضامن ہے۔ لیکن
بنی اسرائیل نے انکار کیا اور کہا ہم تو زمین ہی پر چلیں گے تو خدا نے موسیٰؑ پر وحی بھیجی کہ اپنے
عصا کو دریا پر مارو اور کہو بحق محمدؐ و آل محمدؐ ہمارے لئے دریا کو شگافتہ فرما۔ جب ایسا کیا تو دریا کی
زمین آخر تک ظاہر ہو گئی۔ موسیٰؑ نے کہا اب چلو اُن لوگوں نے کہا کہ دریا کی زمین میں کیچڑ
ہے ہم کو خوف ہے کہ کیچڑ میں کہیں پھنس نہ جائیں۔ تو خدا نے موسیٰؑ کو وحی کی کہ کہو خداوندا
محمدؐ اور اُن کی آل طاہرہ و پاکیزہ کی عزّت کی تجھ کو قسم کہ دریا کی زمین کو خشک کر دے۔ اسی
وقت خدا نے بادصبا کو بھیجا اُس نے دریا کی زمین کو خشک کر دیا۔ موسیٰؑ نے کہا اب داخل ہو اُن
لوگوں نے کہا کہ ہم بارہ اسباط ہیں یعنی بارہ باپ کی اولاد، اگر دریا میں ایک ہی راستہ سے چلیں

ترجمہ: اور ہم نے موسیٰؑ کی طرف وحی بھیجی کہ ہمارے بندوں کو رات کو لے نکلو کہ (فرعونیوں کی
طرف سے) تمہارا تعاقب کیا جائے گا ﴿۵۲﴾ تو فرعون نے شہروں میں نقیب راونہ کئے ﴿۵۳﴾ (اور
کہا) کہ یہ لوگ تھوڑی سی جماعت ہے ﴿۵۴﴾ اور یہ ہمیں غصہ دلا رہے ہیں ﴿۵۵﴾ اور ہم سب
باساز و سامان ہیں ﴿۵۶﴾ تو ہم نے ان کو باغوں اور چشموں سے نکال دیا ﴿۵۷﴾ اور خزانوں اور نفیس
مکانات سے ﴿۵۸﴾ (ان کے ساتھ ہم نے) اس طرح (کیا) اور ان چیزوں کا وارث بنی اسرائیل کو کر
دیا ﴿۵۹﴾ تو انہوں نے سورج نکلتے (یعنی صبح کو) ان کا تعاقب کیا ﴿۶۰﴾ سورۃ الشعراء

گے توہر سبط ایک دوسرے سے پہلے چلنا چاہے گا۔ اس لئے ہم لوگوں کو اندیشہ ہے کہ ہمارے درمیان فتنہ و نزاع واقع نہ ہو۔ اگر ہر سبط علیحدہ راستہ سے چلے گا تو فتنہ و فساد سے بیخوف رہے گا۔ خدانے موسیٰؑ کو حکم دیا کہ دریا میں بارہ طرف عصا ماریں اور کہیں کہ محمدؐ اور اُن کی آل طاہرہ کے حق سے میں سوال کرتا ہوں کہ دریا کی زمین کو ہمارے لئے ظاہر کردے اور ہمارے الم کو دفع فرمادے۔ اس طرح بارہ راستے پیدا ہوگئے اور بادصبا نے زمین کو خشک کردیا۔ تو موسیٰؑ نے کہا چلو اُن لوگوں نے کہا ہم میں سے ہر گروہ ایک راستہ سے چلے گا۔ اُس سبط نے جو موسیٰؑ کے ساتھ تھا شور و غل مچایا کہ ہمارے بھائی یعنی دوسرے اسباط کیا ہوئے۔ موسیٰؑ نے کہا وہ تمارے مثل دریا کی سیر کررہے ہیں۔ لوگوں نے موسیٰؑ کی تصدیق نہ کی تو موسیٰؑ نے اپنے عصا سے اُن پانی کے پہاڑوں پر جو راستوں کے درمیان بحکم خدا استادہ ہوگئے تھے مارا اور کہا خداوندا بحق محمدؐ و آل محمدؐ میں سوال کرتا ہوں کہ کھلے ہوئے طاق ان پانی کی دیواروں میں بنادے تاکہ ایک دوسرے کو دیکھ سکے۔ یہاں تک کہ خدانے دریا کو حکم دیا تو وہ مشبک ہوگیا اور پانی کی دیواروں میں بہت سے طاق پیدا ہوگئے۔ جس سے ایک دوسرے کو دیکھتے تھے اور گفتگو کرتے تھے۔ جب فرعون اپنے لشکر کے ساتھ دریا کے کنارے پہنچا اور اس عظیم معجزہ کو مشاہدہ کیا تو اپنے اصحاب کی جانب رُخ کرکے بولا کہ میں نے اس دریا کو تمہارے لئے شگافتہ کیا ہے تاکہ عبور کرو لیکن کوئی جرات نہیں کرتا تھا کہ دریا میں داخل ہو۔ اُن کے گھوڑے بھی پانی کے ہول سے بھاگ رہے تھے۔ جب فرعون اپنے گھوڑے کو دریا میں لے چلا۔ اُس کا منجم اُس کے پاس آیا اور کہا کہ اس میں داخل نہ ہو جیسے اُس نے نہ مانا اور

ترجمہ، جب دونوں جماعتیں آمنے سامنے ہوئیں تو موسیٰ کے ساتھی کہنے لگے کہ ہم تو پکڑ لئے گئے ﴿۶۱﴾ موسیٰ نے کہا ہر گز نہیں میرا پروردگار میرے ساتھ ہے وہ مجھے رستہ بتائے گا ﴿۶۲﴾ اس وقت ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ اپنی لاٹھی دریا پر مارو۔ تو دریا پھٹ گیا۔ اور ہر ایک ٹکڑا (یوں) ہوگیا (کہ) گویا بڑا پہاڑ (ہے) ﴿۶۳﴾ اور دوسروں کو وہاں ہم نے قریب کردیا ﴿۶۴﴾ اور موسیٰ اور ان کے ساتھ والوں کو تو بچا لیا ﴿۶۵﴾ پھر دوسروں کو ڈبو دیا ﴿۶۶﴾ بے شک اس (قصے) میں نشانی ہے۔ لیکن یہ اکثر ایمان لانے والے نہیں ﴿۶۷﴾ اور تمہارا پروردگار تو غالب (اور) مہربان ہے ﴿۶۸﴾

سورۃ الشعراء

گھوڑے کا مارا کہ دریا میں داخل کرے مگر گھوڑا رُکا رہا۔ فرعون کا تمام لشکر نر گھوڑوں پر سوار تھا۔ جبرئیل ایا اسپ مادہ پر سوار ہو کر آئے اور اُن لوگوں کے آگے دریا میں چلے یہ دیکھ کر اُن لوگوں کے گھوڑے اُس مادہ کے پیچھے دریا میں داخل ہوئے اور جب موسیٰؑ کا آخری ساتھی دریا سے نکلا فرعون کا آخری ہمراہی دریا میں داخل ہوا اور جب فرعون کے تمام اصحاب دریا کے بیچ میں پہنچ گئے تو حق تعالیٰ نے ہوا کہ حکم دیا کہ ان کو غرق کرے تو پانی کے پہاڑ آپس میں یکبار گی ان لوگوں پر گر پڑے اُس وقت فرعون نے کہا کہ میں اُس خدا پر ایمان لایا جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور اُس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور میں مسلمان ہوا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اب ایمان لاتا ہے حالانکہ پہلے نافرمان اور زمین میں فساد کرنے والا تھا۔ ہاں آج تیرے جسم کو نجات دوں گا۔ اُس وقت جبرئیل نے ایک مٹھی کیچڑ لے کر اُس کے مُنہ میں پھر دیا اور کہا جبکہ عذاب خدا تجھ پر نازل ہوا تب ایمان لاتا ہے قبل اس کے زمین میں فساد کرنے والا تھا۔ غرض وہ سب غرق ہو گئے اور ان لوگوں میں موسیٰؑ کے ساتھیوں میں سے ایک شخص کا باپ بھی تھا۔ جب فرعون کے لشکر والے موسیٰؑ کے پاس پہنچے تو وہ شخص واپس آیا تاکہ اپنے باپ کو نصیحت کرے اور موسیٰؑ سے ملحق کر دے۔ وہ اپنے باپ سے گفتگو کرتا ہوا اور اس کو سمجھاتا ہوا دریا میں داخل ہوا اور وہ دونوں غرق ہو گئے۔ جناب موسیٰؑ کو معلوم ہوا تو فرمایا کہ وہ تو رحمت خدا سے واصل ہوا لیکن جب عذاب الٰہی نازل ہوتا ہے اُن لوگوں سے جو گناہگاروں کے ہمسایہ ہیں دفع نہیں ہوتا بلکہ اُن کو بھی گھیر لیتا ہے۔ اس کے علاوہ وہ لوگ بھی

ترجمہ، اور ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف بھیجا تو انہوں نے کہا کہ میں پروردگار عالم کا بھیجا ہوا ہوں ﴿۴۶﴾ جب وہ ان کے پاس ہماری نشانیاں لے کر آئے تو وہ نشانیوں سے ہنسی کرنے لگے ﴿۴۷﴾ اور جو نشانی ہم ان کو دکھاتے تھے وہ دوسری سے بڑی ہوتی تھی اور ہم نے ان کو عذاب میں پکڑ لیا تاکہ باز آئیں ﴿۴۸﴾ اور کہنے لگے کہ اے جادوگر اس عہد کے مطابق جو تیرے پروردگار نے تجھ سے کر رکھا ہے اس سے دعا کر بے شک ہم ہدایت یاب ہو جائیں گے ﴿۴۹﴾ سو جب ہم نے ان سے عذاب کو دور کر دیا تو وہ عہد شکنی کرنے لگے ﴿۵۰﴾ اور فرعون نے اپنی قوم سے پکار کر کہا کہ اے قوم کیا مصر کی حکومت میرے ہاتھ میں نہیں ہے۔ اور یہ نہریں جو میرے (محلوں کے) نیچے بہہ رہی ہیں (میری نہیں ہیں) کیا تم دیکھتے نہیں ﴿۵۱﴾ سورۃ الزخرف

عذاب میں آئے جو موسیٰؑ پر ایمان لائے تھے مگر فرعون کے لشکر سے مل گئے تاکہ جب تک کہ موسیٰؑ کے غلبہ کا اثر ظاہر نہ ہو ہم فرعون کی دُنیا سے متنفع ہوں گے اور اُس سے ملے رہیں۔ حق تعالیٰ نے پانی کو حکم دیا کہ فرعون کے مردہ جسم کو اُوپر کردے تاکہ بنی اسرائیل یہ نہ سمجھیں کہ وہ نہیں مرا بلکہ پوشیدہ ہوگیا ہے۔ کیونکہ جب موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کو خبر دی کہ فرعون کو خدا نے غرق کردیا۔ اُن لوگوں کو یقین نہ ہوا کہنے لگے کہ اُس کی خلقت ایسی نہ تھی کہ مر جائے تو خدا نے دریا کو حکم دیا کہ فرعون کو ساحل پر پہنچادے تاکہ ایک نشانی ہو چونکہ وہ سب فرعون کو اپنا پروردگار جانتے تھے۔ حق تعالیٰ نے اس کے مردہ جسم کو ساحل پر ڈال دیا تاکہ دیکھنے والوں کی عبرت اور نصیحت کا سبب ہو۔ حق تعالیٰ نے فرعون کو دو کلموں کے درمیان چالیس سال تک مہلت دی۔ اوّل اس نے یہ کہا کہ میرے سوا تمہارا کوئی خدا نہیں ہے۔ اور آخر میں کہا کہ میں تمہارا بلند تر پروردگار ہوں۔ لہٰذا اُس کو دو کلموں کی وجہ سے دُنیا و عقبیٰ میں معذب کیا جس وقت کہ موسیٰؑ و ہارونؑ نے فرعون پر نفریں کی اور حق تعالیٰ نے اُن پر وحی فرمائی کہ تمہاری دُعا مقبول ہوئی اور جس وقت کہ اجابت دُعا ظاہر ہوئی یعنی فرعون غرق ہوا تو چالیس سال گذر چکے تھے۔ فرعون اُن پانچ افراد میں سے ہے جن پر قیامت کے روز سب سے زیادہ سخت عذاب ہوگا۔ خداوند عالم اپنے سرکش بندوں کا امتحان اپنے دوستوں کے ذریعہ سے لیتا ہے جو ان کی نظر میں کمزور دکھائی دیتے ہیں۔

ترجمہ، بے شک میں اس شخص سے جو کچھ عزت نہیں رکھتا اور صاف گفتگو بھی نہیں کر سکتا کہیں بہتر ہوں ﴿۵۲﴾ تو اس پر سونے کے کنگن کیوں نہ اُتارے گئے یا (یہ ہوتا کہ) فرشتے جمع ہو کر اس کے ساتھ آتے ﴿۵۳﴾ غرض اس نے اپنی قوم کی عقل مار دی۔ اور انہوں نے اس کی بات مان لی۔ بے شک وہ نافرمان لوگ تھے ﴿۵۴﴾ جب انہوں نے ہم کو خفا کیا تو ہم نے ان سے انتقام لے کر اور ان سب کو ڈبو کر چھوڑا ﴿۵۵﴾ اور ان کو گئے گزرے کر دیا اور پچھلوں کے لئے عبرت بنا دیا ﴿۵۶﴾

بنی اسرائیل کا ارض مقدس کی طرف جانا:

روایت ہے کہ حق تعالیٰ سے وعدہ کیا تھا کہ ان کو اور اُن کی قوم کو ارض مقدس شام عطا فرمائے گا اور اُن کا مسکن قرار دے گا اور قوم عمالقہ کو جو اُس وقت شام پر قابض تھے ہلاک کرے گا۔ جب بنی اسرائیل فرعون کے غرق ہونے کے بعد مصر میں داخل ہوئے تو خدا نے بنی اسرائیل کو فرعون اور اُس کے ساتھیوں کے تمام اموال و مکانات میراث میں عطا فرمائے کہ بنی اسرائیل کا ایک ایک آدمی اُن کے کئی کئی مکانوں پر قابض ہوا۔ حق تعالیٰ نے اُن کو حکم دیا کہ ملک شام کے شہر اریحا کی جانب متوجہ ہوں کیوں کہ میں نے مقدر فرمایا ہے کہ وہ شہر تمہارا مستقر ہو لہٰذا جاؤ اور عمالقہ سے جنگ کرو اور اریحا پر تصرف کرو اور موسیٰؑ کو حکم دیا کہ اپنی قوم کے بارہ نقیب مقرر کریں ہر سبط کا ایک نقیب ہو جو اُن کا سردار ہو۔ بنی اسرائیل نے کہا کہ جب تک اُن کا حال ہم پر ظاہر نہ ہو ہم اُن سے جنگ کے لئے نہ جائیں گے۔ جناب موسیٰؑ نے ان نقیبوں کو قوم عمالقہ کا حال دریافت کرنے کے لئے بھیجا۔ جب وہ شہر اریحا کے قریب پہنچے ایک سرکش شخص عوج بن عناق سے اُن کی ملاقات ہوئی۔ روایت میں ہے کہ اُس کا قد تیئس ہزار تین سو تیس ہاتھ تھا۔ وہ مچھلی دریا کی تہہ میں سے پکڑ کر آفتاب سے بُھون کر کھالیا کرتا تھا۔ طوفان نوح میں پانی اُس کے زانوؤں تک تھا۔ اُس کی عمر تین ہزار سال کی تھی۔ اُس کی ماں خناق حضرت آدمؑ کی دختر تھی۔ غرضکہ جب عوج نے نقیبوں کو دیکھا اُن کو اپنے دامن میں اٹھالیا اور اپنی زوجہ کے پاس لاکر رکھ دیا اور کہا کہ یہ

ترجمہ، اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار کر دیا تو فرعون اور اس کے لشکر نے سرکشی اور تعدی سے ان کا تعاقب کیا۔ یہاں تک کہ جب اس کو غرق (کے عذاب) نے آپکڑا تو کہنے لگا کہ میں ایمان لایا کہ جس (خدا) پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں فرمانبرداروں میں ہوں ﴿۹۰﴾ (جواب ملا کہ) اب (ایمان لاتا ہے) حالانکہ تو پہلے نافرمانی کرتا رہا اور مفسد بنا رہا ﴿۹۱﴾ تو آج ہم تیرے بدن کو (دریا سے) نکال لیں گے تاکہ تو پچھلوں کے لئے عبرت ہو۔ اور بہت سے لوگ ہماری نشانیوں سے بے خبر ہیں ﴿۹۲﴾ سورۃ یونس

جماعت مجھ سے لڑنے آئی ہے اور چاہا کہ پیر سے اُن سب کو کچل کر ہلاک کر دے۔ زوجہ نے کہا کہ ان کو چھوڑ دو تا کہ تمہارا حال جا کے اپنی قوم سے بیان کریں۔ وہ لوگ وہاں سے آئے اور تمام شہر میں گھوم پھر کر اُن کے حالات دریافت کئے۔ اُن کے ایک خوشۂ انگور کو اُس کی ٹہنیوں کے ساتھ بنی اسرائیل کے پانچ آدمی اُٹھا سکتے تھے اور انار کے نصف پوست پر چار آدمی بیٹھ سکتے تھے۔ عوج بن عناق کی موت کے بارے یہ روایت ہے کہ وہ پہاڑ سے ایک چٹان موسیٰؑ کے لشکر گاہ کے برابر اُکھاڑ لایا، تاکہ اُن کے لشکر پر پھینکے۔ حق تعالیٰ نے ہدہد کو بھیجا کہ اُس پتھر میں سوراخ کر دے تو وہ پتھر اُس کے گلے میں طوق کی طرح پڑ گیا اور وہ زمین پر گر پڑا۔ جب حضرت موسیٰؑ آئے اور آپ نے جست کر کے عصا کو عوج کے ٹخنے پر مارا اور وہ ہلاک ہوا۔ حضرت موسیٰؑ کا قد دس ہاتھ تھا اور عصا دس ہاتھ لمبا تھا اور آپ نے دس ہاتھ جست کر کے عصا مارا تھا۔

الغرض جب نقبا اپنی قوم کی طرف روانہ ہوئے انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ جو کچھ ہم نے دیکھا ہے اگر بنی اسرائیل سے بیان کر دیں گے تو وہ لوگ موسیٰؑ کے اقوال میں شک کریں گے اور کافر ہو جائیں گے۔ لہٰذا بہتر ہے کہ اس خبر کو لوگوں سے پوشیدہ رکھیں اور موسیٰؑ و ہارونؑ سے مخفی طور پر بیان کریں وہ لوگ جیسی مصلحت سمجھیں گے کریں گے۔ یہ طے کر کے آپس میں عہد کیا۔ غرض چالیس روز کے بعد موسیٰؑ کی خدمت میں پہنچے اور جو کچھ دیکھا تھا بیان کیا۔ پھر ہر ایک نقیب اپنے سبط کے پاس آیا اور پیمان کو توڑ کر قوم عمالقہ کے حالات اُن سب لوگوں سے بیان کر دیا اور اُن کو جہاد سے ڈرایا۔ لیکن یوشعؑ بن نون اور کالبؑ بنی یوقنا اپنے عہد پر قائم رہے۔ الغرض جب بنی اسرائیل دریا سے باہر آئے اور ایک صحرا میں مقیم ہوئے تو موسیٰؑ سے کہنے لگے کہ ہم لوگوں کو تم نے ہلاک کیا کہ آبادی سے ایک جنگل

ترجمہ، تو اس نے چاہا کہ ان کو سرزمین (مصر) سے نکال دے تو ہم نے اس کو اور جو اس کے ساتھ تھے سب کو ڈبو دیا ﴿۱۰۳﴾ اور اس کے بعد بنی اسرائیل سے کہا کہ تم اس ملک میں رہو سہو۔ پھر جب آخرت کا وعدہ آجائے گا تو ہم تم سب کو جمع کر کے لے آئیں گے ﴿۱۰٤﴾ سورۃ الاسراء

میں پہنچا دیا جہاں نہ سایہ ہے نہ کوئی درخت اور نہ ہی پانی۔ اے موسیٰؑ کس قوت و ارادہ و سامان کے ساتھ ہم ارض مقدسہ میں پہنچیں گے حالانکہ اطفال اور عورتیں اور بڑھے ہمارے ساتھ ہیں۔ موسیٰؑ نے کہا کہ مجھ کو یقین نہیں ہے کہ خدا نے کسی گردہ یا کسی فرد کو دنیا میں وُہ یا ہو گا جو دنیا کے مال و سامان تم کو فرعون کی قوم سے میراث میں دلوایا ہے اور اب بھی وہی تمہارے ہر معاملہ کا انتظام کریگا لہذا خدا کو یاد کرو اور اپنا کام اسی پر چھوڑ دو کہ وہ تم پر سے زیادہ مہربان ہے۔ موسیٰؑ کی بہن مریم کالب کی روجہ تھیں۔ غرض یہ خبر بنی اسرائیل میں مشہور ہو گئی تو وہ چلا کر رونے لگے اور کہنے لگے کاش ہم مصر ہی میں مر گئے ہوتے یا اس بیابان میں مر جاتے اور اس شہر میں داخل نہ ہوتے تاکہ ہمارے مال اور زون و فرزند عمالقہ کی غنیمت نہ بنتے۔ پھر آپس میں کہنے لگے کہ آؤ اپنا ایک سردار بنا کر مصر کی طرف واپس چلیں۔ موسیٰؑ ہر چند اُن کو نصیحت کرتے تھے کہ جس خدا نے تم کو فرعون پر غالب کیا وہی اس قوم پر بھی غالب کرے گا۔ اُس نے فتح کا وعدہ فرمایا ہے اور وہ خلاف وعدہ نہیں کرتا لیکن اُن لوگوں نے نہ مانا اور چاہا کہ مصر کی جانب واپس جائیں۔ یہ دیکھ کر کالبؑ اور یوشعؑ نے اپنے اپنے گریبانوں کو پھاڑ ڈالا اور کہا کہ خدا سے ڈرو اور ان سرکشوں کے شہر اریحا میں چلو اُن پر خدا کی مدد سے غالب ہو گے۔ ہم لوگوں نے اُن کو آزمایا ہے، اگرچہ اُن کے جسم قوی ہیں لیکن اُن کے دل کمزور ہیں اُن سے ڈرو نہیں اور خدا پر بھروسہ رکھو۔ بنی اسرائیل نے اُن کی بات نہ مانی اور چاہا کہ اُن کو سنگسار کر دیں اور موسیٰؑ سے کہا کہ ہم ہرگز اُس شہر میں داخل نہ ہوں گے تم اپنے پروردگار کے ساتھ جاؤ اور اُن سے جنگ کرو ہم تو اس جگہ سے حرکت نہ کریں گے۔ موسیٰؑ کو غصّہ آیا اور اُن پر

ترجمہ، اور جب تمہارے پروردگار نے موسیٰ کو پکارا کہ ظالم لوگوں کے پاس جاؤ ﴿۱۰﴾ (یعنی) قوم فرعون کے پاس، کیا یہ ڈرتے نہیں ﴿۱۱﴾ انہوں نے کہا کہ میرے پروردگار میں ڈرتا ہوں کہ یہ مجھے جھوٹا سمجھیں ﴿۱۲﴾ اور میرا دل تنگ ہوتا ہے اور میری زبان رکتی ہے تو ہارون کو حکم بھیج کہ میرے ساتھ چلیں ﴿۱۳﴾ اور ان لوگوں کا مجھ پر ایک گناہ (یعنی قبطی کے خون کا دعویٰ) بھی ہے سو مجھے یہ بھی خوف ہے کہ مجھ کو مار ہی ڈالیں ﴿۱۴﴾ فرمایا ہرگز نہیں۔ تم دونوں ہماری نشانیاں لے کر جاؤ ہم تمہارے ساتھ سننے والے ہیں ﴿۱۵﴾

نفرین کی اور کہا خداوندا میں تو صرف اپنی جان کا مالک ہوں اور اپنے بھائی کا۔ خداندا مجھے فاسقوں کے گروہ سے الگ کردے اس وقت ایک ابر قبہ الزمر کے دروازہ پر ظاہر ہوا اور خدا نے موسیٰؑ کو وحی کی کہ کب تک یہ گروہ نافرمانی کرتا رہے گا اور میری نشانیوں کی تصدیق نہ کرے گا۔ میں ان سب کو ہلاک کردوں گا اور تمہارے لئے ان میں سے ایک قوم زیادہ قوی قرار دوں گا۔ موسیٰؑ نے کہا خداوندا اگر یکبارگی ان کو تو ہلاک کردے گا اور دوسری قومیں سُنیں گی تو کہیں گی کہ موسیٰؑ نے اُن لوگوں کو اس لئے ہلاک کردیا کہ اُن کو ارض مقدسہ میں داخل نہ کرسکے۔ پروردگارا! تیرا صبر تو یقیناً طولانی اور تیری نعمت بے پایاں ہے اور تو ہی گناہوں کا بخشنے والا اور باپ کی فرزندوں کے لئے اور فرزندوں کی باپ کے لئے حفاظت کرنے والا ہے۔ لہٰذا ان کے گناہوں کو بخش دے اور ان کو اس بیابان میں ہلاک مت کر حق تعالیٰ نے وحی کی کہ تمہاری دُعا کے سبب میں نے ان کو بخش دیا لیکن چونکہ تم نے اُن کو فاسق کہہ دیا ہے اور اُن پر نفرین کی ہے اس لئے قسم کھاتا ہوں کہ ارض مقدس میں داخل ہونا اب اُن پر نفرین کی ہے اس لئے قسم کھاتا ہوں کہ ارض مقدس میں داخل ہونا اب اُن پر حرام کردیا۔ سوائے یوشعؑ اور کالبؑ کے اور اس بیابان میں اُن کو چالیس سال تک سرگشتہ اور پریشان رکھوں گا۔ اُن چالیس دنوں کے عوض جن میں ان لوگوں نے عمالقہ کے حالات دریافت کئے پھر میرے حکم سے روگردانی کی۔ یہ لوگ اسی بیابان میں مریں گے۔ اور ان کے فرزندان ارض مقدسہ میں داخل ہوں گے۔ اُن لوگوں نے کہا اے موسیٰؑ دُعا کرو کہ خدا ہم کو آب وغذا اور لباس عطا فرمائے اور ہم کو پیادہ رہنے سے نجات بخشے اور گرمی سے سایہ میں رکھے۔

ترجمہ، اور جو لوگ کمزور سمجھے جاتے تھے ان کو زمین (شام) کے مشرق ومغرب کا جس میں ہم نے برکت دی تھی وارث کردیا اور بنی اسرائیل کے بارے میں ان کے صبر کی وجہ سے تمہارے پروردگار کا وعدۂ نیک پورا ہوا اور فرعون اور قوم فرعون جو (محل) بناتے اور (انگور کے باغ) جو چھتریوں پر چڑھاتے تھے سب کو ہم نے تباہ کردیا ﴿۱۳۷﴾ سورۃ الأعراف

بنی اسرائیل کے لئے من و سلوی کا نازل ہونا:

پھر حق تعالیٰ نے تیہ میں اُن پر ایک چھوٹا ابر بھیجا جو ابر باراں کے مانند نہ تھا بلکہ بہت چھوٹا ٹھنڈا اور نہایت بہتر تھا۔ ہمیشہ اُن کے سروں پر سایہ فگن رہتا۔ جہاں وہ لوگ جاتے ان کے ساتھ جاتا۔ آفتاب کی گرمی سے اُن کو محفوظ رکھتا۔ خدا نے اُن کے لئے نور کا ایک عمود پیدا کیا جو اندھیری رات میں روشنی دیتا اور اُن کے درختوں پر جمتا تھا اور شیرینی میں شہد کے مانند تھا۔ بعض نے ترنجبین کہا ہے بعض نے شہد بتایا ہے بعض کہتے ہیں کہ چھوٹی روٹیاں تھیں بعض کہتے ہیں کہ گاڑھا شیرہ تھا بہر حال ہر شب کو برف کی طرح اُن پر برستا تھا۔ قرآن میں نازل ہوا ہے کہ "یاد کرواے نبی اسرائیل اُس وقت کو جبکہ تم پر ہم نے ابر کو سایہ فگن کیا جس وقت کہ تم لوگ تیہ میں تھے تاکہ تم کو آفتاب کی گرمی اور ماہتاب کی سردی سے محفوظ رکھے اور ہم نے تم پر منُ نازل کیا" جس کو ترنجبین کہتے ہیں اور رات کو اُن پر نازل ہوتا تھا جو گھاس پتھر اور درخت پر بیٹھتا تھا اور اُن درختوں سے نیچے گرتی تھیں تاکہ اُن کی غذا ہو اور وہ اُٹھا لیتے تھے۔ اُن لوگوں نے کہا کہ میٹھی چیز کھاتے کھاتے ہم مرے جاتے ہیں۔ اے موسیٰؑ دُعا کرو کہ خدا ہم کو گوشت عطا کرے۔ تو حق تعالیٰ نے سلوی اُن کے لئے نازل کیا اس میں بھی اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ سمانی سے مشابہ ایک طائر تھا، بعض کہتے ہیں کہ سُرخ پرندے تھے جو آسمان سے اُن پر ایک میل کے برابر آتے تھے اور ایک دوسرے پر بیٹھتے ہوئے ایک نیزہ بلند ہو جاتے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ کبوتر کے چوزوں کی طرح تھے جن کے بال و پر دور کئے ہوئے اور بُھنے ہوئے ہوتے تھے۔ ہوا اُن کو اُڑا لاتی تھی

ترجمہ، (خدا نے فرمایا کہ) میرے بندوں کو راتوں رات لے کر چلے جاؤ اور (فرعونی) ضرور تمہارا تعاقب کریں گے ﴿۲۳﴾ اور دریا سے (کہ) خشک (ہو رہا ہوگا) پار ہو جاؤ (تمہارے بعد) ان کا تمام لشکر ڈبو دیا جائے گا ﴿۲۴﴾ وہ لوگ بہت سے باغ اور چشمے چھوڑ گئے ﴿۲۵﴾ اور کھیتیاں اور نفیس مکان ﴿۲۶﴾ اور آرام کی چیزیں جن میں عیش کیا کرتے تھے ﴿۲۷﴾ اسی طرح (ہوا) اور ہم نے دوسرے لوگوں کو ان چیزوں کا مالک بنا دیا ﴿۲۸﴾ سورة الدخان

اور بعض نے کہا ہے کہ طائر آتے تھے وہ لوگ ان کو اپنے ہاتھ سے پکڑتے تھے۔ وہ کنجشک سے بہت بڑے ہوتے تھے اور ان کا گوشت تمام پرندوں سے بہتر تھا جو کہ بھنے ہوئے مرغ کی طرح اُن کے دستر خوان پر گراتا تھا جسے وہ لوگ کھاتے تھے اور وہ لوگ بلا محنت اُسکا شکار کرتے اور کھاتے تھے اور جب وہ لوگ سیر ہو جاتے تھے تو وہ تمام مرغ خدا کے حکم سے زندہ ہو کر اُڑ جاتے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ سلوٰی شہد تھا۔ جو ہر ایک کو ایک رات دن کے لئے ملتا تھا اور جمعہ کے روز دو شبانہ روز کے لئے کیونکہ روز شنبہ کو وہ نازل نہیں ہوتا تھا اور جو شخص زیادہ لے لیتا تھا اُس میں کیڑے پڑ جاتے تھے پھر دوسرے روز اُس کے لئے وہ نازل نہیں ہوتا تھا جیسا کہ اس امت میں جو شخص کہ حرام روزی حاصل کرتا ہے حلال روزی سے محروم ہو جاتا ہے۔ جو خدا اُس کے لئے مقدر کئے ہوتا ہے۔ جب وہ لوگ پانی طلب کرتے تھے موسیٰؑ نے اپنی قوم کے لئے پانی طلب کرتے۔ خدا نے فرمایا کہ اے بنی اسرائیل اس وقت کو یاد کرو جب موسیٰؑ نے اپنی قوم کے لئے پانی طلب کیا جبکہ وہ لوگ موسیٰؑ کے پاس صحرائے تیہ میں فریاد کرتے اور روتے ہوئے پیاسے آئے اور کہا ہم تشنگی کے سبب سے ہلاک ہوئے جاتے ہیں تو موسیٰؑ نے کہا خداوندا بحق محمدؐ سیّد انبیا اور بحق علیؑ سیّد اوصیا اور بحق فاطمہؑ سیّدۂ نسا اور بحق حسنؑ بہترین اولیا اور بحق حسینؑ افضل شہداء اور اُن کے خلفا اور عترت کا واسطہ جو تمام اذلیا اور پاک لوگوں میں بہتر ہیں اپنے ان بندوں کو سیراب کر۔ تو خدا نے وحی کی کہ اے موسیٰؑ اپنے عصا کو پتھر پر مارو۔ جناب موسیٰؑ کے پاس ایک پتھر تھا جسے وہ اپنے لشکر کے درمیان رکھ دیتے تھے جہاں وہ ٹھہرتے تھے موسیٰؑ اس پتھر پر عصا مارتے تھے اور اُس سے بارہ چشمے جاری ہو جاتے تھے یعنی ہر سبط کی طرف ایک چشمہ جاری ہوتا تھا۔ اولاد یعقوبؑ کے اسباط میں سے ہر قبیلہ نے اپنے پانی پینے کی جگہ معلوم کر لی تاکہ دوسرے گروہ قبیلہ سے پانی

ترجمہ، اور بادل کا تم پر سایہ کئے رکھا اور (تمہارے لیے) من و سلویٰ اتارتے رہے کہ جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تم کو عطا فرمائی ہیں، ان کو کھاؤ (پیو) مگر تمہارے بزرگوں نے ان نعمتوں کی کچھ قدر نہ جانی (اور) وہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑتے تھے بلکہ اپنا ہی نقصان کرتے تھے ﴿۵۷﴾ سورة البقرة

کے بارے میں مزاحمت و منازعت نہ کریں۔ جب اُس پتھر کو دوسری جگہ لے جانا چاہتے
تھے پانی واپس ہو کر اُسی پتھر میں داخل ہو جاتا تھا۔ اُسی پتھر کو ایک چوپائے پر بار کر لیا کرتے
تھے۔ پھر خدا نے اُن سے خطاب کیا کہ اس رزق میں سے کھاؤ اور پیو اور زمین میں فساد کرنے
والے نہ بنو۔ امام باقرؑ اور امام صادقؑ سے منقول ہے کہ جب قائم آل محمدؑ مکہ سے ظہور فرمائیں
گے اور کوفہ کی جانب متوجہ ہونا چاہیں گے ان حضرت کا منادی اُن کے اصحاب کے درمیان
ندا کرے گا کہ کوئی شخص اپنے ساتھ آب و غذا نہ رکھے۔ سنگ حضرت موسیٰؑ اُن کے ساتھ
ہو گا اور وہ ایک اونٹ کا بار ہو گا جس منزل میں وہ لوگ قیام کریں گے اُس پتھر سے ایک چشمہ
جاری ہو گا۔ جس سے ہر بھوکا و پیاسا جو پانی پیئے گا سیر و سیراب ہو جائے گا یہی اُن کا توشہ
ہو گا۔ یہاں تک کہ حضرت نجف اشرف میں نزول اجلال فرمائیں گے۔ ایک روایت کے
مطابق بنی اسرائیل موسیٰؑ کی خدمت میں آئے اور کہا کہ حق تعالیٰ سے سوال کریں کہ جب وہ
بارش طلب کریں تو بارش ہو اور جب نہ چاہیں نہ برسے۔ موسیٰؑ نے اُن کی جانب سے یہ سوال
کیا خدا نے قبول فرمایا۔ اُن لوگوں نے کھیت جوتا اور جس چیز کا بیج چاہا بو دیا پھر بارش طلب کی
اور جس قدر انہوں نے چاہا پانی برسا اور جب نہ چاہا رُک گیا۔ اسی طرح جب بارش چاہتے تھے
ہوتی جب روک دیتے تھے رُک جاتی تھی یہاں تک کہ اُن کی زراعتیں بہت مضبوط اور بلند
سیستانوں کے مانند ہوئیں جب اُن کو کاٹا کسی میں دانہ نہ تھا۔ سب گھاس ہو گئی تھیں۔ وہ لوگ
موسیٰؑ کے پاس فریاد کرتے ہوئے آئے اور کیفیت بیان کی۔ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ پر وحی فرمائی

ترجمہ، اور قوم موسیٰ میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو حق کا راستہ بتاتے اور اسی کے ساتھ انصاف
کرتے ہیں ﴿۱۵۹﴾ اور ہم نے ان کو (یعنی بنی اسرائیل کو) الگ الگ کر کے بارہ قبیلے (اور) بڑی بڑی
جماعتیں بنا دیا۔ اور جب موسیٰ سے ان کی قوم نے پانی طلب کیا تو ہم نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ
اپنی لاٹھی پتھر پر مار دو۔ تو اس میں سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے۔ اور سب لوگوں نے اپنا اپنا گھاٹ
معلوم کر لیا۔ اور ہم نے ان (کے سروں) پر بادل کو سائبان بنائے رکھا اور ان پر من و سلویٰ اتارتے
رہے۔ اور (ان سے کہا کہ) جو پاکیزہ چیزیں ہم تمہیں دیتے ہیں انہیں کھاؤ۔ اور ان لوگوں نے ہمارا
کچھ نقصان نہیں کیا بلکہ (جو) نقصان کیا اپنا ہی کیا ﴿۱۶۰﴾

کہ میں نے بنی اسرائیل کے لئے مقدر نہ کیا بلکہ جیسی اُن کی مصلحت تھی عمل میں لایا۔ چونکہ وہ لوگ میری تقدیر پر رضامند نہ تھے اس لئے اُن کو اُن کی تدبیر پر چھوڑ دیا تو ایسا ہوا جو تم نے دیکھا۔

الغرض خدا نے حکم دیا کہ آسمان من و سلوی انکے لئے بھیجے، ہوا سلوی کو بریاں کرے، پتھر ان کو پانی دے اور ابر کو مامور کیا کہ ان پر سایہ کرے اور جب وہ لباس طلب کرتے تھے خدا اُسی لباس کو جو وہ پہنے رہتے تھے نیا کر دیتا تھا۔ وہ کبھی پرانا نہیں ہوتا تھا بلکہ ہر روز نیا اور تازہ رہتا تھا اُن کے بچے لباس پہنے ہوئے پیدا ہوتے تھے۔ جوں جوں بڑے ہوتے تھے اُن کے کپڑے بھی بڑے ہوتے جاتے تھے۔ جب اسی حال سے ایک مدت گذری تو کہا، اے موسیٰؑ ہم ایک کھانے پر نہیں صبر کر سکتے خدا سے دُعا کرو کہ ہمارے لئے زمین سے سبزی، ترکاری، ککڑی، گیہوں، لہسن، مسور اور پیاز پیدا کرے۔ (فوم گندم کو کہتے ہیں اور بعض نے کہا ہے کہ لہسن ہے اور بعض کہتے ہیں کہ روٹی ہے)۔ قرآن میں بحق تعالی نے فرمایا ہے کہ اُس وقت کو یاد کرو جبکہ تمہارے گذشتہ آباؤاجداد نے جو موسیٰؑ کے زمانہ میں تھے اُن سے کہا کہ ہم سے ایک قسم کے کھانے پر یعنی من و سلوی پر نہیں رہا جاتا۔ ہم کو دوسرے کھانوں کی ضرورت ہے جس کو مخلوط کریں۔ لہٰذا اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ ہمارے لئے وہ چیزیں مہیا کرے جو زمین سے اگاتا ہے۔ سبزی (ساگ پات) ککڑی لہسن (یا گندم) مسور اور پیاز میں سے۔ موسیٰؑ نے کہا آیا یہ چاہتے ہو کہ بہتر چیز تم سے لے لی جائے اور اُس سے بدتر تم کو دی جائے۔ تو اُتر پڑو یعنی صحرائے تیہ سے کسی شہر میں چلو وہاں تمہارے لئے جو تم چاہتے ہو سب چیزیں حاصل ہو جائیں گی۔ حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ طلوع آفتاب سے قبل سونا نحس ہے، چہرہ کا رنگ زرد کرتا ہے اور روزی سے محروم کرتا ہے اس لئے کہ حق تعالیٰ

ترجمہ، اور جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لیے (خدا سے) پانی مانگا تو ہم نے کہا کہ اپنی لاٹھی پتھر پر مارو۔ (انہوں نے لاٹھی ماری) تو پھر اس میں سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے، اور تمام لوگوں نے اپنا اپنا گھاٹ معلوم کر (کے پانی پی) لیا (ہم نے حکم دیا کہ) خدا کی (عطا فرمائی ہوئی) روزی کھاؤ اور پیو، مگر زمین میں فساد نہ کرتے پھرنا ﴿٦٠﴾ سورة البقرة

روزی طلوع صبح سے آفتاب نکلنے کے درمیان تقسیم فرماتا ہے اسی وقت بنی اسرائیل پر من و سلوٰی نازل ہوتا تھا۔ جو اس وقت تک سوتا رہتا تھا اس کا حصّہ نہیں نازل ہوتا تھا۔ وہ بیدار ہوتا تو اپنا حصّہ نہیں پاتا تھا بلکہ دوسروں سے طلب و سوال پر مجبور ہوتا تھا۔ غرض خدا نے اُن سے کہا کہ "پاکیزہ چیزیں کھاؤ جو ہم نے تم کو عطا کی ہیں اور میری نعمتوں پر شکر کرو اور میرے اُن خاص بندوں (یعنی محمدؐ و آل محمدؐ) کی تعظیم کرو کیونکہ میں نے اُن کو قابل تعظیم بنایا ہے اور اُن کو بڑا سمجھو، اس لئے کہ میں نے اُن کو بڑا کیا ہے اور اُن کی ولایت کا تم سے عہد و پیمان لے چکا ہوں۔ ان لوگوں نے ہم پر ظلم نہیں کیا بلکہ جو کچھ ہم نے ان سے اُن کے بزرگواروں کے باب میں عہد لیا تھا انہوں نے اس کو بدل دیا اور اُس پر وفا نہیں کی لہذا کافروں کے کفر سے ہماری بادشاہی کو کوئی ضرر نہیں پہنچتا جس طرح مومنوں کے ایمان سے ہماری سلطنت میں کچھ اضافہ نہیں ہوتا۔ لیکن انہوں نے کافر ہو کر ہمارے حکم تبدل کر کے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ یاد کرو اس وقت کو جبکہ ہم نے تمہارے آباؤاجداد گذشتگان کو حکم دیا کہ اس شہر میں یعنی شہر اریحا میں داخل ہو جو ملک شام کا ایک شہر ہے جبکہ بنی اسرائیل صحرائے تیہ سے رہا ہوئے تھے۔ اور اُس شہر میں جس جگہ چاہو بلا مشقت فراخی کے ساتھ روزی کھاؤ اور شہر کے دروازہ میں سجدہ کر کے داخل ہو۔ تیہ کے بارے میں ہے کہ اس کی چوڑائی سترہ فرسخ اور بعض چھ فرسخ کہتے ہیں۔ روایت کے مطابق سجدے کا واقعہ اس وقت کا ہے جبکہ موسیٰؑ زمین تیہ سے نکلے اور تمام بنی اسرائیل آبادی میں داخل ہوئے اور ان لوگوں نے گناہ کیا تھا حق تعالیٰ نے چاہا کہ اُن لوگوں کو گناہ سے نجات دے اور اگر توبہ کریں تو بخشدے اس وجہ سے اُن لوگوں کو گناہ سے نجات دے اور اگر توبہ کریں تو بخشدے اس وجہ سے اُن سے کہا کہ جب شہر کے

ترجمہ، اے آل یعقوب ہم نے تم کو تمہارے دشمن سے نجات دی اور تورات دینے کے لئے تم سے کوہ طور کی داہنی طرف مقرر کی اور تم پر من اور سلویٰ نازل کیا ﴿۸۰﴾ (اور حکم دیا کہ) جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تم کو دی ہیں ان کو کھاؤ۔ اور اس میں حد سے نہ نکلنا۔ ورنہ تم پر میرا غضب نازل ہوگا۔ اور جس پر میرا غضب نازل ہوا وہ ہلاک ہو گیا ﴿۸۱﴾ اور جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور عمل نیک کرے پھر سیدھے رستے چلے اس کو میں بخش دینے والا ہوں ﴿۸۲﴾ سورۃ طٰہٰ

دروازہ پر پہنچیں سجدہ کریں اور حطّہ (یعنی بخشش) کہیں تاکہ اُن کے گناہ بخش دیئے جائیں اور خطائیں محو کردی جائیں۔اُن میں جو نیک لوگ تھے اُنہوں نے ایسا ہی کیا تواُن کی توبہ قبول ہوئی لیکن ظالموں نے بجائے حطّہ کے حنطہ حمرا یعنی سرخ گندم طلب کیا اس لئے اُن پر عذاب نازل ہوا۔ایک اور روایت امام حسن عسکریؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے اُن کے لئے شہر کے دروازہ پر محمدؐ اور علیؑ صلوات اللہ علیہ کی صورت ممثل فرمائی تھی اور اُن کو حکم دیا تھا کہ اُن تصویروں کی تعظیم کے لئے سجدہ کریں اور اُن کی فضیلت کا اعتقاد جو اُن سے لیا گیا تھا یاد کریں اور کہیں کہ یہ ہمارا سجدہ خدا کے لئے محمدؐ و علیؑ کی تصویر کی تعظیم کے جہت سے ہے اور اُن کی ولایت کا اعتقاد ہمارے گناہوں کو کم کرنے والا اور ہماری خطاؤں کو محو کرنے والا ہے۔تاکہ ہم تمہارے گناہوں کو بخش دیں اور عنقریب ہم نیک لوگوں کے ثواب کو اور زیادہ کردیں گے۔یعنی جو لوگ ایسا کریں گے اور پہلے گناہ نہ کئے ہوں گے تو ہم اُن کے درجات و منازل کو اور زیادہ کردیں گے تو جن لوگوں نے اپنے اوپر ظلم کیا تھا انہوں نے اُس قول کو بدل دیا۔امام نے فرمایا کہ سجدہ نہیں کیا جیسا کہ حق تعالیٰ نے اُن کو حکم دیا تھا اور نہ وُہ بات کہی جو خدا نے فرمائی تھی اور دروازہ کی جانب پشت کرکے داخل ہوئے۔نہ خم ہوئے نہ داخل ہوتے وقت سجدہ کیا اور کہا کہ دروازہ کی اس قدر بلندی کے باوجود ہم کیوں خم ہو کر داخل ہوں کہ ان

ترجمہ،اور جب تم نے کہا کہ موسیٰ! ہم سے ایک (ہی) کھانے پر صبر نہیں ہو سکتا تو اپنے پروردگار سے دعا کیجئے کہ ترکاری اور ککڑی اور گیہوں اور مسور اور پیاز (وغیرہ) جو نباتات زمین سے اُگتی ہیں، ہمارے لیے پیدا کردے۔انہوں نے کہا کہ بھلا عمدہ چیزیں چھوڑ کر ان کے عوض ناقص چیزیں کیوں چاہتے ہوں۔(اگر یہی چیزیں مطلوب ہیں) تو کسی شہر میں جا اترو،وہاں جو مانگتے ہو،مل جائے گا۔اور (آخرکار) ذلت (ورسوائی) اور محتاجی (وبے نوائی) ان سے چمٹا دی گئی اور وہ اللہ کے غضب میں گرفتار ہوگئے۔یہ اس لیے کہ وہ اللہ کی آیتوں سے انکار کرتے تھے اور (اس کے) نبیوں کو ناحق قتل کردیتے تھے۔(یعنی) یہ اس لیے کہ نافرمانی کئے جاتے اور حد سے بڑھے جاتے تھے ﴿٦١﴾ جو لوگ مسلمان ہیں یا یہودی یا عیسائی یا ستارہ پرست،(یعنی کوئی شخص کسی قوم و مذہب کا ہو) جو خدا اور روز قیامت پر ایمان لائے گا،اور نیک عمل کرے گا،تو ایسے لوگوں کو ان (کے اعمال) کا صلہ خدا کے ہاں ملے گا اور (قیامت کے دن) ان کو نہ کسی طرح کا خوف ہوگا اور نہ وہ غم ناک ہوں گے ﴿٦٢﴾ البقرۃ

دونوں موسیٰؑ اور یوشعؑ میں سے کوئی ہمارا مذاق اڑائے اور ہم سے باطل اور مہمل باتوں کے لئے وہ سجدہ کرائیں اور داخل ہوتے وقت حطّہ کے بجائے حنطہ سمقانا کہنے لگے یعنی سُرخ گندم جسے ہم اپنی غذا بنائیں گے ہم کو اس قول و فعل سے زیادہ محبوب ہے۔ تو ہم نے ان لوگوں پر جنہوں نے ظلم کیا تھا اُن کے رفسق کے سبب سے آسمان سے رجز اور ایک قسم کا عذاب بھیجا اس لئے کہ انہوں نے محمدؐ و آل محمدؐ کی ولایت کے لئے اطاعت نہیں کی اور وہ رجز یہ تھا کہ ایک روز سے کم وقت میں ان میں سے ایک لاکھ بیس ہزار اشخاص طاعون میں مر گئے اور وہ لوگ وہ تھے جن کو خدا جانتا تھا کہ ایمان نہ لائیں گے اور توبہ نہ کریں گے وہ عذاب اس پر نازل نہیں ہوا جس کے بارے میں خدا کو علم تھا کہ توبہ کرے گا یا اُس کے صلب سے کوئی مومن پیدا ہوگا جو خدا کی اُس کی یکتائی کے ساتھ عبادت کرے گا اور محمدؐ کی رسالت پر ایمان لائے گا اور علیؑ کی ولایت کو پہنچانے گا۔ منقول ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا کہ اس امت میں میرے اہل بیت کی مثال بنی اسرائیل کے باب حطّہ کی سی ہے جس طرح بنی اسرائیل میں سے جو ازروئے تواضع و انقیاد باب حطہ میں داخل ہوا اُس نے نجات پائی اور جو شخص اس طرح داخل نہ ہوا یعنی تکبر کیا اور نافرمانی کی وہ ہلاک ہوا اسی طرح اس امّت میں جو شخص ازروئے تسلیم و انقیاد میرے اہلبیت کی محبت میں داخل ہوگا۔ اُن کی متابعت اپنے اوپر لازم کرے گا اور اُن کو اپنی بخشش کا وسیلہ سمجھے گا وہ نجات پائے گا اور جو شخص اُن کی اطاعت سے سرتابی کرے گا اور دنیائے باطل کی پیروی کرے گا جس طرح سے اُن لوگوں نے سُرخ گندم طلب کیا وہ کافر اور ہلاک ہوگا۔

ترجمہ، اور جب ہم نے (ان سے) کہا کہ اس گاؤں میں داخل ہو جاؤ اور اس میں جہاں سے چاہو، خوب کھاؤ (پیو) اور (دیکھنا) دروازے میں داخل ہونا تو سجدہ کرنا اور حطۃ کہنا، ہم تمہارے گناہ معاف کر دیں گے اور نیکی کرنے والوں کو اور زیادہ دیں گے ﴿۵۸﴾ تو جو ظالم تھے، انہوں نے اس لفظ کو، جس کا ان کو حکم دیا تھا، بدل کر اس کی جگہ اور لفظ کہنا شروع کیا، پس ہم نے (ان) ظالموں پر آسمان سے عذاب نازل کیا، کیونکہ نافرمانیاں کئے جاتے تھے ﴿۵۹﴾

بنی اسرائیل کا خدا کو دیکھے بغیر ایمان لانے سے انکار:

روایت ہے کہ جب حضرت موسیٰؑ نے بنی اسرائیل سے کہا کہ خدا مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے اور گفتگو کرتا ہے۔ اُن لوگوں نے آپؑ کی تصدیق نہ کی۔ موسیٰؑ جانتے تھے کہ خدا اس سے منزہ ہے کہ آنکھوں سے دیکھا جاسکے لیکن چونکہ خدا نے اُن سے گفتگو کی اور ان کو اپنا ہمراز بنایا تھا اور آپ نے اپنی قوم سے جاکر یہ بیان کیا تو ان لوگوں نے کہا ہم ایمان نہیں لائیں گے جو کچھ تم کہتے ہو جب تک کہ خدا کی گفتگو نہ سُن لیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک گروہ اپنے لوگوں میں سے انتخاب کرو جو میرے ساتھ چلے اور خدا کی گفتگو سُنے، تو اُن لوگوں نے ستر ہزار اشخاص کو انتخاب کیا پھر اُن میں سے سات ہزار اشخاص کو پھر اُن میں سے سات سو لوگوں کو چُنا اور پھر ان میں سے ستر نیک لوگوں کو انتخاب کرکے موسیٰؑ کے ساتھ ان کے محل مناجات پر بھیجا۔ جب موسیٰؑ مقام مناجات کے نزدیک گئے تو ان لوگوں کو دامن کوہ میں ٹھہرایا اور خود پہاڑ پر گئے اور خدا سے سوال کیا کہ اُن سے گفتگو کرے اس طرح کہ وہ ستر اشخاص سُنیں، تو پروردگار نے ہوا میں آواز پیدا کرکے اُن سے باتیں کیں اور کہا کہ کیا سبب ہے کی اپنی قوم سے پہلے تم کوہ طور پر آئے۔ عرض کی وہ میرے پیچھے آتے ہیں اور پالنے والے میں نے تیری جانب اس لئے آنے میں عجلت کی تاکہ تو خوش ہو۔ اُن لوگوں نے کلام الٰہی کو اپنے سر کے اُوپر، پیر کے نیچے، داہنی و بائیں جانب اور سامنے اور پیچھے غرضکہ ہر سمت سے بیک دفعہ سُنا کیونکہ درخت میں آواز پیدا کردی تھی اور وہ ہر طرف ہوا کے ذرائع پھیلی ہوئی تھی اس لئے اُن لوگوں نے ہر سمت سے آواز سُنی تاکہ سمجھیں کہ خدا کا کلام ہے کیونکہ

ترجمہ، اور (یاد کرو) جب ان سے کہا گیا کہ اس شہر میں سکونت اختیار کرلو اور اس میں جہاں سے جی چاہے کھانا (پینا) اور (ہاں شہر میں جانا تو) حِطَّةٌ کہنا اور دروازے میں داخل ہونا تو سجدہ کرنا۔ ہم تمہارے گناہ معاف کردیں گے۔ اور نیکی کرنے والوں کو اور زیادہ دیں گے ﴿۱۶۱﴾ مگر جو ان میں ظالم تھے انہوں نے اس لفظ کو جس کا ان کو حکم دیا گیا تھا بدل کر اس کی جگہ اور لفظ کہنا شروع کیا تو ہم نے ان پر آسمان سے عذاب بھیجا اس لیے کہ ظلم کرتے تھے ﴿۱۶۲﴾ سورۃ الاعراف

اگر دوسرے کا کلام ہوتا تو ایک ہی طرف سے سنائی دیتا۔ پھر اُن ستر آدمیوں نے کہا کہ ہم ایمان نہیں لاتے کہ یہ خدا کا کلام ہے جب تک کہ خدا کو ظاہر بظاہر نہ دیکھ لیں چونکہ موسیٰؑ نے کہا خداوندا مجھے اپنے کو دکھلا دے تاکہ میں تجھ کو دیکھوں۔ خدا نے فرمایا کہ تم مجھ کو ہر گز نہیں دیکھ سکتے۔ لیکن پہاڑ کی طرف دیکھو اگر وہ اپنے مقام پر میری تجلّی کے وقت قائم رہے تو تم بھی دیکھ سکتے ہو۔ موسیٰؑ نے اُس جماعت سے کہا کہ سُنو اور بنی اسرائیل کے سامنے گواہی دینا۔ اُن لوگوں نے کہا ہم ایمان نہیں لائیں گے کہ یہ آواز خدا کی ہے جب تک کہ ظاہر بظاہر اُس کو دیکھ نہ لیں گے۔ کیونکہ اُن لوگوں سے یہ بات بہت بڑی جراُت، سخت گستاخی تکبّر اور سرکشی کے ساتھ صادر ہوئی اس لئے حق تعالیٰ نے اُن پر بجلی گرائی اور جب پروردگار عالم نے پہاڑ پر تجلّی نازل کی اور اپنے انوار عظمت میں سے کچھ نور اُس پر ظاہر کیا تو پہاڑ (ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اڑے اور حجاز و یمن کی طرف گرے جو پہاڑ مدینہ میں آیا۔ احد و ورقان تھا اور مکّہ میں ثور و ثبیر و حریٰ گئے اور یمن میں صبر و حضور پہنچے اور نجف اشرف اُس پہاڑ کا ایک ٹکڑا ہے جس پر موسیٰؑ کے ساتھ حق تعالیٰ نے گفتگو کی) زمین سے ہموار ہو گیا اور موسیٰؑ بیہوش ہو کر گر پڑے اور اس جماعت کے سب لوگ جل کر خاک ہو گئے۔ روایت کے مطابق پھر فرشتوں کا لشکر نیچے اُترا اور فوج در فوج وعد و برق و صاعقہ و ہَوا کے ساتھ ہاتھ میں نور کے گرز لئے ہوئے موسیٰؑ کے پاس آئے اور آسمان کے دروازے کھل گئے اور ہر فوج کہتی تھی کہ اے پسر عمران تم نے اپنے پروردگار سے بہت بڑا سوال کیا اور موسیٰؑ اُن کی جس فوج کو دیکھتے خوف سے اُن کا تمام جسم کانپ جاتا تھا اور خدا کے حکم سے آگ اُن کے گرد احاطہ کئے ہوئے تھی جس سے وہ کسی طرف جا نہیں سکتے تھے۔ یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے اپنے انور عظمت کا کچھ حصّہ جلوہ گر فرمایا اور فرشتوں کو وحی کی کہ موسیٰؑ کو دیکھیں تاکہ وہ بھاگیں نہیں۔ جب موسیٰؑ نے پہاڑ کو دیکھا کہ غرق ہو گیا اور فرشتوں کو اس حال میں مشاہدہ کیا۔ مُنہ کے بل خدا

ترجمہ، اور بہت سے پیغمبر ہیں جن کے حالات ہم تم سے پیشتر بیان کر چکے ہیں اور بہت سے پیغمبر ہیں جن کے حالات تم سے بیان نہیں کئے۔ اور موسیٰ سے تو خدا نے باتیں بھی کیں ۞١٦٤۞ النساء

کے خوف اور اُس کیفیت کی ہیبت سے گر پڑے اور اُن کے بدن سے روح نے مفارقت کی۔ پھر خدانے اُن کی روح دوبارہ اُن کے جسم میں واپس کی تو سر اُٹھایا اور کہا کہ میں تجھ کو پاک سمجھتا ہوں اس سے کہ تو دیکھا جاسکے اور میں تجھ سے توبہ کرتا ہوں اور میں پہلا ایمان لانے والا ہوں اس پر کہ تجھ کو کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ پھر جب موسیٰؑ نے یہ دیکھا کہ تمام کے تمام لوگ جل کر خاک ہوگئے ہیں تو غمگیں ہوئے اور عرض کی پالنے والے آیا تو ہم کو ہلاک کرتا ہے اُس سبب سے کہ جو کچھ ہمارے بیوقوف لوگوں نے کیا۔ موسیٰؑ کو خیال ہوا کہ یہ لوگ بنی اسرائیل کے گناہوں کے سبب سے ہلاک ہوئے تو موسیٰؑ نے کہا خداوند میں جب واپس جاؤں گا تو قوم سے کیا کہوں گا وہ لوگ کہیں گے کہ موسیٰؑ تم ہمارے بھائیوں کو لے گئے اور چونکہ تم اپنے دعوے میں کہ خدا تم سے گفتگو کرتا ہے سچے نہ تھے اس لئے ان لوگوں کو مار ڈالا، تو حق تعالیٰ نے موسیٰؑ کی دُعا سے ان لوگوں کو زندہ کر دیا اور فرمایا کہ اے موسیٰؑ میں نے تم کو لوگوں پر اپنی رسالت کے ساتھ اور اپنے ساتھ گفتگو کرنے سے برگزیدہ کیا لہٰذا جو کچھ یعنی توریت ہم تم کو دیتے ہیں اس کو لو اور شکر کرو اور اُن کے لئے ہر قسم کی نصیحتیں اور ہر چیز کے احکام کی تفصیل ہم نے لوحوں پر لکھ دیں۔ لہٰذا اس کو مضبوطی کے ساتھ اختیار کرو اور اپنی قوم کو حکم دو کہ اس کو اختیار کریں اور بہتر طریقہ سے عمل کریں اور ہم تم کو عنقریب جہنم میں فاسقوں کی جگہ مصر یا شام میں دکھادیں گے۔ روایت کے مطابق، دسویں ذی الحجہ کو خدا نے جناب موسیٰؑ پر توریت کی تختیاں نازل کیں جن میں احکام، خبریں قصے اور سنتیں سب کچھ موجود تھیں جن کی ان کو ضرورت تھی۔ ایک جگہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس وقت کو یاد کرو جبکہ کوہ طور کو زمین سے اُٹھا کر ہم نے اُن کے سروں پر ایک ابر یا ایک چھت کے مانند بلند کیا۔ ان لوگوں کو گمان ہوا کہ اُن کے سروں پر وہ گر پڑے گا۔ اور اُن سے کہا گیا کہ جو تم کو

ترجمہ، اور جب تم نے (موسیٰ) سے کہا کہ موسیٰ، جب تک ہم خدا کو سامنے نہ دیکھ لیں گے تم پر ایمان نہیں لائیں گے، تو تم کو بجلی نے آگھیرا اور تم دیکھ رہے تھے ﴿۵۵﴾ پھر موت آجانے کے بعد ہم نے تم کو از سرِ نو زندہ کر دیا، تاکہ احسان مانو ﴿۵۶﴾

دیا گیا ہے اُس کو لو اور قبول کرو۔ اور جو کچھ اُس میں ہے حفظ کرو شاید پرہیز گار ہو جاؤ۔ اور اُس وقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے تم سے توریت پر عمل کرنے کا عہد لیا اور کوہ طور کو تمہارے سروں پر لٹکا دیا اور کہا کہ جو کچھ ہم نے تم کو عطا کیا ہے اُس کو دل سے اختیار کرو۔ اور جو کچھ اُس میں ہے اُس کو یاد کرو مثل موعظہ واحکام کے شاید پرہیز گار ہو جاؤ تو اس کے بعد تم نے منہ پھیر لیا اور عہد کو توڑ ڈالا۔ اور اگر خدا کو فضل اور اُس کی رحمت شامل نہ ہوتی تو یقیناً تم لوگ خسارہ میں رہتے۔ اور سورہ مائدہ میں فرمایا ہے کہ بیشک خدا نے بنی اسرائیل سے عہد لیا اور اُن میں سے بارہ نقیبوں کو اختیار کیا جو اُن کے حالات سے آگاہ اور اُن کے امور کے ضامن تھے۔ اور خدا نے کہا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اگر نماز کو قائم رکھو اور زکوٰۃ ادا کرو اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور اُن کی تعظیم اور مدد کرو اور خدا کی راہ میں مال خرچ کر کے اس کو قرض حسنہ دو۔ تو یقیناً ہم تمہارے گناہوں کو برطرف کر دیں گے اور تم کو اُن بہشتوں میں داخل کریں گے جن میں نہریں جاری ہوں گی پھر اس کے بعد تم سے جو کافر ہو جائے گا تو وہ راہ راست سے بھٹک گیا اور خدا گمراہوں کو اسی طرح گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے اور جس کی چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے۔ تو پھر خدا سے دعا کی کہ تو ہی ہمارا مالک و ناصر ہے۔ پس ہم پر رحم فرما اور بخش دے اور تو سب سے زیادہ بخشنے والا ہے اور ہمارے لئے دُنیا و آخرت میں حسنہ یعنی بہتر نعمت مقرر فرما اور ہم تیری طرف رجوع کرتے ہیں خدا نے فرمایا کہ میں اپنا عذاب جس کو چاہتا ہوں پہنچاتا ہوں اور میری رحمت تو تمام چیزوں کو گھیرے ہوئے ہے لٰہذا عنقریب اپنی رحمت اُن لوگوں کے لئے لکھوں گا اور واجب قرار دوں گا جو لوگ کہ پرہیز گار ہیں زکوٰۃ دیتے ہیں اور میری نشانیوں پر ایمان لاتے ہیں (پرہیز گاروں سے مراد) بیان کرتے ہیں کہ پیغمبر آخر الزمان اور ان کے اوصیا اور آنحضرت کی امت میں نیک لوگ ہیں۔

ترجمہ، اور اے موسیٰ تم نے اپنی قوم سے (آگے چلے آنے میں) کیوں جلدی کی ﴿۸۳﴾ کہا وہ میرے پیچھے (آرہے) ہیں اور اے پروردگار میں نے تیری طرف (آنے کی) جلدی اس لئے کی کہ تو خوش ہو ﴿۸۴﴾

روایت کے مطابق جب حق تعالیٰ نے موسیٰؑ کو حکم دیا کہ بنی اسرائیل کو ارض مقدس کی طرف لے جائیں وہاں سے وہ کفار کو نکال دیں اور خود ساکن ہوں۔ اُس وقت بنی اسرائیل کی تعداد چھ لاکھ تھی موسیٰؑ نے اُن سے کہا کہ خدا نے تمہارے لئے لکھ دیا اور مقرر کر دیا ہے کہ ارض مقدس میں چل کر قیام کرو اور مرتد نہ ہو اور حکم خدا سے انحراف نہ کرو ورنہ نقصان اٹھاؤ گے۔ وہ کہنے لگے اے موسیٰؑ ارض مقدس میں جبّاروں کا گروہ رہتا ہے جن کے مقابلہ کی ہم تاب نہیں رکھتے لہٰذا ہم ہر گز اُس شہر میں داخل نہ ہوں گے جب تک کہ وہ اُس شہر سے نکل نہ جائیں۔ اُن میں سے دو شخصوں نے یعنی یوشعؑ بن نون اور کالبؑ بن یوقنا نے کہا کہ خدا سے ڈرو۔ خدا نے ان دونوں کو اپنی اطاعت و فرمانبرداری کی توفیق عطا کی تھی۔ انہوں نے کہا کہ سرکشان عمالقہ کے بارہ شہر ہیں۔ جب تم اُن میں داخل ہو گے تو اُن پر غالب ہو گے۔ خدا پر بھروسہ رکھو اگر اُس پر ایمان رکھتے ہو۔ اُن لوگوں نے کہا اے موسیٰؑ ہم ہر گز اس شہر میں داخل نہ ہوں گے جب تک کہ یہ جبّار شہر میں موجود رہیں گے۔ تم مع اپنے پروردگار کے جا کر جنگ کرو ہم یہیں بیٹھے ہیں۔ موسیٰؑ نے کہا خداوندا مجھے اپنی ذات پر اختیار ہے اور اپنے بھائی پر۔ مجھے گروہ فاسقاں سے الگ کر دے اور چاہا کہ ہارونؑ کا ہاتھ پکڑ اکر ان کے درمیان سے نکل جائیں تو بنی اسرائیل کو خوف ہوا کہ اگر چلے گئے تو ہم پر عذاب نازل

ترجمہ، اور موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہا کہ میرے (کوہِ طور پر جانے کے) بعد تم میری قوم میں میرے جانشین ہو (ان کی) اصلاح کرتے رہنا ٹھیک اور شریروں کے رستے نہ چلنا ﴿١٤٢﴾ اور جب موسیٰ ہمارے مقرر کیے ہوئے وقت پر (کوہ طور) پر پہنچے اور ان کے پروردگار نے ان سے کلام کیا تو کہنے لگے کہ اے پروردگار مجھے دکھا کہ میں تیرا دیدار دیکھوں۔ پروردگار نے کہا کہ تم مجھے ہر گز نہ دیکھ سکو گے۔ ہاں پہاڑ کی طرف دیکھتے رہو اگر یہ اپنی جگہ قائم رہا تو تم مجھے دیکھ سکو گے۔ جب ان کا پروردگار پہاڑ پر نمودار ہوا تو (تجلی انوارِ ربانی) نے اس کو ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ جب ہوش میں آئے تو کہنے لگے کہ تیری ذات پاک ہے اور میں تیرے حضور توبہ کرتا ہوں اور جو ایمان لانے والے ہیں ان میں سب سے اول ہوں ﴿١٤٣﴾ (خدا نے) فرمایا موسیٰ میں نے تم کو اپنے پیغام اور اپنے کلام سے لوگوں سے ممتاز کیا ہے۔ تو جو میں نے تم کو عطا کیا ہے اسے پکڑ رکھو اور (میرا) شکر بجالاؤ ﴿١٤٤﴾

ہو جائے گا۔اس لئے موسیٰؑ کے پاس گریہ وزاری کرتے ہوئے آئے اور التجا کی کہ وہ ان کے پاس رہیں اور خدا سے دُعا کریں کہ اُن کی توبہ قبول فرمائے تو خدا نے موسیٰؑ پر وحی بھیجی کہ میں نے اُن کی توبہ قبول کی لیکن ان کو اس سرکشی کی سزا میں چالیس سال تک سرگشتہ اور پریشان رکھوں گا۔ غرض موسیٰؑ نے ان کو لے کر ارض مقدس کا رُخ کیا جو بلاد شام میں فلسطین کے نام سے مشہور ہے۔ اُس کو اس لئے مقدس کہتے ہیں کہ وہاں یعقوبؑ پیدا ہوئے تھے اور وہ اسحٰقؑ و یوسفؑ کا مسکن تھا اور وفات کے بعد سب کو اُسی جگہ منتقل کر دیا گیا۔ شام کی زمین نہایت نیک و بہتر ہے لیکن وہاں کے لوگ بہت بُرے ہیں اور مصر بد ترین شہر ہے کیونکہ وُہ اس کا قید خانہ ہے جس پر خدا غضب فرماتا ہے۔ خدا نے اُن کو حکم دیا کہ شام کی جانب جائیں تو ایک جماعت کے پاس پہنچے جو ایک بت کے گرد جمع تھی اور اُس کی پرستش کرتی تھی۔ بنی اسرائیل نے یہ دیکھ کر موسیٰؑ سے کہا کہ ہمارے لئے بھی ایک خدا بناؤ جیسا کہ اس جماعت کا خدا ہے۔ موسیٰؑ نے کہا تم ایک جاہل گروہ ہو کیا خداوند عالم کے سوا کوئی اور خدا چاہتے ہو اور تمہارے لئے تلاش کروں حالانکہ اس نے تم کو تمام عالم پر فضیلت دی ہے۔ بس بنی اسرائیل کا مصر میں داخل ہونا کسی سبب سے نہ تھا بجز اس کے کہ خدا اُن پر غضبناک تھا اُس گناہ کے

ترجمہ، جب موسیٰ نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ میں نے آگ دیکھی ہے، میں وہاں سے (رستے) کا پتہ لاتا ہوں یا سلگتا ہوا انگارہ تمہارے پاس لاتا ہوں تا کہ تم تاپو ﴿۷﴾ جب موسیٰ اس کے پاس آئے تو ندا آئی کہ وہ جو آگ میں (تجلی دکھاتا) ہے بابرکت ہے۔ اور جو آگ کے ارد گرد ہیں اور خدا جو تمام عالم کا پروردگار ہے پاک ہے ﴿۸﴾ اے موسیٰ میں ہی خدائے غالب و دانا ہوں ﴿۹﴾ اور اپنی لاٹھی ڈال دو۔ جب اُسے دیکھا تو (اس طرح) ہل رہی تھی گویا سانپ ہے تو پیٹھ پھیر کر بھاگے اور پیچھے مڑ کر نہ دیکھا (حکم ہوا) موسیٰ ڈرو مت۔ ہمارے پاس پیغمبر ڈرا نہیں کرتے ﴿۱۰﴾ ہاں جس نے ظلم کیا پھر برائی کے بعد اسے نیکی سے بدل دیا تو میں بخشنے والا مہربان ہوں ﴿۱۱﴾ اور اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈالو سفید نکلے گا۔ (ان دو معجزوں کے ساتھ جو) نو معجزوں میں (داخل ہیں) فرعون اور اس کی قوم کے پاس جاؤ کہ وہ بے حکم لوگ ہیں ﴿۱۲﴾ جب ان کے پاس ہماری روشن نشانیاں پہنچیں، کہنے لگے یہ صریح جادو ہے ﴿۱۳﴾ اور بے انصافی اور غرور سے ان سے انکار کیا لیکن ان کے دل ان کو مان چکے تھے۔ سو دیکھ لو فساد کرنے والوں کا انجام کیسا ہوا ﴿۱۴﴾

سبب سے جوان لوگوں نے کیا تھا۔ کیوں کہ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ جب اُن لوگوں نے ارض مقدس میں داخل ہونا قبول نہیں کیا تو اُن پر چالیس سال تک اُس میں داخل ہونا میں نے حرام کردیا وہ اسی زمین کے بیابانوں میں حیران وپریشان پھرا کریں گے۔ منقول ہے کہ وہ لوگ چار فرسخ زمین میں چالیس سال تک حیران پھرا کئے۔ اس سبب سے کہ انہوں نے خدا کے حکم کو رو کردیا اور راضی نہیں ہوئے کہ اُس شہر میں داخل ہوں۔ شام کو منادی اُن کو ندا دیتا تھا کہ بار کرو وہ لوگ گاتے اور رجز پڑھتے ہوئے روانہ ہوتے تھے اور سحر تک راستہ چلتے تھے پھر خدا زمین کو حکم دیتا تو وہ ان لوگوں کو اسی جگہ پہنچادیتی تھی جہاں سے روانہ ہوتے تھے۔ جب صبح ہوتی تو وہ لوگ اپنے کو اسی سابق منزل میں پاتے تھے اور کہتے تھے کہ رات کو ہم لوگ راستہ بھول گئے۔ غرضکہ چالیس سال تک اسی حال میں رہے اور سوائے یوشعؑ بن نون اور کالبؑ بن یوقنا کے سب مرگئے کیونکہ ان دونوں نے ارض مقدس میں داخل ہونے سے انکار نہیں کیا تھا۔

روایت میں ہے کہ موسیٰؑ نے بنی اسرائیل سے وعدہ کیا تھا کہ جب تم لوگ فرعون سے نجات پاؤگے تو حق تعالیٰ تمہارے لئے ایک کتاب بھیجے گا جو اوامر ونواہی پر مشتمل ہوگی اور اُس میں حدود واحکام اور فرائض ہوں گے، (اس کتاب کی تفصیل اور موسیٰؑ پر نازل ہونے والے احکام آگئے بیان کئے جائیں گے)۔ جب اُن لوگوں نے نجات پائی اور شام کے قریب

ترجمہ، اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ بھائیو تم پر خدا نے جو احسان کئے ہیں ان کو یاد کرو کہ اس نے تم میں پیغمبر پیدا کیے اور تمہیں بادشاہ بنایا اور تم کو اتنا کچھ عنایت کیا کہ اہل عالم میں سے کسی کو نہیں دیا ﴿۲۰﴾ تو بھائیو! تم ارض مقدس (یعنی ملک شام) میں جسے خدا نے تمہارے لیے لکھ رکھا ہے چل داخل ہو اور (دیکھنا مقابلے میں) پیٹھ نہ پھیر دینا ورنہ نقصان میں پڑ جاؤگے ﴿۲۱﴾ وہ کہنے لگے کہ موسیٰ! وہاں تو بڑے زبردست لوگ (رہتے) ہیں اور جب تک وہ اس سرزمین سے نکل نہ جائیں ہم وہاں جا نہیں سکتے ہاں اگر وہ وہاں سے نکل جائیں تو ہم جا داخل ہوں گے ﴿۲۲﴾ جو لوگ (خدا سے) ڈرتے تھے ان میں سے دو شخص جن پر خدا کی عنایت تھی کہنے لگے کہ ان لوگوں پر دروازے کے رستے سے حملہ کردو جب تم دروازے میں داخل ہوگئے تو فتح تمہارے ہے اور خدا ہی پر بھروسہ رکھو بشرطیکہ صاحبِ ایمان ہو ﴿۲۳﴾ سورة المائدة

پہنچے تو موسیٰؑ کتاب لائے۔ اس میں یہ لکھا تھا کہ میں اُس شخص کے عمل کو قبول نہیں کرتا جو محمدؐ اور علیؑ اور اُن کے آلؑ اطہار کی تعظیم نہیں کرتا۔ اور اُن کے دوستوں اور اصحاب کو گرامی نہیں رکھتا جیسا کہ حق ہے۔ اے خدا کے بندو سمجھو اور گواہ رہنا کہ محمدؐ میری مخلوق میں سب سے بہتر اور افضل خلائق ہیں اور اُن حضرت کے بھائی علیؑ اُن کی امت میں اُن کے وصی اور علم کے وارث اور جانشین ہیں اور اُن کے بعد بہترین ہیں اور آلؑ محمدؐ بہترین آل پیغمبران ہیں اور اُن حضرت کے اصحاب بہترین صحابۂ پیغمبران ہیں اور اُن کی اُمّت بہترین امتہائے پیغمبران ہے۔ تو بنی اسرائیل نے کہا کہ ہم یہ قبول نہیں کرتے۔ اے موسیٰؑ یہ ہمارے لئے سخت اور دشوار ہے بلکہ ہم اُس کے شرائع قبول کرتے ہیں کہ یہ آسان ہے اور کیونکر ہم یہ قبول کریں جبکہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا پیغمبر تمام پیغمبروں سے بہتر اور اُس کی آل تمام پیغمبروں کی آل سے بہتر ہے۔ اور ہم جو اُس کی امت میں ہیں تمام پیغمبروں کی امتوں سے بہتر ہیں ہم اُس گروہ کی فضیلت کا اعتراف نہیں کرتے جس کو نہ ہم نے دیکھا ہے نہ پہچانتے ہیں اُس وقت حق تعالیٰ نے جبرئیل کو حکم دیا تو انہوں نے اپنے بازوؤں سے فلسطین کے ایک پہاڑ کو موسیٰؑ کے لشکر گاہ کے برابر جو ایک فرسخ مربع تھا اکھاڑا اور اُن کے سروں پر لا کر بلند کیا اور کہا کہ جو کچھ موسیٰؑ تمہارے لئے لائے ہیں اس کو قبول کرو ورنہ اس پہاڑ کو تمہارے اوپر گرائے دیتا ہوں کہ تم کچل کر فنا ہو جاؤ گے۔ تو وہ لوگ بیقرار ہو کر فریاد کرنے لگے کہ اے موسیٰؑ ہم کیا کریں۔ موسیٰؑ نے فرمایا کہ خدا کا سجدہ کرو اور اپنی پیشانی اور دونوں رخساروں کو خاک پر ملو اور کہو خداوندا ہم نے سُنا اطاعت کی، قبول کیا، اعتراف کیا، تسلیم کیا اور راضی

ترجمہ، وہ بولے کہ موسیٰ! جب تک وہ لوگ وہاں ہیں ہم کبھی وہاں نہیں جا سکتے (اگر لڑنا ہی ضرور ہے) تو تم اور تمہارا خدا جاؤ اور لڑو ہم یہیں بیٹھے رہیں گے ﴿۲۴﴾ موسیٰ نے (خدا سے) التجا کی کہ پروردگار میں اپنے اور اپنے بھائی کے سوا اور کسی پر اختیار نہیں رکھتا تو ہم میں اور ان نافرمان لوگوں میں جدائی کر دے ﴿۲۵﴾ خدا نے فرمایا کہ وہ ملک ان پر چالیس برس تک کے لیے حرام کر دیا گیا (کہ وہاں جانے نہ پائیں گے اور جنگل کی) زمین میں سرگرداں پھرتے رہیں گے تو ان نافرمان لوگوں کے حال پر افسوس نہ کرو ﴿۲۶﴾ سورۃ المائدۃ

ہوئے۔ پھر جو کچھ موسیٰؑ نے اُن سے کہاان لوگوں نے عمل کیااُن میں سے اکثر لوگوں نے جو کچھ بظاہر کہااور کیادل میں اس کے مخالف تھے اور کہہ رہے تھے کہ ہم نے سنااور مخالفت کی بر خلاف اس کے جو کچھ زبان سے کہتے تھے اور اپنے داہنے رخسار کو زمین پر رکھے ہوئے تھے لیکن خدا کی بارگاہ میں اُن کا قصد عاجزی اور انکساری اور اپنے اعمال گذشتہ کی پشیمانی کا نہ تھا بلکہ یہ اس لئے انہوں نے کیا تھا کہ دیکھیں پہاڑ اُن پر گرتا ہے یا نہیں پھر بائیں رخسار کو اسی قصد سے رکھا۔ تو جبرئیلؑ نے موسیٰؑ سے کہاان میں سے اکثر لوگوں کو برباد کردوں گا کیونکہ انہوں نے ظاہری طور پر اعتراف کیا ہے اور چونکہ حق تعالیٰ بھی دُنیا میں لوگوں کے ظاہر حال کے موافق سلوک کرتا ہے اس لئے اُن کا خون محفوظ ہے اور وہ امان میں رہیں گے لیکن آخرت میں اُن کا معاملہ خدا پر ہے کہ وہاں وہ اُن کے بُرے اعتقاد اور فاسد نیّت کے سبب سے ان پر عذاب کرے گا۔ پھر ابنی اسرائیل نے دیکھا کہ وہ پہاڑ دو ٹکڑے ہوا ایک ٹکڑا مروارید سفید کا ہو کر آسمان کی جانب گیا اور آسمانوں کو پھاڑتا ہوا اُن کی نگاہوں سے غائب ہو گیا اور دوسرا ٹکڑا آگ بن کر زمین میں چیرتا ہوا اُن کی آنکھوں سے اُوجھل ہو گیا۔ اُن لوگوں نے موسیٰؑ سے اس کا سبب دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ جو ٹکڑا آسمان کی جانب گیا وہ جاکر بہشت سے ملحق ہو گیا خدا نے اُس میں بیشمار اضافہ فرمایا۔ جس کی تعداد سوائے اُس کے کوئی نہیں جان سکتا اور اُس نے حکم دیا کہ اس سے اُن لوگوں کے لئے قصر۔ عمارات اور منزلیں تعمیر کی جائیں جو حقیقت میں ایمان لائے ہیں۔ ان عمارتوں میں ہر ایک طرح طرح کی نعمتوں پر مشتمل ہو گی مثل درخت، باغات، میوہ جات، خوش سیرت حوروں اور ہمیشہ حسن رکھنے والے غلاموں کے جو بکھرے ہوئے موتیوں کی طرح ہوں گے۔ انہیں بہشت کے مانند وہ تمام نعمتیں ہوں گی جن کا خدا نے اپنے پرہیزگار بندوں سے وعدہ کیا ہے۔ اور وہ ٹکڑا جو زمین میں گیا وہ جہنم سے ملحق ہوا اور حق تعالیٰ نے اُس میں بھی بیشمار ٹکڑوں کا اضافہ کیا

ترجمہ، بھلا تم کو موسیٰ کی حکایت پہنچی ہے ﴿۱۵﴾ جب اُن کے پروردگار نے ان کو پاک میدان طویٰ میں پکارا ﴿۱۶﴾ (اور حکم دیا) کہ فرعون کے پاس جاؤ وہ سرکش ہو رہا ہے ﴿۱۷﴾ سورۃ النازعات

اور حکم دیا کہ اُس سے ان کافروں کے لئے جو اس کتاب کے حکم سے منکر ہوئے قصر و مکانات اور منزلیں بنائیں جو طرح طرح کے عذاب سے بھری ہوں گی مثل آتشیں دریاؤں غسلین و عساق (غسلین یعنی وہ پانی جس سے زخم دھویا گیا ہو اور عساق یعنی سرد و گندہ چیز مثل پیپ وغیرہ) کے حوضوں خون وپیپ اور میل کچیل کے رود خانوں کے اور اُن میں موکلان دوزخ اُن کے عذاب کے لئے ہاتھ میں گرز لئے ہوں اوری تھوہڑ کے درخت اور زہر دار گھاس سانپ بچھو اور گولیاں، غلّے اور زنجیریں اور تمام قسم کے عذاب اور ہر طرح کی بلائیں ہوں گی۔ خدا نے اہل دوذخ کے لئے مہیّا کی ہیں۔ حضرت رسولؐ خدا نے اپنے زمانہ کے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ کیا خدا کے عذاب سے نہیں ڈرتے ان فضائل کے انکار کرنے میں جس سے خدا نے مجھ کو اور میرے پاک و پاکیزہ عترت کو مخصوص کیا ہے۔ روایت کے مطابق کسی نے امام باقرؑ سے دریافت کیا کہ وہ کون سا پرندہ ہے جس نے صرف ایک مرتبہ پرواز کیا پھر وُہ نہ اس کے قبل اڑا تھا نہ بعد اور نہ آئندہ پرواز کرے گا فرمایا کہ وہ طور سینا ہے جس کو حق تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے سرپر بلند کیا۔ اُس میں مختلف قسم کے عذاب تھے یہاں تک کہ اُن لوگوں نے قبول کیا جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اُس وقت کو یاد کرو جبکہ پہاڑ کو ہم نے کھودا اور بنی اسرائیل کے سرپر بلند کیا مثل ایک چھت کے اور اُن لوگوں نے گمان کیا کہ وُہ اُن کے سروں پر گرپڑے گا۔

قارون کا قصّہ:

روایت ہے کہ قارون کی ہلاکت کا یہ سبب تھا کہ جب موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کو دریا سے نکالا اور خدا نے اپنی نعمتیں اُن پر تمام کیں تو اُن کو عمالقہ سے جنگ کرنے کا حکم دیا۔

ترجمہ، (اے اہل مکہ) جس طرح ہم نے فرعون کے پاس (موسیٰ کو) پیغمبر (بنا کر) بھیجا تھا (اسی طرح) تمہارے پاس بھی (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) رسول بھیجے ہیں جو تمہارے مقابلے میں گواہ ہوں گے ﴿۱۵﴾ سو فرعون نے (ہمارے) پیغمبر کا کہنا نہ مانا تو ہم نے اس کو بڑے وبال میں پکڑ لیا ﴿۱۶﴾ اگر تم بھی (ان پیغمبروں کو) نہ مانو گے تو اس دن سے کیونکر بچو گے جو بچّوں کو بوڑھا کر دے گا ﴿۱۷﴾ سورۃ المزمل

اُن لوگوں نے قبول نہ کیا تو اُن کے لئے مقرر فرمایا کہ چالیس سال تک صحرائے تیہ میں سرگشتہ و حیران پھرا کریں۔ وہ لوگ شروع رات سے اُٹھتے تھے اور گریہ وزاری کے ساتھ توریت و دعا پڑھنے میں مشغول ہوتے تھے۔ قارون بھی انہیں میں تھا وہ بھی توریت پڑھتا تھا۔ اُس سے زیادہ خوش آواز اُن میں کوئی نہ تھا۔ قرات کی خوبی کی وجہ سے اُس کو منوں کہتے تھے وہ کیمیا جانتا تھا اور بناتا تھا۔ جب بنی اسرائیل کے معاملہ کو طول ہوا اُن لوگوں نے توبہ و انابت شروع کی۔ لیکن قارون نے پسند نہ کیا کہ توبہ میں اُن کے ساتھ شریک ہو۔ ایک اور روایت کے مطابق حق تعالیٰ نے موسیٰؑ پر وحی کی کہ بنی اسرائیل کو حکم دیں کہ اپنی چادروں میں چار کبود ڈورے ہر طرف لگائیں اور ایک ایک آسمانی ڈورا لٹکائیں۔ موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کو بلا کر فرمایا کہ خدا نے تم کو حکم دیا ہے کہ اپنی رداؤں میں آسمانی رنگ کے ڈورے لٹکاؤ تاکہ جب اُن کو دیکھو اپنے خدا کو یاد کرو وہ عنقریب اپنی کتاب تمہارے لئے نازل کرے گا۔ یہ سُن کر قارون نے سرکشی کے کہا یہ سب باتیں آقا اپنے غلاموں کے لئے کرتے ہیں تاکہ دوسروں سے ممتاز رہیں۔ اور جب موسیٰؑ بنی اسرائیل کے ساتھ دریا سے باہر آئے مذبح اور مقام قربانی کی حکومت اور تولیت ہارونؑ کے سپرد کی جہاں بنی اسرائیل اپنی قربانیاں ہارونؑ کو دیتے تھے وہ مذبح میں رکھ دیتے تھے اور ایک آگ آسمان سے آتی تھی اور اُس کو جلا دیتی تھی۔ ہارونؑ کے بارے میں قارون پر حسد غالب ہوا اُس نے موسیٰؑ نے کہا کہ پیغمبری تم نے لے لی اور جسورہ ہارونؑ کو دے دیا میرا کچھ حصّہ نہ تھا حالانکہ میں توریت کو تم دونوں سے بہتر پڑھتا ہوں۔ موسیٰؑ نے کہا کہ خدا کی قسم میں نے جسورہ ہارونؑ کو نہیں دیا خدا نے ان کو عطا فرمایا ہے قارون نے کہا خدا کی قسم میں اس کی تصدیق نہ کروں گا جب تک کہ تم اس پر کوئی

ترجمہ، پھر ہم نے موسیٰ اور ان کے بھائی ہارون کو اپنی نشانیاں اور دلیل ظاہر دے کر بھیجا ﴿۴۵﴾ (یعنی) فرعون اور اس کی جماعت کی طرف، تو انہوں نے تکبر کیا اور وہ سرکش لوگ تھے ﴿۴۶﴾ کہنے لگے کہ کیا ہم ان اپنے جیسے دو آدمیوں پر ایمان لے آئیں اور اُن کو قوم کے لوگ ہمارے خدمت گار ہیں ﴿۴۷﴾ تو اُن لوگوں نے اُن کی تکذیب کی سو (آخر) ہلاک کر دیئے گئے ﴿۴۸﴾ اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی تاکہ وہ لوگ ہدایت پائیں ﴿۴۹﴾

دلیل پیش نہ کروگے۔ یہ سُن کر موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کے سرداروں کو جمع کیا اور کہا اپنے اپنے عصا کو لاؤ سب نے لا کر اکٹھا کیا۔ حضرت نے اُن سب کو اُس مکان میں رکھا جس میں عبادت الٰہی کرتے تھے اور فرمایا تم سب لوگ رات کو ان عصاؤں کی نگرانی کرو۔ دوسرے روز حکم دیا کہ تمام عصا باہر نکالے جائیں۔ جب باہر لائے گئے تو کسی میں کوئی تغیر نہیں ہوا تھا مگر ہارونؑ کا عصا سبز ہو گیا تھا اور اُس میں بادام کی پتیوں کی طرح پتیاں نکل آئی تھیں موسیٰؑ نے فرمایا اے قارون اب تو نے سمجھا کہ ہارونؑ کا امتیاز خداداد ہے۔ قارون نے کہا یہ اور جادوؤں سے زیادہ تعجّب خیز جادو نہیں ہے جو تم نے کیا۔ پھر غضبناک ہو کر اُٹھ آیا اور اپنے ساتھیوں کو لے کر موسیٰؑ کے لشکر سے جدا ہو گیا۔ تاہم موسیٰؑ اُس کے ساتھ مہربانی سے پیش آتے رہے اور اُس کی قرابت کی رعایت کرتے رہے۔ وہ ہمیشہ موسیٰؑ کو آزار پہنچاتا رہا اور ہر روز اُس کی سرکشی اور دشمنی زیادہ ہوتی گئی یہاں تک کہ اُس نے ایک مکان بنوایا اور اُس کی دیواروں پر صیفہائے طلا نصب کئے بنی اسرائیل ہر صبح و شام اُس کے پاس جاتے تھے وہ اُن کو کھانا کھلاتا اور لوگ موسیٰؑ کا مذاق اُڑایا کرتے، یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ پر زکوٰۃ کا حکم نازل فرمایا کہ بنی اسرائیل کے امیروں سے وصول کریں موسیٰؑ قارون کے پاس تشریف لے گئے۔ اور اُس سے ہزار دینار پر ایک دینار اور ہزار درم پر ایک درم اور ہزار گوسفند پر ایک گوسفند اسی طرح اُس کے تمام اموال پر زکوٰۃ طلب کی۔ قارون نے اپنے مکان پر جا کر حساب کیا تو اُس کو زکوٰۃ میں زیادہ مال جاتا ہُوا معلوم ہوا جس کو وہ دینے پر راضی نہیں ہوا۔ بنی اسرائیل نے اُس سے کہا کہ تم ہمارے سردار اور بزرگ ہو جو حکم دو ہم اُس کی اطاعت کریں اُس نے کہا کہ فلاں فاحشہ کو بُلا لاؤ اُس کے ذریعہ سے ہم مل کر ایک مکر کریں یعنی وُہ موسیٰؑ پر زنا کی تہمت لگائے تاکہ بنی اسرائیل اُن سے متنفر ہو جائیں اور ہم کو اُن سے نجات ملے۔ اُس کو بُلا لائے۔ قارون نے اُس سے ہزار اشرفی یا ایک طلائی طشت کا وعدہ کیا یا کہا کہ جو کچھ تو طلب

ترجمہ، قارون موسیٰ کی قوم میں سے تھا اور ان پر تعدّی کرتا تھا۔ اور ہم نے اس کو اتنے خزانے دیئے تھے کہ اُن کی کنجیاں ایک طاقتور جماعت کو اُٹھانی مشکل ہوتیں جب اس سے اس کی قوم نے کہا کہ اترائیے مت۔ کہ خدا اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا (۷٦) سورۃ القصص

کرے گی دوں گا۔ بشرطیکہ تو بنی اسرائیل کے سامنے کل موسیٰؑ پر زنا کا اتہام لگادے (اُس نے
منظور کرلیا) دوسرے روز قارون تمام بنی اسرائیل کو لے کر موسیٰؑ کے پاس آیا اور کہا کہ
لوگ جمع ہیں اور چاہتے ہیں کہ آپ باہر تشریف لائیں اور ان کو امر و نہی فرمائیں اور اُن کے
لئے احکام شریعت بیان کریں۔ موسیٰؑ باہر آئے اور منبر پر تشریف لے گئے، خطبہ پڑھا وعظ
فرمایا اور کہا کہ تم میں سے جو شخص چوری کریگا اُس کے ہاتھ قطع کردوں گا اور جو فحش عمل
کرے گا اُس کو اسی (۸۰) تازیانے ماروں گا اور جو شخص زنا کرے گا اگر نا کتخدا ہے تو اُس کو
سو (۱۰۰) کوڑے ماروں گا اور اگر زوجہ رکھتا ہوگا تو سنگسار کروں گا تاکہ مر جائے۔ اُس وقت
قارون بولا خواہ آپ ہی کیوں نہ ہوں۔ فرمایا ہاں خواہ میں ہی ہوں۔ قارون نے کہا بنی
اسرائیل کہتے ہیں کہ آپ نے فلاں فاحشہ کے ساتھ زنا کی ہے موسیٰؑ نے پوچھا کیا میں نے؟ کہا
ہاں آخر وہ عورت حاضر کی گئی۔ حضرت نے اُس سے پوچھا کیا میں نے تیرے ساتھ زنا کی ہے
اُسی خدا کے حق سے کہنا جس نے بنی اسرائیل کے لئے دریا کو پھاڑا اور مجھ پر توریت نازل
فرمائی، اُس عورت نے کہا نہیں یہ لوگ جھوٹ کہتے ہیں بلکہ قارون نے مجھ کو مال کی لالچ
دے کر آمادہ کیا ہے کہ میں آپ کو متہم کروں۔ یہ سُن کر قارون نے سَر جھکا لیا اور بنی
اسرائیل ساکت ہوگئے۔ موسیٰؑ سجدے میں گر پڑے اور تضرع وزاری کے ساتھ درگاہ باری
میں عرض کی کہ خداوندا تیرا دشمن میرے درپے آزاد ہے اور چاہتا ہے کہ مجھے رسوا کرے
خداوندا اگر میں تیرا پیغمبر ہوں تو میری خاطر سے اُس پر غضب فرما اور مجھے اُس پر مسلط کر۔
خداوند عالم نے اُن پر وحی فرمائی کہ سَر سجدہ سے اُٹھاؤ اور زمین کو جو چاہو حکم دو وہ تمہاری
اطاعت کرے گی۔ یہ سُن کر موسیٰؑ نے بنی اسرائیل سے کہا کہ خدا نے مجھ کو اُسی طرح قارون
پر مسلط کیا ہے جس طرح فرعون پر مبعوث کیا تھا اور حکم دیا کہ جو شخص اُس کے ساتھیوں میں

ترجمہ، پھر ان پر نہ تو آسمان کو اور زمین کو رونا آیا اور نہ ان کو مہلت ہی دی گئی ﴿۲۹﴾ اور ہم نے بنی
اسرائیل کو ذلت کے عذاب سے نجات دی ﴿۳۰﴾ (یعنی) فرعون سے۔ بے شک وہ سرکش (اور)
حد سے نکلا ہوا تھا ﴿۳۱﴾ اور ہم نے بنی اسرائیل کو اہل عالم سے دانستہ منتخب کیا تھا ﴿۳۲﴾ اور ان کو
ایسی نشانیاں دی تھیں جن میں صریح آزمائش تھی ﴿۳۳﴾

سے ہو اُس کے ساتھ رہے اور جو اس کو دوست نہ رکھتا ہو اُس سے جُدا ہو جائے۔ یہ سُن کر سوائے دو شخصوں کے سب اُس سے علیٰحدہ ہو گئے۔ چونکہ موسیٰؑ اُس کو دوست رکھتے تھے اس لئے اُس کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ تیری قوم توبہ میں مشغول ہے اور تو یہاں بیٹھا ہے جا کر اُن کے ساتھ شریک ہو ورنہ تجھ پر عذاب نازل ہو گا۔ اُس نے حضرت کے حکم کی کوئی حقیقت نہ سمجھی اور آپ کا مذاق اُڑانے لگا۔ حضرت غمگیں ہو کر چلے آئے اور اُس کے قصر کے سایہ میں قریب ہی بیٹھ گئے۔ حضرت بال کا بُنا ہُوا جُبّہ پہنے ہُوئے تھے اور عصا ہاتھ میں تھا۔ قارون کے حکم سے راکھ پانی میں مخلوط کر کے حضرت کے سر پر پھینکی گئی۔ آنحِضرت کو بہت غصّہ آیا آپ کے شانے پر بال تھے۔ جب آپ کو غصّہ آتا وُہ بال کپڑے سے باہر نکل آتے اور اُن سے خون جاری ہو جاتا۔ قارون نے اپنے قصر کے دروازے موسیٰؑ کے لئے بند کرا دیئے تھے موسیٰؑ نے دروازوں کی جانب اشارہ کیا آپ کے اعجاز سے تمام دروازے کھل گئے۔ آپ قصہّ میں داخل ہوئے۔ جب آنحضرت پر اُس کی نگاہ پڑی سمجھ گیا کہ عذاب کے لئے آتے ہیں تو کہا اے موسیٰؑ میں آپ سے رحم اور قرابت کے حق سے جو میرے اور آپ کے درمیان ہے سوال کرتا ہوں کہ مجھے پر رحم فرمایئے۔ موسیٰؑ نے کہا اے فرزند لادی مجھ سے بات نہ کر۔ پھر زمین کو حکم دیا کہ قارون کو لے لے۔ پس قصر اور جو کچھ اُس میں تھا زمین میں دھنس گیا اور قارون بھی زانو تک زمین کے اندر ہو گیا اور رونے لگا اور موسیٰؑ کو رحم کرنے کی قسم دی۔ موسیٰؑ نے پھر کہا اے فرزند لادی مجھ سے گفتگو نہ کر۔ اُس نے ہر چند استغاثہ کیا مگر کوئی فائدہ نہ ہوا یہاں تک کہ زمین میں پوشیدہ ہو گیا۔ بعض روایتوں کی بناء پر اُس نے ستر مرتبہ قسم دی مگر موسیٰؑ نے التفات نہ کیا۔ جب موسیٰؑ اپنے مناجات کے مقام پر آئے حق تعالیٰ نے فرمایا اے فرزند لادی مجھ سے بات نہ کر موسیٰؑ سمجھ گئے قارون پر رحم نہ کرنے کے سبب سے یہ خدا کا عتاب ہے۔ عرض کی پروردگار قارون نے مجھ کو بغیر تیرے

ترجمہ، اور مدین کے رہنے والے بھی۔ اور موسیٰ بھی تو جھٹلائے جا چکے ہیں لیکن میں کافروں کو مہلت دیتا رہا پھر ان کو پکڑ لیا۔ تو (دیکھ لو) کہ میرا عذاب کیسا (سخت) تھا (٤٤) سورۃ الحج

پکارااور بغیر تیرے قسم دی اگر تیری قسم دیتا میں قبول کرتا۔ پھر خدانے اُسی جواب کا اعادہ فرمایا جو موسیٰؑ نے قارون کو دیا تھا۔ موسیٰؑ نے کہا خداوندا اگر میں جانتا کہ تیری رضا اُس کی خواہش قبول کرنے میں ہے تو یقیناً قبول کرلیتا۔ اُس وقت خدانے کہا کہ اے موسیٰؑ اپنے عزّت وجلال اور جودو بزرگی اور عظمت و منزلت کی قسم کھاتا ہوں کہ جس طرح قارون نے تم سے رحم کی خواہش کی۔ اگر مجھ سے کرتا تو میں قبول کرلیتا۔ لیکن چونکہ تم سے مدد مانگی تھی اور تم سے متوسل ہوا تھا لہٰذا میں نے اُس کو تم پر ہی چھوڑ دیا تھا۔ منقول ہے کہ جب حضرت یونسؑ مچھلی کے شکم میں دریا کی سیر کرتے ہوئے اُس جگہ پہنچے جہاں قارون پہنچا تھا کیونکہ قارون جب حضرت موسیٰؑ کی نفرین سے زمین میں دھنس گیا تو خدانے ایک فرشتے کو موکل کیا کہ روزانہ اس کو ایک مرد کے قد کے برابر نیچے کرتا جائے۔ یونسؑ مچھلی کے شکم میں تسبیح خدااور استغفار کرتے تھے۔ جب قارون نے یونسؑ کی آواز سُنی اُس فرشتے سے التماس کیا کہ مجھ کو مہلت دے کیونکہ انسان کی آواز سُنتا ہوں۔ حق تعالیٰ نے اُس فرشتے کو وحی کی کہ اُس کو مہلت دے دے۔ اُس وقت قارون نے یونسؑ سے خطاب کیا کہ تم کون ہو، کہا میں گنہگار ہوں اور خطا کرنے والا یونسؑ بن متی ہوں۔ اُس نے کہا کہ وہ خدا کے لئے بہت غضب کرنے والا موسیٰؑ بن عمران کیا ہوا۔ یونسؑ نے کہا کہ افسوس مدت ہوئی کہ وہ دُنیا سے چلے گئے پوچھا کہ وہ اپنی قوم پر رحم کرنے والا انسان ہارونؑ کیا ہوا کہا وہ بھی رحلت کرگئے، پوچھا کہ کلثوم دختر عمران کیا ہوئیں جو مجھ سے نامزد تھیں۔ یونسؑ نے کہا کہ افسوس آل عمران میں سے کوئی باقی نہیں ہے قارون نے کہا آلِ عمران پر سخت افسوس ہے۔ حق تعالیٰ نے اُس کے افسوس کو پسند کیا اور اس کی جزا میں اُس فرشتے کو جو اُس پر موکل تھا حکم دیا کہ اُس کے عذاب سے جب تک دُنیا قائم ہے رُک جائے۔

ترجمہ، مومنو تم ان لوگوں جیسے نہ ہونا جنہوں نے موسیٰ (کو عیب لگا کر) رنج پہنچایا تو خدا نے ان کو بے عیب ثابت کیا۔ اور وہ خدا کے نزدیک آبرو والے تھے ﴿۶۹﴾ سورۃ الاحزاب

حضرت موسیٰؑ پر توریت کا نازل ہونا:

روایت ہے کہ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ سے وعدہ کیا کہ میں تم پر توریت چالیس روز یعنی ماہ ذیقعدہ اور ماہ ذی الحجہ کے دس روز میں بھیجوں گا جس میں احکام ہوں گے۔ایک اور روایت کے مطابق توریت چھٹی ماہ رمضان کو نازل ہوئی۔(موئف فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ توریت نازل ہونے کی ابتداماہ رمضان میں ہوئی ہو اور وہ ماہ ذی الحجہ میں پوری ہوئی ہو یا لوحیں ٹوٹ جانے کے بعد دوبارہ نازل ہوئی ہوں) موسیٰؑ نے اپنے اصحاب سے کہا کہ حق تعالیٰ نے مجھے سے وعدہ کیا ہے کہ تیس روز میں توریت اور الواح کو مجھ پر نازل فرمائے گا۔خدا نے اُن کو یہی حکم دیا تھا کہ بنی اسرائیل سے تیس روز بتلائیں تاکہ وہ لوگ دل تنگ نہ ہوں۔روایت کے مطابق موسیٰؑ نے بنی اسرائیل سے کہا کہ جب خدا تم کو مصیبتوں سے نجات دے گا اور تمہارے دشمن کو ہلاک کردے گا تو میں خدا کی جانب سے تمہارے لئے ایک کتاب لاؤں گا جو اوامر ونواہی، موعظوں، مثالوں اور نصیحتوں پر مشتمل ہوگی۔پھر موسیٰؑ نے بنی اسرائیل میں ہارونؑ کو اپنا جانشین بنایا اور کوہ طور کی جانب گئے اور تیس روز کے روزے رکھے۔موسیٰؑ کو گمان ہوا کہ تیس روز کے بعد خدا اُن کو کتاب عطافرمائے گا تو تیس روز روزہ رکھا جب تیس روز پُورے ہوگئے موسیٰؑ نے افطار کرنے سے پہلے مسواک کی تو خدا نے اُن پر وحی کی کہ اے موسیٰؑ شاید تم کو نہیں معلوم کہ روزدار کے دہن کی بُو میرے نزدیک مُشک کی بُو سے زیادہ بہتر ہے لہٰذا دس روز اور روزہ رکھو۔افطار کے وقت مسواک مت کرنا۔موسیٰؑ نے ایسا ہی کیا۔خدا نے وعدہ کیا تھا کہ کتاب چالیس شب و روز میں اُن کو عطا فرمائے گا۔غرض چالیس روز کے بعد دسویں ذی الحجہ کو توریت عطا فرمائی جو تختیوں پر نقش

ترجمہ،اور وہ وقت یاد کرنے کے لائق ہے جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اے قوم! تم مجھے کیوں ایذا دیتے ہو حالانکہ تم جانتے ہو کہ میں تمہارے پاس خدا کا بھیجا ہوا آیا ہوں۔تو جب ان لوگوں نے کج روی کی خدا نے بھی ان کے دل ٹیڑھے کردیئے۔اور خدا نافرمانوں کو ہدایت نہیں دیتا ﴿۵﴾

سورۃ الصف

تھی۔ اُس میں وہ سب کچھ مثل احکام و موعظے اور قصّے کے جن کی اُن لوگوں کو ضرورت تھی
موجود تھے اور وہ تمام حالات جو قیامت تک ہوں گے۔ ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم
نے موسیٰؑ کو کتاب عطا کی یعنی توریت جبکہ بنی اسرائیل سے عہد لیا تھا کہ ایمان لائیں اور ہر اس
حکم پر عمل کریں جو توریت میں اُن پر واجب کیا گیا ہے اور ہم نے موسیٰؑ کو فرقان بھی دیا جو
حق و باطل کو جدا کرنے والا ایک حکم ہے اور وہ حق اور باطل والوں کو بھی جُدا کرنے والا ہے۔
اس لئے کہ جب خدا نے بنی اسرائیل کو کتاب توریت اور اُس لانے اور اُس کی فرمانبرداری
کرنے کی وجہ سے گرامی کیا تو اُس کے بعد خدا نے موسیٰؑ پر وحی کی کہ اے موسیٰؑ وہ لوگ
کتاب پر ایمان تو لائے لیکن فرقان باقی ہے جو مومنوں اور کافروں اور اہل حق اور اہل باطل
میں فرق کرنے والا ہے۔ لہٰذا اُن پر اُس کا عہد تازہ کرو کیونکہ میں نے اپنے ذات مقدس کی
قسم کھائی ہے اور وہ قسم حق ہے کہ خدا کسی کے ایمان و عمل کو قبول نہیں کرتا جب تک کہ
اُس پر ایمان نہ لائے۔ موسیٰؑ نے پُوچھا وہ فرقان کیا ہے۔ فرمایا کہ وہ یہ ہے کہ بنی اسرائیل سے
عہد لو کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہترین خلق ہیں اور پیغمبروں میں سب سے بڑے اور
سب کے سردار ہیں اور یہ کہ علی اُن کے بھائی اور وصی صلوٰۃ اللہ علیہ بہترین اوصیائے پیغمبران
ہیں اور یہ کہ اُن کے اولیا اور اوصیا خلق میں امامت کے ساتھ مقرر ہوں گے اور وہ ذات
مقدسہ بھی بہترین خلق ہیں اور یہ کہ اُن کے شیعہ جو اوامر و نواہی میں اُن کی پیروی کریں
گے وہ بہشت میں فردوس اعلیٰ کے ستارے اور جنّات عدن کے بادشاہ ہوں گے تو موسیٰؑ نے
اُن سے وہ عہد لیا بعضوں نے زبان و دل سے قبول کیا اور ایمان لائے اور بعض نے صرف
زبان سے کہا اور دل سے قبول نہ کیا لہٰذا نور ایمان ان کو حاصل نہ ہوا۔ یہ تھا وہ فرقان جو حق
تعالیٰ نے موسیٰؑ کو عطا فرمایا۔ منقول ہے کہ جب موسیٰؑ کی عمر آخر ہوئی خدا نے اُن کو وحی فرمائی

ترجمہ، اور ہم نے (تورات) کی تختیوں میں ان کے لیے ہر قسم کی نصیحت اور ہر چیز کی تفصیل لکھ دی
پھر (ارشاد فرمایا کہ) اسے زور سے پکڑے رہو اور اپنی قوم سے بھی کہہ دو کہ ان باتوں کو جو اس میں
(مندرج ہیں اور) بہت بہتر ہیں پکڑے رہیں۔ میں عنقریب تم کو نافرمان لوگوں کا گھر دکھاؤں گا

﴿۱۴۵﴾ سورۃ الاعراف

کہ وہ تختیاں پہاڑ کے سپرد کردو۔ وہ لوحیں بہشت کے زبرجد کی تھیں۔ تو موسیٰؑ تختیوں کو پہاڑ کے پاس لائے وہ بحکم خدا شگافتہ ہوا موسیٰؑ نے لوحوں کو کپڑے میں لپیٹ کر شگاف کوہ میں رکھ دیا وہ شگاف برابر ہوگیا اور لوحیں ناپید ہوگئیں یہاں تک کہ رسولؐ خدا مبعوث ہوئے ایک مرتبہ اہل یمن کا قافلہ اُن حضرت کے پاس آیا۔ جب وہ اُس پہاڑ کے قریب پہنچا۔ پہاڑ میں شگاف ہوا اور وہ لوحیں ظاہر ہوئیں اُن لوگوں نے اُن کو لے کر آنحضرت کی خدمت میں حاضر کیا۔

منقول ہے کہ توریت میں لکھا ہے کہ اے موسیٰؑ میں نے تم کو اپنی پیغمبری کے لئے خلق کیا اور اپنی عبادت کے لئے قوت بخشی۔ تم کو اپنی عبادت کا حکم دیا اور معصیت سے منع کیا۔ اگر میری اطاعت کروگے تو اپنی اطاعت میں مدد دوں گا اور اگر میری معصیت کروگے تو امداد نہ کروں گا۔ اے موسیٰؑ مجھ سے اپنے پوشیدہ عیوب میں ڈرو تاکہ تمہارے عیبوں کو لوگوں سے پوشیدہ رکھوں اور اپنی خلوتوں میں مجھ کو یاد کرو اور اپنی خواہشوں اور لذّتوں میں مجھے دل میں یاد رکھو تاکہ میں تمہاری غفلتوں میں تم کو یاد رکھوں اور لغزشوں سے تمہاری حفاظت کروں اور اپنے غصّہ کو اُن لوگوں سے روکے رہو جن پر میں نے تم کو مسلّط کیا ہے تاکہ اپنے غضب کو تم سے باز رکھوں۔ اور اپنے دل میں میرے رازوں کو پوشیدہ رکھو اور میرے دشمن سے ظاہر بظاہر مدارت کا اظہار کرو۔ اپنے دشمن کو میرے خلق اور راز سے آگاہ نہ کرو کیونکہ وہ میرے بارے میں ناسزا کہیں گے اور تم اُن کے ناسزا کہنے میں گناہ میں اُن کے شریک رہوگے۔ پھر حق تعالیٰ نے موسیٰؑ سے فرمایا کہ اے پسر عمران جو دعویٰ کرتا ہے کہ مجھ

ترجمہ، جو لوگ زمین میں ناحق غرور کرتے ہیں ان کو اپنی آیتوں سے پھیر دوں گا۔ اگر یہ سب نشانیاں بھی دیکھ لیں تب بھی ان پر ایمان نہ لائیں اور اگر راستی کا رستہ دیکھیں تو اسے (اپنا) رستہ نہ بنائیں۔ اور اگر گمراہی کی راہ دیکھیں تو اسے رستہ بنالیں۔ یہ اس لیے کہ انہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور ان سے غفلت کرتے رہے ﴿۱۴٦﴾ اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں اور آخرت کے آنے کو جھٹلایا ان کے اعمال ضائع ہوجائیں گے۔ یہ جیسے عمل کرتے ہیں ویسا ہی ان کو بدلہ ملے گا ﴿۱۴۷﴾

سورۃ الاعراف

کو دوست رکھتا ہے اور رات کو سو رہتا ہے وہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہے۔ کیا ایسا نہیں ہے کہ ہر دوست اپنے دوست کو تنہائی میں چاہتا ہے۔ اے پسر عمرانؑ میں اپنے دوستوں پر مطلع ہوں جب رات اُن پر چھا جاتی ہے اُن کے دل اور آنکھوں کو اپنے غیر کی جانب سے اپنی طرف پھیر دیتا ہوں اور اپنے عذاب کو اُن کی آنکھوں کے سامنے ممثل کر دیتا ہوں وہ لوگ مشاہدہ کے عنوان سے مجھ سے مخاطب ہوتے ہیں جس طرح کہ حاضر لوگ مجھ سے بات کرتے ہیں۔ اے پسر عمرانؑ اپنے دل سے خشوع اور اپنے جسم سے خضوع اور اپنی آنکھوں سے آنسو مجھے رات کی تاریکیوں میں بخش دو اور مجھ سے دُعا کرو کیونکہ مجھ کو اپنے نزدیک اور قبول کرنے والا پاؤ گے۔ اے موسیٰؑ دُنیا میں اپنی آرزؤں کو دراز نہ کرو کیونکہ تمہارا دل سخت ہو جائے گا۔ اور سخت دل مجھ سے دور رہتا ہے۔ اے موسیٰؑ ایسے ہو جاؤ جیسا کہ میں چاہتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ میرے بندے میری اطاعت کریں اور معصیت نہ کریں اور دُنیا کی خواہشوں سے اپنے دل کو میرے خوف کی وجہ سے مردہ کرلو۔ پرانے لباس سے دل خوش رکھو تاکہ اہل زمین پر تمہارا حال پوشیدہ رہے اور اہل آسمان میں نیکی کے ساتھ مشہور ہو۔ اندھیری راتوں کو نور عبادت سے روشن کرتے رہو، اور صابروں کے قنوت کے مانند قنوت پڑھ پڑھ کر میرے نزدیک خضوع اختیار کرو اور میری درگاہ میں گناہوں سے نالہ و فریاد کرو اُس شخص کی طرح جو اپنے دشمن سے بھاگ کر قدرت رکھنے والے خدا کی جانب پناہ لے گیا ہو اور بندگی میں مجھ سے مدد طلب کرو کیونکہ میں بہتر معین و مددگار ہوں۔ اے موسیٰؑ میں وہ خدا ہوں کہ اپنے بندوں پر مسلط ہوں۔ بندے میری قدرت کے اندر ہیں اور سب مجھ سے عاجز ہیں۔ لہٰذا اپنے نفس کو اپنے اوپر متہم رکھو اور اپنے نفس کے فریب میں نہ آؤ اور اپنے فرزندوں کو اپنے دین میں بے خوف نہ کرو مگر جبکہ تمہارا فرزند تمہاری طرح صالحوں کو دوست رکھتا ہو۔ موسیٰؑ نے مناجات کی کہ پالنے والے اپنے خزانے مجھے دکھا دے۔ حق تعالیٰ

ترجمہ، یہ بات پہلے صحیفوں میں (مرقوم) ہے ﴿۱۸﴾ (یعنی) ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں ﴿۱۹﴾
سورۃ الاعلیٰ

نے فرمایا اے موسیٰؑ میرے خزانے وہ ہیں کہ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہوں کہتا ہوں
ہو جا، پس وہ ہو جاتی ہے۔ مجھ کو خزانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں جو کچھ چاہتا ہوں اپنی
قدرت کاملہ سے عدم سے وجود میں لاتا ہوں۔ پھر موسیٰؑ نے کہا، خداوندا اُس شخص کی جزا
کیا ہے جو شہادت دے کہ میں تیرا رسول اور پیغمبر ہوں اور تو مجھ سے ہمکلام ہوا ہے۔ فرمایا کہ
اے موسیٰؑ میرے فرشتے اُس کی موت کے وقت اُس کے پاس آتے ہیں اور اُس کو بہشت کی
خوشخبری دیتے ہیں۔ موسیٰؑ نے عرض کی کہ اُس کی جزا کیا ہے جو تیرے سامنے کھڑا ہو اور
نماز پڑھے فرمایا کہ اُس پر ملائکہ کے ساتھ فخر کرتا ہوں۔ جس وقت وہ رکوع میں ہوتا ہے یا
سجدہ میں۔ یا کھڑا ہوتا ہے یا بیٹھا رہتا ہے اور جس پر میں اپنے فرشتوں کے ساتھ مباہات
کرتا ہوں اُس پر عذاب نہیں کرتا۔ موسیٰؑ نے پوچھا اُس کی کیا جزا ہے جو کسی مسکین کو محض
تیری رضا کے لئے کھانا کھلائے فرمایا کہ اے موسیٰؑ قیامت کے روز منادی کو حکم دوں گا کہ
اس طرح ندا کرے کہ تمام خلائق سنے کہ فلاں پسر فلاں آتش جہنم سے خدا کا آزاد کیا ہوا
ہے۔ موسیٰؑ نے کہا خداوندا اس کی کیا جزا ہے جو عزیزوں کے ساتھ نیکی کرے فرمایا کہ اے
موسیٰؑ اُس کی عمر بڑھاتا ہوں اور سکرات موت کو اُس پر آسان کرتا ہوں اور قیامت میں خزینہ
دارانِ بہشت اُس کو ندا دیں گے کہ ہماری جانب آ اور بہشت کے جس دروازہ سے چاہے
داخل ہو۔ موسیٰؑ نے پوچھا خداوندا اُس کی کیا جزا ہے جو کسی کو تکلیف نہیں پہنچاتا بلکہ لوگوں
کے ساتھ نیکی کرتا ہے۔ فرمایا بروز قیامت جہنم اُس کو ندا کرے گا کہ میری طرف تیری راہ
نہیں ہے۔ موسیٰؑ نے کہا کہ اُس کی جزا کیا ہے جو تجھ کو دل و زبان سے یاد کرتا ہے۔ فرمایا کہ
اُس کو قیامت میں اپنے عرش کے سایہ میں جگہ دوں گا اور اپنی پناہ میں رکھوں گا۔ موسیٰؑ نے
کہا خداوندا اُس کا اجر کا ہے جو تیرے کتاب کی ظاہر بظاہر اور پوشیدہ طور سے تلاوت کرے
فرمایا کہ اے موسیٰؑ وہ صراط پر سے برق جہندہ کی طرح گذر جائے گا۔ موسیٰؑ نے کہا خداوندا

ترجمہ، کہنے لگے کہ اے قوم! ہم نے ایک کتاب سنی ہے جو موسیٰ کے بعد نازل ہوئی ہے۔ جو (کتابیں) اس سے پہلے (نازل ہوئی) ہیں ان کی تصدیق کرتی ہے (اور) سچا (دین) اور سیدھا رستہ بتاتی ہے ﴿۳۰﴾

اُس کی کیا جزا ہے جو تیری خوشنودی کے لئے لوگوں کے آزار اور اُن کی گالیوں پر صبر کرتا ہے فرمایا کہ روز قیامت سے اُس کو محفوظ رکھوں گا۔ موسیٰؑ نے کہا خداوندا اُس کی کیا جزا ہے جو تیرے خوف سے گریاں ہو فرمایا کہ اے موسیٰؑ اُس کے چہرہ کو آتش جہنم کی گرمی سے بچالوں گا اور اُس کو قیامت کے سخت خوف سے ایمن کردوں گا۔ موسیٰؑ نے کہا خداوندا اُس شخص کی جزا کیا ہے جو تجھ سے حیا کے سبب سے خیانت ترک کرے فرمایا اے موسیٰؑ قیامت کے روز اُس کو امان بخشوں گا۔ موسیٰؑ نے کہا خداوندا کیا ہے اُس کی جزا جو تیرے عبادت کرنے والوں کو دوست رکھے فرمایا کہ اے موسیٰؑ اُس پر آتش جہنم کو حرام کردوں گا۔ موسیٰؑ نے کہا خداوندا اُس کا بدلا کیا ہے جو کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے۔ فرمایا کہ قیامت کے روز اُس کی جانب نظر رحمت نہ کروں گا اور اُس کے کسی گناہ کو نہ بخشوں گا۔ موسیٰؑ نے پوچھا الٰہی اُس کی جزا کیا ہے جو کسی کافر کو اسلام کی دعوت دے فرمایا کہ اُس کو قیامت کے روز اجازت دوں گا کہ جس کی چاہے سفارش کرے۔ موسیٰؑ نے پوچھا کہ الٰہی اُس کا ثواب کیا ہے جو نمازوں کو وقت پر بجالادے فرمایا کہ جو کچھ وہ سوال کے گا اس کو عطا کرونگا اور اپنی بہشت اُس کے لئے مباح کردوں گا۔ موسیٰؑ نے پوچھا کہ الٰہی کیا ثواب ہے اُس کا جو تیرے عذاب کے خوف سے مکمل وضوء کرے فرمایا کہ جب قیامت کے روز اُس کو مبعوث کروں گا۔ اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ایک نور ہو گا جس سے محشر میں روشنی ہو گی۔ موسیٰؑ نے پوچھا کہ اُس کا ثواب کیا ہے جو رمضان کے مبارک مہینہ کا تیری رضا کے لئے روزہ رکھے فرمایا کہ اُس کو قیامت کے روز ایسی جگہ کھڑا کروں گا جہاں اُس کو کوئی خوف نہ ہو گا۔ موسیٰؑ نے کہا الٰہی اُس کی جزا کیا ہے جو ماہ رمضان میں لوگوں کے دکھانے کے لئے روزہ رکھے فرمایا کہ اُس کا اجر اُس کے مانند ہے جس نے روزہ نہیں رکھا ہے۔ پھر موسیٰؑ نے کہا کہ خداوندا کون خطیرہ قدس میں ساکن ہو گا فرمایا وُہ لوگ جن کی آنکھوں نے نامحرم عورتوں کو نہیں دیکھا جن کے اموال سود

ترجمہ، اور کتاب میں موسیٰ کا بھی ذکر کرو۔ بے شک وہ (ہمارے) برگزیدہ اور پیغمبر مرسل تھے ﴿۵۱﴾ اور ہم نے ان کو طور کی داہنی جانب پکارا اور باتیں کرنے کے لئے نزدیک بلایا ﴿۵۲﴾ اور اپنی مہربانی سے اُن کو اُن کا بھائی ہارون پیغمبر عطا کیا ﴿۵۳﴾

اور ربا میں مخلوط نہیں ہوئے اور جنہوں نے حکم خدا میں رشوت نہیں ملی۔ پھر موسیٰؑ نے کہا کہ خداوندا مجھے وصیت کر۔ فرمایا کہ میں تم کو وصیت کرتا ہوں اپنے لئے یعنی میرے حق کی رعایت کرو اور میری نافرمانی نہ کرو یہاں تک کہ تین مرتبہ سوال کیا اور ہر مرتبہ حق تعالیٰ نے یہی جواب دیا۔ جب موسیٰؑ نے چوتھی مرتبہ کہا کہ مجھ کو کوئی وصیت کر، فرمایا کہ تم کو تمہاری ماں کے حق کی رعایت کے بارے میں وصیت کرتا ہوں، پھر پوچھا یہی جواب ملا چھٹی مرتبہ جب پوچھا فرمایا کہ میں تم کو وصیت کرتا ہوں تمہارے باپ کے حق کی رعایت کے لئے۔ حضرت نے فرمایا کہ اسی سبب سے کہا ہے کہ دو ثلث نیکی ماں کے لئے ہے اور ایک ثلث باپ کے لئے۔ اے موسیٰؑ دُنیا میں اپنی آرزوؤں کو درازنہ کرو کیونکہ تمہارا دل سخت ہو جائے گا۔ اور سخت دل مجھ سے دور رہتا ہے۔ اے موسیٰؑ ایسے ہو جاؤ جیسا کہ میں چاہتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ میرے بندے میری اطاعت کریں اور معصیت نہ کریں اور دُنیا کی خواہشوں سے اپنے دل کو میرے خوف کی وجہ سے مردہ کرلو۔ پرانے لباس سے دل خوش رکھو تاکہ اہل زمین پر تمہارا حال پوشیدہ رہے اور اہل آسمان میں نیکی کے ساتھ مشہور ہو۔ اندھیری راتوں کو نور عبادت سے روشن کرتے رہو، اور صابروں کے قنوت کے مانند قنوت پڑھ پڑھ کر میرے نزدیک خضوع اختیار کرو اور میری درگاہ میں گناہوں سے نالہ و فریاد کرو اُس شخص کی طرح جو اپنے دشمن سے بھاگ کر قدرت رکھنے والے خدا کی جانب پناہ لے گیا ہو اور بندگی میں مجھ سے مدد طلب کرو کیونکہ میں بہتر معین و مددگار ہوں۔ اے موسیٰؑ میں وہ خدا ہوں کہ اپنے بندوں پر مسلط ہوں۔ بندے میری قدرت کے اندر ہیں اور سب مجھ سے عاجز ہیں۔ لہٰذا اپنے نفس کو اپنے اوپر مہتم رکھو اور اپنے نفس کے فریب میں نہ آؤ اور اپنے فرزندوں کو اپنے دین میں بے خوف نہ کرو مگر جبکہ تمہارا فرزند تمہاری طرح صالحوں کو دوست رکھتا ہو۔

ترجمہ، اور ہم نے موسیٰ اور ہارون کو (ہدایت اور گمراہی میں) فرق کر دینے والی اور (سرتاپا) روشنی اور نصیحت (کی کتاب) عطا کی (یعنی) پرہیز گاروں کے لئے ﴿۴۸﴾ جو بن دیکھے اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں اور قیامت کا بھی خوف رکھتے ہیں ﴿۴۹﴾ سورۃ الأنبیاء

اے موسیٰؑ اپنے کپڑوں کو دھوؤ اور غسل کرو اور میری شائستہ بندوں کی صحبت میں رہو۔ اے موسیٰؑ اُن کی نماز میں اُن کے امام ہوا کرو اور جس معاملہ میں وہ لوگ نزاع کریں اُس میں اُن کے درمیان حکم کرو۔ ظاہری حکم، روشن دلیل اور اس کے نور کے ساتھ جو ہم نے تم پر نازل ہے وہ نور بتلانے والا ہے جو کچھ گذر گیا اور جو آخر زمانہ میں ہونے والا ہے۔ اے موسیٰؑ میں تم کو وصیت کرتا ہوں۔ مہربانی دوست کی سی وصیت ایک بزرگ فرزند یعنی عیسیٰ بن مریمؑ کے بارہ میں جو دراز گوش پر سوار ہوگا۔ بندوں کی سی ٹوپی سر پر رکھے گا۔ صاحب زیت و زیتون و محراب ہوگا۔ اس کے بعد تم کو وصیت کرتا ہوں صاحب شتر سُرخ کے بارے میں، وہ پاکیزہ طینت پاکیزہ اخلاق، گناہوں اور برائیوں سے مطہر ہوگا اُس کے اوصاف تمہاری کتاب میں یہ ہیں کہ وہ خدا کی تمام کتابوں پر ایمان لانے والا اور گواہی دینے والا ہے وہ رکوع و سجود کرنے والا ثواب کی جانب رغبت کرنے والا اور عذاب سے ڈرنے والا ہوگا مساکین اور محتاج لوگ اُس کے بھائی ہوں گے۔ اُس کے انصار و مصاحب غیر قبیلہ کے ہوں گے اور اُس کے زمانہ میں تنگیاں، شدتیں، فتنے، فسادات اور مال کی کمی ہوگی اُس کا نام احمدؐ۔ محمدؐ اور امین ہے اور وہی گذشتہ پیغمبروں کا خلاصہ ہوگا۔ وہ خدا کی تمام کتابوں پر ایمان لائے گا اور جمیع پیغمبروں کی تصدیق کریگا۔ اور اُن تمام پیغمبروں کی خلوص کے ساتھ شہادت دے گا اور اُس کی اُمّت ایسی اُمّت ہے جس پر رحم کیا گیا ہے اور بابرکت ہے تاکہ اُس کے دین حق پر باقی رہے اور اُس کے دین کو ضائع نہ کرے ان لوگوں کو چند ایسی ساعتیں معلوم ہیں جن میں اُس غلام کی طرح نمازیں ادا کریں گے جو اپنے زیادہ وقت کو اپنے آقا کی خدمت میں صرف کرتا ہے لہٰذا اُس پیغمبر کی تصدیق کرو اور اُس کے طریقوں کی پیروی کرو کیونکہ وہ تمہارا بھائی ہے۔ اے موسیٰؑ وہ اُمی ہے کسی سے پڑھنا نہ سیکھے گا وہ ایک نیک بندہ ہے

ترجمہ، اور ہم نے موسیٰ کو کتاب عنایت کی اور ان کے پیچھے یکے بعد دیگرے پیغمبر بھیجتے رہے اور عیسیٰ بن مریم کو کھلے نشانات بخشے اور روح القدس (یعنی جبرئیل) سے ان کو مدد دی۔ تو جب کوئی پیغمبر تمہارے پاس ایسی باتیں لے کر آئے، جن کو تمہارا جی نہیں چاہتا تھا، تو تم سرکش ہو جاتے رہے، اور ایک گروہ (انبیاء) کو تو جھٹلاتے رہے اور ایک گروہ کو قتل کرتے رہے ﴿۸۷﴾ سورۃ البقرۃ

وہ جس چیز میں ہاتھ ڈال دے گا، میں اس میں برکت دوں گا اور اُس کے علم میں بھی برکت و زیادتی عطا کروں گا اس کو میں نے خود بابرکت خلق کیا ہے اُسی کے زمانہ میں قیامت قائم ہو گی۔ اُسی کی اُمّت پر دُنیا کا خاتمہ کروں گا لہٰذا بنی اسرائیل کے ظالم لوگوں کو حکم دو کہ اُس کے نام کو میری کتابوں سے محو نہ کریں حالانکہ میں جانتا ہوں کہ وُہ مٹا دیں گے اُس کی محبت میرے نزدیک ایک بہت بڑی نیکی ہے۔ میں اُس کے ساتھ ہوں اُس کے مددگاروں میں سے ہوں وہ میرے لشکر میں سے ہے اور میرا لشکر تمام لشکروں پر غالب ہے۔ غرض میرا کلمہ اور میری تقدیر پوری ہو چکی ہے کہ یقیناً اُس کے دین کو تمام دینوں پر غالب کر دوں گا تاکہ ہر مکان میں لوگ میری یکتائی کے ساتھ پرستش کریں اور میں اُس پر ایسا قرآن نازل کروں گا جو علوم کا مجموعہ اور باطل سے حق کو جدا کرنے والا ہو گا اور شیطان کے وسوسوں سے دلوں کو شفا بخشنے والا ہو گا لہٰذا اے پسر عمران تم اُس پر صلوات بھیجو کیونکہ میں اور میرے فرشتے اُس پر صلوات بھیجتے ہیں۔

اے موسیٰؑ تم تو میرے بندے ہو۔ میں تمہارا خدا ہوں کسی فقیر اور پریشان کو ذلیل نہ سمجھو۔ امیروں کے حال کی اُن چند چیزوں میں آرزو نہ کرو جو مال دنیا سے میں نے اُن کو عطا کیا ہے اور مجھے یاد کرنے کے وقت خشوع اختیار کرو۔ توریت کی تلاویت کے وقت میری رحمت کے امیدوار رہو اور خوفزدہ اور محزون آواز سے مجھ کو توریت سُنایا کرو، اپنا دل مجھ سے مطمئن رکھو۔ جس کا دل میری طرف مائل ہوتا ہے مجھ کو بھی اُس کی یاد آتی ہے۔ میری ہی عبادت کرو کسی کو میرے ساتھ شریک نہ کرو اور میری خوشنودی کے لئے کوشش

ترجمہ، اور موسیٰ تمہارے پاس کھلے ہوئے معجزات لے کر آئے تو تم ان کے (کوہِ طور جانے کے) بعد بچھڑے کو معبود بنا بیٹھے اور تم (اپنے ہی حق میں) ظلم کرتے تھے ﴿۹۲﴾ اور جب ہم نے تم (لوگوں) سے عہد واثق لیا اور کوہ طور کو تم پر اٹھا کھڑا کیا (اور حکم دیا کہ) جو (کتاب) ہم نے تم کو دی ہے، اس کو زور سے پکڑو اور جو تمہیں حکم ہوتا ہے (اس کو) سنو تو وہ (جو تمہارے بڑے تھے) کہنے لگے کہ ہم نے سن تو لیا لیکن مانتے نہیں۔ اور ان کے کفر کے سبب بچھڑا (گویا) ان کے دلوں میں رچ گیا تھا۔ (اے پیغمبر ان سے) کہہ دو کہ اگر تم مومن ہو تو تمہارا ایمان تم کو بری بات بتاتا ہے ﴿۹۳﴾ البقرۃ

کرتے رہو یقیناً میں تمہارا بزرگ آقا ہوں۔ میں نے تم کو ایک بے مقدار گندہ پانی سے خلق کیا اور تمہاری بنیاد اُس مٹی سے قائم کی جس کو کئی طرح کی مخلوط ایک ذلیل زمین سے لیا تھا پھر میں نے اس میں روح پھونکی اور اُس کو ایک بشر بنا دیا۔ لہٰذا میں ہی خلائق کا پیدا کرنے والا ہوں اور میری ذات بابرکت ہے اور میری صنعت پاک ہے اور کسی چیز کو مجھ سے مشابہت نہیں ہے اور میں ہی ہمیشہ زندہ رہنے والا ہوں۔ کیونکہ زوال مجھ پر محال ہے۔ اے موسیٰؑ جس وقت کہ مجھ سے دُعا کرو خائف و ہراساں رہو اور میرے سامنے اپنے منہ کو خاک پر رکھو اور میرے لئے اپنے بہترین اعضاء سے سجدہ کرو اور جس وقت کہ میرے سامنے کھڑے ہو تو عاجزی و فردتنی کرو اور مناجات کے وقت خوفزدہ دل سے خوف کے ساتھ مجھ سے راز کہو اور توریت کے ذریعہ سے اپنی ساری عمر میں اپنے کو زندہ معنوی رکھو میری حمد نادانوں کو تعلیم کرو اور اُن کو میری نعمتیں یاد دلاؤ اور کہو کہ اس قدر گمراہی اور نافرمان میں نہ رہیں۔ کیونکہ جس وقت میں گرفت کروں گا تو سخت گرفت کروں گا اور میرا عذاب دردناک ہے۔ اے موسیٰؑ مجھ سے اگر تمہارا وسیلہ ٹوٹ جائے گا تو دوسروں کا وسیلہ تم کو کوئی فائدہ نہ بخشے گا لہٰذا میری عبادت کرو اور میرے سامنے بندۂ حقیر کے مانند کھڑے ہو اور اپنے نفس کی مذمت کرو کیونکہ وہ مذمت کا زیادہ مستحق ہے اور اُس کتاب کی وجہ سے جو میں نے تم کو دی ہے بنی اسرائیل پر فخر و تکبر نہ کرو۔ کیونکہ وہی کتاب تم کو نصیحت حاصل کرنے اور تمہارے دل کو روشن کرنے کے لئے کافی ہے اور وہ جہانوں کے پروردگار کا کلام ہے۔ اے موسیٰؑ جب مجھ سے دُعا کرو میری رحمت کے امیدوار رہو تو میں تم کو بخش دونگا۔ ہر چند کہ گنہگار ہوگے۔ آسمان میرے خوف سے میرے تسبیح کرتا ہے اور فرشتے میرے خوف سے کانپتے رہتے ہیں زمین میری رحمت کی طمع سے میری تسبیح کرتی ہے۔ تمام مخلوق میری پاکی بیان کرتی ہے اور

ترجمہ، کہو کہ ہم خدا پر ایمان لائے اور جو کتاب ہم پر نازل ہوئی اور جو صحیفے ابراہیم اور اسماعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور ان کی اولاد پر اترے اور جو کتابیں موسیٰ اور عیسیٰ اور دوسرے انبیاء کو پروردگار کی طرف سے ملیں سب پر ایمان لائے ہم ان پیغمبروں میں سے کسی میں کچھ فرق نہیں کرتے اور ہم اسی (خدائے واحد) کے فرماں بردار ہیں (۸۴) سورۃ آل عمران

میرے سامنے ذلیل ہے۔ تم کو نماز خوشگوار ہو کیونکہ وہ میرے نزدیک عظیم منزلت رکھتی ہے وہ ایک مضبوط عہد میرے نزدیک ہے کیونکہ وہ ہر شخص کو جیسا کہ چاہیے میرے دربار میں پیش کرتی ہے اور میں بخش دیتا ہوں اور نماز سے وہ کام ملحق کرو جو نماز کی مقبولی کی مقبولیّت کی شرطوں میں سے ہے اور وہ زکوٰۃ قربانی ہے اور میری راہ میں اپنے پاک و نیک ترین مال و طعام میں سے دو کیونکہ میں قبول نہیں کرتا مگر جو حلال اور پاک ہو اور جس کو محض میری رضا کے لئے دیا جاتا ہے اپنے قرابت داروں سے زکوٰۃ کے ساتھ احسان و نیکی بھی کرو اس لئے کہ میں خداوند رحمٰن و رحیم ہوں اور قرابت کو میں نے پیدا کیا ہے اور اپنی رحمت سے مقدر کیا ہے تاکہ اُس کے سبب سے ایک دُوسرے کے ساتھ میرے بندے مہربانی کریں اور رحم کرنے والے کو قیامت میں ایک سلطنت عطا کروں گا اور جو قطع رحم کرے گا اُس سے اپنی رحمت منقطع کر دوں گا اور جو شخص رحم کے ساتھ پیش آیا ہو گا اور اپنے عزیزوں کے ساتھ نیکی کئے ہو گا میں بھی اپنی رحمت کے ساتھ اُس سے پیش آوں گا۔ اسی طرح اس شخص کے ساتھ عمل کرونگا جس نے میرے حکم کو ضائع کر دیا گا۔ اے موسیٰؑ سوال کرنے والے کو گرامی رکھو جب وہ تمہارے پاس آئے تو نرمی سے جواب دیدو یا کچھ عطا کرو۔ کیونکہ تمہارے پاس جن وانس میں کوئی نہیں آتا بلکہ خداوند رحمٰن کی جانب سے وہ چند فرشتے ہیں وہ تمہارا امتحان کرتے ہیں کہ کیونکر صرف کرتے ہو اُس کو جو میں نے تم کو عطا کیا ہے اور کیونکر اُس کا شکر ادا کرتے ہو اور کس طرح اس میں برادران مومن کے ساتھ مساوات کرتے ہو۔ جو میں نے تم کو عطا کیا ہے اور گریہ وُ تضرع کے ساتھ میرے لئے خاشع رہو اور توریت پڑھنے اور رونے میں آواز بلند کرو اور سمجھو کہ میں تم کو اپنی درگاہ میں بُلاتا ہوں جس طرح آقا اپنے غلام کو بُلاتا ہے تاکہ اُس کو شریف ترین منازل پر پہنچائے اور اس کو اپنے نزدیک بلند مرتبہ قرار دے اور یہ تم پر اور تمہارے گذشتہ باپ داداؤں پر میرا افضل واحسان ہے۔ اے

ترجمہ، اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب تھی (لوگوں کے لئے) رہنما اور رحمت۔ اور یہ کتاب عربی زبان میں ہے اسی کی تصدیق کرنے والی تاکہ ظالموں کو ڈرائے۔ اور نیکوکاروں کو خوشخبری سنائے

سورۃ الاحقاف ﴿۱۲﴾

موسیٰؑ مجھ کو کسی حال میں فراموش نہ کرو اور مال کی زیادتی پر خوش نہ ہو اس لئے مجھ کو بھول جانے سے دل سخت ہو جاتا ہے اور مال کی زیادتی کے ساتھ گناہوں کی زیادتی ہوتی ہے۔ زمین اور آسمان اور دریا سب میرے مطیع و فرمانبردار ہیں اور نافرمانی انس و جن کی شقاوت کا سبب ہو گئی ہے اور میں خداوند رحیم و رحمٰن ہر زمانہ کے لوگوں پر رحم کرنے والا ہوں۔ راحت کے بعد سختی لاتا ہوں اور تکلیف کے بعد نعمت عطا کرتا ہوں۔ بادشاہوں کو بادشاہوں کے بعد لاتا ہوں اور میری بادشاہی قائم و دائم ہے اور کبھی زائل نہیں ہوتی۔ مجھ پر کوئی چیز آسمان و زمین کی مخفی نہیں ہے اور کیونکر پوشیدہ رہ سکتی ہے۔ جبکہ میں نے ہی سب کو پیدا کیا ہے اور کیونکر تمہارا دل میری رضا اور ثواب حاصل کرنے کی جانب متوجہ نہ ہوگا حالانکہ تمہاری بازگشت میری جانب ہے۔ اے موسیٰؑ مجھ کو اپنی پناہ اور جائے پناہ قرار دو اور اپنے اعمال صالحہ کے خزانہ کو میرے پاس جمع کرو۔ مجھ سے ڈرو دوسرے سے نہ ڈرو کیونکہ تمہاری بازگشت میری ہی طرف ہے۔

اے موسیٰؑ اُس پر رحم کرو جو میری مخلوق میں تم سے پست تر ہے اور اُن پر حسد نہ کرو جو تم سے بلند تر ہے کیونکہ حسد نیکیوں کو کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ اے موسیٰؑ آدمؑ کے دو بیٹوں نے میرے نزدیک تواضع کی اور میری بارگاہ میں قربانی لائے تاکہ میرا فضل و کرم اُن کے شامل ہو اور میں تو پرہیزگاروں کی قربانی قبول کرتا ہوں۔ اس سبب سے ایک کی قربانی مقبول ہوتی ہے اور دوسرے کی نامقبول پھر آخر اُن کا معاملہ جس حد تک پہنچا اُسے تم جانتے ہو۔ لہٰذا اپنے وزیر و مصاحب پر تم کیونکر اعتماد کرتے ہو اُس کے بعد جبکہ بھائی نے بھائی کے ساتھ ایسا کیا۔ اے موسیٰؑ فخر و غرور کو ترک کرو اور یاد رکھو کہ قبر میں تم کو ساکن ہونا ہوگا یہ خیال تم کو خواہشات دُنیا سے مانع ہوگا۔ اے موسیٰؑ توبہ کرنے میں عجلت کرو اور گناہ کو تاخیر میں ڈالو۔ میرے سامنے نماز میں دیر تک ٹھہرو۔ میرے علاوہ کسی اور سے

ترجمہ، اور ہم نے موسیٰ کو ہدایت (کی کتاب) دی اور بنی اسرائیل کو اس کتاب کا وارث بنایا ﴿۵۳﴾ عقل والوں کے لئے ہدایت اور نصیحت ہے ﴿۵۴﴾

اُمیّد نہ رکھو۔ سختیوں کے دفع کرنے میں مجھ کو اپنی سپر قرار دو اور بلاؤں کے دفع کے لئے اپنا قلعہ سمجھو۔ اے موسیٰؑ وہ بندہ مجھ سے کیونکر ڈرتا ہے جو میرے فضل و نعمت کو اپنے اوپر سمجھتا ہے حالانکہ اُس پر غور نہیں کرتا اور ایمان نہیں لاتا اور کیونکر اُس پر ایمان لاتا ہے اور ثواب کی اُمیّد رکھتا ہے حالانکہ دُنیا پر قانع ہے اور اُس کو اپنی جائے پناہ بنائے ہے اور دُنیا کی جانب ظالموں کی طرح رجوع ہے۔ اے موسیٰؑ اہلِ خیر کے ساتھ نیکی و خیر کرنے میں سبقت کرو کیونکہ نیکی اُس کے نام کی طرح خوش آئیند ہے اور بدی کو اُس کے لئے چھوڑ دو جو دُنیا پر فریفتہ ہے۔ اے موسیٰؑ اپنی زبان کو اپنے دل کے پیچھے قرار دو تاکہ زبان کے شر سے محفوظ رہو یعنی جو کچھ کہو پہلے اُس میں غور کرو اور جب سمجھ لو کہ اس میں کوئی خرابی نہیں ہے تو کہو اور شب و روز میں مجھ کو بہت یاد کرو جب تک کہ موقع پاؤ۔ اور گناہوں کی پیروی نہ کرو تاکہ پشیمان نہ ہو یقیناً گناہوں کی وعدہ گاہ آتش جہنم ہے۔ اے موسیٰؑ اپنی گفتگو اُن لوگوں کے لئے جنہوں نے گناہوں کو ترک کر دیا ہے، نرم کرو اور اُس کے ہمنشین رہو اور اُن کو اپنا بھائی قرار دو اور اُن کے ساتھ میری عبادت میں کوشش کرو تاکہ وہ لوگ بھی تمہارے ساتھ کوشش کریں۔ اے موسیٰؑ جو کچھ میری خوشنودی کے لئے کیا جاتا ہے اُس کا تھوڑا حصّہ بہت ہے اور جو میرے غیر کے لئے کیا جاتا ہے اُس کا زیادہ حصّہ کم ہے اور یقیناً تمہارا سب سے بہتر روز وہ ہے جو آنیوالا ہے۔ یعنی روز قیامت لہٰذا غور کرو کہ وہ دن تمہارے لئے کیسا ہوگا اور اُس روز کے جواب کے لئے تیار رہو کیونکہ بیشک اُس روز تم کو کھڑا رکھیں گے اور تمہارے عمل کا سوال کریں گے اور اپنے زمانہ و اہلِ زمانہ سے نصیحت حاصل کرو جس کا راز اہلِ غفلت پر کوتاہ ہے اور اہلِ اطاعت کے لئے دراز ہے۔ تمام شئے فنا ہونے والی ہے لہٰذا ایسے کام کرو کہ گویا اپنے عمل کا ثواب دیکھتے ہو تاکہ آخرت کی طرف تمہاری طمع زیادہ ہو اس لئے کہ دُنیا کی جو چیز باقی ہے اُس کی طرح ہے جو گذر گئی۔ اسی طرح گذری ہوئی چیزوں میں سے عبادت کے سوا کوئی چیز

ترجمہ، اور ہم نے موسیٰ کو کتاب عنایت کی تھی اور اس کو بنی اسرائیل کے لئے رہنما مقرر کیا تھا کہ میرے سوا کسی کو کارساز نہ ٹھہرانا ﴿۲﴾ سورۃ الاسراء

تمہارے ساتھ باقی نہیں ہے۔ آئیندہ بھی ایسا ہی ہوگا اور ہر عمل کرنے والا غرض کے لئے عمل کرتا ہے تم اپنے لئے ہر وہ مقصود جو بہتر ہو اختیار کرو۔ تاکہ خدا کے ثواب پر فائز ہو جاؤ جس روز کہ اہلِ باطل نقصان میں رہیں گے۔ اے موسیٰؑ میرے سامنے اُس غلام کی طرح مذلت کا خیال نہ کرو جو اپنے آقا کے پاس فریاد رسی کے لئے حاضر ہوتا ہے۔ جب ایسا کرو گے میری رحمت تمہارے شامل ِحال ہوگی اور میں قدرت رکھنے والوں میں سب سے زیادہ کریم ہوں۔ اے موسیٰؑ میرا فضل اور میری رحمت مجھ سے طلب کرو کیونکہ دونوں میرے اختیار میں ہیں اور میرے سوا کوئی فضل ورحمت پر قادر نہیں ہے اور جس وقت مجھ سے سوال کرو تو غور کرو کہ تمہاری رغبت اس چیز میں کس قدر ہے جو میرے پاس ہے۔ اور ہر عمل کرنے والے کے لئے میرے پاس ایک جزا ہے اور میں انکار کرنے والوں کو بھی عمل خیر کی جزا دیتا ہوں۔ اے موسیٰؑ خوشی دل سے دُنیا ترک کرو اور دُنیا سے پہلو تہی کرو کیونکہ تم دُنیا کے لئے نہیں ہو اور نہ دُنیا تمہارے لئے ہے۔ ظالموں کے مکان سے تم کو کیا غرض، مگر اُس شخص کو ہے جو دُنیا میں رہ کر آخرت کے کاموں میں مشغول ہو اُس کے لئے دُنیا بہتر جگہ ہے۔ اے موسیٰؑ جو کچھ میں تم کو حکم دوں اُس کو سُنو اور جو کچھ میں تمہارے لئے مصلحت سمجھوں اُس کو اور توریت کے حقائق کو اپنے سینہ میں جگہ دو اور خواب غفلت سے اُس کے ساتھ شب و روز کے اوقات میں بیدار رہو اور دُنیا والوں کی باتوں یا اُن کی محبت کو اپنے سینہ میں جگہ نہ دو کیونکہ وہ مرغ کے آشیانہ کی طرح اپنا آشیانہ بنا لیتی ہیں۔ اے موسیٰؑ فرزندان دُنیا و اہلِ دُنیا ایک دوسرے کے فتنہ و فساد کا باعث ہیں اور دُنیا اُن ہر ایک کے لئے زینت یافتہ ہے جو اُس میں ہے اور مومن کے لئے آخرت کی زینت ہے اس لئے وہ ہمیشہ آخرت کا طالب رہتا ہے اور اُس کے علاوہ کسی پر نظر نہیں کرتا اور آخرت کی خواہش اُس کے اور دُنیا کی لذتوں کے

ترجمہ، اور ہم نے موسیٰؑ کو کتاب دی تو اس میں اختلاف کیا گیا۔ اور اگر تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک بات پہلے نہ ٹھہر چکی ہوتی تو ان میں فیصلہ کر دیا جاتا۔ اور یہ اس (قرآن) سے شک میں الجھ رہے ہیں ﴿۴۵﴾ سورۃ حٰم السجدۃ

ترجمہ، (ہاں) پھر (سن لو کہ) ہم نے موسیٰؑ کو کتاب عنایت کی تھی تاکہ ان لوگوں پر جو نیکوکار ہیں

درمیان حائل ہوگئی ہے۔ لہٰذا وہ جنگلوں کو عبادت اور قربِ الٰہی کے درجات کے لئے طے کرتا ہے اُس سوار کے مانند جو میدان میں گھوڑا دوڑاتا ہے تاکہ دوسروں پر سبقت حاصل کرے اور نیکی کا پالا مارے اور جلد اپنے مقصود کو پہنچے۔ دنوں کو اپنی آخرت کے غم میں اندوہناک رہے اور راتوں کو محزون بسر کرے پھر کیا کہنا ہے اُس کا اگر اُس کی آنکھوں کے سامنے سے پردہ اُٹھ جائے تو پھر وہ کس قدر زیادہ وہ چیزیں دیکھے گا جو اُس کی مسرّت کا سبب ہوں گی۔ اے موسیٰؑ دُنیا تھوڑی ہے اور ناچیز جس کو ثبات نہیں ہے اور نہ اُس میں مومنوں کے ثواب کی گنجائش ہے اور نہ فاجروں کے عذاب کی لہٰذا ابدی مضرت اُس کے لئے ہے جو اپنی آخرت کا ثواب دُنیا کی لذّتوں کے عوض فروخت کرے جو باقی نہ رہے گی اور زبان کے ذائقہ کے لئے بیچ دے جو جلد زائل ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اس طرح رہو جیسے کہ میں تم کو حکم دوں اور جو کچھ حکم دوں گا وہ رشد و صلاح کا باعث ہوگا۔ اے موسیٰؑ جب تم دیکھوں کہ پریشانی نے تمہاری جانب رُخ کیا ہے تو کہو مرحبا صالحوں کے طریقے مرحبا اے نیکوں کی روش خوب آئی اور جب دیکھو کہ امیری کا رُخ تمہاری جانب ہے تو سمجھ لو کہ تم نے کوئی گناہ کیا ہے جس کی سزا تم کو دُنیا میں ملی ہے اس لئے کہ دُنیا عذاب کا مقام ہے آدمؑ نے جب خطا کی تو اُن کو اُن کے عمل کی سزا میں میں نے دُنیا میں بھیجا اور دُنیا جو کچھ اُس میں ہے سب پر میں نے لعنت کی سوائے اُس چیز کے جو میرے لئے ہو اور جس میں میری خوشنودی حاصل ہو۔ اے موسیٰؑ یقیناً میرے نیک بندوں نے اپنے علم کے مطابق جس قدر اُن کو میرے متعلق ہے اور مجھ کو پہنچاننے کی وجہ سے ترک و زہد کا اختیار کیا ہے اور میری بہت سی مخلوق نے اپنی نادانی اور مجھے نہ پہنچاننے کی وجہ سے دُنیا کی جانب رغبت کی ہے اور جس نے بھی دُنیا کی تعظیم کی اور اُس کو بزرگ سمجھا تو دُنیا سے اس کی آنکھیں روشن نہیں ہوئیں اور نہ اُس سے کچھ فائدہ حاصل ہوا اور جس نے دُنیا کو حقیر سمجھا تو وہ اُس سے متنع ہوا۔ اے موسیٰؑ جباروں اور ظالموں کے ساتھ نہ

نعمت پوری کر دیں اور (اس میں) ہر چیز کا بیان (ہے) اور ہدایت (ہے) اور رحمت ہے تاکہ (ان کی امت کے) لوگ اپنے پروردگار کے رُوبرو حاضر ہونے کا یقین کریں ﴿۱۵۴﴾ سورۃ الانعام

رہو اور نہ اُن کے پاس جاؤ اور نہ بیٹھو۔ اے موسیٰؑ عمر کتنی ہی دراز ہو آخر فانی ہے اور جو چیز کہ دُنیا میں تم سے لے لی جاتی ہے۔ درآنحالیکہ اُس کا انجام آخرت کی باقی رہنے والی نعمت ہوتی ہے تو وہ تم کو نقصان نہیں پہنچاتی۔ اے موسیٰؑ میری کتاب تم کو بلند آواز سے پکارتی ہے کہ تمہاری بازگشت کہاں ہوگی۔ تو کیونکر ایسی حالت میں آنکھوں کو نیند آتی ہے اور کس طرح کوئی جماعت زندگانی دُنیا سے لذّت حاصل کرتی ہے اگر ایسا نہ ہوتا کہ مدّتوں سے وہ غفلت میں پڑے ہیں۔ اور اپنی شقاوت کی پیروی میں گرفتار ہیں اور طرح طرح کی خواہشوں سے واقف ہیں تو سچے لوگ اُس سے بہت تھوڑے مواعظ میں فریاد کرنے لگتے جو میں نے اپنی کتاب میں بیان کئے ہیں۔ اے موسیٰؑ میرے بندوں کو حکم دو کہ میرے متعلق اقرار کریں کہ میں تمام رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہوں اور مضطر و بیقرار لوگوں کی دُعا کا قبول کرنے والا ہوں اور بلاؤں کو دفع کرتا ہوں اور زمانوں کو بدل دیتا ہوں اور بلاؤں کے بعد نعمتیں عطا کرتا ہوں اور تھوڑے عمل پر شکریہ ادا کرتا ہوں اور بہت جزا دیتا ہوں اور فقیر کو غنی کر دیتا ہوں اور ہمیشہ رہنے والا غالب اور قادر خدا ہوں اس کے بعد مجھ کو پکاریں تو جو گنہگار شخص پناہ چاہے اور تم سے التجا کرے تو اُس سے کہو کہ مرحبا کشادہ ترین فضا میں تم نے منزل کی اور پروردگار عالم کی عزّت و کرم کی کشادگی میں سوار ہوئے خوش ہو کہ خدا تمہاری توبہ قبول کرے گا اور اے موسیٰؑ مجھ سے اُن کے لئے آمرزش طلب کرو اور اُن کے ساتھ مثل اُن کے رہو اور فخر و غرور اُس نعمت پر نہ کرو جو میں نے تم کو دی ہے اور اُن کے ساتھ مثل اُن سے کہو کہ میرے احسان و کرم کا مجھ سے سوال کریں کیونکہ کوئی میرے سوا فضل و رحمت کا مالک نہیں ہے اور میں فضل عظیم کا مالک ہوں کیا کہنا ہے تمہارا اے موسیٰؑ کہ

ترجمہ، اسی نے تمہارے لئے دین کا وہی رستہ مقرر کیا جس (کے اختیار کرنے کا) نوح کو حکم دیا تھا اور جس کی (اے محمد ﷺ) ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی ہے اور جس کا ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو حکم دیا تھا (وہ یہ) کہ دین کو قائم رکھنا اور اس میں پھوٹ نہ ڈالنا۔ جس چیز کی طرف تم مشرکوں کو بلاتے ہو وہ ان کو دشوار گزرتی ہے۔ اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی بارگاہ کا برگزیدہ کر لیتا ہے اور جو اس کی طرف رجوع کرے اسے اپنی طرف رستہ دکھا دیتا ہے ﴿۱۳﴾ سورۃ الشوریٰ

گمراہوں کے لئے پناہ اور گنہگاروں کے لئے بھائی اور پریشانوں کے ہم نشین اور گناہگاروں
کے لئے استغفار کرنے والے ہو اور میرے نزدیک پسندیدہ منزلت رکھتے ہو لٰہذا پاک دل اور
راست گو زبان سے مجھ سے دُعا کرو اور اُس طرح رہو جیسا کہ میں نے تم کو حکم دیا ہے میرے
حکم کی اطاعت کرو اور میرے بندوں پر تکبر اور زیادتی نہ کرو اُن چند نعمتوں کے سبب سے جو
میں نے تم کو عطا کی ہیں۔ حالانکہ اُن کی ابتداء تمہاری طرف سے نہیں ہوئی ہے۔ اور میری
قربت حاصل کرو کیونکہ میں تمہارے قریب ہوں۔ یقیناً میں نے تم سے ایسی چیز کا سوال
نہیں کیا ہے جس کا تحمل تم پر گراں ہو۔ تم سے اتنا ہی چاہتا ہوں کہ دُعا کرو تو میں تمہاری دُعا کو
قبول کروں گا۔ پھر عطا کروں گا اور مجھ سے میرے پیغامات پہنچانے میں جو میں نے تم پر نازل
کئے ہیں اور جن کی تاویل تم سے بیان کر دی ہے تقرب حاصل کرو۔ اے موسیٰؑ زمین کی
جانب نظر کرو جو عنقریب تمہاری قبر ہو گی اور اپنی آنکھوں کو آسمان کی طرف اُٹھاؤ کہ
تمہارے پروردگار کا ملک عظیم تر ہے اور جب تک دُنیا میں رہو اپنے نفس پر گریہ کرو اور
مہلکوں سے خائف رہو اور تم کو دُنیا کی زینت فریب نہ دے علم پر راضی نہ ہو اور ستمگار نہ
بنو کیونکہ میں ستمگاروں کی تاک میں رہتا ہوں اور مظلوموں کو اُن پر غالب کروں گا۔ اے
موسیٰؑ نیکی کا دس گنا ثواب اور گناہ کا عوض اُسی کے برابر دیتا ہوں۔ پھر وہ لوگ گناہ کرتے ہیں تو
اس ایک کو دس کے برابر بڑھا دیتے ہیں اور ہلاک ہوتے ہیں اور کسی کو میرے ساتھ عبادت
میں شریک نہ کرو اور تمام امور میں میانہ روی اختیار کرو اور ایسے امیّدوار کی طرح دُعا کرو جو
میرے ثواب کی رغبت رکھتا ہے اور اپنے اعمال سے پشیمان ہو اس لئے کہ شب کی تاریکی کو

ترجمہ، اور ان لوگوں نے خدا کی قدر جیسی جاننی چاہیئے تھی نہ جانی۔ جب انہوں نے کہا کہ خدا نے
انسان پر (وحی اور کتاب وغیرہ) کچھ بھی نازل نہیں کیا۔ کہو جو کتاب موسیٰ لے کر آئے تھے اسے
کس نے نازل کیا تھا جو لوگوں کے لئے نور اور ہدایت تھی اور جسے تم نے علیحدہ علیحدہ اوراق (پر نقل)
کر رکھا ہے ان (کے کچھ حصے) کو تو ظاہر کرتے ہو اور اکثر کو چھپاتے ہو۔ اور تم کو وہ باتیں سکھائی گئیں
جن کو نہ تم جانتے تھے اور نہ تمہارے باپ دادا۔ کہہ دو (اس کتاب کو) خدا ہی نے (نازل کیا تھا) پھر
ان کو چھوڑ دیا کہ اپنی بیہودہ بکواس میں کھیلتے رہیں ﴿۹۱﴾ سورۃ الأنعام

دن زائل کر دیتا ہے اسی طرح نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں اور جس طرح شب کی تاریکی دن کی روشنی کو زائل کر دیتی ہے اُسی طرح گناہ نیکیوں کو سیاہ کر دیتے ہیں۔ ایک روایت میں منقول ہے کہ شیطان ایک روز حضرت موسیٰؑ کے پاس آیا۔ جس وقت کہ وہ اپنے پروردگار سے مناجات کر رہے تھے۔ ایک فرشتہ نے اُس سے کہا کہ ایسی حالت میں تو ان سے کیا امیّد رکھتا ہے شیطان نے کہا کہ وہی امیّد رکھتا ہوں جو ان کے پدر (آدمؑ) سے رکھتا تھا۔ جبکہ وہ بہشت میں تھے۔

حق تعالیٰ نے موسیٰؑ کو مبعوث فرمایا اور اُن کو برگزیدہ کیا اور دریا کو اُن کے لئے شگافتہ کیا، بنی اسرائیل کو فرعون کے شر سے نجات دی اور الواح و توریت ان کو عطا فرمایا۔ تو موسیٰؑ نے کہا خداوندا تو نے مجھ کو گرامی فرمایا اُس کرامت و بخشش سے جس سے مجھ سے پہلے کسی کو گرامی نہیں کیا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰؑ شاید تم کو معلوم نہیں ہے کہ محمدؐ میرے نزدیک میرے تمام فرشتوں اور مخلوق سے بہتر ہیں۔ موسیٰؑ نے کہا اگر محمدؐ تیرے نزدیک تیری تمام مخلوق سے بہتر ہیں تو کیا پیغمبروں کی آل میں کوئی میری آل سے زیادہ بلند مرتبہ ہے۔ فرمایا اے موسیٰؑ شاید تم نہیں جانتے کہ آلِ محمدؐ کی فضیلت تمام پیغمبروں کی آل پر اُسی طرح ہے جیسے محمدؐ کی فضیلت تمام پیغمبروں پر۔ موسیٰؑ نے کہا خداوندا جب آلِ محمدؐ ایسے ہیں تو کیا پیغمبروں کی اُمّت میں کوئی اُمّت ایسی ہے جو میری اُمّت سے بہتر ہو کیونکہ تو نے اُن پر ابر کو سایہ فگن کیا۔ اُن کے لئے من و سلویٰ نازل کیا اور دریا کو اُن کے واسطے شگافتہ کیا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰؑ شاید تم کو نہیں معلوم کہ محمدؐ کی اُمّت کی فضیلت تمام اُمّتوں پر ویسی ہی ہے جیسی تمام مخلوق پر آنحضرتؐ کی فضیلت موسیٰؑ نے کہا خداوندا کیا اچھا ہوتا کہ میں اُن کو دیکھتا فرمایا کہ اے موسیٰؑ تم ہرگز اُن کو نہیں دیکھو گے کیونکہ یہ وقت اُن کے ظہور کا نہیں لیکن اُن لوگوں کو محمدؐ کے سامنے جنّت عدن و فردوس میں دیکھو گے کہ بہشت کی

ترجمہ، کیا اُسے اُن (باتوں) کی خبر نہیں دی گئی جو موسیٰ (علیہ السلام) کے صحیفوں میں (مذکور) تھیں ﴿۳۶﴾ سورۃ النّجم

نعمتوں میں گرویدہ اوران کی لذّتوں سے آسودہ ہوں گے کیا تم چاہتے ہو کہ اُن کی باتیں میں تم کو سنوادوں کہا، ہاں خداوند عالم نے فرمایا کہ میرے سامنے کمربستہ ہو کراس طرح کھڑے ہو جاؤ کہ جیسے بادشاہ جلیل کے سامنے بندۂ ذلیل کھڑا ہوتا ہے۔ موسیٰؑ نے تعمیل کی۔ حق تعالیٰ نے ندا کی کہ اے محمدؐ کی اُمّت، توسب نے ماؤں کے شکم اور باپوں کے صلب سے بقدرت خدا جواب دیا تو حق تعالیٰ نے ان کی اس اجابت کوان کے حج کا شعار قرار دے دیا۔ پھر آواز دی کہ اے اُمّت محمدؐ میری قضااور حکم تم پر یہ ہے کہ میری رحمت میرے غضب سے پہلے ہے اور میرا عفو میرے عذاب سے قبل ہے۔ میں نے تمہارے سوال کو قبول کیا قبل اس کے کہ مانگو اور تم میں سے جو شخص میرے پاس آئے اس طرح کہ میری وحدانیت کی گواہی دے اور شہادت دے کہ محمدؐ میرا بندہ اور رسول ہیں۔ اور گفتار میں صادق اور اپنے افعال میں اُمّت میں محق ہے اور گواہی دے کہ علی بن ابیطالب اُن حضرت کے بھائی، وصی اور خلیفہ ہیں۔ اور اطاعت علیؑ کو اپنے اوپر لازم کرے جس طرح اطاعت محمدؐ کو لازم کیا ہے اور گواہی دے کہ اُس کی حجتوں کی دلیلوں کے ساتھ اُن کے بعد ممتاز ہیں خلیفہائے خدا ہیں تو اُس کو بہشت میں داخل کرونگا ہر چند اُس کے گناہ دریاؤں کے کف کے برابر ہوں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ سے فرمایا، اے موسیٰؑ میں نماز اُس کی قبول کرتا ہوں جو تواضع اور فروتنی کرتا ہے میری عظمت کے لئے اور اپنے دل پر میرا خوف لازم کرلیتا ہے اور اپنا دن میری یاد میں گذارتا ہے اور رات اپنے گناہوں کے اقرار میں بسر کرتا ہے اور میرے ولیّوں اور دوستوں کے حق کو پہنچانتا ہے۔ موسیٰؑ نے پوچھا خداوندا ولیّوں اور محبّوں سے کیا تیری مراد ابراہیمؑ واسحٰقؑ اور یعقوبؑ سے ہے۔ فرمایا کہ اے موسیٰؑ وہ لوگ ایسے ہی ہیں اور میرے

ترجمہ، اور ہم نے موسیٰ کو نو کھلی نشانیاں دیں تو بنی اسرائیل سے دریافت کرلو کہ جب وہ ان کے پاس آئے تو فرعون نے ان سے کہا کہ موسیٰ میں خیال کرتا ہوں کہ تم پر جادو کیا گیا ہے ﴿۱۰۱﴾ انہوں نے کہا کہ تم یہ جانتے ہو کہ آسمانوں اور زمین کے پروردگار کے سواان کو کسی نے نازل نہیں کیا۔ (اور وہ بھی تم لوگوں کے) سمجھانے کو۔ اور اے فرعون میں خیال کرتا ہوں کہ تم ہلاک ہو جاؤ گے ﴿۱۰۲﴾

دوست ہیں مگر میری مراد اُن سے نہیں بلکہ میرا مقصود وہ ہے جس کے لئے آدمؑ و حواؑ کو میں
نے بنایا اور بہشت و دوزخ کو پیدا کیا۔ موسیٰؑ نے کہا اے میرے پروردگار وہ کون ہے۔ فرمایا
کہ محمدؐ اور اُس کا نام احمدؐ ہے اور اُس کے نام کو میں نے اپنے نام سے مشتق کیا ہے اس لئے کہ
میرا ایک نام محمود ہے موسیٰؑ نے کہا خداوندا مجھ کو اُن کی اُمّت میں قرار دے۔ حق تعالیٰ نے
فرمایا کہ اے موسیٰؑ جب اُن کو پہچان لوگے اور اُن کی اور اُن کی اہلبیتؑ کی میرے نزدیک
قدر و منزلت سمجھ لوگے تو تم اُن کی اُمّت میں ہو۔ یقیناً میری تمام مخلوق میں اُن کی اور اُن کے
اہلبیتؑ کی مثال تمام باغوں میں فردوس کی سی مثال ہے جس کی پتیاں کبھی خشک نہیں ہوتیں
اور جس کا مزہ تبدیل نہیں ہوتا تو جو شخص اُن کے اور اُن کے اہلبیتؑ کے حق کو پہچانے اُس
کے لئے نادانی کے نزدیک دانائی اور تاریکی کے نزدیک روشنی کردوں گا۔ اُس کی دُعا قبول
کروں گا قبل اس کے کہ وہ مجھ سے دُعا کرے اور عطا کروں گا قبل اس کے کہ مجھ سے سوال
کرے۔ امام رضاؑ نے راس الجالوت سے جو علمائے یہود میں سب سے بڑا عالم تھا فرمایا کہ تجھ کو
قسم دیتا ہوں۔ دس آیتوں کی جن کو خدا نے موسیٰؑ پر نازل کیا کہ کیا توریت میں محمدؐ کی خبر اس
طرح نہیں ہے کہ جب آخر اُمّت کے لوگ آئیں گے جو شتر سوار پیغمبر کے پیرو ہوں گے خدا
کی تسبیح و تنزیہ بہت طرح سے اپنی نئی نئی عبادت گاہوں میں کریں گے تو بنی اسرائیل اُن سے
اور اُن کے پیغمبر سے پناہ حاصل کریں گے یہاں تک کہ اُن کے دل مطمئن ہو جائیں گے اور
یقیناً اُن کے ہاتھوں میں شمشیریں ہوں گی جن سے وہ لوگ اس پیغمبر کے منکر گروہوں سے
دُنیا میں انتقام لیں گے۔ کیا اس طرح توریت میں نہیں لکھا ہے، راس الجالوت نے کہا کہ ہاں
پھر فرمایا کہ اے یہودی، موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کو وصیّت کی اور اُن سے کہا کہ تمہارے پاس

ترجمہ، (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اہل کتاب تم سے درخواست کرتے ہیں کہ تم ان پر ایک (لکھی ہوئی)
کتاب آسمان سے اتار لاؤ تو یہ موسیٰ سے اس سے بھی بڑی بڑی درخواستیں کر چکے ہیں (ان سے) کہتے
تھے ہمیں خدا ظاہر (یعنی آنکھوں سے) دکھا دو سو ان کے گناہ کی وجہ سے ان کو بجلی نے آ پکڑا۔ پھر
کھلی نشانیاں آئے پیچھے بچھڑے کو (معبود) بنا بیٹھے تو اس سے بھی ہم نے درگزر کی۔ اور موسیٰ کو
صریح غلبہ دیا (۱۵۳)

جلد تمہارے بھائیوں میں سے ایک پیغمبر آئے گا۔ لہٰذا اُس کی تصدیق کرنا اور اُس کا حکم ماننا تو کیا فرزندانِ اسمٰعیلؑ کے سوا بنی اسرائیل کے اور بھائی ہیں۔ راس الجالوت نے کہا میں موسیٰؑ کے اس کلام سے انکار نہیں کرتا لیکن چاہتا ہوں کہ توریت سے مجھ پر ظاہر فرمادیجئے۔ فرمایا کیا تو انکار کرتا ہے کہ توریت میں ہے کہ کوہ طور سینا سے نور آیا اور ہم کو کوہ ساعیر سے روشنی بخشی اور کوہ فاران سے ظاہر ہوا۔ لہٰذا جو نور کوہِ طور پر تھا وہ وحی تھا جسے خدا نے حضرت موسیٰؑ پر بھیجا اور وحی تھا جسے حضرت عیسٰیؑ پر بھیجا اور کوہِ غاران مکّہ کے پہاڑوں میں سے ہے اور اُس میں اور مکّہ میں ایک روز کی راہ ہے اور وہ وہی وحی ہے جو محمدؐ پر نازل کی۔

امام محمد باقرؑ، امام جعفر صادقؑ اور امام رضاؑ سے منقول ہے کہ اُس تورات میں جس میں تغیّر نہیں ہوا، لکھا ہے کہ موسیٰؑ نے اپنے پروردگار سے سوال کیا کہ آیا تو مجھ سے نزدیک ہے کہ تجھ سے آہستہ سوال کروں، یا دُور ہے کہ تجھ کو زور سے پکاروں اور ندا کروں۔ تو خدا نے اُن کو وحی کی کہ اے موسیٰؑ میں اُس شخص کا ہمنشین ہوں جو مجھ کو یاد کرے، تو موسیٰؑ نے کہا خداوندا تیرے سایہ میں کون ہوگا جس روز کہ تیرے عرش کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ فرمایا کہ جو لوگ مجھ کو یاد کرتے ہیں میں اُن کو یاد کرتا ہوں اور آپس میں ایک دوسرے سے جو لوگ میری خوشنودی کے لئے محبت کرتے ہیں میں اُن کو دوست رکھتا ہوں۔ پس جب میں چاہتا ہوں کہ اہل زمین پر عذاب نازل کروں تو وہی لوگ ہیں جن کی برکت سے عذاب نہیں نازل کرتا۔ کہا خداوندا مجھ پر چند ایسے موقعے آتے ہیں جن میں تجھ کو اس سے بزرگ تر سمجھتا ہوں (تجھ) کو یاد کروں۔ خدا نے کہا مجھ کو ہر حال میں یاد کرو کیونکہ میرا ذکر ہر حال میں بہتر ہے۔ اے موسیٰؑ میری وصیت کو حفظ کرو۔ تمہارے لئے چار چیزیں ہیں۔

ترجمہ، اور ہم نے موسیٰ اور ہارون پر بھی احسان کئے ﴿۱۱۴﴾ اور ان کو اور ان کی قوم کو مصیبت عظیمہ سے نجات بخشی ﴿۱۱۵﴾ اور ان کی مدد کی تو وہ غالب ہوگئے ﴿۱۱۶﴾ اور ان دونوں کو کتاب واضح (المطالب) عنایت کی ﴿۱۱۷﴾ اور ان کو سیدھا رستہ دکھایا ﴿۱۱۸﴾ اور پیچھے آنے والوں میں ان کا ذکر (خیر باقی) چھوڑ دیا ﴿۱۱۹﴾ کہ موسیٰ اور ہارون پر سلام ﴿۱۲۰﴾ بے شک ہم نیکو کاروں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں ﴿۱۲۱﴾ وہ دونوں ہمارے مومن بندوں میں سے تھے ﴿۱۲۲﴾ سورۃ الصافات

اوّل یہ کہ جب تک تم کو نہ معلوم ہو جائے کہ تمہارے گناہ بخش دیئے گئے دوسروں کے عیوب نہ پکڑو۔ دوم یہ کہ جب تک تم کو نہ معلوم ہو جائے کہ میرا خزانہ ختم ہو گیا اپنی روزی کے لئے غمگیں نہ ہو۔ سوئم یہ کہ جب تک تم یہ نہ سمجھ لو کہ میری بادشاہی زائل ہو گئی میرے سوا دوسروں سے امید نہ رکھو۔ موسیٰؑ کے عہد میں ایک ظالم بادشاہ تھا اسی زمانہ میں ایک مرد صالح بھی تھا وہ ایک مومن کی حاجت برآری کی سفارش کے لئے بادشاہ کے پاس گیا۔ بادشاہ نے اُس کی سفارش قبول کی اور اُس مومن کی حاجت پوری کر دی اس بادشاہ اور مرد صالح دونوں کا ایک ہی روز انتقال ہوا لوگوں نے بادشاہ کے انتقال پر تو تین روز تک بازاروں کو بند رکھا اور اُس کے دفن و تعزیت میں مشغول رہے لیکن وہ بندۂ صالح اپنے مکان میں مردہ پڑا تھا کوئی اُس کی جانب متوجہ نہ ہوا یہاں تک کہ زمین کے جانوروں نے اُس کو کھانا شروع کیا۔ تین روز کے بعد موسیٰؑ نے اُس کو دیکھا اور مناجات کی کہ خداوندا وہ تیرا دشمن تھا اور لوگوں نے اُس کو اس اکرام و عزّت کے ساتھ دفن کیا، یہ تیرا دوست ہے اور اس حال سے پڑا ہے۔ حق تعالیٰ نے اُن پر وحی فرمائی کہ اس بادشاہ جبّار سے میرے اس دوست نے ایک مومن کی ایک حاجت طلب کی اور اُس نے اس کو دفع کر دیا لہٰذا بادشاہ کو اس کے عوض میں اس طرح عزّت دی اور زمین کے جانوروں پر اس لئے مسلّط کیا کہ اُس نے اُس بادشاہ جبّار سے سوال کیا۔ چہارم یہ کہ جب تک تم کو یہ نہ معلوم ہو جائے کہ شیطان مر گیا اُس کے مکر و فریب سے بے خوف نہ ہو۔ ایک روز موسیٰؑ بیٹھے تھے ناگاہ شیطان مختلف رنگوں کی ٹوپی پہنے ہوئے اُن حضرت کے پاس آیا اور کلاہ اُتار کر آنحضرت کے قریب آ گیا موسیٰؑ نے پُوچھا تو کون ہے کہا ابلیس موسیٰؑ نے کہا خدا تیرا گھر کسی کے گھر کے پاس نہ بنائے۔ تو یہ ٹوپی کس لئے سر پر

ترجمہ، اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور ان کے بھائی ہارون کو مددگار بنا کر ان کے ساتھ کیا ﴿۳۵﴾ اور کہا کہ دونوں ان لوگوں کے پاس جاؤ جن لوگوں نے ہماری آیتوں کی تکذیب کی۔ (جب تکذیب پر اڑے رہے) تو ہم نے ان کو ہلاک کر ڈالا ﴿۳۶﴾ اور نوح کی قوم نے بھی جب پیغمبروں کو جھٹلایا تو ہم نے انہیں غرق کر ڈالا اور لوگوں کے لئے نشانی بنا دیا۔ اور ظالموں کے لئے ہم نے دکھ دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے ﴿۳۷﴾

رکھے ہوئے ہے اُس نے کہا فرزندانِ آدمؑ کے دموں کو ان رنگ آمیزیوں سے راغب کرتا ہوں موسیٰؑ نے کہا مجھ کو اُس گناہ سے آگاہ کر کہ جب فرزند آدمؑ اُس کو کرتا ہے تو تُو اُس پر مسلط ہوتا ہے اُس نے کہا اُس وقت جبکہ اپنی ذات پر اپنے عمل کو زیادہ خیال کر کے تعجب کرتا ہے اور اپنے گناہ کو کم سمجھتا ہے پھر کہا کہ اے موسیٰؑ ہر گز اُس عورت کے ساتھ تنہا نہ رہو جو تم پر حرام ہو کیونکہ جو شخص ایسی عورت کے ساتھ خلوت کرتا ہے میں اُس کے گمراہ کرنے پر متوجہ ہوتا ہوں اور اُس کو اپنے اصحاب کے سپرد نہیں کرتا اور کوشش کرتا ہوں یہاں تک کہ اُس کو گناہ میں مبتلا کر دیتا ہوں اور ہر گز خدا سے کوئی عہد نہ کرو کیونکہ جو شخص خدا سے عہد کرتا ہے میں خود اُس کی جانب متوجہ ہوتا ہوں اور اپنے اصحاب پر اُس کو نہیں چھوڑتا اور کوشش کرتا ہوں کہ اُس کو اُس کے عہد پر وفا کرنے نہ دوں۔ اور جب (اے موسیٰؑ) صدقہ دینے کا ارادہ کرو جلد اُس کو عمل میں لاؤ کیونکہ جو صدقہ کا ارادہ کرتا ہے میں پھر اُس کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور اُس کو اپنے مددگاروں پر نہیں چھوڑتا اور حتی الامکان کوشش کرتا ہوں کہ اُس کو پشیمان کروں۔ اسیطرح یہ بھی روایت ہے کہ توریت میں چار کلمے لکھے ہیں اور اُس کے پہلو میں چار کلمے دوسرے لکھے ہیں۔ پہلے چاروں کلمے یہ ہیں کہ جو شخص صبح کو امور دُنیا کے لئے اندوہناک اُٹھتا ہے تو وہ اپنے پروردگار پر غضبناک ہوتا ہے اور جو شخص صبح کرتا ہے اُس حال میں کہ کسی مصیبت کی جو اُس پر نازل ہوئی ہے شکایت کرتا ہے تو یقیناً وہ اپنے پروردگار کی شکایت کرتا ہے اور جو شخص کسی مال دار کے پاس اس لئے جاتا ہے تا کہ اُس کی دُنیا سے کچھ حاصل کرے تو دو تہائی دین اُس کا برباد ہوتا ہے اور جو شخص کہ خدا کی کتاب پڑھتا ہے اور ایسے افعال کرتا ہے جس سے جہنم میں جائے تو اُس نے کتاب خدا کا مذاق کیا۔ اور دوسرے چاروں کلمے یہ ہیں۔ یعنی جو کچھ تو کریگا اُس کا عوض پائے گا (لیکن) جو شخص بادشاہ اور صاحب

ترجمہ، اور ہم نے بنی اسرائیل کو رہنے کو عمدہ جگہ دی اور کھانے کو پاکیزہ چیزیں عطا کیں لیکن وہ باوجود علم ہونے کے اختلاف کرتے رہے۔ بے شک جن باتوں میں وہ اختلاف کرتے رہے ہیں تمہارا پروردگار قیامت کے دن ان میں ان باتوں کا فیصلہ کردے گا ﴿۹۳﴾

اختیار ہو اوہ چاہتا ہے کہ تمام مال اُسی کا ہو جائے اور جو شخص کہ کاموں میں لوگوں سے مشورہ نہیں کرتا پشیمان ہوتا ہے اور پریشانی اور احتیاج لوگوں سے بڑی ہے۔اے موسیٰؑ میں نے کوئی مخلوق نہیں پیدا کی جس کو اپنے بندۂ مومن سے زیادہ دوست رکھوں اور اُس کو مبتلا نہیں کرتا مگر اُس کی مصلحت کے سبب سے اور اُس کو راحت نہیں بخشتا مگر اُس کی بہتری کے لئے اور میں اس سے زیادہ واقف ہوں جس میں میرے بندہ کی بہتری ہے لہٰذا چاہیے کہ وہ میری بلاؤں پر صبر کرے اور میری نعمتوں پر شکر کرے اور میرے قضا پر راضی رہے تاکہ میں اپنے پاس اُس کو صدیقوں میں لکھوں جبکہ وہ میری خوشنودی کے لئے عمل کرے اور میری اطاعت کرے۔ موسیٰؑ نے حق تعالیٰ سے مناجات کی کہ خداوندا تیرے مخصوص بندے کون ہیں جن کو قیامت کے روز عرش کے سایہ میں تو جگہ دیگا جبکہ عرش کے سایۂ کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ تو حق تعالیٰ نے اُن کو وحی کی کہ وہ وہ لوگ ہیں جن کے دل پاک ہیں صفات ذمیمہ اور گناہوں کی خواہش سے اور جن کے ہاتھ مال دنیا سے خالی ہیں اور وہ جب مجھ کو یاد کرتے ہیں میری بزرگی اور جلالت اُن کی نظروں میں جلوہ گر ہوتی ہے اور وہ لوگ ہیں جو میری طاعت پر اکتفا کرتے ہیں جس طرح دُودھ پینے والا بچہ دُودھ پر اکتفا کرتا ہے اور وہ وہ لوگ ہیں جو میری مسجدوں میں پناہ لیتے ہیں جس طرح کرگس اپنے گھونسلوں میں پناہ لیتے ہیں اس سبب سے کہ جب وہ لوگ دیکھتے ہیں کہ لوگ میری معصیت کے مرتکب ہوتے ہیں تو وہ لوگ اُس چیتے کی طرح غضبناک ہوتے ہیں جو غصّہ میں بپھرا ہوتا ہے۔اے موسیٰؑ میرا شکر کرو جیسا کہ شکر کا حق ہے۔ موسیٰؑ نے کہا خداوندا کیونکر تیرا شکر کروں جیسا کہ حق ہے حالانکہ جو شکر میں کروں گا وہ ہر ایک شکر تیری ہی نعمت ہے کہ تو نے مجھ کو اُس کی توفیق عطا فرمائی۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰؑ جب تم نے یہ سمجھ لیا کہ میرے شکر سے عاجز ہو اور شکر بھی میری نعمت ہے تو تم نے شکر کیا جو حق تھا۔ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ کو وحی کی کہ مجھ کو دوست رکھو اور میری مخلوق میں مجھ کو دوست قرار دو۔ عرض کی خداوندا تو جانتا ہے میرے نزدیک کوئی مخلوق تجھ سے زیادہ محبُوب نہیں ہے لیکن بندوں کے دل پر میرا کیا اختیار ہے،

حق تعالیٰ نے اُن کو وحی کی کہ میری نعمتیں اُن کو یاد دلاؤ تاکہ مجھ کو دوست رکھیں۔ موسیٰؑ نے ایک شخص کو عرش الٰہی کے نیچے دیکھا اور کہا خداوندا وہ کون ہے جس کو تو نے اپنا مقرب قرار دیا ہے۔ یہاں تک کہ اپنے عرش کے نیچے جگہ عطا فرمائی ہے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ ماں باپ کا عاق کیا ہوا نہیں تھا اور لوگوں پر ان چیزوں میں حسد نہیں کرتا تھا جو میں نے اپنے فضل سے ان کو عطا کی تھیں۔ اے موسیٰؑ اپنی قوم سے کہہ دو کہ مجھ سے تقرب حاصل کرنے والے نہیں تقرب حاصل کرتے مگر میرے خوف سے رونے کے ساتھ اور عبادت کرنے والے میری عبادت نہیں کرتے مگر اُن چیزوں سے پرہیز کے ساتھ جو میں نے حرام کی ہیں۔ اور زینت حاصل کرنے والے زینت نہیں کرتے مگر دُنیا میں چند چیزوں کے ترک کرنے سے جس کی اُن کو ضرورت نہیں ہے تو موسیٰؑ نے کہا کہ اے سب سے زیادہ کرم کرنے والے اُن لوگوں کو ان کاموں کے عوض میں تو کیا ثواب عطا کرے گا۔ فرمایا کہ اے موسیٰؑ جو لوگ مجھ سے میرے خوف کی وجہ سے گریہ وزاری کے ساتھ تقرب چاہتے ہیں بہشت کے بلند ترین مقام میں ہوں گے اور اُس مرتبہ میں کوئی اُن کا شریک نہ ہوگا اور جو لوگ گریہ کرکے میرا تقرب چاہتے ہیں تو اُن کے لئے تمام بہشت کو مباح کردونگا تاکہ اُس میں جس جگہ چاہیں ساکن ہوں۔ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ سے تین شبانہ روز میں ایک لاکھ چوبیس ہزار باتیں کیں جس مدّت میں موسیٰؑ نے کوئی چیز نہ کھائی نہ کچھ پیا۔ پھر جب بنی اسرائیل کے پاس واپس آئے اور انسانوں کی آواز سنی تو اُن کے کلام سے آپ کو نفرت ہوئی اُس سبب سے کہ آپ کے کانوں میں کلام خداوند عالم کی لذّت باقی تھی۔ موسیٰؑ کو خدا کی وحی پہنچی کہ تمہارے دوستوں میں سے ایک شخص تمہاری چغلخوری کر رہا ہے اور تمہاری بات تمہارے دشمنوں سے کہتا ہے اُس سے پرہیز کرو کہا خداوندا میں اس کو نہیں پہچانتا کیونکر اُس

ترجمہ، اور جب ہم نے تم سے عہد (کر) لیا اور کوہِ طور کو تم پر اٹھا کھڑا کیا (اور حکم دیا) کہ جو کتاب ہم نے تم کو دی ہے، اس کو زور سے پکڑے رہو، اور جو اس میں (لکھا) ہے، اسے یاد رکھو، تاکہ (عذاب سے) محفوظ رہو ﴿٦٣﴾ تو تم اس کے بعد (عہد سے) پھر گئے اور اگر تم پر خدا کا فضل اور اس کی مہربانی نہ ہوتی تو تم خسارے میں پڑے گئے ہوتے ﴿٦٤﴾

سے پرہیز کروں تو اس کو مجھے پہنچنوادے فرمایا کہ میں نے اُس کی سخن چینی کا عیب بیان کیا اور مجھ کو تکلیف دیتے ہو کہ میں بھی چغلخوری کروں موسیٰؑ نے کہا خداوندا میں کیا کروں فرمایا کہ اپنے اصحاب میں سے دس دس آدمی کو جُدا کرو اور اُن کے درمیان قرعہ ڈالو اور قرعہ اُن دس آدمیوں کے نام نکلے گا جن میں وہ ہوگا پھر اُن دس آدمیوں کے نام قرعہ ڈالو تاکہ وہ ظاہر ہو جائے۔ اور جب اُس شخص نے دیکھا کہ موسیٰؑ قرعہ ڈالتے ہیں اور وہ رسوا ہوا چاہتا ہے اُٹھا اور بولا یا رسول اللہ میں ہی تھا جس نے یہ کام کیا اور اب نہ کروں گا۔

حق تعالیٰ نے موسیٰؑ سے کلام کیا کہ دُنیا کی جانب ظالموں کی طرح رغبت نہ کرنا اور نہ اُس کی طرح جس نے دُنیا کو اپنا باپ اور ماں قرار دے لیا ہے اگر میں تم کو چھوڑ دوں تو یقیناً تم دُنیا اور اس کی زینتوں پر فریفتہ ہو جاؤ گے۔ اے موسیٰؑ دُنیا کی اُن چیزوں کو ترک کرو جن کی تم کو ضرورت نہیں اور اُن لوگوں پر نگاہ نہ کرو جو دُنیا پر فریفتہ ہیں۔ میں نے اُن کو چھوڑ دیا ہے اور سمجھ لو کہ جس قدر فتنے ہیں اُن کا بیج دُنیا کی محبت ہے اور اُس شخص کے حال کی تمنا نہ کرنا جس سے لوگ راضی ہیں جب تک کہ تم کو یہ نہ معلوم ہو جائے کہ میں بھی راضی ہوں اور اُس شخص کے حال کی آرزو نہ کرنا جس کی لوگ فرمانبرداری اور ناحق پیروی کرتے ہیں کیونکہ وہ اپنے پیردؤں کی ہلاکت کا سبب ہے۔ موسیٰؑ نے مناجات کی کہ خداوند تو کس بندے کو سب سے زیادہ دشمن رکھتا ہے فرمایا کہ اُس کو جو رات کو مردہ کی طرح بستر پر پڑتا ہے اور دن کو خرافات میں بسر کرتا ہے۔ پوچھا کہ خداوندا اُس کا ثواب کیا ہے جو کسی بیمار کی عیادت کرے فرمایا کہ ایک فرشتہ کو اُس پر موکل کرتا ہوں کہ اُس کی قبر میں رفاقت کرے یہاں تک کہ وہ محشور ہو۔ پوچھا کہ پروردگارا کیا ثواب ہے اُس شخص کے لئے جو کسی میّت کو غسل دے فرمایا کہ اُس کو گناہوں سے میں پاک کر دیتا ہوں اس طرح جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔ پوچھا کہ خداوندا اُس کا کیا ثواب ہے جو کسی مومن کے جنازہ کی مشایعت کرے فرمایا کہ چند فرشتوں کو موکل کرتا ہوں جن کے ساتھ علم ہوتے ہیں تاکہ محشر میں اُس کی مشایعت کریں۔ پوچھا کہ اُس شخص کا کیا ثواب ہے جو فرزند مردہ کی تعزیت کرے، فرمایا کہ اُس کو

عرش کے سایہ میں جگہ دوں گا جس روز کہ کوئی سایہ عرش کے سایہ کے سوا نہ ہوگا۔ایک دفعہ حضرت موسیٰؑ کا گذر ایک شخص کے پاس سے ہوا جو آسمان کی جانب ہاتھ بلند کئے ہوئے تھا اور دُعا کرتا تھا اور دُعا کرتا تھا۔ موسیٰؑ اپنے کام سے چلے گئے اور سات روز کے بعد اُسی طرف سے واپس ہوئے دیکھا کہ پھر اُس کا ہاتھ دُعا کے لئے بلند ہے اور وہ روتا ہے اور اپنی حاجت طلب کرتا ہے حق تعالیٰ نے اُن کو وحی فرمائی کہ اے موسیٰؑ اگر یہ شخص اس قدر دُعا کرے کہ اس کی زبان گر پڑے تاہم اُس کی دُعا قبول نہ کروں گا جب تک کہ میرے سامنے اُسی طریقہ سے نہ حاضر ہوگا جیسا کہ میں نے حکم دیا ہے، یعنی تمہاری محبت رکھتا ہو اور تمہاری پیروی کرے اور وہ شخص چاہتا تھا کہ موسیٰؑ کی پیروی کے علاوہ دوسرے طریقہ سے خدا کی پرستش کرے۔ روایت کے مطابق موسیٰؑ کوہ طور پر گئے تو اپنے ساتھ اپنے اصحاب میں سے ایک نیک شخص کو بھی لے گئے اُس کو دامن کوہ میں بٹھا دیا اور خود پہاڑ پر پہنچے اور اپنے پروردگار سے مناجات میں مشغول ہوئے واپس ہوئے تو دیکھا اُس شخص کو درندہ نے پھاڑ ڈالا ہے اور اُس کا چہرہ کھا گیا حق تعالیٰ نے اُن کو وحی کی کہ اُس شخص کا میرے نزدیک ایک گناہ تھا اور میں نے چاہا کہ جب وہ میرے پاس آئے کوئی گناہ اُس پر نہ رہے لہٰذا اُس کو اس طرح دُنیا سے اُٹھایا۔ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ پر وحی کی کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ میرا کوئی بندہ مجھ سے تقرب چاہتا ہے ایک نیکی کے ساتھ اور اُس کے لئے حکم دیتا ہوں کہ بہشت میں جو مقام وہ پسند کرے اُس کو دیا جائے، موسیٰؑ نے پوچھا کہ وہ حسنہ کیا ہے فرمایا کہ برادر مومن کی حاجت کے لئے سفر کرنا ہے۔ موسیٰؑ اپنے خدا سے مناجات کی کہ خداوندا مخلوق میں سے کس کو تو سب سے زیادہ دشمن رکھتا ہے۔ فرمایا کہ اُس کو جو مجھ کو متہم کرتا ہے کہا پروردگارا کیا تیری مخلوق میں کوئی ایسا بھی ہے جو تجھ پر اتہام لگاتا ہے۔ فرمایا کہ ہاں وہ شخص جو مجھ سے طلب کرتا ہے اور میں جس امر میں اُس کے لئے بہتری ہوتی ہے مقدر کرتا ہوں تو وہ اُس سے راضی نہیں ہوتا اور مجھ کو متہم کرتا ہے۔ توریت میں لکھا ہے کہ اے فرزندِ آدم اپنے کو دُنیا کے کاموں سے میری عبادت کے لئے فارغ کر، تاکہ تیرے دل کو اپنے خوف سے بھر دوں ورنہ تیرے دل کو دُنیا کی مشغولیت سے

بھردوں گا اور تجھ کو طلب دُنیا کے لئے چھوڑدوں گا پھر ہر گز تیری حاجت ختم نہ ہو گی۔ منقول ہے کہ موسیٰؑ بن عمران سے تیس روز تک وحی بند کردی گئی تو وہ شام میں ایک پہاڑ پر گئے جس کو اریحا کہتے تھے اور کہا پروردگارا کیوں مجھ سے اپنی وحی اور کلام تونے روک دیا کیا کسی گناہ کے سبب سے جو مجھ سے سَرزد ہوا۔ تو اب میں تیرے سامنے کھڑا ہوں اس قدر مجھ کو سزا دے جس میں تو خوشنود ہو جائے اور اگر بنی اسرائیل کے گناہوں کے سبب سے تونے روک دیا ہے تو تیری قدیم معافی کا اُن کے لئے طالب ہوں۔ حق تعالیٰ نے اُن کو وحی کی کہ اے موسیٰؑ تم جانتے ہو کہ تم اپنی تمام مخلوق میں کیوں اپنے کلام اور وحی سے مخصوص کیا ہے۔ عرض کی پالنے والے میں نہیں جانتا، فرمایا کہ اے موسیٰؑ میرا علم تمام خلق کو گھیرے ہوئے ہے اُن میں میں نے کسی کو نہیں پایا کہ میرے نزدیک اُس کی عاجزی اور فرد تنی تم سے زیادہ ہو، لہٰذا تم کو اپنے کلام و وحی سے مخصوص کیا۔ پھر موسیٰؑ جب نماز پڑھتے تھے تو اُس وقت تک جائے نماز سے نہیں اُٹھتے تھے۔ جب تک کہ اپنے چہرہ کو داہنے اور بائیں زمین پر نہیں رگڑ لیتے تھے۔ اسی طرح ایک روایت ہے کہ موسیٰؑ نے حق تعالیٰ سے سوال کیا کہ اوّل زوال آفتاب جو نماز ظہر کا اوّل وقت ہے اُن کو پہنچوا دے۔ حق تعالیٰ نے ایک فرشتے کو موکل کیا کہ جب زوال کا وقت ہو اُن حضرت کو آگاہ کرے تو ایک روز اُس فرشتہ نے کہا کہ زوال ہو گیا موسیٰؑ نے کہا کونسے وقت، کہا جس وقت کہ میں نے تم سے کہا تھا مگر جب تک کہ تم نے اس حال کو دریافت کیا آفتاب نے پانچ سو سال کی راہ طے کر لی۔ توراۃ کے الواح میں لکھا تھا کہ میرا اور اپنے ماں باپ کا شکر ادا کرو تا کہ تم کو بلاؤں اور فتنوں سے جو تمہاری ہلاکت کا سبب ہیں، محفوظ رکھوں اور تمہاری عمر کو دراز کروں اور بہتر زندگی کے ساتھ تم کو زندہ رکھوں اور دُنیا کی زندگی کے بعد تم کو اس زندگی سے بہتر زندگی بخشوں۔ اے فرزندِ آدم مجھ کو یاد کر و جس وقت کہ کسی پر تجھ کو غصّہ آئے تا کہ میں اپنے غصّہ کے وقت تجھ کو یاد رکھوں۔

ترجمہ، اور جب موسیٰ کا غصہ فرو ہوا تو (تورات) کی تختیاں اٹھالیں اور جو کچھ ان میں لکھا تھا وہ ان لوگوں کے لیے جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں۔ ہدایت اور رحمت تھی ﴿١٥٤﴾ سورۃ الأعراف

پھر میں تجھ کو اُن لوگوں کے درمیان ہلاک نہ کروں گا جن کو ہلاک کرنا چاہتا ہوں اور جب کوئی تجھ پر کوئی ظلم کرے تو میرے خیال سے مجھ پر انتقام کو چھوڑ دو۔ کیونکہ میرا انتقام لینا تیرے لئے بہتر ہے اس سے کہ تو خود انتقام لے۔ اے پسر عمران لوگوں پر حسد نہ کر اُس میں جو اُن کو میں نے اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے۔ اور اُن کی جانب خواہش کی آنکھ نہ اُٹھا اس لئے کہ میری نعمتوں پر جو میں نے اُن لوگوں کو عطا کی ہیں حسد کرنے والا راضی نہیں ہوتا، بلکہ میری صحیح تقسیم کو جو میں نے اپنے بندوں پر کی ہے روکنے والا ہوتا ہے اور جو شخص ایسا ہوتا ہے میں اُس کا نہیں ہوں اور نہ وہ میرا ہے۔ ایک دفعہ بنی اسرائیل نے موسیٰؑ سے شکایت کی کہ ہم میں بہت مبروص ہو گئے ہیں تو خداوند عالم نے موسیٰؑ پر وحی کی کہ اُن کو حکم دیں کہ گائے کا گوشت چقندر کے ساتھ کھائیں۔ توریت میں لکھا ہے کہ اس کا شکریہ ادا کرو جو تم کو کوئی نعمت دے اور اُس پر انعام کرو جو تمہارا شکر کرے اس لئے کہ نعمتوں کو زوال نہیں ہوتا جب ان پر شکر کیا جاتا ہے اور وہ باقی نہیں رہتیں جب ناشکری کی جاتی ہے اور شکر نعمت کی زیادتی کا سبب اور بلاؤں سے حفاظت کا باعث ہے اور جو شخص کسی زمین کو پانی کے ساتھ فروخت کرے اور اُس کے عوض میں زمین و آب نہ خریدے تو اُس کی قیمت باطل ہو جاتی ہے اور اُس سے فائدہ نہیں ہوتا۔ بنی اسرائیل کے ایک شہر میں موسیٰؑ کا گذر ہوا دیکھا کہ وہاں کے اُمراء ٹاٹ کا لباس پہنے ہوئے ہیں اور خاک سر پر ڈالے کھڑے ہیں اور آنسو اُن کی آنکھوں سے ان کے چہروں پر جاری ہیں۔ حضرت کو اُن پر رحم آگیا اور حضرت خود بھی روئے اور دُعا کی کہ خداوندا یہ لوگ یعقوبؑ کی اولاد سے ہیں جو تیری درگاہ میں پناہ لائے ہیں۔ اُس کبوتر کی طرح جو اپنے آشیانہ کی طرف پناہ حاصل کرتا ہے اور بھیڑیوں کی طرح فریاد کرتے ہیں اور کتّوں کی طرح چلاتے ہیں۔ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ پر وحی کی کہ وہ لوگ کیوں ایسا کرتے ہیں۔ شاید اُن کی دانست میں میری رحمت کا خزانہ ختم ہو گیا ہے یا میری توانگری کم ہو گئی ہے یا میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا نہیں ہوں۔ اُن کو آگاہ کر دو کہ میں اُس سے واقف ہوں جو اُن کے دلوں میں ہے۔ مجھ کو پکارتے ہیں اور اُن کا دل میری طرف نہیں بلکہ دُنیا کی طرف مائل

ہے۔روایت کے مطابق ایک روز حضرت موسیٰؑ اپنے اصحاب کو وعظ و نصیحت کرتے تھے ناگاہ ایک شخص اُٹھا اور اُس نے اپنے لباس کو پھاڑ ڈالا حق تعالیٰ نے موسیٰؑ پر وحی کی کہ اس سے کہو کہ اپنا دل پھاڑے اور میں جو پسند نہیں کرتا اُس کو اپنے دل سے نکال دے۔ جامہ چاک کرنے سے کیا فائدہ۔ اسیطرح ایک روز موسیٰؑ اپنے اصحاب میں سے ایک شخص کے پاس سے گذرے اُس کو سجدہ میں دیکھا جب اپنی ضرورت سے فارغ ہو کر واپس آئے دیکھا کہ وہ اب تک سجدہ میں ہے۔ موسیٰؑ نے فرمایا کہ اگر تیری حاجت میرے اختیار میں ہوتی تو میں برلاتا۔ حق تعالیٰ نے وحی کی کہ اے موسیٰؑ اگر اس قدر سجدہ کرے کہ اُس کی تمام گردن ٹوٹ جائے تب بھی اُس کی دُعا قبول نہ کروں گا۔ جب تک کہ اس سے باز نہ آئے جو میں نہیں پسند کرتا اور اُس کی طرف رجوع نہ ہو جو میں پسند کرتا ہوں۔ (مولف فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ اس سے مراد اس کے اعتقادات بد ہوں جو حق تعالیٰ جانتا تھا۔ واللہ اعلم)۔ منقول ہے کہ اسم اعظم تہتر حروف ہیں جن میں سے خدا نے چار حروف موسیٰؑ پر نازل فرمائے۔

ترجمہ،اور ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی کی طرف وحی بھیجی کہ اپنے لوگوں کے لیے مصر میں گھر بناؤ اور اپنے گھروں کو قبلہ (یعنی مسجدیں) ٹھہراؤ اور نماز پڑھو۔ اور مومنوں کو خوشخبری سنادو ﴿۸۷﴾

سورۃ یونس

حضرت موسیٰ وہارُون علیہ السّلام کے حالات

ہارونؑ اُن کے بھائی تھے اور اُن کے ماں اور باپ ایک تھے۔ اُن کی ماں کے نام میں اختلاف ہے بعض نے نجیب اور بعض نے فاحیہ اور بعض نے یوجائید بیان کیا ہے۔ مشہور آخری قول ہے۔ موسیٰؑ پر وحی ہوتی تھی اور وہ ہارونؑ سے بیان کرتے تھے۔ پوچھا کہ حکم قضا اور امر و نہی کے معاملہ میں دونوں کا ساتھ تھا فرمایا کہ موسیٰؑ اپنے پروردگار سے مناجات کرتے تھے علم کو لکھتے تھے اور بنی اسرائیل میں حکم کرتے تھے۔ جب موسیٰؑ خدا سے مناجات کے لئے اپنی قوم سے علیٰحدہ ہوتے تھے ہارونؑ اُن کی قوم میں اُن کے جانشین ہوتے۔ موسیٰؑ کی اولاد نہیں تھی لیکن اولاد ہارونؑ تھی جن کے نام شبّر و شبیرّ تھے جس کا ترجمہ عربی میں حسن و حسین ہے اور حجر اسمٰعیل میں خانۂ کعبہ تک ناروان کے نیچے دو ہاتھ کے برابر پسران ہارون شبّر و شبیرّ کی نماز کی جگہ تھی۔ موسیٰؑ اور ہارونؑ دونوں کا صحرائے تیہ میں انتقال ہوا۔ موسیٰؑ کی عمر دو سو چالیس سال تھی اور ہارونؑ کی وفات موسیٰؑ سے پہلے ہوئی۔ موسیٰؑ اور ابراہیمؑ کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ گذرا۔

الغرض خدا نے موسیٰؑ پر وحی کی کہ ہم نے تمہاری قوم کا تمہارے بعد امتحان لیا۔ سامری نے اُن لوگوں کو گمراہ اور وہ لوگ سونے کے بچھڑے کی جو بولتا ہے پرستش کرنے لگے ہیں۔ موسیٰؑ نے عرض کی الٰہی گوسالہ تو سامری نے بنایا آواز اُس میں کس نے پیدا کی فرمایا میں نے۔ اے موسیٰؑ جب میں نے دیکھا کہ اُن لوگوں نے میری جانب سے منہ پھیر لیا اور

ترجمہ، فرمایا کہ ہم نے تمہاری قوم کو تمہارے بعد آزمائش میں ڈال دیا ہے اور سامری نے ان کو بہکا دیا ہے ﴿۸۵﴾ اور موسیٰ غصّے اور غم کی حالت میں اپنی قوم کے پاس واپس آئے (اور) کہنے لگے کہ اے قوم کیا تمہارے پروردگار نے تم سے ایک اچھا وعدہ نہیں کیا تھا؟ کیا (میری جدائی کی) مدت تمہیں دراز (معلوم) ہوئی یا تم نے چاہا کہ تم پر تمہارے پروردگار کی طرف سے غضب نازل ہو۔ اور (اس لئے) تم نے مجھ سے جو وعدہ کیا تھا (اس کے) خلاف کیا ﴿۸۶﴾ سورۃ طٰہٰ

گوسالہ کی طرف مائل ہوگئے میں نے اُن کے امتحان کو اور زیادہ کردیا۔ غرض موسیٰؑ غصّہ میں
بھرے ہوئے اپنی قوم کی جانب روانہ ہوئے۔ اُدھر سامری نے بنی اسرائیل کے ضعیف
اعتقاد لوگوں کو شبہ میں ڈالا کہ موسیٰؑ نے تم سے چالیس شب و روز میں واپس آنے کا وعدہ کیا
تھا اور اس وقت تک بیس دن اور بیس راتیں گذر گئیں (یعنی شب و روز ملا کر چالیس کی تعداد
ہوگئی) اور موسیٰؑ کا وعدہ ختم ہوگیا۔ موسیٰؑ نے اپنے پروردگار کو نہیں دیکھا، وہ تو تمہاری طرف
آیا ہے اور چاہتا ہے تم کو اپنے تئیں دکھادے کیونکہ وہ قادر ہے کہ تم کو اپنی طرف بُلائے۔
بغیر اس کے کہ موسیٰؑ درمیان میں ہوں اور سمجھ لو کہ موسیٰؑ کو اس لئے نہیں بھیجا ہے کہ اُن کی
اُس کو ضرورت تھی۔ بس بنی اسرائیل غضبناک ہوئے اور اُن لوگوں نے ہارونؑ کی اطاعت
ترک کردی اور چاہا کہ اُن کو مار ڈالیں اور کہنے لگے کہ موسیٰؑ نے ہم سے غلط کہا اور
ہمارے پاس سے بھاگ گئے۔ اس وقت شیطان ایک مرد کی صورت میں اُن کے پاس آیا اور
اُس نے کہا کہ موسیٰؑ تمہارے درمیان سے بھاگ گئے اور اب واپس نہ آئیں گے لہٰذا اپنے
زیورات جمع کرو تا کہ میں تمہارے لئے ایک خدا بنادوں۔ سامری موسیٰؑ کے مقدمۂ لشکر کا
سردار تھا جس روز کو خدا نے فرعون اور اُس کے ساتھیوں کو غرق کیا اُس نے جبرئیلؑ کو دیکھا
کہ ایک مادہ حیوان پر سوار ہیں اور وہ جانور جس جگہ قدم رکھتا ہے وہ زمین حرکت کرنے لگتی
ہے تو سامری نے جبرئیلؑ کے گھوڑے کے ٹاپ کے نیچے کی خاک اُٹھالی۔ دیکھا کہ وہ حرکت
کررہی ہے اُس نے اُس کو ایک تھیلی میں رکھ لیا اور بنی اسرائیل پر ہمیشہ فخر کیا کرتا تھا کہ
میرے پاس ایسی خاک ہے۔ جب شیطان نے بنی اسرائیل کو فریب دیا تو ان لوگوں نے بچھڑا
بنایا۔ پھر وہ سامری کے پاس آیا اور کہا وہ خاک جو تیرے پاس ہے لا، اور اُس سے لے کر اُس
بچھڑے کے شکم میں رکھ دیا تو اُسی وقت وہ بچھڑا حرکت میں آیا اور بولنے لگا اور بال اور دُم

ترجمہ، پھر (سامری سے) کہنے لگے کہ سامری تیرا کیا حال ہے؟ ﴿۹۵﴾ اس نے کہا کہ میں نے ایسی چیز دیکھی جو اوروں نے نہیں دیکھی تو میں نے فرشتے کے نقش پا سے (مٹی کی) ایک مٹھی بھر لی۔ پھر اس کو (بچھڑے کے قالب میں) ڈال دیا اور مجھے میرے جی نے (اس کام کو) اچھا بتایا ﴿۹۶﴾

اُس کے پیدا ہو گئی۔ پھر سامری نے جو گوسالہ بنایا تھا۔ پیش کیا بنی اسرائیل نے کہا کیونکر
گوسالہ ہمارا خدا ہو سکتا ہے اُس نے کہا کہ تمہارا پروردگار اس گوسالہ کے ذریعے سے تم سے
بات کرے گا جس طرح کہ موسیٰؑ کے ساتھ درخت کے ذریعہ سے ہمکلام ہوا تھا۔ پھر اُن
لوگوں نے گوسالہ میں سے نکلتی ہوئی آواز سنی تو کہنے لگے کہ بیشک خدا اس بچھڑے میں آ گیا
جس طرح درخت میں داخل ہو گیا تھا۔ پھر بنی اسرائیل نے اُس کو سجدہ کیا وہ ستر ہزار اشخاص
تھے ہر چند ہارونؑ اُن کو نصیحت فرماتے تھے لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم
اس بچھڑے کی پرستش ترک نہ کریں گے۔ جب تک موسیٰؑ نہیں آئیں گے اور چاہا کہ ہارونؑ
کو ہلاک کریں۔ ہارونؑ نے گریز کی۔ غرض وہ اسی حال خسراں مآل پر قائم رہے۔ یہاں تک
کہ موسیٰؑ کو چالیس روز طور پر گذر گئے اور جب اُن لوگوں کو اس حال میں مشاہدہ کیا توریت کی
تختیوں کو پھینک دیا اور ہارونؑ کے سر اور واڑھی کو پکڑ کر اپنی جانب کھینچا اور کہا کہ جبکہ تم نے
دیکھا کہ وہ لوگ گمراہ ہو رہے ہیں تو میرے پاس آنے میں تم کو کون سا امر مانع ہوا۔ ہارونؑ
نے کہا بھائی میرے سر و ریش کو نہ کھینچو میں خائف ہُوا کہ کہیں یہ نہ کہو کہ تو نے بنی اسرائیل
میں جُدائی ڈال دی اور میری بات کو نہ مانا۔ موسیٰؑ نے ہاؔرونؑ سے اس لئے پوچھا کہ جس وقت
بنی اسرائیل نے گوسالہ پرستی کی اور کافر ہو گئے وہ اُن سے کیوں نہ الگ ہو کر موسیٰؑ سے جا کر

ترجمہ: اور قوم موسیٰ نے موسیٰ کے بعد اپنے زیور کا ایک بچھڑا بنالیا (وہ) ایک جسم (تھا) جس میں سے
بیل کی آواز نکلتی تھی۔ ان لوگوں نے یہ نہ دیکھا کہ وہ نہ ان سے بات کر سکتا ہے اور نہ ان کو راستہ
دکھا سکتا ہے۔ اس کو انہوں نے (معبود) بنالیا اور (اپنے حق میں) ظلم کیا ﴿۱۴۸﴾ اور جب وہ نادم
ہوئے اور دیکھا کہ گمراہ ہو گئے ہیں تو کہنے لگے کہ اگر ہمارا پروردگار ہم پر رحم نہیں کرے گا اور ہم کو
معاف نہیں فرمائے گا تو ہم برباد ہو جائیں گے ﴿۱۴۹﴾ اور جب موسیٰ اپنی قوم میں نہایت غصے اور
افسوس کی حالت میں واپس آئے۔ تو کہنے لگے کہ تم نے میرے بعد بہت ہی بد اطواری کی۔ کیا تم نے
اپنے پروردگار کا حکم (یعنی میرا اپنے پاس آنا) جلد چاہا (یہ کہا) اور (شدت غضب سے تورات کی)
تختیاں ڈال دیں اور اپنے بھائی کے سر (کے بالوں) کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچنے لگے۔ انہوں نے کہا کہ
بھائی جان لوگ تو مجھے کمزور سمجھتے تھے اور قریب تھا کہ قتل کر دیں۔ تو ایسا کام نہ کیجیے کہ دشمن مجھ پر
ہنسیں اور مجھے ظالم لوگوں میں مت ملایئے ﴿۱۵۰﴾ سورۃ الاعراف

مل گئے۔ جب اُن سے جدا ہو جاتے تو اُن پر عذاب نازل ہوتا اور کہا کہ کون سا امر مانع تھا اس سے کہ میرے پاس تم چلے آتے جبکہ تم نے دیکھا کہ وہ لوگ گمراہ ہوگئے۔ ہارونؑ نے کہا اگر میں ایسا کرتا تو بنی اسرائیل پراگندہ ہو جاتے اور مجھ کو یہ خوف ہوا کہ آپ کہیں گے کہ تو نے بنی اسرائیل کے درمیان جدائی ڈال دی اور ان کی اصلاح کے بارے میں میری بات کی رعایت نہ کی۔ پھر موسیٰؑ نے بنی اسرائیل سے حالات معلوم تو انہوں نے کہا کہ ہم نے اپنے اختیار سے آپ کے وعدہ کے خلاف عمل نہیں کیا۔ لیکن فرعون اور اُس کی قوم کے بے شمار مال و دولت ہم کو حاصل تھی۔ یعنی اُن کے زیورات وغیرہ تو ہم نے اُن سب کو آگ میں پگھلا دیا اور ایک گوسالہ بنایا سامری نے وہ خاک اُس کے شکم میں ڈال دی تو وہ بولنے لگا۔ اس سبب سے ہم نے اُس کی پرستش کی۔ موسیٰؑ نے حالات معلوم کرنے کے بعد گوسالہ سے پوچھا کیا تیرا پروردگار مجھ میں تھا جیسا کہ یہ لوگ بیان کرتے ہیں گوسالہ گویا ہوا اور بولا میرا پروردگار اس سے منزہ ہے کہ گوسالہ یا درخت اُس کو احاطہ کرسکے یا وہ کسی مکان میں ہو۔ خدا کی قسم اے موسیٰؑ ایسا ممکن نہیں۔ لیکن سامری نے میرا پچھلا حصّہ ایک دیوار سے متصل کرکے دیوار کی دوسری

ترجمہ، وہ کہنے لگے کہ ہم نے اپنے اختیار سے تم سے وعدہ خلاف نہیں کیا۔ بلکہ ہم لوگوں کے زیوروں کا بوجھ اٹھائے ہوئے تھے۔ پھر ہم نے اس کو (آگ میں) ڈال دیا اور اسی طرح سامری نے ڈال دیا ﴿۸۷﴾ تو اس نے ان کے لئے ایک بچھڑا بنادیا (یعنی اس کا) قالب جس کی آواز گائے کی سی تھی۔ تو لوگ کہنے لگے کہ یہی تمہارا معبود ہے اور موسیٰ کا بھی معبود ہے۔ مگر وہ بھول گئے ہیں ﴿۸۸﴾ کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ وہ ان کی کسی بات کا جواب نہیں دیتا۔ اور نہ ان کے نقصان اور نفع کا کچھ اختیار رکھتا ہے ﴿۸۹﴾ اور ہارون نے ان سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ لوگو اس سے صرف تمہاری آزمائش کی گئی ہے۔ اور تمہارا پروردگار تو خدا ہے تو میری پیروی کرو اور میرا کہا مانو ﴿۹۰﴾ وہ کہنے لگے کہ جب تک موسیٰ ہمارے پاس واپس نہ آئیں ہم تو اس کی پوجا پر قائم رہیں گے ﴿۹۱﴾ (پھر موسیٰ نے ہارون سے) کہا کہ ہارون جب تم نے ان کو دیکھا تھا کہ گمراہ ہو رہے ہیں تو تم کو کس چیز نے روکا ﴿۹۲﴾ (یعنی) اس بات سے کہ تم میرے پیچھے چلے آؤ۔ بھلا تم نے میرے حکم کے خلاف (کیوں) کیا؟ ﴿۹۳﴾ کہنے لگے کہ بھائی میری ڈاڑھی اور سر (کے بالوں) کو نہ پکڑیئے۔ میں تو اس سے ڈرا کہ آپ یہ نہ کہیں کہ تم نے بنی اسرائیل میں تفرقہ ڈال دیا اور میری بات کو ملحوظ نہ رکھا ﴿۹۴﴾

جانب زمین میں نقب لگا یا پھر اپنے گمراہوں میں سے ایک شخص کو اُس جگہ چھپا دیا۔ وُہ میرے دُم کی جانب مُنہ ڈال کر اُن سے گفتگو کرتا تھا۔ چونکہ بنی اسرائیل محمدؐ و آل محمدؐ پر صلوات بھیجنے میں سستی کرنے لگے۔ اُن کی محبت سے انکار کیا اور پیغمبر آخر الزمانؑ کی پیغمبری اور اُن کے برگزیدہ وصی کی امامت کے اعتقاد سے منحرف ہو گئے تھے۔ اس وجہ سے میری عبادت کے لئے مخذول ہوئے اور مجھ کو اپنا خدا سمجھا یہ اُن کی تقصیر کا سبب ہوئی کہ خدا کی توفیق اُن سے زائل ہو گئی۔ یہاں تک کہ اپنے پروردگار کے امر کو جانا۔ رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ گائے کو عزیز رکھو کہ وہ چوپایوں میں سب سے بہتر ہے اور وہ آسمان کی جانب خدا سے اُس روز کی شرمندگی کی وجہ سے سربلند نہیں کرتی جس روز کہ بچھڑے کی پرستش کی گئی۔ اسی طرح حضرت علیؑ سے منقول ہے کہ حیوانوں میں گائے کی آنکھیں نہیں اُٹھتیں اور وہ آسمان کی جانب سربلند نہیں کرتی چونکہ موسیٰؑ کی قوم نے بچھڑے کی پرستش کی تھی اس لئے وہ خدا سے شرم کی وجہ سے سر جھکائے رہتی ہے اور آسمان کی جانب نگاہ نہیں کرتی۔ الغرض موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا جن لوگوں نے کہ گوسالہ کی پرستش کی تھی کہ تم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اپنے کو ضرر پہنچایا۔ موسیٰؑ نے بنی اسرائیل پر نفرین کی اور کہا، کیونکہ تم لوگ نے گوسالہ کو اپنا خدا اقرار دیا للہٰذا رجوع اور توبہ اُس خدا کی جناب میں کرو جس نے تم کو پیدا کیا اور تمہاری صورت درست کی اور اپنے نفسوں کو قتل کرو یعنی وہ لوگ جنہوں نے گوسالہ کی پرستش نہیں کی اُن لوگوں کو قتل کریں جن لوگوں نے پرستش کی ہے یہ قتل ہونا تمہارے لئے تمہارے پیدا کرنے والے کے نزدیک بہتر ہے اس سے کہ تم دُنیا میں زندہ رہو اور بخشے

ترجمہ، تب انہوں نے دعا کی کہ اے میرے پروردگار مجھے اور میرے بھائی کو معاف فرما اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل کر تو سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے ﴿۱۵۱﴾ (خدا نے فرمایا کہ) جن لوگوں نے بچھڑے کو (معبود) بنالیا تھا ان پر پروردگار کا غضب واقع ہو گا اور دنیا کی زندگی میں ذلت (نصیب ہو گی) اور ہم افتراء پردازوں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں ﴿۱۵۲﴾ اور جنہوں نے برے کام کیے پھر اس کے بعد توبہ کر لی اور ایمان لے آئے تو کچھ شک نہیں کہ تمہارا پروردگار اس کے بعد (بخش دے گا کہ وہ) بخشنے والا مہربان ہے ﴿۱۵۳﴾

نہ جاؤاور دُنیا کی نعمتیں تو تم کو حاصل ہو جائیں اور آخرت میں تمہاری بازگشت جہنم کی طرف ہو اور جب کشتہ ہو گئے اور توبہ کرلو گے تو خدا تمہارے قتل ہونے کو تمہارے گناہوں کا کفّارہ قرار دیگا اور تم کو ہمیشہ کی بہشت میں نعمتیں عطا فرمائے گا اور وہ یقیناً توبہ کا بہت قبول کرنے والا اور مہربان ہے۔

بنی اسرائیل کے لئے خود کو قتل کرنے کی سزا کا حکم:

واقعہ یہ تھا کہ جب موسیٰؑ کے ہاتھ سے امر گوسالہ کا باطل ہونا ظاہر ہوا اور گوسالہ نے سامری کے فریب کی خبر دی تو موسیٰؑ نے ان لوگوں کو جنہوں نے پرستش نہیں کی تھی حکم دیا کہ اُن کو قتل کریں جن لوگوں نے گوسالہ کی پرستش کی ہے۔ پرستش کرنے والوں میں سے بہت سے لوگوں نے انکار کیا کہ ہم نے پرستش نہیں کی تھی تو خدا نے موسیٰؑ کو حکم دیا کہ اُس بچھڑے کو ہتھوڑے سے ٹکڑے ٹکڑے کر کے دریا میں ڈال دیں اور اُس کا پانی سب کو پلائیں جس شخص نے اُس کی پرستش کی ہوگی دریا کا پانی پیتے ہی اُس کے ہونٹ اور ناک سیاہ ہو جائیگی اس طرح وہ پہچان لئے گئے۔ جن لوگوں نے اُس کی پرستش نہیں کی تھی وہ بارہ ہزار اشخاص تھے۔ موسیٰؑ نے اُن کو حکم دیا کہ تلواریں لے کر میدان میں نکلیں اور گناہگاروں کو قتل کریں اس وقت منادی نے ندا کی کہ خدا کی اُن لوگوں پر لعنت ہے جو اپنے ہاتھ پیروں کو حرکت دیں۔ بس خاموشی سے قتل ہو جائیں اور قتل کرنے والوں میں سے جو شخص دیکھے کہ وہ کس کو قتل کر رہا ہے اور عزیز و بیگانہ میں فرق کرے وہ بھی ملعون ہے۔ موسیٰؑ نے اُن سے کہا کہ تم لوگ کل صبح کو بیت المقدس کے پاس آؤ اور اپنے ہمراہ چاقو، تلوار یا کوئی دوسرا

ترجمہ، (موسیٰ نے) کہا جا تجھ کو دنیا کی زندگی میں یہ (سزا) ہے کہ کہتا رہے کہ مجھ کو ہاتھ نہ لگانا اور تیرے لئے ایک اور وعدہ ہے (یعنی عذاب کا) جو تجھ سے ٹل نہ سکے گا اور جس معبود (کی پوجا) پر تو (قائم و) معتکف تھا اس کو دیکھ۔ ہم اسے جلادیں گے پھر اس (کی راکھ) کو اُڑا کر دریا میں بکھیر دیں گے ﴿۹۷﴾ تمہارا معبود خدا ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کا علم ہر چیز پر محیط ہے ﴿۹۸﴾

سورۃ طہ

حربہ لیتے آؤ اور اپنے چہروں کو چھپالو تا کہ ایک دوسرے کو نہ پہچانو۔ میں جب منبر پر جاؤں اُس وقت قتل کرنا شروع کرو۔ دوسرے روز وہ ستر ہزار اشخاص جنھوں نے بچھڑے کی پرستش کی تھی بیت المقدس کے پاس جمع ہُوئے موسیٰؑ نے نماز ادا کی اور منبر پر گئے اُس وقت قتل شروع ہوا اور گنہگاروں نے سرکشی نہ کی اور قتل ہونے کے لئے گردنیں جھکا دیں اور جب دس ہزار اشخاص قتل ہوگئے تو اس وقت بے قصور لوگ موسیٰؑ کے پاس فریاد کرتے ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم نے گوسالہ کی پرستش نہیں کی پھر بھی ہماری سزا اُن سے بہت زیادہ ہے کہ ہم کو حکم ہو رہا ہے کہ ہم اپنے ہاتھ سے اپنے باپ، ماں بھائیوں اور عزیزوں کو قتل کریں اُس وقت حق تعالیٰ نے موسیٰؑ پر وحی کی کہ میں نے ان لوگوں کو اس شدید امتحان میں اس لئے مُبتلا کیا ہے کہ ان لوگوں نے اُن سے علیٰحدگی اختیار نہ کی جنھوں نے گوسالہ کی پرستش کی تھی نہ اُن سے انکار کیا نہ ان پر غضبناک ہوئے اچھا ان سے کہو کہ محمدؐ و آل محمدؐ کا واسطہ دیکر دُعا کریں تا کہ میں اُن پر اُن لوگوں کا قتل آسان کردوں۔ لہٰذا ان لوگوں نے دُعا کی اور رسولؐ خدا اور آئمہ ہدیٰؑ کے انوار سے متوسل ہوئے تو حق تعالیٰ نے اُن پر آسان کر دیا کہ کوئی رنج والم ان کے قتل سے نہیں پہنچا۔ جب وہ چھ ہزار قتل ہونا شروع ہوئے تو خدا نے اُن میں سے بعض کو توفیق دی کہ ایک نے دُوسرے سے کہا کہ جب محمدؐ اور اُن کی آل پاکؑ کا توسل ایسا امر ہے کہ جو شخص اُس کو عمل میں لاتا ہے کسی حاجت سے نا امید نہیں ہوتا اور اس کا کوئی سوال درگاہ خدا سے رد نہیں کیا جاتا اور تمام پیغمبروں نے بلاؤں میں اُن کا وسیلہ اختیار کیا ہے تو ہم کیوں نہ اُن کا توسل اختیار کریں یہ مشورہ کر کے سب جمع ہوئے اور فریاد کرنے لگے کہ پالنے والے بجاہ محمدؐ جو تیرے نزدیک گرامی ترین خلق ہیں اور بجاہ علیؑ جو محمدؐ کے بعد افضل و اعظم خلق ہیں اور بجاہ ذریّت طیّبین وطاہرین آل طٰہٰ و یٰسین تجھ کو ہم قسم دیتے ہیں کہ

ترجمہ، اور موسیٰ نے کہا کہ بھائیو! اگر تم خدا پر ایمان لائے ہو تو اگر (دل سے) فرمانبردار ہو تو اسی پر بھروسہ رکھو ﴿۸۴﴾ تو وہ بولے کہ ہم خدا ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ اے ہمارے پروردگار ہم کو ظالم لوگوں کے ہاتھ سے آزمائش میں نہ ڈال ﴿۸۵﴾ اور اپنی رحمت سے قوم کفار سے نجات بخش ﴿۸۶﴾

سورۃ یونس

ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہماری لغزش سے درگذر فرما اور یہ قتل ہونا ہم سے برطرف کردے اس وقت حق تعالیٰ نے موسیٰؑ پر وحی کی کہ کہدہ کہ قتل سے لوگ ہاتھ رُوک لیں کیونکہ اُن میں سے بعض نے مجھ سے سوال کیا اور قسم دی۔ اگر ابتداہی میں یہ قسم مجھ کو دیتے توان کو توفیق نیک عطا فرماتا اور گوسالہ پرستی سے محفوظ رکھتا اور اگر شیطان بھی مجھ کو یہ قسم دیتا۔ روایت ہے کہ خدا نے اُن کو معاف نہ کیا مگر اس لئے کہ ان لوگوں نے محمدؐ اوران کی آل طاہرہؑ کے واسطہ سے خدا سے دُعا کی اور اُن کی محبت کا اقرار کیا اُس وقت خدا نے اُن پر رحم کیا اور اُن کی خطا سے درگذر کی۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ شاید تم لوگ ہدایت پاؤ یعنی سمجھو کہ خدا کے نزدیک بندہ کا شرف ولایت کے اعتقاد سے ہے جیسا کہ تمہارے آباؤ اجداد نے یہ شرف پایا۔ یقیناً میں اُس کی ہدایت کرتا اور اگر نمرود یا فرعون ایسی قسم دیتے ان کو بھی میں نجات دیتا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ جب وہ لوگ محمدؐ اوران کے وصی پر صلوات میں تقصیر کے سبب سے ذلیل ہوئے یعنی گوسالہ پرستی میں مبتلا ہوئے تو اے بنی اسرائیل محمدؐ اور علیؑ کے ساتھ عداوت کرنے میں تم لوگ نہیں ڈرتے حالانکہ اُن کو دیکھتے ہو اور معجزاب اور دلائل تم پر ظاہر ہیں۔ یعنی میں نے تمہارے آباؤ اجداد کی ابتدا میں گوسالہ پرستی کی خطا معاف کردی شاید کہ اے زمانہ محمدؐ کے بنی اسرائیل تم شکر کرو اس نعمت کا جو تم پر اور تمہارے بزرگوں پر نازل کی۔

ترجمہ، اور (ہمارے ان احسانات کو یاد کرو) جب ہم نے تم کو قوم فرعون سے نجات بخشی وہ (لوگ) تم کو بڑا دکھ دیتے تھے تمہارے بیٹوں کو تو قتل کرڈالتے تھے اور بیٹیوں کو زندہ رہنے دیتے تھے اور اس میں تمہارے پروردگار کی طرف سے بڑی (سخت) آزمائش تھی ﴿۴۹﴾ اور جب ہم نے تمہارے لیے دریا کو پھاڑ دیا تم کو نجات دی اور فرعون کی قوم کو غرق کردیا اور تم دیکھ ہی تو رہے تھے ﴿۵۰﴾ اور جب ہم نے موسیٰ سے چالیس رات کا وعدہ کیا تو تم نے ان کے پیچھے بچھڑے کو (معبود) مقرر کر لیا اور تم ظلم کر رہے تھے ﴿۵۱﴾ پھر اس کے بعد ہم نے تم کو معاف دیا، تاکہ تم شکر کرو ﴿۵۲﴾ البقرۃ

بنی اسرائیل کا خدا کو دیکھنے کی خواہش:

غرضکہ اُن سے قتل کی سزا دفع کر دی گئی۔ وہ لوگ کہتے تھے کہ افسوس ہے کہ ابتدا کار میں ہم لوگ انوار محمدؐ واُن کی آل اطہار کے توسل سے غافل رہے ورنہ خداوند عالم ہم کو اس فتنہ کے شر سے محفوظ رکھتا۔ فرمایا یعنی اُس وقت کو یاد کرو جبکہ تمہارے اسلاف نے کہا کہ اے موسیٰؑ ہم تم پر ہر گز ایمان نہ لائیں گے جب تک خدا کو ظاہر نہ دیکھ لیں۔ تو اُن کو بجلی نے لے ڈالا اور تم ان کو دیکھتے ہی رہے۔ پھر ہم نے تمہارے اسلاف کو اُن کی موت کے بعد زندہ کیا۔ شاید کہ وہ لوگ شکر کریں۔ اُس زندگی پر جس کے سبب سے وُہ خدا کی بارگاہ میں توبہ ورجوع کر سکے اور ہم نے اُن کو موت دی اور وہ ہمیشگی کی موت نہ تھی جس کی بازگشت جہنم ہو جس میں وہ ہمیشہ رہیں۔ بجلی کا سبب یہ تھا کہ جب موسیٰؑ نے فرقان کا عہد محمد صلی اللہ علیہ و آلہ کی پیغمبری اور علی بن ابیطالبؑ اور تمام ائمہ طاہرینؑ کی امامت سے اُن سے لینا چاہا تو اُن لوگوں نے کہا کہ ہم کو یقین نہیں کہ یہ تمہارے پروردگار کا حکم ہے ہم اس پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ ہم خدا کو ظاہر بظاہر نہ دیکھ لیں جو خود ہم کو یہ حکم دے تو ان لوگوں نے دیکھا کہ اُن پر بجلی آرہی ہے اور ان پر بجلی گری۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰؑ میں اپنے اُن دوستوں کو گرامی رکھتا ہوں۔ جو میرے برگزیدہ بندوں کی تصدیق کرتے ہیں اور اس بارے

ترجمہ، اور موسیٰ نے اس میعاد پر جو ہم نے مقرر کی تھی اپنی قوم کے ستر آدمی منتخب (کر کے کوہ طور پر حاضر) ٹل کیے۔ جب ان کو زلزلے نے پکڑا تو موسیٰ نے کہا کہ اے پروردگار تو چاہتا تو ان کو اور مجھ کو پہلے ہی سے ہلاک کر دیتا۔ کیا تو اس فعل کی سزا میں جو ہم میں سے بے عقل لوگوں نے کیا ہے ہمیں ہلاک کر دے گا۔ یہ تو تیری آزمائش ہے۔ اس سے تو جس کو چاہے گمراہ کرے اور جس کو چاہے ہدایت بخشے۔ تو ہی ہمارا کارساز ہے تو ہمیں (ہمارے گناہ) بخش دے اور ہم پر رحم فرما اور تو سب سے بہتر بخشنے والا ہے ﴿۱۵۵﴾ اور ہمارے لیے اس دنیا میں بھی بھلائی لکھ دے اور آخرت میں بھی۔ ہم تیری طرف رجوع ہو چکے۔ فرمایا کہ جو میرا عذاب ہے اسے تو جس پر چاہتا ہوں نازل کرتا ہوں اور جو میری رحمت ہے وہ ہر چیز کو شامل ہے۔ میں اس کو ان لوگوں کے لیے لکھ دوں گا جو پرہیز گاری کرتے اور زکوٰۃ دیتے اور ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں ﴿۱۵۶﴾ سورۃ الاعراف

میں کسی کی پرواہ نہیں کرتااور میں عذاب کرنے والاہوں ان دشمنوں پر جوانکار و سرتابی کرتے ہیں میرے برگزیدہ بندوں کے حقوق سے اور اس بارے میں بھی کسی کی پرواہ نہیں کرتا تو موسیٰؑ نے اُن باقی ماندہ لوگوں سے کہا جن کو بجلی سے ضرر نہیں پہنچا تھا۔ آیا قبول کرتے ہو اور اعتراف کرتے ہو۔ ورنہ تم لوگ بھی اُن ہی لوگوں سے ملحق ہو جاؤ گے۔ اُن لوگوں نے کہا اے موسیٰؑ ہم نہیں جانتے کہ اُن لوگوں پر یہ بجلی کس سبب سے گری اگر تم سچ کہتے ہو کہ محمدؐ اور اُن کی آل طاہرہ کی ولایت قبول نہ کرنے کے سبب سے یہ بجلی نازل ہوئی ہے تو خدا سے بحق محمدؐ و آل محمدؐ دُعا کرو کہ وہ ان لوگوں کو زندہ کر دے تاکہ ہم اُن سے پوچھیں کہ کس سبب سے ان پر بجلی گری۔ موسیٰؑ نے دُعا کی اور وہ لوگ زندہ ہو گئے۔ بنی اسرائیل نے اُن سے پوچھا انہوں نے بتایا کہ یہ عذاب ہم کو اس سبب سے پہنچا کہ ہم نے محمدؐ کی پیغمبری اور علیؑ اور اُن کی ذریت کے اماموں کی امامت کے اعتقاد سے انکار کیا تھا۔ پھر ہم نے مرنے کے بعد اپنے پروردگار کی سلطنت آسمانوں میں دیکھی۔ حجابات، کرسی، عرش اور دوزخ میں دیکھا وہاں کس کی حکومت محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ سے زیادہ جاری اور بزرگ تر نہیں پائی۔ جب ہم اس بجلی کے سبب سے مر گئے اور ہماری روحیں فرشتے جہنم کی طرف لے چلے تو محمدؐ و علیؑ نے ملائکہ کو آواز دی کہ اس جماعت سے اپنے عذاب کو روکے رہو۔ یہ لوگ اس کی دُعا سے پھر زندہ کئے جائیں گے جو ہمارے اور ہماری آل طاہرہ کے حق سے خدا سے سوال کرے گا یہ آواز اُس وقت پہنچی جبکہ قریب تھا کہ ہم ہاویہ میں پھینک دیئے جائیں۔ مگر یہ سُن کر فرشتے ہمارے عذاب سے رُک گئے۔ یہاں تک کہ اے موسیٰؑ تمہاری دُعا سے ہم زندہ ہوئے۔

لٰہذا حق تعالیٰ محمدؐ کے اہل عصر سے فرمایا جبکہ تمہارے ظالم بزرگ، محمدؐ اور اُن کی

ترجمہ، کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اپنے پیغمبر سے اسی طرح کے سوال کرو، جس طرح کے سوال پہلے موسیٰ سے کئے گئے تھے۔ اور جس شخص نے ایمان (چھوڑ کر اس) کے بدلے کفر لیا، وہ سیدھے رستے سے بھٹک گیا (۱۰۸)
سورۃ البقرۃ

آل اطہارؑ کے توسل سے زندہ ہوئے تو تم اُن کے حق سے انکار نہ کرو اور خود سے غضب الٰہی کے سزاوار نہ بنو۔ اُس وقت کا یقین کرو جبکہ ہم نے تمہارے آباؤاجداد سے عہد لیا کہ اُس پر عمل کریں جو ہم نے توریت میں نازل کیا اور اُس مخصوص نامہ کے ساتھ جو محمدؐ اور اُن کی آل طیبّین کے بارے میں بھیجا تھا کہ وہ بہترین خلق ہیں اور حق کے ساتھ دُنیا میں قیام کرنے والے ہیں لازم ہے کہ تم لوگ اس کا اقرار کرو اور اپنی اولاد کو بھی اس حکم خدا سے آگاہ کرو اور اُن کو مامور کرو کہ وہ اپنے فرزندوں تک یہ عہد پہنچائیں اسی طرح آخر دنیا تک عمل کیا جائے کہ پیغمبر خدا محمدؐ پر ایمان لائیں۔ اور وہ باتیں جو خدا کی جانب سے اُس کے ولی علی بن ابیطالبؑ کے حق میں وہ حضرت فرمائیں اور جو علیؑ کے بعد خدا کے حق کے ساتھ قیام کرنے والے آئمہ کے بارے میں ارشاد کریں ان کو قبول و منظور کریں۔ لہٰذا اے بنی اسرائیل تمہارے اسلاف نے اُن کو قبول کرنے سے انکار کیا۔ تو ہم نے جبرئیلؑ کو حکم دیا تو فلسطین کے پہاڑ سے اُس نے موسیٰؑ کے لشکر گاہ کے برابر ایک فرسخ مربع ایک ٹکڑا جدا کیا اور ان کے سروں پر لا کر ٹھہرا رکھا تو موسیٰؑ نے کہا کہ آیا قبول کرتے ہو جس کا میں نے تم لوگوں کو حکم دیا ہے ورنہ یہ پہاڑ تمہارے سروں پر گرا دیا جائے گا۔ تو اُن لوگوں نے پناہ مانگی اور خوف جان کے سبب قبول کیا اور جن لوگوں نے دل کی رغبت و اختیار سے مانا خدا نے اُن کو دشمنوں سے محفوظ رکھا غرض جب قبول کیا تو سجدہ میں گر پڑے اور اپنے رخساروں کو خاک پر رکھا لیکن اکثر لوگوں نے اپنے رخساروں کو اس لئے زمین پر رکھا کہ دیکھیں کہ پہاڑ اُن کے سروں پر گرتا ہے یا نہیں اور بہت کم لوگوں نے ولی رغبت سے خدا کے نزدیک عجز و انکساری کے لئے سر کو زمین پر رکھا۔ یعنی لو اور قبول کرو جو کچھ ہم نے تم کو عطا کیا ہے اُن فرائض میں سے جو ہم نے تم پر

ترجمہ، اور جب ہم نے موسیٰ کو کتاب اور معجزے عنایت کئے، تاکہ تم ہدایت حاصل کرو ﴿۵۳﴾
اور جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ بھائیو، تم نے بچھڑے کو (معبود) ٹھہرانے میں (بڑا) ظلم کیا ہے، تو اپنے پیدا کرنے والے کے آگے توبہ کرو اور اپنے تئیں ہلاک کر ڈالو۔ تمہارے خالق کے نزدیک تمہارے حق میں یہی بہتر ہے۔ پھر اس نے تمہارا قصور معاف کر دیا۔ وہ بے شک معاف کرنے والا (اور) صاحبِ رحم ہے ﴿۵۴﴾

واجب کیا اُس قوت کے ساتھ جو ہم نے تم کو عطا کی ہے اور شرائط تکلیف ہم نے تم میں پوری عطا کی ہے اور علتوں کو تم سے اٹھالیا ہے۔ اور سنو جس کا تم کو حکم دیتا ہوں اُن لوگوں نے کہا تمہارے قول کو ہم نے سُنا اور انکار کیا یعنی اُس کے بعد معصیت کی یا اُسی وقت دل میں ٹھان لیا کہ اطاعت نہ کریں گے۔ یعنی وہ لوگ مامور ہوئے کہ وہ پانی پئیں جس میں گوسالہ کے ٹکڑے پھینکے تھے تا کہ ظاہر ہو جائے کہ کون گوسالہ پرست ہے اور کس نے اُس کی پرستش نہیں کی ہے۔ یعنی اپنے کفر کے سبب سے وہ اس پر مامور ہوئے۔ اے محمدؐ ان سے کہو کہ اگر تم توریت پر ایمان رکھتے ہو تو سمجھ لو کہ بُری چیز ہے جس کا وہ لوگ تم کو حکم دیتے ہیں یعنی تمہارا موسیٰؑ پر ایمان لانا تا کہ تم لوگ محمدؐ اور علیؑ اور اُن کے اہلبیتؑ سے جو دوستان خدا ہیں انکار کرو۔ لیکن خدا کی پناہ ہر توریت کا ایمان تم کو حکم نہیں دیتا کہ محمدؐ و علیؑ سے انکار کرو بلکہ وہ تم کو حکم دیتا ہے کہ اُن بزرگواروں پر ایمان لاؤ۔ روایت کے مطابق موسیٰؑ نے سامری سے کہا کہ نظر کر اپنے خدا کی جانب جس کی تو پرستش کرتا تھا اُس کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے دریا میں پھینکے دیتا ہوں۔ پھر حکم دیا تو اُس کو ہتھوڑے سے پاش پاش کر کے شیریں دریا میں ڈال دیا اور بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ اس دریا کا پانی پیئں تو جس نے اُس کی پرستش کی تھی اگر وہ گورا چٹا تھا تو اُس کی ناک اور ہونٹ سیاہ ہو گئے اور اگر وہ سیاہ فام تھا تو اُس کے یہ اعضا سفید ہو گئے۔ پھر اُس وقت اُن میں حکم الٰہی جاری فرمایا۔ سامری کی دُنیا کے بارے میں اختلاف ہے کہ کیا تھی بعض نے کہا ہے کہ موسیٰؑ نے حکم دے دیا تھا کہ کوئی شخص اُس کے پاس نہ بیٹھے نہ اُس سے گفتگو کرے اور نہ اُس کو کچھ کھلائے اور نہ وہ کسی کے نزدیک آئے۔ بعض نے کہا ہے کہ خدا کا فرمان یوں ہی ہوا کہ جو شخص بھی اُس کے پاس بیٹھتا تھا وہ اور سامری دونوں بیمار ہو جاتے تھے۔ اس سبب سے وہ کسی کو اپنے نزدیک آنے نہیں دیتا تھا اور آج بھی اُس کی اولاد میں وہی اثر ہے کہ جب کوئی اُن کو مس کر لیتا ہے دونوں تپ میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ بعض نے کہا ہے کہ وہ دوزخ کے خوف سے بھاگا اور صحرا کے وحشیوں کے ہمراہ گھومتا پھرتا تھا یہاں تک کہ جہنم واصل ہوا۔ روایت کی گئی ہے کہ خدا نے کسی پیغمبر کو نہیں بھیجا مگر یہ کہ اُن کے ساتھ دو

شیطان اُن کو تکلیف پہنچانے کے لئے موجود رہتے تھے اور اُن کی امت کے درمیان فتنہ وفساد برپا کرتے تھے اور اُس پیغمبر کے بعد لوگوں کو گمراہ کرتے تھے۔ نوحؑ کے زمانہ میں فنطیغوس اور حزام تھے۔ ابراہیمؑ کے عہد میں کمیل اور روام تھے۔ موسیٰؑ کے زمانہ میں سامری اور مرعقبا، اور عیسیٰؑ کے وقت میں مولوس اور مریسانی۔

بنی اسرائیل کو قربانی دینے کا حکم:

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے مدینہ کے یہودیوں سے خطاب فرمایا کہ یاد کرو اُس وقت کو جبکہ موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ خدا تم کو بیشک حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو اور اُس کے کسی ٹکڑے کو مقتول کی لاش پر مارو کہ وہ بحکم خدا زندہ ہو کر بتائے کہ کس نے اُس کو قتل کیا ہے۔ یہ اُس وقت کا واقعہ ہے جبکہ بنی اسرائیل کے ایک قبیلہ کے درمیان ایک مقتول پڑا تھا اور موسیٰؑ نے اُس قبیلہ کے لوگوں پر لازم کیا کہ اُن کے پچاس سربرآوردہ اشخاص خداوندی قوی و شدید کی قسم کھائیں وہ جو بنی اسرائیل کا خدا اور جو محمدؐ اور اُن کی آل اطہارؑ کو فضیلت دینے والا ہے کہ ہم لوگوں نے اُس کو نہیں قتل کیا ہے اور نہ اُس کے قاتل کو جانتے ہیں۔ اگر وہ لوگ قسم کھالیں اور خون بہادے دیں تو بہتر ہے۔ اگر قسم نہ کھائیں تو قاتل کا پتہ بتادیں تاکہ اس کے عوض اس کو قتل کیا جائے اگر قتل نہ کریں تو اُس کو ایک تنگ قید خانہ میں قید کردیں۔ غرض کہ دو میں سے ایک کام کریں۔ ان لوگوں نے کہا کہ اے پیغمبر خدا ہم قسم بھی کھائیں اور خون بہا بھی دیں حالانکہ خدا کا ایسا حکم نہیں ہے۔ یہ قصّہ یوں ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک نہایت حسین و جمیل، صاحب فضل و کمال، صاحب حسب و نسب اور پردہ نشین عورت تھی۔ بہت سے لوگ اُس کے خواستگار تھے۔ اُس کے چچا کے تین لڑکے تھے اُن میں سے ایک جو سب سے زیادہ عالم اور پرہیزگار تھا اُس کے ساتھ وہ عورت راضی ہوگئی اور چاہا کہ اُس کے عقد میں آجائے اُس کے دُوسرے دونوں چچازاد بھائیوں نے اُس پر حسد کیا اور ایک رات اُس کو ضیافت کے حیلہ سے

بلا کر مار ڈالا۔ پھر اس کی لاش کو بنی اسرائیل کے سب سے بڑے قبیلے کے درمیان ڈال دیا۔ جب صبح ہوئی تو وہ دونوں بھائی جو قاتل تھے گریباں چاک کئے سر پر خاک ڈالے موسیٰؑ کے پاس دار خواہی کے لئے آئے۔ حضرت نے اُس قبیلہ کے تمام لوگوں کو بُلا کر اُس مقتول کے بارے میں دریافت کیا اُن لوگوں نے کہا کہ ہم نے اس کو نہیں قتل کیا ہے اور نہ ہم جانتے ہیں کہ کس نے قتل کیا ہے۔ موسیٰؑ نے کہا کہ حکم خدا یہ ہے کہ تم پچاس آدمی قسم کھاؤ اور خون بہا دو یا قاتل کا پتہ بتاؤ اُن لوگوں نے کہا کہ جب ہم کو قسم کھانے کے باوجود خون بہا دینا بھی ضروری ہے تو قسم کھانے سے کیا فائدہ اور خون بہا دینے کے ساتھ ہم قسم بھی کھائیں تو خون بہا دینے کا کیا نتیجہ۔ موسیٰؑ نے کہا تمام فائدے خدا کی فرمانبرداری میں ہے جو کچھ وہ فرماتا ہے عمل میں لانا چاہیئے۔ ان لوگوں نے کہا اے پیغمبر خدا یہ جرمانہ اور گناہ کا الزام بہت سخت ہے حالانکہ ہم نے کوئی خیانت نہیں کی ہے اور یہ قسم بہت گراں ہے کیونکہ ہماری گردنوں پر کسی کا کوئی حق نہیں ہے۔ لٰہذا درگاہ خدا میں دُعا کیجئے کہ وہ ہم پر قاتل کو ظاہر کر دے تاکہ جو مستحق ہو اُس کو سزا دیجئے اور ہم جرمانہ اور سزا سے نجات پائیں۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا کہ حق تعالیٰ نے اس واقعہ کا حکم مجھ سے بیان کر دیا ہے اور مجھ میں تاب نہیں ہے کہ جرات کروں اور اُس کے کسی امر کا سوال کروں بلکہ ہم لوگوں پر لازم ہے کہ اُس کے حکم پر سر تسلیم خم کریں اور اپنے اوپر لازم سمجھیں اور اُس پر اعتراض نہ کریں کیا تم لوگ نہیں دیکھتے ہو کہ اُس نے ہم پر دوشنبہ کے روز کام کرنا اور اونٹ کا گوشت کھانا حرام کر دیا ہے تو ہم کو لازم نہیں ہے کہ اُس کے حکم میں تغیر کریں بلکہ چاہئے کے اطاعت کریں۔ حضرت نے چاہا کہ اُس حکم کو اُن لوگوں پر لازم قرار دیں تو حق تعالیٰ نے اُن پر وحی فرمائی کہ اُن کے سوال کو قبول کر لیں تاکہ میں قاتل کو ظاہر کروں اور دُوسرے لوگ گناہ اور تہمت سے نجات پائیں اس لئے کہ اس سوال کی اجابت کے ضمن میں اُس شخص کی روزی کو فراخ کروں گا جو تمہاری امت کے نیک لوگوں میں سے ہے اور محمدؐ و آل محمدؐ صلوات اللہ علیہم اجمعین پر درود بھیجنے اور محمدؐ کو اور ان کے بعد علیؑ کو تمام خلائق پر فضیلت دینے کا معتقد ہے میں چاہتا ہوں کہ اس سلسلہ میں دُنیا

میں اُس کو غنی کر دوں تا کہ محمدؐ اور اُن کی آل اطہار صلوات اللہ علیہم کے فضیلت دینے پر اُس کے ثواب کا کچھ حصّہ ادا ہو۔ موسیٰؑ علیہ السلام نے کہا کہ پروردگارا مجھ سے اُس کے قاتل کو بیان فرما۔ وحی آئی کہ بنی اسرائیل سے کہو کہ خدا تم سے قاتل کا پتہ اس طرح بتائے گا کہ ایک گائے کو ذبح کرو اور اُس کا گوشت مقتول کی لاش پر مارو تو میں اُس کو زندہ کر دوں گا اگر تم لوگ فرمان خدا کی اطاعت کرتے ہو اور جو کچھ میں کہتا ہوں اُس کو عمل میں لاتے ہو ورنہ حکم اوّل کو قبول کرو۔ بنی اسرائیل نے تعجّب کیا اور کہا کیا تم ہم سے مذاق کرتے ہو ہم تو اپنے کشتہ کو تمہارے پاس لائے ہیں اور اُس کے قاتل کا پتہ دریافت کرتے ہیں اور تم کہتے ہو کہ گائے ذبح کرو اور ایک میّت کے ٹکڑے کو دوسری میّت پر ماریں تو وہ زندہ ہو جائے گی۔ موسیٰؑ نے کہا میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں اس سے کہ جاہل بنوں یا تم سے مذاق کروں یعنی خدا کی جانب اُس چیز کی نسبت دوں جسے اُس نے نہیں فرمایا ہے یا خدا کے حکم کو اپنے باطل قیاس اور اپنی ناقص عقل کے خلاف سمجھ کر انکار کر دوں جس طرح تم لوگ کرتے ہو۔ پھر فرمایا کہ کیا مرد اور عورت کا نطفہ بیجان نہیں ہے اور جب دونوں رحم میں جمع ہوتے ہیں تو خدا دونوں سے زندہ انسان پیدا کرتا ہے کیا ایسا نہیں ہے کہ مردہ تخم و بیج مردہ زمین میں پہنچنے سے خدا طرح طرح کی گھاس اور درخت کو زندہ کر دیتا ہے۔ اُن لوگوں نے سمجھا کہ ہم سے موسیٰؑ کی شان میں گستاخی اور بے ادبی ہوئی۔ غرض جب موسیٰؑ کی حجت اُن پر تمام ہوئی تو اُن لوگوں نے کہا کہ اے موسیٰؑ اپنے پروردگار سے دُعا کرو کہ وہ ہمارے لئے اُس گائے کی صفت بیان کرے کہ وہ گائے کیسی ہو۔ موسیٰؑ نے اپنے پروردگار سے سوال کیا اور اُن لوگوں سے کہا کہ خدا فرماتا ہے کہ وہ گائے نہ بڈھی ہو نہ بہت جواں بلکہ درمیانی عمر کی ہو تو تم جس پر مامور ہوئے ہو اُسے بجالاؤ۔ اُن لوگوں نے کہا کہ اے موسیٰؑ اپنے پروردگار سے سوال کیا اور اُن لوگوں سے کہا کہ

ترجمہ، اور جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ خدا تم کو حکم دیتا ہے کہ ایک بیل ذبح کرو۔ وہ بولے، کیا تم ہم سے ہنسی کرتے ہو۔ (موسیٰ نے) کہا کہ میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ نادان بنوں ﴿۶۷﴾

خدا فرماتا ہے کہ وہ گائے نہ بڈھی ہو نہ بہت جواں بلکہ درمیانی عمر کی ہو تو تم جس پر مامور ہوئے
ہو اُسے بجالاؤ۔ اُن لوگوں نے کہا کہ اے موسیٰؑ اپنے پروردگار سے سوال کرو کہ اُس گائے کا
رنگ بیان کرے۔ موسیٰؑ نے خدا سے سوال کے بعد کہا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ گائے زرد
ہو اور اُس کی زردی خالص اور کھری ہو نہ کہ کم رنگ ہو کہ سفیدی ظاہر ہو اور نہ ایسی زیادہ
رنگین ہو کہ سیاہی مائل ہو بلکہ اُس کی خوش رنگی اور حسن دیکھنے والوں کو خوش اور مسرور
کردے۔ اُن لوگوں نے کہا کہ اے موسیٰؑ اپنے پروردگار سے دُعا کرو کہ جس قدر اُس گائے
کے اوصاف بتائے گئے اُن کے علاوہ اُس کی کچھ اور صفت بیان کرے اس لئے کہ وہ ہم پر
مشتبہ ہوگئی ہے کیونکہ اس صفت کی بہت سی گائیں ہیں اب اگر خدا نے چاہا تو ہم اُس گائے کو
سمجھ لیں گے جس کے ذبح کرنے کا حکم اُس نے دیا ہے۔ موسیٰؑ نے کہا خدا فرماتا ہے کہ وہ گائے
نہ تو اتنی سدھائی ہوئی ہو کہ زمین جوتے اور نہ زراعت میں آب پاشی کرے بلکہ ان کاموں
سے اُس کو علیٰحدہ رکھا ہو اور عیبوں سے پاک ہو یعنی اُس کی خلقت میں کوئی عیب نہ ہو اور نہ
اس میں اُس کے اصل رنگ کے علاوہ کوئی اور رنگ ہو۔ اُن لوگوں نے کہا اب جا کے گائے
کے اوصاف بیان ہوئے جیسا کہ حق اور سزاوار تھا۔ آسان نہ تھا کہ وہ لوگ اُس گائے کی زیادہ
قیمت کی وجہ سے اُس حکم کی تعمیل کرتے لیکن ان کے لئے ضروری تھا اور چونکہ اُن لوگوں
نے موسیٰؑ کو متہم کیا کہ وہ اُس چیز پر قادر نہیں ہیں جس کا وہ لوگ سوال کرتے ہیں اس لئے
گائے ذبح کرنے پر وہ لوگ مجبُور ہوئے۔ جب اُن لوگوں نے ان صفات کو سُنا کہا اے موسیٰؑ کیا
ہمارے خدا نے ہم کو ایسی گائے کے ذبح کرنے کا حکم دیا ہے جو ان صفات کی ہو فرمایا ہاں
حالانکہ موسیٰؑ نے ابتدا میں جب اُن سے کہا تھا اور وہ لوگ بلاچوں وچرا کسی گائے کو ذبح
کردیتے تو وہ کافی تھا اور اُن کے سوال کے بعد ضرورت نہیں تھی کہ موسیٰؑ خدا سے گائے کی
کیفیت کے بارے میں سوال کرتے بلکہ چاہئے تھا کہ اُن کے جواب میں فرمادیتے کہ جس

ترجمہ، انہوں نے کہا کہ اپنے پروردگار سے التجا کیجئے کہ وہ ہمیں یہ بتائے کہ وہ بیل کس طرح کا ہو۔
(موسیٰ نے) کہا کہ پروردگار فرماتا ہے کہ وہ بیل نہ تو بوڑھا ہو اور نہ بچھڑا، بلکہ ان کے درمیان (یعنی
جوان) ہو۔ جیسا تم کو حکم دیا گیا ہے، ویسا کرو ﴿۶۸﴾

گائے کو بھی ذبح کرلو کافی ہے۔ غرض جب اس صفت کی گائے پر معاملہ ٹھہرا تواُن لوگوں نے اُس کی تلاش کی لیکن کہیں نہ ملی۔ مگر ایک شخص اُنہی میں تھا جس کے پاس ایک گائے تھی اور اُس شخص کا ایک نہایت نیک اور فرمانبردار لڑکا بھی تھا جس کے پاس کوئی چیز تھی۔ ایک دفعہ کچھ لوگ اس چیز کو خریدنے کے لئے اس لڑکے کے پاس آئے۔ جہاں وہ چیز رکھی ہوئی تھی اُس مقام کی کنجی اُس کے باپ کے سر کے نیچے تھی اور وہ سورہا تھا۔ لڑکے نے حق پدر کی رعایت سے نہ چاہا کہ اُس کو خواب سے بیدار کرے اس لئے اُس نے خریداروں کو جواب دے دیا۔ جب اُس کا باپ بیدار ہوا لڑکے سے دریافت کیا کہ اپنے متاع کو تونے کیا کیا۔ اُس نے کہا جہاں رکھا تھا موجود ہے میں نے اُس لئے فروخت نہیں کیا کہ اُس مقام کی کنجی آپ کے سرہانے رکھی ہوئی تھی اور مجھے اچھا نہیں معلوم ہُوا کہ آپ کو بیدار کروں۔ باپ نے کہا کہ اُس نفع کے عوض میں جو مال نہ فروخت ہونے کا سبب سے تجھ سے ضائع ہوا میں نے اس گائے کو تجھے بخشا۔ خدا کو بھی اس لڑکے کا یہ فعل پسند آیا جو اُس نے اپنے باپ کے ساتھ کیا یعنی باپ کے حق کی رعایت ملحوظ رکھی۔ اُس کے عمل کی جزا میں خدا نے بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ اُس گائے کو اُس سے خرید کر ذبح کریں۔ ایک روایت کے مطابق اس جوان کو خدا نے خواب میں محمدؐ و علیؑ اور اُن کی ذریت میں سے اماموں کو دکھایا تھا ان بزرگواروں نے اس سے فرمایا، چونکہ تو ہم کو دوست رکھتا ہے اور دوسروں پر فضیلت دیتا ہے لہٰذا ہم چاہتے ہیں کہ تیری جزا میں سے کچھ تجھ کو دُنیا ہی میں عطا کریں لہٰذا جب تیرے پاس

ترجمہ، انہوں نے کہا کہ پروردگار سے درخواست کیجئے کہ ہم کو یہ بھی بتائے کہ اس کا رنگ کیسا ہو۔ موسیٰ نے کہا، پروردگار فرماتا ہے کہ اس کا رنگ گہرا زرد ہو کہ دیکھنے والوں (کے دل) کو خوش کردیتا ہو ﴿٦٩﴾ انہوں نے کہا کہ (اب کے) پروردگار سے پھر درخواست کیجئے کہ ہم کو بتادے کہ وہ اور کس کس طرح کا ہو، کیونکہ بہت سے بیل ہمیں ایک دوسرے کے مشابہ معلوم ہوتے ہیں، (پھر) خدا نے چاہا تو ہمیں ٹھیک بات معلوم ہو جائے گی ﴿٧٠﴾ موسیٰ نے کہا کہ خدا فرماتا ہے کہ وہ بیل کام میں لگا ہوا نہ ہو، نہ تو زمین جوتتا ہو اور نہ کھیتی کو پانی دیتا ہو اس میں کسی طرح کا داغ نہ ہو۔ کہنے لگے، اب تم نے سب باتیں درست بتادیں۔ غرض (بڑی مشکل سے) انہوں نے اس بیل کو ذبح کیا، اور وہ ایسا کرنے والے تھے نہیں ﴿٧١﴾ سورۃ البقرۃ

لوگ گائے خریدنے کے لئے آئیں تو تو بغیر اپنی ماں کے مشورہ کے فروخت نہ کرنا اگر تو ایسا کرے گا تو خدا تیری ماں کو چند امور الہام فرمائے گا جو تیری اور تیرے فرزندوں کی تونگری کا باعث ہوگا۔ وہ جوان یہ خواب دیکھ کر خوش ہو۔ جب بنی اسرائیل اُس کے پاس گائے خریدنے کے واسطے آئے اور گائے کی قیمت پوچھی۔ اُس نے کہا دو دینار لیکن کم و بیش کا میری ماں کو اختیار ہے، اُن لوگوں نے کہا ہم ایک دینار دیں گے۔ جوان نے اپنی ماں سے مشورہ کیا اُس نے کہا چار دینار پر فروخت کرو۔ اُس نے بنی اسرائیل سے آکر کہا کہ میری ماں چار دینار قیمت کہتی ہے اُن لوگوں نے دو دینار منظور کئے اُس نے پھر اپنی ماں سے رائے لی اُس نے سو(۱۰۰) دینار کہے بنی اسرائیل نے پچاس منظور کئے اسی طرح وہ لوگ جتنی قیمت پر راضی ہوتے تھے اُس کی ماں اُس پر اور اضافہ کرتی جاتی تھی جس قدر وہ اضافہ کرتی تھی اور اُس کا نصف منظور کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اُس کی قیمت اس حد کو پہنچی کہ اُس گائے کی کھال کو سونے سے بھر دیں چنانچہ اُسی قیمت پر اُن لوگوں نے اُس گائے کو خرید کیا اور ذبح کر کے اُس کی دم کو پکڑ کے جس سے آدمی ابتدا میں مخلوق ہوتے ہیں اور قیامت میں بھی آدمی کے اجزا اُس پر ترکیب پائیں گے اُس مقتول کی لاش پر مارا۔ جب پہلی بار اُس گائے کے جزد کو میت پر مارا تو وہ شخص زندہ نہ ہوا۔ بنی اسرائیل نے کہا اے پیغمبر خدا وہ وعدہ کیا ہُوا جو آپ نے ہم سے کیا تھا۔ حق تعالٰی نے موسیٰؑ پر وحی فرمائی کہ میرا وعدہ خلاف نہیں ہوتا لیکن جب تک اس گائے کی کھال کو سونے سے نہ بھریں گے اور اُس کے مالک کو نہ دیں گے یہ مُردہ زندہ نہ ہوگا۔ یہ سُن کر اُن لوگوں نے اپنے اموال کو جمع کیا حق تعالٰی نے اُس گائے کی کھال کو اور کشادہ کر دیا یہاں تک کہ اُس میں پچاس لاکھ دینار کی مقدار تک سونا بھر گیا اور جب سونے کو اُس جوان کے سپرد کر دیا پھر اُس گائے کے عضو کو میّت پر مارا، اور کہا خداوندا بجاہ محمدؐ و آل محمدؐ صلوات اللہ علیہ اس مُردہ کو زندہ اور گویا کر دے کہ وہ بتائے کہ کس نے اُس کو قتل کیا تھا تو وہ شخص فوراً صحیح و سالم اُٹھ بیٹھا اور کہا اے پیغمبر خدا میرے چچا کے ان دونوں لڑکوں نے میری چچازاد بہن کے بارے میں مجھ پر حسد کیا اور مجھ کو مار ڈالا اُس کے بعد مجھ کو اس محلہ میں پھینک دیا تا کہ

میرا خون بہا یہاں کے رہنے والوں سے وصول کریں۔ موسیٰؑ نے اُن دونوں کو قتل کیا۔ اُس وقت بنی اسرائیل کے بعض لوگوں نے کہا کہ خدا کے اس مرُدہ کو زندہ کرنے اور اُس جوان کو اس قدر مال فراواں سے غنی کرنے سے زیادہ تعجب خیز کوئی بات نہیں ہوسکتی۔ پھر خدا نے موسیٰؑ پر وحی فرمائی کہ بنی اسرائیل سے کہو کہ جو شخص تم میں سے چاہے کہ میں اُس کو دُنیا میں پاک و بہتر زندگی عطا کروں اور بہشت میں اُس کا مقام بلند کروں اور آخرت میں بھی اُس کو محمدؐ اور اُن کی آل اطہارؑ کے ساتھ رکھوں تو وہ بھی ایسا ہی عمل کرے جیسا کہ اس جوان نے کیا اُس نے موسیٰؑ سے محمدؐ و علیؑ اور اُن کی آل طاہرہؑ کا نام سُنا تھا اور ہمیشہ اُن پر صلوات بھیجا کرتا تھا اور اُن بزرگواروں کو جن وانس و ملائکہ پر فضیلت دیتا تھا اس سبب سے میں نے اس قدر مال اُس کو عطا فرمایا تاکہ وہ نیک لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے اور اپنے دوستوں پر مہربانی کرے اور اپنے دشمنوں کو ذلیل کرے پھر اُس جوان نے موسیٰؑ سے کہا کہ اے پیغمبر خدا میں ان اموال کی حفاظت کیونکر کروں اور کیسے دشمنوں کی عداوت اور حاسدوں کے حسد سے محفوظ رہوں فرمایا کہ اس مال پر درست اعتقاد سے محمدؐ و آل محمدؐ پر درود پڑھ جیسا کہ پہلے پڑھا کرتا تھا تو خدا اس مال کی حفاظت کریگا اگر کوئی چور ظالم یا حاسد تیرے ساتھ بدی کا ارادہ کرے گا خدا اپنے احسان و کرم سے اُس کے ضرر کو تجھ سے دفع کریگا۔ اُس وقت اس جوان نے جو زندہ ہوا تھا یہ گفتگو سُنی تو کہا خداوندا میں تجھ سے بحق محمدؐ اور اُن کے انوار مقدسہ سے متوسل ہو کر تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھ کو دُنیا میں باقی رکھ تاکہ میں اپنے چچا کی لڑکی سے بہرہ مند ہوں اور میرے دشمنوں اور حاسدوں کو ذلیل کر اور مجھ کو اس کے سبب سے کثیر نیکیاں روزی فرما۔ خدا نے اسی وقت موسیٰؑ پر وحی فرمائی کہ اس جوان کو اُن کے انوار مقدسہ کے توسل کی برکت سے میں نے ایک سو تیس (۱۳۰) سال عمر عطا فرمائی کہ وہ اس مدّت میں

ترجمہ، اور جب تم نے ایک شخص کو قتل کیا، تو اس میں باہم جھگڑنے لگے۔ لیکن جو بات تم چھپا رہے تھے، خدا اس کو ظاہر کرنے والا تھا ﴿۷۲﴾ تو ہم نے کہا کہ اس بیل کا کوئی سا ٹکڑا مقتول کو مارو۔ اس طرح خدا مردوں کو زندہ کرتا ہے اور تم کو اپنی (قدرت کی) نشانیاں دکھاتا ہے تاکہ تم سمجھو ﴿۷۳﴾

صحیح وسالم رہے گااوراس کے قویٰ میں کمزوری نہ ہوگی اوراپنی زرجہ سے بہر مند ہوگا۔ جب یہ مدّت ختم ہوجائے گی دونوں کوایک دوسرے کے ساتھ دُنیا سے اُٹھاؤنگااوراپنی بہشت میں جگہ دوں گا، جہاں وہ دونوں نعمات سے فیض یاب ہوں گے۔ اے موسیٰؑ اگروہ قاتل بدبخت بھی مجھ سے اسی طرح سوال کرتے جیسا کہ اس جوان نے کیااوراُن بزرگواروں کے انوار مقدسہ سے صحیح اعتقاد کے ساتھ متوسل ہوتے تو یقیناً میں اُن کو حسد سے محفوظ رکھتااور جو کچھ اُن کو عطافرمایا تھااُس پر قانع رکھتااوراگراس فعل کے بعد بھی توبہ کرلیتے اوراُن انوار مقدسہ سے متوسل ہوجاتے کہ میں اُن کو رسوانہ کروں تو یقیناً میں اُن کو رسوانہ کرتااور نہ قاتل کے پتہ لگانے میں بنی اسرائیل کی خاطر کرتااوراگررسوائی کے بعد توبہ کرلیتے اوراُن انوار پاک وپاکیزہ سے توسل کرتے تو میں اُن کے اس فعل کولوگوں کے دلوں سے فراموش کردیتااور مقتول کے وارثوں کے دل میں ڈال دیتا کہ وہ قصاص سے اُس کو معاف رکھیں۔ لیکن ان بزرگواروں کی محبت ولایت اوراُن کی افضیلت کے ساتھ اُن سے توسل کرنا جس کو چاہتاہوں اپنی رحمت سے عطا کرتاہوں اور جس سے چاہتا ہوں اپنی عدالت سے اُس کے اعمال کی بدی کے سبب سے روک دیتاہوں اور میں غالب اور حکیم خداہوں۔ پھر بنی اسرائیل کے اُس قبیلہ نے موسیٰؑ سے فریاد کی کہ ہم نے بوجہ فرماداری اپنے تئیں پریشانی میں مُبتلا کردیا اوراپناسب قلیل وکثیر مال اُس گائے کی قیمت میں دے دیا۔ لہٰذا دُعا کیجئے کہ خداہماری روزی کوفراخ کرے۔ موسیٰؑ نے کہاافسوس ہے تم پر تمہارے دل کی آنکھیں کس قدراندھی ہیں۔ شاید تم نے اس جوان اوراس زندہ ہونے والے مقتول کی دُعائیں نہیں سنیں اور نہیں دیکھا کہ کیافائدہ اُن کو حاصل ہواتم بھی اُسی طرح دُعاکرواوراُن بزرگواروں کے انوارِ مقدسہ سے توسل حاصل کرو۔ خداتمہارے فاقہ اور احتیاج کو بند کردے گااور تمہاری روزی کو فراخ کردے گا۔ تواُن لوگوں نے کہاخداوندا ہم لوگ تجھ سے التجا کرتے ہیں اور تیرے فضل وکرم پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ لہٰذا بحق محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ وائمہ طاہرینؑ ہمارے فقرو احتیاج کوزائل کردے۔ اُس وقت حق تعالیٰ نے موسیٰؑ پروحی فرمائی کہ اُن سے کہیں کہ فلاں

خرابہ میں جائیں اور فلاں مقام کو کھودیں اُس جگہ ایک کروڑ دینار مدفون ہیں اُس کے لے لیں اور جن جن اشخاص سے گائے کی قیمت وصول کی گئی ہے اُن کو واپس دے دیں اور باقی اپنے درمیان تقسیم کرلیں تاکہ اُن کے مال میں اور اضافہ ہوجائے اُس جزا میں کہ ارواح مقدسۂ محمدؐ وآل محمدؐ سے متوسل ہوئے اور تمام مخلوق پر اُن کے فضل وکرامت کی زیادتی کا اعتقاد کیا اسی قصہ پر قول خدا کا ارشارہ ہے یعنی اُس وقت کو یاد کرواے بنی اسرائیل جب کہ تم نے ایک شخص کو قتل کیا اور قاتل کے بارے میں اختلاف کیا اور تم میں سے ہر ایک نے الزام قتل سے اپنے کو بری اور دوسرے کو ملزم قرار دیا۔ اور خدا عیاں اور ظاہر کرنے والا ہے۔ جو کچھ تم موسیٰؑ کی تکذیب کے ارادہ سے پوشیدہ رکھتے تھے۔ اس گمان پر کہ جو کچھ تم نے موسیٰؑ ہے اُس مرُدہ کے زندہ کرنے کا سوال کیا ہے خدا اُس کو قبول نہ کرے گا۔ تو ہم نے کہا کہ اُس گائے کے کسی حصّہ جسم کو اس کشتہ پر مارو۔ خدا یوں ہی ملاقات میّت سے مرُدوں کو دُنیا و آخرت میں زندہ کرتا ہے۔ یعنی جو آب مرد آبِ زن سے ملتا ہے اُس سے خدا جو عورتوں کے رحم میں ہوتا ہے زندہ کرتا ہے اور آخرت میں بحر مسجور سے جو آسمان اوّل کے نزدیک ہے اُس کا پانی مرد کی منی کے مانند ہے پہلی مرتبہ صور پھونکنے کے بعد جبکہ تمام زندہ ہستیاں مر جائیں گی پھر خدا اُن بوسیدہ اور خاک شدہ جسموں پر اُسی پانی کی بارش کرے گا تو تمام اجسام تیار ہوں گے۔ اور دوسری بار صور پھونکتے ہی زندہ ہوجائیں گے اور تم کو تمام نشانیاں اور علامتیں دکھاتا ہے جو اُس کی یکتائی اور موسیٰؑ کی پیغمبری اور تمام مخلوق پر محمدؐ و علیؑ اور اُن کی آل کی فضیلت پر دلالت کرتی ہیں۔ شاید تم غور وفکر کرو کہ وہ خدا جس میں اُن کی بہتری ہوتی ہے اور محمدؐ اور ان کی آل طاہرینؑ کو برگزیدہ نہیں کیا مگر اس لئے کہ وہ تمام صاحبان عقل سے افضل و برتر ہیں۔

حضرت ہارونؑ کی وفات:

منقول ہے کہ ایک روز موسیٰؑ ہارونؑ کو ہمراہ لے کر کوہ طور پر روانہ ہوئے۔ اثنائے راہ میں ایک مکان دیکھا جس کے دروازے پر ایک درخت تھا اس سے پہلے نہ کبھی اُس مکان کو دیکھا تھا نہ اُس درخت کو۔ اُس درخت کے اُوپر دو کپڑے رکھے ہوئے تھے اور مکان کے اندر ایک تخت تھا۔ موسیٰؑ نے ہارونؑ سے کہا کہ اپنے کپڑے اُتار دو اور ان دونوں کپڑوں کو پہن لو۔ مکان کے اندر جاؤ اور تخت پر لیٹو۔ ہارونؑ نے ایسا ہی کیا۔ جب وہ تخت پر لیٹے حق تعالیٰ نے اُن کی رُوح قبض کر لی اور تخت اور مکان ایک ساتھ آسمان کی جانب چلے گئے۔ موسیٰؑ نے ہارونؑ کے مرنے پر اپنا گریبان چاک کیا اور حق تعالیٰ سے سوال کیا کہ خداوندا میرا بھائی مر گیا تو اُس کو بخش دے۔ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ پر وحی کی کہ اے موسیٰؑ اگر گذرے ہوؤں اور آئیندہ کے لوگوں کی بخش کی خواہش کرو تو سب کو بخش دوں سوائے حسینؑ بن علیؑ کے قاتلوں کے، کہ یقیناً اُن کے قتل کرنے والوں سے انتقام لوں گا۔ بس موسیٰؑ بنی اسرائیل کے پاس واپس آئے اور اُن کو اطلاع دی کہ حق تعالیٰ نے ہارونؑ کی رُوح کو قبض کر لیا اور اُن کو آسمان پر اٹھا لیا۔ بنی اسرائیل نے کہا جھوٹ کہتے ہو تم نے اُن کو مار ڈالا اس لئے کہ ہم لوگ اُن کو دوست رکھتے تھے اور وہ ہم پر مہربان تھے۔ موسیٰؑ نے حق تعالیٰ سے اپنی نسبت بنی اسرائیل کے افترا کی شکایت کی تو حق تعالیٰ کے حکم سے فرشتوں نے ہارونؑ کو ایک تخت پر آسمان سے نیچے اُتارا اور زمین و آسمان کے درمیان قائم رکھا یہاں تک کہ بنی اسرائیل نے اُن کو دیکھا تو ہارونؑ تخت پر سے گویا ہوئے اور کہا کہ میں اپنی موت سے مرا ہوں موسیٰؑ نے نہیں مارا ہے۔ بنی اسرائیل سمجھ گئے کہ موسیٰؑ نے اُن کو قتل نہیں کیا۔

ترجمہ، غرض خدا نے موسیٰ کو ان لوگوں کی تدبیروں کی برائیوں سے محفوظ رکھا اور فرعون والوں کو برے عذاب نے آگھیرا ﴿۴۵﴾ یعنی) آتش (جہنم) کہ صبح و شام اس کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔ اور جس روز قیامت برپا ہو گی (حکم ہو گا کہ) فرعون والوں کو نہایت سخت عذاب میں داخل کرو ﴿۴۶﴾ سورۃ مومن

حضرت موسیٰؑ کی وفات:

منقول ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے مناجات کی کہ جو کچھ تو نے مقرر اور مقدر فرمایا ہے میں اُس پر راضی ہوں۔ کیا تو بزرگ کو مار ڈالتا ہے اور نادان بچّہ کو چھوڑ دیتا ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰؑ آیا تو راضی نہیں ہے کہ میں اُن کا روزی دینے والا اور اُن کی کفالت کرنے والا ہوں عرض کی خداوندا میں راضی ہوں بیشک تو سب سے بہتر وکیل اور سب سے بہتر کفیل ہے۔ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ سے کہا کہ اے پسر عمران موت کے خوف سے گھبراؤ مت، کیونکہ میں نے ہر نفس کے لئے موت کو مقرر کیا ہے اور تمہارے لئے راحت کا مقام مہیّا کیا ہے جس کو اگر تم دیکھ لو اور اُس جگہ پہنچ جاؤ تو تمہاری آنکھیں روشن ہو جائیں۔ جب موسیٰؑ کی عمر کی مدّت تمام ہوئی تو ملک الموت اُن کے پاس آئے اور کہا اے کلیم خدا السلام علیک موسیٰؑ نے کہا وعلیک السلام تو کون ہو کہا میں ملک الموت ہوں۔ پوچھا کس لئے آئے ہو کہا اس لئے کہ آپ کی رُوح قبض کروں۔ موسیٰؑ نے کہا کہاں سے قبض کروگے کہا آپ کے دہن سے کہا کیونکر میرے دہن سے قبض کروگے حالانکہ اسی دہن سے میں نے اپنے پروردگار سے گفتگو کی ہے کہا اچھا آپ کے ہاتھوں سے قبض کروں گا کہا کیونکر میرے ہاتھوں سے قبض کروگے حالانکہ ان ہی ہاتھوں سے میں نے توریت کو اٹھایا ہے کہا آپ کے پیروں سے موسیٰؑ نے کہا ان ہی پیروں سے میں کوہ طور پر گیا ہوں اور اپنے خدا سے مناجات کی ہے کہا پھر آپ کی آنکھوں سے قبض کروں گا کہا ان ہی آنکھوں سے ہمیشہ میں نے اُمیّد کے ساتھ اپنے پروردگار کی رحمت کی جانب نگاہ کی۔ کہا تو آپ کے کانوں سے، فرمایا کہ ان ہی کانوں سے میں نے اپنے پروردگار کا کلام سُنا ہے اس وقت خدا نے ملک الموت کو وحی کی کہ اُن کی رُوح قبض نہ کریں جب تک وہ خود نہ خواہش کریں۔ ملک الموت واپس گئے اور موسیٰؑ اُس کے بعد ایک مدت تک زندہ رہے پھر ایک روز یوشعؑ کو طلب کیا اور اُن سے وصیّت کی اور اُن کو اپنا

وصی قرار دیااور اُن کو حکم دیا کہ وصیّت کو یا موسیٰؑ کے (دُنیا سے) جانے کو پوشیدہ رکھیں اور یہ بھی حکم دیا کہ یوشعؑ اپنے عمر کی مدّت ختم ہونے کے وقت کسی دوسرے سے جس کو خدا فرمائے وصیت کریں۔ یہ فرما کر موسیٰؑ اپنی قوم سے غائب ہوگئے اپنے غیبت کے ایّام میں ایک روز موسیٰؑ طور پر گئے۔ جب آپ طور پر پہنچے ایک مرد کو دیکھا کہ ایک بیلچہ اور ایک زنبیل لئے ہوئے جارہا ہے۔ پوچھا کہا جاتے ہو، اس نے کہا کہ خدا کا ایک دوست رحلت کر گیا ہے اُس کے لئے قبر تیار کرنا ہے۔ موسیٰؑ نے کہا کیا میں بھی تمہاری مدد کروں اُس نے کہا ،ہاں۔ غرض دونوں نے قبر کھودی۔ جب فارغ ہوئے اُس مرد نے قبر میں اُترنا چاہا۔ موسیٰؑ نے پوچھا یہ کیا کرتے ہو، کہا کہ چاہتا ہوں کہ قبر کے اندر جا کر دیکھوں کہ اچھی کھودی گئی ہے موسیٰؑ نے کہا میں جاتا ہوں۔ چنانچہ آپ قبر میں اُترے اور لیٹے خدا نے پردہ اُن کی آنکھ کے سامنے سے ہٹادیا تو آپ نے بہشت میں اپنی جگہ دیکھی اور قبر کو پسند کیا اُس وقت کہا خداوندا مجھ کو اپنی طرف بُلالے۔ ملک الموت نے آکر وہیں آپ کی روح قبض کرلی تو اُس وقت مُنادی نے آسمان سے ندا کی کہ موسیٰؑ کلیم اللہ نے رحلت کی اور کون زندہ ہے جو نہ مرے گا۔ اُسی قبر میں اس مرد نے اُن کو دفن کردیا اور خاک ڈال کر قبر بند کردی تو پہاڑ برابر ہوگیا اور قبر ناپید ہوگئی۔ اسی سبب سے موسیٰؑ کی قبر معروف نہیں ہے اور بنی اسرائیل اُن حضرت کی قبر کا مقام نہیں جانتے۔ وہ مرد جو قبر کھود رہا تھا آدمی کی شکل میں ایک فرشتہ تھا۔ آپ کی وفات تیہ میں واقع ہوئی اور ہارونؑ بھی صحرائے تیہ میں رحمت خدا سے واصل ہوئے۔ موسیٰؑ کی عمر ایک سو چھبیس سال کی تھی اور ہارونؑ کی عمر ایک سو تیس سال تھی اور دُوسری صحیح حدیث میں فرمایا کہ اکیسویں شب ماہ رمضان مبارک کی وہ شب ہے جس میں پیغمبروں کے اوصیاء دُنیا سے گئے، اسی رات میں عیسیٰؑ اُٹھالئے گئے اور اسی رات کو موسیٰؑ نے دُنیا سے رحلت کی۔ ایک دفعہ رسولؐ خدا سے لوگوں نے پوچھا کہ موسیٰؑ کی قبر کہاں ہے فرمایا کہ بڑی راہ کے

نزدیک سرخ ٹیلے کے پاس۔ غرض موسیٰؑ کے بعد بنی اسرائیل کے مقتدا اور پیشوا یوشعؑ ہوئے۔ وہ اُن امور میں مشغول رہتے تھے اور سختیوں اور تکلیفوں پر صبر کرتے تھے جو اُن کے زمانے کے بادشاہوں سے پہنچتی تھیں۔ یہاں تک کہ تین بادشاہ اُن میں سے ہلاک ہُوئے۔ اُس کے بعد یوشعؑ کا معاملہ قوی ہوا اور وہ امر و نہی میں مستقل ہوئے۔ پھر موسیٰؑ کی قوم کے دو منافقوں نے صفراء وختر شعیبؑ کو جو موسیٰؑ کی بیوی تھی فریب دے کر اپنے ساتھ لیا اور ایک لاکھ آدمیوں کے ساتھ یوشعؑ پر خروج کیا۔ زوجۂ موسیٰؑ نے یوشعؑ بن نون پر زرافہ پر سوار ہو کر خروج کیا۔ یہ جانور شتر گاؤ اور چیتے سے مشابہ ہوتا ہے۔ اُس کو شتر گاؤ پلنگ کہتے ہیں۔ پہلے روز زن موسیٰؑ غالب تھی دوسرے روز یوشعؑ اُن پر غالب ہوئے اُن کی بہت سی جماعتیں قتل ہوئیں اور جو لوگ باقی بچ گئے تھے وہ بحکم خدا بھاگ گئے اور صفراء دختر شعیبؑ اسیر ہوئی۔ بعض لوگوں نے یوشعؑ سے کہا کہ اُس کو سزا دیں، یوشعؑ نے فرمایا چونکہ موسیٰؑ اُس کے پہلو میں سوئے تھے اس لئے میں نے موسیٰؑ کی حُرمت کی اُس کے حق میں رعایت کی ہے اور اُس کے انتقام کو خدا پر چھوڑتا ہوں پھر یوشعؑ نے اس سے فرمایا کہ میں دُنیا میں تجھ سے درگذر کرتا ہوں، تاکہ جب قیامت میں پیغمبر خدا موسیٰؑ سے ملاقات کروں تو تیری اور تیری قوم کی اُن سے شکایت کروں۔ اُس وقت جو کچھ تجھ سے میں نے تکلیف پائی ہے۔ صفراء نے کہا خدا کی قسم اگر بہشت کو میرے لئے مباح کر دیا جائے تاکہ میں اُس میں داخل ہوں تو یقیناً میں شرم کروں گی کہ اُس جگہ پیغمبر خدا جناب موسیٰؑ کو دیکھوں حالانکہ اُن کا پردہ میں نے چاک کیا اور اُس کے بعد اُن کے وصی پر میں نے خروج کیا۔ (مولف فرماتے ہیں کہ اگر غور کرو تو معلوم ہو گا کہ اس اُمّت کا حال اُمّتِ موسیٰؑ سے کس قدر مشابہ ہے جیسا کہ پیغمبرؐ نے اتفاق عامہ و خاصہ خبر دی ہے کہ جو کچھ بنی اسرائیل میں واقع ہوا اس اُمّت میں بھی واقع ہو گا گوشہائے نعل کی طرح اور پرہائے تیر کی طرح جو باہم موافق ہیں۔ جس طرح یوشعؑ تین

بادشاہوں سے بظاہر مغلوب ہوئے امیر المومنینؑ بھی بظاہر مغلوب رہے۔ پھر یوشعؑ کی طرح ان کو بھی خلافت ملی۔ پھر اُس اُمّت کی طرح اس اُمّت کے بھی دو شخصوں نے زوجہ پیغمبر کے ساتھ امیر المومنینؑ پر خروج کیا۔ پھر جس طرح یوشعؑ نے کامیابی پائی اور زوجہِ پیغمبر کو اسیر کر کے دُنیا میں انتقام نہیں لیا اور آخرت پر چھوڑ دیا اسطرح امیر المومنینؑ بھی اُن پر غالب ہوئے تو انتقام نہیں لیا اور روز جزا پر چھوڑ دیا)۔

حضرت یوشعؑ بن نون کا دور:

جب تیہ میں موسیٰؑ اور ہارونؑ رحمت الٰہی سے فائز ہوئے تو حضرت یوشعؑ بن نون نے بنی اسرائیل کو آمادہ کیا اور شام کی جانب عمالقہ کی جنگ کو گئے وہ شام کے جس شہر میں پہنچے تھے اُس کو فتح کرتے تھے یہاں تک کہ بلقا میں پہنچے وہاں ایک بادشادہ تھا جس کو بالق کہتے تھے۔ کئی بار اُس سے اور یوشعؑ سے جنگ ہوئی اور کوئی اُن میں سے مقتول نہیں ہوا۔ لوگوں نے اس کا سبب پوچھا۔ فرمایا کہ ان کے درمیان کوئی عُلم نہیں رکھتا اس سبب سے اُن میں کوئی قتل نہیں ہوتا۔ پھر اُن لوگوں سے صلح کر لی اور آگے بڑھے اور دوسرے شہر میں پہنچے۔ جب اُس شہر کے بادشاہ نے دیکھا کہ لڑائی میں یوشعؑ کے مقابلہ کی تاب نہیں رکھتا ہوں تو کسی کو بھیج کر بلعم بن باعور کو طلب کیا کہ وہ اسم اعظم کے ذریعہ سے دُعا کرے تا کہ وہ لوگ غالب ہو جائیں۔ خدا نے بلعم بن باعور کو اسم اعظم عطا فرمایا تھا وہ اُس کے ذریعہ سے جو دُعا کرتا مستجاب ہوتی۔ آخر اس کی رغبت فرعون کی جانب ہوئی۔ فرعون نے جب چاہا کہ موسیٰؑ اور اُن کی قوم کے تعاقب میں جائے تو بلعم سے استدعا کی کہ دُعا کرے تا کہ خدا موسیٰؑ اور اُن کے اصحاب کو روک دے اور فرعون اُن لوگوں تک پہنچ جائے۔ بلعم کی زبان مثل کتّے کی زبان کے اُس کے سینہ پر پہنچ جاتی تھی۔ الغرض اس بادشاہ نے بھی بلعم کو طلب کیا تو اس نے اپنے گدھے پر سوار ہو کر بادشاہ کے پاس جانے کا ارادہ کیا۔ گدھا سرور میں آیا اور وہ گر پڑا۔ اس نے ہر چند کوشش کی کہ گدھا چلے مگر گدھا رُک گیا۔ اس نے مارا لیکن وہ نہیں بڑھا اس وقت

خدانے اس کو گویا کیا تو اُس نے کہا وائے ہو تجھ پر مجھے کیوں مارتا ہے کیا تو چاہتا ہے کہ تیرے ساتھ رہوں تاکہ تو پیغمبر خدا اور مومنوں کے گردہ پر نفرین کرے اور کہا کیونکر مسرور نہ ہوں حالانکہ یہ جبرئیلؑ ایک ہتھیار ہاتھ میں لئے ہوئے ہیں اور تجھ کو ان کے مقابلہ پر جانے کو منع کرتے ہیں۔ اس بات کا اُس پر کوئی اثر نہ ہوا اور اُس نے اس قدر مارا کہ وہ حیوان مر گیا اور اسم اعظم اس سے جاتا رہا اور اُس کے دل سے محو ہو گیا۔ حق تعالیٰ نے قرآن میں اُس کے قصّہ میں اشارہ فرمایا ہے کہ (اے رسول) اپنی قوم سے اُس شخص کی خبر بیان کر دو جسے ہم نے اپنی نشانیاں عطا کی تھیں یعنی اپنی حجتیں اور دلیلیں یا اسم اعظم، تو وہ ان نشانیوں اور علوم سے باہر آیا اور اسم اعظم اس سے سلب ہو گیا تو وہ تابع شیطان ہو گیا پھر تو وہ گمراہ ہو گیا۔ اور اگر ہم چاہتے تو اُس کو اُن ہی آیات کے ذریعہ سے بلند کرتے لیکن اُس نے زمین کا رُخ کیا اور دُنیا پر راغب ہوا اور اُس نے اپنے نفس کی خواہش کی پیروی کی (اور) اُس کی مثال کتّے کی سی ہے کہ اگر اُس پر تو حملہ کرے تو وہ اپنی زبان نکال دیتا ہے اور اگر چھوڑ دے تب بھی اپنی زبان نکالے رہتا ہے۔ روایت ہے کہ حیوانات داخل بہشت نہ ہوں گے سوائے تین جانوروں کے بلعم کا گدھا، اصحاب کہف کا کتّا اور وہ بھیڑیا جس نے چوبدار کے لڑکے کو کھایا جب ایک ظالم بادشاہ نے چوبدار کو مومنوں کے ایک گروہ کے حاضر کرنے کے لئے بھیجا تاکہ اُن پر عذاب کرے۔ تو اُس چوندار کا ایک لڑکا تھا جس کو وہ بہت دوست رکھتا تھا۔ یہ بھیڑیا آیا اور اُس کے لڑکے کو کھا گیا جس سے وہ چوبدار اندوہناک ہوا اس سبب سے اُس بھیڑیئے کو خداوند عالم بہشت میں لے جائے گا کیونکہ اُس نے اُس چوبدار کو اندوہناک کر دیا۔ الغرض جب بلعم بادشاہ کے پاس پہنچا تو بادشاہ نے اُس سے خواہش کی کہ اسم اعظم پڑھے اور یوشعؑ کی قوم پر نفرین کرے۔ بلعم نے کہا خدا کا رسولؑ اُن کے ساتھ ہے اُن پر نفرین کا اثر نہ ہو گا لیکن میں تیرے لئے ایک دوسری تدبیر کرتا ہوں یعنی تو بہت سی خوبصورت عورتوں کو آراستہ کر کے خرید و فروخت کے بہانہ سے اُن کے لشکر میں بھیجدے۔ کہ مردوں میں پیش کریں تاکہ وہ لوگ زنا کریں۔ اس لئے کہ جس گروہ میں زنا زیادہ ہوتی ہے یقیناً خدا طاعون کو اُن کے لئے بھیجتا ہے۔ جب

اُس سے ایسا کیا تو یوشعؑ کی قوم نے بہت زنا کی۔ حق تعالیٰ نے یوشعؑ کو وحی فرمائی کہ اُن لوگوں نے ایسا فعل قبیح کیا اور میرے غضب کے مستحق ہوئے۔ اگر تم چاہو تو دشمن کو ان پر مسلط کروں اور اگر تم کو پسند ہو تو اُن کو قحط میں ہلاک کروں اور اگر تم چاہو تو ان کو سختی اور عُجلت کی موت سے ہلاک کروں۔ یوشعؑ نے عرض کی خداوندہ یہ فرزندان یعقوبؑ ہیں مجھ کو گوارا نہیں ہے کہ ان پر دشمن کو غلبہ ہو اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ قحط میں مریں۔ لیکن جلدی کی موت میں اگر تو چاہتا ہے تو ان کو معذب فرما۔ تو تین گھڑی میں اُن کے ستر ہزار اشخاص طاعون میں مر گئے۔ روایت کے مطابق اُس کے بعد جبکہ یوشعؑ نے اُن سے جنگ کی اور قریب تھا کہ اُن پر غالب ہو جائیں کہ آفتاب غروب ہو گیا۔ یوشعؑ نے دُعا کی تو حق تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے آفتاب کو واپس کیا یہاں تک کہ وہ لوگ غالب ہوئے تو آفتاب غروب ہوا بالکل اسی طرح پیغمبر آخرالزماںؐ کے وصی امیرالمومنینؑ کے لئے آفتاب واپس ہوا۔ روایتوں میں ایک اور واقعہ یوشعؑ کے زمانے کا بیان کیا گیا ہے کہ بنی اسرائیل کے زمانے میں چار مومن تھے جو آپس میں ایک دوسرے سے وابستہ تھے ایک روز اُن میں سے تین شخص کسی کام کے لئے کسی ایک مکان میں جمع ہوئے۔ پھر وہ چوتھا شخص بھی آیا اُس نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ ایک غلام باہر آیا، اُس نے پوچھا کہ تیرا مولا کہاں ہے غلام نے کہا گھر میں نہیں ہے۔ وہ مرد واپس چلا گیا۔ غلام اپنے آقا کے پاس آیا اُس نے پوچھا کون تھا جس نے دروازہ کھٹکھٹایا تھا۔ کہا فلاں شخص تھا میں نے اُس سے کہہ دیا کہ میرا مالک مکان میں نہیں ہے تو صاحب خانہ اور اُن تینوں میں سے کسی نے اس بارے میں کچھ نہ کہا۔ خاموش ہو گئے اور اُس مومن کے واپس چلے جانے کی پرواہ نہ کی اور پھر اپنی باتوں میں مشغول ہو گئے جب دوسرے روز صبح کو وہی مرد مومن اُسی مکان پر آیا دیکھا کہ وہ لوگ مکان سے نکلے اور اُن میں سے کسی کے کھیت پر جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اُس نے اُن پر سلام کیا اور کہا کیا میں بھی تمہارے ساتھ آؤں۔ اُن لوگوں نے کہا ہاں آؤ اور روز گذشتہ کے اُس کے آنے اور واپس چلے جانے پر اُس سے معذرت نہیں کی وہ مرد اُن میں مفلس و پریشان تھا۔ اثنائے راہ میں ایک ابر ظاہر ہوا اور اُن کے سروں پر گھِر گیا۔ اُن

لوگوں نے سمجھا کہ بارش ہوگی اس لئے دوڑنا شروع کیا۔ ناگاہ ابر سے ایک منادی نے ندا دی کہ اے آگ ان کو جلادے اور میں جبرئیل ہوں خدا کا رسول۔ دفعتہً ایک آگ ابر سے جدا ہوئی اور اُن تینوں اشخاص پر گری، وہ مرد اُس بلا سے خائف اور متعجب ہوا جو اُن تینوں پر نازل ہوئی اور اس کا سبب نہ سمجھ سکا۔ وہ شخص شہر میں واپس آیا اور حضرت یوشعؑ بن نون کی خدمت میں پہنچا اور آنحضرتؑ سے کل کیفیت بیان کی۔ یوشعؑ نے کہا خدا نے تیرے سبب سے اُن پر غضب نازل کیا۔ اُس کے بعد کہ اُن سے راضی تھا۔ پھر یوشعؑ سے اُس سے روز گذشتہ کے قصّہ کو بیان کیا اُس وقت اُس مرد نے کہا کہ میں نے اُن پر اُن کا یہ فعل حلال کیا اور معاف کیا۔ یوشعؑ نے کہا اگر عذاب نازل ہونے سے پہلے ایسا ہوتا تو اُن کو تیرا یہ حلال کرنا اور معاف کرنا فائدہ دیتا۔ اب تو دُنیا کے لئے اُس سے کچھ فائدہ نہیں ہو سکتا۔ شاید آخرت میں اُن کو کچھ نفع بخشے۔

منقول ہے کہ جس شب امیر المومنینؑ شہید ہوئے جس پتھر کو زمین سے اُٹھاتے تھے طلوع صبح تک اُس کے نیچے سے تازہ خون جوش مارتا تھا اور اسی طرح وہ رات تھی جس میں یوشعؑ بن نون شہید ہوئے۔ جب امیر المومنینؑ شہید ہوئے اُسی روز امام حسنؑ منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ ایّہاالناس اسی رات کی طرح وہ رات تھی جس میں حضرت عیسیٰؑ بن مریمؑ آسمان پر گئے۔ اسی رات کی طرح وہ رات تھی جس میں یوشعؑ بن نون کشتہ ہوئے یعنی اکیسویں ماہ رمضان۔ روایت کے مطابق یوشعؑ کی عمر ایک سو تیئیس سال کی ہوئی اور آپ نے کالبؑ بن یوقنا کو اپنے بعد اپنا وصی و خلیفہ بنایا۔ جیسے موسیٰؑ نے یوشعؑ سے وصیت کی اور اُن کو اپنا وصی قرار دیا اور یوشعؑ بن نون نے فرزند ہارونؑ کو اپنا وصی اور خلیفہ قرار دیا اور اپنے اور موسیٰؑ کے فرزندوں کو خلیفہ نہیں بنایا اس لئے کہ خلیفہ یا امام کا تعین خدا کی جانب سے ہوتا ہے کسی کو اس میں کوئی اختیار نہیں ہے۔ ایک دفعہ حضرت رسولؐ خدا کے اصحاب میں سے ایک شخص نے ایک نامہ پایا جس کو آنحضرتؐ کی خدمت میں لایا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ندا کریں کہ تمام اصحاب حاضر ہوں۔ پھر آنحضرتؐ منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ یوشعؑ بن نون

وصئ موسیٰؑ نے یہ نامہ لکھا ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، یقیناً تمہارا پروردگار تمہارا دوست اور تم پر مہربان ہے۔ یقیناً خدا کے تمام بندوں میں سب سے زیادہ بہتر گمنام پرہیزگار ہے اور بدترین خلق خدا وہ ہے جو ریاست باطل کے ساتھ لوگوں میں انگشت نما ہو۔

ترجمہ، بھلا تم نے بنی اسرائیل کی ایک جماعت کو نہیں دیکھا جس نے موسیٰ کے بعد اپنے پیغمبر سے کہا کہ آپ ہمارے لئے ایک بادشاہ مقرر کردیں تاکہ ہم خدا کی راہ میں جہاد کریں۔ پیغمبر نے کہا کہ اگر تم کو جہاد کا حکم دیا جائے تو عجب نہیں کہ لڑنے سے پہلو تہی کرو۔ وہ کہنے لگے کہ ہم راہ خدا میں کیوں نہ لڑیں گے جب کہ ہم وطن سے (خارج) اور بال بچوں سے جدا کردیئے گئے۔ لیکن جب ان کو جہاد کا حکم دیا گیا تو چند اشخاص کے سوا سب پھر گئے۔ اور خدا ظالموں سے خوب واقف ہے

۲٤٦ سورة البقرة

حضرت موسیٰ و خضر علیہ السّلام کے حالات

بسند معتبر منقول ہے کہ خضرؑ پیغمبر مرسل تھے خدا نے ان کو ایک قوم کی جانب مبعوث کیا تھا وہ اُس قوم کو خدا کی یگانہ پرستی کی جانب بُلاتے تھے اور پیغمبروں اور کتاب ہائے خدا کی جانب دعوت دیتے تھے۔ اُن کا معجزہ یہ تھا کہ دُنیا کی کسی خشک زمین پر جب بیٹھ جاتے تھے تو وہ سبز و شاداب ہو جاتی تھی جس خشک لکڑی پر بیٹھتے یا تکیہ کرتے وہ بھی سبز ہو جاتی اُس میں پتیاں نکل آتیں اور شگوفہ پیدا ہو جاتا تھا اور اسی سبب سے اُن کو خضرؑ کہتے ہیں۔ اُن حضرت کا نام تالیا تھا اور وہ ملکان بن غابر بن ارفخشد بن سام بن نوح کے فرزند تھے دوسری روایت کے مطابق کہ آنحضرت کا نام خضرویہ تھا اور قابیل بن آدمؑ کے فرزند تھے اور ان کی عمر تمام فرزند آدمؑ سے زیادہ ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ پسر نوح ہے جو پہلے بیان کیا گیا ہے۔ بعض نے اُن کا نام خضرون کہا اور بعض نے خلیعا کہا ہے۔ حق تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے کہ اُس وقت کو یاد کرو جبکہ موسیٰؑ نے اپنے ایک جوان یعنی اپنے ہمیشہ کے مددگار مصاحب سے کہا کہ میں اپنا سفر ترک نہ کروں گا جب تک کہ دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ تک نہ پہنچ جاؤں اور چلنے سے باز نہ آؤں گا، یا بہت مدّت تک چلتا رہوں گا جس کو بعض نے اسی (۸۰) اور بعض نے ستر (۷۰) سال بیان کیا ہے۔ واضح ہو کہ اس آیت میں موسیٰؑ سے مراد موسیٰؑ بن عمران اور اُن کے مصاحب یوشعؑ بن نون ہیں جو آنحضرت کے وصی تھے۔ اس معنی پر خاصّہ اور عامہ کی حدیثیں متفق ہیں اور ایک ضعیف قول اہل کتاب کا بھی نقل کیا گیا ہے۔ وُہ یہ کہ جس موسیٰؑ کا ذکر ہے وہ یشا بن یوسف کے فرزند ہیں وہ موسیٰؑ بن عمران سے پہلے گذرے ہیں۔ اور مشہور یہ ہے کہ وہ دو دریا دریائے فارس اور دریائے روم ہیں۔ اور بعض نے کہا ہے کہ دو دریائے علم سے مراد ہے کہ ظاہری دریائے علم موسیٰؑ اور باطنی دریائے علم خضرؑ تھے۔

حضرت موسیٰؑ کا حضرت خضرؑ سے ملاقات کا ارادہ:

روایت کی ہے جب خدا جب موسیٰؑ سے ہمکلام ہوا اور الواح میں ہر چیز کا موعظہ اور ہر حکم کی تفصیل اُن کے لئے تحریر کر دی اور ید بیضا، عصا، ٹڈی، کھٹمل، جون، خون کے طوفان اور دریا پھاڑنے کا معجزہ اُن کو عطا فرمایا اور اُن کے لئے فرعون اور اُس کی قوم کو غرق کیا تو موسیٰؑ بنی اسرائیل کی جانب واپس ہوئے اور خبر دی کہ خدا نے اُن پر توریت نازل کی ہے اور اُن سے کلام کیا ہے اُس وقت اُن کے دل میں گذرا کہ خدا نے مجھ سے داناتر کسی کو خلق نہیں فرمایا اور ایک قسم کی خودستائی جو بشریت کا لازمہ ہے پیدا ہوئی آپ نے اپنے دل میں سمجھا کہ مجھ کو گمان نہیں ہے کہ خدا نے مجھ سے زیادہ جاننے والا کسی کو پیدا کیا ہو گا تو حق تعالیٰ نے جبرئیلؑ کو موسیٰؑ کے بارے میں خبر کی کہ نزدیک ہے کہ موسیٰؑ کا یہ غرور اُس کو ہلاک کر دے لہٰذا اُس سے کہو کہ ایک پتھر کے قریب دو دریاؤں کے اجتماع کی جگہ پر ایک شخص تم سے زیادہ صاحب علم ہے اُس سے جا کر مُلاقات کرو اور کچھ علم حاصل کرو۔ جبرئیلؑ نازل ہوئے اور وحی الٰہی کی موسیٰؑ تک پہنچایا۔ موسیٰؑ اپنے دل میں شرمندہ ہوئے، سمجھے کہ غلطی ہوئی اور خائف ہوئے اور اپنے وصی یوشعؑ سے کہا کہ خدا نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ ایک شخص کے پاس جاؤں جو دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ پر رہتا ہے اور علم سیکھوں۔ روایت کے مطابق خدا نے موسیٰؑ کے لئے ایک زنبیل بھیجی جس میں نمک ملی ہوئی مچھلی تھی اور اُن کو وحی کی کہ مچھلی تم کو اُس چشمہ کے قریب خضرؑ کو بتائے گی جس کا پانی اگر مردہ پر پہنچ جاتا ہے تو وہ زندہ ہو جاتا ہے اور اُس کو چشمۂ زندگانی کہتے ہیں۔ بعض روایتوں میں مذکور ہے کہ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ کو وحی کی کہ جس جگہ مچھلی غائب ہو جائے سمجھنا کہ خضرؑ وہیں ملیں گے۔ موسیٰؑ نے یوشعؑ سے فرمایا کہ جب مچھلی غائب ہو جائے مجھے مطلع کرنا۔ لہٰذا یوشعؑ نے مچھلی ساتھ میں رکھ لی اور

ترجمہ، اور جب موسیٰ نے اپنے شاگرد سے کہا کہ جب تک دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ نہ پہنچ جاؤں ہٹنے کا نہیں خواہ برسوں چلتا رہوں ﴿۶۰﴾ سورۃ الکھف

دونوں صاحبان روانہ ہوئے۔ جب اُس چشمہ کے مقام پر پہنچے تو یوشعؑ نے مچھلی کو پتھر پر رکھ کر پانی سے دھونا شروع کیا تو مچھلی زندہ ہوگئی کیونکہ وہ آب حیات تھا اور ان کے ہاتھ میں حرکت کرنے لگی اور قدر تڑپی کہ اُن کا ہاتھ زخمی کرکے نکل گئی اور دریا میں داخل ہوگئی۔ یوشعؑ نے یہ حال موسیٰؑ کو قصداً نہیں بتایا یا پھر وہ بُھول گئے۔ پھر وہاں سے روانہ ہوئے اور جب تھک کر ایک جگہ بیٹھے تو موسیٰؑ نے یوشعؑ سے کہا کہ لاؤ ناشتہ کریں۔ اس سفر سے بہت پریشان ہوگئے ہیں۔ اُس وقت یوشعؑ نے موسیٰؑ سے مچھلی کا قصّہ بیان کیا کہ کیا آپ نے دیکھا جس وقت ہم لوگ اُس پتھر کے پاس مقیم ہوئے کیا ہوا۔ میں تو مچھلی کا قصّہ آپ سے کہنا بُھول گیا یا میں نے ترک کردیا اور نہیں کہا اور فراموشی یا اُس کے ترک کا باعث شیطان کے سوا کوئی نہیں ہوا۔ وہ مچھلی زندہ ہوکر عجیب طرح دریا میں چلی گئی۔ موسیٰؑ نے کہا کہ جس شخص کی تلاش میں ہم لوگ تھے وہ وہیں تھا۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ موسیٰؑ سوگئے تھے اور اُن حضرت کے اعجاز سے مچھلی زندہ ہوکر پانی میں چلی گئی بعض نے بیان کیا ہے کہ یوشعؑ نے وضو کیا اور اُن کے وضو کا پانی مچھلی تک پہنچا اور وہ زندہ ہوگئی اور کود کر پانی میں چلی گئی، جب وہ لوگ مجمع البحرین سے گذر گئے۔ الغرض وہ واپس ہوئے اور اسی راہ سے اپنے قدم کا نشان دیکھتے ہوئے جس راہ سے آئے تھے۔ جب اس مقام پر پہنچے تو دیکھا کہ خضرؑ نماز میں مشغول ہیں۔ وُہ بیٹھ گئے، جب خضرؑ نماز سے فارغ ہوئے تو اُن پر سلام کیا۔ خضرؑ نے جواب دیا

ترجمہ، جب ان کے ملنے کے مقام پر پہنچے تو اپنی مچھلی بھول گئے تو اس نے دریا میں سرنگ کی طرح اپنا رستہ بنالیا ﴿٦١﴾ جب آگے چلے تو (موسیٰ نے) اپنے شاگرد سے کہا کہ ہمارے لئے کھانا لاؤ۔ اس سفر سے ہم کو بہت تکان ہوگئی ہے ﴿٦٢﴾ (اس نے) کہا کہ بھلا آپ نے دیکھا کہ جب ہم نے پتھر کے ساتھ آرام کیا تھا تو میں مچھلی (وہیں) بھول گیا۔ اور مجھے (آپ سے) اس کا ذکر کرنا شیطان نے بھلا دیا۔ اور اس نے عجب طرح سے دریا میں اپنا رستہ لیا ﴿٦٣﴾ (موسیٰ نے) کہا یہی تو (وہ مقام) ہے جسے ہم تلاش کرتے تھے تو وہ اپنے پاؤں کے نشان دیکھتے دیکھتے لوٹ گئے ﴿٦٤﴾ (وہاں) انہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ دیکھا جس کو ہم نے اپنے ہاں سے رحمت (یعنی نبوت یا نعمت ولایت) دی تھی اور اپنے پاس سے علم بخشا تھا ﴿٦٥﴾

سورۃ الکھف

اور سلام سے متعجّب ہوئے اس لئے کہ وہ اُس سر زمین میں تھے جہاں سلام کا رواج نہ تھا۔ جیسا کہ قرآن میں آیا کہ وہاں اُن لوگوں نے میرے ایک بندہ کو پایا جس کو ہم نے اپنی بارگاہ سے رحمت عطا کی تھی یعنی اُس کو اپنی جانب سے وحی اور پیغمبری اور چند علوم کی تعلیم دی تھی۔ خضرؑ نے پوچھا تم کون ہو؟ موسیٰؑ نے کہا میں موسیٰؑ ہوں۔ کہا پسر عمران جس سے خدا ہمکلام ہُوا، کہا ہاں۔ پھر پُوچھا کس کام سے آئے ہو، کہا اس لئے آپ کے علم میں سے کچھ میں بھی سیکھوں۔ کیا آپ کی اجازت ہے کہ میں آپ کے ساتھ اس شرط سے رہوں کہ آپ مجھے اُس علم سے جس کو خدا نے آپ کو تعلیم کیا ہے کچھ سکھا دیں جو میری صلاح و بہتری کا سبب ہو۔ خضرؑ نے کہا یقیناً آپ میں اس کی طاقت و قوت نہیں ہے کہ آپ میرے ساتھ رہ کر اُن امور پر صبر کر سکیں جو مجھ سے مشاہدہ کریں۔ اور آپ کیونکر اُس امر پر صبر کر سکتے ہیں جو بظاہر بُرا ہو اور باطن میں آپ کا علم اُس کی حقیقت تک نہیں پہنچا ہے۔ موسیٰؑ نے کہا انشاءاللہ آپ مجھ کو صبر کرنے والا پائیں گے اور میں آپ کی کسی امر میں نافرمانی نہیں کروں گا۔ موسیٰؑ کے زیادہ اصرار سے اس نے عہد لیا کہ جو کچھ آپ میرے کاموں سے مشاہدہ کریں نہ اُس پر اعتراض کریں اور نہ اُس سے مجھ کو روکیں جب تک کہ میں اس کا سبب نہ بیان کر دوں۔ موسیٰؑ نے منظور کر لیا۔ غرض موسیٰؑ، یوشعؑ اور وہ عالم تینوں بزرگوار ہمراہ چلے اور دریا کے کنارے پہنچے اُس جگہ ایک کشتی تھی جس کو آدمیوں اور بوجھ سے بھر لیا تھا۔ اور چاہتے تھے کہ روانہ ہوں لیکن ان اشخاص کو دیکھا تو کشتی کے مالکوں نے کہا کہ ان تین آدمیوں کو بھی کشتی میں داخل کر لیں کہ یہ لوگ نیک ہیں۔ غرض وہ لوگ بھی سوار ہوگئے اور کشتی روانہ

ترجمہ، موسیٰ نے ان سے (جن کا نام خضر تھا) کہا کہ جو علم (خدا کی طرف سے) آپ کو سکھایا گیا ہے اگر آپ اس میں سے مجھے کچھ بھلائی (کی باتیں) سکھائیں تو میں آپ کے ساتھ رہوں ﴿۶۶﴾ (خضر نے) کہا کہ تم میرے ساتھ رہ کر صبر نہیں کر سکو گے ﴿۶۷﴾ اور جس بات کی تمہیں خبر ہی نہیں اس پر صبر کر بھی کیوں کر سکتے ہو ﴿۶۸﴾ (موسیٰ نے) کہا خدا نے چاہا تو آپ مجھے صابر پایئے گا۔ اور میں آپ کے ارشاد کے خلاف نہیں کروں گا ﴿۶۹﴾ (خضر نے) کہا کہ اگر تم میرے ساتھ رہنا چاہو تو (شرط یہ ہے) مجھ سے کوئی بات نہ پوچھنا جب تک میں خود اس کا ذکر تم سے نہ کروں ﴿۷۰﴾ الکھف

ہوئی جب بیچ دریا میں پہنچی خضرؑ اُٹھ کر کشتی کے کنارے گئے۔ اُس میں سوراخ کرکے کیچڑ اور
پُرانے کپڑوں سے اُس کو بھر دیا۔ موسیٰؑ نے جب خضرؑ کا یہ فعل دیکھا تو غصّہ آگیا اور کہا اس
کشتی میں سوارخ کردیا تاکہ کشتی والوں کو غرق کردو۔ عجیب فعل تم نے کیا۔ خضرؑ نے کہا کیا
میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میرے ساتھ رہ کر تم صبر نہیں کرسکتے اور نہ میرے کاموں کو
دیکھنے کی تاب رکھتے ہو۔ موسیٰؑ نے کہا جو کچھ میں بھول گیا اُس بارہ میں مجھ سے مواخذہ نہ کیجئے یا
پہلی بار مجھ سے جو پیمان شکنی ہوگئی اُسے معاف کیجئے اور اُسے گرفت نہ کیجئے، میرے معاملہ کو
مجھ پر دشوار نہ کیجئے۔ پھر جب کشتی سے اُترے خضرؑ کی نگاہ ایک لڑکے پر پڑی جو دوسرے
لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا اور نہایت حسین و جمیل تھا، گویہ چاند کا ایک ٹکڑا تھا اس کے
مانوں میں مردار یا کے دو گوشوارے تھے۔ خضرؑ نے تھوڑی دیر تک اُس کو دیکھا پھر اُس کو
پکڑ کر مار ڈالا۔ یہ دیکھ کر موسیٰؑ جھپٹے اور خضرؑ کو اُٹھا کر زمین پر پٹک دیا اور کہا، کیا بے گناہ ایک
پاکیزہ بچے کو تم نے مار ڈالا حالانکہ اُس نے کسی کا خون نہیں کیا تھا۔ بیشک تم نے یہ بہت بُرا کام
کیا۔ خضرؑ نے کہا کیا میں نہیں کہہ چکا ہوں کہ تم کو میرے ساتھ رہ کر صبر کی طاقت نہیں
ہوسکتی۔ موسیٰؑ نے کہا اگر اب اس کے بعد آپ سے کسی چیز کا سوال کروں تو آپ مجھے اپنے
ساتھ نہ رکھئے گا یقیناً میری جانب سے آپ عذر کی حد کو پہنچ گئے یعنی اگر تین مرتبہ کے بعد

ترجمہ، تو دونوں چل پڑے۔ ہاں تک کہ جب کشتی میں سوار ہوئے تو (خضر نے) کشتی کو پھاڑ ڈالا۔
(موسیٰ نے) کہا کیا آپ نے اس لئے پھاڑا ہے کہ سواروں کو غرق کردیں یہ تو آپ نے بڑی (عجیب)
بات کی ﴿۷۱﴾ (خضر نے) کہا۔ کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہ کرسکو گے ﴿۷۲﴾
(موسیٰ نے) کہا کہ جو بھول مجھ سے ہوئی اس پر مواخذہ نہ کیجیئے اور میرے معاملے میں مجھ پر مشکل
نہ ڈالئے ﴿۷۳﴾ پھر دونوں چلے۔ یہاں تک کہ (رستے میں) ایک لڑکا ملا تو (خضر نے) اُسے مار ڈالا۔
(موسیٰ نے) کہا کہ آپ نے ایک بے گناہ شخص کو ناحق بغیر قصاص کے مار ڈالا۔ (یہ تو) آپ نے بری
بات کی ﴿۷۴﴾ (خضر نے) کہا کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ تم سے میرے ساتھ صبر نہیں کرسکو
گے ﴿۷۵﴾ انہوں نے کہا کہ اگر میں اس کے بعد (پھر) کوئی بات پوچھوں (یعنی اعتراض کروں) تو
مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیئے گا کہ آپ میری طرف سے عذر (کے قبول کرنے میں غایت) کو پہنچ گئے
﴿۷۶﴾

مخالفت کروں تو آپ مجھے علیحدہ کر دیجئے گا۔اور آپ معذور ہوں گے۔ غرض پھر روانہ ہوئے اور شام کے قریب ایک قریہ میں پہنچے جس کا نام قریہ انطاکیہ تھا یاابلہٗ بصرہ یاباجرواں ارمینیہ یاناصرہ کہتے تھے اسی قریہ سے نصاری منسوب ہیں۔وہاں کے رہنے والوں نے کبھی کسی کی ضیاقت نہیں کی تھی اور نہ کبھی کسی غریب کو کھانا کھلایا تھا۔اُن لوگوں نے اُن سے کھانا طلب کیا لیکن وہ لوگ نہ اپنے گھر سے باہر آئے اور نہ کھانا دیا۔ خضرؑ کو اس قریہ میں ایک دیوار نظر آئی جو بوسیدہ ہو چکی تھی اور گرا چاہتی تھی۔ خضرؑ اس دیوار کو درست کرنے لگے یا ایک کھمبا اُس سے لگا دیا یا ہاتھ اُس دیوار پر پھیرا اور وہ باعجاز درست ہو گئی۔ موسیٰؑ نے کہا کاش اگر دیوار بنانے کی اُجرت اہل قریہ سے چاہتے تو لے سکتے تھے جس کے درست کرنے میں ہم کو شام ہو گئی یا یہ کہ اشارۃً کہا کہ بیکار کام کیا جس کی کوئی اُجرت نہیں، جبکہ وہ لوگ ہم کو کھانا نہ کھلاتے اور اپنے مکانوں میں ہم کو ٹھہرنے کی جگہ نہ دیتے۔ خضرؑ نے کہا اب میرے اور تمہارے فراق کا وقت ہے جو کچھ تم نے دیکھا اور اُن پر صبر نہ کر سکتے اُن کی تاویل سے میں اب تم کو آگاہ کرتا ہوں۔ سُنو! کشتی میں سُوراخ کرنے کا یہ سبب تھا کہ وُہ کشتی چند مسکینوں و محتاج لوگوں کی تھی جو دریا میں کام کرتے ہیں۔ میں نے چاہا کہ اُس میں عیب پیدا کر دوں کیونکہ اُن کے سامنے یا پیچھے ایک بادشاہ تھا جو درست کشتی کو غصب کر لیتا تھا۔ میں نے اس لئے اُس میں عیب پیدا کر دیا تاکہ وہ غصب نہ کرے لہٰذا یہ کام میں نے اُن کی بھلائی کے لئے

ترجمہ، پھر دونوں چلے۔ یہاں تک کہ ایک گاؤں والوں کے پاس پہنچے اور ان سے کھانا طلب کیا۔ انہوں نے ان کی ضیافت کرنے سے انکار کر دیا۔ پھر انہوں نے وہاں ایک دیوار دیکھی جو (جھک کر) گرا چاہتی تھی۔ خضر نے اس کو سیدھا کر دیا۔ موسیٰ نے کہا اگر آپ چاہتے تو ان سے (اس کا) معاوضہ لیتے (تاکہ کھانے کا کام چلتا) ﴿۷۷﴾ خضر نے کہا اب مجھ میں اور تجھ میں علیحدگی۔ (مگر) جن باتوں پر تم صبر نہ کر سکے میں ان کا تمہیں بھید بتائے دیتا ہوں ﴿۷۸﴾ (کہ وہ جو) کشتی (تھی) غریب لوگوں کی تھی جو دریا میں محنت (کر کے یعنی کشتیاں چلا کر گذارہ) کرتے تھے۔ اور ان کے سامنے (کی طرف) ایک بادشاہ تھا جو ہر ایک کشتی کو زبردستی چھین لیتا تھا تو میں نے چاہا کہ اسے عیب دار کر دوں (تاکہ وہ اسے غصب نہ کر سکے) ﴿۷۹﴾ سورۃ الکھف

کیا۔ روایت کے مطابق خضرؑ نے کہا کہ میں نے چاہا کہ اُس کو معیوب کردوں تاکہ خدا کی جانب معیوب کرنے کی نسبت نہ ہو بلکہ خدا اُس کی اصلاح چاہتا تھا معیوب کرنا نہیں۔ اس لڑکے کو جو میں نے مار ڈالا تو اُس کے ماں باپ مومن تھے۔ مجھ کو خوف تھا کہ وہ لڑکا اُن کو کفر و سرکشی سے اذیت پہنچائے گا یا خود ان کو سرکش و کافر بنا دے گا تو خدا نے مجھ کو حکم دیا کہ اُس کو مار ڈالوں اور خدا نے چاہا کہ اس کے ماں باپ کو اپنی بخشش کے محل تک پہنچائے اور اُن کی عاقبت نیک کر دے۔ اور چاہا کہ اُس فرزند کے عوض اُن کا پروردگار اس سے بہت زیادہ نیک فرزند عطا فرمائے جو بُری باتوں اور گناہوں سے پاک ہو اور ماں باپ پر مہربانی اور رحم کے سبب سے اُن کو زیادہ محبوب ہو۔ (ایک روایت کے مطابق، پھر خدا نے اس پسر کے عوض ان کو ایک دختر عطا فرمائی جس سے ایک پیغمبر پیدا ہوا، اور دوسری معتبر روایتوں کی بنا پر اس کی نسل سے بنی اسرائیل کے پیغمبروں میں سے ستر پیغمبر پیدا ہوئے)۔ پھر خضرؑ نے دیوار درست کرنے کا سبب بیان کیا کہ اس شہر میں دو یتیم ہیں اور دیوار کے نیچے اُن کے لئے خزانہ مدفون ہے۔ روایت کے مطابق یہ خزانہ طلاء و نقرہ کا نہ تھا بلکہ علم کا خزانہ تھا۔ سونے کی ایک تختی تھی جس پر جس پر کلمہ "لاالٰہ الاّ اللہ محمّدٌ رسُولُ اللہ" اور یہ کلمات لکھے ہوئے تھے کہ تعجّب ہے اس شخص پر جو موت کا یقین رکھتا ہے تو کیونکر خوش ہوتا ہے اور حیرت ہے اُس پر جو قیامت پر یقین رکھتا ہے تو کیونکہ ظلم کرتا ہے۔ تعجّب ہے اُس شخص پر جو قضا و قدر پر ایمان رکھتا ہے کیونکر ڈرتا ہے۔ دوسری روایت کی بناء پر کیونکر بلاؤں پر اندوہناک ہوتا ہے اور تعجّب

ترجمہ، اور وہ جو لڑکا تھا اس کے ماں باپ دنوں مومن تھے ہمیں اندیشہ ہوا کہ (وہ بڑا ہو کر بد کردار ہوتا کہیں) ان کو سرکشی اور کفر میں نہ پھنسا دے ﴿۸۰﴾ تو ہم نے چاہا کہ ان کا پروردگار اس کی جگہ ان کو اور (بچّہ) عطا فرمائے جو پاک طینتی میں اور محبت میں اس سے بہتر ہو ﴿۸۱﴾ اور وہ جو دیوار تھی سو وہ دو یتیم لڑکوں کی تھی (جو) شہر میں (رہتے تھے) اور اس کے نیچے ان کا خزانہ (مدفون) تھا اور ان کا باپ ایک نیک بخت آدمی تھا۔ تو تمہارے پروردگار نے چاہا کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچ جائیں اور (پھر) اپنا خزانہ نکالیں۔ یہ تمہارے پروردگار کی مہربانی ہے۔ اور یہ کام میں نے اپنی طرف سے نہیں کئے۔ یہ ان باتوں کا راز ہے جن پر تم صبر نہ کر سکے ﴿۸۲﴾

سورۃ الکھف

ہے اُس شخص پر جو جہنم کو یاد کرتا ہے اور ہنستا ہے اور تعجّب ہے اُس شخص پر جو دُنیا کو دیکھتا ہے اور اُس کے ایک حال سے دوسرے حال میں بدلنے کو مشاہدہ کرتا ہے کیونکر اُس میں دل لگاتا ہے۔ دُوسری روایت کی بناء پر تعجّب ہے مجھ کو اس پر جو آخرت کے حساب پر یقین رکھتا ہے کیونکر گناہ کرتا ہے اُس شخص کو سزاوار ہے جس کو عقل ربّانی دی گئی ہو یہ کہ خدا کی جانب سے سمجھے جو کچھ اُس نے اُس کے لئے مقدر کیا ہے یعنی تصدیق کرے کہ یقیناً اُس کے لئے بہتر ہے اور خدا پر اعتراض نہ کرے کہ کیوں اُس کی روزی دیر میں اُس کو ملی۔ پھر فرمایا کہ ان یتیموں کا باپ صالح اور نیک شخص ہے تو تمہارے پروردگار نے چاہا کہ وہ دونوں لڑکے بالغ ہوں اور اُن کی عقل کامل ہو جائے تو اس دیوار کے نیچے سے اپنے خزانہ کو نکال لیں۔ ان دونوں لڑکوں اور ان کے صالح باپ کے درمیان ستر (۷۰) پشت کا فاصلہ تھا خدا نے اس باپ کے صالح ہونے کی وجہ سے ان دونوں لڑکوں کی حرمت کی محافظت کی۔ یہ تمہارے پروردگار کی اُن بچوں پر رحمت ہے اور میں نے یہ سب اپنی رائے سے نہیں بلکہ اپنے پروردگار کے حکم سے کیا۔ یہاں پر خضرؑ نے اپنے ارادہ کو علیٰحدہ کر دیا اور خدا کے ارادہ سے نسبت دی اس لئے کہ یہ آخری قصّہ تھا اور پھر اُس کا معلوم ہونا موسیٰؑ کے لئے ختم ہو چکا تھا اور کوئی چیز باقی نہیں رہ گئی تھی کہ اُس کے بارے میں وہ کچھ کہتے اور اس لئے کہ موسیٰؑ غور سے سُنیں اور خضرؑ نے چاہا کہ جو کچھ پہلے اور درمیانی قصّہ میں بشریت کے سبب سے یا موسیٰؑ کی تبنیہہ کی غرض سے اپنی جانب نسبت دی تھی اُس کا تدارک کریں لہٰذا اپنی عبودیت کو اپنے ارادہ سے علیٰحدہ کیا مثل بندۂ مخلص کے اور مقام معذرت میں آئے اپنے ارادہ کے دعوے سے جو اُن معاملات میں کر چکے تھے اور کہا کہ یہ تمہارے پروردگار کی جانب سے رحمت تھی اور میں نے خود کچھ نہیں کیا بلکہ جو کچھ کیا اپنے پروردگار کے حکم سے کیا اور یہ تھی اُن افعال کی تاویل جن کے دیکھنے سے تم صبر نہیں کر سکے۔

علی بن ابراہیم نے بسند صحیح روایت کی ہے کہ یونس اور ہشام بن ابراہیم نے اس بارے میں نزاع کی کہ وہ عالم جس کے پاس موسیٰؑ گئے تھے زیادہ جاننے والا تھا یا موسیٰؑ۔ اور کیا

یہ جائز ہے کہ موسیٰؑ پر کوئی حجت اور امام ہو حالانکہ مخلوق پر وہ خود حجت خدا تھے۔ آخر کار اس بارے میں حضرت امام رضاؑ کی خدمت میں عریضہ لکھا اور یہ مسئلہ سے دریافت کیا۔ حضرت نے جواب میں لکھا کہ جب موسیٰؑ اس عالم کی تلاش میں گئے اور اس کو دریا کے ایک جزیرہ میں پایا جو کبھی بیٹھتا تھا اور کبھی لیٹتا اور کبھی تکیہ کرتا تھا۔ موسیٰؑ نے اس کو سلام کیا اس نے سلام کو ایک عجیب فعل سمجھا اس وجہ سے کہ وہ اُس زمین میں تھا جہاں سلام کا وجود ہی نہ تھا۔ اُس نے پوچھا تم کون ہو، کہا موسیٰؑ بن عمران۔ اس نے کہا کیا تم ہی وہ موسیٰؑ بن عمران ہو جس سے خدا نے کلام کیا ہے، فرمایا ہاں۔ عالم نے پوچھا موسیٰؑ آپ کی کیا حاجت ہے، موسیٰؑ نے کہا اس لئے آیا ہوں کہ آپ مجھے اس علم میں سے جو خدا نے آپ کو تعلیم کیا ہے کچھ سکھا دیجئے عالم نے کہا خدا نے مجھے اُس امر پر موکل فرمایا ہے جس کی طاقت آپ نہیں رکھتے اور جس امر پر آپ کو موکل کیا ہے میں اُس کی طاقت نہیں رکھتا پھر عالم نے ان بلاؤں کا ذکر کیا جو آل محمدؐ پر نازل ہونے والی تھیں تو دونوں بزرگوار بہت روئے پھر اس نے موسیٰؑ سے آل محمدؐ کی بزرگی اور فضائل کا اس قدر ذکر کیا کہ موسیٰؑ بار بار کہتے تھے کہ کاش میں اُن کی آلؑ سے ہوتا پھر اُس نے جناب رسولؐ خدا کا اُن کی قوم پر مبعوث ہونا اور قوم کی تکذیب وایذا رسانی کا حال بیان کیا۔ (پھر انہوں نے سفر شروع کیا اور وہ تمام واقعات پیش آئے جو اوپر بیان کئے جا چکے ہیں)۔ خضرؑ کو موسیٰؑ کی تعلیم کا مرتبہ ملا جبکہ موسیٰؑ خضرؑ سے افضل تھے لیکن حق تعالیٰ نے چاہا کہ موسیٰؑ پر ظاہر کر دے کہ علم اتنے ہی پر منحصر نہیں ہے جتنا وہ جانتے ہیں اور اگر اُن کو خدا کی جانب سے علوم نہ عطا ہوتے رہیں تو وہ جاہل رہیں گے۔ روایت کے مطابق موسیٰؑ نے عجلت کی اگر صبر کرتے تو یقیناً بہت سے عجیب امور دیکھتے جو کبھی نہیں دیکھے تھے۔

منقول ہے کہ جب حضرت موسیٰؑ نے چاہا کہ حضرت خضرؑ سے رخصت ہوں کہا مجھے کچھ وصیّت کیجئے۔ تو اُن کی وصیتوں میں سے یہ کلمات بھی تھے کہ (۱) کبھی لجاجت نہ کرو اور بغیر ضرورت واحتیاج راہ نہ چلو، (۲) بے موقع نہ ہنسو اور اپنے گناہوں کو یاد کرو اور ہرگز دوسرے کے گناہوں کی جانب توجہ نہ کرو۔ (۳) تین چیزوں کو خدا سب سے زیادہ دوست

رکھتا ہے تونگری میں میانہ روی اور انتقام پر طاقت کے وقت معاف کرنا اور خدا کے بندوں کے ساتھ مدارا اور نرمی کرنا اور کوئی شخص کسی کے ساتھ احسان و نیکی نہیں کرتا مگر یہ کہ حق تعالیٰ قیامت میں اُس پر نیکی و احسان کرتا ہے اور حکمتوں کا راز خدا وند عالم کا خوف ہے۔(۴) اے موسیٰؑ تمہارا بہترین روزہ وہ ہے جو تمہارے آگے آنے والا ہے یعنی روز قیامت لہٰذا یہ دیکھو کہ وہ دن تمہارے لئے کیسا ہوگا اور اُس روز کے لئے جواب تیار رکھو کہ تم کو کھڑا رکھیں گے اور سوال کریں گے اور تم اپنی نصیحت زمانہ اور اُس کے حالات کے تغیر سے حاصل کرو اور سمجھ لو کہ دُنیا کی عمر اُس کے لئے دراز ہے جو نیک اعمال کرے اور قلیل ہے اُس کے لئے جو غفلت میں بسر کرے لہٰذا اس طرح عمل کرو کہ گویا اپنے عمل کا ثواب دیکھتے ہو تاکہ آخرت کے ثواب میں تمہاری طمع کی زیادتی کا سبب ہو بیشک جو اُس جگہ دُنیا سے جاتا ہے۔اُن کے مانند ہے جو گذر گیا ہے جس طرح کہ گذری ہوئی چیزوں میں سے کچھ تمہارے ساتھ نہیں رہ جاتی سوائے عمل خیر کے جو تم نے کیا ہوگا آئندہ بھی ایسا ہی ہوگا۔ایک روایت کے مطابق حق تعالیٰ نے موسیٰؑ کو وحی کی کہ میں لڑکوں کو اُن کے باپ دادا کی کوششوں کے سبب سے جزا دیتا ہوں اگر نیک جزا ہے تو نیک اور اگر بد ہے تو بد۔لوگوں کی عورتوں سے زنا مت کرو تاکہ لوگ تمہاری عورتوں زنا نہ کریں اور جو شخص کسی مسلمان کی عورت کے بستر پر قدم رکھتا ہے تو وہ بھی اُس کی عورت کے بستر پر بدی کے ارادہ سے قدم رکھتا ہے اور جو تم کرو گے اُس کا بدلہ پاؤ گے۔جب موسیٰؑ اپنی قوم کے پاس خضرؑ سے رخصت ہو کر واپس آئے تو ہارونؑ نے اُس علم کے بارے میں سوالات کئے جو خضرؑ سے معلوم ہوا تھا اور اُن عجائبات کے بارے میں جو دریا میں دیکھا تھا سوال کیا موسیٰؑ نے کہا میں اور خضرؑ دریا کے کنارے کھڑے تھے ناگاہ ہم نے دیکھا کہ ایک پرندہ دریا کی جانب ہوا سے آیا اور بلند و پست ہوتی ہے اور چلا رہی ہے اور کہتی ہے کہ خداوند آسمان و زمین و دریا کے حق کی قسم کہ تمہارا علم خدا کے علم کے مقابلہ میں بس اتنا ہے جتنا کہ میں اپنی منقار میں اس دریا سے لے سکتی ہوں بلکہ اُس سے بھی بہت کم اور پھر اپنی منقار میں ایک قطرہ اُٹھالیا اور مشرق کی جانب پھینک دیا پھر ایک قطرہ لے کر مغرب

کی جانب پھینکا پھر ایک قطرہ لے کر آسمان کی جانب پھینکا اور پھر ایک قطرہ زمین کی جانب پھینکا اور ایک قطرہ پھر اُٹھا کر دریا میں ڈال دیا۔ میں نے اُس کے اس فعل کا سبب خضرؑ سے دریافت کیا تو خضرؑ کو بھی نہیں معلوم تھا۔ ناگاہ ایک شکاری کو میں نے دیکھا جو دریائے کے کنارے مچھلی کا شکار کر رہا تھا اُس نے میری جانب تعجّب سے دیکھا اور پوچھا کہ تم لوگوں کو تعجّب کیوں ہے میں نے کہا کہ اس طائر کے فعل سے اُس نے کہا کہ میں صیاد ہوں اور اس کے فعل کا سبب جانتا ہوں لیکن تم دونوں حضرات پیغمبر ہوتے ہوئے نہیں جانتے ہم نے کہا کہ ہم تو بس اتنا ہی جانتے ہیں جتنا خدا نے ہم کو سکھا دیا ہے۔ صیاد نے کہا کہ یہ وہ پرندہ ہے جس کو دریا میں مسلم کہتے ہیں کیونکہ وہ اپنی آواز میں تھی مسلم کہتا ہے۔ اُس کے اس فعل سے اشارہ یہ ہے کہ خدا تمہارے بعد ایک پیغمبر بھیجے گا۔ جس کی امّت مشرق و مغرب زمین کی مالک ہو گی اور آسمان کے اوپر جائے گی اور زمین کے نیچے دفن ہو گی اور اُس پیغمبر کے نزدیک دوسرے عالموں کا علم اس قطرہ کی طرح ہو گا جس کی نسبت اس دریا سے ہے اور اُس وقت ہم دونوں کا علم خود ہم کو کم معلوم ہوا اور وہ صیاد نظروں سے غائب ہو گیا تو ہم لوگوں نے سمجھا کہ وہ فرشتہ تھا اور خدا نے ہماری تادیب کے لئے بھیجا تھا۔

ایک روایت کے مطابق جب رسولؐ خدا معراج میں تشریف لے گئے راہ میں آپ کو مثل مشک کے خوشبو معلوم ہوئی حضرتؐ نے جبرئیلؑ سے پوچھا کہ یہ کیسی خوشبو ہے عرض کی یہ اُس مکان سے آتی ہے جس میں خدا کی عبادت کی وجہ سے لوگوں پر سختی کی گئی اور وہ ہلاک ہُوئے۔ پھر جبرئیلؑ نے کہا کہ خضرؑ بادشاہوں کی اولاد سے تھے۔ خدا پر ایمان رکھتے تھے انہوں نے اپنے باپ کے مکان کے ایک حجرہ میں خلوت اختیار کی تھی اور خدا کی عبادت کیا کرتے تھے ان کے سوا ان کے باپ کے کوئی اولاد نہ تھی۔ لوگوں نے اُن کے باپ سے کہا کہ خضرؑ کے علاوہ تمہارے فرزند نہیں ہے کوئی عورت اُن کے ساتھ تزویج کر دو شاید خدا اُنکو کوئی فرزند عطا فرمائے تاکہ بادشاہی اُن میں اور اُن کے فرزندوں میں باقی رہے۔ غرض ایک باکرہ لڑکی کو اُن کے لئے تزویج کیا لیکن خضرؑ نے اُس کی جانب التفات نہ کیا۔ دوسرے روز

اُس سے کہا کہ میرا معاملہ پوشیدہ رکھنا اگر تجھ سے پوچھا جائے کہ جو کچھ مردوں کی جانب سے عورتوں کے ساتھ واقع ہوتا ہے تیرے ساتھ بھی ہو، تو کہہ دینا کہ ہاں خضرؑ کے حکم کے بموجب اُس نے عمل کیا اور ہاں کہہ دیا۔ لوگوں نے بادشاہ سے کہا کہ وہ عورت جھوٹ کہتی ہے۔ عورتوں کو حکم دیجئے کہ اُس کو دیکھا وہ اپنے حال پر باقی تھی تو بادشاہ سے کہا کہ آپ نے دو بیوقوفوں کو ایک دُوسرے سے وابستہ کر دیا ہے۔ جن میں سے کسی ایک نے ایسا کام نہیں کیا ہے اور نہیں جانتے ہیں کہ کیا کرنا چاہیئے۔ ایسی عورت کو اُس کے عقد میں لایئےؑ جو باکرہ نہ ہو بلکہ دوسرے شوہر کے پاس رہ چکی ہوتا کہ وُہ یہ کام اُس کو تعلیم کرے جب ایسی عورت خضرؑ کے پاس لائی گئی خصرؑ نے اُس سے بھی یہی التماس کیا۔ کہ اُن کے حاملہ کو اُن کے پدر سے مخفی رکھے اُس نے بھی قبول کر لیا۔ لیکن جب بادشاہ نے اُس عورت سے دریافت کیا اُس نے کہا آپ کا لڑکا عورت ہے۔ کیا کبھی آپ نے دیکھا ہے کہ عورت عورت سے حاملہ ہوئی ہے۔ یہ سُن کر بادشاہ کو خضرؑ پر بہت غصّہ آیا اُن کو حجرہ میں بند کر کے دروازے کو مٹی اور پتھر سے چُنوا دیا لیکن دوسرے ہی دن اُس کی پدری سفقت جوش میں آئی اور فرمایا کہ دروازے کو کھول دو۔ دروازہ کھولا گیا تو لوگوں نے اُن کو حجرہ میں نہ پایا۔ حق تعالیٰ نے اُن کو ایسی قوت عطا فرمائی کہ جس شکل کو چاہیں اختیار کر سکیں اور لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ ہو سکیں۔ پھر وُہ ذوالقرنین کے ہمراہ ہو کر اُن کے لشکر کے ہراول ہُوئے یہاں تک کہ آب حیات پیا اور جو شخص وُہ پانی پی لیتا ہے صور پھونکنے کے وقت تک زندہ رہتا ہے۔ پھر اُن کے باپ کے شہر سے دو آدمی تجارت کے لئے چلے کشتی پر سوار ہوئے وہ کشتی تباہ ہو گئی اور وہ ایک جزیرہ میں جا پڑے۔ وہاں خضرؑ کو دیکھا کہ کھڑے ہُوئے نماز میں مشغول ہیں۔ جب وہ نماز سے فارغ ہُوئے اُن دونوں کو بُلا کر اُن کے حالات دریافت کئے۔ اُن لوگوں نے جب حالات اپنے بیان کئے تو فرمایا کہ اگر آج میں تم کو تمہارے شہر پہنچا دوں تو اپنے شہر والوں سے میرا حال پوشیدہ رکھوگے۔ اُن لوگوں نے کہا ہاں۔ لیکن ایک مرد نے نیت کی کہ عہد پر قائم رہے گا اور دوسرے نے اپنے دل میں سوچا کہ جب اپنے شہر پہنچ جائے گا تو خضرؑ کا حال اُن کے باپ سے

بیان کرے گا۔ غرض خضرؑ نے ایک ابر کو طلب کیا اور کہا ان دونوں شخصوں کو ان کے مکانوں تک جا کر پہنچا دے۔ ابر نے اُن کو اُٹھا لیا اور اسی روز اُن کے شہر میں پہنچا دیا۔ ایک شخص نے تو اپنے عہد پر وفا کی اور اُن کا حال پوشیدہ کیا لیکن دوسرے نے بادشاہ کے پاس جا کر خضرؑ کا حال بیان کر دیا۔ بادشاہ نے پوچھا کون گواہی دے گا کہ تو سچ کہتا ہے اُس نے کہا کہ فلاں تاجر جو میرے ساتھ تھا۔ بادشاہ نے اُس کو طلب کیا۔ اس نے انکار کیا اور کہا میں اس واقعہ سے آگاہ نہیں ہوں اور اس شخص کو بھی نہیں پہچانتا۔ تو اُس پہلے شخص نے کہا کہ اے بادشاہ میرے ساتھ ایک لشکر بھیجئے۔ میں اُس جزیرہ میں جا کر خضرؑ کو لے آؤں اور اس شخص کو قید کر لیجئے تاکہ میں اس کا جھوٹ ظاہر کروں۔ بادشاہ نے ایک لشکر اُس کے ساتھ روانہ کیا (یہاں پر کچھ حصّہ روایت میں موجود نہیں ہے جس کی وجہ سے آگے سے شروع کیا جارہا ہے) اور اُس مرد کو جس نے خبر کو پوشیدہ رکھا تھا رہا کرو۔ پھر اُس شہر کے باشیدوں نے بہت گناہ کیا جس کے سبب سے حق تعالیٰ نے اُن کو ہلاک کر دیا اور اُن شہر کو اُلٹ دیا اور سب کے سب برباد ہو گئے۔ سوائے اُس مرد اور اُس عورت کے جنھوں نے خضرؑ کا حال اُن کے باپ سے پوشیدہ رکھا تھا اور وہ دونوں الگ الگ شہر کے ایا جانب نکل گئے (یہ عورت خضرؑ کی پہلی بیوی تھی جس کی طرف خضرؑ نے التفات نہیں کیا تھا)۔ جب وہ ایک دُوسرے کے پاس پہنچے تو اپنا قصّہ ایک دوسرے سے بیان کیا اور کہا کہ ہم نے نجات پائی تو اس لئے کہ خضرؑ کی خبر کو چھپایا۔ پھر وہ دونوں پروردگار خصرؑ پر ایمان لائے اور مرد نے اُس عورت سے عقد کیا اور دونوں دُوسرے بادشاہ کی سلطنت میں چلے گئے۔ اُس عورت کی اُس بادشاہ کے محل میں رسائی ہو گئی اور وہ بادشاہ کی لڑکیوں کی مشاطگی کرنے لگی ایک روز اثنائے مشاطگی میں کنگھی اُس کے ہاتھ سے گر گئی اُس نے کہا "لاحول ولا قوۃ الا باللہ" لڑکی نے جب یہ کلمہ سُنا پوچھا یہ کیسی بات ہے اُس نے کہا یقیناً میرا ایک خدا ہے کہ تمام امور اُسی کی طاقت اور قوت سے جاری ہوتے ہیں لڑکی نے کہا کیا میرے باپ کے علاوہ کوئی اور تیرا خدا ہے۔ کہا ہاں وہ تیرا اور تیرے باپ کا بھی خدا ہے۔ لڑکی یہ سُن کر اپنے باپ کے پاس گئی اور اُس عورت کی گفتگو بیان کی۔ بادشاہ نے اُس

عورت کو طلب کیا اور پوچھا عورت نے اپنے کلام سے انکار نہ کیا بادشاہ نے پوچھا کہ کون تیرے ساتھ اس دین میں شریک ہے اُس نے کہا میرا شوہر اور میرے بچّے۔ بادشاہ نے کسی کو بھیج کر اُن سب کو بلالیا اور اُن کو مجبور کیا کہ خدا کی یگانہ پرستی سے باز آئیں۔ ان لوگوں نے انکار کیا تو اُس کے حکم سے ایک دیگ حاضر کی گئی اور پانی بھی کر بہت جوش دیا گیا اور ان لوگوں کو اُس میں ڈال دیا پھر اُن کا مکان اُن پر منہدم کرادیا۔ جبرئیلؑ نے یہ قصّہ بیان کرکے کہا کہ یہ وہی خوشبو ہے جیسے آپ سونگھ رہے ہیں یہ اُسی مکان کی ہے جس میں خدا کی وحدانیت کے اقرار کرنے والوں کو ہلاک کیا گیا۔

روایت کے مطابق جب ذوالقرنینؑ نے سُنا کہ دُنیا میں ایک چشمہ ہے کہ جو شخص اُس چشمے سے پانی پیتا ہے صور پھونکنے کے وقت تک زندہ رہتا ہے تو وہ اُس چشمے کی تلاش میں روانہ ہوئے اور حضرت خضرؑ ان کے لشکر کے سپہ سالار تھے اور ذوالقرنینؑ ان کو اپنے تمام لشکر میں سب سے زیادہ دوست رکھتے تھے۔ (اس واقعے کی تفصیل جلد اوّل میں ذوالقرنینؑ کے حالات میں بیان کیا جاچکا ہے)۔ الغرض اُس وقت خضرؑ نے آبِ حیات پیا ہے اور وہ صور پھونکنے کے وقت تک زندہ رہیں گے اور جو زندہ لوگ مر جاتے ہیں خضرؑ کے ساتھ ہمارے پاس آتے ہیں اور سلام کرتے ہیں ہم خضرؑ کی آواز سُنتے ہیں مگر اُن کا نام ذکر کیا جاتا ہے وہ پہنچ جاتے ہیں لہٰذا جو شخص اُن کو یاد کرے لازم ہے کہ اُن پر سلام کرے۔ وہ حج کے ہر موسم میں مکّہ آتے ہیں حج کرتے ہیں اور عرفات میں کھڑے ہوتے ہیں اور مومنوں کی دُعا پر آمین کہتے ہیں اور عنقریب حق تعالیٰ خضرؑ کو قائم آل محمد صلوات اللہ علیہ کا مونس قرار دے گا جس وقت کہ وہ حضرت لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ ہوں گے تو تنہائی میں حضرت خضرؑ آپ کے رفیق ہوں گے۔ ایک روایت ہے کہ جب جناب رسولؐ نے دُنیا سے مفارقت کی اور اہلبیتؑ رسالت پر مصائب و آلام کا ہجوم ہوا تو جس حجرہ میں کہ حضرت رسولؐ کو لٹایا گیا تھا وہاں حضرت امیر المومنینؑ، جناب فاطمہؑ، جناب حسنؑ اور جناب حسینؑ صلوات اللہ علیہم موجود تھے۔ ناگاہ ایک آواز بلند ہوئی کہ السلام علیکم اے اہل بیتؑ نبوت ہر ذی روح موت کا مزہ چکھے

گا۔ تمہارا اجر تم کو قیامت میں پورا پورا دیا جائیگا۔ جس کا کوئی مر جاتا ہے تو یقیناً خدا اُس کا عوض اور قائم مقام ہے۔ وہی ہر قصیبت میں صبر عطا کرنے والا اور ہر اُس امر کا تدارک کرنے والا ہے جو فوت ہو جاتا ہے لٰہذا خدا پر توکل کرو اور اسی پر بھروسہ رکھو کیونکہ محروم تو وہ ہے جو ثواب خدا سے محروم ہے اُس وقت امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ یہ میرے بھائی خضرؑ ہیں۔ آئے ہیں کہ تم کو تمہارے پیغمبر کی وفات پر تعزیت دیں۔ منقول ہے کہ مسجد سہلہ محل نزول خضرؑ ہے اور کتب مزار وغیرہ میں بہت سی خبریں مذکور ہیں کہ صالحوں کی ایک جماعت نے مسجد سہلہ میں اور صعصعہ وغیرہ نے اماکن مشرفہ میں اُن حضرت سے ملاقات کی، اسیطرح یہ بھی روایت ہے کہ خضرؑ اور الیاسؑ ہر حج کے موسم میں ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں اور جب ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں تو دُعا ساتھ۔

حضرت حزقیل علیہ السّلام کے حالات

خدا نے قرآن مجید میں فرمایا ہے "کیا تم نے اُس جماعت کا حال نہیں دیکھا جو موت سے بچنے کے لئے اپنے گھر سے نکلے تو خدا نے اُن سے کہا کہ مر جاؤ تو وہ مر گئے پھر خدا نے اُن کو زندہ کیا۔ یقیناً خدا اپنے بندوں پر فضل کرنے والا ہے۔ لیکن بہت سے لوگ اس کا شکر نہیں ادا کرتے "اس جماعت کی تعداد میں اختلاف ہے تین ہزار۔ چالیس ہزار۔ ساٹھ ہزار اور ستّر ہزار تک تعداد بیان کی جاتی ہے کہ وہ لوگ شمعونؑ کی بد دُعا سے فوت ہوئے تھے۔ پھر خدا نے حزقیلؑ پیغمبر کی دُعا سے ان کو دوبارہ زندہ کیا۔ یہ بنی اسرائیل کا ایک گروہ تھا جو بلاد شام کے کسی شہر کے رہنے والوں میں سے تھا جس میں ستر ہزار مکانات تھے اور جب طاعون اُن میں پھیلا تھا کہ لوگ ان کی ہڈیوں کو کچلتے گذرتے تھے۔ جب اُن کی آبادی میں طاعون پھیلا تو یہ لوگ طاعون کے خوف سے بھاگے اور بعض نے کہا ہے کہ وہ لوگ جہاد سے بھاگے تھے۔ طاعون کی وبا پھیلتی تو امیر لوگ شہر سے نکل جاتے اور غریب جن کو قدرت نہ تھی رہ جاتے اور کثرت سے مرتے تھے۔ شہر سے جانے والے کہتے کہ اگر ہم بھی شہر میں رہ جاتے تو ہم میں سے بھی بہت مرتے اور شہر میں رہ جانے والے کہتے کہ اگر ہم بھی باہر چلے جاتے تو ہم بھی کم مرتے۔ آخر ان میں یہ رائے قرار پائی کہ اب اگر طاعون آئے تو ہم سب کے سب شہر سے باہر چلے جائیں گے۔ پھر جب طاعون پھیلا تو سب نے شہر کو چھوڑ دیا اور بہت سے دوسرے شہروں میں گھومتے پھرتے۔ ایک ویران شہر میں پہنچے جس کے باشندے سب طاعون سے مر گئے اور ان کے مکانات خالی پڑے تھے۔ یہ لوگ اُس شہر میں اُتر پڑے اور مقیم ہو گئے تو خدا نے فرمایا کہ تم سب مر جاؤ۔ تو اکبار وہ تمام انسان مر گئے اور اسی طرح

ترجمہ، بھلا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو (شمار میں) ہزاروں ہی تھے اور موت کے ڈر سے اپنے گھروں سے نکل بھاگے تھے۔ تو خدا نے ان کو حکم دیا کہ مر جاؤ۔ پھر ان کو زندہ بھی کر دیا۔ کچھ شک نہیں کہ خدا لوگوں پر مہربانی رکھتا ہے۔ لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے ﴿۲۴۳﴾ سورۃ البقرۃ

پڑے رہے۔ یہاں تک کہ لاشیں گل سڑ کر صرف ہڈیاں رہ گئیں۔ وہ شہر قافلہ کے راستہ میں تھا۔ اہل قافلہ نے ہڈیوں کو راستہ سے دُور کر کے ایک جگہ جمع کر دیا تھا۔ جب خدا نے چاہا کہ اپنی قدرت خلق پر ظاہر کرے ایک بنی اسرائیل کے پیغمبر حزقیلؑ کو اس طرف روانہ کیا جب آپ کی نظر اُن ہڈیوں پر پڑی تو تعجّب کیا اور آپ بہت روئے اور عرض کی پالنے والے اگر تو چاہے تو ان سب کو ابھی زندہ کر سکتا ہے جس طرح ایک آن میں اُن پر موت طاری کی ہے تاکہ تیرے شہروں کو یہ لوگ آباد کریں اور تیرے بندے ان کے ذریعہ سے پیدا ہوں اور عبادت کرنے والوں کے ساتھ تیری عبادت کریں۔ تو خدا نے ان پر وحی فرمائی کہ کیا تم چاہتے ہو کہ میں ان کو زندہ کر دوں تاکہ تم ان پر تبلیغ رسالت کرو۔ عرض کی ہاں میرے پالنے والے، تو خدا نے ان کو اسم اعظم بذریعہ وحی تعلیم فرمایا اور حکم دیا کہ مجھ کو اس نام سے پکارو تو میں ان کو زندہ کر دوں۔ جب حزقیلؑ نے اسم اعظم پڑھا اور ان سب کو آواز دی تو دیکھا کہ ہڈیاں ایک دوسرے کی جانب پرواز کر رہی تھیں۔ یہاں تک کہ اُن کے اعضا درست ہوئے اور وہ زندہ ہو کر ایک دوسرے کو دیکھنے اور خدا کی تسبیح و تکبیر و تہلیل کرنے لگے تو حزقیلؑ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ پھر یہ لوگ اپنے مکانوں میں واپس گئے اور آباد ہوئے۔ عورتوں سے نکاح کیا اور مدّتوں زندہ رہے پھر رفتہ رفتہ مرتے رہے اور ایک دوسرے کو دفن کرتے رہے۔ جو لوگ اس امّت میں رجعت کے زمانہ میں زندہ ہوں گے وہ ایسے ہی ہوں گے۔ منقول ہے کہ یہ جماعت نوروز کے دن زندہ ہوئی تھی اور جس پیغمبر کی دعا سے وہ لوگ زندہ ہوئے تھے خدا نے ان کو وحی کی تھی کہ ان ہڈیوں

ترجمہ، اور فرعون کے لوگوں میں سے ایک مومن شخص جو اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھتا تھا کہنے لگا کیا تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا پروردگار خدا ہے اور وہ تمہارے پروردگار (کی طرف) سے نشانیاں بھی لے کر آیا ہے۔ اور اگر وہ جھوٹا ہو گا تو اس کے جھوٹ کا ضرر اسی کو ہو گا۔ اور اگر سچا ہو گا تو کوئی سا عذاب جس کا وہ تم سے وعدہ کرتا ہے تم پر واقع ہو کر رہے گا۔ بے شک خدا اس شخص کو ہدایت نہیں دیتا جو بے لحاظ جھوٹا ہے ﴿۲۸﴾ اے قوم آج تمہاری ہی بادشاہت ہے اور تم ہی ملک میں غالب ہو۔ (لیکن) اگر ہم پر خدا کا عذاب آ گیا تو (اس (بقیہ اگلے صفحے پر)

پر پانی چھڑکیں۔ انہوں نے پانی چھڑکا تو وہ سب کے سب زندہ ہوگئے اور ان کی تعدار تیس ہزار تھی۔ عجم میں اسی سبب سے یہ رواج ہوگیا ہے کہ نوروز کے دن ایک دوسرے پر پانی چھڑکتے اور پھینکتے ہیں اور اس کا سبب نہیں جانتے۔

حزقیلؑ، موسیٰؑ کے تیسرے خلیفہ تھے اور بعضوں کا قول ہے کہ وہ لوگ قوم حزقیلؑ سے تھے۔ کیونکہ بنی اسرائیلؑ میں موسیٰؑ کے پہلے خلیفہ یوشعؑ بن نون تھے ان کے بعد کالبؑ بن یوقنا اور ان کے بعد حزقیلؑ ہوئے۔ ان کو ابن العجوز بھی کہتے تھے۔ ان کی ماں نے پیرانہ سالی کے زمانہ میں خدا سے فرزند طلب کیا تھا اور خدا نے ان کو حزقیلؑ سا فرزند عطا فرمایا اور بعضوں کا قول ہے کہ حزقیلؑ ہی ذوالکفل ہیں اور ان کو ذوالکفل اس لئے کہتے ہیں کہ انہوں نے ستر پیغمبروں کی ضمانت و کفالت کی اور ان کو قتل سے رہائی دلوائی اور اُن سے کہا کہ تم لوگ آزاد ہو جاؤ اور اگر میں تمہارے عوض قتل کردیا جاؤں تو بہتر ہے اس سے کہ تم سب کے سب قتل کئے جاؤ۔ اس کے بعد جب یہودی آئے اور اُن سے اُن پیغمبروں کو دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ وہ لوگ کہاں گئے۔ اور خدا نے حضرت ذوالکفل کو ان کے شر سے حفاظت میں رکھا۔ ایک روایت کے مطابق جب بادشاہ قبط نے بیت المقدس کو برباد کرنے کے ارادہ سے لشکر کشی کی اور بیت المقدس کا محاصرہ کرلیا۔ تو لوگ حضرت حزقیلؑ کے پاس جمع ہُوئے اور اس تکلیف و مصیبت کے دفع کرنے کی آپ سے فریاد کی حضرت نے فرمایا کہ ضرور آج رات اس بارے میں اپنے خدا سے میں مناجات کروں گا۔ پھر رات کے وقت حضرت نے مناجات کی وحی ہوئی کہ میں اُن کے شر سے بچالوں گا۔ تو خدا نے ایک ملک

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، کے دور کرنے کے لئے) ہماری مدد کون کرے گا۔ فرعون نے کہا کہ میں تمہیں وہی بات سُجھاتا ہوں جو مجھے سوجھی ہے اور وہی راہ بتاتا ہوں جس میں بھلائی ہے ﴿۲۹﴾ تو جو مومن تھا وہ کہنے لگا کہ قوم مجھے تمہاری نسبت خوف ہے کہ (مبادا) تم پر اور اُمتوں کی طرح کے دن کا عذاب آجائے ﴿۳۰﴾ یعنی) نوح کی قوم اور عاد اور ثمود اور جو لوگ ان کے پیچھے ہوئے ہیں ان کے حال کی طرح (تمہارا حال نہ ہو جائے) اور خدا تو بندوں پر

(بقیہ اگلے صفحے پر)

کو وحی کی جو ہوا پر موکل تھا کہ ان کی جانیں نکال لے تو وہ سب یکبارگی مر گئے صبح کو حزقیلؑ نے اپنی قوم کو خبر دی کہ خدا نے ان سب کو ہلاک کر دیا۔ بنی اسرائیل نے شہر سے نکل کے ان کو دیکھا تو وہ سب مردہ تھے۔ پس حزقیلؑ کے نفس میں گذرا کہ مجھ میں اور سلمانؑ میں کیا فرق ہے۔ اس سبب سے اُن کے جگر میں ایک زخم ہو گیا اُن کی تنبیہہ کے لئے۔ اور اُن کو اُس سے سخت اذیت پہنچی۔ تو انہوں نے خدا سے عاجزی وانکساری کے ساتھ دُعا کی اور خاک پر بیٹھ کر فریاد کی کہ اس مرض کو دفع کر دے حکم ہوا انجیر کے درخت کا دودھ اپنے سینہ پر ملو۔ جب انہوں نے استعمال کیا زخم زائل ہو گیا۔ یہ بھی منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ فلاں بادشاہ کو اطلاع دے دو کہ فلاں روز اس کو موت آ جائے گی۔ حزقیلؑ نے اس کو اطلاع دے دی۔ اس بادشاہ نے اپنے تخت سے گر کر گریہ وزاری اور دُعا شروع کی کہ پالنے والے اتنے دنوں میری موت میں توقف فرما کہ میرا لڑکا بڑا ہو جائے اور میں اس کو اپنا جانشین کر دوں۔ خدا نے حزقیلؑ کو وحی کی کہ بادشاہ سے جا کر کہہ دو میں نے تمہاری عمر پندرہ سال بڑھا دی۔ حزقیلؑ نے کہا خداوندہ کبھی میری قوم نے مجھ سے کوئی جھوٹ نہیں سُنا۔ جب میں یہ کہوں گا تو لوگ مجھے جھوٹا کہیں گے خدا نے فرمایا کہ تو بندہ ہے میں جو کچھ کہتا ہوں تجھ کو چاہیئے کہ اُس کو سُنے اور میری رسالت کی تبلیغ اُس پر کرے۔

منقول ہے کہ امام رضاؑ نے جب مامون کے سامنے جاثلیق عالم نصرانی پر حجت تمام کی تو فرمایا کہ اگر عیسیٰؑ کو اس وجہ سے خدا کہتے ہو کہ وہ مردوں کو زندہ کرتے تھے تو یسّعؑ نے بھی زندہ کیا اور ان کو لوگ خدا نہیں کہتے۔ حزقیلؑ پیغمبر نے پینتیس (۳۵۰۰۰) ہزار اشخاص کو زندہ کیا جبکہ ساٹھ سال اُن کو مرے ہوئے گذر چکے تھے۔ (پھر ان کو بھی خدا کیوں نہیں

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، ظلم کرنا نہیں چاہتا (۳۱) اور اے قوم مجھے تمہاری نسبت پکار کے دن (یعنی قیامت) کا خوف ہے (۳۲) جس دن تم پیٹھ پھیر کر (قیامت کے دن سے) بھاگو گے (اس دن) تم کو کوئی (عذاب) خدا سے بچانے والا نہ ہوگا۔ اور جس شخص کو خدا گمراہ کرے اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں (۳۳) سورۃ مومن

کہتے) پھر فرمایا کہ کیا تجھ کو نہیں معلوم کہ یہ لوگ بنی اسرائیلؑ میں سے تھے جن کا بیان توراۃ میں مذکور ہے اور بُخت نصّر نے ان کو بابل میں قید کر دیا تھا جس وقت کہ بیت المقدس کو برباد کر کے بنی اسرائیل کو قتل کر ڈالا تھا۔ خدا نے حزقیلؑ کی طرف بھیجا انہوں نے ان کو زندہ کیا۔ اے نصرانی یہ لوگ عیسیٰؑ سے قبل تھے یا بعد جاثلیق نے کہا، پہلے حضرت نے فرمایا کہ عیسیٰؑ کو مردوں کو زندہ کرنے کی وجہ سے خدا سمجھتے ہو تو پھر یسعؑ اور حزقیلؑ کو بھی خدا مانو کیونکہ انہوں نے بھی مردوں کو زندہ کیا (اس کے بعد حضرتؑ نے ایک گروہ کا اپنے شہر سے بخوف طاعون بھاگنا اور مرنا وغیرہ بیان فرمایا جو مذکور ہوا)۔

حضرت اسمٰعیل بن حزقیل علیہ السّلام کے حالات

خدانے قرآن میں ان کو صادق الوعد کے نام سے یاد فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد ہے "یاد کرو اسمٰعیلؑ کو قرآن میں یقیناً وہ وعدہ کے سچّے تھے اور وہ پیغمبر مرسل تھے اور اپنے گھر والوں کو نماز ادا کرنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم دیتے تھے اور اپنے پروردگار کے نزدیک پسندیدہ تھے"۔

منقول ہے کہ حضرت صادقؑ سے سوال کیا کہ جس اسمٰعیلؑ کو خدانے صادق الوعد فرمایا ہے وہ اسمٰعیلؑ حضرت ابراہیمؑ کے بیٹے تھے یا اُن کے علاوہ، کیونکہ لوگ کہتے ہیں کہ وہ اسمٰعیلؑ پسر ابراہیم تھے۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ اسمٰعیلؑ حضرت ابراہیمؑ کے سامنے ہی رحمت الٰہی سے واصل ہو چکے تھے اور ابراہیمؑ خود حجت اور صاحب شریعت تھے۔ کوئی پیغمبر مرسل ان کے وقت میں نہیں ہو سکتا تھا تو ان کے بیٹے اسمٰعیلؑ کیسے رسول ہو سکتے تھے وہ نبی تھے رسول نہ تھے۔ اور یہ اسمٰعیلؑ جن کا ذکر خدانے قرآن میں کیا ہے وہ حزقیلؑ کے فرزند تھے اُن کی قوم پر ان کو مبعوث کیا۔ اُن لوگوں نے ان کی تکذیب کی اور ان کو قتل کر دیا اور اس کے سر و چہرے کی کھال پہلے ہی اتار لی تھی ۔ خداوند عالم اُن پر غضبناک ہوا اور سطاطائیل فرشتہ عذاب کو اُن حضرت کے پاس بھیجا اُس نے حضرت سے آکر کہا کہ خدا وند عالم تم کو سلام کہتا ہے اور کہا کہ میں عذاب کا فرشتہ ہوں۔ خدانے مجھ کو آپ کے پاس اس لئے بھیجا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کی قوم کو طرح طرح کے عذاب میں مبتلا کروں۔ فرمایا مجھے ان کے عذاب کی ضرورت نہیں۔ حق تعالیٰ نے ان کو وحی کی کہ کیا حاجت رکھتے ہو۔ عرض کی پالنے والے تونے مجھ سے اپنی خدائی اور محمدؐ کی پیغمبری اور ان کے

ترجمہ، اور کتاب میں اسمٰعیل کا بھی ذکر کرو وہ وعدے کے سچے اور ہمارے بھیجے ہوئے نبی تھے ﴿۵۴﴾ اور اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم کرتے تھے اور اپنے پروردگار کے ہاں پسندیدہ (وبرگزیدہ) تھے ﴿۵۵﴾ سورۃ مریم

اوصیا کی ولایت کا عہد لیا اور اپنی مخلوق کو تو نے خبر دی (ان مظالم کی) جو ان کی امّت اپنے پیغمبر کے بعد حسینؑ بن علیؑ کے ساتھ کرے گی اور یہ وعدہ کیا ہے کہ امام حسینؑ کو پھر دنیا میں واپس بھیجے گا تاکہ وہ اپنے قاتلوں سے انتقام لیں لہٰذا میری بھی یہی حاجت ہے کہ تو مجھے بھی دنیا میں دوبارہ واپس بھیجئے تاکہ میں بھی اپنے دشمنوں سے انتقام لوں۔ جنہوں نے میرے ساتھ ایسا برتاؤ کیا۔ تو خدا نے وعدہ فرمایا کہ حسینؑ بن علیؑ کے ساتھ زمانہ رجعت میں اسمٰعیلؑ بن حزقیلؑ کو بھی بھیجے گا۔

منقول ہے کہ بہتر صدقہ یہ ہے کہ نیک باتوں سے لوگوں کی حفاظت کرے اور برائیوں کو زائل کرے اور اپنے مسلمان بھائی کو فائدہ پہنچائے۔ بنی اسرائیل میں سب سے بڑا عبادت گذار وہ شخص سمجھا جاتا تھا جو بادشاہ وقت سے مومنین کی حاجت برآری کی سفارش و کوشش کرتا تھا۔ ایک روز ایک عابد ایک مومن کی کارسازی کی غرض سے بادشاہ کے پاس جا رہا تھا کہ راستہ میں اسمٰعیلؑ بن حزقیلؑ سے ملاقات ہُوئی ان سے کہا کہ آپ اس جگہ ٹھہریئے جب تک میں واپس نہ آؤں۔ اسمٰعیلؑ پیغمبر خدا نے اس شخص سے اس مقام پر ٹھہرنے کا وعدہ کیا جس کو صفاح کہتے ہیں جو مکہ کے حوالی میں ہے۔ جب وہ شخص بادشاہ کے پاس پہنچا تو یہ بھول گیا کہ اسمٰعیلؑ کو وہاں ٹھہرنے کو کہا ہے۔ اسمٰعیلؑ اس کے انتظار میں اُس مقام پر ایک سال تک ٹھہرے رہے۔ خدا نے اُن کے لئے اُس جگہ ایک چشمہ جاری کر دیا اور سبزہ اُگا دیا جس سے وہ کھاتے پیتے رہے اور خدا نے ایک ابر بھیجا جو حضرت پر سایہ کرتا تھا۔ اس اثناء میں اہل مکّہ آپ کو تلاش کرتے رہے اُن کو معلوم نہ تھا کہ حضرت کہاں ہیں۔ اتفاقاً ایک شخص حضرت کے پاس پہنچا اور عرض کی اے خدا کے رسول آپ کے بعد ہم لوگ ضعیف و کمزور ہو گئے اور ہلاک ہو رہے ہیں آپ ہم لوگوں سے کیوں کنارہ کش ہو گئے۔ حضرت نے فرمایا

ترجمہ، اور اسمٰعیل اور الیسع اور یونس اور لوط کو بھی۔ اور ان سب کو جہان کے لوگوں پر فضیلت بخشی تھی ﴿۸۶﴾ اور بعض بعض کو ان کے باپ دادا اور اولاد اور بھائیوں میں سے بھی۔ اور ان کو برگزیدہ بھی کیا تھا اور سیدھا رستہ بھی دکھایا تھا ﴿۸۷﴾ سورۃ الأنعام

کہ فلاں شخص نے جو اہل طائف سے ہے مجھ سے وعدہ لیا ہے کہ اس جگہ سے حرکت نہ کروں جب تک وُہ نہ آئے۔ اہل مکّہ نے جب یہ سُنا اُس مرد طائفی کے پاس گئے اور کہا اے دشمن خدا تو نے رسولؐ خدا سے وعدہ کیا اور اب تک وفا نہ کی اور ایک سال سے ان کو تکلیف میں مبتلا کرر کھا ہے۔ وہ مرد حضرت کی خدمت میں دوڑتا ہُوا آیا اور معافی خواہ ہوا اور عرض کی یا نبی اللہ خدا کی قسم میں بھول گیا تھا حضرت نے فرمایا کہ اگر تو نہ آتا تو واللہ میں اسی مقام پر رہتا یہاں تک کہ مجھے موت آتی اور اسی جگہ سے بروز قیامت مبعوث ہوتا لہٰذا حق تعالیٰ نے اُن کو اس لئے صادق الوعد فرمایا کہ انہوں نے ایک شخص سے ایک مقام پر ملنے کا وعدہ کیا اور ایک سال تک اُس مقام پر اُس کا انتظار کرتے رہے اور وہاں سے حرکت نہ کی۔ اسی اثناء بادشاہ سیر و تفریح کے لئے نکلا جب اُس مقام پر پہنچا جہاں اسمٰعیلؑ نے وعدہ کیا تھا حضرت کو دیکھ کر پوچھا کہ آپ اب تک یہیں ہیں؟ حضرت نے تمام قصّہ بیان کیا تو بادشاہ کے ساتھ ایک جابر شخص بھی تھا اس نے کہا یہ جھوٹ کہتے ہیں میں بارہا اس مقام سے گذرا ہوں لیکن ان کو اس جگہ نہیں دیکھا۔ اسمٰعیلؑ نے فرمایا کہ تو جھوٹ بولتا ہے خدا نے بہتر چیزیں جو تجھے عطا کی ہیں اُن میں سے کوئی ایک زائل کردیگا۔ پس اُسی وقت اُس بدبخت کے تمام دانت کر گئے۔ تب وہ بادشاہ سے بولا کہ میں نے جھوٹ کہا تھا اور اس مرد صالح پر افترا کیا تھا۔ آپ ان سے التماس کیجئے کہ خدا سے دُعا کریں کہ وہ میرے دانت پھر عطا فرمائے کیونکہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور دانتوں کا محتاج ہوں۔ بادشاہ نے حضرت سے سفارش کی آپ نے فرمایا کہ دعا کروں گا۔ اُس نے کہا ابھی دُعا کیجئے فرمایا وقت سحر دُعا کروں گا۔ پھر حضرت نے وقت سحر دُعا کی خدا نے اُس مرد کے دانت واپس عطا فرمائے۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ دُعا کے لئے بہترین وقت سحر کا وقت ہے جیسا کہ خداوند عالم ایک جماعت کی مدح میں فرماتا ہے۔ یعنی وہ لوگ سحر کے اوقات میں خدا سے طلب آمرزش کرتے ہیں۔

ترجمہ، اور اسمٰعیل اور الیسع اور ذوالکفل کو یاد کرو۔ وہ سب نیک لوگوں میں سے تھے ﴿۴۸﴾
سورۃ ص

حضرت الیاسؑ، الیسعؑ اور الیا علیہ السّلام کے حالات

روایت ہے کہ حضرت یوشع بن نون نے حضرت موسیٰؑ کے بعد نبی اسرائیل کو شام کے شہروں میں آباد کیا اور شام کو اُن میں تقسیم فرمادیا۔ اُن میں سے ایک گروہ کو بعلبک میں جگہ دی جن میں حضرت الیاسؑ بھی تھے اور وہ انہی پر مبعوث بھی کئے گئے۔ اُس وقت وہاں ایک بادشاہ تھا جو لوگوں کو بعل نامی ایک بُت کی پرستش پر ورغلائے ہُوئے تھا جیسا کہ خداوند عالم فرماتا ہے۔ "یقیناً الیاسؑ پیغمبروں میں سے تھے۔ جب اُس الیاسؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ کیا تم لوگ عذاب خدا سے نہیں ڈرتے۔ آیا بُعل کو پکارتے اور پوجتے ہو اور خدا کی عبادت ترک کرتے ہو جو بہترین پیدا کرنے والا ہے "خدا تمہارا رب ہے اور تمہارے گذشتہ آباؤ اجداد کا"۔ تو ان لوگوں نے الیاسؑ کی تکذیب کی اور اُن کے کلام کو باور نہ کیا۔ اُس بادشاہ کی ایک فاجرہ زوجہ تھی۔ جب وہ کہیں چلا جاتا تو اُس عورت کو اپنا جانشین کر جاتا تاکہ لوگوں پر حکومت کرے۔ اُس ملعونہ کا محرر ایک عقلمند مومن تھا جس نے تین سو مومنین کی جانیں اُس ملعونہ کے ہاتھ سے بچائی تھیں۔ اُس ملعونہ سے بڑھ کر روئے زمین پر کوئی زناکار عورت نہ تھی۔ بنی اسرائیل کے سات بادشاہوں نے اُس سے نکاح کیا تھا اس کے نوے فرزند ہو چکے تھے، علاوہ اس کے فرزندوں کی اولاد کے۔ بادشاہ کا ہمسایہ ایک مرد صالح بنی اسرائیل میں سے تھا جس کا ایک باغ بادشاہ کے محل کے پہلو میں تھا اُسی باغ کی آمدنی اُس مرد دیندار کی روزی کا ذریعہ تھی۔ بادشاہ بھی امس شخص کی عزّت کرتا تھا۔ ایک بار بادشاہ سفر میں گیا تھا اُس عورت نے موقع کو غنیمت سمجھ کر اُس مرد مومن کو مار ڈالا اور اس کے اہل وعیال سے وُہ باغ چھین لیا۔ اس سبب سے خداوند عالم ان پر غضبناک ہُوا۔ جب بادشاہ سفر سے واپس آیا اور اس کی اطلاع اس کو دی گئی تو اُس نے اُس عورت سے کہا کہ تونے یہ اچھا نہ کیا۔ تو خدا نے الیاسؑ کو ان پر مبعوث فرمایا کہ اُن لوگوں کو خدا کی عبادت پر آمادہ کریں ان لوگوں نے

ترجمہ، اور اسمٰعیل اور الیسع اور ذوالکفل کو یاد کرو۔ وہ سب نیک لوگوں میں سے تھے (۴۸) ص

حضرت کی تکذیب کی اور ان کو ذلیل و خوار کر کے اپنے پاس سے بھگا دیا اور ان کو قتل کی دھمکی دی۔ الیاسؑ نے صبر کیا اور پھر ان لوگوں کو خدا کی طرف بُلایا۔ جس قدر ان کو خدا کی جانب دعوت دیتے اور نصیحت کرتے ان کی سرکشی اور مفسدہ پردازی بڑھتی جاتی۔ آخر خدا نے اپنی ذات اقدس کی قسم کھا کر فرمایا کہ اگر بادشاہ اور اس کی زن فاحشہ نے توبہ نہ کی تو دونوں کو ہلاک کروں گا۔ الیاسؑ نے خدا کا یہ پیغام اُن کو پہنچا دیا تو اُن کو الیاسؑ پر اور زیادہ غصّہ آیا اور اُن کے مار ڈالنے اور عذاب و تکلیف میں مبتلا کرنے کا ارادہ کیا۔ الیاسؑ ان کے شہر سے چلے گئے اور ایک بڑے پہاڑ پر پناہ لی۔ سات سال تک اسی جگہ درختوں کے پھل کھا کر زندگی بسر کی۔ خدا نے اُن کے قیام کی جگہ ان ظالموں سے پوشیدہ کر دی تھی۔ اسی اثناء میں بادشاہ کا بیٹا بیمار ہُوا اور ایک سخت مرض میں مبتلا ہوا جس سے لوگ اس کی زندگی سے ناامید ہو گئے۔ وہ لڑکا بادشاہ کو سب سے زیادہ پیارا تھا۔ لوگ بُت پرستوں کے پاس سفارش کراتے رہے کہ بادشاہ کے فرزند کو شفا بخشے مگر لڑکا اچھا نہ ہوا تو بادشاہ نے کچھ لوگوں کو پہاڑ کے نیچے بھیجا جس کے بارے میں گمان تھا کہ حضرت الیاسؑ اُس پر رہتے ہیں وہ لوگ حضرت کو پکار کر التجا کرنے لگے کہ وہ نیچے آئیں اور اُس لڑکے کے واسطے دعا کریں۔ حضرت الیاسؑ پہاڑ سے نیچے تشریف لائے اور ان لوگوں سے فرمایا کہ خدا نے تمہاری طرف اور تمام اہل شہر و بادشاہ کی طرف مجھ کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔ لہٰذا اپنے پالنے والے کا پیغام سُنو، وہ فرماتا ہے کہ بادشاہ کے پاس جاؤ اور کہو کہ میں خدا ہوں میرے سوا کوئی خدا نہیں ہے۔ میں بنی اسرائیل کا پروردگار ہوں، میں نے ہی ان کو پیدا کیا ہے اور میں ہی ان کو روزی دیتا ہوں، ان کو زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں

ترجمہ، اور الیاس بھی پیغمبروں میں سے تھے ﴿۱۲۳﴾ جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ تم ڈرتے کیوں نہیں؟ ﴿۱۲۴﴾ کیا تم بعل کو پکارتے (اور اسے پوجتے) ہو اور سب سے بہتر پیدا کرنے والے کو چھوڑ دیتے ہو ﴿۱۲۵﴾ (یعنی) خدا کو جو تمہارا اور تمہارے اگلے باپ دادا کا پروردگار ہے ﴿۱۲۶﴾ تو ان لوگوں نے ان کو جھٹلا دیا۔ سو وہ (دوزخ میں) حاضر کئے جائیں گے ﴿۱۲۷﴾ ہاں خدا کے بندگان خاص (مبتلائے عذاب نہیں) ہوں گے ﴿۱۲۸﴾ اور ان کا ذکر (خیر) پچھلوں میں (باقی) چھوڑ دیا ﴿۱۲۹﴾

سورۃ الصافات

اور ہر طرح کا فائدہ و نقصان میرے اختیار میں ہے اور تو اپنے لڑکے کے لئے شفا میرے پیغمبر سے طلب کرتا ہے۔ وہ لوگ بادشاہ کے پاس واپس آئے اور سارا قصّہ بیان کیا بادشاہ کو یہ سن کر بہت غصّہ آیا اور حکم دیا کہ جاؤ اور الیاسؑ کو دیکھو اور اُن کو باندھ کر میرے پاس لاؤ کیونکہ وہ میرا دشمن ہے وہ سب بولے کہ جب ہم نے الیاسؑ کو دیکھا ایک قسم کو خوف ہمارے دلوں میں ان کی طرف سے پیدا ہُوا اور ہم ان کو گرفتار نہ کر سکے۔ بادشاہ نے اپنے لشکر میں سے پچاس مضبوط بہادروں کو انتخاب کر کے کہا کہ جاؤ اور الیاسؑ سے پہلے اظہار کرو کہ ہم لوگ تم پر ایمان لائے ہیں تاکہ وہ تمہارے نزدیک آئیں تو تم ان کو گرفتار کر لو اور میرے پاس لاؤ۔ وہ پچاس اشخاص پہاڑ پر گئے اور ادھر اُدھر متفرق ہو گئے اور بلند آواز سے ان کو پکارنے لگے کہ اے پیغمبر خدا ہم آپ پر ایمان لائے ہیں آپ ہم سے آکر ملاقات کریں۔ اُس وقت حضرت الیاسؑ جنگل میں تھے ان کی آواز سُن کر آپ کو لالچ ہوئی کہ شاید ایمان لائیں۔ دُعا کی کہ پالنے والے اگر یہ لوگ اپنے قول میں سچّے ہیں تو مجھے اجازت دے کہ میں ان کے پاس جاؤں اور اگر یہ جھوٹے ہیں تو مجھ کو اُن کے شر سے محفوظ رکھ اور ایک آگ بھیج جو ان کو جلا دے۔ ابھی حضرت الیاسؑ کی دُعا تمام نہ ہوئی تھی کہ آگ اُن پر نازل ہُوئی جس نے اُن سب کو جلا دیا۔ جب یہ خبر بادشاہ کو پہنچی تو اس کو اور زیادہ غصہ آیا اور اپنی زوجہ کے کاتب کو جو مومن تھا طلب کیا اور ایک جماعت اس کے ساتھ کی اور کہا کہ اب وقت آگیا ہے کہ ہم الیاسؑ پر ایمان لائیں اور توبہ کریں اور تم جاؤ اور اُن کو راضی کر کے لاؤ تاکہ ہماری ہدایت کریں اور جو کچھ خدا کو پسند ہو ہم کو تعلیم دیں اور اپنی قوم کو حکم دیا کہ بُت پرستی ترک کر دیں۔ کاتب اس

ترجمہ، اور زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس کو بھی۔ یہ سب نیکوکار تھے ﴿۸۵﴾ اور اسمٰعیل اور الیسع اور یونس اور لوط کو بھی۔ اور ان سب کو جہان کے لوگوں پر فضیلت بخشی تھی ﴿۸٦﴾ اور اسمٰعیل اور الیسع اور یونس اور لوط کو بھی۔ اور ان سب کو جہان کے لوگوں پر فضیلت بخشی تھی ﴿۸٦﴾ اور بعض بعض کو ان کے باپ دادا اور اولاد اور بھائیوں میں سے بھی۔ اور ان کو برگزیدہ بھی کیا تھا اور سیدھا رستہ بھی دکھایا تھا ﴿۸۷﴾ یہ خدا کی ہدایت ہے اس پر اپنے بندوں میں سے جسے چاہے چلائے۔ اور اگر وہ لوگ شرک کرتے تو جو عمل وہ کرتے تھے

(بقیہ اگلے صفحے پر)

جماعت کو لے کر پہاڑ پر آیا اور حضرت الیاسؑ کو ندا کی حضرت نے کاتب کی آواز پہچانی۔ خدا نے ان کو وحی کی کہ اپنے برادر ایمانی کے پاس جائیں سلام کریں اور اُس سے مصافحہ کریں۔ الیاسؑ اُن کے پاس آئے اُس کاتب نے بادشاہ کا سارا حال سُنایا اور کہا کہ اگر میں جاتا ہوں اور آپ نہیں چلتے تو وہ مجھ کو قتل کروے گا۔ خدا نے الیاسؑ پر وحی کی کہ جو کچھ بادشاہ نے تم کو پیغام بھیجا ہے سب مکر و حیلہ ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ تم پر قابو پائے اور قتل کردے اس مومن سے کہہ دو کہ بادشاہ سے خوف نہ کرے میں اس کے فرزند کو موت بھیجتا ہوں۔ بادشاہ اُس کے غم میں مبتلا ہو جائے گا اور مومن کو کوئی گزند نہ پہنچا سکے گا۔ وہ مومن واپس گیا اور جب وہ بادشاہ کے پاس پہنچا تو اس کے لڑکے کی حالت خراب ہو رہی تھی اور موت اُس کا گلا پکڑ چکی تھی۔ بادشاہ ان لوگوں کی طرف متوجہ نہ ہوا۔ ایک مدّت کے بعد جب بادشاہ کو غم فرزند سے کچھ فرصت ملی تو اس مومن سے حضرت الیاسؑ کے بارے میں دریافت کیا اُس نے جواب دیا کہ مجھے الیاسؑ نہیں ملے تھے۔ الیاسؑ اس کے بعد پہاڑ سے نیچے آئے اور ایک سال تک حضرت یونسؑ بن متی کے مکان میں پوشیدہ رہے اور جب حضرت یونسؑ پیدا ہوئے تو وہ پھر پہاڑ پر واپس چلے گئے اور اپنی جگہ پر مقیم ہو گئے۔ ان کے چلے جانے کے تھوڑے عرصہ بعد ماں نے حضرت یونسؑ کا دودھ چھڑا دیا اور وہ فوت ہو گئے تو اُن کی ماں کو سخت صدمہ ہُوا۔ وُہ حضرت الیاسؑ کی تلاش میں پہاڑ پر گئیں۔ جستجو کے بعد الیاسؑ سے ملاقات کی اور اپنے بیٹے کا قصہ اُن سے بیان کیا اور کہا کہ خدا نے مجھے الہام کیا ہے کہ میں آپکے پاس آؤں اور آپ کو اس کی بارگاہ میں شفیع قرار دوں تاکہ وہ میرے بچّے کو زندہ کرے۔ میں نے یونسؑ کو اسی حال

(پچھلے صفحے کا بقیہ ترجمہ)، سب ضائع ہو جاتے ﴿۸۸﴾ یہ وہ لوگ تھے جن کو ہم نے کتاب اور حکم (شریعت) اور نبوت عطا فرمائی تھی۔ اگر یہ (کفار) ان باتوں سے انکار کریں تو ہم نے ان پر (ایمان لانے کے لئے) ایسے لوگ مقرر کر دیئے ہیں کہ وہ ان سے کبھی انکار کرنے والے نہیں ﴿۸۹﴾ یہ وہ لوگ ہیں جن کو خدا نے ہدایت دی تھی تو تم انہیں کی ہدایت کی پیروی کرو۔ کہہ دو کہ میں تم سے اس (قرآن) کا صلہ نہیں مانگتا۔ یہ تو جہان کے لوگوں کے لئے محض نصیحت ہے ﴿۹۰﴾

سورۃ الأنعام

میں چھپا رکھا ہے۔ نہ اُس کے مرنے کی خبر کسی کو دی ہے اور نہ اس کو دفن ہی کیا ہے۔ الیاسؑ نے پُوچھا کہ تمہارے فرزند کو مرے ہوئے کتنے دن ہُوئے کہا سات روز غرض حضرت الیاسؑ سات روز کے بعد حضرت یونسؑ کے گھر پہنچے اور بارگاہ الٰہی میں دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے اور دُعا میں بہت مبالغہ کیا تو خداوند عالم نے اپنی قدرت کاملہ سے یونسؑ کو زندہ فرمایا اور پھر الیاسؑ اپنی جگہ پر واپس چلے گئے، اسی لئے امام رضاؑ نے جاثلیق نصرانی سے اثنائے گفتگو میں فرمایا تھا اور اُس پر حجت تمام کی تھی کہ اگر حضرت عیسٰیؑ کو تم لوگ اس لئے خدا کہتے ہو کہ انہوں نے مردوں کو زندہ کیا وغیرہ وغیرہ تو حضرت یسعؑ کو بھی خدا کیوں نہیں کہتے کیونکہ یسعؑ پانی پر چلتے تھے۔ مردے کو زندہ کرتے تھے اندھے اور مبروص کو اچھا کرتے تھے۔ الغرض جب یونسؑ کی عمر چالیس سال ہوئی وہ اپنی قوم پر مبعوث ہوئے۔ اور جب حضرت الیاسؑ خانۂ یونسؑ سے واپس گئے تو سات سال کے بعد خدا نے ان کو وحی کی کہ مجھ سے جو چاہو مانگو۔ میں عطا کروں گا الیاسؑ نے عرض کی کہ پالنے والے مجھے دُنیا سے اٹھالے اور میرے آباؤ اجداد سے ملحق فرما کیونکہ بنی اسرائیل سے مجھے اذیت ہے اور میں تیرے سبب سے اُن کو دشمن رکھتا ہوں۔ خدا نے اُن کو وحی کی کہ اے الیاسؑ یہ موقع نہیں ہے کہ اس زمین اور اہل زمین کو تم سے خالی کروں۔ آج زمین کا قیام تمہارے سبب سے ہے اور ہر زمانہ میں میرا ایک خلیفہ زمین میں ہونا چاہیے۔ کوئی دوسرا سوال کرو۔ الیاسؑ نے عرض کی کہ خداوندا پھر میرا انتقام ان سے لے اور سات برس تک اُن پر پانی نہ برسا مگر جبکہ میں سفارش کروں کیونکہ تیرے بارے میں وُہ سب مجھ سے دشمنی رکھتے ہیں۔ الغرض الیاسؑ کی بددُعا کے بعد بارش رُک گئی اور بنی اسرائیل میں قحط پڑا اور وہ بھوکے مرنے لگے تب انہوں نے سمجھا کہ یہ قہر حضرت الیاسؑ کی نفرین کے سبب سے ہے تو وہ لوگ حضرت کے پاس آئے اور فریاد کی اور کہا کہ ہم لوگ آپ کے فرمانبردار ہیں آپ جو حکم دیجئے گا، بجالائیں۔ یہ معلوم کر کے الیاسؑ پہاڑ سے اُترے اور بادشاہ کے پاس گئے، اُن کے شاگرد حضرت یسعؑ ان کے ساتھ تھے۔ اُس نے کہا آپ نے بنی اسرائیل کو قحط میں فنا کر دیا۔ الیاسؑ نے فرمایا اُسی نے ان کو ہلاک کیا ہے جس نے ان کو گمراہ

کیا، بادشاہ نے کہا، اب دُعا کیجئے کہ خدا پانی برسائے۔ جب رات ہُوئی الیاسؑ کھڑے ہُوئے اور دعا کی اور حضرت یسعؑ سے فرمایا کہ آسمان کے چاروں طرف دیکھیں۔ یسعؑ نے کہا کہ کچھ ابر دیکھتا ہوں جو بلند ہو رہا ہے الیاسؑ نے فرمایا کہ بشارت ہو کہ بارش آرہی ہے لوگوں سے کہہ دو کہ غرق ہونے سے اپنی اور اپنے اموال کی حفاظت کریں۔ غرضیکہ بارش ہوئی اور شادابی پھیلی اور قحط دُور ہوا۔ حضرت الیاسؑ ایک مدّت تک اُن میں رہے اور وہ لوگ بھی نیکی و شائستگی کے ساتھ بسر کرتے رہے۔ پھر سرکشی اور فساد کی طرف پلٹے اور حق الیاسؑ سے منکر ہوگئے اور اُن سے بغاوت شروع کردی۔ خدا نے ایک دشمن کو اُن پر مسلّط فرمایا جو اچانک حملہ آور ہو کر اُن پر غالب آیا۔ بادشاہ اور اس کی زوجہ کو قتل کیا اور اُن کو اُسی مرد صالح کے باغ میں ڈال دیا جس کو اسکی زوجہ نے قتل کیا تھا۔ حضرت الیاسؑ نے یسعؑ کو اپنا وصی مقرر کیا۔ الیاسؑ پر خدا نے عنایت فرمایا اور ان کو نگاہ خلق سے پوشیدہ کر کے آسمان پر اُٹھا لیا۔ الیاسؑ نے اپنی عبا یسعؑ کے لئے ہوا کے درمیان سے پھینک دی۔ حضرت یسعؑ کو خدا نے بنی اسرائیل کا پیغمبر قرار دیا اور ان پر وحی نازل فرمائی اور اُن کو عزّت دی۔ بنی اسرائیل آپ کی تعظیم کرتے تھے اور آپ کے اخلاق حسنہ سے ہدایت حاصل کرتے تھے۔ منقول ہے کہ حضرت الیاسؑ نے سجدے میں یہ دُعا کی "آیا تو مجھ پر عذاب کرے گا اور دیکھے گا حالانکہ میں تیرے لئے گرم ہواؤں میں روزہ رکھ کر پیاسا رہا ہوں۔ کیا تو دیکھے گا مجھ پر عذاب کر کے حالانکہ میں نے اپنا مُنہ تیرے سامنے خاک پر رگڑا ہے۔ کیا تو دیکھے گا مجھ پر عذاب کر کے حالانکہ میں نے اپنی راتیں تیری یاد میں بحالت بیداری گذاری ہیں۔ حضرت الیاسؑ نے جب یہ دُعا پڑھی تو خدا نے ان کو وحی کی کہ سر سجدہ سے اٹھاؤ کہ میں تم پر عذاب نہ کروں گا۔ حضرت نے مناجات شروع کی کہ پروردگارا تو اگر فرماتا ہے کہ میں عذاب نہ کروں گا اور میرے اعمال کے سبب تو عذاب میں مبتلا فرمائے تو کیا ہوگا کیا میں تیرا بندہ اور تو میرا پروردگار نہیں ہے خدا نے فرمایا کہ سر اُٹھاؤ میں نے جو وعدہ کیا ہے ضرور وفا کروں گا۔ یہ بھی منقول ہے کہ الیاسؑ، یسعؑ اور یوشعؑ بن نون کی غذا کرفس جو ایک قسم کی اجوائن کی دوا ہوتی ہے جس کی بُو ناگوار اور تیز ہوتی

ہے جس کو اجمود ولایتی بھی کہتے ہیں۔ ایک روایت کے مطابق یہ دعا الیاسؑ کے بجائے الیاؑ سے منسوب ہے اور مولف فرماتے ہیں ممکن ہے کہ الیاؑ اور الیاسؑ ایک ہی رہے ہوں اس لئے کہ اُن کے حالات اور نام ایک دُوسرے سے ملتے جلتے ہیں اور ارباب تفسیر و تاریخ نے الیاؑ کا کوئی تذکرہ نہیں کیا ہے اور شیخ طبری فرمایا کہ علماء نے الیاسؑ کے بارے میں اختلاف کیا اور کہا ہے کہ وہ ادریسؑ ہیں بعض کہتے ہیں کہ وہ ہارونؑ پسر عمران کی نسل سے تھے اور یسعؑ کے چچا کے بیٹے تھے اور بنی اسرائیل سے تھے اور اُن کے باپ بسیر لمتحاص کے بیٹے تھے پسر ہارون ابن عمرانؑ کے علاوہ۔ مشہور یہی ہے اور وہ حزقیلؑ پیغمبر کے بعد مبعوث ہوئے جبکہ وہ آسمان پر چلے گئے۔ یسعؑ پیغمبر مبعوث ہوئے بعض کہتے ہیں کہ الیاسؑ صحرا میں بھٹکے ہوؤں کی رہنمائی کرتے ہیں اور کمزوروں کی مدد کرتے ہیں اور خضرؑ دریاؤں کے جزیروں میں لوگوں کی رہنمائی کرتے ہیں اور عرفات میں روز عرفہ ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں۔ بعضوں نے کہا ہے کہ الیاسؑ ہی ذوالکفلؑ ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ خضر و الیاسؑ ایک ہی ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ یسعؑ اخطوب کے فرزند ہیں جن کو اہل العجوز کہتے ہیں۔

منقول ہے کہ بنی اسرائیل کے زمانہ میں ایک شخص الیا نامی تھے وہ بنی اسرائیل کے چار سو افراد کے سردار تھے۔ بنی اسرائیل کا بادشاہ بُت پرستوں کی ایک عورت پر عاشق ہوا جو بنی اسرائیل کے علاوہ تھی۔ بادشاہ نے خواستگاری کی اُس عورت نے کہا کہ اس شرط پر تیرے عقد میں آؤں گی کہ تو اجازت دے کہ میں اپنے بُت کو بھی تیرے شہر میں لا کر اس کی پرستش کرتی رہوں۔ بادشاہ نے انکار کیا لیکن دوبارہ خط و کتابت کی پھر بھی وہ عورت بغیر اس شرط کے راضی نہ ہوئی تو آخر بادشاہ نے اُس کی شرط قبول کر لی اور اُس سے عقد کر لیا اور اُس عورت کو مع اُس کے بُت کے اپنے شہر میں لایا وہ عورت آٹھ سو بُت پرستوں کو بھی اپنے ساتھ لائی جو اُس کے شہر میں اس بُت کی پرستش کرتے تھے۔ اس وقت الیاؑ اُس بادشاہ کے پاس آئے اور کہا خدا نے تجھ کو بادشاہ بنایا اور تیری عمر دراز کی اور تو اُس سے بغاوت و سرکشی کرتا ہے بادشاہ نے الیا کی باتوں پر کچھ توجہ نہ کی تو الیاؑ نے اُس پر نفرین کی کہ خدا ایک قطرہ

باراں کا اُن پر نہ برسائے۔ تین سال تک اُن میں شدید قحط پڑا۔ یہاں تک کہ ان لوگوں نے اپنے چوپایوں کو ذبح کر کے کھالیا۔ اور سوائے ایک ٹٹو کے کوئی چوپایا نہ بچا جس پر بادشاہ سوار ہوتا تھا۔ بادشاہ کا وزیر مسلمان تھا اور حضرت الیاؑ کے اصحاب وزیر کے پاس ایک سرداب میں پوشیدہ تھے وہ ان کو کھلاتا تھا۔ خدا نے الیاؑ پر وحی کی کہ جا کر بادشاہ کو سمجھاؤ میں چاہتا ہوں کہ اُس کی توبہ قبول کروں۔ الیاؑ بادشاہ کے پاس گئے اُس نے کہا بنی اسرائیل کے ساتھ آپ نے کیا کیا سب کو مار ڈالا۔ الیاؑ نے فرمایا کہ میں جو کچھ حکم تجھے دوں اُس کی اطاعت کرے گا۔ بادشاہ نے کہا ہاں الیاؑ نے اُس سے عہد و اقرار لیا۔ پھر اپنے اصحاب کو جو پوشیدہ تھے باہر لائے اور دو کام کر کے خدا کا تقرب حاصل کیا۔ قربانی کی اور زن بادشاہ کو طلب کر کے قتل کیا اور اُس کے بُت کو جلا دیا۔ بادشاہ نے خوب توبہ کی اور لباس مومنین کا پہنا تو خداوند عالم نے اُن سے قحط کو دور فرمایا۔ اُن پر بارش بھیجی اور اُن کے درمیان فراوانی ہوئی۔

منقول ہے کہ حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار امام باقرؑ طواف میں تھے ناگاہ ایک شخص اُن حضرت سے ملا اور حضرت کا طواف قطع کر کے ایک مکان میں لے گیا جو کوہ صفا کے پہلو میں تھا۔ اُن حضرت نے کسی کو بھیج کر مجھے بھی بُلا لیا۔ وہاں ہم تین اشخاص کے علاوہ اور کوئی نہ تھا۔ اُس شخص نے مجھ سے کہا اے فرزند رسولؐ مرحبا آپ خوب آئے اور اپنا ہاتھ میرے سر پر پھیر کر بولا کہ اے امین خدا آپ چاہیں تو خود مجھے خبر دیں یا چاہیں تو میں خبر دوں۔ یا آپ مجھ سے سوال کریں یا میں آپ سے سوال کروں اگر چاہیں تو مجھ سے سچ فرمائیں یا میں سچ کہوں۔ میرے پدر نے فرمایا میں سب طرح راضی ہوں۔ اُس نے کہا اچھا میں جس وقت آپ سے سوال کروں آپ ہرگز زبان سے کوئی ایسی چیز نہ کہیئے گا جس کے علاوہ آپ کے دل میں کوئی اور چیز ہو۔ میرے پدر نے فرمایا ایسا وہ کرتا ہے جس کے پاس دو علم ایک دوسرے کے مخالف ہوتے ہیں اور اُس کا علم از روئے اجتہاد و گمان ہوتا ہے لیکن علم خدا میں کوئی اختلاف نہیں ہوتا۔ اُس نے کہا میرا سوال یہی تھا جس کے متعلق کچھ آپ نے بیان فرما دیا اب مجھے یہ بتلایئے کہ وہ علم جس میں کچھ اختلاف نہیں ہے کون جانتا ہے؟

حضرت نے فرمایا کہ وہ تمام علم خدا کو ہے اور اُس میں جس قدر لوگوں کے لئے ضروری ہے پیغمبروں کے اوصیا کے پاس ہے۔ یہ سُن کر اُس مرد نے اپنے چہرہ سے نقاب اُلٹ دی اور درست ہو کر بیٹھ گیا اور بہت خوش و مسرور ہوا اور کہا میں یہی چاہتا تھا اور اسی لئے آیا ہوں۔ آپ نے کہا ہے کہ جس قدر علم لوگوں کے لئے ضروری ہے اوصیاء کو حاصل ہے، پس فرمایئے کہ اوصیاء کس طرح جانتے ہیں؟ فرمایا اُسی طریقہ سے جیسے کے پیغمبر کو خدا سے حاصل ہوتا تھا۔ ان کو الہام ہوتا ہے اور وہ فرشتہ کی آواز سُنتے ہیں لیکن پیغمبر گفتگو کے وقت ان کو دیکھتا ہے اور وہ اوصیا نہیں دیکھتے اس لئے کہ وہ پیغمبر ہوتا ہے اور یہ لوگ محدث ہیں یعنی ملک کے کہے ہوئے کلام کے متکلم، اور پیغمبر کو معراج ہوتی ہے وہ کلام خدا بغیر کسی واسطہ کے سنتا ہے اور اوصیا کو یہ صورت نہیں حاصل ہے۔ اُس شخص نے کہا اے فرزند رسولؐ آپ نے سچ فرمایا اب ایک دشوار مسئلہ پوچھتا ہوں فرمایئے کہ علم اوصیاء کیوں اس وقت پوشیدہ ہے اور کیوں وہ تقیہ کرتے ہیں اور اپنے علم کو اُسی طرح ظاہر کیوں نہیں کرتے جیسے پیغمبر ظاہر کرتے تھے؟ یہ سُن کر میرے پدر بزرگوار ہنسے اور فرمایا کہ خدا نہیں چاہتا کہ اپنے علم پر کسی کو مطلع کرے سوائے اُس کے کہ جس کے دل کو ایمان کے ذریعہ آزما چکا ہے چنانچہ برسوں حضرت رسالت مآبؐ نے مکّہ میں خدا کے حکم سے قوم کی زیادتیوں پر صبر فرمایا اور ان کو اجازت نہ تھی کہ وہ کفار سے جہاد کریں اور مدتوں اپنے دین اور پیغمبری کو حضرت نے اپنی قوم سے پوشیدہ رکھا۔ یہاں تک کہ خدا نے ان کو وحی کی کہ ظاہر کرو اور اعلانیہ بیان کرو جو کچھ خدا نے حکم دیا اور مشرکین سے اعراض کرو۔ خدا کی قسم اگر پہلے ہی کہتے تو تکلیفوں سے محفوظ رہتے لیکن اس لئے صبر کیا کہ چاہتے تھے کہ ایسے وقت اعلان کریں جب وُہ لوگ آپ کی اطاعت کریں حضرت کو ان کی مخالفت کا خوف تھا اس لئے ابتدا ہی میں آپ نے اعلان نہ فرمایا اور ہم بھی اپنے علم کا اظہار اس لئے نہیں کرتے ہیں کہ ہم جانتے ہیں کہ لوگ ہماری اطاعت نہیں کریں گے اور ہم کو خدا کی جانب سے حکم نہیں ہے کہ ہم اُن سے جہاد کریں میں چاہتا ہوں کہ وہ وقت تم اپنی آنکھوں سے دیکھو جبکہ مہدی امّت ظاہر ہوں اور ملائکہ تلواروں سے آل

داؤد کو قتل کریں اور ہوا میں کافران گذشتہ کو عذاب کریں اور اُن کے ہم خیال لوگوں کی رُوحوں کو ان کے مُنہ اور دانتوں سے ملائیں۔ پس اُس شخص نے اپنی تلوار نکالی اور کہا کہ یہ شمشیر بھی انہیں شمشیروں میں سے ہے جن سے اُن کافروں سے جہاد کیا جائیگا اور میں بھی اُن حضرت کے انصار میں سے ہوں گا۔ حضرت نے فرمایا ہاں اُس خدا کی قسم جس نے محمدؐ کو تمام خلق سے برگزیدہ فرمایا ہے ایسا ہی ہے جیسا تم کہتے ہو۔ اس کے بعد اُس مرد نے نقاب پھر اپنے چہرہ پر ڈالی اور کہا میں الیاسؑ ہوں، میں نے جو کچھ آپ سے پُوچھا وہ سب جانتا ہوں اور آپ کو پہچانتا ہوں لیکن میں چاہتا تھا کہ ان سوالات سے آپ کے اصحاب کے ایمان میں تقویت پہنچے۔ پھر بہت سے سوالات حضرت سے کئے اور اُٹھ کر غائب ہو گئے۔

(نوٹ: بقیہ انبیاء کے حالات زندگی جلد دوئم میں ملاحظ فرمائیں۔)

برائے مہربانی ایک سورۃ فاتحہ پڑھ کر ابو جعفر ولد علی محمد، کنیز سیدہ بنت علی سجاد، حسن جعفر ولد ابو جعفر اور تمام مومنین و مومنات خصوصاً شہداء اور بے اولاد حضرات کی روح کو بخش دیں۔ شکریہ

page is left blank intentionally